صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

جمعۃ المبارک، 6۔ فروری 1998ء
(آدینہ، 8۔ شوال 1418ھ)

جلد، 8 شمارہ، 1

سرکاری رپورٹ

مندرجات

جمعۃ المبارک، 6۔ فروری 1998ء
(جلد 8، بشمول شمارہ جات 1 تا 2)

	صفحہ
تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ	1
چیئرمینوں کا پینل سابق گورنر پنجاب مخدوم سجاد حسین قریشی و دیگر مرحومین کے لیے فاتحہ خوانی	2
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (محکمہ جات لائیو سٹاک و جنگلات)	4
غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	32

جاری .....

صفحہ

استحقاق:

ڈائرکٹر آڈٹ گوجرانوالہ کے اراکین اسمبلی کے خلاف ہتک آمیز ریمارکس ---------- 35

تحاریک التوائے کار۔۔۔

ضلع رحیم یار خان میں سکارپ کے منصوبے کی ناکامی ---------- 37

۔۔۔ محکمہ تعلیم خان پور میں خواتین اساتذہ کی ناجائز بھرتیاں ---------- 39

۔۔۔ چک نمبر 14 ر۔ب فیصل آباد میں گندے پانی کا جوہڑ ---------- 43

۔۔۔ ماموں کانجن ضلع فیصل آباد میں سیوریج کا منصوبہ ---------- 45

۔۔۔ کمایہ شوگر ملز کی طرف سے کاشت کاروں کو رقم کی عدم ادائیگی ---------- 46

۔۔۔ موٹروے پر ڈکیتی کی وارداتوں کا تدارک ---------- 47

۔۔۔ سلیمانکی پارک، ضلع اوکاڑہ میں محکمہ جنگلات کے ملازمین کو تنخواہوں کی عدم ادائیگی ---------- 48

۔۔۔ گورنمنٹ کالج، لاہور کے بی اے، بی ایس سی کے انگریزی نصاب میں اسلامی اقدار کے منافی مواد ---------- 48

مجالس کی رپورٹیں: ---------- 52

اراکین اسمبلی کی رخصت: ---------- 55

مسودہ قانون:

مسودہ قانون (تنسیخ) مالیہ اراضی پنجاب، مصدرہ 1997ء ---------- 61

اجلاس کی طلبی کا فرمان

"In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, **SHAHID HAMID**, *Governor* of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on February 6, 1998 at 3.00 p.m. in the Assembly Chambers, Lahore.

SHAHID HAMID
GOVERNOR OF THE PUNJAB"

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا آٹھواں اجلاس)

جمعۃ المبارک' 6۔ فروری 1998ء

(آدینہ' 8۔ شوال 1418ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں سہ پہر ساڑھے تین بجے زیر صدارت جناب سپیکر (چودھری پرویز الٰہی) منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری سید صداقت علی نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِo

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِo

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ج ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَ قُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ط ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ط وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍo اَفَمَنْ يَّتَّقِيْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ط وَ قِيْلَ لِلظّٰلِمِيْنَ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَo كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتٰهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَo فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ج وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ م لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَo

سورۃ الزمر آیت نمبر 23 تا 26o

اللہ نے نہایت اچھی باتیں نازل فرمائی ہیں (یعنی) کتاب (جس کی آیتیں باہم) ملتی جلتی (ہیں) اور دہرائی جاتی (ہیں) جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں پھر ان کے بدن اور دل نرم (ہو کر) اللہ کی یاد کی طرف (متوجہ) ہو جاتے ہیں۔ یہی اللہ کی ہدایت ہے وہ اس سے جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جس کو اللہ گمراہ کرے اُس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیںo جو بھلا شخص قیامت کے دن اپنے منہ سے بُرے عذاب کو روکتا ہو (کیا وہ ویسا ہوسکتا ہے جو چین میں ہو) اور ظالموں سے کہا جائے گا کہ جو کچھ تم کرتے رہے تھے اس کے مزے چکھوo جو لوگ ان سے پہلے تھے اُنھوں نے بھی تکذیب کی تھی تو اُن پر عذاب ایسی جگہ سے آ گیا کہ اُن کو خبر ہی نہ تھی۔ پھر اُن کو اللہ نے دنیا کی زندگی میں رسوائی کا مزہ چکھا دیا اور آخرت کا عذاب تو بہت بڑا ہے۔ کاش یہ سمجھ رکھتےo

وما علینا الا البلاغo

چیئرمینوں کا پینل

پیر سید محمد بنیامین رضوی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! ایک منٹ' پہلے سیکرٹری صاحب پینل آف چیئرمین کا اعلان کریں گے۔

جناب سیکرٹری اسمبلی، (ڈاکٹر سید ابوالحسن نجمی)، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997ء کے قاعدہ 13 کے تحت سپیکر صاحب نے اسمبلی کے اجلاس ہذا کے لیے چار معزز اراکین پر مشتمل بحسب ترتیب و تقدیم ذیل صدر نشینوں کی جماعت تشکیل فرمائی ہے۔

1۔ جناب عثمان ابراہیم

2۔ مولوی محمد سلطان عالم انصاری

3۔ سید مسعود عالم شاہ

4۔ جناب ارشد عمران سلہری

جناب سپیکر، جی پیر صاحب!

سابق گورنر پنجاب مخدوم سجاد حسین قریشی و دیگر مرحومین کے لیے فاتحہ خوانی

پیر سید محمد بنیامین رضوی، جناب سپیکر! ہمارے بھائی میاں عبدالحمید صاحب ایم پی اے نارووال کے والد دہشت گردی کا نشانہ بنے اور شہید ہو گئے۔ رانا نورالحسن ایم پی اے ملتان کے والد' جناب مولوی سلطان عالم انصاری ایم پی اے ملتان کی والدہ اور سابق گورنر مخدوم سجادحسین قریشی اور محترم منشاء اللہ بٹ صاحب کے بھنوئی دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں۔ ان کے لیے اجتماعی فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب آصف علی ملک، پوائنٹ آف آرڈر! جناب سپیکر! حاجی گلاب صاحب سابق ممبر اسمبلی کے لیے بھی فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب سپیکر، سب کے لیے دعا کی جائے۔

(اس مرحلے پر فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب سپیکر، اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی سعید اکبر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ایک نہایت ہی کرب ناک واقعہ ہوا ہے جس میں 24 آدمی شہید ہوئے۔ میری استدعا ہے کہ ان کے لیے بھی اس ہاؤس میں فاتحہ خوانی کی جائے۔ مومن پورہ لاہور میں جو 24 بے گناہ افراد کو قتل کیا گیا ان کے لیے فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب سپیکر، جی دعا کی جائے۔

(اس مرحلے پر فاتحہ خوانی کی گئی)

سردار امجد حمید خان دستی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' دستی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب سپیکر! ہماری غیر حاضری میں ابھی دو تین دن ہوئے کہ ایک نہایت وحشت ناک اور نہایت شرم ناک خبر اخباروں میں آئی ہے' اداریوں میں آئی ہے۔ کالم نگاروں نے اس کے متعلق لکھا ہے' "سر راہ" میں آئی ہے کہ قائد اعظم کے خاندان کے ایک پڑنواسے سکندر علی کو پولیس نے بڑی بے دردی سے تشدد کے ذریعے قتل کر دیا۔ وہ سحری کے وقت پراٹھا خرید کرنے کے لیے جا رہا تھا کہ راستے میں پولیس کے ہتھے چڑھ گیا۔ جیسے کہ اخبارات میں آتا رہا ہے کہ پولیس 50 ہزار روپے طلب کرتی رہے' لیکن وہ غریب خاندان اس کا متحمل نہیں ہو سکا۔ میری گزارش ہے کہ اس واقعے کی پر زور مذمت کی جائے اور اس کی full fledge judicial inquiry کے لیے مطالبہ کیا جائے۔

جناب سپیکر، یہ واقع کراچی میں ہوا ہے۔ میرے خیال میں جب تک سارے حقائق سامنے نہ آ جائیں کہ یہ واقع کس طرح ہوا ہے اور کون لوگ اس کے ذمہ دار تھے۔ سردار صاحب! اس بارے میں آپ کے پاس کوئی اطلاع ہے؟

وزیر خزانہ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)، جناب سپیکر! یہ ایک اخباری اطلاع ہے۔ لیکن میرے خیال

میں اس حد تک سارا ایوان ان کی حمایت کرتا ہے کہ ہم اس واقعے کی پُر زور مذمت کرتے ہیں اور حکومت سندھ سے درخواست کرتے ہیں کہ ملزمان کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ میرے خیال میں اس میں تو سارا ہاؤس حمایت کرتا ہے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ جات لائیو سٹاک و جنگلات)

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ وقفۂ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج لائیوسٹاک اور جنگلات کے سوالات ہیں۔ سب سے پہلے لائیوسٹاک کے سوالات لیے جاتے ہیں اور سب سے پہلا سوال میاں عبدالستار صاحب (رحیم یار خان) کا ہے۔

میاں عبد الستار (رحیم یار خان)، سوال نمبر 337۔

محکمہ کے دفاتر / رہائش گاہیں

*337۔ میاں عبدالستار (PP-234)، کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سال 1985ء سے 1997ء مارچ تک محکمہ کے کتنے دفاتر اور رہائش گاہیں کرائے کی عمارات میں تھیں ہر عمارت کا کرایہ کتنا تھا۔

(ب) ان عمارات کی تزئین و آرائش کتنی دفعہ ہوئی اور اس پر کتنی لاگت آئی۔ ہر عمارت کی علیحدہ علیحدہ تفصیل کیا ہے۔

(ج) ان عمارات کے مالکان کے نام اور پتا جات کیا کیا ہیں۔

(د) 1985ء سے 1996ء کے دوران محکمے نے کتنی نئی سرکاری عمارات تعمیر کیں؛ ضلع وار ہر عمارت کی علیحدہ علیحدہ تفصیل کیا ہے؛

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (رانا محمد اقبال خان)،

(الف) سال 1985ء تا 1997ء محکمہ کے (82) دفاتر و رہائش گاہیں کرائے کی عمارتوں میں تھیں۔ ہر عمارت کا کرایہ گوشوارہ تتمہ (الف) پر ***ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

***(گوشوارہ جات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

(ب) محکمہ نے ان عمارات کی تزئین و آرائش پر کوئی رقم خرچ نہیں کی۔

(ج) عمارات کے مالکان کے نام اور پتا جات گوشوارہ "الف" میں ملاحظہ فرمائیں جو کہ ***ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(د) 1985ء سے 1996ء کے دوران محکمے نے (900) نئی عمارتیں تعمیر کی ہیں۔ ان کی مکمل تفصیل گوشوارہ "ب" پر ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال ہے؛ کوئی ضمنی سوال نہیں۔ اگلا سوال بھی میاں عبدالستار صاحب کا ہے۔

میاں عبدالستار (رحیم یار خان)، سوال نمبر 341۔

خریداری کی تفصیل

*341۔میاں عبدالستار (PP-234)، کیا وزیر جنگلات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

سال 1985ء سے 1994ء کے دوران نرسری کی تیاری کے لیے پلاسٹک تھیلی (polythene bags) محکمہ جنگلات نے فی کونٹل کس حساب سے خرید کی سالانہ خریداری پر کتنی رقم اس عرصے میں خرچ کی گئی اور ان سالوں میں نرسری کی فروخت سے کتنی آمدنی ہوئی؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (رانا محمد اقبال خان)،

سال 1985ء سے 1994ء کے دوران نرسری کی تیاری کے لیے محکمہ جنگلات پنجاب نے پلاسٹک کی تھیلیاں فی کونٹل جس حساب سے خرید کیں اور سالانہ خریداری پر جتنی رقم اس عرصے میں خرچ کی گئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے،

سال	مقدار پلاسٹک تھیلی (کونٹل)	ریٹ فی کونٹل	رقم خرید
1985-86	22.39	3344.35	74,880/-
	29.26	2880.00	84,280/-
	10.00	3000.00	30,000/-
	51.75	—	1,89,160/-

***(گوشوراہ جات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

1,77,560/-	3523.00	50.40	1986-87
41,510/-	3253.00	13.57	
4,01,250/-	3000 00	133.75	
6,20,320/-	—	197 72	
2,70,904/-	4520.35	59.93	1987-88
1,48,042/-	3254.00	45.50	
2,90,250/-	3000.00	96.75	
7,09,196/-	—	202.18	
2,39,100/-	4858.76	49.21	1988-89
4,09,173/-	4026.00	101.64	
6,48,273/-	—	150.85	
1,04,726/-	4479.25	23.38	1989-90
4,266/-	5400.00	0.79	
2,82,193/-	4493.00	62.80	
12,90,943/-	4477.00	288.35	
16,82,128/-	—	374.53	
1,12,054	5171.00	21.67	1990-91
1,41,714	4314.00	32.85	
6,66,401	4477.00	148.85	
9,20,169	—	203.37	
5,95,103	5197 40	114 50	1991-92
3,63,159	5480.00	66.27	
2,91,000	4477.00	65.00	
12,49,262	—	245.77	
2,00,258	4958.10	40.39	1992-93
12,03,911	4937.00	243.83	
14,04,169		284.22	

6,38,780	5224.30	122.27	1993-94
4,88,626	5042.00	96.90	
—	—	—	
11,27,406		219.17	
4,73,850	6000.00	78.98	1994-95
9,77,538	3781.00	258.54	
2,34,000	6000.00	39.00	
16,85,388	ذیلی میزان	376.52	
1,02,35,431	میزان	2306.08	

جناب سپیکر، اس کی کافی لمبی تفصیل ہے۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ، ٹوٹل 2306 کونٹنل کی خرید پر ایک کروڑ دولاکھ 35 ہزار 431 روپے خرچ آئے ہیں۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں عبدالستار ، انھوں نے 95-1994ء کی جو purchase دکھائی ہے اس میں ایک جگہ کونٹنل کی قیمت 3781 روپے ہے اور ساتھ ہی اسی سال کی پرچیز 6000 روپے ہے۔ اس میں اتنا فرق کیوں ہے؟

جناب سپیکر، میاں صاحب! یہ سوال دہرا دیں۔

میاں عبدالستار ، انھوں نے جو خرید کی تفصیل دی ہے اس میں 95-1994ء کی خرید میں ایک دفعہ انھوں نے 6000 روپے فی کونٹنل خریداری کی ہے' پھر 3781 روپے فی کونٹنل خرید کی ہے پھر 6000 روپے فی کونٹنل خرید کی ہے۔ یہ فرق کیوں ہے؟

جناب سپیکر، رانا صاحب! آخری لائن دیکھیں۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ، جناب والا ! thickness کے حساب سے خریدتے ہیں جس کسی کی thickness زیادہ ہو گی' اس کی قیمت بھی یقیناً زیادہ ہو گی۔

میاں عبدالستار، جناب والا! کیا وزیر موصوف کو اس بات کی تسلی ہے کہ اس میں کوئی گھپلا نہیں ہوا؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ، اگر کوئی ایسی بات ہے تو میرے نوٹس میں

لائیں میں اس کی تحقیقات کروانے کے لیے تیار ہوں۔

جناب سپیکر، اگلا سوال سردار نعیم اللہ خان شاہانی صاحب کا ہے۔

رکھ غلاماں ڈیری فارم

*404۔ سردار نعیم اللہ خان شاہانی، کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا رکھ غلاماں ڈیری فارم کا پلانٹ اس وقت چالو حالت (Working Position) میں ہے۔ اگر نہیں تو یہ کب سے بند پڑا ہے اور اس کی وجہ کیا ہے۔

(ب) سال 1990ء سے آج تک اس ڈیری فارم پلانٹ سے حکومت کو کتنی آمدنی / نقصان ہوا؟ تفصیل الگ الگ بیان کی جائے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (رانا محمد اقبال خان)،

(الف) رکھ غلاماں ڈیری فارم کا پلانٹ چالو حالت میں ہے۔ لیکن خالی بوتلیں نہ ہونے کے باعث مورخہ 22-07-1994 سے نہیں چلایا جا رہا۔ خالی بوتلیں فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے نہیں بنوائی جا سکیں۔

(ب) اس پلانٹ سے حکومت کو سال 1990ء سے درج ذیل آمدنی ہوئی،

سال	آمدنی
1990-91	9,73,544/- روپے
1991-92	6,65,256/- روپے
1992-93	5,68,923/- روپے
1993-94	6,62,063/- روپے

22-07-94 سے پلانٹ خالی بوتلوں کے نہ ہونے کی وجہ سے نہیں چلایا گیا اور تازہ دودھ لوکل مارکیٹ میں فروخت کیا جا رہا ہے اور اس طرح حکومت کو کوئی نقصان نہیں ہوا۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی، جناب والا! وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ 1994ء سے یہ پلانٹ بند پڑا ہے اور جواب میں لکھا ہے کہ یہ چالو حالت میں ہے۔ جناب والا! میری اطلاع کے مطابق یہ پلانٹ بند پڑا ہے اور اگر اسے چلایا جائے تو اس پر خطیر رقم خرچ ہو گی۔

جناب سپیکر ، جواب میں یہ لکھا ہے کہ یہ پلانٹ ورکنگ حالت میں ہے' لیکن خالی بوتلیں نہ ہونے کی وجہ سے بند ہے۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی ، جناب والا! کتنا ظلم ہے کہ خالی بوتلیں نہ ہونے کی وجہ سے اتنا بڑا ڈیری فارم پلانٹ بند پڑا ہوا ہے۔ وزیر موصوف اس کی وجہ بیان فرمائیں گے ؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ، جناب والا! اس پر حکومت کا کوئی پچاس پچپن لاکھ روپے خرچ آتا ہے' ویسے بھی یہ پلانٹ 1951ء میں کولمبو پلانٹ کے تحت install ہوا تھا۔ اگر اس پلانٹ کو دوبارہ چلایا جائے تو حکومت کو اس سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ اس کے علاوہ محکمہ فنانس نے بھی اس بات کی منظوری نہیں دی کہ اس پلانٹ پر اتنا پیسہ خرچ کیا جائے۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی ، جناب والا! وزیر موصوف جس طرح سے فرما رہے ہیں کہ اس پلانٹ کو چلانے سے گورنمنٹ کو نقصان ہوگا تو پھر اس پلانٹ کی نج کاری کر دی جائے تاکہ محکمے کو اس سے آمدن ہو۔ ویسے بھی اس وقت حکومت کی یہ پالیسی بھی ہے۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ،اس سلسلے میں محکمے کی طرف سے کارروائی کی جا رہی ہے اور ان شاء اللہ آپ کو بہت جلد اطلاع دی جائے گی۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی، جناب والا ! وزیر موصوف نے 94-1993ء تک کی آمدنی بتائی ہے' اس کی آج تک کی آمدنی بتائی جائے۔ دوسرا یہ کہ پلانٹ سے یہ جو تازہ دودھ بیچ رہے ہیں اس کی آمدن کی تفصیل بتائی جائے۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ، جناب والا! 22-07-94 سے پلانٹ بند پڑا ہے اور اس سے پہلے کا حساب ہم نے دے دیا ہے۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی ، جناب والا! میں نے آج تک کا حساب مانگا ہے۔

جناب سپیکر ، جواب میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ بوتلوں کے علاوہ بھی دودھ بیچا جا رہا ہے اور اس سے آمدن بھی ہو رہی ہے۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ،جناب والا! یہ تو نیا سوال ہو سکتا ہے۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی ، جناب والا! نیا سوال نہیں ہے' بلکہ متعلقہ سوال ہے۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ، جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ انھوں نے خاص طور پر پلانٹ کے بارے میں سوال پوچھا ہے۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی ، جناب والا سوال کا جز (ب) دیکھیں۔ اس میں پوچھا گیا ہے کہ 1990ء سے آج تک اس ڈیری فارم پلانٹ سے حکومت کو کتنی آمدن ہوئی یا نقصان ہوا۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ، جناب والا! میں نے پلانٹ کا ذکر categorically کیا ہے اور اس کا مفصل جواب بھی دیا ہے۔ 1994ء سے جب پلانٹ ہی بند پڑا ہے تو اس کے بعد اس کی آمدن کہاں سے ہو گی۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر ! جس طرح سے وزیر موصوف صاحب نے فرمایا ہے کہ 22-07-94 سے یہ پلانٹ خالی بوتلیں نہ ہونے کی وجہ سے بند پڑا ہے۔ یہاں تک تو ٹھیک ہے' لیکن انھوں نے آگے یہ بھی فرمایا ہے کہ تازہ دودھ لوکل مارکیٹ میں فروخت کیا جا رہا ہے' اس طرح حکومت کو کوئی نقصان نہیں ہو رہا۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ پلانٹ بند ہونے کے بعد تازہ دودھ جو مارکیٹ میں بیچا جا رہا ہے اس سے ان کو کتنی آمدنی ہو رہی ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ، جناب والا! ویسے تو یہ نیا سوال بنتا ہے۔

جناب سعید اکبر خان ،جناب والا! کس طرح نیا سوال بنتا ہے؟ انھوں نے خود فرمایا ہے کہ تازہ دودھ سے آمدن ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر ، ان کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جواب میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ تازہ دودھ لوکل مارکیٹ میں فروخت کیا جا رہا ہے اور اس طرح حکومت کو کوئی نقصان نہیں ہوا۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ، جی ہاں' جو دودھ اب تک بیچا گیا ہے اس سے حکومت کو نقصان نہیں ہوا۔

جناب سعید اکبر خان ، جناب والا! میں نے یہ گزارش کی ہے اور وزیر موصوف نے فرمایا ہے جو ریکارڈ پر ہے کہ پلانٹ بند ہونے کے بعد خاص تازہ دودھ مارکیٹ میں فروخت کیا جا رہا ہے۔ جب یہ دودھ بیچیں گے تو ہم اس کی تفصیل پوچھنے کے لیے حق بجانب ہیں۔ سالانہ کتنا دودھ بیچا جا رہا ہے اور اس سے کتنی آمدنی ہوئی ہے؟

جناب سپیکر ، دودھ میں نقصان نہیں ہو رہا۔

جناب سعید اکبر خان ، پھر دودھ میں پانی ملایا جا رہا ہو گا۔

جناب عثمان ابراہیم، جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے ' جیسا کہ وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے خالی بوتلیں نہیں خریدی جا رہیں' میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ خالی بوتلیں خریدنے کے لیے کتنے فنڈز درکار ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ،جناب والا! اس سوال کا میں پہلے جواب دے چکا ہوں۔ اگر معزز رکن چاہتے ہیں تو میں دوبارہ عرض کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر ، 55 لاکھ انھوں نے فرمایا ہے۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ،جناب والا! اس پلانٹ کو چلانے کے لیے پچاس پچپن لاکھ روپے درکار ہیں۔

جناب سعید اکبر خان ،جناب والا! تازہ دودھ سے جو آمدن ہے وزیر موصوف دودھ کے ساتھ پی گئے ہیں۔ (قہقہے)۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ، جناب والا! اگر آپ مناسب سمجھیں تو میں ان کے سوال کا جواب دے دیتا ہوں۔ پچھلے سال 96-1995ء میں 16 لاکھ 45 ہزار روپے آمدنی ہوئی تھی اور اس سال 14 لاکھ روپے آمدنی ہوئی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب عثمان ابراہیم، جناب والا! میرا ایک دوسرا ضمنی سوال ہے کہ اس ڈیری فارم پلانٹ کی مالیت کتنی ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ، حکومت نے اسے خریدا نہیں' بلکہ یہ پلانٹ aid میں آیا تھا۔ اس کی اب مارکیٹ ویلیو assess کروائی جائے گی اور پھر اس کے بعد اسے فروخت کیا جائے گا۔

جناب سپیکر ، اگلا سوال ملک ممتاز احمد بھچر صاحب کا ہے۔

شجر کاری کی افزائش

*636۔ملک ممتاز احمد بھچر، کیا وزیر جنگلات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

نئی شجرکاری میں شیشم، سمبل، سفیدہ اور پاپولر کس تناسب سے لگایا جا رہا ہے۔
کیا حکومت شیشم کے درخت جس کی لکڑی نہایت ہی قیمتی ہوتی ہے کی افزائش کے لیے کوئی اقدام کر رہی ہے؟

وزیر جنگلات (رانا محمد اقبال خان)،

شیشم، سمبل، سفیدہ اور پاپولر کی شجر کاری کا تناسب موسمی حالات، پانی کی فراہمی اور زمین کی موزونیت کو پیش نظر رکھ کر کیا جاتا ہے۔ پرائیویٹ سیکٹر میں شیشم کی شجر کاری کو فروغ دینے کے لیے محکمہ جنگلات ارزاں نرخوں پر شیشم کی قلمات مہیا کر رہا ہے۔ سرکاری رقبہ جات جہاں پانی وافر ہو اور زمین مناسب ہو وہاں شیشم کی شجر کاری کو ترجیح دی جاتی ہے۔

ویسے میں گزارش کردوں کہ اس سال جو ہم plantation کر رہے ہیں اس کے مطابق میں نے ہدایات جاری کی ہیں کہ جو سرکاری جنگلات ہیں اور جہاں نہری پانی ہے وہاں پر کم از کم شیشم کے درخت 50 فی صد کر دیے جائیں۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال، اگلا سوال بھی ملک ممتاز احمد بھچر صاحب کا ہے۔ 637۔

لکڑی چوری کا سدباب

*637۔ملک ممتاز احمد بھچر، کیا وزیر جنگلات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) محکمہ جنگلات کے ذخیروں کے ساتھ بعض افراد نے ٹال اور آرا مشین لگائے ہوئے ہیں جس سے محکمے کی لکڑی چوری ہونے کا احتمال رہتا ہے۔

(ب) کیا حکومت اس سلسلے میں کوئی انسدادی قدم اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جنگلات(رانا محمد اقبال خان)،

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ جنگلات کے ذخیروں کے نزدیک دیہات میں بعض افراد نے ٹال اور آرا مشین لگائے ہوئے ہیں۔ یہ بھی درست ہے کہ بعض اوقات ان مقامات پر سرکاری جنگلات سے چوری شدہ لکڑی بھی استعمال ہوتی ہے۔

(ب) محکمے کا عملہ اپنے معمول کی کارروائی کے دوران، یا شکایت موصول ہونے پر، ان ٹالوں اور آرا مشینوں کی انسپکشن کرتا ہے۔ جرم کا ثبوت ملنے کی صورت میں فاریسٹ ایکٹ کے تحت

ضروری کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ذخیرے سے ٹال اور آرا مشین کے درمیان کم از کم فاصلے کا تعین کرنے کے لیے محکمہ جنگلات مقامی ضلعی انتظامیہ کی مدد حاصل کرتا ہے۔ جس کے نتیجے میں دفعہ144 کے تحت اس فاصلے کا اعلان کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر، کوئی سوال ضمنی نہیں ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر، جی' سعید اکبر خان۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! اس سوال میں یہ کہا گیا ہے کہ آرا مشینیں اس ذخیرے کے ساتھ لگائی گئی ہیں اور کارروائی بھی ہوتی رہتی ہے۔ کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ جن آرا مشینوں سے چوری کی لکڑی پکڑی گئی وہاں پر آج تک کتنے مقدمات درج ہوئے؟ یہ انھوں نے خود فرمایا ہے کہ وہاں کارروائی ہوتی ہے۔

جناب سپیکر، جی' رانا صاحب۔

وزیر جنگلات، جناب والا! یہ مناسب ہوگا کہ فاضل دوست اس کے لیے مجھے نیا سوال دے دیں۔ میں اس کا جواب ضرور دوں گا۔ اس کے لیے نیا سوال ہونا چاہیے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! اگر میں جواب پڑھ دوں تو آپ کو بھی اس میں help ہو گی۔

جناب سپیکر، اس میں آپ نے یہ پوچھا ہے کہ کتنے مقدمات چوری کی لکڑی کے درج کیے گئے؟

جناب سعید اکبر خان، انھوں نے کہا کہ ہم کارروائی کرتے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ کتنے مقدمات درج ہوئے اور جن آرا مشینوں سے چوری کی لکڑی پکڑی گئی وہ کتنی ہے؟

جناب سپیکر، آپ خاص ایریا کے حوالے سے یہ سوال پوچھ رہے ہیں یا پورے پنجاب کے حوالے سے پوچھ رہے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، نہیں سر' اسی آرے کے حوالے سے' کیوں کہ اسی آرے کا ذکر ہے۔

جناب سپیکر، اچھا' اسی آرے کے حوالے سے' جس کا ذکر ہے۔

وزیر جنگلات، جناب والا! جہاں کہیں بھی کوئی ایسا کیس ہوتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر، نہیں' اس میں اگر آپ سوال پڑھیں سعید اکبر خان صاحب! اس میں کوئی ایریا تو

mention نہیں ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! اگر ایریا مخصوص نہیں ہے تو جن آرا مشینوں کا انھوں نے خود ذکر فرمایا ہے انھی کا.....

جناب سپیکر، نہیں، نہیں۔ آپ نے ایریا کا ذکر فرمایا کہ یہ ایریا ہے۔ اور جو سوال ہے وہ ایریا کے بارے میں نہیں جنرل سوال ہے۔

جناب سعید اکبر خان، میں بھی جنرل ہی پوچھ لیتا ہوں۔

جناب سپیکر، تو پھر پورے پنجاب کا ہو گیا۔

جناب سعید اکبر خان، ہاں جی۔

جناب سپیکر، پورے پنجاب کا پوچھ رہے ہیں کہ اب تک لکڑی کی چوری کے کتنے مقدمات درج ہوئے۔ واقعی یہ تو نیا سوال بنتا ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! چلیں یہ بھکر کا ہی بتا دیں۔

جناب سپیکر، بھکر کا نہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! ضمنی سوال میرا بنتا ہے۔ اگر آپ مناسب نہیں سمجھتے تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔

وزیر جنگلات، جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے عرض کروں۔ میرے خیال میں اس ضلع کا مجھ سے زیادہ شاید ان کو خود ہی پتا ہوگا۔ ان کے ہوتے ہوئے کتنی لکڑی چوری ہوتی ہے اور کتنے مقدمات درج ہوتے ہیں۔

سردار طفیل احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر، نہیں، تشریف رکھیں۔ پوائنٹ آف آرڈر کی ابھی ضرورت نہیں۔ تشریف رکھیں۔ میں نے ابھی آپ کو اجازت نہیں دی۔ سعید اکبر صاحب۔ اس میں دیکھنے والی بات یہ ہے کہ آپ کا جو سوال تھا اور جو original سوال ہے اسی حوالے سے آپ نے اس میں سے ضمنی سوال پوچھا ہے۔ اس میں آپ نے یہ پوچھا ہے کہ اب تک کتنے لکڑی چوری کے مقدمات درج ہوئے؟ یہ چونکہ پورے پنجاب کا حساب ہے تو اس کے لیے کلی طور پر ایک نیا سوال بنے گا۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! یہ سوال بھی پورے پنجاب سے ہی ہے کہ جہاں ان کے ذخیروں کے ساتھ آرا مشینیں لگی ہوئی ہیں وہاں چوری کا خدشہ ہے۔ انھوں نے تسلیم کیا کہ کچھ نہ کچھ واقعات ہوتے رہتے ہیں۔

جناب سپیکر، کسی خاص جگہ کی معلومات تو ٹھیک ۔ پورے پنجاب کی معلومات خاصی مشکل بات ہے۔ اگر آپ نیا سوال دیں گے تو وہ آپ کو اس کا لازمی جواب دیں گے۔ ہاں جی۔ آپ کا کوئی پوائنٹ آف آرڈر تھا۔

سردار طفیل احمد خان، جناب والا! یہاں پر جنگلات کی لکڑی کی چوری کا ذکر ہو رہا تھا۔ لکڑی کی حفاظت میں جہاں محکمہ جنگلات کا حصہ تھا وہاں اس سے پہلے محکمہ انہار کا بھی اس سے واسطہ رہا ہے۔ جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے میں آپ کے علم اور یہاں پر جو حکومت کے نمائندے بیوروکریٹس بیٹھے ہوئے ہیں ان کے علم میں لانے کے لیے یہ کہنا چاہتا ہوں' اس کے بعد میرا سوال ہوگا۔ اس کمل ہاؤس کو پتا ہے اور یقیناً آپ کے علم میں بھی بات ہوگی کہ پنجاب میں لکڑی کو جس بے دردی کے ساتھ چوری کیا گیا ہے اس کا علاج جانتے بوجھتے ہوئے بھی نہیں کیا گیا اور اس کی چوری کو روکا نہیں گیا۔ کیا اس کو روکنے کی کوئی سکیم ہے؟ یہ تھا میرا پوائنٹ آف آرڈر۔ سوال میرا خاص کر محکمہ جنگلات والوں سے ہے کہ لکڑی کی تمام ذمہ داری محکمہ انہار سے محکمہ جنگلات کو واپس آ گئی۔ اور جنگلوں کے علاوہ جتنا بھی آپ کا نہری علاقہ ہے۔ اور نہروں کے کناروں پر بہت زیادہ لکڑی پیدا کی گئی ہے' کیوں کہ پچھلے دنوں میں نہریں بند رہی ہیں اور تمام پنجاب میں بھل صفائی کا کام شروع تھا-----

جناب سپیکر، یہ آپ کا نہ کوئی ضمنی سوال بن رہا ہے نہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

سردار طفیل احمد خان، جناب والا! شاید میری بات سمجھ میں آجانے۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو پنجاب حکومت کا لکڑی چوری کا نقصان ہو رہا ہے ۔ حکومت پنجاب کی کوئی اس قسم کی سوچ ہے' کوئی ارادہ ہے کہ اس لکڑی کو بچایا جا سکتا ہے؟

جناب سپیکر، اس کا تو انھوں نے صاف جواب دیا ہے کہ اس کے خلاف ہم پرچہ درج کرتے ہیں جہاں چوری ہوتی ہے۔

سردار طفیل احمد خان، جناب' پرچہ درج کرنا اور بات ہے۔ کیا اس کے علاوہ کوئی اور سکیم ہے کہ

جس کے تحت اس لکڑی کی چوری کو بچایا جاسکتا ہے؟

جناب سپیکر، پرچے کے علاوہ بھی آپ کے پاس کوئی ایسا طریقہ ہے۔ جس کے تحت اسے بچایا جا سکے؟

وزیر جنگلات، جناب والا! جہاں تک لکڑی چوری کا تعلق ہے' جو بھی سرکاری درخت چوری سے کاٹا ہے' حکومت کی مشینری حرکت میں آتی ہے' اس کے خلاف پرچہ درج کیا جاتا ہے۔ اگر چور موقع پر پکڑا جاتا ہے تو اس کے لیے ہمارے پاس ایک اور بات بھی ہے کہ پہلے جو جرمانہ ہوتا تھا وہ تین چار سو روپے فی مکعب فٹ کے حساب سے شیشم کے درخت کا ہوتا تھا۔ اس وقت چور کہتا تھا کہ میرا پرچہ درج کروا دو۔ اس کے لیے پرچہ کروانا آسان تھا۔ چہ جائیکہ وہ اس کا جرمانہ ادا کرتا۔ اب میں نے -/1500 روپے فی مکعب فٹ کے حساب سے شیشم کے درخت کے جرمانے کا اعلان کیا ہے۔ اس بات سے اللہ کے فضل و کرم سے اب کافی فرق ہے۔ اب اس لکڑی چوری میں پہلے کی نسبت کافی کمی آئی ہے۔

جناب سپیکر، منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ پرچے کے علاوہ جرمانے کی رقم کو بڑھایا گیا ہے' اس سے لکڑی چوری میں خاصی کمی آئی ہے۔

سردار طفیل احمد خان، جناب والا! لکڑی کی کچھ نہ کچھ عمر ہے۔ جیسے دیار کی لکڑی ہے' لوگ بتاتے ہیں کہ وہ ایک سو سال کے بعد جوان ہوتی ہے۔ شیشم کی عمر ہے' کہتے ہیں کہ چالیس سال کے بعد پختہ ہو کر قابل استعمال ہوتی ہے۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جب ایک لکڑی آپ نے اس قابل کر لی ہے کہ وہ قابل استعمال ہو جائے اور آپ کو اندیشہ ہے کہ آپ چوری نہیں روک سکتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا کوئی نہ کوئی طریقہ نکالا جائے۔ اس کو نیلام کیا جائے' اس کو چوری سے بچایا جائے۔ یہ درست ہے کہ آپ نے جو اقدامات اٹھائے ہیں وہ کافی موثر ہیں۔ لیکن چوری کو آپ نے کھلا چھوڑا ہوا ہے۔ اور کروڑوں روپے کی لکڑی روزانہ چوری ہو جاتی ہے۔

جناب سپیکر، اس بارے میں آپ کی تجاویز کیا ہیں؟

سردار طفیل احمد خان، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ لکڑی جو کارآمد ہے' تیار ہے۔ اس کو فوری طور پر نیلام کیا جائے اور اس کی رقم حکومت کے خزانے میں جمع کروائی جائے۔

وزیر جنگلات، جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ وزیر اعظم پاکستان کی طرف سے پابندی ہے کہ ہم سبز درخت کو کاٹ نہیں سکتے۔ اس کی ہم کٹائی نہیں کرسکتے۔ ماسوائے ان جگہوں کے جو specified

ہیں۔ جو بھی کوئی dead dry درخت جہاں کہیں ہے اس کی ہم فہرستیں بنا رہے ہیں۔ اس پر ہم قدم اٹھا رہے ہیں کہ dead dry درختوں کو یا جو over-dated ہیں ہم نیلام کریں گے۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی سعید اکبر خان پوائنٹ آف آرڈر پر۔

جناب سعید اکبر خان، میرے بھائی محترم رانا صاحب نے فرمایا ہے کہ وزیر اعظم کے حکم یا ان کی ہدایات کے پیش نظر۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اختیارات یا آئین کے کسی آرٹیکل کے تحت ہی وزیراعظم صوبے کے کسی اقدام میں قانونی آرڈر دے سکتے ہیں۔ اگر انھوں نے اپنی پارٹی کے طریقے سے حکومت کو ہدایت کی ہے تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ اگلا سوال جناب راجہ محمد جاوید اخلاص کا ہے۔

تحصیل گوجر خان میں محکمہ جنگلات کی نرسریاں

*962۔ راجہ محمد جاوید اخلاص، کیا وزیر جنگلات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) محکمہ جنگلات کے مختلف شعبہ جات نے تحصیل گوجر خان میں کس کس مقام پر اور کتنے کتنے رقبے پر نرسریاں لگائی ہیں۔ ہر نرسری میں کتنے پودے ہیں اور کتنی رقم سے یہ نرسریاں قائم کی گئی ہیں اور ان سے محکمے کو سال وار کتنی آمدن ہوئی ہے۔

(ب) سال 1995ء سے آج تک محکمے نے کتنے افراد کو نرسریاں قائم کرنے کے لیے کتنی مالی اور تکنیکی امداد مہیا کی ہے۔ ہر نرسری کی تفصیل الگ الگ مہیا کی جائے؟

وزیر جنگلات (رانا محمد اقبال خان)،

(الف) محکمہ جنگلات پنجاب کی تحصیل گوجر خان میں تین عدد نرسریاں ہیں ان کی تفصیل برائے سال 1997ء مندرجہ ذیل ہے،

نام نرسری	رقبہ	تعداد پودہ جات	لاگت	آمدن	بھایا پودہ جات
1۔ بھائی جان نرسری	2 کنال	90,000	1,01619	32322/50	NIL
2۔ بانٹھ نرسری	2 کنال	150,000	12,1840	60,302/	43000
3۔ ۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	150,000	18,000	_

(ب) محکمہ جنگلات نرسری لگانے کے لیے براہ راست کوئی مالی مدد زمین داروں کو فراہم نہیں کرتا البتہ پنجاب فارسٹ سیکٹر ڈویلپمنٹ پراجیکٹ کے تحت نجی شعبہ میں نرسری لگانے کے لیے

تکنیکی مدد فراہم کرتا ہے اور ان نرسریوں میں لگائے گئے پودہ جات کی فروخت پر سبسڈی دیتا ہے۔ اس پراجیکٹ کے تحت 1995ء و 1996ء میں کوئی سبسڈی نہیں دی گئی۔ 1997ء کی تفصیلات مندرجہ ذیل ہیں۔

I۔ موسم بہار 1997ء

نام نرسری فارمر	مقام	تعداد پودے	سبسڈی کی رقم اور تکنیکی امداد
1۔ راجہ خالد اکرم	کھلابٹ	14300	-/7150 نرسری لگانے کا طریقہ اور پودوں کی فروخت میں مدد کی گئی ہے۔
2۔ مقدس اقبال	جب کشی	3000	1500/- ۔ایضاً۔
3۔ عبدالقدوس	باغلنہ	7400	3715/- ۔ایضاً۔
4۔ صوبے دار سلیمان	دھوک معظم	3000	1500/- ۔ایضاً۔
5۔ محمد صدیق	جنڈ بخار	500	250/- ۔ایضاً۔
6۔ جہانگیر قریشی	بھاٹہ	4000	2000/- ۔ایضاً۔
7۔ ۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	14050	7025/- ۔ایضاً۔
8۔ محمد بنارس	جاتلی	13886	6943/- ۔ایضاً۔
9۔ ۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	7550	3775/- ۔ایضاً۔
10۔ شاہین اختر	کینٹ لاہور	7860	6930/- ۔ایضاً۔

II۔ موسم برسات 1997ء

نام نرسری فارمر	مقام	تعداد پودے	سبسڈی کی رقم اور تکنیکی امداد
1۔ راجہ خالد اکرم	کھلابٹ	40350	سپلائی جاری ہے۔
2۔ مقدس اقبال	جب کشی	23200	۔ایضاً۔
3۔ عبدالقدوس	باغلنہ	26250	۔ایضاً۔
4۔ صوبے دار سلیمان	دھوک معظم	23020	۔ایضاً۔
5۔ محمد صدیق	جنڈ بخار	28156	۔ایضاً۔
6۔ محمد بنارس	جاتلی	75730	۔ایضاً۔
7۔ شاہین اختر	کینٹ لاہور	32315	۔ایضاً۔
8۔ اختر علی	جاتلی	32235	۔ایضاً۔
9۔ راجہ پرویز اختر	بصیر و کھیال	45230	۔ایضاً۔
10۔ چودھری نثار اختر	موہڑہ امین	38070	۔ایضاً۔
	میزان	364556	

جناب سپیکر، راجہ صاحب! کوئی ضمنی سوال؟

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہاں محکمے نے سبسڈی بھی دی اور سال 1997ء میں صرف ایک تحصیل کی نرسریوں میں تقریباً 7 لاکھ پودے اگائے گئے۔ میرا تعلق چونکہ اس تحصیل سے ہے لیکن اس تحصیل میں تو کہیں بھی یہ پودے نہیں لگے اور نہ ہی نظر آتے ہیں۔ کیا محکمے کے پاس اس کو چیک کرنے کا کوئی طریقہ ہے؟ یا محکمہ اس کے لیے اپنا کوئی پروگرام رکھتا ہے کہ آیا یہ پودے وہاں پر موجود ہیں اور کھیتوں میں لگے ہوئے ہیں؟

جناب سپیکر، جی رانا صاحب! اس کو چیک کرنے کا کوئی سسٹم ہے؟

وزیر جنگلات، جناب والا! چیک کرنے کا سسٹم تو موجود ہے۔ لیکن یہ میرے بھائی کہیں نشان دہی کریں۔ اگر یہ صحیح ثابت ہوا تو میں اس کا ضرور نوٹس لوں گا۔

جناب سپیکر، جی راجہ صاحب۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب سپیکر! یہ بات عام مشاہدے میں ہے کہ جنگلات کی تعداد اس تحصیل میں بلکہ پورے پنجاب میں دن بدن کم ہو رہی ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ چیک کرنے کی ضرورت ہی نہیں' بلکہ یہ بات ہر آدمی کے مشاہدے میں ہے۔ کیا اس کی روک تھام یا درختوں کی حفاظت کے لیے محکمے کے پاس کوئی پروگرام ہے؟

جناب سپیکر، جی رانا صاحب۔

وزیر جنگلات، جناب والا! محکمہ مکمل ہے۔ اس میں اختیارات بلاک افسر کے پاس بھی ہیں' رینجرز کے پاس بھی ہیں اور ڈی ایف اوز کے پاس بھی ہیں۔ وہ جہاں کہیں نقصان کا اندیشہ دیکھتے ہیں تو اس کا نوٹس لیتے ہیں۔ اگر سہواً کہیں چیکنگ رہ گئی ہے اور اگر میرے بھائی نشان دہی کرتے ہیں تو میں نے تو عرض کیا ہے کہ میں اس کا نوٹس لوں گا۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب! یہ آپ کا حلقہ ہے۔ آپ کے علم کے مطابق اگر صحیح انفرمیشن نہیں آئی تو آپ اس کے بارے میں کوئی نشان دہی کریں۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب سپیکر! میں تو یہ بات صرف معاد عامہ میں کر رہا تھا کہ ایک سال میں 7 لاکھ پودے اگائے گئے ہیں۔ اگر زمین پر اس کا 1/4 بھی موجود ہو تو علاقہ سرسبز و شاداب نظر آتا

چاہیے' حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ یہ تو ایک عام مشاہدے کی بات ہے۔

بہرحال' میرا ایک اور ضمنی سوال ہے کہ اس سے قبل محکمے کی ایک سکیم ہوتی تھی۔ محکمہ ایک مخصوص عرصے کے لیے زمین داروں سے رقبہ لیز یا پٹے پر لیتا تھا اور وہاں درخت لگا کر حفاظت کے لیے اپنے آدمی چھوڑتا تھا' خاردار تار لگاتا تھا' تو کیا محکمہ اس قسم کی کوئی سکیم چلا رہا ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر، رانا صاحب! ایسی کوئی سکیم ہے؟

وزیر جنگلات، جی ہاں' سکیم موجود ہے۔ اگر کوئی ہمارے پاس تشریف لائیں تو ہم ان کو assistance دینے کے لیے تیار ہیں۔

جناب سپیکر، ایسی سکیم موجود ہے۔ جی' ضمنی سوال۔

جناب ایاز امیر، جناب والا! محکمہ جنگلات کئی سالوں سے فارسٹری سکیم میں ایک ہی درخت یوکلپٹس پر انحصار کر رہا ہے۔ اس درخت کے نقصانات بہت زیادہ ہیں اور محکمہ جنگلات نے اس پر انحصار غالباً صرف اس لیے کیا ہے کہ وہ جلدی اگتا ہے۔ لیکن یوکلپٹس جس زمین پر لگایا جائے وہ اس کو خراب کر دیتا ہے' کیونکہ وہ پانی بہت پیتا ہے۔ جس علاقے میں وہ لگایا جائے وہاں کا water level گر جاتا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ وزیر موصوف اس بارے میں aware ہیں؟ اور کیا اس کے تدارک کے لیے کچھ سوچ بچار کی جا رہی ہے یا نہیں؟

وزیر جنگلات، جی ہاں۔ میں نے اس بارے میں محکمے کو ہدایات جاری کر دی ہیں۔ میں ہاؤس کی اطلاع کے لیے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اب میں نے 50 فی صد شیشم' 20 فی صد توت' 5 فی صد سمبل' 5 فی صد پاپولر' 5 فی صد کیکر اور 15 فی صد مختلف اقسام کے درخت لگانے جانے کی ہدایات جاری کی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یوکلپٹس پانی بہت زیادہ لیتا ہے۔ میں نے محکمے کو کہہ دیا ہے کہ آپ سرکاری رقبہ جات پر یوکلپٹس 5 فی صد سے زیادہ نہیں لگا سکتے۔ کچھ علاقے ایسے ہیں' جہاں سیم ہے' اسے ان علاقوں کے لیے تجویز کیا گیا ہے۔ تو ہم اسے صرف سیم زدہ علاقوں کے لیے تجویز کرتے ہیں۔ جہاں نہری پانی میسر آتا ہے اور جہاں ہماری حکومت کی plantation ہے وہاں ہم یوکلپٹس زیادہ اگانے کی حوصلہ شکنی کرتے ہیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔

جناب ایاز امیر، بارانی علاقوں کی اچھی قابل کاشت زمینیں ہیں جن پر یوکلپٹس لگ چکے ہیں اور جس

کا کوئی فائدہ نہیں۔ کیا وزیر موصوف وہاں سے یوکلپٹس کو ختم کیے جانے کے لیے کچھ اقدامات کر رہے ہیں؟

وزیر جنگلات، جناب والا! میرے خیال میں ہمیں یوکلپٹس کو ختم نہیں کرنا چاہیے' کیونکہ میری اطلاع کے مطابق ہمارے یہاں pulp کے 2 پلانٹس لگ رہے ہیں تو ان میں ہمیں یہ فائدہ مند ہوگا۔ اگر ہم اس کو ختم کر دیں تو ہمیں نقصان کا اندیشہ ہے' لہٰذا ہم فی الحال اس پر study کروائیں گے۔ اگر اس سے ہماری ضرورت پوری ہوتی ہے اور وہ ہمارے لیے کارآمد ہے تو ہم یقیناً اس کو رکھیں گے اور ہم ان کی بات پر شاید عمل نہ کر سکیں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ اگلا سوال چودھری سلطان محمود گوندل صاحب کا ہے۔

چودھری سلطان محمود گوندل، 1087۔

محکمہ جنگلات کا ہیڈ کوارٹر

*1087۔**چودھری سلطان محمود گوندل**، کیا وزیر جنگلات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

کیا یہ درست ہے کہ وزیر جنگلات نے بذریعہ چٹھی نمبر پی ایس/ایم۔آئی۔این/ایف ایف 584-94 مورخہ 23 جون 1994ء سیکرٹری جنگلات کو سروے رپورٹ کے لیے لکھا تھا کہ گجرات فارسٹ ڈویژن کا 3/4 حصہ ضلع منڈی بہاؤالدین میں اور 1/4 حصہ ضلع گجرات میں واقع ہے۔ اس کے متعلق ایک ہفتے کے اندر رپورٹ پیش کی جائے اور ڈی۔ایف۔او گجرات کا ہیڈ کوارٹر منڈی بہاؤالدین میں تبدیل کیا جائے۔ لیکن عرصہ تقریباً تین سال گزر جانے کے باوجود ابھی تک رپورٹ پیش نہیں کی گئی اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جنگلات(رانا محمد اقبال خان)،

یہ درست ہے کہ وزیر جنگلات نے سیکرٹری محکمہ جنگلات کو مراسلہ نمبری SP/MIN/F&F1584-94 مورخہ 23 جون 1994ء جاری کیا تھا۔ جس کے جواب میں ایک نوٹ جناب وزیر جنگلات کی خدمت میں مورخہ 10-7-94 کو پیش کیا۔ وزیر جنگلات نے فیصلہ کیا کہ ڈی۔ایف۔او گجرات کا دفتر منڈی بہاؤالدین تبدیل کرنے کی بجائے ضلع منڈی بہاؤالدین کے لیے ڈی۔ایف۔او کی علیحدہ اسامی پیدا کی جائے۔ اس سلسلے میں سال 96-1995ء کے لیے S-N-E بنا کر فنانس ڈیپارٹمنٹ کو بھیجا گیا لیکن فنانس ڈیپارٹمنٹ نے اپنی معذوری ظاہر کر

کے تجویز نامنظور کر دی۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

چودھری سلطان محمود گوندل، جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا پنجاب میں دو یا اس سے زیادہ کوئی ایسے اضلاع بھی ہیں جن پر ایک ہی ڈی ایف او تعینات ہو، جس طرح منڈی بہاؤالدین اور گجرات میں ہے۔

وزیر جنگلات، ہم ڈی ایف او ضلع کے حساب سے نہیں لگاتے۔ جس طرح سول ڈویژن میں اس طرح اس محکمے کی تقسیم نہیں' بلکہ ہم ڈی ایف او درختوں اور رقبے کے حساب سے لگاتے ہیں۔

چودھری سلطان محمود گوندل، اگر رقبے کے حساب سے ہو تو آپ کے جواب میں ہے کہ 3/4 حصہ منڈی بہاؤالدین اور 1/4 حصہ گجرات میں ہے۔

جناب سپیکر، ویسے جواب میں انھوں نے کہا ہے کہ علیحدہ علیحدہ لگا دیں گے۔

چودھری سلطان محمود گوندل، جناب! میں نہیں سمجھا۔

جناب سپیکر، انھوں نے اس سوال کے جواب میں یہ لکھا ہے کہ انھوں نے پہلے ہی محکمہ خزانہ کو اسی حوالے سے ایک چٹھی بھی لکھی ہے۔ رانا صاحب! آپ اس میں گجرات اور منڈی بہاؤالدین کے لیے علیحدہ علیحدہ ڈی ایف او لگانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر جنگلات، جناب والا! میں نے منڈی بہاؤالدین کے لیے علیحدہ ڈی ایف او کی تجویز محکمہ خزانہ کو بھجوائی ہے۔ انھوں نے ایک دفعہ اس کو مسترد کر دیا ہے۔ میں نے دوبارہ ان کو لکھا ہے۔

جناب سپیکر، محکمہ خزانہ بھی آپ کے ساتھ ہی بیٹھا ہے۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! فی الحال تو نئی پوسٹ کی تخلیق پر پابندی ہے۔ جب حکومت پابندی ہٹا دے گی تو شاید اس وقت ہم غور کر سکیں گے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال راؤ اقبال خان صاحب کا ہے۔

راؤ اقبال احمد خان، سوال نمبر 1120۔

قرضہ جات کی تفصیل

*1120۔ راؤ اقبال احمد خان، کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں

گے کہ،

(الف) 1993ء سے آج تک حلقہ پی۔پی 72 ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کتنے لوگوں نے ملک پلانٹ و چلنگ پلانٹ کے لیے حکومت سے قرضہ جات حاصل کیے۔ ان کا نام اور پتا کیا ہے۔

(ب) کیا اس قرضے کی اقساط کی ادائیگی ہو رہی ہے' نیز ان میں سے کتنے افراد نے قرضہ معاف کروایا۔ ان قرضہ معاف کرانے والے افراد کا نام اور پتا کیا ہے؟ تفصیل مہیا کی جائے۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ(رانا محمد اقبال خان)،

(الف) محکمے نے 1993ء سے آج تک حلقہ پی پی72 ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ملک پلانٹ اور چلنگ پلانٹ کے لیے کسی شخص کو کوئی قرضہ نہ دیا ہے۔

(ب) جواب جز "الف" میں دے دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر، راؤ صاحب! اس حوالے سے آپ کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟

راؤ اقبال احمد خان، جناب سپیکر! وہاں ملک پلانٹ پر لوگوں نے قرضے لیے ہیں۔ میں معلوم کرنا چاہتا تھا کہ آیا انھوں نے ادائیگی کی ہے یا نہیں؟ اب فشریز میں بھی بہت بڑی رقم دی گئی ہے۔ اس کے بارے میں بھی دریافت کرنا چاہتا تھا۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! انھوں نے کہا ہے کہ 1993ء سے آج تک حلقہ پی پی 72 ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ملک پلانٹ اور چلنگ پلانٹ کے لیے کسی شخص کو کوئی قرضہ نہیں دیا گیا۔ یہ جواب اس میں آ چکا ہے۔ کیا اس کے علاوہ بھی کچھ اور پوچھنا چاہتے ہیں؟

راؤ اقبال احمد خان، ہو سکتا ہے کہ وہ ہائی لیول کی بات ہو۔ کیونکہ قرضہ جات تو جاری ہوتے ہیں۔ انھوں نے نہیں دیے ہوں گے تو انھوں نے کسی اور کارنر سے لیے ہوں گے۔

جناب سپیکر، یہ ہو سکتا ہے کہ ایگریکلچر بنک کی طرف سے دیے گئے ہوں۔ جی' ضمنی سوال ہے سعید اکبر خان صاحب کا۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ انھوں نے یہ فرمایا کہ ہم نے پی پی 72 ٹوبہ ٹیک سنگھ کے لیے کوئی قرضہ جات نہیں دیے۔ کیا محکمے کی قرضہ دینے کی کوئی پالیسی ہے یا شروع سے پالیسی ہی نہیں ہے؟ اگر نہیں دیا تو کہیں اور دیا ہے۔ جناب سپیکر! انھوں نے فرمایا ہے کہ پی پی 72 کے لیے قرضہ جات نہیں دیے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا

محکمہ لائیو سٹاک کے پاس یہ پالیسی ہے کہ وہ قرضہ جات دیتے ہیں۔

جناب سپیکر، کیا کوئی پالیسی ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ، محکمہ کے پاس کوئی ایسی پالیسی نہیں کہ قرضے جاری کرے۔ قرضہ جات ADBP جاری کرتے ہیں یا دوسرے بنک جاری کرتے ہیں۔ انھوں نے specifically محکمے سے پوچھا ہے تو محکمے نے اس کا جواب مفصل دے دیا ہے۔ اگر آپ کی تسلی اس جواب سے نہیں ہو پائی تو میں آپ کی مزید تسلی کروانے کے لیے تیار ہوں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میری تو تسلی ہے جو انھوں نے جوابات دیے ہیں۔ لیکن میں نے یہ پوچھنا چاہا ہے کہ جہاں تک میرے علم میں ہے کہ اس محکمے کی کوئی پالیسی نہیں کہ یہ قرضہ جات نہیں دیتے۔ ان کو جواب میں یہ کہنا چاہیے تھا کہ ہماری قرضہ جات دینے کی کوئی پالیسی نہیں' اس لیے قرضہ جات دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جب پالیسی نہیں ہے تو قرضہ جات کہاں سے دیے جا سکتے ہیں؟

جناب سپیکر، جی ٹھیک ہے۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ، جناب' جواب تو سوال کے مطابق ہی دینا تھا۔ جو سوال دیا ہوا ہے اس کے مطابق جواب ہے۔

جناب سپیکر، جواب ٹھیک آ گیا ہے۔ اگلا سوال بھی راؤ اقبال احمد خان صاحب کا ہے۔

راؤ اقبال احمد خان، سوال نمبر 1121۔

قرضہ جات کی تفصیل

*1121۔ راؤ اقبال احمد خان، کیا وزیر جنگلات و ماہی پروری ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) حلقہ پی۔پی 72 ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سال 1994ء سے آج تک فش فارم کے لیے کن کن افراد کو اور کتنا قرضہ دیا گیا۔ ان کے نام اور پتا جات کیا ہیں۔

(ب) کیا تمام قرضہ جات یکساں شرح سود سے دیے گئے' اگر نہیں تو وجہ؟ نیز ان افراد کے نام اور پتا جات کیا ہیں۔ جن کو کم شرح سود سے قرضہ دیا گیا۔

(ج) کیا تمام قرض دار تمام اقساط قرضہ باقاعدگی سے ادا کر رہے ہیں' نیز نادہندگان کے نام اور پتا جات کیا ہیں؟

وزیر جنگلات و ماہی پروری(رانا محمد اقبال خان)۔

(الف) محکمہ ماہی پروری نے سال 1994ء سے آج تک کسی فش فارم کو قرضہ نہیں دیا گیا۔ محکمہ ماہی پروری کے پاس فش فارمنگ کے لیے قرضہ جات دینے کی رقم نہیں ہوتی۔

(ب) NIL

(ج) NIL

جناب سپیکر، راؤ صاحب! کوئی ضمنی سوال تو نہیں ہے؟

راؤ اقبال احمد خان، ٹھیک ہے۔ جناب سپیکر! محکمہ والوں نے نہیں دیا ہوگا۔ وہ کسی اور بنک وغیرہ سے جاری ہوتے ہوں گے۔ ملک پلانٹ کے لیے قرضہ جات جاری ہوئے ہیں اور وہ ملک پلانٹ بند پڑا ہے۔ اس کے بعد فشریز کے لیے انہی لوگوں نے بہت بڑی رقم لی ہے۔ دو مرلے میں فش فارم بنا ہے۔

جناب سپیکر، راؤ صاحب! ٹھیک ہے۔ لیکن جو محکمے سے متعلقہ سوالات ہیں ان کے جوابات آپ کے پاس آسکتے ہیں۔ اگر کسی بنک نے دیا ہو یا کسی مالیاتی ادارے نے دیا ہو تو اس کی معلومات ان کے پاس نہیں ہوتیں۔ یہ تو صرف اپنے محکمے کی معلومات کی حد تک پابند ہیں۔ اگلا سوال جناب سعید احمد خان منیس صاحب کا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، 1147۔

معطل ملازمین کی تعداد

*1147۔ جناب سعید احمد خان منیس، کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

موجودہ حکومت کے قیام سے اکتوبر 1997ء تک محکمہ امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ میں وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم کے حکم سے کتنے سرکاری ملازم معطل کیے' اور ان میں سے کتنے ملازم بحال ہو چکے ہیں۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ(رانا محمد اقبال خان)۔

محکمہ لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ پنجاب میں موجودہ حکومت کے قیام سے اکتوبر 1997ء تک وزیراعلیٰ اور وزیر اعظم کے حکم سے نہ ہی کوئی سرکاری ملازم معطل کیا گیا ہے اور نہ ہی کوئی سرکاری ملازم بحال کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی منیں صاحب! کوئی ضمنی سوال نہیں ہے تو اگلے سوال پر چلتے ہیں۔ جناب حاجی امداد حسین کا اگلا سوال ہے۔

حاجی امداد حسین: 1215۔

لاہور میں پارکوں کی تعداد

*1215۔ حاجی امداد حسین: کیا وزیر جنگلات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور ڈویژن محکمہ جنگلات کے کتنے چیف کنزرویٹر اور کتنے کنزرویٹر 'SDFO' 'DFO' رینج فارسٹ آفیسر اور بلاک آفیسر ہیں۔ تمام کی تعداد نام اور تعیناتی' پتا بتائیں اور جن آفیسران کا عرصہ تعیناتی تین سال سے زاید ہو چکا ہے ان کا تبادلہ نہ ہونے کی وجہ بتائی جائے۔

(ب) محکمہ جنگلات نے لاہور میں کتنے پارک بنائے۔ تمام پارکوں کے نام' رقبہ اور ملازمین کی تعداد اور سالانہ اخراجات و آمدن کیا ہے۔ پارکوں کے قیام کے وقت درختوں اور ملازمین کی تعداد کیا تھی اور آج ان کی تعداد کیا ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ سال 96-1995ء میں متعلقہ عملے نے جلو پارک انٹری ٹکٹ 2 روپے کی بجائے 5 روپے کی انٹری ٹکٹ حکومت کی اجازت کے بغیر جاری کیں۔ کون کون سے عملے کے خلاف اس وقت پرچہ درج ہوا۔ ان کے نام پتا و عہدہ و (FIR) کا نمبر اور تاریخ بتائی جائے۔ کیا حکومت ایسے اہل کاروں کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر جنگلات (رانا محمد اقبال خان):

(الف) لاہور ڈویژن محکمہ جنگلات تین اضلاع لاہور' شیخوپورہ اور قصور پر مشتمل ہے اور یہ اضلاع لاہور فارسٹ سرکل کی حدود میں ہیں اور سرکل کا انچارج ناظم جنگلات ہے۔ جس کا نام چودھری فقیر احمد ہے۔ جس نے لاہور سرکل کا چارج مورخہ 13/5/97 کو لیا تھا۔ دیگر افسران اور ماتحت عملے کے نام' تاریخ تعیناتی اور پتے کی تفصیل *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جن افسران کا عرصہ تعیناتی تین سال سے زاید ہے ان کی تبدیلی محکمانہ مفاد کی خاطر نہیں کی گئی۔

***(نام تاریخ تعیناتی اور پتے کی تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

(ب) لاہور میں محکمہ جنگلات کے دو پارک ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام پارک	رقبہ	بوقت قیام پارک ملازمین کی تعداد	موجودہ ملازمین کی تعداد	سالانہ اوسط خرچہ	سالانہ اوسط آمدن
1۔ جلو پارک	1476 ایکڑ	15	22	2124272/- روپے (اکیس لاکھ چوبیس ہزار)	2356000/- روپے (تیئس لاکھ چھپن ہزار)
2۔ راوی نیشنل پارک	140 ایکڑ	06	06	1436450/- روپے (چودہ لاکھ چھتیس ہزار چار سو پچاس)	182303/- روپے (ایک لاکھ بیاسی ہزار تین سو تین)
3۔ لاہور پارک	1242 ایکڑ	05	05	506010/- روپے (پانچ لاکھ چھ ہزار دس روپے)	78875/- روپے (اٹھہتر ہزار آٹھ سو پچھتر روپے)

پارکوں کے قیام کے وقت درختوں کی نمبر شماری کا ریکارڈ موجود نہ تھا۔ البتہ اگر نمبر شماری کرانا مقصود ہے تو درختوں کی تعداد معلوم کی جا سکتی ہے اور اس کے لیے وسائل درکار ہوں گے۔

(ج) دوران سال 96-1995ء محکمہ کی طرف سے جلو پارک کے لیے داخلہ ٹکٹ -/2 روپے مقرر کیا گیا۔ ریکارڈ کے مطابق اس سال کوئی زاید وصولی کیس محکمہ کے نوٹس میں نہ آیا۔ البتہ دوران ماہ اگست 1996ء ایک ایف۔ آئی۔ آر نمبری 147/96 مورخہ 02-08-96 تھانہ باٹا پور بابت زاید وصولی انٹری ٹکٹ مندرجہ ذیل اہل کاروں کے خلاف درج ہوئی۔ نقل ایف آئی آر***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جن کے خلاف محکمانہ و عدالتی کارروائی جاری ہے۔

1۔ عباس علی، نائب مہتمم جنگلات، 2۔ محمد یٰسین، فارسٹر

3۔ محمد اسلم سیکورٹی گارڈ 4۔ محمد نواز سیکورٹی گارڈ

***(ایف آئی آر کی نقل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔ اگلا سوال سید مسعود عالم شاہ صاحب کا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، ان کے ایماء پر 1384-

چولستان میں جنگلی جانوروں کی حفاظت

*1384۔ سید مسعود عالم شاہ، کیا وزیر جنگلات و جنگلی حیات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) حکومت پنجاب ہر سال چولستان میں جنگلی جانوروں کے شکار کرنے والوں سے کتنا معاوضہ حاصل کرتی ہے۔ اس حاصل شدہ معاوضے میں سے کتنی رقم چولستان میں جنگلی حیات کی افزائش اور حفاظت پر خرچ کی جاتی ہے۔

(ب) کیا حکومت یہاں جانوروں کی افزائش اور حفاظت کے لیے مستقل چیک پوسٹ اور عملہ تعنیات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جنگلات (رانا محمد اقبال خان)،

(الف) چولستان میں شکار کرنے والوں سے 97 - 1996ء میں وصول کنندہ رقم کی تفصیل درج ذیل ہے،

1 -	وی۔ آئی۔ پیز	9,07,500/- روپے
2 -	سپیشل پرمٹ ہولڈر	57,200/- روپے
3 -	معاوضہ	80,800/- روپے
4 -	جرمانہ	94,400/- روپے
	کل رقم	11,39,900/- روپے

یہ رقم حکومت پنجاب کے خزانہ میں جمع کروائی جاتی ہے۔ جبکہ حکومت پنجاب ہر سال مبلغ 69,49,410/- روپے چولستان میں جنگلی حیات کی حفاظت اور بقا پر خرچ کرتی ہے۔

(ب) محکمہ تحفظ جنگلی حیات نے پہلے ہی چولستان میں جنگلی حیات کے تحفظ کے لیے 20 چیک پوسٹیں اور 181 افراد پر مشتمل عملہ تعینات کر رکھا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ وی۔ آئی۔ پیز اور نیشنل پرمٹ ہولڈر سے ان کی کیا مراد ہے؟

جناب سپیکر، جی وی۔ آئی۔ پیز اور نیشنل پرمٹ ہولڈر سے کیا مراد ہے؟

وزیر جنگلات و جنگلی حیات، اس سے مراد وی آئی پیز غیر ملکی ہیں' جن کو سپیشل پرمٹ دیا جاتا ہے۔

جناب ایاز امیر، چولستان میں کتنے عرب dignitaries کو یا باہر کے لوگوں کو مراعات دی گئی ہیں' کیا یہ بتا سکتے ہیں؟

وزیر جنگلات و جنگلی حیات، جناب والا! یہ نیا سوال بنتا ہے۔ اگر یہ دے دیں تو اس کا جواب دے دیں گے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! یہ نیشنل پرمٹ ہولڈر سے کیا مراد ہے؟

وزیر جنگلات و جنگلی حیات، یہ نیشنل نہیں' سپیشل لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر، یہ نیشنل نہیں' سپیشل ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب' سپیشل کا ہی بتا دیں۔

جناب سپیکر، جی سپیشل پرمٹ ہولڈر سے کیا مراد ہے۔ سپیشل سے مراد سپیشل ہی ہوتا ہے۔ اس میں تو کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ (قہقہے) منیس صاحب! آپ اتنا بھی نہیں سمجھتے۔ جی منسٹر صاحب! سپیشل پرمٹ ہولڈر سے کیا مراد ہے؟

وزیر جنگلات و جنگلی حیات، جناب والا! پرندوں کو پکڑنے کے لیے جو لوگ چولستان کے لیے پرمٹ حاصل کرتے ہیں تو اس حدود کے لیے games reserve پر پرندہ پکڑنے کے لیے اور خاص طور پر فالکن پکڑنے کے لیے ہم اجازت دیتے ہیں۔ اس کے لیے ہم ان سے انٹری فیس سو روپیہ روزانہ لیتے ہیں اور جب وہ پکڑ لیتا ہے تو اس کے بعد اس کی فیس 25 ہزار روپے ہے۔

جناب سپیکر، جی کوئی اور ضمنی سوال۔

جناب ایاز امیر، محکمے کو کچھ خیال یا اندازہ ہے کہ جو شکار کی پالیسی چولستان میں کئی سالوں سے اپنائی جا رہی ہے اس سے جنگلی حیات کو کتنا نقصان ہو رہا ہے' وہ کتنی endangered ہے؟ یہ جو آج کل کے مہینے ہیں اس میں کتنے وسیع پیمانے پر جنگلی حیات تباہ ہوتی ہے؟

وزیر جنگلات و جنگلی حیات، جناب والا! میں ان کی اطلاع کے لیے عرض کر دوں کہ چولستان میں کسی کو کوئی سپیشل لائسنس شکار کے لیے جاری نہیں ہوتا اور نہ اس سے کوئی damage ہوتا ہے۔ وہ صرف اور صرف ہم dignitaries کو پرمٹ دیتے ہیں جو کہ فالکن کے ذریعے وہاں پر شکار کرتا

ہے۔ اس کے علاوہ کسی اور کو وہاں اجازت نہیں ہے۔

جناب سپیکر، جی' shooting کی اجازت نہیں ہے۔

جناب ایاز امیر، جناب سپیکر! میں جو اشارہ کر رہا تھا وہ بالکل اسی طرف کر رہا تھا کہ جس طریقے سے وہاں پر فالکن کا شکار ہوتا ہے اور جس طریقے سے وہاں پر modern equipment کو استعمال کرکے وائلڈ لائف کی hunting ہوتی ہے۔ میں یہ پوچھ رہا تھا کہ اس کا محکمے کو کچھ اندازہ ہے کہ کتنا نقصان ہو رہا ہے اور خاص طور پر Houbara species جو ہے' وہ اس free-hold policy کے نتیجے میں کتنا endangered ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر، ایاز امیر صاحب کا خیال ہے کہ اس پالیسی سے نقصان ہو رہا ہے۔

وزیر جنگلات و جنگلی حیات، جناب سپیکر! انھوں نے جہاں تک Houbara bustard کی بات فرمائی ہے تو Houbara bustard جو ہے وہ migratory bird ہے۔ وہ سائبیریا سے پاکستان میں داخل ہوتا ہے۔ اور پھر انھوں نے جو فرمایا ہے کہ اس کا نقصان ہو رہا ہے۔ جہاں کہیں کوئی غیر قانونی ایسا حربہ استعمال ہوتا ہے تو محکمہ اس پر فوراً ایکشن لیتا ہے اور اگر ان کے نوٹس میں ایسی کوئی خاص بات ہے تو یہ مجھے بتائیں میں اس کا نوٹس لوں گا۔

جناب ایاز امیر، جناب سپیکر! باہر کے جو dignitaries آتے ہیں محکمہ ان کے خلاف کارروائی کرتا ہے؟

جناب سپیکر، رانا صاحب' ان کے نوٹس میں ذرا زیادہ ہی سخت کام ہے۔ ان کے نوٹس میں کافی بڑا کام ہے۔ (قہقہے) وہ foreign dignitaries کی بات کر رہے ہیں کہ جو اجازت دی گئی ہے اس سے اس کی نسل ختم ہونے کا خدشہ ہے۔

وزیر جنگلات و جنگلی حیات، جناب والا! پہلی بات تو میں نے یہ عرض کی ہے کہ وہ migratory bird ہے۔ اس پر ہم ایسی کوئی پابندی جو یہ فرما رہے ہیں اس طرح کی نہیں لگا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر، نہیں' نہیں۔ وہ bird کے اوپر پابندی نہیں کہہ رہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ جو شکار کرنے والے ہیں۔

وزیر جنگلات و جنگلی حیات، شکار کی ایک حد مقرر ہے۔ اس سے زیادہ شکار نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، ضمنی سوال۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ اس پر اب کافی ضمنی سوال ہو گئے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، یہ ایک آخری ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر، جی، ضمنی سوال منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ انھوں نے یہ بات کی ہے کہ dignitaries کو پرمٹ جاری کیے جاتے ہیں۔ کیا یہ پاکستانی شہریوں کو بھی پرمٹ جاری کر رہے ہیں؟

وزیر جنگلات و جنگلی حیات، جناب سپیکر! میں نے پہلے ہی جواب دے دیا ہے کہ اور کسی کو یہ پرمٹ جاری نہیں ہوا۔

جناب سپیکر، چولستان میں نہیں ہوا۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جب foreign dignitaries کو اجازت دے دی جاتی ہے تو پھر اپنے ہی ملک کے رہنے والوں کو لیے یہ پابندی کیوں ہے؟

وزیر جنگلات و جنگلی حیات، جناب سپیکر! میرے خیال میں لیڈر آف دی اپوزیشن کو یہ بات زیب نہیں دیتی تھی کہ یہ ایسی بات کرتے۔ ہمارا ایک ایسا محسن جس کی طرف یہ اشارہ فرما رہے ہیں اس نے ہمارے ملک کے لیے ڈویلپمنٹ کی ہے، چولستان کو ڈویلپ کیا ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر، انھوں نے صرف ایک دفعہ ہی نہیں، بلکہ ہر مشکل وقت میں پاکستان کی مدد کی ہے۔ ان کی خدمت کر کے تو پاکستان کو خوشی ہوتی ہے اور خاص طور پر پنجاب کو ہمیشہ خوشی ہوتی ہے کہ انھوں نے ہمیشہ مشکل وقت میں پاکستان کا ساتھ دیا ہے۔

وزیر جنگلات و جنگلی حیات، میں ان کو دعوت دیتا ہوں کہ یہ ذرا رحیم یار خان جا کر دیکھیں۔ وہاں کا ایئر پورٹ دیکھیں۔ وہاں کا ہسپتال دیکھیں۔ وہاں پر انھوں نے 600 بیڈ کا ہسپتال بنایا ہے۔ تو جو ہم پر احسان کرتا ہو اس کو کیا ہم یہاں پر اپنے ملک میں شکار کھیلنے کی اجازت نہیں دے سکتے؟

جناب سپیکر، رانا صاحب! یہ صرف ڈویلپمنٹ کی بات نہیں ہے کہ یہاں پر انھوں نے اتنی ڈویلپمنٹ

کی ہے۔ وہ تو سامنے نظر آتی ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے پاکستان کی ہرمشکل وقت میں مالی مدد کی ہے۔ ہر فورم کے اُوپر مدد کی ہے۔ اب وقفۂ سوالات ختم ہوتا ہے اور سوال بھی مکمل ہو چکے ہیں۔ بہت شکریہ رانا صاحب۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر جنگلات و جنگلی حیات، میں بقایا جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر، رانا صاحب' بقایا کوئی سوال ہی نہیں۔

آوازیں، رانا صاحب' مبارک' مبارک

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ جنگلات' جنگلی حیات و ماہی پروری)

ٹی۔اے' ڈی۔اے کی ادائیگی

138۔ چودھری زاہد محمود گورایہ، کیا وزیر جنگلات' جنگلی حیات و ماہی پروری ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

مالی سال 1993ء سے آج تک محکمہ ماہی پروری اور جنگلی حیات اور اس کے ماتحت اداروں میں کن اہل کاروں کو کتنی رقم بطور ٹی۔اے' ڈی۔اے' کن تاریخوں میں ادا کی گئی ایسے اہل کاروں کے نام' عہدہ جات اور جن افسران مجاز کے حکم سے وہ سرکاری دوروں پر گئے' ان کا نام و عہدہ بتایا جائے؟۔

وزیر جنگلات(رانا محمد اقبال خان)

محکمہ ماہی پروری و محکمہ جنگلی حیات اور ان کے ماتحت اداروں میں مالی سال 1993-94ء سے مالی سال 1996-97ء کے دوران ٹی۔اے' ڈی۔اے کی مدمیں ادائیگیوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ا۔ محکمہ ماہی پروری مبلغ-/1,14,47,741 روپے

(ایک کروڑ' چودہ لاکھ سنتالیس ہزار سات سو اکتالیس روپے)

ب۔ محکمہ جنگلی حیات مبلغ-/51,49,590 روپے

(اکاون لاکھ انچاس ہزار پانچ سو نوے روپے)

تفصیل تواریخ' نام ملازمین' عہدہ جات و مجاز افسران جن کے حکم سے وہ سرکاری دوروں پر گئے' کی *** تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ملازمین کی تعداد

152۔ چودھری زاہد محمود گورایہ، کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) محکمہ امور پرورش حیوانات اور اس کے ماتحت اداروں میں ضلع فیصل آباد میں کل کتنے ملازم ہیں ان کے نام' عہدہ جات' تاریخ پیدائش' تعلیم اور ڈومی سائل کے کوائف کیا ہیں۔ نیز آغاز ملازمت سے لے کر اب تک ان کی تعیناتی کہاں کہاں رہی ہے۔

(ب) اہل کاران متذکرہ کے خلاف تاریخ تعیناتی سے اب تک کن الزامات کے تحت تحقیقات ہوئیں' مقدمات درج ہوئے اور اگر بریت ہوئی تو کس مجاز اتھارٹی نے ان کو کن تاریخوں میں بے گناہ قرار دیا؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (رانا محمد اقبال خان)،

(الف) محکمہ امور پرورش حیوانات اور اس کے ماتحت اداروں میں ضلع فیصل آباد میں کل (417) ملازم ہیں ان کے نام' عہدہ جات' تاریخ پیدائش' تعلیم' ڈومی سائل اور آغاز ملازمت سے لے کر اب تک کی تعیناتی کے کوائف گوشوارہ "الف" پر *** ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

(ب) اہل کاران کے خلاف تاریخ تعیناتی سے اب تک جن الزامات کے تحت تحقیقات ہوئیں' مقدمات درج ہوئے' اور اگر بریت ہوئی تو جس مجاز اتھارٹی نے ان کو جن تاریخوں میں بے گناہ قرار دیا کے کوائف گوشوارہ "ب" پر *** ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

ملازمین کی تعداد

153۔ چودھری زاہد محمود گورایہ، کیا وزیر جنگلات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) محکمہ جنگلات' فارسٹ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ فیصل آباد اور اس کے ماتحت اداروں میں ضلع فیصل آباد میں کل کتنے ملازم ہیں۔ ان کے نام' عہدہ جات' تاریخ پیدائش' تعلیم اور ڈومی سائل کے کوائف کیا ہیں' نیز آغاز ملازمت سے لے کر اب تک ان کی تعیناتی کہاں کہاں رہی ہے۔

*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

(ب) اہل کاران متذکرہ کے خلاف تاریخ تعیناتی سے اب تک کن الزامات کے تحت تحقیقات ہوئیں، مقدمات درج ہوئے اور اگر بریت ہوئی تو کس مجاز اتھارٹی نے ان کو کن تاریخوں میں بے گناہ قرار دیا؟

وزیر جنگلات(رانا محمد اقبال خان)،

(الف) محکمہ جنگلات ریسرچ انسٹی ٹیوٹ فیصل آباد اور اس کے ماتحت اداروں میں ضلع فیصل آباد میں کل 111 ملازم ہیں جن کی تفصیل*** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب)

نام ملازم	الزامات	تاریخ بریت/فیصلہ	مجاز اتھارٹی
1۔ ریاض احمد، ریسرچ اسسٹنٹ	نمبر کی کمی	13-10-94	ڈائرکٹر پی - ایف - آر۔آئی فیصل آباد۔
2۔ ریاض احمد، ریسرچ اسسٹنٹ	سٹور کے سامان کی کمی	24-08-94	۔ایضاً۔
3۔ آفتاب احمد فارسٹر	نمبر لکڑی اور مڈھیوں کی کمی	07-01-96	۔ایضاً۔
4۔ آفتاب احمد فارسٹر	نرسری کی ناکامی	28-10-95 مبلغ -/5316 روپے کی ادائیگی کرنے کی سزا دی گئی۔	ڈی الف او، سلوا ڈویژن / PFRI فیصل آباد۔
5۔ محمد اکرم فارسٹر	نرسری کی ناکامی	28-10-95 مبلغ -/5316 روپے کی ادائیگی کرنے کی سزا دی گئی۔	ڈی الف او، سلوا ڈویژن / PFRI فیصل آباد۔

استحقاق

جناب سپیکر، اب تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 1 چودھری شاہد اکرم بھنڈر صاحب کی ہے۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

***(تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

جناب سپیکر، جی، سعید اکبر صاحب پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں اپنی معلومات کے لیے آپ سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب کا بھی استحقاق مجروح ہوتا ہے؟

جناب سپیکر، کیوں نہیں ہوتا۔ ان کا استحقاق نہیں ہے؟

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! استحقاق ہے، لیکن مجروح نہیں ہوتا، سوائے ممبران کے۔

جناب سپیکر، نہیں، کیوں نہیں ہوتا ان کا بھی استحقاق مجروح ہو جاتا ہے۔ ایسی تو کوئی بات نہیں۔ ہو سکتا ہے، اسی لیے میں نے ان کو اجازت دی ہے۔

جناب سعید اکبر خان، ٹھیک ہے جناب۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! آپ نے جواب دے دیا۔ وہ مطمئن ہو گئے ہیں؟

جناب سپیکر، جی، میں نے جواب دے دیا ہے۔ جی، شاہد اکرم بھنڈر صاحب۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، جناب سپیکر! مجھے اپنی تحریک استحقاق انگلش میں پڑھنے کی اجازت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، جی، اجازت ہے۔

ڈائرکٹر آڈٹ گوجرانوالہ کے اراکین اسمبلی کے خلاف ہتک آمیز ریمارکس

CH SHAHID AKRAM BHINDER: I move the privilege motion which requires the immediate intervention of the Assembly. The matter is that on 5.1.97..... rather is 98 sir, an application duly recommended by the Finance Minister Punjab was sent to the Director Audit, Gujranwala Mr. Muhammad Asghar through my special messenger which he received and after reading the application remarked: "Who is the Minister to send me such recommendations and what should I do with the Minister's recommendation, "and returned

the application with the remarks, rather refused to accept the application Again on 12th January, I personally contacted the Director Audit on telephone, and inquired as to why he had refused to accept the application, to which he replied that who is the Minister to send me the recommendation and I cannot accept the application and again passed "derogatory" remarks, against the Minister, MPAs and the Assembly and thereby has breached the privilege of the Member's and the Assembly, therefore the motion be accepted and referred to the Privilege Committee.

جناب سپیکر، اس کے اُوپر آپ کوئی شارٹ سٹیٹمنٹ دیں گے؟

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! اگر آپ کی اجازت ہو تو میں اس تحریک استحقاق کو نمٹا دوں؟

جناب سپیکر، نہیں، پہلے ذرا وہ اپنی شارٹ سٹیٹمنٹ دے دیں۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، جناب سپیکر! اس پر شارٹ سٹیٹمنٹ کی کوئی ضرورت تو نہیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ اب منسٹر صاحب اس کے اوپر کیا کہتے ہیں؟

وزیر خزانہ، شکریہ جناب سپیکر۔ یہ تاریخ کی غلطی ہو گئی تھی جس کی معزز ممبر نے تصحیح کر دی ہے۔ نام کی بھی غلطی ہے اور وہ غالباً اس کو جانتے نہیں تھے جس کا نام انھوں نے لیا ہے۔ میرے پاس محکمے کا جواب پہنچا ہے اور میں خود اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔ متعلقہ ڈائرکٹر لوکل فنڈ آڈٹ نے صرف ان کے بھیجے ہوئے قاصد کا تو جواب دیا ہے لیکن معزز ایم پی اے کی ذاتی ٹیلی فونک گفتگو کا کوئی جواب نہیں ملا۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ اس سے مکمل باز پرس کی جائے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ یہ استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔ اس کی رپورٹ 31۔ مارچ 1998ء تک آ جانی چاہیے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر، اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔ سب سے پہلے نمبر ایک پر میاں عبدالستار صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔ جی' میاں عبدالستار صاحب۔

ضلع رحیم یارخاں میں سکارپ کے منصوبے کی ناکامی

میاں عبدالستار (پی پی۔ 234)، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ 6 ارب روپے کی لاگت سے ضلع رحیم یار خان میں سکارپ کا منصوبہ تیار کیا گیا ہے۔ اتنی خطیر رقم لگانے کے باوجود یہ منصوبہ حکومت پنجاب کی عدم توجہی کی وجہ سے ناکام ہو رہا ہے۔ اس کے کچھ حصے ابھی تک واپڈا پاکستان سے لینے میں حکومت پنجاب ہچکچا رہی ہے۔

اس منصوبے کے تحت بنی ہوئی ڈرین اپ چوک ہو چکی ہے اور پانی سے بھری ہوئی ہے۔ اس کے کنارے لگے ہوئے ٹیوب ویل اکثر خراب یا بند پڑے ہیں۔ ڈرین کی صفائی کے لیے مشینیں موجود نہ ہیں۔ یہ ڈرین چولستان میں واقع ایک بڑے خود ساختہ تالاب میں گرتی ہے جو دفاع کے مقصد کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ افواج پاکستان اس تالاب کو ہر وقت بھرا رکھتی ہے۔ اس سلسلے میں وہ اس تالاب کے ساتھ موجود ٹیوب ویل یا نہروں سے بنے ہوئے اسکیپس چلا کر بھر لیتی ہے جب کہ سیم کا مسئلہ جوں کا توں ہے۔

لہٰذا استدعا ہے کہ ایوان کی کارروائی معطل کر کے اس اہم مسئلے کی طرف توجہ دی جائے۔

جناب سپیکر، جی چودھری صاحب! آپ اس کا جواب دیں گے؟

وزیر آب پاشی (چودھری محمد اقبال)، جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے جو مسئلہ یہاں پیش کیا ہے اس کا میرے محکمے کی طرف سے ایک خوبصورت جواب ملا ہے۔ لیکن میں چونکہ اس کے facts خود بھی جانتا ہوں' لہٰذا میں عرض کرتا ہوں ۔ پچھلے دنوں وزیر اعلیٰ صاحب اس ضلع میں تشریف لے گئے تھے اور میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ وہاں میٹنگ میں ہمارے کافی سارے دوستوں نے یہ مسئلہ پیش کیا تھا' اس لیے میں اس جواب کو ایک طرف رکھ کر کچھ زبانی عرض کرنا چاہتا ہوں

جناب والا! یہ مسئلہ واقعی کافی سنگین ہے اور وہ ڈرین کافی تنگ کر رہی ہے اور اس سے ہمارے بہت سارے زمین دار بھائی متاثر ہو رہے ہیں اور ان کی فصلات بھی متاثر ہو رہی ہیں اور وہ بے چارے کس مپرسی کی حالت میں گزراہ کر رہے ہیں۔ وہاں پر جلسۂ عام میں جناب وزیراعلیٰ صاحب نے مجھے حکم دیا تھا کہ عید کی چھٹیوں کے بعد آپ اس ضلع میں تشریف لے آئیں' اپنے ساتھ اپنے سیکرٹری کو لے آئیں' اور آپ یہاں بیٹھ کر اس مسئلے کے بارے میں مجھے رپورٹ دیں کہ اصل مسئلہ ہے کیا۔ اس کے لیے انھوں نے میری ڈیوٹی لگائی ہوئی ہے ۔ اب چونکہ اجلاس چھٹیوں کے فوراً بعد آ گیا ہے' لہٰذا اب اس اجلاس کے ختم ہونے کے فوراً بعد میں اور سیکرٹری صاحب وہاں پہنچ جائیں گے' واپڈا والوں کو تکلیف دیں گے اور جن فوج والوں کے پاس اس وقت اس کا کنٹرول ہے ان کو بھی بلائیں گے اور اس کا جو بھی seizable حل ہوا' میں on the floor of the House اس کی پوری رپورٹ دوں گا۔ اب اگر اس کو pending کر دیں تو زیادہ مناسب ہوگا۔ یا پھر اس کو dispose of کر دیں۔

جناب سپیکر، میرے خیال میں اس کو pending کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ کیوں میاں صاحب! جب منسٹر صاحب خود اس کو اس طریقے سے take up کر رہے ہیں تو پھر اس کو pending کرنے کی تو ضرورت نہیں۔

میاں عبدالستار، جناب والا! اس بارے میں میری ایک گزارش ہے کہ چونکہ انھوں نے خود pending کے لیے کہا ہے تو ٹھیک ہے' کیونکہ اگر یہ pending رہے گی تو ان پر ایک قسم کا پریشر رہے گا۔ مجھے ان پر کسی قسم کا بھی کوئی شبہ نہیں۔ یہ مسئلہ اتنا سنجیدہ ہے کہ اس میں کافی involvement کی ضرورت ہے ۔ چیف منسٹر صاحب اس پر دو تین دفعہ بریفنگ دے چکے ہیں اور اس بارے میں ابھی تک کوئی بھی چیز فائنل نہیں ہو سکی ۔

جناب سپیکر، جی ۔ چودھری صاحب۔

وزیر آب پاشی، جناب والا! جب صوبے کے چیف ایگزیکٹو نے جلسۂ عام میں اس بات کی commitment کی ہے تو یہ کم از کم ہمیں موقع تو دیں کہ ہم اس کا کوئی حل نکالیں ۔

جناب سپیکر، کیوں جی' میاں صاحب۔

میاں عبدالستار (پی پی 234) جناب والا! اگر آپ اسے pending کر لیں تو زیادہ مناسب ہے ۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے جی ۔ اسے pending کر لیتے ہیں ۔ میاں عبدالستار صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 1 pending ہوئی۔ تحریک التوائے کار نمبر 2 بھی میاں عبدالستار صاحب کی ہے۔ جی میاں صاحب۔

محکمہ تعلیم خان پور میں خواتین اساتذہ کی ناجائز بھرتیاں

میاں عبدالستار (پی پی 234) جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ 1995ء میں تحصیل خان پور ضلع رحیم یار خان میں محکمہ تعلیم میں خواتین اساتذہ میں ناجائز بھرتیاں کی گئیں۔ اسمبلی میں اس مسئلہ کو اٹھانے پر وزیر تعلیم نے یہ یقین دہانی کرائی کہ ایسی تمام ناجائز بھرتی شدہ اساتذہ کو نکال دیا جائے گا اور پھر سب کو برخاست کرنے کے احکامات جاری کر دیے گئے ۔ مگر اب کئی ماہ گزرنے کے بعد کچھ اساتذہ کو جن کی فہرست لف ہے ' برخاست کرنے کے احکامات واپس لے کر دوبارہ تعینات کر دیا گیا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ اس اہم اور فوری مسئلے پر ایوان کی کارروائی معطل کر کے فوری بحث کی جائے۔

جناب سپیکر، جی' چودھری صاحب۔

وزیر تعلیم (چودھری محمد اقبال)، جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ 1995ء میں تحصیل خان پور ضلع رحیم یار خان میں محکمہ تعلیم میں خواتین اساتذہ کی ناجائز بھرتیاں کی گئیں۔ نظامت ہذا کی طرف سے مقررہ کردہ انکوائری کمیٹی کی رپورٹ کی روشنی میں اظہار وجوہ کے نوٹس اور ذاتی شنوائی کا موقع دینے کے بعد 75 اساتذہ کو 24-05-97 ' 04-06-97 اور 30-07-97 کو احکامات کے تحت ملازمت سے نکال دیا گیا اور یہ ناجائز بھرتی کردہ اساتذہ قطعاً کسی حکم کے تحت دوبارہ ملازمت میں بھرتی نہیں کیے گئے۔ بہرحال' جناب محکمے کے علم میں یہ بات بھی آئی کہ ان کے علاوہ بھی متعدد اساتذہ قوانین و ضوابط کے خلاف بھرتی کیے گئے ہیں جن کی ملازمتیں برخاست کرنے کے لیے اب تک مزید 13 اساتذہ کے خلاف کارروائی شروع ہو چکی ہے۔ بعد ازاں ڈپٹی ایجوکیشن آفیسر (زنانہ) خان پور کی اسامی بوجہ تبادلہ خالی ہو چکی ہے جو آج تک خالی ہی چلی آ رہی ہے' کیونکہ کوئی موزوں خاتون تقرری کے لیے آمادہ نہیں۔

جناب والا! مزید کام التوا میں اس لیے ہے کہ کوشش کے باوجود بعض مشکوک اساتذہ کا

مکمل ریکارڈ دست یاب نہیں ہوسکا' کیونکہ بعض A.E.Os جو ان اساتذہ کی تنخواہوں کے بارے میں ملوث تھیں انھوں نے عدالت عالیہ سے حکم امتناعی لیا ہوا ہے ۔ یہ معاملہ عدالت میں بھی چل رہا ہے ۔ اس لیے اس کے ریکارڈ کی دست یابی میں مشکلات آتی رہی ہیں ۔

جناب والا! انکوائری کمیٹی نے 19-01-98 اور 04-02-98 کو ناجائز بھرتی شدہ معلمات کے ریکارڈ کے حصول کے لیے خان پور کا دورہ بھی کیا جس کے نتیجے میں تاحال 13 اساتذہ نے شوکاز نوٹس وصول کر لیے ہیں۔ بقیہ اساتذہ نوٹس کی تعمیل سے عمداً گریزاں ہیں اور جنوری 1998ء کی تنخواہیں وصول کرنے بھی دفتر میں حاضر نہیں ہوئیں۔ آئندہ ان مشکوک اساتذہ کی تنخواہیں بند کر دی گئی ہیں اور ڈپٹی ایجوکیشن آفیسر (زنانہ) خان پور کے تقرر کے بعد ان میں جو اساتذہ ناجائز بھرتی شدہ پائے گئے انھیں ملازمت سے نکال دیا جائے گا۔

جناب سپیکر، انھیں نکال دیا گیا ہے؟

وزیر تعلیم ، نہیں جناب' کچھ رہ گئے ہیں۔

جناب سپیکر، اس کا مطلب ہے کہ جنھوں نے کورٹ سے سٹے لیا ہوا ہے وہ رہ گئے ہیں ۔

وزیر تعلیم ، جنھوں نے سٹے لیا ہوا ہے اور جو عمداً آ نہیں رہے' وہ رہ گئے ہیں۔

جناب سپیکر، جی میاں ستار صاحب۔

میاں عبدالستار، جناب والا! وزیر موصوف جو پڑھ رہے تھے اس بارے میں عرض ہے کہ Stay اب vacate ہو چکے ہیں۔ انھوں نے سٹے لیے تھے مگر اب کوئی سٹے نہیں۔ ان کے سٹے خارج ہو گئے ہیں اور وہ نکل گئے ہیں۔ A.E.Os کی ٹرانسفر ہوئی' انھوں نے سٹے لیے' مگر وہ بھی خارج ہو گئے۔انھوں نے سٹے لیے تھے مگر کورٹ میں کوئی کیس pending نہیں۔

جناب سپیکر، جب آپ نے یہ تحریک التواء دی ہو اس وقت یہ سٹے آرڈر ہوئے ہیں۔

میاں عبدالستار (پی پی 234)، نہیں، جناب اس وقت نہیں تھے ۔ یہ جواب میرے سامنے تیار ہوا ہے۔ اس کا مجھے پتا ہے ۔ جواب بھی میں نے ہی تیار کروایا ہے ۔

جناب سپیکر، پھر آپ نے جواب غلط کیوں تیار کروایا ہے؟

وزیر تعلیم ،جناب سپیکر! شاید میں اپنے دوست کو سمجھا نہیں سکا ۔ میں نے وجوہات بتائی ہیں جن

کی وجہ سے وہ کیس pending رہ گئے۔

میاں عبدالستار (پی پی 234)، جناب والا! اصل مسئلہ جس میں ہم حکومت پنجاب کو ملوث کرنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ-----

جناب سپیکر، کہ جن کو ایک دفعہ نکالا گیا ان کو دوبارہ رکھ لیا گیا۔ یہ ہے ناں آپ کا مسئلہ؟

میاں عبدالستار (پی پی 234)، جناب والا! اگر آپ میری بات سنیں گے تو آپ کو سارا مسئلہ معلوم ہو جائے گا۔

جناب سپیکر، آپ سنائیں۔

میاں عبدالستار، جناب والا! ایک بات تو یہ ہے کہ جن کا ریکارڈ ملا نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ A.E.Os نے پیسے لے کر ان کو بھرتی کروایا۔ ان A.E.Os. کے خلاف کوئی ایکشن نہیں ہوا اور جن کا ریکارڈ اب تک مہیا نہیں ہو رہا۔

جناب والا! دوسری بات یہ ہے کہ ڈپٹی ڈی۔ای۔او (زنانہ) خان پور میں موجود ہی نہیں۔ وہاں پر پچھلے پانچ ماہ سے کسی کی پوسٹنگ نہیں ہو رہی۔ یہ ہمارے دو مسئلے حل کر دیں۔ وہاں ایک ڈپٹی ڈی ای او لگا دیں۔ A.E.Os. کی انھوں نے ٹرانسفر کی۔ اس نے سٹے لیا اور وہ سٹے خارج ہوگیا' لہذا یہ ان کے خلاف ایکشن کا وعدہ کر لیں۔ وہاں پر کوئی ڈپٹی ڈی۔ای۔او لگا دیں تو یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! فاضل ممبر ایک تو اے۔ ای۔ اوز کے خلاف ایکشن کی بات کر رہے ہیں اور دوسرے ڈپٹی ڈی ای او کی بات کر رہے ہیں کہ پچھلے پانچ ماہ سے وہاں پر اس کی تقرری نہیں ہوئی۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! یہ مسئلہ تو حل ہو گیا ہے کہ فاضل ممبر خود ہی سوال کر رہے ہیں اور خود ہی اس کا جواب دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ مسئلہ یہ نہیں ہے کہ A.E.Os کو پوسٹ کرنے سے سارے ریکارڈ مل جائیں گے یا ڈپٹی ڈی۔ای۔او کو پوسٹ کرنے سے سارے ریکارڈ مل جائیں گے۔ یہ ضلع ایسا ہے کہ وہاں اے ای او اور ڈپٹی ڈی ای او کو بھی ڈھونڈنا ذرا مشکل ہے۔ یہ مجھے کوئی موزوں سا نام دے دیں' میں اس کو کل ہی پوسٹ کر دوں گا۔

جناب سپیکر، میاں صاحب! اگر آپ ویسے بھی کہہ دیتے تو میرے خیال میں آپ کا یہ مسئلہ حل ہو

جانا تھا۔

میاں عبدالستار (پی پی 234)،جناب والا! عرض یہ ہے کہ ان حالات میں وہاں لگنے کو کوئی بھی تیار نہیں ۔ اصل مسئلہ یہ ہے ۔

وزیر تعلیم ، تو پھر جناب والا! یہی ہو سکتا ہے کہ فی الحال ان کو لگا دیں یا مجھے لگا دیں اور تو کوئی حل نہیں ہو سکتا ۔

جناب سپیکر، نہیں' بات یہ نہیں ہے ۔ آخر وہاں پر کسی کو تو لگانا ہی ہے ۔

میاں عبدالستار، جناب والا! یہ تو ہم بھی ڈھونڈ رہے ہیں ۔ وزیر موصوف اپنے محکمے کو کہیں کہ وہ کسی کی بھی وہاں پر پوسٹنگ کر دیں اور ان A.E.Os. کے خلاف ایکشن لیں ۔ یہ دو مسئلے ہیں ۔

جہاں تک جواب کی تیاری کی بات کی ہے' میں وہاں پر موجود تھا اور انھوں نے مجھ سے پوچھا تھا اور جواب میرے سامنے تیار ہوا تھا ۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! جن اے ۔ ای ۔ اوز نے بے قاعدگیاں کی ہیں ان کے خلاف تو ایکشن ہو سکتا ہے ناں۔

وزیر تعلیم، جناب والا! کیوں نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر، ایک تو وہ کہہ رہے ہیں کہ ان کے خلاف ایکشن ہوگا' لہٰذا خود بخود بھی چیزیں سامنے آئیں گی ۔ دوسرے اگر وہاں پر ڈپٹی ڈی ۔ ای ۔ او کی تعیناتی ہو گئی تو یہ خود بخود حل ہو جائے گا ۔

وزیر تعلیم، جناب والا! میں ان کے ڈائرکٹر ایجوکیشن کو وہاں پر موقع پر بھیج دیتا ہوں۔ وہ وہاں پر ان کی تسلی کے مطابق ایکشن لیں گے۔

جہاں تک دست یابی کا تعلق ہے میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ وہاں پر جانے کے لیے کم ہی آفیسر تیار ہوتے ہیں۔ ہم پھر بھی کوشش کرتے ہیں کہ خواتین میں سے کوئی اچھی خاتون' جو دست یاب ہو' جو ایمان دار ہو اور جو کام بھی کرنا چاہتی ہو ہم اس کو وہاں لگانے کی بھر پور کوشش کرتے ہیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ میرے خیال میں اب آپ اسے press نہیں کرتے۔

میاں عبدالستار (پی پی 234)، نہیں جناب ۔

جناب سپیکر، تو یہ disposed of تصور ہوئی۔

چودھری محمد صدیق سالار، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جناب وزیر کو وزیر بنے ایک سال ہو چکا ہے۔ ان پر یہ پانچ برس کے الزامات لگ رہے ہیں۔ میرے فاضل دوست خود کہتے ہیں کہ جواب بھی میں خود بناتا ہوں اور سوال بھی میں ہی کرتا ہوں۔ تو جناب والا! یہ کارروائی ایسی نہیں ہونی چاہیے' لہٰذا آپ انھیں سمجھائیں کہ یہ ایسا غلط جواب نہ لکھا کریں۔

جناب سپیکر، نہیں۔ پانچ برس کی بات نہیں کی۔ انھوں نے پانچ ماہ کی بات کی ہے۔

اگلی تحریک التوائے کار نمبر 3 سید ذیشان الٰہی شاہ صاحب کی ہے۔ جی شاہ صاحب۔

چک نمبر 14 ر۔ب فیصل آباد میں گندے پانی کا جوہڑ

سید ذیشان الٰہی شاہ، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میونسپل کارپوریشن حلقہ نمبر 33 ڈھڈی والہ میں محلہ ہمت پورہ کچی آبادی میں ایک بہت بڑا جوہڑ ہے جو گندے پانی سے بھرا ہوا ہے' نکاسیٔ آب کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ گہرائی بہت زیادہ ہے۔ اب زیر استعمال نہ ہے۔ جوہڑ کی سطح کائی کی وجہ سے ڈھکی ہوئی ہے جس کی وجہ سے بادی النظر میں جوہڑ دکھائی نہ دیتا ہے چاروں طرف آبادی ہے۔ چھوٹے بچوں کی اموات واقع ہو چکی ہیں۔ بھینسیں بھی اس دلدل میں پھنس کر زندگی ہار چکی ہیں۔ کئی انسانی جانیں ضائع ہو چکی ہیں۔ علاقے کے لوگوں میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔

لہٰذا استدعا ہے کہ مذکورہ معاملہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب! یہ تحریک التوائے کار محکمہ لوکل گورنمنٹ سے متعلقہ ہے۔ کیا اس کا جواب آپ دیں گے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! موقع ملاحظہ کرنے کے بعد تحریک التوائے کار میں مندرج حقائق و واقعات اس حد تک درست پائے گئے ہیں کہ مذکورہ جوہڑ تقریباً دو کنال رقبے پر ہے۔ اور اس کے ارد گرد کچی آبادی محلہ ہمت پورہ چک نمبر 14 ر۔ب قائم ہو چکی ہے۔ جوہڑ کی گہرائی دس سے پندرہ فٹ تک

معلوم ہوتی ہے ۔ اور گھاس پھوس اگنے کی وجہ سے جوہڑ کی سطح نظر نہیں آتی جس کی وجہ سے یہ کافی خطرناک ہے۔ مقامی آبادی سے صرف ایک بچھڑے کے ہلاک ہونے کی اطلاع ہے ۔ کسی انسانی جان کے اتلاف کا کوئی واقعہ تصدیق نہیں ہوا۔ یہ کچی آبادی زیر انتظام فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی ہے ۔ جس سے مالکانہ حقوق ایف ڈی اے جاری کر رہی ہے ۔ منظور شدہ کچی آبادیوں میں ترقیاتی کام یا نکاسیٔ آب کی سکیموں سے میونسپل کارپوریشن فیصل آباد کا کوئی تعلق نہیں۔

جناب سپیکر! یہ وہ حقائق ہیں جو ہمیں تحریک التوائے کار کے جواب میں محکمے کی طرف سے موصول ہوئے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ خواہ اس آبادی کا تعلق کارپوریشن کے ساتھ ہے یا ایف ڈی اے کے ساتھ ہے ۔ یہ متعلقہ محکمے کی ذمہ داری بنتی ہے کہ اس مسئلے کو حل کرے۔ اور یہاں پر جن خدشات کا معزز رکن نے اظہار کیا ہے اس کا ازالہ کیا جائے گا' اس لیے میں آپ کے توسط سے معزز رکن کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ متعلقہ محکمے کو' خواہ وہ میونسپل کارپوریشن ہو خواہ وہ ایف ڈی اے ہو ' ان کو ہدایت جاری کی جائے گی کہ متعلقہ ممبر صاحب سے رابطہ کر کے وہ اس مسئلے کے حل کے لیے عملی طور پر اقدامات کریں اور اس تحریک التوائے کار کے محرک ہمارے معزز رکن کی تسلی کروائیں اور اس کام کو فوری طور پر ٹیک اپ کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس یقین دہانی کے بعد' کہ محکمہ اس میں کوئی لیت و لال سے کام نہیں لے گا اور فوری طور پر اس مسئلے کے حل کے لیے اقدامات کرے گا' معزز رکن اس کو پریس نہیں فرمائیں گے ۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، جی شاہ صاحب!

سید ذیشان الٰہی شاہ، میں اس تحریک التوائے کار کو پریس نہیں کرتا۔ چونکہ وہ حساس مسئلہ ان کی سمجھ میں آ گیا ہے ۔ اور ان شاء اللہ تعالیٰ وہ حل ہو جائے گا۔

خواجہ محمد اسلام، جناب سپیکر! میں یہ چاہتا تھا کہ چونکہ یہ مسئلہ خاصتاً فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا تھا' یہاں پر ایف ڈی اے کے وائس چیئرمین بیٹھے ہوئے ہیں ۔ اگر وہ جواب دیتے تو زیادہ موزوں ہوتا۔

جناب سپیکر، اگر رانا صاحب کے پاس مزید انفرمیشن ہے تو اسے ضرور سامنے آنا چاہیے۔

رانا ثناء اللہ خان، یہ دونوں دوست آج بھی میرے ساتھ فیصل آباد سے آئے ہیں ۔ ہم ایک ہی گاڑی میں آئے ہیں۔ لیکن آج تک اس مسئلے کا ذکر انھوں نے میرے ساتھ نہیں کیا۔

جناب سپیکر، چلیں ' اب تو یہ مسئلہ آپ کے نوٹس میں آ گیا ہے ۔ شاہ صاحب اس کو پریس نہیں کرتے۔ یہ disposed of تصور ہوئی ۔ اگلی تحریک التوائے کار چودھری محمد صفدر شاکر صاحب کی طرف سے ہے۔

ماموں کانجن ضلع فیصل آباد میں سیوریج کا منصوبہ

چودھری محمد صفدر شاکر ، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ٹاؤن کمیٹی ماموں کانجن ضلع فیصل آباد کی آبادی طارق کالونی جس میں عرصہ تین سال سے صوبائی حکومت کے فراہم کردہ لاکھوں روپے کے فنڈ سے سیوریج کا منصوبہ مکمل ہو چکا ہے۔ لیکن عوامی فلاح کا یہ منصوبہ محکمہ کے عملے کی انتہائی غفلت سے تباہ و برباد ہو رہا ہے۔ شہر کا گندہ پانی نکاس نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کے مکانوں میں داخل ہو رہا ہے۔ بچیوں کے مڈل سکول کے سامنے بہت بڑا گندے پانی کا جوہڑ بن چکا ہے۔ جس کی بدبو سے بچیوں کا حصول تعلیم مشکل ہو گیا ہے۔ گرد و نواح کا تمام علاقہ بڑی پریشانی کا شکار ہے۔ حکومت کا لاکھوں روپے سے تیار ہونے والا یہ منصوبہ عوامی فائدے کی بجائے عوام کے لیے بے چینی اور اضطراب پیدا کرنے لگا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی کو روک کر مذکورہ حکومتی منصوبے کے ضیاع کو روکنے کے لیے ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر، جی راجہ صاحب!

وزیر قانون، اس تحریک التوائے کار کا جواب ابھی تک موصول نہیں ہوا۔ اس کو مؤخر فرما دیں۔

جناب سپیکر، شاکر صاحب! اس کو مؤخر کر دیں؟

چودھری محمد صفدر شاکر، مؤخر کر دیں۔

جناب سپیکر، اگلی تحریک التوائے کار نمبر 5 سردار سعید انور صاحب کی طرف سے ہے ۔

کمالیہ شوگر ملز کی طرف سے کاشت کاروں کو رقم کی عدم ادائیگی

سردار سعید انور، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے علاقہ میں واقع کمالیہ شوگر ملز کماد کے کاشت کاروں کو کماد کی رقم ادا نہیں کر رہی، جس سے علاقہ کے کاشت کار نئی فصل میں کھاد نہیں ڈال سکے۔ عید کے موقع پر اپنی فصل کے پیسے نہ ملنے پر عید کی خوشی میں شامل نہیں ہو سکے۔ جس سے علاقہ میں بے چینی پائی جاتی ہے، جس سے کسی وقت بھی امن عامہ تباہ ہو سکتا ہے۔

اس لیے کمالیہ شوگر ملز کی انتظامیہ کو پابند کیا جائے کہ وہ کماد کی رقم کاشت کاروں کو جلد از جلد ادا کریں۔

جناب سپیکر، جناب ارشد لودھی صاحب!

وزیر ٹرانسپورٹ، جناب سپیکر! جو پوائنٹ اٹھایا گیا ہے وہ واقعی بڑا اہم ہے۔ یہ آج ہی موصول ہوئی ہے اور اس کا جواب ابھی تک نہیں آیا۔ لیکن میں اپنے دوست کی تسلی کے لیے یہ عرض کرتا ہوں کہ لاہور میں پتوکی شوگر ملز کے بارے میں اور کمالیہ شوگر ملز کے بارے میں کاشت کاروں نے مجھے بتایا ہے کہ واقعہ یہ ہے کہ ان کو ان کی رقوم نہیں مل سکیں۔ عید سے پہلے میں نے ان کو یہ احکامات جاری کیے تھے کہ عید سے پہلے ان کو ادائیگی کر دی جائے۔ لیکن آپ کو علم ہے کہ ہم ان دو ملوں کی privatisation کر رہے ہیں۔ اس کا انتظام و انصرام بھی ایڈمنسٹریٹر کے ذمے لگ چکا ہے۔ اس کے باوجود میں نے ان کو یہ احکامات جاری کیے۔ اگر آپ اس کو پسند فرمائیں تو جواب آنے تک اس کو مؤخر کر دیا جائے۔ لیکن میں ان کی تسلی کے لیے ان کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ میرے نوٹس میں ہے کہ کاشت کاروں، زمین داروں کو ان کی رقوم کی ادائیگی نہیں ہوئی۔ ان شاء اللہ میں جلد ان کو ادائیگی دلواؤں گا۔ اگر اس کو مؤخر کر دیں تو میں اس کا تفصیلی جواب دے دوں گا۔

جناب سپیکر، سردار صاحب! منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ اس مسئلے کو انھوں نے خود ہی ٹیک اپ کیا ہوا ہے۔ اگر اس سلسلے میں مزید کوئی پیش رفت چاہتے ہیں تو بتائیں۔ اگر آپ اس کو pending کروانا چاہیں تو pending کر لیتے ہیں۔ اگر آپ کے پاس کوئی اور انفرمیشن ہے تو وہ ذاتی طور پر اس کو ٹیک اپ کر لیں گے۔

سردار سعید انور، جناب سپیکر! pending کر لیں تو بہتر ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ pending کر لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 6 جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو کی طرف سے ہے۔

موٹروے پر ڈکیتی کی وارداتوں کا تدارک

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اخبارات اور ٹیلی ویژن پر موٹر وے پولیس کے جو اشتہارات دکھائے جاتے ہیں ان سے یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ موٹر وے پولیس مسافروں کی مدد کے لیے ہر وقت اور ہر جگہ موجود ہوگی لیکن افسوس ناک بات ہے کہ ایسا ہرگز نہیں۔ وہاں ڈکیتی کی وارداتیں بڑھتی جا رہی ہیں اور وہاں مسافر اور گاڑیاں بے یارو مددگار ہیں کوئی پرسان حال نہیں اور موٹر وے پر ڈاکوؤں نے اپنا راج قائم کر رکھا ہے۔

روزنامہ "جنگ" لاہور میں مورخہ 2 فروری 1998ء کو یہ خبر شائع ہوئی کہ موٹروے پر فیصل آباد روڈ شیخوپورہ کی ایک فیکٹری کے مزدوروں کی سرگودھا جانے والی سپیشل بس پنڈی بھٹیاں کے قریب آٹھ ڈاکوؤں نے لوٹ لی۔ ڈاکوؤں نے مزدوروں کو قریبی کھیتوں میں لے جا کر تنخواہیں لوٹ لیں۔بدقسمت مزدور عید منانے گھروں کو جا رہے تھے۔ ڈاکو ہوائی فائرنگ کرتے ہوئے فرار ہو گئے۔

حکومت پنجاب موٹر وے پر ضروری حفاظتی اور انتظامی اقدامات نہ کرنے کی وجہ سے صوبہ بھر کے عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہٰذا متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسمبلی کی کارروائی روک کر اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب! کیا اس کا جواب آپ نے دینا ہے؟

وزیر قانون: جناب سپیکر! یہ تحریک ہمیں آج ہی موصول ہوئی ہے' اس کو circulate کیا گیا ہے۔ لیکن ابھی محکمے کی طرف سے جواب موصول نہیں ہوا۔ اسے مؤخر فرما لیں۔ ان شاء اللہ اگلے working day پر اس کا جواب آ جائے گا۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے' اسے جواب آنے تک مؤخر کر لیتے ہیں' کیونکہ یہ تحریک آج ہی ملی ہے۔

تحریک التوائے کار نمبر 7' نواب زادہ منصور احمد خان صاحب کی ہے۔ میرے خیال میں وہ ہاؤس میں موجود نہیں ہیں۔ چونکہ محرک یہاں پہ موجود نہیں' لہٰذا اسے مؤخر کر لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 8 سعید اکبر خان صاحب کی ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں اس تحریک کو واپس لیتا ہوں' کیونکہ اس پر کارروائی تقریباً مکمل ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے' سعید اکبر خان صاحب اپنی تحریک واپس لے رہے ہیں۔ تو یہ پھر disposed of تصور ہوئی۔ تحریک التوائے کار نمبر 9' جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو صاحب کی ہے۔

سلیمانکی پارک، ضلع اوکاڑہ میں محکمہ جنگلات کے ملازمین کو تنخواہوں کی عدم ادائیگی

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ "سلیمانکی پارک" ضلع اوکاڑہ میں محکمہ جنگلات کے ملازمین کو گزشتہ دو سال سے تنخواہیں نہیں ملیں اور پارک کی "دیکھ بھال" کے لیے فنڈز بھی روک دیے گئے ہیں۔ جس کی وجہ سے کئی قیمتی اور نایاب جانور ہلاک ہو چکے ہیں۔ تنخواہیں نہ ملنے کے سبب سرکاری ملازمین میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہٰذا متذکرہ معاملے کو فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! یہ آپ کے محکمے سے متعلقہ ہے۔

وزیر جنگلات (رانا محمد اقبال خان): جناب سپیکر! "سلیمانکی" پارک ضلع اوکاڑہ کے سٹاف کو اس وجہ سے تنخواہ ادا نہیں کی جا سکی کہ سال 97-1996ء کے دوران حکومت پنجاب نے فنڈز مہیا نہ کیے تھے' جبکہ سال 98-1997ء کے دوران فنڈز مہیا ہو گئے ہیں۔ سلیمانکی پارک کی نظر ثانی شدہ سکیم منظور ہو چکی ہے' اس لیے فنڈز ریلیز کرنے کے لیے محکمہ خزانہ کو تحریر کر دیا گیا ہے۔ امید ہے کہ فنڈز ریلیز ہو جانے پر پارک سٹاف کو تمام عرصے کی تنخواہ دوران ماہ فروری 1998ء ادا کر دی جائے گی۔ جہاں تک پارک کی

دیکھ بھال کے لیے فنڈز کا تعلق ہے تو اس ضمن میں جانوروں کی خوراک کے لیے فنڈز ریگولر بجٹ سے مہیا کیے گئے تھے جس میں سے جانوروں کی خوراک کی ضروریات پوری کی جاتی رہی ہیں۔ خوراک کی نایابی کی وجہ سے کوئی جانور ہلاک نہیں ہوا ہے۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو: جناب سپیکر! وزیر صاحب نے جو فرمایا ہے کہ یہ جو حکومتی ملازمین ہیں ان کو تنخواہیں مل جائیں گی۔ تو میں یہ جاننا چاہوں گا کہ کب تک انھیں ان کی تنخواہیں مل جائیں گی؟

وزیر جنگلات: میں نے عرض کر دیا ہے کہ فروری کے مہینے میں ان شاء اللہ ان کو تنخواہیں مل جائیں گی۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو: اگر وزیر موصوف یقین دہانی کرواتے ہیں تو میں اپنی تحریک کو پریس نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: تو یہ پھر disposed of تصور ہوئی۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 10' جناب سعید احمد خان منیس صاحب کی ہے۔

گورنمنٹ کالج، لاہور کے بی اے، بی ایس سی کے انگریزی نصاب میں اسلامی اقدار کے منافی مواد

جناب سعید احمد خان منیس (قائد حزب اختلاف)، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ گورنمنٹ کالج، لاہور کے B.A & B.Sc. انگریزی کے نصاب میں کتاب بعنوان "Reading Comprehension and Vocabulary Development Compiled by Prof. S. S. Mir. جو انگلش کورس (Compulsory) ہے' پڑھائی جا رہی ہے۔ یہ کتاب اخلاقی لحاظ سے انتہائی قابلِ اعتراض ہے۔ اس میں قرآن و سنت کے احکامات کا مذاق اڑایا گیا ہے۔ اس کا مواد انتہائی فحش اور بے ہودہ ہے۔ کتاب کے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں،

A marriage contract could be valid for three years, at which time the partners would decide whether or not to renew the

agreement. If they did not choose to stay together, no divorce would be necessary. They would simply file a paper stating that they would not be renewing their contract. (Page-209)

When we call some one pig or swine, we do not mean it as a compliment. But pigs do not deserve to be used as a symbol for an insult. They are probably not as dirty as they are made out to be. (page-101)

And then there are the stories concerning nudity They sound familiar to any of us who have ever had the agonizing dream of being at work or on stage with no clothes on. There is the man left naked by the roadside when his wife (not knowing he'd stepped out) drove off with their trailer. Or the crafty host who gave his female guests bathing suits that fell apart when they got wet. Or the poor women who, feeling playful on her birthday, came downstairs naked to surprise her husband --and walked into her own birthday party. (page 246-7)

Spam-that slimy canned pork product-is surprisingly still around after more than fifty years. Despite its high fat content(more than three and a half teaspoons per two-ounce serving) and high calories count (171 calories per serving), more than four billion cans have been sold since 1937. (page-186)

The problem was that we didn't realize she was pregnant, so her ---growth frightened us. Could that happen to us some day? Would we balloon up for no reason? Aslo, we were worried about her. But even when we made our concern evident by asking what was happening to her, she gave us only silly answer like"I guess I ate too much breakfast!"(page-50)

One or two drinks usually result in feelings of warmth, relaxation, and decreased inhibitions. Such limited drinking can be enjoyed by many people to believe they can do things better than they really can. (page-136).

Alcohol is an essential ingredient of social gatherings. (Page-83)

ایشیاء کی اس عظیم درس گاہ گورنمنٹ کالج، لاہور کے نوجوان طلبہ و طالبات کو ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت بے راہ روی اور فحاشی کی طرف مائل کیا جا رہا ہے۔ یہ ہمارے مستقبل کو مخدوش کرنے کی ایک گھناؤنی سازش معلوم ہوتی ہے۔ خود مختاری حاصل کرنے کے بعد اس عظیم درس گاہ کے ارباب اختیار اس کی عظمتوں کو پامال کرنے پر بضد ہیں۔ ہمارے احساسات، جذبات کی امین مذہبی روایات کی پاس دار مادر علمی اخلاقی بے راہ روی کا درس دیتی نظر آتی ہے۔ بورڈ آف سٹڈیز کی منظوری کے بغیر جو نصاب پڑھائے جا رہے ہیں وہ تعلیمی، اخلاقی اور اسلامی نقطۂ نظر سے انتہائی قابلِ اعتراض ہونے کے ساتھ ساتھ ملی احیاء اور ملکی وقار کے منافی ہیں۔ اسی طرح ایم اے اکنامکس کے نصاب میں اسلامی معاشیات کے لازمی پرچے کو اختیاری کر دیا گیا ہے اور ایم اے سیاسیات کے نصاب سے اسلامی سیاسی افکار کا پرچہ بھی خارج کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح اس عظیم درس گاہ کی خود مختاری سے غلط فائدہ اٹھاتے ہوئے اسلامی اقدار کو ختم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

میری آپ سے درخواست ہوگی کہ اس اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے

کے لیے اسمبلی کارروائی ملتوی کی جائے۔

جناب سپیکر، جی' چودھری صاحب!

وزیر تعلیم (چودھری محمد اقبال)، جناب سپیکر! فاضل قائد حزب اختلاف نے جو تحریک التوائے کار پیش کی ہے یہ بڑی لمبی چوڑی ہے اور انھوں نے اس میں ایک سے زاید مسائل کا ذکر کیا ہے۔ فنی بنیاد پر تو یہ تحریک التوائے کار نہیں بنتی۔ لیکن اگر انھیں انفرمیشن کے لیے کچھ مواد چاہیے تو یہ تحریک آج ہی موصول ہوئی ہے' مجھے کچھ مواد ملا ہے جو نامکمل نظر آ رہا ہے۔ آج پرنسپل صاحب موجود نہیں تھے' میرا خیال ہے کہ آپ اسے اگلے دن تک کے لیے مؤخر کر دیں۔

جناب سپیکر، جی' میرا خیال ہے کہ اسے مؤخر کر لیں۔

وزیر تعلیم، ٹھیک ہے جناب والا' تاکہ اس پر بھرپور بات ہو سکے۔

جناب سپیکر، فنی طور پر تو آپ کی بات ٹھیک ہے ----

وزیر تعلیم، جناب والا! فنی طور پر یہ تحریک التوائے کار نہیں بنتی۔

جناب سپیکر، اگر یہ نصاب میں ہے ----

وزیر تعلیم، جناب والا! اگر وہ چاہیں تو میں رول بھی quote کر سکتا ہوں کہ یہ فنی بنیادوں پر نہیں بنتی۔ لیکن چونکہ انھوں نے ایک انفرمیشن مانگی ہے' اس لیے میں چاہتا ہوں کہ قائد حزب اختلاف کے احترام میں انھیں پورا مواد مہیا کیا جائے' اس لیے آپ اسے pending کر لیں۔

جناب سپیکر، جی منیس صاحب پھر اس کو pending کر لیتے ہیں؛

جناب سعید احمد خان منیس، جی ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر، یہ pending ہوئی۔ اب رپورٹس پیش ہوں گی۔ سب سے پہلے چودھری نذیر صاحب رپورٹ پیش کرتے ہیں۔

مجالس کی رپورٹیں

چودھری نذیر احمد، بسم اللہ الرحمن الرحیم O میں مسودہ قانون ترمیم پنجاب پبلک سروس کمشن مصدرہ 1997ء (مسودہ قانون نمبر 26 بابت 1997ء) کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان

میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی رپورٹ پیش ہوئی۔

چودھری نذیر احمد، میں تحریک استحقاق نمبر 7 بابت 1997 ، پیش کردہ چودھری عبدالغفور خان ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی رپورٹ پیش ہوئی۔

چودھری نذیر احمد، میں تحریک استحقاق نمبر 10 بابت 1997 ، پیش کردہ راجہ محمد جاوید اخلاص ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی رپورٹ پیش ہوئی۔

چودھری نذیر احمد، میں تحریک استحقاق نمبر 20 بابت 1997، پیش کردہ سردار غلام احمد خان گاڈھی ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی رپورٹ پیش ہوئی۔

چودھری نذیر احمد، اب کچھ extensions ہیں۔

جناب سپیکر، جی۔

چودھری نذیر احمد، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ تحریک استحقاق نمبر 4 بابت 1997، پیش کردہ مولانا غیاث الدین ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15-03-98 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری نذیر احمد، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ تحریک استحقاق نمبر 11 بابت 1997، پیش کردہ چودھری محمد اقبال ایم پی اے پی پی 221 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15-03-98 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری نذیر احمد، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ تحریک استحقاق نمبر 12 بابت 1997، پیش کردہ حاجی مقصود احمد بٹ ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے

کی میعاد میں مورخہ 15-03-98 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری نذیر احمد، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ تحریک استحقاق نمبر 21 بابت 1997ء پیش کردہ حاجی محمد نواز ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15-03-98 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری نذیر احمد، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ تحریک استحقاق نمبر 23 بابت 1997ء پیش کردہ سید محمد عارف حسین بخاری پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15-03-98 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری نذیر احمد، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ تحریک استحقاق نمبر 24 بابت 1997ء پیش کردہ سید ذیشان الٰہی شاہ ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15-03-98 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری نذیر احمد، شکریہ۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)، میں تحریک استحقاق نمبر 26 بابت 1997ء پیش کردہ جناب ایس اے حمید ایم پی اے کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی' رپورٹ پیش کر دی گئی۔

حاجی غلام صابر انصاری، میں مسودہ قانون ترمیم زرعی انکم ٹیکس پنجاب مصدرہ 1997ء مسودہ قانون نمبر 25 بابت 1997ء کی رپورٹ کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی رپورٹ پیش ہوئی۔ جی خواجہ ریاض محمود صاحب۔

خواجہ ریاض محمود، میں مسودہ قانون ہنگامی قانون تجدید شہری کرایہ جات پنجاب مجریہ 1997ء پیش کردہ راجہ محمد جاوید اخلاص ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان

میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، رپورٹ پیش ہوئی۔جی انجینئر ظفر اقبال صاحب۔

انجینئر ظفر اقبال ملک ، جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ مسودہ قانون ہنگامی قانون مقامی حکومت پنجاب مجریہ1997، مسودہ قانون نمبر 19 پیش کردہ میاں عبدالستار ایم پی اے پی پی 234 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 98-03-15 تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

میاں عبدالستار ، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ سوال نمبر 163 پیش کردہ حاجی مقصود احمد بٹ ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعمیر مکانات عملی و ماحولیات منصوبہ بندی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 98-03-15 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر، اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

سردار عاشق حسین گوپانگ

سیکرٹری اسمبلی ، مندرجہ ذیل درخواست سردار عاشق حسین گوپانگ رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے،

گزارش ہے کہ میں بوجہ بیماری مورخہ 30-12-97 کو اجلاس Attend نہ کر سکا ہوں۔ چھٹی منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

سردار محمد سرفراز خان

سیکرٹری اسمبلی ، مندرجہ ذیل درخواست سردار محمد سرفراز خان رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول

ہوئی ہے،

I cannot attend the Assembly Session on 2nd January 1998,

due to some personal and unavoidable engagements here in

Lahore. Kindly grant me leave for one day.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک محمد حیات اُترا

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست ملک محمد حیات اُترا رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے،

گزارش ہے کہ مورخہ 24-12-97 کو خانگی مصروفیت کی بناء پر اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ براہ مہربانی اس یوم کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں زاہد نواز

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست میاں زاہد نواز رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے،

گزارش ہے کہ میں مورخہ 05-01-98 کو ایک ضروری کام کے سلسلہ میں میلسی حلقہ میں مصروف ہوں۔ جس کی وجہ سے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتا۔ مہربانی فرما کر ایک یوم مورخہ 5۔ جنوری 1998ء کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

شکریہ۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

صاحب زادہ محمد عثمان خان عباسی

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست صاحب زادہ محمد عثمان خان عباسی رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف

سے موصول ہوئی ہے،

I could not attend the Session on 31st December, 1997 due to ill-health. Kindly grant me leave for that day.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب عادل شریف گل

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست عادل شریف گل رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے،

Due to some urgency, I caould not attend the session on 1st January, 1998. Kindly grant me leave for one day.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

حاجی اللہ یار انصاری

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست حاجی اللہ یار انصاری رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے،

گزارش ہے کہ میں 2۔ جنوری 1998ء بروز جمعہ کا اجلاس حلقہ میں مصروفیات کی وجہ سے attend نہ کر سکا۔ اجلاس میں پیش کر کے چھٹی منظور کی جائے۔ ممنون ہوں گا۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک غلام مرتضیٰ مینگل

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست ملک غلام مرتضیٰ مینگل رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے،

گزارش ہے کہ میں مورخہ 5۔ جنوری 1998ء کو بوجہ ذاتی مصروفیات

اجلاس میں حاضر نہ ہو سکتا ہوں۔

لہٰذا از راہ کرم 5 جنوری 1998ء کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

معظم جہاں زیب احمد خان وٹو

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے،

گزارش ہے کہ میں یکم اور 2۔ جنوری 1998ء کو بوجہ ذاتی مصروفیات میں پنجاب اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ لہٰذا دو یوم کی رخصت منظور کی جائے۔ نوازش ہو گی۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری محمد جمیل

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست چودھری محمد جمیل رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے،

گزارش ہے کہ میں مرکز کونسل کی میٹنگ میں شرکت کے لیے اسلام آباد جا رہا ہوں۔ جس کی وجہ سے آج مورخہ 05-01-98 کو اسمبلی میں حاضر نہیں ہو سکتا۔ رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

سردار محمد اویس خان لغاری

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست سردار محمد اویس خان لغاری رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے،

امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ جناب سردار محمد اویس خان

لغاری، ایم پی اے حلقہ پی پی 204 جام پور بعض ناگزیر وجوہات کی بناء پر پنجاب اسمبلی کے رواں اجلاس میں شریک ہونے سے قاصر ہیں اس لیے انھوں نے مجھے ہدایت کی ہے کہ آپ سے درخواست گزاری جائے کہ میری چھٹی پنجاب اسمبلی کے جاری رواں اجلاس سے منظور کی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

ڈاکٹر محمد انوار الحق

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست ڈاکٹر محمد انوار الحق رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے،

I was in Lahore but unable to attend on the following dates during the session Oct-Nov 1997. October, 13th, 20th, 21st, 22nd, 23rd, 24th, 28th & 31st.

Moreover, during the session 22nd Dec 1997 to 5th Jan 1998, I was able to attend only on 31st Dec 1997.

Kindly grant me leave for the date which I could not attend for both sessions.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

راجہ محمد خالد خان

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست راجہ محمد خالد خان رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے،

گزارش ہے کہ میں بیرون ملک ہونے کی وجہ سے 22۔ دسمبر 1997ء سے شروع ہونے والے اجلاس میں شامل نہیں ہوسکا۔ اس تمام اجلاس کی رخصت منظور فرمائی جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک احمد یار وٹو

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست ملک احمد یار وٹو رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے،

گزارش ہے کہ مجھے دل کی تکلیف ہے۔ جس وجہ سے برائے علاج پنجاب انسٹی ٹیوٹ آف کارڈیالوجی لاہور میں علاج کے لیے داخل ہوا۔ میں اجلاس مورخہ 97-12-22 سے تا اختتام اجلاس حاضر ہونے سے قاصر ہوں۔ چھٹی منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب خورشید احمد صوفی

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست خورشید احمد صوفی رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے،

I am leaving for abroad in connection with my business.

Kindly grant me leave for the current assembly session.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک غلام مرتضیٰ میتلا

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست ملک غلام مرتضیٰ میتلا رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے،

گزارش ہے کہ میں بوجہ ذاتی مصروفیات آج مورخہ 6۔ فروری 1998ء کو ہونے والے اسمبلی سیشن میں حاضر نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا میری آج مورخہ 6 فروری 1998ء کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسودہ قانون

جناب سپیکر، شکریہ۔ اب ہم قانون سازی کو ٹیک اپ کرتے ہیں

جناب محمد افضل خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں آپ کی اجازت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے ابھی تحریک استحقاق نمبر 10 کے بارے میں رپورٹ ملی ہے ۔ اگر اجازت دیں تو اس کے بارے میں عرض کروں۔

جناب سپیکر ، آپ نے اس کی توسیع کروانی ہے؟

جناب محمد افضل خان ، نہیں جناب ۔ اس کی جو رپورٹ ملی ہے اس کے بارے میں آپ کی اجازت سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ جناب والا! یہ راجہ محمد جاوید اخلاص صاحب کی تحریک استحقاق تھی جس میں ڈاکٹر محبوب ربانی ڈائرکٹر ہیلتھ راولپنڈی پر بڑے سنگین الزامات لگائے گئے اور آج اس کی جو رپورٹ آئی ہے اس میں یہ کہا گیا ہے کہ چونکہ اس کا تبادلہ ہو گیا ہے اور جو نئے سیکرٹری آئے ہیں انھوں نے یہ کہا ہے کہ آئندہ یہ چیزیں نہیں ہوں گی۔ جو الزامات تھے وہ تو ذاتی قسم کے تھے اور اس پر بڑی گرما گرم بحث ہوئی تھی۔

جناب سپیکر ، میرے خیال میں آپ اس پر کوئی موشن دے دیں تو پھر اس کو discuss کر لیں گے۔

جناب محمد افضل خان، ٹھیک ہے۔

مسودہ قانون (تنسیخ) مالیہ اراضی پنجاب مصدرہ 1997ء

MR SPEAKER: Now, we take the Punjab Land Revenue (Abolition) Bill No.21 of 1997. The first reading of the Bill had been completed on 2nd of January, 1998. Now, the Second Reading of the Bill is resumed.

CLAUSE-2

MR SPEAKER: Now, Clause-2 of the Bill is under consideration. An amendment has been received from:-

1. Mr Saeed Ahmad Khan Manais
2. Mr Saeed Akbar Khan Niwani
3. Mr Moazzam Jahanzaib Ahmad Khan Wattoo
4. Nawabzada Mansoor Ahmad Khan
5. Syed Masood Alam Shah

وزیر قانون، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اس میں گزارش یہ ہے کہ جو ترامیم دی گئی ہیں یہ رول 105(2) کے تحت پیش نہیں کی جا سکتیں۔ اس میں یہ ہے کہ،

> If a notice of a proposed amendment has not been given two clear days before the day on which the Bill, the relevant clause or the schedule is to be considered, any member may object to the moving of the amendment and such objection shall prevail unless the Speaker allows the amendment to be moved.

اس میں جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ two clear days avail نہیں کیے گئے۔ اس لیے میری استدعا یہ ہے کہ یہ ترامیم move نہیں کی جا سکتیں۔

جناب سپیکر، جناب منیس صاحب! آپ اس کے اوپر کچھ کہنا چاہتے ہیں؟ کیونکہ آپ کی طرف سے ترامیم 5 تاریخ کو آئی ہیں۔ اس حوالے سے دو دو دن clear نہیں بنتے۔ اس سلسلے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! اس سلسلے میں، میں یہ گزارش کروں گا کہ اگر آپ summoning order پڑھیں اور جو نوٹیفکیشن صوبائی اسمبلی سیکرٹریٹ نے issue کیا ہے وہ 3 فروری کا ہے۔ اس طرح چار اور پانچ تاریخ دو clear days بنتے ہیں۔ اس کے علاوہ 5 تاریخ کو یہ

ترامیم جمع کروا دی گئی تھیں۔ اس کے باوجود جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ-----

جناب سپیکر، یہ نوٹس تو 5 تاریخ کو receive ہوا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں نے بھی یہی عرض کیا ہے کہ صوبائی اسمبلی کی طرف سے summoning order بھی 3 فروری کو issue ہوا ہے۔ اس طرح سے چار اور پانچ تاریخ two clear days بنتے ہیں۔ 5 تاریخ کو ترامیم جمع کروا دی گئی تھیں۔ جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرتا ہوں-----

جناب سپیکر، نہیں، یہ تو آپ پہلے بھی دے سکتے تھے۔ اس میں summoning کا تو کوئی تعلق نہیں۔ یہ ترامیم تو آپ پہلے بھی دے سکتے تھے۔ آپ نے پہلے تو ترامیم نہیں دیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! اس سے پہلے تو ترامیم موجود تھیں۔ لیکن اجلاس ہی ملتوی ہوگیا تھا۔ جب اجلاس summon ہوگا اس وقت ہی ترامیم دی جائیں گی۔ اگر اسمبلی کا اجلاس ایک مہینہ اور بھی call نہ ہوتا تو ہمارا ترامیم دینے کا کیا فائدہ تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ well-in-time ہے۔ اس کے باوجود جناب سپیکر! آپ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ ان ترامیم کو move کرنے کی اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر، نہیں، یہ تو ایک علیحدہ مسئلہ ہے۔ اس میں دیکھنے والی بات یہ ہے کہ کلاز نمبر 2 میں یہ کافی واضح لکھا ہے۔

> If a notice of a proposed amendment has not been given two clear days before the day on which the Bill, the relevant clause or the Schedule is to be considered, any member may object to the moving of the amendment and such objection shall prevail.. ..

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں تو عرض کر رہا ہوں کہ چار اور پانچ دو clear days بنتے ہیں اور 5 تاریخ کو ہم نے یہ ترامیم جمع کروا دی ہیں۔ اس کے باوجود جناب سپیکر! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ قانون سازی میں ترامیم بہت ضروری ہوتی ہیں اور یہ نہایت اہمیت کی حامل ہیں اور اگر ان ترامیم پر بحث کی اجازت نہ دی گئی تو میں سمجھتا ہوں کہ جو democratic norms ہیں

وہ پورے نہیں ہوں گے اور قانون سازی کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر ، نہیں۔ آپ دیکھیں' اس سے پہلے آپ نے رولز کے مطابق جتنی ترامیم دی ہیں ان کو consider کیا گیا ہے اور آپ کو ان پر بات کرنے کا پورا وقت بھی دیا جاتا رہا ہے۔ اس میں اگر آپ یہ کہیں گے کہ یہ undemocratic ہے تو آپ کو یہ بھی تو دیکھنا پڑے گا کہ رولز بھی تو آپ نے بنائے ہیں' ہاؤس نے بنائے ہیں' ان کی منظوری بھی تو ہاؤس نے دی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس ، جناب والا اجلاس کا نوٹیفکیشن 3۔ فروری کو ہوا ہے۔ اس کے مطابق تو دو clear days ہیں۔

جناب سپیکر ، نہیں۔ اگر آپ رولز کے مطابق نہیں چلیں گے تو پھر کیسے ہاؤس کی کارروائی آگے بڑھ سکے گی۔اس کے علاوہ آپ کو میری طرف سے اور اسمبلی سیکرٹریٹ کی طرف سے پورا تعاون حاصل ہے۔ یہ تو آپ کا کام تھا کہ آپ وقت پر اپنی ترامیم move کرتے۔

جناب سعید احمد خان منیس ، جناب سپیکر! اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ within time نہیں ہے' جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ within time ہے' اس کے باوجود آپ allow کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر ، وقت پر نہیں ہیں۔ پہلے تو فیصلہ یہ کرنا ہے کہ وقت پر move نہیں ہوئیں۔

جناب سعید احمد خان منیس ، جناب والا ! اسمبلی سیکرٹریٹ کی طرف سے جو summoning کا نوٹیفکیشن ہے وہ 3 تاریخ کا ہے۔ اس کے مطابق تو دو clear days ملتے ہیں۔

جناب سپیکر ، summoning سے فرق نہیں پڑتا۔ راجہ صاحب آپ اس سلسلے میں کچھ اور کہنا چاہیں گے؟

وزیر قانون ، جناب والا! میں اس سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے' بالکل درست فرمایا ہے' جو ترامیم انھوں نے قانون اور ضابطے کے مطابق دیں ان پر بات کرنے کی ان کو اجازت دی گئی۔ جناب سپیکر ! اسی بل پر دو دن یہ بھر پور طریقے سے پہلے بحث کر چکے ہیں۔ اب اگر ایک بات قانون اور ضابطے کے مطابق نہیں ہے اور جناب سپیکر ! آپ اسے allow نہیں کرتے تو اس میں کوئی امتیازی سلوک والی بات نہیں۔ قانون کی بات ہے کہ دو دن پہلے نوٹس نہیں دیا گیا۔اس لیے میں جناب سے استدعا کروں گا اور پھر ایک دفعہ اپیل کروں گا کہ ان ترامیم کو نہ لیا جائے۔

جناب سپیکر ، یہ ترامیم وقت پر نہیں آئیں ۔ دو دن کا clear notice ہونا چاہیے ۔ رول 105(2) میں یہ واضح ہے کہ دو clear days ہونے چاہییں لیکن وہ ترامیم نہیں آئیں' اس لیے میں ان ترامیم کو disallow کرتا ہوں۔ اب میں کلاز پر Question Put کرتا ہوں۔

جناب سعید احمد خان منیس ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، اب میں نے question put کر دیا ہے۔

MR SPEAKER: The question is:

that Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

جناب سعید احمد خان منیس(قائد حزب اختلاف)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' منیس صاحب پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں نے آپ سے استدعا بھی کی کہ ان ترامیم کو move کرنے کی اجازت دی جائے۔ لیکن میں افسوس کے ساتھ عرض کروں گا کہ آج آپ adamant ہیں کہ گورنمنٹ کا یہ بل through ہو۔

جناب سپیکر ، میں گورنمنٹ کے بل کی بات بالکل نہیں کر رہا۔ میں تو رولز کے مطابق ہاؤس کو چلا رہا ہوں اور آپ کو بھی رولز کے مطابق ہاؤس کا ساتھ دینا پڑے گا۔ آپ اگر رولز کے مطابق چلیں گے تو جس طرح آپ نے پہلے اتنی ترامیم دی ہیں میں نے وہ قبول کی ہیں اور آپ کو پورا موقع دیا ہے۔ اور ایک ایک ترمیم پر تمام ممبران اپوزیشن کو کھل کر بولنے کا موقع دیا گیا ہے اور اس میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی گئی۔ اسی لیے یہ بل پچھلے اجلاس سے pending چلا آ رہا ہے' کیوں کہ آپ کو بولنے کا پورا موقع دیا گیا ہے۔ اب اگر آپ رولز کے مطابق نہیں چلتے' میں نے تو ہاؤس کو رولز کے مطابق چلانا ہے۔ آپ نے یہ دو دن کا clear نوٹس نہیں دیا۔ حالانکہ آپ کو اسمبلی سیکرٹریٹ کا میرا پورا تعاون حاصل ہے۔ اور آپ کے پاس سٹاف بھی مکمل ہے۔ یہ آپ کا کام ہے اور آپ کے سٹاف کا کام ہے۔ clear cut آپ کو اس میں نوٹس دینا چاہیے تھا جو کہ آپ نے نہیں دیا۔ اس لیے میں نے آپ کی ترامیم disallow کی ہیں اور رولز کے تحت کی ہیں اور رول بھی میں نے آپ کو quote کیا ہے۔105 کی (2) sub-clause۔ خود پڑھی بھی ہے' آپ نے اور میں نے بھی آپ کو پڑھ کر سنائی

ہے' لاءمنسٹر نے بھی پڑھ کر سنائی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! اگر اس نوٹیفکیشن کو پڑھ کے دیکھیں گے تو آپ کو علم ہو گا کہ تین تاریخ کو نوٹیفکیشن جاری ہوا۔ 4 اور 5 فروری 1998 کے clear days بنتے تھے۔

جناب سپیکر، آپ دے سکتے تھے۔ اس میں آپ کے پاس ایسی کوئی رکاوٹ نہ تھی۔ آپ کے سٹاف کے پاس کوئی رکاوٹ نہ تھی۔

جناب سعید احمد خان منیس، 4 اور 5 کے clear days بنتے تھے۔ اور 5 تاریخ کو ہم نے یہ جمع کروا دی تھی۔

جناب سپیکر، میں اگر آپ کو ترامیم کی پہلے اجازت دے سکتا ہوں' یا جو آپ نے move کی ہیں' discuss کی ہیں ان کے اوپر ووٹنگ ہوئی اور کتنے کتنے دن اس کے اوپر بحث ہوتی رہی۔

جناب سعید احمد خان منیس، اب اگر آپ اجازت نہیں دیں گے تو۔۔۔۔

جناب سپیکر، میں نے تو آپ کو اجازت دی ہے۔ لیکن رولز کے تحت ہی میں نے آپ کو اجازت دینی ہے۔ آپ مجھے بتا دیں کہ آپ نے رولز کے اندر رہتے ہوئے رولز کی پاس داری کیوں نہیں کی۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں احتجاج کرتا ہوں۔ جناب والا! میں تو عرض کر رہا ہوں کہ جب 3 تاریخ کو نوٹیفکیشن جاری ہوا ہے تو دو واضح دن 4 اور 5 تاریخ کے بنتے ہیں۔

جناب سپیکر، احتجاج تو آپ کریں گے ہی۔ وہ آپ بے شک کرتے رہیں۔ لیکن ہاؤس کو رولز کے مطابق ہی چلانا ہے' اور میں آپ کو پہلے اجازت دے چکا ہوں۔

جناب سعید احمد خان منیس، ہم احتجاجاً واک آؤٹ کریں گے۔

جناب سپیکر، وہ آپ کی اپنی مرضی ہے۔ اگر آپ ترامیم وقت پر دیتے ہیں تو ٹھیک ہے۔ اس کی میں نے آپ کو اجازت دی ہے۔ اگر ترامیم وقت پر نہیں دیتے تو اس کا ہمارے پاس کوئی حل نہیں۔

(اس مرحلے پر فاضل اراکین حزب اختلاف ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

CLAUSE-3

MR SPEAKER: Now, we take up Clause-3 of the Bill which is under consideration.

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

پیر، 9۔ فروری 1998ء
(دو شنبہ، 11۔ شوال 1418ھ)

جلد، 8 شمارہ، 2

مندرجات

پیر، 9۔ فروری 1998ء
(جلد 8، بشمول شمارہ جات 1 تا 2)

	صفحہ
تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ	69
سابق ایڈیشنل سیکرٹری کی وفات پر فاتحہ خوانی	70
پنجاب اسمبلی کی حدود میں مسجد کی تعمیر کی منظوری	70
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (محکمہ جات زراعت و خوراک)	73
غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (محکمہ جات زراعت و خوراک)	101
توجہ دلاؤ نوٹس،	
ملتان پولیس کے ہاتھوں حیدر آرائیں کا قتل	109

جاری .....

صفحہ

ـــ مون مارکیٹ علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور میں ڈکیتی ---------- 113

استحقاق:

اے ایس پی جڑانوالہ کا ایم پی اے کے خلاف نکلنے والے غیر قانونی جلوس کنٹرول کرنے کے لیے پولیس کا امداد دینے سے انکار ---------- 115

تحاریک التوائے کار ـــ

ٹاؤن کمیٹی ماموں کانجن ضلع فیصل آباد میں سیوریج کا منصوبہ ---------- 126

ـــ موٹروے پر ڈکیتی کی واردات ---------- 127

ـــ گورنمنٹ کالج لاہور کے بی اے، بی ایس سی کے انگریزی نصاب میں اسلامی اقدار کے منافی مواد ---------- 131

ـــ ضلع جھکر منکیرہ میں پولیس کا دو شہریوں پر وحشیانہ تشدد ---------- 135

ـــ مال روڈ کلب روڈ چوک کے قریب گاڑی چھیننے کی کوشش ---------- 136

ـــ سال 97 - 1996ء کے لیے زرعی انکم ٹیکس کی غیر قانونی وصولی ---------- 136

اراکین اسمبلی کی رخصت: ---------- 137

مسودات قانون:

ہنگامی قانون (ترمیم) مقامی حکومت و دیہی ترقی پنجاب، مجریہ 1998ء (جو پیش کیا گیا) ---------- 139

ـــ مسودہ قانون (ترمیم) ترقیاتی ادارہ، لاہور مصدرہ 1997ء ---------- 140

مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ---------- 170

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا آٹھواں اجلاس)

پیر' 9۔ فروری 1998ء

(دو شنبہ' 11۔ شوال 1418ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں پونے چار بجے بعد دوپہر زیر صدارت جناب سپیکر (چودھری پرویز الٰہی) منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری سید صداقت علی نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ٥

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا٥ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِيَامًا٥ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا٥ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا٥ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا٥ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا٥ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ يَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا٥ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا٥

سورۃ الفرقان آیت نمبر 63 تا 70

اور خدا کے بندے تو وہ ہیں جو زمین پر آہستگی سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے (جاہلانہ) گفتگو کرتے ہیں تو سلام کہتے ہیں٥ اور وہ جو اپنے پروردگار کے آگے سجدے کر کے اور (مجزوادب سے) کھڑے رہ کر راتیں بسر کرتے ہیں۔ اور وہ جو دعا مانگتے رہتے ہیں کہ اے پروردگار دوزخ کے عذاب کو ہم سے دور رکھیو کہ اس کا عذاب بڑی تکلیف کی چیز ہے۔ اور دوزخ ٹھہرنے اور رہنے کی بہت بری جگہ ہے۔ اور وہ کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ بے جا اڑاتے ہیں اور نہ تنگی کو کام میں لاتے ہیں۔ بلکہ اعتدال کے ساتھ نہ ضرورت سے زیادہ نہ کم٥ اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور جس جان دار کو مار ڈالنا اللہ نے حرام کیا ہے۔ اس کو قتل نہیں کرتے مگر جائز طریق (یعنی شریعت کے حکم) سے اور بدکاری نہیں کرتے۔ اور جو یہ کام کرے گا سخت گناہ میں مبتلا ہوگا۔ قیامت کے دن اس کو دونا عذاب ہوگا اور ذلت و خواری سے ہمیشہ اس میں رہے گا۔ مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لیا اور اچھے کام کیے تو ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دے گا۔ اور اللہ تو بخشنے والا مہربان ہے۔٥

وما علینا الا البلاغ٥

سابق ایڈیشنل سیکرٹری کی وفات پر فاتحہ خوانی

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میاں عبدالحئی صاحب ہماری اسمبلی کے ایڈیشنل سیکرٹری ہوا کرتے تھے۔ 30 سال تک وہ اسمبلی میں خدمات انجام دیتے رہے ہیں' 5 فروری 1998ء کو ان کی وفات ہوئی ہے' لہٰذا ان کے لیے فاتحہ خوانی کی جائے۔

(اس مرحلے پر فاتحہ خوانی کی گئی)

پنجاب اسمبلی کی حدود میں مسجد کی تعمیر کی منظوری

جناب سپیکر: وقفۂ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج دو محکمہ جات زراعت اور خوراک کے سوالات ہیں۔ سوالات شروع کرنے سے پہلے کچھ باتیں میں آپ کے گوش گزار کرنا چاہوں گا۔ پچھلے دنوں ہمارے ہاؤس کی فنانس کمیٹی کی ایک میٹنگ تھی۔ اس میٹنگ میں اسمبلی کے اندر مسجد بنانے کے سلسلے میں بحث ہوئی۔ اس سے پہلے بھی کافی دفعہ اسمبلی کے اندر اور اسمبلی کے باہر ہمارے ممبران ذکر کرتے رہے ہیں کہ اسمبلی کی اپنی مسجد ہونی چاہیے۔ اس سلسلے میں ہمارے ہاؤس کی فنانس کمیٹی ہی ایک موزوں جگہ تھی' چنانچہ اس میں اس مسئلے کو زیر بحث لایا گیا۔ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ بھی بطور وزیر خزانہ ہاؤس کی اس فنانس کمیٹی کے ممبر ہیں۔ اس میں متفقہ طور پر جو ایک تجویز سامنے آئی جو میں آپ کے گوش گزار کرتا ہوں کہ مسجد کے لیے ایسی جگہ منتخب کی جائے کہ وہ اس بلڈنگ کے ساتھ بہت خوبصورتی کے ساتھ بنائی جا سکے اور اس کا ڈیزائن بھی اس طرح کا سلیکٹ کیا جائے کہ اس کا سٹرکچر اسمبلی کے ساتھ ملتا جلتا ہو۔ اس کے لیے ہم مختلف لوگوں کے ساتھ رابطہ کر رہے ہیں جو ڈیزائن کر کے دکھائیں' پھر ہم آپ سے رابطہ کریں گے۔ جہاں تک اس کے finances کا تعلق ہے' اس کے لیے ایک proposal تھی وہ آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ اس کی cost کا کچھ اندازہ نہیں' لیکن ہم نے اس وقت تھوڑی سی calculation کی تھی کہ اگر اس ہاؤس کے ممبران اجازت دیں تو ان کی صرف تین مہینے کی تنخواہ سے اگر ایک ایک یا دو دو ہزار روپے لیں تو یہ تین یا چار مہینے کا سلسلہ ہوگا۔ میں ساری تنخواہ نہیں کہہ رہا' لیکن دو دو ہزار کے قریب بنتا ہے۔ بجائے اس کے کہ ہم حکومت سے درخواست کریں یا کسی اور سے کہیں' میرے خیال میں ہم سب کی یہ اجتماعی ذمہ داری بھی ہے اور یہ اچھا کام ہے' ثواب کا کام ہے۔ اگر آپ اجازت دیں۔ کیوں جی سردار صاحب؟

(ہاؤس نے متفقہ طور پر اجازت دی)

وزیر خزانہ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)، میرے خیال میں آپ کی یا فنانس کمیٹی کی اس تجویز پر معزز ایوان کا کوئی ممبر بھی اعتراض نہیں کر سکتا۔ حکومتی بنچز کے وزراء نے مجھے یہ اختیار دیا ہے کہ وزراء ایک ایک مہینے کی تنخواہ جمع کرانے کی پیش کش کرتے ہیں۔

جناب سپیکر، بہت اچھا ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر!

جناب سپیکر، جی سعید اکبر صاحب!

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! جیسے آپ نے فرمایا کہ تین مہینے کی تنخواہ میں سے اتنے پیسے deduct کریں' میرے خیال میں اس پر ہمارے کسی دوست کو بھی اعتراض نہیں ہوگا۔ اس میں میری یہ تجویز تھی کہ آپ یہ فرما دیں کہ ہر ممبر دو ہزار دے گا' لیکن اگر کوئی اس سے زیادہ بھی دینا چاہے تو وہ اس کی صوابدید ہے۔ اس سے کم نہ دے' لیکن اگر وہ زیادہ دینا چاہے تو آپ کہہ دیں کہ جو زیادہ دینا چاہے دے' یہ اچھی بات ہے۔

جناب سپیکر، سعید اکبر صاحب کی بات بالکل ٹھیک ہے' لیکن پہلے اس کا تخمینہ بن جائے۔ ہو سکتا ہے کہ کم لاگت میں بن جائے یا زیادہ خرچ آئے تو پھر آپ کے سامنے رکھیں گے۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے ـــــ

جناب سپیکر، جی سردار صاحب!

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! اس کمیٹی کی صدارت کرتے ہوئے آپ نے یہ فیصلہ فرمایا تھا کہ چونکہ ہمیں یک مشت اتنی بڑی رقم درکار نہیں ہوگی' مسجد مرحلہ وار بنتی رہے گی اور ہر مہینے معزز اراکین اسمبلی کم از کم ایک ہزار' اور اگر اس سے زیادہ چاہیں تو وہ ہر ماہ جمع کراتے رہیں۔ اگر ایک ابتدائی جائزہ لے لیا جائے کہ اس مسجد کا تعمیراتی رقبہ کتنا ہوگا اور اس پر فی مربع فٹ کتنا خرچ آئے گا؛ تو ہمیں خرچ کا اندازہ ہو جائے گا اور پھر اسی حساب سے ممبران contribute کریں گے۔

جناب سپیکر، بالکل ٹھیک ہے۔ پھر پہلے تخمینہ لگوا کر ـــــ

وزیر خزانہ، اگر آپ کی اجازت ہو تو محکمہ C&W کا جو چیف آرکیٹکٹ ہے' تقریباً سرکاری عمارات کا

وہی کرتے ہیں۔ جب آپ کے پاس فرصت ہو' مناسب وقت ہو وہ ڈیزائن کے لیے اور جگہ کے چناؤ کے لیے آپ کے پاس حاضر ہو جائے گا۔

جناب سپیکر، بالکل ضرور' کیونکہ بانی بھی انھوں نے ہے۔ C&W کے ذریعے ہی بنے گی۔ ان شاء اللہ وہ بھی خدا کے فضل و کرم سے مسجد کی تعمیر میں contribute کریں گے۔

وزیر خزانہ، جناب والا! میں ذاتی طور پر نگرانی کروں گا اور ان شاء اللہ مسجد کا کام صحیح ہو گا۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے جی۔ بہت شکریہ۔ تمام ممبران کی بہت مہربانی۔

جناب پیٹر گل، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔

جناب پیٹر گل، جناب والا! تین چار روز پہلے اخبار میں آیا تھا کہ اس میں 240 ایم پی ایز contribute کریں گے۔ تو مجھے یہ سمجھ نہیں آئی کہ وہ آٹھ کون سے نکالے گئے ہیں' جبکہ خدا کا گھر بن رہا ہے اور اس میں ہم پورا پورا حق دینے کو تیار ہیں۔ ہماری شمولیت ہونی چاہیے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، ما شاء اللہ' بہت اچھا ہے۔ آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ وہ بات تو آج ہوئی ہے اور آپ ممبران سے ہی ہوئی تھی اور آپ نے خود ہی کلیئر کر دیا ہے۔ آپ کا جذبہ بڑا اچھا ہے۔ ہم آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

وزیر خزانہ، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے فاضل رکن سے معذرت کرتا ہوں۔ ہم نے ان پر یہ امید اس لیے نہیں کی تھی کہ مسلمان ہی مسجد کے لیے contribute کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر وہ ہمارے بھائی ہوتے ہوئے اس میں contribute کریں گے تو ہم بڑی خوشی سے ان کی contribution قبول کریں گے۔

جناب سپیکر، جی ما شاء اللہ' بہت اچھا ہے۔

وزیر خزانہ، لیکن از خود ہم ان پر یہ بوجھ نہیں ڈال سکتے۔

جناب سپیکر، نہیں۔ انھوں نے خود ہی کہا ہے۔ بہت شکریہ۔

چودھری محمد صدیق سالار، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔

چودھری محمد صدیق سالار، جناب والا! ان کی بڑی مہربانی، لیکن ان کے پیسے مسجد پر نہیں لگ سکتے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ زراعت و خوراک)

جناب سپیکر، چلیں ٹھیک ہے، وہ دیکھ لیں گے۔ بہت شکریہ۔ اب وقفۂ سوالات شروع ہوتا ہے اور سب سے پہلا سوال جناب محمد ریاض ملک کا ہے۔ ملک محمد ریاض تشریف نہیں رکھتے۔ تو اگلا سوال رانا ثناء اللہ خان کا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، سوال نمبر 379۔

زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں وائس چانسلر کی تقرری

*379۔ رانا ثناء اللہ خان، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 1995ء میں ڈاکٹر انوارالحق کو بطور وائس چانسلر زرعی یونیورسٹی فیصل آباد مقرر کیا گیا تھا اور اس وقت اس عہدہ پر تقرری کے خواہش مند ڈاکٹر احمد ندیم شعری نے اس تقرری کے خلاف عدالت عالیہ لاہور میں رٹ دائر کی تھی، جس میں حکومت پنجاب کی جانب سے موقف اختیار کیا گیا تھا کہ ڈاکٹر احمد ندیم شعری نان ایگریکلچرسٹ ہیں۔ اس لیے ان کا بطور وائس چانسلر تقرر نہیں کیا گیا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ دسمبر 1996ء میں متذکرہ ڈاکٹر انوارالحق وائس چانسلر وفات پا گئے تو نگران حکومت پنجاب نے انتہائی عجلت میں قواعد کے خلاف اپنے ہی موقف کی نفی کرتے ہوئے ڈاکٹر احمد ندیم شعری کو وائس چانسلر زرعی یونیورسٹی مقرر کر دیا جبکہ اس وقت یونیورسٹی کے روزمرہ کے معاملات کی انجام دہی کے لیے عبوری کونسل قائم تھی۔

(ج) جز (الف) اور (ب) میں درج مضمرات سے متعلق تضاد کی کیا وجوہات ہیں اور کیا حکومت اس تقرری کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں، تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے زراعت (مخدوم خسرو بختیار)،

(الف) یہ درست ہے کہ ڈاکٹر احمد ندیم شعری نے وائس چانسلر کی تقرری کے بارے میں عدالت

عالیہ لاہور میں رٹ دائر کی تھی جس میں چند قانونی نکات اٹھائے گئے تھے۔ بقیہ صرف اس حد تک درست ہے کہ رٹ پٹیشن میں حکومت پنجاب کا موقف وائس چانسلر کے عہدے کے اس وقت موجود امیدواروں کی اہلیت اور میرٹ کا تقابلی جائزہ لیتے ہوئے اختیار کیا گیا تھا۔

(ب) موجودہ وائس چانسلر کی تقرری یونیورسٹی کے مروجہ قوانین کے مطابق میرٹ پر ہوئی ہے اور اس میں کہیں کوئی ابہام یا سقم نہیں۔

(ج) یہ درست نہیں کہ جز (الف) اور (ب) میں مضمرات سے متعلق کوئی تضاد ہے۔

جناب سپیکر، جی رانا صاحب! کوئی ضمنی سوال ہے؟

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! اس میں تو ضمنی سوال کرنے کا موقع ہی نہیں' کیونکہ میں نے جو سوال کیا تھا اس میں دو پوائنٹ تھے جو کہ جواب طلب تھے اور ان دونوں کا اس جواب میں کوئی ذکر نہیں۔ پہلا پوائنٹ یہ تھا کہ موجودہ وائس چانسلر احمد ندیم شعری نے' جب پہلے وائس چانسلر ڈاکٹر انوار الحق کو بطور وائس چانسلر تعینات کیا گیا تھا' تو انھوں نے ہائی کورٹ میں رٹ کر دی تھی۔ He was so ambitious کہ انھیں مقرر کیوں نہیں کیا گیا۔ وہاں پر حکومت پنجاب نے موقف اختیار کیا کہ یہ آدمی eligible نہیں ہے اور یہ non-agriculturist ہے' اس لیے اس کا تقرر نہیں کیا جا سکتا۔ فروری میں یہ بات ہو رہی ہے اور آگے نومبر میں جا کر' یعنی short of one year' ڈاکٹر انوار فوت ہو گئے تو حکومت نے اپنے ہی حکم کی نفی کرتے ہوئے انھیں وائس چانسلر تعینات کر دیا۔ میں نے اس سوال میں یہ پوچھا تھا کہ اپنے ہی حکم کی نفی کرتے ہوئے حکومت نے یہ تعیناتی کی ہے' It is bad in the eye of law. یہ power کی ایک dirty exercise by the authority ہے۔ فروری میں کہتے ہیں کہ یہ آدمی eligible نہیں ہے اور نومبر میں کہتے ہیں کہ یہ acceptable ہے۔ دوسرا پوائنٹ یہ تھا کہ موجودہ وائس چانسلر کا تقرر نگران حکومت نے کیا ہے۔ جناب سپیکر! ایشیاء کی سب سے بڑی یونیورسٹی' جس سے اس ملک کا اس قوم کے ایگریکلچر کا مستقبل وابستہ ہے' میرا یہ دعویٰ ہے اور اس میں ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کی جو رولنگز ہیں' جو فیصلے ہوئے ہیں ان میں بھی یہ بات طے ہے کہ نگران day-to-day business چلانے کے لیے فیصلے کر سکتے ہیں یا وہ الیکشن سے متعلق فیصلے کر سکتے ہیں۔ اتنے بڑے ادارے کے سربراہ کا تقرر day-to-day matter نہیں ہے۔ انھوں نے جو تقرر کیا' That was without lawful jurisdiction. That was not in their purview. ان دونوں

چیزوں کا جواب اس میں موجود نہیں ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے، تشریف رکھیں۔ یہ تضاد کیوں ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے زراعت ، جب احمد شعری صاحب کی تقرری کی ایڈوائس بھیجی گئی تھی، recommendation بھیجی گئی تھی تو اس پر محکمے کی طرف سے اس کی سمری کا جو note لکھا گیا ہے اس میں یہ ذکر کہیں نہیں کہ وہ eligible نہیں ہے۔ یہ کہا گیا ہے کہ اس کا scope of specialization تھوڑا limited ہے، کیونکہ انھوں نے زوالوجی میں پی ایچ ڈی کی تھی اور ان کا انتظامی تجربہ کم تھا، اس لیے اس وقت ڈاکٹر انوار الحق صاحب کا تقرر کیا گیا تھا، لیکن بدقسمتی سے وہ وفات پا گئے۔ انھوں نے صحیح نشان دہی کی ہے کہ نگران حکومت میں Pursuant to powers of Section 14(2) ایک interim arrangement بنایا گیا تھا۔ جو چانسلر کی پاورز ہیں، As he deems fit ۔ وہ ایک کمیٹی بنا دیں یا کسی کا تقرر کر دیں۔ پہلے انھوں نے ایک کمیٹی بنائی اس کے بعد ان کا تقرر کیا گیا۔ یہ کہیں بھی نہیں کہا گیا کہ وہ اس پوسٹ کے لیے اہل نہیں ہیں۔ صرف اتنا کہا گیا تھا کہ -----

جناب سپیکر، نہیں تو پھر ہائی کورٹ میں ان کی مخالفت کس بات کی، کی گئی تھی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے زراعت، جناب والا! انھوں نے رٹ دائر کی تھی جس کا ہائی کورٹ نے فیصلہ کر لیا۔

جناب سپیکر ، تو اس میں محکمے نے oppose کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے زراعت، جناب والا! محکمے نے oppose اس بنیاد پر کیا کہ سنیارٹی کے لحاظ سے-----

جناب سپیکر ، ڈاکٹر انوارالحق صاحب کی جو پہلی تقرری تھی، محکمے نے یہ بتانے کے لیے کہ یہ قانونی ہے۔ڈاکٹر احمد ندیم شعری نے وائس چانسلر کی تقرری کے بارے میں رٹ دائر کی تھی۔ محکمے کی طرف سے اس سوال کے جواب کے مطابق یہ ہے کہ محکمے نے اس وقت اس کو oppose کیا تھا۔ ان کا سوال یہ ہے کہ جس آدمی کو محکمے نے خود ہی oppose کیا تھا پھر اسی کو ہی لگا دیا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے زراعت، جناب والا! آپ کی بات بالکل بجا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان ، جناب والا! محترم پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو محکمے نے جواب اس طرح سے دیا کہ

سوال گندم جواب چنا۔ اس کے علاوہ انھوں نے ان کو صحیح طرح سے بریف بھی نہیں کیا ۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب فرما رہے ہیں کہ ان کا ایڈمنسٹریٹو تجربہ نہیں تھا' اس لیے ہم نے اعتراض کیا تھا۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ 9 مہینے میں ایڈمنسٹریٹو تجربہ کہاں سے حاصل ہو گیا ہے؟ پھر یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ ان کی پی ایچ ڈی کا کوئی معاملہ تھا اور پھر یہ 9 مہینے میں پی ایچ ڈی کا معاملہ کیسے صاف ہوگیا؟ بات تو یہ ہے کہ انھیں تسلیم کرنا چاہیے کہ محکمے نے درست جواب ہی نہیں دیا۔

خواجہ محمد اسلام، جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مخدوم صاحب نے بھی فرمایا ہے کہ انھیں یہ کہا گیا تھا کہ وہ نان ایگریکچرسٹ ہیں۔ جناب والا! یہ تو پھر ایسے ہی ہوا کہ کسی فزیوتھراپسٹ کو کیمسٹری کا پروفیسر لگا دیا جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس سے پہلے ڈاکٹر انوارالحق جو پہلے وائس چانسلر تھے جس دن وہ فوت ہوئے ہیں وہاں پر ایک عبوری کونسل بنی ہوئی تھی جو day by day کام کر رہی تھی۔ میں مخدوم صاحب سے یہ درخواست کروں گا کہ اس عبوری کونسل کی تاریخ اور سابقہ وائس چانسلر کی فوتیدگی کی تاریخ بتا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے زراعت، جناب والا! یہ ایک نیا سوال ہے ۔ تاریخوں کے متعلق میں اجلاس کے بعد ان کو بتا دوں گا۔

جناب سپیکر، نہیں' تاریخوں کا چھوڑیں۔ رانا ثناء اللہ صاحب نے جو بات کی ہے اس کا جواب دے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے زراعت، جناب والا! رانا صاحب اگر میرا جواب سننا پسند کریں تو میرا جواب صرف اتنا ہے ۔ سمری میرے پاس ہے اور ان کے پاس بھی شاید سمری کی کاپی ہوگی۔ ان کو نان ایگریکچرسٹ نہیں کہا گیا۔ اس وقت کے جو امیدوار تھے ان کا تقابلی تجزیہ کیا گیا تھا۔۔۔۔

جناب سپیکر ، ہائی کورٹ میں تو محکمے نے oppose کیا ہے ۔ اگر وہ صحیح تھے تو ہائی کورٹ میں محکمے نے کیوں oppose کیا؟ محکمے کو ہائی کورٹ میں تو شعری کے حق میں concede کرنا چاہیے تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے زراعت، جناب والا! اس وقت تو ڈاکٹر انوارالحق صاحب موجود تھے اور ان کا تجربہ زیادہ تھا۔۔۔۔

جناب سپیکر ، تجربہ تو زیادہ تھا لیکن شعری صاحب کو تو اس وقت محکمے نے oppose کیا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے زراعت ، اس وقت کے جو امیدوار سامنے آئے تھے اس کے مطابق

oppose کیا تھا۔

جناب سپیکر ، لیکن اس وقت تو oppose کیا تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے زراعت، جی ہاں۔

جناب سپیکر، کن گراؤنڈز پر oppose کیا تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے زراعت، ہم نے کہا تھا کہ ان کا جو scope of specialization ہے وہ ڈاکٹر انوارالحق کے مقابلے میں کم ہے۔ یہ بات ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر ، یہ بات تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوئی کہ وہ اللہ کو پیارے ہو گئے ۔ ان کی وفات کے ساتھ ان کی تعلیمی قابلیت بھی ٹھیک ہو گئی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے زراعت ، جناب والا! جہاں تک تعلیمی قابلیت والی بات سامنے آئی' ایک صاحب نے تو معذرت کر لی کہ میں یہ عہدہ قبول نہیں کر سکتا۔ دوسرے صاحب جونیئر تھے۔ تو سنیارٹی کے لحاظ سے جب consider کیا گیا تو شعری صاحب سینیئر تھے۔ جہاں تک انھوں نے قانونی نکتہ اٹھایا ہے۔ عبوری دور کے متعلق اگر آپ پڑھیں-----

جناب سپیکر، یہ جو جواب کا (ج) جز ہے' اس میں تضاد تو ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے زراعت، جناب والا! میں ایک بات عرض کر دوں کہ جب عبوری حکومت تھی-----

جناب سپیکر ، عبوری حکومت کوئی غلط کام بھی کر سکتی ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ آپ اس کا حوالہ دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے زراعت، جناب والا! میں اس کا تحفظ نہیں کر رہا۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ گورنر' جو کہ چانسلر ہیں' ان کی یہ پاورز ہیں to appoint Vice-Chancellor اور Governor is not a part of the interim government

جناب سپیکر ، نہیں' وہ appointment کی پاورز کی بات نہیں کر رہے۔ وہ تو سوال یہ کر رہے ہیں کہ محکمے نے ان کی رٹ پٹیشن پر تقرری کے وقت ایک موقف اختیار کیا اور oppose کیا ۔ جن گراؤنڈز پر oppose کیا اور ایک شریف آدمی کی وفات کے بعد وہ ساری باتیں ٹھیک ہو گئیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ فرما رہے ہیں کہ گورنر عبوری حکومت کا حصہ نہیں تھے۔ حالانکہ یہ گورنر کا صوابدیدی اختیار نہیں ہے۔ He has to act upon the advice of the Chief Minister. اور جس وزیر اعلیٰ کی advice پر انھوں نے وائس چانسلر کی تقرری کی ہے وہ care-taker تھے۔ اس کے علاوہ عبوری کونسل بھی موجود تھی۔ عبوری کونسل جو پہلے بنائی گئی ہے قائم کی گئی ہے' وہ واقعی care-takers نے اپنے purview کے مطابق صحیح کیا۔لیکن اس کے بعد پھر ہوا یہ' اور ان کو اس بات کا علم نہیں ہے کہ ولایت حسین گردیزی صاحب جو ملتان سے تھے بدقسمتی سے وزیر زراعت بن گئے اور وہ ساری زندگی کبھی یونین کونسل کے چیئرمین نہیں بنے تھے۔ کبھی انھیں کسی کانسٹیبل نے سلام نہیں کیا تھا۔ وہاں پر شعری صاحب کے ہم زلف ڈی آئی جی لگے ہوئے تھے۔ وہ ان کے پاس گئے اور انھوں نے ایک ایسے آدمی کو وائس چانسلر لگا دیا Who is an apology to this office. اور اس نے جناب سپیکر! ایک سال کے اندر اس ادارے کا بیڑا غرق کر دیا ہے۔ وہاں پر کوئی ریسرچ نہیں ہو رہی۔ برادری ازم کے تحت وہاں پر جنگیں لڑی جا رہی ہیں۔ یونیورسٹی اس وقت واپڈا کی 15 کروڑ روپے کی مقروض ہے۔ واپڈا والے روز یونیورسٹی کا کنکشن کاٹنے گئے ہوتے ہیں۔ اسی طرح یونیورسٹی ٹیلی فون ڈیپارٹمنٹ کی بھی defaulter ہے۔ یعنی یونیورسٹی میں انتظامیہ نام کا کوئی وجود ہی نہیں۔ اس ہاؤس میں ہمارے بیٹھنے کا مقصد یہی ہے کہ ہم ان معاملات کی نشان دہی کریں۔ جب نشان دہی ہو جاتی ہے تو اس سے گورنمنٹ کو رہنمائی حاصل کرنی چاہیے' بجائے اس کے کہ یہ کہا جائے کہ اس میں یہ بات نہیں ہے وہ بات نہیں ہے۔ بات تو ساری واضح ہے کہ جن نکات کو سوال میں اٹھایا گیا ہے ان کا محکمے نے جواب ہی نہیں دیا اور نہ ہی ان کی تردید ہو سکتی ہے۔ جناب والا! میری اس سلسلے میں جناب سے گزارش یہ ہے کہ یہ sovereign House ہے اور اس قسم کے جو معاملات ہیں جن کی نشان دہی یہاں پر ہو۔ ان کا اس ہاؤس کو نوٹس لینا چاہیے۔ اسی طرح سے ہم ان اداروں کو بچا سکتے ہیں اور ان اداروں کے بچنے سے ہی اس ملک اور قوم کا مستقبل روشن ہوگا۔ اس لیے میری اس ہاؤس سے یہ استدعا ہے کہ ایسے لوگوں پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جو زراعت سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ چیمہ صاحب ہیں' کھوسہ صاحب ہیں۔ اس طرح کے دو چار لوگوں پر مشتمل ایک کمیٹی بنا دیں۔ اگر میں یہ دونوں پوائنٹ on the table انھیں prove کر دوں تو ٹھیک ہے اور وہ گورنمنٹ کو سفارش کر دیں کہ اس میں بہتری ہونی چاہیے۔ اگر نہ prove ہوں

تو ٹھیک ہے میں ان کو withdraw کر لوں گا۔لیکن یہ تو کوئی بات نہیں کہ ایک بات جب ثابت ہو رہی ہو اور اس کی نشان دہی ہو رہی ہو اور اس کو ایسے ہی بائی پاس کیا جائے جیسا کہ محکمے نے اس سوال کے جواب میں کیا ہے۔

جناب سپیکر ، سردار صاحب! آپ اس سلسلے میں کچھ فرمائیں گے؟

وزیر خزانہ، جناب والا! یہ مجھ سے متعلقہ تو نہیں ہے ---

جناب سپیکر ، ہاں' آپ سے متعلقہ نہیں ہے۔

وزیر خزانہ، لیکن فاضل رکن رانا صاحب جو یہ تجویز آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں اگر آپ اس کی ہدایت دے دیں۔جو کمیٹی آپ نامزد کریں گے وہ انکوائری کر کے رپورٹ آپ کے سامنے پیش کر دے گی۔ اس میں پارلیمانی سیکرٹری کا یا متعلقہ وزیر کی ذات کا کوئی تعلق نہیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ ان کا کوئی تعلق نہیں' انھیں تو جو محکمے نے feed کیا ہے۔

وزیر خزانہ، محکمے نے جو پوزیشن بتائی ہے وہ آپ کے سامنے انھوں نے بیان کر دی ہے ۔ اگر آپ رانا صاحب کی تجویز کو مناسب سمجھتے ہیں تو-----

جناب سعید اکبر خان ، جناب والا! میرا ایک تو یہ اعتراض ہے کہ اس سارے معاملے میں وزیر اور پارلیمانی سیکرٹری کا کوئی تعلق نہیں۔میرا یہ اعتراض ہے کہ وہ محکمے کے انچارج ہیں اور جو بھی کوئی غلط بات ہوگی وہ جواب دہ ہوں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ رانا صاحب نے ایک بات چیلنج کے طور پر یہاں پر کی ہے' تو میری آپ سے یہی گزارش ہے کہ آپ ان کی تجویز کے مطابق کمیٹی بنا دیں۔ زراعت کے متعلق جو سٹینڈنگ کمیٹی ہے اس کے اور functions ہیں۔ آپ ایک سپیشل کمیٹی بنا کر اس کو یہ کام تفویض کریں اور اس کے لیے ایک وقت دیں اور اس کے بعد یہ سارے معاملات اس معزز ایوان میں پیش ہوں اور اس کے بعد گورنمنٹ اس پر کوئی فیصلہ کرے۔

وزیر خزانہ، جناب والا! فاضل رکن نے اگر میری بات سنی ہے تو سمجھی نہیں۔

جناب سپیکر ، آپ نے بھی یہی کہا ہے۔

وزیر خزانہ، میں نے بھی یہی کہا تھا کہ کمیٹی آپ مقرر کر دیں اور میری بات کا دوسرا حصہ یہ تھا پارلیمانی سیکرٹری کا یا متعلقہ وزیر کا ذاتی تعلق نہیں ہے' بلحاظ عہدہ تو تعلق ہے۔ میں آپ کی وساطت

سے فاضل رکن سے یہ استدعا کروں گا کہ وہ بات توجہ سے سنا کریں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ بٹ صاحب بات کریں گے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! میں ان کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ رانا ثناء اللہ صاحب نے جو نکتہ اٹھایا ہے وہ واقعی درست ہے۔ I did my M.Sc (Hons.) from the same University. لیکن بدقسمتی کہہ لیجیے کہ رانا صاحب جو بات کہہ رہے ہیں اس بات کو واقعی زیادہ وزن نہیں دیا جا رہا۔ شعری صاحب وہاں پرفشریز ڈیپارٹمنٹ میں تھے جب میں نے ایم ایس سی (آنرز) کی تھی۔ جناب والا! اس میں کوئی شک نہیں کہ وہاں پر بڑے سینئر ڈاکٹر ہیں جو پی ایچ ڈی کر کے وہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میں اس بات کی حمایت کروں گا کہ اس مسئلے پر واقعی ایک کمیٹی بنائیں۔ یہ جو رانا ثناء اللہ صاحب فرما رہے ہیں میں اس کی support کروں گا۔ ایگریکلچر یونیورسٹی فیصل آباد ایشیاء کی سب سے بڑی یونیورسٹی ہے۔ اس کو consider کروائیں اور کمیٹی کے سپرد کروائیں۔

جناب سپیکر، جی مخدوم صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے زراعت، جناب والا! آپ کی رولنگ ہے۔ ٹھیک ہے، جیسے کہ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب نے فرمایا کہ ہم ممبران کا ہاؤس میں آنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ جہاں کہیں کوئی غلطیاں ہوئی ہیں ان کو ٹھیک کیا جائے۔ میں شکر گزار ہوں کہ رانا ثناء اللہ خان صاحب نے ایسی نشان دہی کی۔ اب یہ ہے کہ اگر اس کو establish کر دیا جائے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب نے کہہ ہی دیا ہے تو ٹھیک ہے۔ میرا خیال ہے کہ ایک کمیٹی بنا لی جائے۔ کیوں کھوسہ صاحب! آپ کی سربراہی میں یہ ایک کمیٹی بنا لی جائے؛ اس میں پارلیمانی سیکرٹری بھی ہوں، رانا ثناء اللہ خان صاحب، شاہد محمود بٹ صاحب، خواجہ صاحب فیصل آباد سے ہو جائیں۔ اور جن کو آپ شامل کرنا چاہیں کر لیں۔

وزیر خزانہ، رانا صاحب نے محمد اعظم چیمہ صاحب کا نام لیا تھا۔ چیمہ صاحب کو بھی اس کمیٹی میں رکھ لیں۔

جناب سپیکر، اعظم چیمہ صاحب کو بھی رکھ لیں۔ یہ پھر آپ ایک مہینے کے اندر ہاؤس کو inform کریں گے۔

وزیر خزانہ، ان شاء اللہ۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ یہ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب کی سربراہی میں ایک کمیٹی بن گئی اور یہ کمیٹی اس سوال کے بارے میں ایک مہینے کے اندر اندر اپنی رپورٹ ایوان میں پیش کرے گی۔ ٹھیک ہے رانا صاحب۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، بہت شکریہ۔ اب اگلا سوال چودھری زاہد محمود گورایہ صاحب کا ہے۔

چودھری زاہد محمود گورایہ، 490۔

شعبہ زرعی تحقیق میں مستقل ڈائرکٹر کی تعیناتی

*490۔ چودھری زاہد محمود گورایہ، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبے کے زرعی تحقیق کے شعبہ میں عرصہ تقریباً دس سال سے زاید سے کسی ایک اہم تحقیقاتی ادارے کے ڈائرکٹروں کی اسامیوں پر مستقل ڈائرکٹر تعینات نہ ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کئی ایک تحقیقاتی اداروں کی ڈائرکٹرز کی اسامیوں پر مختلف افسران کو عارضی طور پر دہرا چارج تفویض کیا ہوا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ موجودہ قواعد کی رو سے ڈائرکٹرز کی اسامی پر سنیارٹی لسٹ نہیں، بلکہ خالصتاً میرٹ کی بنیاد پر تعیناتی کی جانی ضروری ہے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایک ہی اہل کار کے پاس بیک وقت دو اسامیوں کے مالی و انتظامی اختیارات ہونے کی وجہ سے ماتحت عملے کو اپیل کے حق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت متذکرہ بے ضابطگی کا کب تک ازالہ کرے گی اور ہمہ وقت ڈائرکٹرز کی قانون کے مطابق تعیناتی کتنے عرصے میں عمل میں لائے گی، اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے زراعت (مخدوم خسرو بختیار)،

(الف) محکمہ زراعت کے زرعی تحقیق کے شعبے میں کل 22 ڈائرکٹر ہیں۔ جن میں سے 13 مستقل ڈائرکٹر تعینات ہیں۔ 4 اسامیوں پر سنیارٹی کے جھگڑے کی وجہ سے پچھلے چند سالوں سے

مستقل ڈائرکٹر تعینات نہیں کیے جا سکے۔ کیس ابھی بھی عدالت میں چل رہا ہے۔2 اسامیاں ڈویلپمنٹ سائیڈ کی ہیں جو ابھی مستقل نہ ہیں۔ اس کے باوجود ان پر بھی ریگولر ڈائرکٹر کی تعیناتی کی کوششیں کی جا رہی ہیں' جبکہ تین اسامیوں پر پروموشن کے لیے صوبائی سلیکشن بورڈ کو بھجوانے کے لیے کیس تیار کیے جا رہے ہیں۔ ان حالات میں یہ درست نہیں کہ ان اسامیوں پر عرصہ تقریباً دس سال سے مستقل ڈائرکٹر تعینات نہ ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ ڈائرکٹرز کی کچھ خالی اسامیوں پر مختلف افسران کو اضافی چارج دیا گیا ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ قواعد کی رو سے ڈائرکٹرز کی تعیناتی میرٹ کی بنیاد پر کی جانی ضروری ہے۔ میرٹ کا تعین کرتے وقت سنیارٹی' قابلیت' اہلیت' تجربہ اور سروس ریکارڈ کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔

(د) یہ درست نہیں۔ کیونکہ جن افسران کو عارضی طور پر ڈائرکٹر کا اضافی چارج دیا گیا ہے ان کو بطور ڈائرکٹر ایک اسامی کے ہی اختیارات حاصل ہیں۔

(ہ) صورت حال جز(الف) کے جواب میں دے دی گئی ہے۔ ہمہ وقت ڈائرکٹرز لگانے کے لیے محکمہ کوشش کر رہا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری زاہد محمود گورایہ: جناب والا! میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ سوال کے جواب جز (الف) میں یہ لکھا ہے کہ چار اسامیوں پر سنیارٹی کے جھگڑے کی وجہ سے پچھلے چند سالوں سے مستقل ڈائرکٹر تعینات نہ کیے جا سکے ۔ کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ کس سال سے' وہ date mention کریں کہ کون سا سال ہے؟ کیوں کہ میں نے اپنے سوال میں لکھا ہے کہ تقریباً عرصہ دس سال سے یہ مسئلہ چل رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی مخدوم صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے زراعت: یہ جو جھگڑے ہیں یہ subjudice ہیں۔ اس کے علاوہ میں ان کو dates ابھی لے کر دے دیتا ہوں۔ مسئلہ تو یہ ہے کہ صرف چار سیٹوں پر جھگڑا ہے۔ سنیارٹی سرٹیفکیٹ' جو ڈیپارٹمنٹ کو بھیجنا پڑتا ہے' جھگڑے کی وجہ سے اس کی ترتیب نہیں دی جا رہی۔ جیسے ہی یہ سنیارٹی جھگڑا ختم ہوگا اس کو عمل میں لایا جائے گا کہ وہاں پر مستقل ڈائرکٹر کو تعینات

کر دیا جائے۔ میں معزز رکن سے کہوں گا کہ میں بعد میں ان سے خود مل لوں گا۔

چودھری زاہد محمود گورایہ، جناب والا! میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ تقریباً دس سال کا عرصہ گزر گیا ہے وہاں پر ڈائرکٹر کی تعیناتی نہیں کی گئی۔ کیا اس محکمے کا یہ فرض نہیں بنتا کہ وہ تاریخ میں سال mention کرے کہ کس سال سے ڈائرکٹرز تعینات نہیں کیے گئے۔ ان کا سنیارٹی کا جھگڑا چل رہا ہے۔ اس میں اتنی لاپرواہی اور غفلت کیوں برت رہے ہیں؟

جناب سپیکر، مخدوم صاحب! یہ کتنے سالوں سے معاملہ چل رہا ہے؟ اگرچہ stay بھی ہے، تو بھی یہ کتنے سالوں سے چل رہا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے زراعت، جناب والا! اگر یہ نیا سوال move کردیں تو میں پوری تحقیق کر کے ان کی تسلی کے لیے پورا جواب حاضر کردوں گا۔

جناب سپیکر، نہیں، اس سلسلے میں پتا ہی نہیں کہ stay کس عدالت میں ہے۔ ہائی کورٹ میں ہے، سول کورٹ میں ہے۔ اسی طرح سے وہ stay لے کر بیٹھ جاتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے زراعت، جناب والا! آپ درست فرما رہے ہیں۔ ہم اس stay کی پوری پیروی کریں گے۔

جناب سپیکر، اس کا کوئی پتا نہیں کہ کن تاریخوں سے عدالتوں میں یہ stay order چل رہا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری زراعت، جناب والا! یہ کافی عرصے سے چل رہا ہے۔ جیسے انھوں نے فرمایا میں ان کو پوری تفصیل مہیا کردوں گا۔ اگر ان کی تسلی نہ ہو تو یہ پھر سوال کرسکتے ہیں۔

جناب سپیکر، آپ کے پاس جو اضافی material ہے، اس میں محکمہ زراعت نے کوئی mention نہیں کیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے زراعت، جناب والا! اضافی material میں بھی ابھی تک کوئی mention نہیں ہے۔

جناب سپیکر، ایگریکلچر والوں کا کوئی افسر یہاں آیا ہے، کوئی یہاں موجود ہے یا نہیں؟ جس محکمے کے یہ سوالات ہیں۔ ایگریکلچر سیکرٹری بھی یہاں نہیں ہیں۔ ویسے یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب جواب دے رہے ہیں اور محکمہ زراعت کی طرف سے یہاں پر کوئی بھی موجود

نہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے زراعت، جناب والا! ڈائرکٹر جنرل extension بیٹھے ہوئے ہیں، واٹر مینجمنٹ بیٹھے ہوئے ہیں۔ سیکرٹری صاحب کو کہیں جانا پڑ گیا۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا!

جناب سپیکر، جناب سعید اکبر خان صاحب!

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میں نے ان کی اسی بات کو چیلنج کرنا تھا کہ میں نے ایک آدمی بھیجا کہ دیکھیں کہ ڈیپارٹمنٹ کے کون سے آدمی بیٹھے ہیں۔ اس ڈیپارٹمنٹ کا کوئی بھی متعلقہ افسر، جو ذمہ دار ہے، وہ اس لابی میں موجود نہیں ہے۔ دوسری بات کورٹ کی ہے۔ اگر میں اس کو یہاں چیلنج کروں کہ یہ کورٹ میں stay ہی نہیں ہے تو اس کا پارلیمانی سیکرٹری صاحب کے پاس کیا جواب ہے؟ میں کہتا ہوں کہ یہ کورٹ میں کیس ہے ہی نہیں۔

جناب سپیکر، اب دیکھیں یہ چیزیں سامنے آ رہی ہیں اور وہ کہہ رہے ہیں کہ میں چیلنج کرتا ہوں کہ کسی کورٹ میں یہ stay ہے ہی نہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے زراعت، پھر یہ مہربانی کریں نیا سوال put کردیں۔ میں ان کا جواب دے دیتا ہوں۔ البتہ ڈیپارٹمنٹ کے ڈائرکٹر جنرل بیٹھے ہیں اور کسی مصروفیت کی وجہ سے سیکرٹری صاحب نہیں آسکے اور وہ جاپان گئے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر، جو ڈائرکٹر جنرل بیٹھے ہوئے ہیں ان کو اس بات کا پتا نہیں ہے۔

وزیر قانون، (جناب محمد بشارت راجا) پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! گزارش یہ ہے کہ جناب کی یہ observation درست تھی کہ سیکرٹری زراعت اس وقت گیلری میں موجود نہیں ہیں۔ وہ سرکاری کورس کے سلسلے میں جاپان گئے ہوئے ہیں اور ڈائرکٹر جنرل ایگریکلچر گیلری میں موجود ہیں۔ محکمے کے دیگر افسران بھی موجود ہیں۔ انھوں نے پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو brief کیا ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج چونکہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کا جواب دینے کا پہلا دن ہے، ہمیں ان کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب! اس میں ان کا تو کوئی مسئلہ نہیں۔ ان کو تو ہم encourage کر رہے ہیں۔

وزیر قانون ، زراعت کے محکمے نے انھیں brief کیا ہے۔ اور سعید اکبر صاحب ابھی چیلنج کر رہے تھے کہ بات ہی نہیں ہے سرے سے۔

جناب سپیکر، سب اراکین نے اس لیے محسوس کیا ہے کہ ان کی help کے لیے کوئی چٹ بھی نہیں آئی۔

وزیر قانون ، سر! میں سمجھتا ہوں کہ ان کی briefing اتنی comprehensive ہے کہ ان کو کسی چٹ کی ضرورت نہیں۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب! اس میں اب یہ سوال آیا اور یہ گورایہ صاحب کا سوال ہے جس میں انھوں نے کہا کہ چونکہ مسئلہ عدالت میں ہے' اور وہ کہتے ہیں کہ بیس سال سے اسی طرح ہے' اب وہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ اس کو کتنا عرصہ ہوگیا ہے۔ کون سی عدالت میں یہ کیس ہے' stay order ہے بھی یا نہیں اور یہ کب سے ہے؛ وہ کہتے ہیں کہ میں تو گزشتہ بیس سالوں سے اسی طرح دیکھ رہا ہوں چل رہا ہے اس کا جواب ان کے پاس نہیں تھا۔

جناب سپیکر، صدیق سالار صاحب! ذرا ایک منٹ تشریف رکھیں۔ جی مخدوم صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے زراعت ، جناب والا! آپ درست فرما رہے ہیں۔ میں اس سوال کے جواب سے مطمئن نہیں ہوں' البتہ briefing صحیح ہوئی ہے۔

جناب سپیکر، اب وہ خود کہہ رہے ہیں راجہ صاحب' کہ وہ مطمئن نہیں ہیں۔

(اپوزیشن کی طرف سے نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر ، اچھا' ہم اس سوال کو pending کر لیتے ہیں۔ گورایہ صاحب! اس سوال کو ہم pending کرتے ہیں اور اگلے سوال پر چلتے ہیں۔

چودھری محمد صدیق سالار، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی پوائنٹ آف آرڈر پہ صدیق سالار صاحب۔

چودھری محمد صدیق سالار، جناب والا! اسمبلی کی روایات ہیں کہ جو سوال اعداد و شمار میں جائے گا۔ اور جو سوال پرانی تاریخوں میں جائے گا' اس کو fresh question کی شکل میں لایا جائے گا۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں ۔ مجھے پتا ہے کون سا سوال نیا بنتا ہے کون سا نہیں بنتا۔ جی بھئی

صاحب!

ملک ممتاز احمد بھچر، جناب والا! اگر سیکرٹری زراعت صاحب چھٹی پر ہیں تو ان کے بعد ایڈیشنل سیکرٹری صاحب ہیں۔ واٹر مینجمنٹ کا ڈائرکٹر جنرل پورے محکمے کی نمائندگی نہیں کر سکتا۔ کم از کم آپ کو اس بات کا نوٹس لینا چاہیے' کہ محکمہ زراعت کس قدر لاپرواہی سے کام لے رہا ہے۔

جناب سپیکر، وہ کہہ رہے ہیں کہ وہ جاپان گئے ہوئے ہیں۔

ملک ممتاز احمد بھچر، جناب والا! ایڈیشنل سیکرٹری بھی تو ہیں۔

جناب سپیکر، اچھا جی' اگلا سوال بھی چودھری زاہد محمود گورایہ صاحب کا ہے۔

چودھری زاہد محمود گورایہ، 495۔

جناب سپیکر، 495۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے زراعت، جناب والا! It should be taken as read. ' میں propose کروں گا۔

محکمہ زراعت میں گاڑیوں کی تفصیل

*495۔**چودھری زاہد محمود گورایہ**، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

سال 94-1993ء سے لے کر 97-1996ء کے دوران صوبے میں محکمہ کے مختلف شعبہ جات میں الگ الگ شعبے کے حساب سے کتنی گاڑیاں ہیں ان کے نمبر کیا ہیں۔ ان پر پٹرول/ڈیزل و مرمت و دیگر کتنے اخراجات ہوئے؛ ہر ایک گاڑی کے حساب سے الگ الگ تفصیلات مع اہل کار کے پاس جو گاڑی ہے ان کے نمبر و ماڈل کی تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے زراعت (مخدوم خسرو بختیار)،

سال 94-1993ء سے لے کر 97-1996ء کے دوران محکمہ زراعت کے مختلف شعبہ جات کے زیر استعمال 939 گاڑیاں تھیں۔ ان کے نمبر' پٹرول/ڈیزل و دیگر اخراجات ہر گاڑی کے حساب سے شعبہ وار مکمل تفصیلات*** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(***تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

شعبہ وار گاڑیوں کی تعداد

نمبر شمار	نام شعبہ جات	گاڑیوں کی تعداد
1۔	ڈائرکٹر جنرل زراعت (توسیع) پنجاب	297
2۔	ڈائرکٹر جنرل زراعت (فیلڈ) پنجاب	140
3۔	ڈائرکٹر جنرل زراعت (اصلاح آبپاشی) پنجاب	218
4۔	ڈائرکٹر جنرل زراعت (ریسرچ) فیصل آباد	172
5۔	ڈائرکٹر زراعت، پنجاب لینڈ یوٹیلائزیشن اتھارٹی	8
6۔	ڈائرکٹر کراپ رپورٹنگ سروس پنجاب	34
7۔	ڈائرکٹر زراعت (فلوریکلچر) پنجاب	14
8۔	ڈائرکٹر زراعت پیسٹ وارننگ اینڈ کوالٹی کنٹرول آف پیسٹی سائڈز ملتان	29
9۔	ڈائرکٹر زرعی اطلاعات، پنجاب	6
10۔	چیف پلاننگ اینڈ ایویلیوایشن سیل	8
11۔	چیف کوآرڈینیٹر، ریڈک وہاڑی	10
12۔	ایگریکلچر سیکرٹریٹ	3
	کل	939

جناب سپیکر، گورایہ صاحب! کوئی ضمنی سوال؟

چودھری زاہد محمود گورایہ، جناب والا! پالیسی یہ ہے کہ اخراجات میں کمی کی جائے۔ میں نے اس سوال میں یہ پوچھا ہے کہ محکمہ ہذا کے حوالے سے ہر گاڑی کے حساب سے الگ الگ تفصیلات بمع اہل کار بتائی جائیں، کہ اس محکمے کے پاس کتنی کل گاڑیاں ہیں اور کس کس افسر کے پاس کتنی کتنی گاڑیاں استعمال میں ہیں؟ لیکن مجھے یہ ایک بہت بڑا پلندہ سا دے دیا گیا ہے، مگر اس میں وضاحت بالکل نہیں کی گئی کہ کس ڈائرکٹر صاحب کے پاس کتنی گاڑیاں ہیں؟ اس میں لکھا ہوا ہے کہ ڈاکٹر مختار احمد علیمی صاحب ہیں ناظم اعلیٰ زراعت تحقیق فیصل آباد۔ میں نے پوچھا تھا کہ ان کے پاس کل کتنی گاڑیاں ہیں جو ان کے زیر استعمال ہیں؟ یہاں پر ان کے اخراجات بتا دیے گئے ہیں، لیکن ان

کے زیر استعمال گاڑیوں کی تعداد اور ان کے نمبر نہیں بتائے گئے۔ تو پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ فیصل آباد کے ناظم اعلیٰ ڈاکٹر مختار احمد حلیمی صاحب کے پاس اس وقت ذاتی استعمال میں کتنی سرکاری گاڑیاں ہیں؟ ان گاڑیوں کے نمبر بمع ماڈل کی ذرا تفصیل سے وضاحت فرما دیں۔

جناب سپیکر، جی مخدوم صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے زراعت، جناب سپیکر! انھوں نے فیصل آباد کے ڈائرکٹر آف واٹر مینجمنٹ یا ڈائرکٹر ریسرچ کے پاس سرکاری گاڑیوں کی تعداد کے بارے میں سوال نہیں پوچھا تھا' بلکہ پورے محکمے کی گاڑیوں کے بارے میں سوال پوچھا تھا۔ کل 939 گاڑیاں ہیں' جس کی پوری تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر، گورایہ صاحب! آپ کے پاس تفصیل ہے؟

چودھری زاہد محمود گورایہ، جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے یہ تو بتا دیا کہ ان کے محکمے کے پاس کل 939 گاڑیاں ہیں۔ لیکن یہ نہیں بتایا کہ ڈاکٹر مختار احمد حلیمی صاحب کے ذاتی استعمال میں کتنی سرکاری گاڑیاں ہیں۔ میں نے بہت معتبر ذریعے سے اعداد و شمار اکٹھے کیے ہیں۔ ان اعداد و شمار کے مطابق ڈاکٹر صاحب کے پاس ذاتی استعمال میں اس وقت 5 سرکاری گاڑیاں ہیں۔ ایک سرخ رنگ کی ڈبل کیبن انڈکنڈیشنڈ گاڑی ہے' دوسری نان انڈکنڈیشنڈ ڈبل کیبن' تیسری ٹویوٹا کا 12 سیٹوں والا ڈبہ' چوتھی گاڑی ٹویوٹا کرولا غالباً 95ء ماڈل' پانچویں گاڑی سوِفٹ 1000 C.C. ہے۔ اگر پارلیمانی سیکرٹری صاحب چاہیں تو میں اس ایوان میں اس کی پوری تفصیل دوں گا۔ باقی افسران کے پاس بھی سرکاری گاڑیوں کی یہی صورت حال ہے۔ جناب سپیکر! ہمیں اتنے کاغذات تو دے دیے گئے ہیں' لیکن وضاحت نہیں کی گئی کہ فلاں فلاں افسر کے پاس ذاتی استعمال میں کتنی سرکاری گاڑیاں ہیں۔ اس کے متعلق ہمیں بتائیں کہ اس وقت ڈاکٹر حلیمی صاحب کے ذاتی استعمال میں کتنی سرکاری گاڑیاں ہیں؟

جناب سپیکر، جی مخدوم صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے زراعت، جناب سپیکر! اصل سوال میں یہ نہیں پوچھا گیا تھا کہ مختلف افسران کے ذاتی استعمال میں کتنی کتنی سرکاری گاڑیاں ہیں۔ اگر یہ چاہتے ہیں تو ان شاء اللہ ان کو یہ معلومات بھی مہیا کر دی جائیں گی۔

چودھری زاہد محمود گورایہ، جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب اگر غور سے میرا سوال نمبر 495 پڑھیں تو میں انھیں بتا دوں گا کہ ہر ایک گاڑی کے حساب سے یہ چیز لکھی ہوئی ہے۔ براہ مہربانی ذرا غور کیجیے۔ ہر ایک گاڑی کے حساب سے الگ الگ تفصیلات بمع اہل کار کے پاس جو گاڑی ہے ان کے نمبر و ماڈل کی تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں؛ اس میں یہ وضاحت تو ہے۔ یہ سارے پیپرز پڑے ہوئے ہیں' میں ایک گھنٹے سے پڑھ رہا ہوں۔ آپ مجھے بتائیں اس کی وضاحت کہاں لکھی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے زراعت، جناب سپیکر! اس کی ساری تفصیل دی جا چکی ہے۔ میرے معزز رکن بحث کر رہے ہیں۔ میں اجلاس کے بعد ان سے مل لیتا ہوں اور ان کو پوری کی پوری تفصیل دے دیتا ہوں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! گورایہ صاحب نے پوچھا ہے کہ ہر اہل کار کے پاس کتنی سرکاری گاڑیاں ہیں؛ آپ ہر اہل کار کا کیا مطلب سمجھتے ہیں؟

جناب سپیکر، گورایہ صاحب! آپ ذرا اپنا سوال پڑھ دیں۔

چودھری زاہد محمود گورایہ، سوال 495 ہے۔

کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

سال 94-1993ء سے لے کر 97-1996ء کے دوران صوبے میں محکمے کے مختلف شعبہ جات میں الگ الگ شعبے کے حوالے سے کتنی گاڑیاں ہیں؟ ان کے نمبر کیا ہیں؛ ان پر پٹرول / ڈیزل و مرمت و دیگر کتنے اخراجات ہوئے ہر ایک گاڑی کے حساب سے الگ الگ تفصیلات بمع اہل کار کے پاس جو گاڑی ہے ان کے نمبر و ماڈل کی تفصیل ایوان میں پیش کی جائے؟

جناب سپیکر! انھوں نے ہمیں پورے دو کلو وزنی پیپر دیے ہیں۔ ان میں کہیں بھی تفصیل نہیں لکھی گئی کہ کس اہل کار کے پاس کتنی گاڑیاں ہیں۔ میں اجلاس سے پہلے دو گھنٹے سے یہ پڑھ رہا ہوں' لیکن مجھے یہ تفصیل کہیں نہیں ملی۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتائیں کہ سوال کس طرح پوچھا گیا ہے اور اس کا جواب کیا دیا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر، جی مخدوم صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے زراعت، جناب سپیکر! میں عرض کر دوں کہ پوری تفصیل دی گئی ہے۔ اگر یہ غور سے دیکھیں تو گاڑی نمبر دیا گیا ہے' ماڈل دیا گیا ہے' خرچہ پٹرول دیا گیا ہے' ٹوٹل میزان دیا

گیا ہے' اس کے علاوہ اہل کار کا نام دیا گیا ہے اور کس کس شعبے کے اندر کتنی کتنی گاڑیاں ہیں یہاں تک تفصیل دی گئی ہے۔ میں ایک اور عرض کر دوں کہ یہ سوال ہر شعبے سے پوچھا گیا ہے۔

جناب سپیکر، گورایہ صاحب! آپ کے پاس اس کی تفصیل ہے؟

چودھری زاہد محمود گورایہ، جناب سپیکر! میرے پاس پوری تفصیل ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب مجھے یہی بتا دیں کہ یہ کس صفحے پر ہے؟ ان پیپروں پر تو صفحہ نمبر ہی نہیں لکھا ہوا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے زراعت، جناب سپیکر! میں نے آپ کے سامنے صفحہ نمبر 841 بولا ہے۔

چودھری زاہد محمود گورایہ، آپ مجھے بتائیں کہ ڈاکٹر مختار احمد علیمی کا نام کس صفحے پر لکھا ہوا ہے؟ آپ ذرا پڑھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے زراعت، حضور والا! صفحہ نمبر 841 پر ڈائرکٹر جنرل واٹر مینجمنٹ مصباق احمد گل لکھا ہوا ہے۔

چودھری زاہد محمود گورایہ، جناب سپیکر! میں یہاں پر وضاحت کرنی چاہوں گا کہ ڈائرکٹر مصباق گل صاحب تو لاہور میں ہیں۔ میں تو فیصل آباد کے ڈاکٹر علیمی صاحب کی بات کر رہا ہوں۔ وہ فیصل آباد میں 130 کلومیٹر دور بیٹھے ہیں۔ انھوں نے ڈاکٹر علیمی صاحب کو لاہور میں بٹھا دیا ہے۔ اس سوال کے جواب پر تو صفحہ نمبر تک بھی نہیں لگے ہوئے۔ جناب سپیکر! انھیں ذرا صحیح طریقے سے بتائیں۔ اس طرح سے کام نہیں چلے گا۔

جناب سپیکر، مخدوم صاحب! گورایہ صاحب جو کہہ رہے ہیں اس بات کی کچھ سمجھ لگی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے زراعت، جی ہاں۔ محکمے نے پوری تفصیلات دی ہیں۔ پتا نہیں ان کے پاس کون سے کاغذات ہیں۔

جناب سپیکر، مخدوم صاحب! آپ کے مطابق تو تفصیل ہے' ان کے مطابق تفصیل نہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے زراعت، جناب والا! 939 گاڑیاں ہیں۔ آپ کہیں تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔ میں 5 منٹ کے بعد ان کو بتا دیتا ہوں کہ علیمی صاحب کے پاس کتنی گاڑیاں ہیں۔ فلاں کے پاس کتنی گاڑیاں ہیں۔ جناب والا! اس میں بحث کی ضرورت تو نہیں۔ اس طرح کی بحث سے تو ایوان کا وقت ضائع کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر، نہیں، نہیں۔ بالکل وقت نہیں ضائع کیا جا رہا۔ ان کے سوال کا جواب نہیں آ رہا۔ میں نے ان سے دوبارہ سوال پڑھوایا ہے' اس کے مطابق اس کا جواب آنا چاہیے۔ بالکل وقت نہیں ضائع ہو رہا۔

چودھری زاہد محمود گورایہ، جناب سپیکر! یہ بالکل وقت کا ضیاع ہے۔ ہم اتنی محنت سے سوال بناتے ہیں' لیکن محکمہ زراعت کی طرف سے ایک سوال کا بھی صحیح جواب نہیں آیا۔ میرے اس سے پہلے سوال کو بھی اسی طرح گول مول کر دیا' پینڈنگ ہو گیا اور یہ سوال بھی اسی طرح ہو گیا۔ پھر 6 مہینے بعد باری آئے گی۔ اس پورے ایوان کے ساتھ یہ بہت بڑا مذاق ہے کہ جو بھی سوال بنایا جاتا ہے اس کا صحیح جواب نہیں آتا۔

جناب سپیکر، گورایہ صاحب! ذرا تشریف رکھیں۔ مخدوم صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔ سعید اکبر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آپ نے ایک سوال پہلے ہی پینڈنگ کیا ہے۔ آپ دوسرے سوال کا جواب پڑھ بھی رہے ہیں' سن بھی رہے ہیں۔ سوال بھی آپ نے اسی لیے پڑھوایا کہ اس میں کوئی غلط فہمی نہ رہے۔ اور اس کا جواب بھی آپ دیکھ رہے ہیں۔ آپ سے میری یہ گزارش ہے کہ آپ اس ہاؤس کے محافظ ہیں۔ محکمہ جات کے جو حالات ہیں اور اس ہاؤس کے سامنے پارلیمانی سیکرٹری صاحب محکمہ زراعت کے جو حالات پیش کر رہے ہیں۔ آپ اس ہاؤس کے تقدس کو مدنظر رکھتے ہوئے سختی سے اس کا نوٹس لیں کہ اس ہاؤس میں جو بھی جواب لایا جائے وہ مکمل اور صحیح ہونا چاہیے۔ اس سے ممبران کا استحقاق بھی مجروح ہوتا ہے اور اس ہاؤس کے ساتھ بھی مذاق تصور کیا جاتا ہے۔ اس کو کوئی بھی اہمیت نہیں دیتا کہ جو بھی لکھ کر بھیج دیں وہ پڑھ کر وہاں پیش کر دیا جائے گا۔ جناب سپیکر! اس پر میری آپ سے یہی گزارش ہے کہ ان تمام سوالات کو پینڈنگ کر کے دوبارہ لایا جائے اور آپ اس کا سختی سے نوٹس لیں۔

جناب سپیکر، عمران مسعود صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

میاں عمران مسعود، شکریہ' جناب سپیکر۔ میں سمجھتا ہوں کہ بڑا تفصیلاً جواب دیا گیا ہے اور گورایہ صاحب نے جو خاص سوال کیا ہے وہ بھی درست ہے۔ اکثر اوقات یہ ہوتا ہے کہ گاڑیاں ہیڈکوارٹر پر ہوتی ہیں۔ اکثر ڈی جی ہیڈ کوارٹر یا کمشنر حضرات خود اپنے نیچے ڈائرکٹروں کو گاڑیاں دے دیتے ہیں۔ اگر گورایہ صاحب کی اس سے تسلی نہیں ہو رہی تو میں یہ سمجھتا ہوں' اور اگر آپ یہ مناسب سمجھیں کہ یہ

بڑا اہم سوال ہے تو آپ براہ مہربانی دو بندوں کی کمیٹی بنا دیں۔

جناب سپیکر، ہر سوال پر کمیٹی بنا دیں؛ پہلے بھی کمیٹی بنی ہے۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' سردار صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! فاضل رکن جو ضمنی سوال کر رہے تھے میں نے ابھی ان سے بات کی ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری نے نئی نئی یہ ذمہ داری سنبھالی ہے' اس لیے میں آپ سے تھوڑی سی حوصلہ افزائی کی درخواست کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، ہم تو حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ اگر ان کو کوئی پوری معلومات نہیں دے گا تو وہ کیسے جواب دیں گے؟

وزیر خزانہ، میں نے فاضل رکن سے درخواست کی ہے کہ ہم تینوں بیٹھ جائیں گے اور جہاں بھی کوئی غلطی محکمے کی طرف سے کی گئی ہو۔ میں آپ کی وساطت سے ہاؤس کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کے خلاف سختی سے عمل کیا جائے گا۔ فاضل رکن نے میری تجویز کو قبول کر لیا ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ جی' سعید اکبر صاحب!

جناب سعید اکبر خان، یہ ہاؤس کی پراپرٹی ہے۔ اس میں تمام ممبران برابر کے شریک ہیں۔ کسی ایک ممبر کی تسلی کی بات نہیں ہے۔ یہ جب ہاؤس میں پیش ہو جاتے ہیں تو یہ ہاؤس کی پراپرٹی ہے۔ یہ میری ذاتی اور میرے اکیلے کی تسلی کی بات نہیں ہے۔ یہ ہاؤس کی بات ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔

وزیر خزانہ، نکتہ ذاتی وضاحت۔ جس رکن کی طرف سے سوال تھا۔ میں انھی کے حوالے سے بات کر رہا تھا مجھے کسی کی پراپرٹی کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ جی' رانا ثناء اللہ صاحب۔

رانا ثناء اللہ خان، یہاں مسئلہ یہ ہے کہ ہمارا محکمہ زراعت اتنا نالائق ہے کہ وہ اردو بھی صحیح طرح سے نہیں لکھ سکتا' جب کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب اردو ویسے ہی نہیں پڑھ سکتے۔ تو میرا خیال یہ ہے کہ محکمہ ان جوابات کا کسی سے انگریزی میں ترجمہ کروا کر ان کی تیاری کروا دے۔ معاملہ صرف یہی ہے کہ

انھوں نے جوابات پڑھے نہیں ہیں۔ یہ آپ سوال نمبر 1182 کا جواب پڑھیں۔ اس میں لکھا ہے کہ "جی ہاں۔ صوبائی کابینہ کے متفقہ فیصلے کے مطابق ---" جناب سپیکر! آپ اب خود ہی بتائیں کہ اگر کسی نے یہ پڑھا ہو تو کیا یہ بات کبھی بنتی ہے کہ "صوبائی کابینہ کے متفقہ فیصلے کے مطابق" ہمیشہ کابینہ کے فیصلے ہوتے ہیں۔ کبھی متفقہ یا متنازعہ فیصلہ تو نہیں ہوتا۔ یعنی ان جوابات کو پڑھا ہی نہیں گیا۔

جناب سپیکر، نہیں۔ ماشاء اللہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کافی پڑھے ہوئے ہیں۔ ان شاء اللہ وہ آپ کو کارکردگی دکھائیں گے۔ لیکن اصل میں جو کمزوری ہے کہ انھیں جو کچھ بتایا گیا ہے، وہ صحیح طریقے سے نہیں بتایا گیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، وہ یہی ہے کہ وہ زیادہ پڑھے ہوئے ہیں۔ وہ اردو نہیں پڑھ سکتے یا محکمہ زراعت والے اتنا کم پڑھے ہوئے ہیں کہ وہ صحیح طرح سے لکھ نہیں سکتے۔

جناب سپیکر، نہیں نہیں۔ ٹھیک ہے۔ اگلے سوال پر چلتے ہیں۔ اگلا سوال ملک ممتاز احمد بھچر صاحب کا ہے۔

ملک ممتاز احمد بھچر، 634۔

محکمہ زراعت کی کارکردگی

*634۔ملک ممتاز احمد بھچر، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) آیا حکومت محکمہ توسیع زراعت کی کارکردگی سے مطمئن ہے۔

(ب) کیا حکومت محکمہ زراعت کی جدید دور کی ضروریات کے مطابق تشکیل نو کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے زراعت (مخدوم خسرو بختیار)،

(الف) محکمہ زراعت توسیع کا بنیادی کام کاشت کاروں کو جدید زرعی ٹیکنالوجی مہیا کرنا اور ان پر عمل کراتے ہوئے فی ایکڑ پیداوار میں اضافہ کرنا ہے۔

محکمہ زراعت توسیع کی کاوشوں کی وجہ سے پچھلے بیس سالوں میں (1975-76ء تا 1994-95ء) نائٹروجن والی کھادوں کا استعمال 306 فی صد اور فاسفورس والی کھادوں کا استعمال 320 فی صد بڑھا ہے۔ اسی طرح تحفظ نباتات کے لیے زہروں کا استعمال 2392 فی صد بڑھا ہے۔

جدید زرعی ٹیکنالوجی اپنانے کی وجہ سے زمین داروں کی فی ایکڑ پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔ مثال کے طور پر مذکورہ بالا عرصے میں صوبہ میں کپاس کی کل پیداوار 266 فی صد بڑھی

جبکہ رقبے میں اضافہ صرف 62 فی صد ہوا۔ اسی طرح گندم کی پیداوار میں 93 فی صد اضافہ ہوا، جبکہ رقبہ صرف 32 فی صد بڑھا ہے۔ اس طرح پیداوار میں زیادہ تر اضافہ فی ایکڑ پیداوار بڑھنے سے ہوا جو کہ جدید زرعی ٹیکنالوجی کے زمین داروں تک پہنچنے کے بغیر ممکن نہ تھا۔

(ب) زرعی ٹیکنالوجی کو مزید عام کرنے اور فی ایکڑ پیداوار میں اور اضافہ کرنے کی ابھی کافی گنجائش ہے۔ اس کے لیے حکومت زرعی توسیع کے جدید طریقہ کار " فارمر فیلڈ سکولز" کا تجربہ ضلع دہاڑی میں کر رہی ہے۔ اگر یہ تجربہ کامیاب رہا تو زرعی توسیع کی پورے صوبے میں اس کے مطابق تشکیل نو کی جائے گی۔

جناب سپیکر، بھچر صاحب کوئی ضمنی سوال؟

ملک ممتاز احمد بھچر، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ حکومت محکمہ زراعت کی کارکردگی سے مطمئن ہے یا نہیں؟ ہاں یا نہ میں جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے زراعت، حضور والا! یہ سوال محکمہ زراعت کی توسیع کی کارکردگی کے متعلق تھا۔ انھوں نے ضمنی سوال پوچھا ہے کہ حکومت مطمئن ہے یا نہیں؟ اس کا میں عرض کرتا چلوں کہ جہاں تک زراعت کی توسیع کا کام ہے زیادہ تر ہوتا ہے کہ ------

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، انھیں جواب تو دے لینے دیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! آپ سوال (الف) پڑھیں۔ "آیا حکومت محکمہ توسیع زراعت کی کارکردگی سے مطمئن ہے یا نہیں؟" یہ سوال ہے۔ اس کا جواب آنا چاہیے تھا کہ ہے یا نہیں۔ انھوں نے پلندہ لکھ دیا کہ محکمہ زراعت توسیع کا بنیادی کام کاشت کاروں کو جدید زرعی ٹیکنالوجی مہیا کرنا۔۔۔ آپ پورا جواب پڑھیں۔ اس کا کیا اس سوال کے ساتھ کوئی واسطہ ہے؟

جناب سپیکر، وہی بھچر صاحب نے پوچھا ہے۔جی مخدوم صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے زراعت، جناب والا! اس میں پورا data دیا گیا ہے کہ کس بنیاد پر ہم مطمئن ہیں یا نہیں۔ اس کا انھوں نے ضمنی سوال میں فرمایا ہے کہ ------

جناب سپیکر، پہلے تو یہ ہے کہ مطمئن ہیں۔ تب ہی تو آپ اس کو support کر رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے زراعت، اگر آپ اس کے اندر دیکھیں تو اضافی پیداوار ۔۔۔۔

جناب سپیکر، یہ دیکھیں کہ سوال 634 کا جز (الف) ہے کہ آیا حکومت محکمہ توسیع زراعت کی کارکردگی سے مطمئن ہے؟ پھر صاحب نے یہی دوبارہ پوچھا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے زراعت، جناب والا! اس میں تفصیل دی گئی ہے کہ ہم نے کیا کیا کیا ہے' البتہ اس کو بہتر بنانے کی کافی گنجائش ہے جس کے لیے ایک جامع منصوبہ بنایا جا رہا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی منیس صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ایک تجویز آپ کے سامنے پیش کرنا چاہوں گا کہ محکمہ زراعت ایک بہت ہی اہم محکمہ ہے۔ اس کا کل وقتی وزیر مقرر نہیں کیا گیا اور یہ محکمہ وزیراعلیٰ کے پاس ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب نے اس کے اختیارات مختلف tiers میں تقسیم کیے ہوئے ہیں۔ کچھ چیئرمین Agriculture Task Force کے پاس ہیں' کچھ اختیارات کسی اور وزیر کے پاس ہوں گے۔ اسمبلی بزنس کوئی تیسرا وزیر deal کرتا ہے، اور poor پارلیمانی سیکرٹری' جس کو آج ہی یہ فائل پکڑا دی گئی ہے' وہ پھر اسی قسم کے جواب دیں گے تو میں یہ تجویز کروں گا کہ ان تمام سوالات کو اور جوابات کو pending کر کے وزیراعلیٰ صاحب سے گزارش کی جائے کہ وہ آ کر ہاؤس کو مطمئن کریں اور جوابات دیں۔

جناب سپیکر، ماشاء اللہ مخدوم صاحب کافی کوشش کر رہے ہیں۔ آپ انھیں کوشش تو کرنے دیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔

وزیر خزانہ، قابل حزب اختلاف سے اس قسم کی بات کی توقع نہیں تھی۔ اگر ایک ایسے نوجوان ممبر جنھوں نے حال ہی میں پارلیمانی سیکرٹری کی ذمہ داری سنبھالی ہے اور وہ اپنی پوری کوشش اور سعی کر رہے ہیں کہ ایوان کو جوابات سے مطمئن کیا جائے۔ ان سے پہلے میں یہ یقین دہانی کروا چکا ہوں کہ ان کے جوابات سن لیے جائیں۔ جہاں جہاں کوئی محکمے کی طرف سے غلط بیانی کی گئی ہو' حقائق کو پوشیدہ رکھا گیا ہو تو میں ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ ان کے خلاف ایکشن لیا جائے گا۔ تو انھیں موقع دیا جائے۔ شکریہ جناب۔

جناب سپیکر، جی ہاں بولنے دیا جائے۔ ماشاء اللہ کوشش تو کر رہے ہیں۔

ملک ممتاز احمد بھچر، میں یہ گزارش کروں گا کہ میرے سوال کا جواب کھوسہ صاحب دے دیں۔

جناب سپیکر، نہیں نہیں۔ وہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب ہی دیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے زراعت، جناب والا! اگر یہ تھوڑی سی مہربانی فرمائیں تو میری بات بھی سن لیں۔

جناب سپیکر، آپ کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے زراعت، حضور! تفصیل دی گئی ہے کہ محکمہ توسیع کی کارکردگی کی بناء پر کیا کیا data اکٹھا ہوا۔ ہم نے اضافی پیداوار کتنی بڑھائی' کتنی ٹیکنالوجی کاشت کاروں تک پہنچائی۔ البتہ ان کا جو سوال ہے کہ کیا آپ مطمئن ہیں۔ اس کا جواب میں یہ ضرور دینا چاہوں گا کہ ہم مطمئن ضرور ہیں' مگر ہم اتنے مطمئن نہیں کہ محکمہ توسیع کی کارکردگی 100 فی صد اچھی ہے۔ اس میں بہت بہتری کی گنجائش ہے۔ جس کے لیے ہم کوششیں کر رہے ہیں۔ اب جیسا کہ کوئی دو رائے نہیں ہیں کہ فیلڈ اسسٹنٹ کسی کاشت کار کے پاس نہیں پہنچ رہا۔ کیوں نہیں پہنچ رہا؟ کیونکہ اس کو صرف دو ہزار تنخواہ مل رہی ہے۔ اس کے بعد ٹی اے/ ڈی اے نہیں ہے۔ اگر آپ توسیع کا بجٹ دیکھیں تو 85 فی صد تنخواہوں پر جاتا ہے اور 15 فی صد operational cost ہے۔ کوئی بھی اہل کار کبھی بھی اپنی جیب سے پٹرول ڈلوا کر کہیں کام کرنے نہیں گیا۔ اس کے لیے مختلف قسم کے جامع منصوبے بنائے جا رہے ہیں۔ اس کا ایک سلسلہ ابھی وہاڑی میں شروع کیا گیا ہے۔ جس کے تحت Agricultural Officers کو یہ ڈیوٹی دی جا رہی ہے کہ ہر مرکز لیول پر وہ جا کر کاشت کاروں کو readily available اچھے مفید مشورے دیں' farmers participatory approach کو encourage کیا جائے اور اس طرح کے اور منصوبے بنائے جا رہے ہیں۔ آپ کے توسط سے ابھی تھوڑا سا وقت اور لوں گا۔ کیونکہ جب بھی میں بات کرنے لگتا ہوں تو کوئی پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہو جاتے ہیں' کوئی کہیں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ عرض یہ ہے کہ ورلڈ بنک کے ساتھ ایک PC-I approve ہوئی ہے۔ جس کے تحت Agricultural services support programme شروع کیا جا رہا ہے۔ جو ایک تشکیل نو دی جائے گی۔

جناب سپیکر، اس کی ضرورت نہیں ہے۔ جی بھچر صاحب۔

ملک ممتاز احمد بھچر، یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔

جناب سپیکر، اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ٹھیک ہے۔ بہرحال' جواب آ گیا ہے۔ اگلا سوال بھی ملک ممتاز احمد بھچر صاحب کا ہے۔

ملک ممتاز احمد بھچر، 635۔

جناب سپیکر، 635۔ میرا خیال ہے کہ اس کا جواب نہیں آیا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے زراعت، جی سر! اس کا جواب ابھی تک موصول نہیں ہو سکا۔

ملک ممتاز احمد بھچر، بہت اہم مسئلہ ہے۔جناب' چھ ماہ تو ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر، یہ ویسے مخدوم صاحب! اس کی تاریخ ذرا پڑھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے زراعت، جناب سپیکر! یہ 29 مئی 1997ء میں موصول ہوا تھا۔

جناب سپیکر، تو آپ خود اندازہ لگالیں کہ مئی سے اب تک کتنے ماہ بنتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے زراعت، جناب سپیکر! میں یہ عرض کر دوں کہ اس کی جو سمری ہے وہ لاء ڈیپارٹمنٹ میں زیر غور ہے۔

جناب سپیکر، نہیں' نہیں۔ چاہے کچھ بھی ہو۔ وہ بات بھی آ سکتی تھی کہ ابھی لاء ڈیپارٹمنٹ کے پاس ہے۔ اس کا کچھ نہ کچھ جواب تو آنا چاہیے تھا کہ ایوان زراعت پنجاب میں کام کر رہا ہے یا نہیں کر رہا' بن رہا ہے یا نہیں بن رہا۔ اب تک آٹھ مہینے ہو چکے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے زراعت، جناب سپیکر! آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی۔ میں اس میں ضرور دیکھتا ہوں اور ڈیپارٹمنٹ کو ہدایت کرتا ہوں کہ اس کے لیے پوری کوشش کریں کہ جلدی سے جلدی سوال کا جواب مہیا کیا جائے۔

جناب سپیکر، جی' بھچر صاحب۔

ملک ممتاز احمد بھچر، جناب سپیکر! یہ زمین دار کی بہت بڑی بدقسمتی ہے کہ اتنا عرصہ گزرنے کے بعد بھی ہمارا ایوانِ زراعت تکمیل کو نہیں پہنچا۔ ہر شعبۂ زندگی کی آرگنائزیشن موجود ہے۔ حتیٰ کہ کُھسروں کی بھی تنظیمیں موجود ہیں۔ لیکن ایک زمین دار ہی ایسا بدقسمت ہے کہ اس کے متعلق آج تک کوئی تنظیم نہیں ہے اور یہ معاملہ ڈیڑھ سال سے پینڈنگ پڑا ہے۔ براہِ کرم اس کی طرف خصوصی توجہ دی جائے۔

جناب سپیکر، یہ پینڈنگ ہے۔ اس کا جواب تو آنا چاہیے۔ اسے پینڈنگ ہی رکھتے ہیں۔

جناب تاج محمد خانزادہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی خانزادہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA : Agreeing with the statement of Mr Bhachar I want to know whether it is the impeachment of the Parliamentary Secretary or the question and answer, because I think he is the young man being impeached today by the mover, by the Speaker and then by the Members.

جناب سپیکر، نہیں، خانزادہ صاحب، اس میں ہم تو encourage کر رہے ہیں۔ لیکن یہ نہیں ہونا چاہیے کہ آج ایگریکچر کے سوال ہیں اور اس کا کوئی جواب ہی کسی کو نظر نہ آئے۔

جناب تاج محمد خانزادہ، جناب! آپ نے جو سوال کیے ہیں---

جناب سپیکر، نہیں، خانزادہ صاحب، آپ ایسے ہی اٹھ کر کہنا شروع کر دیتے ہیں۔

جناب تاج محمد خانزادہ، نہیں جناب۔

جناب سپیکر، نہیں، نہیں۔ آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے۔ آپ بیٹھ جائیں۔

جناب تاج محمد خانزادہ، جناب! میری بات سنیں۔

جناب سپیکر، نہیں، یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ آپ اٹھ کر کہنا شروع کر دیں کہ جی، یہ impeach کر رہے ہیں۔ impeach کیا ہوتا ہے؟ impeach کون کر رہا ہے؟ کیا یہ ہاؤس کا ٹائم ضائع نہیں ہو رہا؟ آپ خود دیکھ رہے ہیں۔ سارے ممبران یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور محکمے کی طرف سے کوئی کارکردگی نہیں ہے تو وہ highlight نہ ہو؟ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ جو چیز ایوان کے سامنے آئی ہے اس کو سامنے نہ رکھا جائے؟ یہ کوئی کرنے والی بات ہے؟ ہم ہمیشہ آپ کی عزت کرتے ہیں۔ اس کا یہ مقصد نہیں کہ آپ جو مرضی اٹھ کر کہنا شروع کر دیں۔ سپیکر کے خلاف کہنا شروع کر دیں اور جس آدمی کے خلاف بھی جو چاہے مرضی آپ کہنا شروع کر دیں۔ تشریف رکھیں۔ اب آپ بیٹھ جائیں، لیکن محکمے کی کارکردگی نہایت ناقص ہے۔ کوئی بھی صحیح جواب نہیں آیا۔ آٹھ ماہ سے ایک سوال کا جواب نہیں آیا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

ایگریکلچر اتنا اہم محکمہ ہے۔ چیف منسٹر صاحب خود ان کی meetings کرتے ہیں۔ وہ خود look after کرتے ہیں۔ جتنی ان کی کارکردگی ہے' وہ میں سمجھتا ہوں کہ ایگریکلچر کے حوالے سے سب سے زیادہ کارکردگی خود اکیلے چیف منسٹر صاحب کی ہے۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ ہاؤس کے اندر اس کی projection کے لیے کوئی ایسا طریقہ کار نہیں اور کوئی چیز سامنے نہیں آ رہی اور آج اس محکمے کے سوالات ہیں۔ میں نے جواب دینے ہیں؟ میں جواب دیتا ہوں تو میں پھر خود ہی یہ کام کرنا شروع کر دیتا ہوں۔ خانزادہ صاحب کا مطلب ہے کہ میں جواب دینا شروع کر دوں۔

آج ہماری پریس کانفرنس تھی۔ آج پورا سال مکمل ہوا ہے۔ سردار صاحب (وزیر خزانہ) اوپاں پر پریس نے سوال ہی مجھ سے یہ کیے کہ آپ ہمیں وزراء صاحبان کی طرف سے نمائندگی کرتے نظر آتے ہیں۔ آپ ان کی طرف سے جواب دیتے ہیں۔ آپ انھیں یہ کرتے ہیں۔ میں نے ان کو سمجھایا کہ بھائی' جو چیز ہاؤس کے اندر آتی ہے' وزراء صاحبان کی کارکردگی ماشاء اللہ بہت اچھی ہے۔ وہ سوالات کے جوابات کی تیاری کر کے آتے ہیں۔ کچھ سوالات ایسے ہوتے ہیں کہ جو واقعی کئی دفعہ مشکل سوال ہوتے ہیں۔ بعض اوقات ضمنی سوالات ایسے مشکل آ جاتے ہیں کہ ان کے جواب دینے مشکل ہوتے ہیں۔ پینڈنگ ہو جاتے ہیں۔ تو اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہوتی' لیکن ایگریکلچر کا محکمہ آپ کے سامنے ہے۔ اتنا اہم محکمہ ہے اور ایگریکلچر والوں نے خوامخواہ بے چارے ہمارے ننھے منے پارلیمانی سیکرٹری کو آگے کر دیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

اس حوالے سے کہ یہ اتنا اہم محکمہ ہے اور انھیں جو کچھ feed کیا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ مناسب نہیں ہے اور جو کچھ ان بے چاروں کے پاس information آئی ہے تو اس حوالے سے انھوں نے جواب دینے ہیں اور میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ ان کے ساتھ ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ والوں کا کوئی تعاون نظر نہیں آ رہا۔

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال)، جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں ایک منٹ بات کر لوں۔

جناب سپیکر، جی' چودھری اقبال صاحب۔

ایک آواز: یہ لابی میں بیٹھے تھے۔ (قہقہے)

وزیر زراعت، I am extremely sorry sir. - جناب والا کو پتا ہے کہ جتنے بھی محکمہ جات مجھے دیے

جاتے ہیں میں ان کے سوالات کے جوابات کی باقاعدہ تیاری کر کے آتا ہوں۔ میں اپنی تعریف نہیں کرنا چاہتا' آپ خود اس سے مطمئن ہوتے ہیں تو میں پھر ہاؤس چھوڑتا ہوں۔ جناب والا! گزارش یہ ہے کہ یہ نوجوان آدمی ہیں اور بڑے پڑھے لکھے آدمی ہیں' بیرسٹر ہیں' بارایٹ لاء ہیں۔ پچھلی دفعہ انھوں نے سوالات کے جوابات بہت اچھے دیے تھے تو ہمیں بڑا حوصلہ ہوا تھا کہ جوان آدمی ہیں' improve کر رہے ہیں' انھیں کچھ سیکھنا چاہیے اور اگر یہ کچھ سیکھیں گے تو آگے ان کے کام آئے گا۔ اس لیے انھیں آج موقع دیا گیا۔ تو آج کچھ جو معاملات صحیح نہیں چلے اس کے لیے I am extremely sorry for that. آئندہ میں ان کے جوابات خود دوں گا اور آپ کو ان شاء اللہ مطمئن کرنے کی پوری کوشش کروں گا۔

جناب سپیکر، جب بھی جوابات صحیح آتے ہیں تو ہم اس کی تعریف کرتے ہیں۔

جناب ایاز امیر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، ایاز امیر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب ایاز امیر، جناب والا! یہاں پر attention جو ہے وہ upon an honourable member deflect ہو کر رہ گئی ہے۔ Answers have been prepared by the department۔

جناب سپیکر، وہ سارا ڈیپارٹمنٹ کے اوپر ہے۔ میں نے ڈیپارٹمنٹ کی بات کی ہے۔

جناب ایاز امیر، جی ہاں۔ پھر ادھر سے کہا گیا ہے کہ جوان ممبر کو یہ موقع دیا گیا ہے۔ اس میں جوان ممبر کا کوئی fault نہیں۔ اگر جوابات نہیں ہیں تو پھر یہاں پر اگر جوان نہ ہو اور سب سے زیادہ تجربہ کار بھی ممبر کھڑا ہو تو وہ ایسے کیا اس کا جواب دے گا۔

جناب سپیکر، ظاہر ہے۔ یہی بات میں نے کہی ہے کہ اس میں ان کا قصور نہیں' بلکہ محکمے نے ان کو صحیح feed نہیں کیا اور اس کی تیاری کے لیے جب تک ان کے پاس information نہیں ہوگی تو چاہے کوئی بھی ان کی جگہ ہو وہ جواب نہیں دے سکتے۔ اب تو میرا خیال ہے کہ وقفہ سوالات بھی ختم ہو چکا ہے اور مجھے افسوس ہے کہ ایگریکلچر کے سوالات پینڈنگ کیے جا رہے ہیں اور فوڈ والے بھی۔ کیوں جی آپ lay کریں گے یا پینڈنگ کر رہے ہیں؟

وزیر خوراک (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)، جناب والا! میں تو حاضر ہوں۔

معزز ممبران، پینڈنگ کر لیں۔

جناب سپیکر، پینڈ نگ کر لیں۔ ٹھیک ہے' فوڈ والے بھی پینڈ نگ کر لیتے ہیں۔ جی خاکوانی صاحب۔

وزیر خوراک، جناب سپیکر! جناب سپیکر! میں تو ان کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو کر آیا تھا۔ آپ نے سارا بوجھ آج پارلیمانی سیکرٹری کے اوپر ہی ڈال دیا ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

محکمہ جات زراعت و خوراک

رولز ریلیکس کر کے تعینات کردہ افراد کی تفصیل

37۔میاں عبد الستار (PP-234)۔ کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سال1985ء سے لے کر1996ء تک کتنے افراد محکمہ زراعت میں رولز ریلیکس کر کے تعینات کیے گئے۔

(ب) ان کے نام' پتے اور عہدے جس پر تعیناتی ہوئی اور رولز جو ریلیکس ہوئے نیز رولز ریلیکس کرنے والی اتھارٹی کا نام اور عہدہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے زراعت (مخدوم خسرو بختیار)،

(الف) سال1985ء سے لے کر 1996ء تک 84 افراد محکمہ زراعت میں رولز ریلیکس کر کے تعینات کیے گئے۔

(ب) ان افراد کے نام' پتہ جات' عہدہ جات اور دیگر تفصیلات***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

محکمہ کی ملکیتی اراضی

94۔چودھری زاہد محمود گورایہ، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) صوبے میں اس وقت محکمہ ہذا اور اس کے ماتحت و نگرانی میں کام کرنے والے شعبہ جات کی تحویل میں کتنی اراضی ہے۔ ان میں کتنے رقبہ جات covered ہیں' کتنے خالی ہیں' کتنے زیر کاشت ہیں اور کتنے دیگر مقاصد کے لیے زیر استعمال ہیں۔

(ب) محکمہ ہذا نے کتنی اراضی/رقبہ کن افراد اور کن اداروں کو کتنے عرصے کے لیے لیز پر دیا ہے یا فروخت کیا ہے' نیز کن شرائط اور کس مجاز اتھارٹی کے حکم سے دیا گیا ہے؟

(***تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

پارلیمانی سیکرٹری برائے زراعت (مخدوم خسرو بختیار)،

(الف) محکمہ زراعت حکومت پنجاب کے ماتحت و نگرانی میں کام کرنے والے شعبہ جات کی تحویل میں اراضی' vovered رقبہ جات' خالی' کاشتہ اور دیگر مقاصد کے لیے زیر استعمال اراضی کی تفصیل برتتمہ (الف) ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ زراعت حکومت پنجاب نے جتنی اراضی / رقبہ جن افراد اور اداروں کو جتنے عرصے کے لیے لیز پر دیا یا فروخت کیا۔ اس کی مکمل تفصیل برتتمہ (ب)***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

شعبہ فلوریکلچر کی کارکردگی

270۔راجہ محمد جاوید اخلاص۔ کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) محکمہ زراعت کا شعبہ فلوریکلچر کب قائم ہوا۔ اس کے ماتحت کتنے ریسرچ اسٹیشن ہیں؟ وہاں پر کتنے آفیسر تعینات ہیں۔ ان کا ریسرچ کا کیا ہدف تھا۔ اور کہاں کہاں تک پورا کیا۔

(ب) ڈائرکٹوریٹ فلوریکلچر کے ماتحت دفاتر میں کس عہدہ کے کتنے آفیسر کام کر رہے ہیں۔ ان میں کتنے اور کب سے ریگولر' اضافی چارج اور کرنٹ چارج پر کام کر رہے ہیں۔ اور ہارٹیکلچرسٹ راولپنڈی کو پچھلے پانچ سال سے موجودہ ڈائرکٹر کا اضافی چارج دینے کی کیا وجہ ہے۔

(ج) اس شعبے کے ماتحت ریسرچ اسٹیشنوں پر پچھلے سالوں میں کتنے فنڈ مہیا کیے گئے اور اس میں کتنے خرچ ہوئے۔ جن کی تفصیل خرچہ تنخواہ' الاؤنس' پٹرول' ٹی۔اے' مرمت' گاڑیاں اور ریسرچ ورک دی جائیں۔ ان ریسرچ اسٹیشنوں پر کتنی زمین ہے اور اس میں کون سے پھول اگائے گئے اس کی آمدنی اور خرچ بتایا جائے۔

(د) اگر شعبہ فلوریکلچر بنیادی مقاصد بمطابق' پی۔سی ون اپنے ہدف کو حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہوا تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے زراعت (مخدوم خسرو بختیار)،

(الف) محکمہ زراعت میں گل بانی کے متعلق سب سے پہلے ایک تربیتی ادارہ لاہور میں جولائی 1987ء میں قائم کیا گیا۔ بعد ازاں ایک تحقیقاتی شعبہ برائے گل بانی وسمن آرائی راولپنڈی میں دسمبر

(***تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

1989ء میں تشکیل دیا گیا۔ ان دونوں (تربیتی اور تحقیقاتی) شعبہ جات کو جولائی 1992ء میں ضم کر کے نظامت فلوریکلچر (گل بانی وپھول آرائی) Directorate of Floriculture قائم ہوا۔ اس ادارے کے تین تحقیقاتی مراکز (Research Stations) ہیں جو کہ راولپنڈی، فیصل آباد اور ملتان میں واقع ہیں۔ ان مراکز میں 10 آفیسر متعین ہیں، جبکہ دو ذیلی مراکز (Sub-Stations) لاہور اور مری میں بھی موجود ہیں۔ ان کا تحقیقاتی ہدف درج ذیل ہے۔

اس منصوبے کے مقاصد کی مختصر توضیح

1۔ مقامی حالات میں پھولوں کی افزائش اور ان کے بیج تیار کرنے کے لیے قابل عمل طریقہ کار پر تحقیق

2۔ مقامی پھولوں کے تخلیقی مادے کے ارتقاء پر تحقیق

3۔ مختلف پھول دار پودوں مثلاً یک سالہ، دو سالہ، سدا بہار، پیازی، جھاڑی نما، سخت تنے دار، آبی اور افقی اور عمودی بیلوں کا ذخیرہ اور اس کا ارتقاء

4۔ معیاری پھولوں کی افزائش کے لیے بہترین ٹیکنالوجی تجویز کرنا

5۔ غیر ملکی پھول دار پودوں کی بیج مہیا کرنے کے لیے بہترین ٹیکنالوجی پیکج کی تیاری اس کا ریسرچ کا جو ہدف دیا گیا تھا وہ پورا کیا گیا ہے کیونکہ پنجاب میں یہ اپنی نوعیت کا واحد ادارہ ہے، اس لیے بنیادی طور پر اوپر دی گئی ریسرچ کا مقصد صرف یہی تھا کہ ابتدائی معلومات فراہم کی جائیں اور بعد میں ان پر مزید تحقیق ہو سکے جو کہ ابھی تک ہو رہی ہے۔ اس کے علاوہ ٹشوکلچر پراجیکٹ، راولپنڈی کو ساتھ شامل کر دیا گیا ہے۔ جہاں پر جدید طریقوں سے پودوں کی افزائش وترویج کا کام ہو رہا ہے۔

(ب) تفصیل افسران جو کہ ریگولر، اضافی اور کرنٹ چارج پر کام کر رہے ہیں،

نمبر شمار	نام افسر مع عہدہ	ریگولر	اضافی چارج	کرنٹ چارج
1۔	میاں محمود احمد ہارٹیکلچرسٹ، راولپنڈی	3-12-87 بطور ہارٹیکلچرسٹ	18-12-93 (ڈائرکٹر فلوریکلچر)	-
2۔	عبدالباسط خان سینئر انسٹرکٹر فلوریکلچر	4-7-84 (بطور انسٹرکٹر)	-	10-3-97 (بطور سینئر انسٹرکٹر)

3۔	محمد یونس انسٹرکٹر فلوریکلچر	22-6-88	-	
4۔	جاوید اختر چیمہ انسٹرکٹر فلوریکلچر	9-6-88	-	-
5۔	افشاں جاوید لیڈی انسٹرکٹر فلوریکلچر	30-5-93	-	-
6۔	تجمل جاوید انسٹرکٹر فلوریکلچر	22-4-84	-	-
7۔	محمد اصغر شاہ ہاشمی انسٹرکٹر فلوریکلچر	26-2-91	-	-
8۔	عبدالرزاق اسسٹنٹ ہارٹیکلچرسٹ راولپنڈی (اسسٹنٹ ہارٹیکلچرسٹ)	14-9-89	-	-
9۔	محمد ناصر رشید اسسٹنٹ ریسرچ آفیسر راولپنڈی	11-12-89	-	-
10۔	ریاض علی شاہ اسسٹنٹ ریسرچ آفیسر راولپنڈی	13-12-89	-	-
11۔	عبدالقدوس ڈار اسسٹنٹ ریسرچ آفیسر	15-4-91	-	-
12۔	ریاض الرحمٰن، راولپنڈی اسسٹنٹ ریسرچ آفیسر	4-11-87	-	-
13۔	ڈاکٹر طارق اقتدار، ہارٹیکلچرسٹ	2-3-91	-	-
14۔	محمد طارق اسسٹنٹ ہارٹیکلچرسٹ فیصل آباد	30-6-90	-	-
15۔	محمد سعید اسسٹنٹ ریسرچ آفیسر فیصل آباد	24-7-88	-	-
16۔	چودھری منور حسین ڈپٹی ڈائرکٹر سید فارم گرین بیلٹ، لاہور	20-5-96	-	-
17۔	محمد نواز ذوق اسسٹنٹ ڈائرکٹر سیڈ فارم لاہور (بطور زراعت آفیسر)	30-4-87	15-5-96 (بطور اضافی چارج)	-
18۔	محمد اسد گوندل	17-12-96	-	-

	زراعت آفیسر، گرین بیلٹ، لاہور		
19۔	محمد اسماعیل	14-9-92	
	زراعت آفیسر، خانیوال		
20۔	محمد ارشد	21-1-88	
	زراعت آفیسر راولپنڈی		
21۔	محمد سلیم اختر	5-3-88	
	سپرنٹنڈنٹ باغ جناح (معطل)	(انسٹرکٹر)	
22۔	پرویز محمود	30-6-88	
	زراعت آفیسر، باغ جناح		
23۔	جاوید اقبال شیخ	9-7-92	
	زراعت آفیسر، باغ جناح		
24۔	حمید اللہ خان	30-6-88	
	زراعت آفیسر، باغ جناح		
25۔	مہر محمد عارف خان	30-1-92	
	اسسٹنٹ ہارٹیکلچرسٹ، ملتان		
26۔	سید فیاض حسین	8-5-93	
	اسسٹنٹ ریسرچ آفیسر، ملتان		
27۔	چودھری محمد اشرف	31-10-97	
	سپرنٹنڈنٹ، باغ جناح لاہور	(بطور سپرنٹنڈنٹ باغ جناح)	
28۔	ملک عابد محمود	31-7-90	3-7-907
	اسسٹنٹ ہارٹیکلچرل آفیسر (فلوریکلچر) مری	(ای۔اے۔ڈی۔اے)	(اے۔ایچ۔او۔مری)

ہارٹیکلچرسٹ راولپنڈی کو اضافی چارج دینے کے وجوہات درج ذیل ہیں،

ماہر گلبانی ہارٹیکلچرسٹ (Horticulturist) راولپنڈی کو نظامت فلوریکلچر (گل بانی وچمن آرائی) Directorate of Floriculture میں 18-12-93 سے اضافی چارج دے کر ناظم گل بانی وچمن آرائی (Director Floriculture) مقرر کیا گیا، کیونکہ مظفر احمد خان کھرل جو کہ نظامت کے باقاعدہ ناظم تھے 18 دسمبر 1993ء سے ڈیپوٹیشن (deputation) پر لاہور ترقیاتی ادارہ (Lahore Development Authority) چلے گئے تھے۔

(ج) نظامت فلوریکلچر کے تحت تین تحقیقاتی مراکز ہیں جن کی تفصیل اور پچھلے تین سالوں کا خرچہ درج ذیل ہے،

راولپنڈی،فیصل آباد اور ملتان کے ریسرچ اسٹیشنوں کے اخراجات کی تفصیل حسب ذیل ہے:

سال	تفصیل مد	مہیا کردہ فنڈز	کل خرچہ
1994-95ء	تنخواہ افسران و ماتحت عملہ	24,47,840/=	24,47,478/-
	الاؤنسز	9,03,000/-	9,02,534/=
	مرمت گاڑیاں	1,24,700/=	1,02,641/=
	ٹی۔اے	1,83,700/-	1,87,308/=
	پٹرول	2,53,500/=	2,56,276/=
	ریسرچ ورک / متفرق	2,07,100/=	1,94,910/=
1995-96ء	تنخواہ افسران و ماتحت عملہ	26,49,650/=	26,49,051/=
	الاؤنسز	13,09,049/=	13,07,150/=
	مرمت گاڑیاں	2,96,250/=	2,96,184/=
	ٹی۔اے	3,11,800/=	3,11,801/=
	پٹرول	2,57,000/=	2,56,942/=
	ریسرچ ورک/ متفرق	4,24,650/=	4,24,433/=
1996-97ء	تنخواہ افسران و ماتحت عملہ	27,29,000/=	26,72,915/=
	الاؤنسز	13,01,000/=	13,00,767/=
	مرمت گاڑیاں	2,08,000/-	2,04,703/=
	ٹی۔اے	4,51,800/=	4,48,198/=
	پٹرول	3,21,000/-	3,08,618/=
	ریسرچ ورک/متفرق	7,30,000/=	7,09,240/=

ان تحقیقاتی مراکز کا کل رقبہ 17 ایکٹر ہے۔

پھول کی تفصیل لف ہذا ہے۔

پیازی پودے / گانٹھ دار پھولوں والے پودے۔

گلائل	Gladiolus	گل فرزانہ	Freezia
پگڑی پھول	Ranunculus	گل نرگس	Narcissus
گل شبو	Polianthus	گل عروسہ	Ameryllas
حسن یک روزہ	Day Lily	ہوائی پھول	Anomone
گل لالہ	Tulip	زعفران	Crocus

سردیوں کے پھول

گل نافرمان	Larkspur	گل سائس	Statice
گل خیرا	Holy Hocks	گل نازش	Namesia
سویٹ ولیم	Sweet Willium	گل چاندی	Condituft
بھری	Allysum	سٹاک	Stock
گل اشرفی	Calendula	گل بنفشہ	Pansy
فلاس فلاور	Ageratum	کتا پھول	Antrrunum
سائنیریریا	Sinenraria	گل ستارہ	Aster
گل کیفی	Carnation	سینچوریا	Santaria
کلارکیا	Calalkia	پھول مٹر	Sweet Peas
ڈائی اینتھیس	Dianthus	ڈائی مارفتھیکا	Dimorphothecs
گیمو لینسیسز	Gomalensis	موریسری	Mosembry
لائی نم	Linum	پوپی	Poppy

گرمیوں کے پھول

گل مہندی	Ralsum	گل مرچ	Capsicum
گل کلغہ	Cocks Comb	سلوشیا	Selotia
ست برگا	Coleus	گل تمر	Gompherina
سورج مکھی	Sun Flower	آئی پومیا	Ipomea
گل جاوری	Kochia	گیندا	Mary Gold
گل دوپہری	Portulaca	رتن جوت	Vinca

گلاب کی اقسام

گلاب کی تقریباً دو سو اقسام ہمارے مختلف سٹیشنوں پر موجود ہیں۔

خوشبو دار، پھول دار، خوش نما جھاڑیاں اور بیلیں

منقا پیزیا (پیرنٹ)، سیرنم (رات کی رانی)، جیسمین اوری کلے نم (جوبی)، جیسمین کرنڈی فلورا (چنبیلی سفید) جیسمین ہرلی لس (زرد چنبیلی)، جیسمین موتیا (موتیا) پیسی فلورا (گل ساعت) گل آرزو، بگن ویلیا، مجھکا ابونی لوٹا، کوئیر لینکس، انڈیکا۔

پھول دار جھاڑیاں

لارجہ سٹوفیا انڈیکا' بری انی لم (پتھر چٹ) جنا رونا (گل تحفہ) اٹے میرے موئی انا (جانتا) ہمیلیا پیٹنر (سرخ بندے) ہابس کس (کٹھل) لینا (ناک پھول) ٹکو ما' نائب فلاور (ہار سنگار) مورایا (مروا) لوگرسٹم

ان ریسرچ اسٹیشنوں میں تمام اخراجات از قسم تنخواہ' گاڑیاں' پیٹرول' ٹی۔اے وغیرہ تمام امور صرف ریسرچ ورک کے لیے استعمال ہوتے ہیں اور یہ تمام اخراجات بشمول ریسرچ شمار ہوں گے۔ ان ریسرچ سٹیشنوں پر جو تجرباتی میٹریل باقی بچتا ہے اسے فروخت کر دیا جاتا ہے۔

اور ان سالوں میں-/58386 روپے سرکاری مد میں جمع کروائے گئے درحقیقت مختلف ریسرچ کے پراجیکٹ آمدنی کے لیے نہیں صرف تحقیقی مقاصد کے لیے شروع کیے گئے ہیں اور اس سے متوقع آمدنی ان تجربات کے نتائج ہوتے ہیں۔ جن سے کاشت کار مستفید ہوتے ہیں۔

(د) شعبہ فلوریکلچر اپنے بنیادی مقاصد بمطابق پی۔سی! اپنے اہداف کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو چکا ہے اور اس سلسلے میں ہر سٹیشن پر مزید تحقیق اور تجربات جاری ہیں۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر، نہیں' نہیں۔ ان کے اوپر نہیں ہے۔ اب کال اٹینشن نوٹس لیتے ہیں۔ پہلا کال اٹینشن نوٹس جناب سعید احمد خان منیس صاحب کا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ میں اپنا کال اٹینشن نوٹس پڑھوں میرا ایک پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ آپ پوائنٹ آف آرڈر کو رہنے دیں اور کال اٹینشن نوٹس کو لیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! اسی سے متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر، جی۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں نے مومن پورہ کے واقعے کے اوپر ایک کال اٹینشن نوٹس دیا تھا۔ میرا اس پر کال اٹینشن نوٹس turn down کر دیا گیا ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ چونکہ وہ عدالت عالیہ میں پینڈنگ ہے' اس لیے اس کو take up نہیں کیا جا سکتا۔

جناب سپیکر، ابھی تو میرا خیال ہے کہ اس کے اوپر کوئی بات نہیں آئی۔ اب آپ اپنا نمبر ایک پر جو ہے' اس کو take up کر لیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! یہ بڑا relevant پوائنٹ آف آرڈر ہے کہ ایک ایسا واقعہ ہے جس پر تمام صوبہ تشویش کا اظہار کر رہا ہے اور آپ کو اندازہ ہے کہ انہی دہشت گردی کے واقعات پر لوگ بہت خوف زدہ ہیں۔ میں نے پچھلے کچھ اجلاسوں میں بھی یہ عرض کیا تھا کہ اس پر چیف ایگزیکٹو آف دی گورنمنٹ کو ہاؤس کو confidence میں لینا چاہیے لیکن آج تک کتنے ہی اجلاس گزر گئے ہیں اور قائد ایوان ہاؤس میں تشریف نہیں لائے۔

جناب سپیکر! آج آپ نے حالت دیکھ لی ہے کہ کوئی بھی پارلیمانی سیکرٹری یا منسٹر ہاؤس کو مطمئن نہیں کر سکے اور یہ خاص طور پر لاء اینڈ آرڈر کا معاملہ ایسا ہے جو کہ direct under the control of the Chief Minister ہے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس کال اٹینشن نوٹس کو لازماً take up کیا جانا چاہیے اور پھر ہاؤس کو confidence میں لیا جانا چاہیے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ ہماری طرف سے بھی چیف منسٹر صاحب سے یہ request کریں کہ وہ یہاں آ کر ہاؤس کو confidence میں لیں اور جو حالات و واقعات ہیں' اب تک جو انکوائری ہوئی ہے یا آپ نے دیکھا ہے کہ یہاں آفیسرز کو ٹرانسفر کیا گیا ہے اور اس پر ردعمل ہوا ہے' وکلاء بائیکاٹ پر ہیں تو ہاؤس کو کیوں نہیں confidence میں لیا جا رہا؟

جناب سپیکر، منیس صاحب! اس میں کوئی ایسی پابندی نہیں ہے وزیر اعلیٰ صاحب کی طرف سے منسٹر صاحب بھی جواب دے سکتے ہیں۔ تو وہ اس کا جواب دیں گے' آپ شروع تو کریں۔ آپ کا سوال نمبر ایک پر ہے۔

ملتان پولیس کے ہاتھوں حیدر آرائیں کا قتل

جناب سعید احمد خان منیس، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ملتان پولیس نے مسلم لیگی کارکن اور دس بچوں کے باپ مسمی حیدر آرائیں کو دن دہاڑے انسانیت سوز تشدد کر کے بڑی بے دردی کے ساتھ ہلاک کر دیا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس واقعے کے خلاف ملتان کے عوام میں سخت اشتعال پھیل گیا اور

سینکڑوں مشتعل افراد نے ٹائر جلا کر شیر شاہ روڈ کو بلاک کر دیا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مقتول کی لاش کئی گھنٹے تک سڑک پر بے یارو مددگار پڑی رہی اور پولیس مشتعل ہجوم کے خوف سے چار گھنٹے تک جائے وقوعہ پر نہیں پہنچی۔

(د) کیا ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں، اگر نہیں ہوئے تو اس کی وجہ کیا ہے؟

جناب سپیکر، جی سردار صاحب!

وزیر داخلہ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)، شکریہ جناب سپیکر۔

(الف) مورخہ 5 فروری 1998ء کو ریاض حسین مدعی نے، جو مقتول کا خالہ زاد بھائی ہے، تحریری درخواست پیش کی کہ قریباً دو بجے دن وہ ہمراہ غلام حیدر، محمد شفیع کے ہوٹل واقع شیر شاہ چائے پی رہا تھا کہ اچانک کنسٹیبل محمد ارشد، کنسٹیبل محمد بشیر اور رضا کار ظہور تھانہ مظفر آباد بسواری سرکاری گاڑی وہاں آ گئے اور اس کے کزن غلام حیدر کو لے جانے کی کوشش کی۔ غلام حیدر کے انکار پر محمد ارشد ہیڈ کنسٹیبل نے اسے سوٹے سے ضرب پہنچائی جو اس کے پیٹ پر لگی اور وہ زمین پر گر گیا۔ بعد ازاں محمد ارشد کے ساتھیوں نے مضروب کو ٹھڈے اور تھپڑ مارے۔ اسی دوران مرید حسین اور محمد سعید آ گئے جنھوں نے وقوعہ بچشم خود دیکھا۔ بعد وقوعہ تینوں ملزمان موقع سے بھاگ جانے میں کامیاب ہو گئے تھوڑی دیر بعد غلام حیدر موقع پر جان بحق ہو گیا۔ اس رپورٹ پر مقدمہ نمبر 68 مورخہ 05-02-1998 بجرم 302/34 ت۔ پ تھانہ مظفر آباد درج ہوا لاش کا پوسٹ مارٹم بذریعہ میڈیکل بورڈ کروایا گیا۔ میڈیکل رپورٹ نے متوفی کی موت کے بارے میں تاحال کوئی رائے نہیں دی، بلکہ مادہ گردہ وغیرہ کے اعضاء برائے تجزیہ مختلف لیبارٹریز کو ارسال کیے ہیں جن کے نتیجہ جات موصول ہونے کے بعد حتمی رائے قائم کی جا سکے گی۔

سردست اصل وجہ یہ سامنے آئی ہے کہ بروز وقوعہ محمد ارشد ہیڈ کنسٹیبل نمبر 184، غلام شبیر کنسٹیبل نمبر 2348 اور ظہور احمد رضا کار نے حسب مخبری ہوٹل ازاں محمد شفیع واقع شیر شاہ، جو کہ جائے قتل ہے، ایک شخص غلام قاسم ولد سید احمد علی شاہ سکنہ شیر شاہ کے قبضے سے چار گرام افیون برآمد کی۔ دریافت پر غلام قاسم نے ہوٹل میں موجود غلام حیدر متوفی کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ افیون اس سے خریدی تھی، جس پر ملازمان نے غلام حیدر کو

تھانے چلنے کو کہا' جس نے مزاحمت کی اورمزاحمت کی بنا پر وہ قریب پڑے ہوئے بنچ پر گر گیا جس سے اس کی گردن اور پیٹ پر چوٹیں آئیں۔ غلام قاسم متذکرہ بالا کے خلاف مقدمہ نمبر 67 مورخہ 5-2-1998 بجرم 4479 امتناع منشیات درج ہوا۔

(ب) یہ درست ہے کہ وقوعہ کے بعد چند لوگ مشتعل ہوئے جنھوں نے ٹائر جلا کر روڈ بلاک کرنے کی کوشش کی' تاہم وقوعہ کی اطلاع موصول ہونے پر سینئر انتظامی و پولیس افسران موقع پر پہنچ گئے جن کی مداخلت پر ٹریفک بحال ہو گئی اور لوگ منتشر ہو گئے۔

(ج) یہ غلط ہے کہ متوفی کی لاش کئی گھنٹے سڑک پر بے یار و مددگار پڑی رہی اور پولیس مشتعل ہجوم کے خوف سے چار گھنٹے تک جائے وقوعہ پر نہیں پہنچی' بلکہ وقوعہ کی اطلاع ملتے ہی مقامی پولیس فوری طور پر موقع پر پہنچ گئی۔

(د) ملزمان پولیس کے موقع پر پہنچنے سے قبل فرار ہو گئے جن کی گرفتاری کے لیے ڈی ایس پی ایس' ڈی پی او کینٹ کی نگرانی میں دو ٹیمیں بشمول ایس ایچ او تھانہ مظفرآباد اور ایس ایچ او تھانہ چھل یک ترتیب دی گئی ہیں۔ گرفتاری کے سلسلے میں ملزمان کے مسکن ہائے واقعہ ملتان' ساہیوال اور چکوال raid کیے گئے ہیں جن کی گرفتاری کے لیے ہرممکن کوشش کی جا رہی ہے۔ علاوہ ازیں محکمانہ کارروائی بھی کی گئی ہے۔ مزید برآں وقوعہ کی بابت جوڈیشل انکوائری بھی عمل میں لائی جا رہی ہے۔ ان شاء اللہ ملزمان کو جلد از جلد گرفتار کر کے مقدمے کا حقائق کی روشنی میں فیصلہ کیا جائے گا۔

جناب سپیکر، شکریہ جی۔ کوئی ضمنی سوال؟

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! فاضل منسٹر نے یہ ایک ضمنی پڑھ دی ہے جو پولیس فائل کی ضمنی معلوم ہوتی ہے۔ میں ان سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ ملزمان کے نام کیا ہیں؟

وزیر داخلہ، جناب والا! ہیڈ کنسٹیبل ' کنسٹیبل اور رضاکار کے نام تو میں پڑھ چکا ہوں۔ اگر لیڈر آف دی اپوزیشن نہیں سن رہے تھے تو میں دوبارہ پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر، میرے خیال میں انھوں نے سنا نہیں اسی لیے انھوں نے پوچھا ہے' لہٰذا آپ دوبارہ پڑھ دیں۔

وزیر داخلہ، محمد ارشد ہیڈ کنسٹیبل' کنسٹیبل غلام شبیر اور غفور احمد رضا کار۔ جناب والا! یہ میں پہلے

پڑھ چکا ہوں۔

جناب سپیکر، شکریہ ۔ سردار صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میرا ایک اورضمنی سوال ہے جو پوسٹ مارٹم کے بارے میں ہے، لیکن چونکہ فاضل منسٹر یہ فرما چکے ہیں کہ میڈیکل رپورٹس ابھی تک نہیں آئیں تو میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس نوٹس کو pending کیا جائے تاکہ میڈیکل رپورٹس پر سوال کیا جا سکے۔

جناب سپیکر، نہیں۔pending کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ pending کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

وزیر داخلہ ، یہ ایک قانونی کارروائی ہے جو عمل میں لانی ناگزیر ہے۔ وجہ موت تب ہی مقرر کی جا سکتی ہے جب مکمل میڈیکل رپورٹ موصول ہو جائے گی۔ فی الحال میڈیکل بورڈ یا ڈاکٹر صاحبان نے معائنہ کیا ہے، اس سے وہ گردے کی چوٹ یا اندرونی چوٹ کا اندازہ نہیں لگا سکتے ۔ یہ تو تب ہی اندازہ لگایا جا سکے گا جب میڈیکل رپورٹ آئے گی۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کر دوں کہ دونوں پولیس ملازمین معطل کر دیے گئے ہیں اور جوڈیشل انکوائری بھی ہو رہی ہے ۔ یہ میری latest report ہے، میں ایک گھنٹہ پہلے دریافت کر چکا ہوں اور آج بھی مجسٹریٹس موقع پر گئے تھے اور انھوں نے وہاں انکوائری کی۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے جی۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو تشدد کی وجہ سے ایک آدمی کی موت واقع ہوئی ہے، یہ کیا ان کے ساتھ دشمنی تھی یا پولیس کا تشدد کرنے کا جو رویہ ہے یہ اس کی بھینٹ چڑھا ہے؟

جناب سپیکر، جی سردار صاحب۔

وزیر داخلہ ، جناب والا! میں عرض کر چکا ہوں کہ جوڈیشل انکوائری ہو رہی ہے۔ لیکن میں ازخود بھی محکمے سے یہ دریافت کر رہا تھا کہ ہیڈ کنسٹیبل ، کنسٹیبل اور رضاکار، جو پولیس ملازم نہیں ہے، ان کی آپس میں کوئی دشمنی تو نہیں تھی ۔ میں نے یہاں پڑھا ہے کہ ایک ملتان کا رہنے والا ہے ، ایک ساہیوال کا رہنے والا ہے اور جو رضاکار ہے وہ چکوال کا رہنے والا ہے ۔ تو ملتان اور شیر شاہ کے آدمی سے تو ان کی کوئی ذاتی دشمنی نہیں ہو سکتی اور چار گرام افیون کی خریداری کل کو ثابت ہوتی ہے بھی یا نہیں ۔ یہ تو جوڈیشل انکوائری میں ثابت ہو جائے گا۔ بہرحال، میں نے اس پہلو کو cover کیا ہے کہ

ان کی ذاتی دشمنی نہیں تھی۔

مون مارکیٹ علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور میں ڈکیتی

جناب سپیکر، جی - اگلا Call Attention Notice جناب معظم جہانزیب احمد وٹو صاحب کا ہے - جی وٹو صاحب۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب سپیکر! کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ عیدالفطر کی تعطیلات کے دوران مون مارکیٹ علامہ اقبال ٹاؤن (لاہور) میں ڈکیتی کی سب سے بڑی واردات ہوئی اور دن دہاڑے جیولری کی دکان کے تالے توڑ کر 30 لاکھ مالیت کے زیورات لوٹ لیے گئے۔

(ب) اس مقدمے کی ایف آئی آر کس پولیس اسٹیشن میں درج کی گئی۔ نیز ایف آئی آر کا نمبر، دفعہ، وقت اور اس میں نامزد ملزمان کی تعداد کیا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈکیتی کے نامزد ملزمان میں سے ابھی تک کوئی بھی ملزم گرفتار نہیں کیا گیا۔ اس کی وجہ کیا ہے؟

جناب سپیکر، جی سردار صاحب۔

وزیر داخلہ، جناب والا! میں عرض کرتا ہوں۔

(الف) یہ درست ہے کہ عیدالفطر کی تعطیلات کے دوران مون مارکیٹ اقبال ٹاؤن لاہور میں جیولری کی دکان پر نقب زنی ہوئی، نہ کہ ڈکیتی۔ اور تقریباً 31 لاکھ روپے مالیت کے زیورات چوری کر لیے گئے۔ تاہم اب تک کوئی ایسی شہادت نہیں ملی جس سے یہ بات ثابت ہو کہ یہ واردات دن دہاڑے ہوئی۔

(ب) اس مقدمہ کی ایف آئی آر تھانہ اقبال ٹاؤن لاہور میں درج ہوئی جس کا نمبر 51 ہے اور تاریخ 02-02-1998 ہے اور دفعہ 457\380 ت۔پ ہے۔ مقدمہ ہذا میں کسی ملزم کو نامزد نہیں کیا گیا، بلکہ ملزمان نامعلوم ہیں مقدمہ ہذا میں ملزمان نامزد نہیں ہیں۔ تاہم بعد میں موقع ملاحظہ کیا گیا ہے۔ دوران تفتیش تقریباً پچاس افراد کے فنگر پرنٹس حاصل کیے گئے ہیں۔ جو برائے تقابل فنگر پرنٹس بیورو بھجوائے جا رہے ہیں۔ اس قسم کی وارداتیں کرنے والے مجرمان کا

ریکارڈ سی آر او اور سی آئی اے سے حاصل کیا گیا ہے ۔ تفتیش مقدمہ زیر نگرانی ایس ایچ او تھانہ اقبال ٹاؤن جاری ہے ۔ مقدمہ ہذا میں ملزمان کو جلد از جلد ٹریس کر کے حقائق تک پہنچا جائے گا۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ واردات جہاں ہوئی ہے اس کے اور پولیس سٹیشن کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟

وزیر داخلہ، میں یہ معلوم کر کے عرض کر سکتا ہوں ۔ میرے پاس جواب میں یہ موجود نہیں ہے ' کیونکہ اس قسم کا سوال پوچھا نہیں گیا تھا اور نہ ہی اشارتاً ایسی کوئی بات کی گئی تھی۔ بہر حال' ایک چیز جس کی طرف فاضل رکن اشارہ کر رہے ہیں کہ تالہ توڑ کر دکان لوٹی گئی ہے خود مدعی کا بیان یہ ہے اور ایف آئی آر میں وہ یہ لکھواتا ہے کہ جب میں چھٹیوں کے بعد دکان پر پہنچا اور میں تالہ کھول کر اندر گیا تو دکان کے پیچھے سے نقب لگی ہوئی تھی ۔ اس طرح فاضل رکن کا یہ سرے سے یہ بیان ہی غلط ہے۔ دوسری بات یہ کہ ایس پی صدر لاہور خود موقع پر گئے اور جن جیولر کی یہ دکان ہے ان سے ان کی ملاقات ہوئی اور انھوں نے خود یہ کہا کہ چونکہ یہ رات کا واقعہ ہے' تالے سامنے سے لگے ہوئے تھے ' پیچھے سے نقب زنی ہوئی ہے تو میں کیا کہہ سکتا ہوں کہ کون ملزم ہے ۔ یہاں یہ نامزد ملزمان کا پوچھتے ہیں۔ ان کا سوال سرے سے ہی غلط ہے ۔ جو حقائق ہیں وہ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کر دیے ہیں۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو ، جناب سپیکر! میری اطلاع کے مطابق جہاں یہ واردات ہوئی ہے اس سے پولیس سٹیشن چند گز کے فاصلے پر ہے ۔ ایک تو یہ بتانا چاہوں گا کہ پولیس سٹیشن کے اتنے قریب اس طرح کی واردات ہو جانا اور اتنی مالیت کے زیورات چرا لینا خود ایک تشویش اور پریشانی کی بات ہے ۔ دوسری بات یہ ہے کہ ایف آئی آر جو درج ہوئی ہے وہ بڑی لیٹ ہوئی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر داخلہ، جناب والا! میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ ان کے موقف کے مطابق ' کہ دن دہاڑے چوری ہوئی یہ غلط ہے ۔ مدعی خود بیان دیتا ہے کہ جب میں تالے کھول کر اندر گھستا ہوں تو پیچھے کی طرف سے نقب لگی ہوئی تھی۔ اس قسم چوری تو نہیں تھی کہ چیف منسٹر ہاؤس پہ -/1,92,000,00 روپیہ

دن دہاڑے خرچ کر دیا گیا۔ یہ رات کا واقعہ ہے۔ خود مدعی جب ایف آئی آر درج کرواتا ہے تو اس کا بیان یہی ہے ۔ اس میں تھانے سے چند گز کے فاصلے پر ہو یا آدھے میل کے فاصلے پر ہو ' اس کا اس بات سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔اور پھر یہ کہ ایف آئی آر دیر سے کیوں درج کی گئی۔ جب اسے دکان کھولنے کے بعد پتا چلا کہ اندر سے میری دکان خالی ہو چکی ہے تب وہ تھانے پہنچا ہے ۔ جب باہر سے تالے لگے ہوئے ہیں ۔ خود مالک کو نہیں پتا تو تھانہ کیا پرچہ درج کرے گا؟

استحقاق

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ اب ہم تحاریک استحقاق ٹیک اپ کرتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 2 حاجی محمد نواز کلیار صاحب کی ہے ۔

اے ایس پی جڑانوالہ کا ایم پی اے کے خلاف نکلنے والے غیر قانونی جلوس کنٹرول کرنے کے لیے پولیس کی امداد دینے سے انکار

حاجی محمد نواز خان کلیار، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 7۔ جنوری 1998ء کو واپڈا جڑانوالہ کے ملازمین نے غلط فہمی اور جلدی میں غلط اطلاع پر میرے خلاف جلوس نکالا۔ جس کی اطلاع میں نے علاقہ مجسٹریٹ' A.S.P. جڑانوالہ اور دیگر پولیس ملازمین کو بھی دی تھی۔ جلوس چونکہ غیر قانونی تھا' اس لیے علاقہ مجسٹریٹ اور پولیس کا موقع پر ہونا بہت ضروری تھا۔ یہ بات ریکارڈ پر موجود ہے کہ علاقہ مجسٹریٹ نے پولیس کی امداد کے لیے A.S.P جڑانوالہ سے رابطہ کیا اور A.S.P. سے امداد پولیس کے لیے کہا تو A.S.P. نے کہا کہ اس ایم پی اے کے خلاف جلوس نکلنا چاہیے اور میں پولیس کی امداد مہیا نہیں کروں گا۔

اگر A.S.P. جڑانوالہ بروقت پولیس امداد مہیا کرتا اور میرے خلاف نازیبا الفاظ استعمال نہ کرتا تو جلوس نہ نکلتا۔ A.S.P. برسرعام معزز اراکین اسمبلی کے خلاف باتیں کرتا ہے۔ اس A.S.P. کے اس رویہ سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا یہ مسئلہ استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر، آپ اس پر شارٹ سٹیٹمنٹ دینا چاہتے ہیں؟

حاجی محمد نواز خان کلیار، میں وزیر صاحب کے بیان کے بعد عرض کروں گا۔

وزیر قانون، جناب والا! میں اس سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے circulate ہوئی ہے ۔ شاید معزز رکن نے آج ہی جمع کروائی ہے۔ آج ہی ہمیں موصول ہوئی ہے۔ ابھی تک ضلعی انتظامیہ یا متعلقہ محکمے سے اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔ اس کو مؤخر کر دیں ۔ جو بھی جواب آنے کا میں عرض کر دوں گا۔

جناب سپیکر، کلیار صاحب! وزیر قانون کہہ رہے ہیں کہ اس کا ابھی جواب نہیں آیا۔ کیونکہ آج ہی پہلا ورکنگ ڈے تھا اور آج ہی یہ circulate ہوئی ہے۔ اس کا ابھی جواب نہیں آیا۔

حاجی محمد نواز خان کلیار، جناب والا! میرا عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ میں اس عمر میں ہوں اور میرے خیال میں میرے ساتھ وہاں پہ یہ سلوک ہوا ہے۔ میں وزیر قانون کے اس بیان سے متفق ہوں کہ اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا لیکن اس کے ساتھ آپ سے بھی اور اپنے معزز اراکین اسمبلی سے بھی میری استدعا ہے کہ اس کو جلد از جلد ٹیک اپ کرنا چاہیے ۔ اس کو زیادہ لمبا نہیں ہونا چاہیے' کیونکہ جس جگہ پہ میں نے جنم لیا ہے ۔ نام تو اللہ اور اللہ کے رسول کا ہے ۔ میں تو وہاں ایک ناچیز سا' گناہ گار اور خادم سا بندہ ہوں۔ لیکن جو کچھ وہاں ہوا ہے اس میں میرا قطعاً کوئی عمل دخل نہیں ۔ اسے ایس پی صاحب نے یہ الفاظ ضرور کہے کہ "ان کے ساتھ وہ کچھ ہو لینے دو۔ تو کیا اسے ایس پی ہم جیسے لوگوں کی ' چلو معزز رکن نہ سہی میں ایک معزز شہری سہی ' میں ایک عمر رسیدہ آدمی سہی۔ اس آدمی کی وجہ سے میری جو وہاں تذلیل ہوئی ہے اس کے لیے میں التجا کروں گا اور آپ سے یہ stress کروں گا اور وزیر قانون سے یہ التجا کروں گا کہ جتنی جلدی ممکن ہو سکے اس کا جواب موصول ہونے پر میری یہ تحریک استحقاق' استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائے ۔ اور میری ہتک عزت کا ازالہ کیا جائے ۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ تحریک استحقاق کا آج ٹیک اپ ہونا طے تھا ۔ اس کا جواب آنا چاہیے تھا۔ کلیار صاحب نے اپنی عمر کے اس حصے کا ذکر تو کر ہی دیا ہے ' اب اجلاس آج کے بعد پتا نہیں کب ہونا ہے ۔ اس لیے یہ جواب آج آنا چاہیے تھا ۔ اگر نہیں آیا تو یہ محکمے کا fault ہے ۔ آپ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں تاکہ آنے والے دس پندرہ دنوں میں اس کا کوئی فیصلہ ہو جائے ۔ جس کو انھوں نے allege کیا ہے وہ کمیٹی میں آ جائے گا' وہاں آ کر

وہ اپنا جواب دے دے گا۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں نے اس کو oppose نہیں کیا۔ میں نے صرف اتنی گزارش کی ہے کہ ایک گھنٹہ پہلے مجھے یہ موصول ہوئی ہے۔ اب اگر محکمے سے جواب مانگنا ہے تو اس کا بھی ایک طریق کار ہے۔ جواب آئے گا۔ مجھے معزز ممبر سے کلی طور پر ہمدردی ہے۔ میں ان کے خیالات و جذبات سے اتفاق کرتا ہوں اور ان کا احترام کرتا ہوں۔ جناب سپیکر! مجھے آج یہ تین بجے ملی ہے۔ اگر ایک تحریک مجھے تین بجے ملی ہو تو اگر ٹیلی فون یا فیکس کے ذریعے بھی اس کا جواب لیا جانا مقصود ہو تو پھر بھی اس کے لیے وقت درکار ہے۔

جناب سپیکر، نجمی صاحب (سیکرٹری اسمبلی)! یہ تین بجے ان کو نہیں ملنی چاہیے تھی۔ یہ ان کو پہلے ملنی چاہیے تھی۔ یہ 12:35 پہ circulate ہوئی ہے۔

وزیر قانون، میں تین بجے دفتر آیا ہوں تو مجھے تین بجے ملی ہے۔ نہ میری رہائش گاہ پر بھجوائی گئی ہے اور نہ میرے دفتر میں بھجوائی گئی ہے۔ جب اسمبلی میں تین بجے آیا ہوں تو اس وقت مجھے ملی ہے۔ اور اس کے بعد ہم نے متعلقہ محکمے کو یہ بھیجی ہے۔ اس کا جواب آئے گا۔ میں معزز ممبر کے جذبات کا احترام کرتا ہوں اور انھیں یقین دلاتا ہوں کہ جو ان کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے اس کا ازالہ کیا جائے گا۔ میں قطعی طور پر اس بحث میں پڑنا ہی نہیں چاہتا کہ ان کا موقف کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرے لیے یہ مناسب ہی نہیں کہ میں یہ کہوں کہ ان کا موقف درست نہیں ہے۔ لیکن دوسری جانب کا موقف معلوم کرنے کے لیے میں مہلت مانگ رہا تھا۔

پیر ذوالفقار علی چشتی، جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ ہمیں اپنے ممبر پہ اعتماد کرنا چاہیے۔ جس طریقے سے انھوں نے یہ تحریک استحقاق پیش کی ہے اور ان کی جس عمر کا تقاضا ہے انھوں نے صحیح واقعات پیش کیے ہیں۔ ہمیں اس کو مؤخر نہیں کرنا چاہیے۔ اجلاس آج ختم ہو جائے گا اور یہ اسی طرح لٹکتا رہے گا۔ لہٰذا یہ تحریک' استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دی جائے تاکہ وہ اس کا فیصلہ کرے۔ وہیں پہ وہ جواب دیں۔ اس کو pending نہ کیا جائے۔

سردار طفیل احمد خان: جناب والا! ہم وزیر قانون کے بہت مشکور ہیں کہ انھوں نے اس کو oppose نہیں کیا۔ میری صرف یہ گزارش ہے کہ آپ ہاؤس کی رائے لے لیں اور میں ہاؤس کی طرف سے یقین دلاتا ہوں کہ ہم بھی ان شاء اللہ تعالیٰ ناانصافی نہیں کریں گے۔ جناب والا! اگر اس عمر کے

معزز ممبر کی یہ حالت ہے تو آپ غور کر سکتے ہیں کہ باقی ممبران کی کیا حالت ہو گی۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں' ایسے نہیں۔ خواجہ محمد اسلام صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں وزیر قانون صاحب سے درخواست کروں گا' یہ ٹھیک ہے کہ انھیں یہ تحریک بہت تاخیر سے ملی ہے لیکن ہم فیصل آباد کے جتنے بھی ایم پی ایز ہیں سب اس بات کی پُرزور تائید کرتے ہیں۔ اس کی reputation اتنی loose ہے کہ اُس کے عرصۂ تعیناتی میں جتنے بھی واقعات ہیں آپ ان کی اگر انکوائری کروا لیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کتنا کرپٹ اور کتنا بدعنوان افسر ہے۔ تو میں جناب کلیار صاحب کی بھرپور تائید کرتے ہوئے آپ سے گزارش کروں گا کہ اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ کمیٹی جب اس کی انکوائری کرے گی تو معلوم ہو جائے گا کہ اس میں اس کا قصور ہے یا نہیں ہے۔

حاجی محمد نواز خان کلیار: جناب سپیکر! میری عرض سن لیں۔

"کون جیتا ہے تیری زلف کے سر ہونے تک"

جناب والا! جواب آتا رہے گا' چلتا رہے گا اور وزیر قانون دیکھتے رہیں گے لیکن میں اس ہاؤس کے فلور کی وساطت سے یہ بات آپ پہ اور اپنے وزیر قانون پر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اگر آپ نے میری تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد نہ کیا تو وہاں کچھ نہ کچھ واقعہ ضرور سرزد ہو جائے گا' کیونکہ میں اس عمر میں ہوں اور میرے ساتھ جو کچھ ہوا اسے میں جانتا ہوں یا میری ذاتِ الٰہی جانتی ہے۔ میں اس کے لیے آپ سے پُر زور اپیل کرتا ہوں کہ میری تحریک کو فی الفور' اسی وقت استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے اگر آپ چاہیں تو ہاؤس کے معزز اراکین سے رائے لے لیجیے گا۔ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے ساتھ اسی طرح کا سلوک ہوتا رہے تو پھر ہمارا اس فلور پہ آنا ہی باعث ندامت ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ: جناب سپیکر! یا تو اس اجلاس کو کل کے لیے adjourn کر لیں اور یا پھر اس تحریک کو آپ ابھی admit کر لیں۔ گیند اب آپ کی کورٹ میں ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میری معلومات کے مطابق آج آپ ہاؤس prorogue کر رہے ہیں اور رولز کے تحت آج کا جو بھی بزنس pending رہ جائے گا وہ lapse کر جائے گا۔ تو میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اگر آپ اس پر فیصلہ نہیں فرماتے تو کیا اس تحریک استحقاق کو اگلے اجلاس تک pending کریں گے؟

جناب سپیکر: دیکھتے ہیں' ابھی کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ جی عثمان ابراہیم صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

جناب عثمان ابراہیم: میری آپ کی وساطت سے جناب وزیر قانون سے یہ گزارش ہے کہ وہ اس کو oppose نہ کریں اور اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: oppose تو وہ پہلے ہی نہیں کر رہے۔ راجہ صاحب! میرا خیال ہے کہ اگر اسے کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے تو وہاں بھی دوسرے فریق کو بلوا کر ان کا موقف سنا جاتا ہے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! مجھے قطعی طور پر کوئی اعتراض نہیں۔ میں نے اسے oppose تو کیا ہی نہیں ہے۔ میں نے تو صرف یہ گزارش کی ہے کہ میرے پاس جواب نہیں ہے۔ جناب سپیکر! اگر آپ اس تحریک کو بغیر جواب کے admit کرنا چاہتے ہیں تو مجھے اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں جو جناب کا فیصلہ ہو گا اسے تسلیم کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: کمیٹی کے پاس بھی دوسرے فریق کو اپنی صفائی پیش کرنے کا پورا موقع ملتا ہے۔ اس سے پہلے جب شاہد اکرم بھنڈر صاحب کی ایک تحریک آئی تھی تو سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب نے ہاؤس میں کہا تھا کہ مجھے کوئی اعتراض نہیں' آپ اسے استحقاق کمیٹی کو بھیج دیں۔

وزیر قانون: جناب والا! مجھے بھی کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر: تو پھر ٹھیک ہے' یہ تحریک استحقاق admit کی جاتی ہے اور اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔ اس کی رپورٹ 31 مارچ تک ایوان میں پیش کی جائے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک بائے التوائے کار take up کرتے ہیں۔ میاں عبدالستار صاحب کی تحریک التوائے کار pending چلی آ رہی ہے۔ یہ محکمہ اری گیشن اینڈ پاور سے متعلقہ ہے' یہ move ہو چکی ہے لیکن اس کا جواب نہیں آیا تھا۔

وزیر آب پاشی: جناب والا کو شاید سیکرٹری صاحب نے یاد نہیں کروایا' اس کے بارے میں یہ طے پایا تھا کہ اجلاس کے فوراً بعد میں نے موقع پر جانا ہے۔ میری میاں عبدالستار صاحب سے بات ہو گئی تھی اور وہ اس پر مطمئن ہیں۔

میاں عبدالستار: جی ہاں' میں اپنی تحریک کو پریس نہیں کرتا۔

ٹاؤن کمیٹی ماموں کانجن ضلع فیصل آباد میں سیوریج کا منصوبہ

-------(جاری)

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ میاں صاحب اپنی تحریک کو پریس نہیں کرتے۔ تو پھر یہ تحریک التوائے کار نمبر 1 disposed of تصور ہوئی۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 4' چودھری محمد صدر شاکر کی ہے۔ یہ ٹاؤن کمیٹی ماموں کانجن کے حوالے سے ہے۔ یہ بھی pending چلی آ رہی ہے۔ یہ پڑھی جا چکی ہے' لیکن اس وقت اس کا جواب نہیں آیا تھا۔ راجہ صاحب! کیا اب اس کا جواب آ گیا ہے؟

وزیر قانون: جی ہاں' اس کا جواب آ گیا ہے۔ جناب سپیکر! اس ضمن میں عرض ہے کہ ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر (جنرل) فیصل آباد نے موقع کا معائنہ کیا اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے حکام سے سیوریج کے منصوبے کے مسئلہ پر بات کی۔ ایس ای پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے بتایا کہ سیوریج کا منصوبہ ایک سال سے مکمل ہے تاہم منصوبہ ابھی تک اس لیے چالو نہیں ہو سکا' کیونکہ ماموں کانجن شہر کے نزدیک سے گزرنے والی ریلوے کراسنگ کے نیچے سے ایک سیوریج پائپ گزرنا ہے جس کی اجازت ریلوے حکام نے دینی ہے۔ اس سلسلے میں متعدد بار ریلوے حکام سے رابطہ کیا گیا' لیکن ان کی جانب سے ابھی تک منظوری نہیں آئی۔ جونہی منظوری آئے گی سیوریج پائپ گزارنے کا کام مکمل کر لیا جائے گا اور اس کے ساتھ سیوریج چل جائے گا جس سے طارق آباد کالونی ماموں کانجن شہر کے گندے پانی کا مسئلہ ختم ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! یہ تو وہ رپورٹ تھی جو محکمے کی طرف سے موقع ملاحظہ کرنے کے بعد اے ڈی سی (جی) نے بھیجی ہے۔ اس کے بعد میں نے یہاں پر خود محکمے کی میٹنگ لی ہے اور میں نے انھیں ہدایت کی ہے کہ یہ معاملہ اس طرح کا نہیں ہے کہ آپ دفتری ٹال مٹول میں وقت گزارتے رہیں کہ متعدد بار لکھا جا چکا ہے' یہ لکھنے سے بات نہیں بنے گی۔ جناب سپیکر! میں نے متعلقہ محکمے کو یہ ہدایت کی ہے کہ وہ مجھے ایک tentative تاریخ بتائیں' specific date بتائیں کہ فلاں تاریخ تک یہ پائپ بچھا دیا جائے گا اور میں نے انھیں ہدایت کی ہے کہ وہ ریلوے حکام سے خود رابطہ کر کے اس مسئلے کو حل کرانے کی کوشش کریں۔ جناب سپیکر! میں معزز رکن کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جیسے

ہی آج یا کل محکمے کی طرف سے ایک specifice date ملے گی' میں معزز رکن کی خدمت میں عرض کر دوں گا کہ اس تاریخ تک یہ منصوبہ مکمل ہو جائے گا اور اگر اس کے باوجود یہ مکمل نہیں ہوتا تو میں سمجھتا ہوں کہ پھر جس طرح معزز رکن حکم دیں گے اس کی تعمیل ہوگی۔ لیکن اس سلسلے میں' میں اتنی یقین دہانی ضرور کرانا چاہتا ہوں کہ حکام اب ذاتی دل چسپی لے کر اس کو ایک specific period کے اندر اندر ضرور مکمل کریں گے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جی صفدر شاکر صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

چودھری محمد صفدر شاکر: جناب سپیکر! میں وزیر قانون صاحب کی یقین دہانی سے مطمئن ہوں۔ لیکن میں ان کے علم میں ایک بات ضرور لانا چاہتا ہوں کہ محکمے کے افسران آپ کو جو رپورٹ بھیجتے ہیں وہ موقع پر نہیں جاتے' بلکہ اپنے دفتر میں بیٹھ کر ہی ساری کارروائی fit کر دیتے ہیں کہ جناب' ہم موقع پر گئے' یہ ہو رہا ہے وہ ہو رہا ہے۔ میں اس شہر میں رہتا ہوں۔ وہاں پر کوئی افسر نہیں گیا' بلکہ محکمہ پبلک ہیلتھ کا ایک XEN خالد سعید جو انتہائی کرپٹ آدمی ہے۔ وہ بغیر پیسے کے کسی سے ہاتھ ملانا بھی اپنی ہتک سمجھتا ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ سے یہ استدعا کروں گا کہ آپ اس بات کو یقینی بنائیں کہ اس فلور پر جو یقین دہانی ہمیں کروائی جاتی ہے وہ ایک صحیح معنوں میں یقین دہانی ہو۔ یہ ہمارے حلقے کے عوام کا مسئلہ ہے۔ حلقے کے عوام نے ہمیں ووٹ دے کر اس اسمبلی میں بھیجا ہے۔ اگر یہاں آ کر ہم نے ایسے ہی وقت گزارنا ہے تو پھر یہاں ہمارے بیٹھنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ تو میں آپ سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ جو یقین دہانی یہاں پہ کروائی جائے اس کو ensure کیا جائے اور جو افسر غلط بیانی سے کام لیں ان کو ملازمت میں رہنے کا کوئی حق نہیں۔ بہرحال' میں اپنی تحریک کو پریس نہیں کرتا اور وزیر صاحب کی یقین دہانی سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب! اس انجینئر کے بارے میں' جس کا ذکر صفدر شاکر صاحب نے کیا' ذرا نوٹ کر لیں اور وہ اپنی تحریک کو پریس نہیں کرتے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں نے XEN کا نام نوٹ کر لیا ہے اور متعلقہ وزیر صاحب تک میں خود یہ بات پہنچاؤں گا' کیونکہ معزز رکن نے XEN پبلک ہیلتھ کی بات کی ہے۔ میں ان تک خود یہ بات پہنچاؤں گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

وزیر قانون، جناب والا! میں دوسری بات یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ معزز رکن نے یہ فرمایا ہے کہ جو یقین دہانی دی جاتی ہے۔ تو میں آپ کے توسط سے معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ وزراء صاحبان یہاں پر جو بھی یقین دہانی دلاتے ہیں ان پر عمل در آمد کروانا وزیر کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ اگر نہ کروائیں تو Assurance Committee موجود ہے' اس میں ہمارے خلاف کارروائی کی جا سکتی ہے۔ اس لیے میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ان شاء اللہ مثبت کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر، جی شکریہ۔ تو یہ disposed of تصور ہوئی۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 5 سردار سعید انور صاحب کی ہے۔ یہ بھی pending چلی آ رہی ہے۔ خاکوانی صاحب اس کا جواب دیں گے۔

وزیر خوراک (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)، حاضر جناب۔ جناب والا! کمالیہ شوگر مل ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ' جو کہ حکومت پنجاب کے ذیلی ادارہ پنجاب صنعتی ترقیاتی ادارہ کے زیر انتظام چل رہی ہے' اس سال 1997-98ء کے لیے مل نے مورخہ 17-11-97 تک تقریباً 15 ہزار میٹرک ٹن گنا خرید کیا جس کی قیمت 12 کروڑ 95 لاکھ 92 ہزار 702 روپے تھی۔ جو latest figures ہیں وہ تقریباً کوئی 22 کروڑ روپیہ کاشت کاروں کا واجب الادا ہے-----

جناب سپیکر، کلیار صاحب! براہ مہربانی ذرا اس طرف سے خاموشی اختیار کی جائے' بہت شکریہ۔ جی خاکوانی صاحب۔

وزیر خوراک، جناب سپیکر! کاشت کاروں کی 22 کروڑ روپے کے قریب رقم اس مل کے ذمے ہے۔ جناب والا! میں آپ کی خدمت میں بیان کرنا چاہتا ہوں کہ یہ حکومت کے زیر انتظام مل ہے اس کا کاشت کاروں کے ساتھ یہ رویہ ہے تو پرائیویٹ ملوں کا کیا ہو گا؟ چونکہ اس سیزن میں ایک slump آیا ہوا ہے تو ملوں نے کاشت کاروں کو ایک offer دی ہے کہ اگر وہ مارکیٹ ریٹ کے مطابق ہم سے چینی لینا چاہیں تو وہ چینی لے لیں۔ جس پر زمین داروں نے اچھا خاصا response دیا ہے اور انھوں نے بعض ملوں سے چینی کی شکل میں اپنی رقم وصول کرنی شروع کر دی ہے۔ لیکن یہ اس کا کوئی حتمی حل نہیں۔ چونکہ یہ ایک بہت ہی گھمبیر مسئلہ ہے' پچھلے دنوں یہ وزیر اعلیٰ پنجاب کی خدمت میں پیش کیا گیا اور انھوں نے ایک ایگزیکٹو آرڈر کے تحت تمام ڈپٹی کمشنر صاحبان کو پابند کیا ہے کہ وہ لینڈ ریونیو کے تحت as a land revenue ملوں سے کاشت کاروں کی رقم وصول کر کے دیں۔ اس پر حکومت بڑی سنجیدگی کے ساتھ عمل کر رہی ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ چند دنوں میں کاشت کاروں کی یہ رقم

وصول ہو جائے گی۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے جی۔ سردار صاحب! ٹھیک ہے' پھر آپ پریس نہیں کرتے؟

سردار سعید انور، جناب سپیکر! وزیر صاحب نے ایک fact تو بالکل صحیح بتایا ہے کہ 22 کروڑ روپیہ کاشت کاروں کو دینا ہے۔ جناب سپیکر! 25 کروڑ روپے کا کماد خریدا گیا اور اس میں سے 2 کروڑ روپے کی ادائیگی ہوئی ہے اور 72 لاکھ کی چینی دی گئی ہے۔ ابھی 22 کروڑ روپیہ دینا ہے۔ باقوں میں تو 22 کروڑ ادا نہیں ہوگا۔ یہ میرے علاقے کا مسئلہ ہے میرے حلقے کے ووٹرز کا مسئلہ ہے' یہ کیسے حل ہوگا؟ وہ لوگ تو ہمارا سر پھاڑ رہے ہیں۔ اس سلسلے میں وزیر صاحب کوئی واضح پالیسی دیں۔22 کروڑ روپے کی ادائیگی ہے۔ جو وزیر صاحب نے چینی کی بات کی ہے وہ 72 لاکھ کی چینی کاشت کاروں کو دی گئی ہے۔ جناب والا! ہمارے ساتھ اورستم ظریفی یہ ہے کہ کمالیہ شوگر ملز کے پاس ابھی تقریباً 3 لاکھ بیگ پچھلا سٹاک پڑا ہے۔ جس وقت چینی کا ریٹ بیس اکیس روپے تھا اس وقت فروخت نہیں ہوئی اور آج اس کا ریٹ 16.70 روپے جا رہا ہے۔ یہ چھ روپے کا فرق کروڑوں میں جا پڑتا ہے۔ یہ حکومت کا مال' عوام کا مال ' ہمارے خون پسینے کا مال ہے۔ اس پر جو لوگ نقصان پہنچاتے ہیں ان لوگوں کو سزا کیوں نہیں دیتے؟ ابھی 3 لاکھ بیگ پچھلا سٹاک پڑا ہے اورستم ظریفی یہ ہے کہ ہمارے کاشت کاروں کو پچھلی چینی دی جاتی ہے۔ کاشت کار چینی لینے کے لیے تیار ہیں' 22 کروڑ کی چینی بھی لینے کے لیے تیار ہیں۔ لیکن انھیں نیا مال دیا جائے۔ پچھلی چینی تو ایک دو ماہ میں خراب ہو جائے گی کاشت کاروں کو وہ دی جا رہی ہے۔ جناب والا! وزیر صاحب واضح پالیسی کا اعلان فرمائیں کہ یہ ادائیگی کب ہوگی؟ ہم آج آئے ہیں کل کو پھر علاقوں میں جانا ہے۔ لوگ ہمارے گریبان پکڑ رہے ہیں یہ ہمارے ساتھ مہربانی فرمائیں۔

وزیر خوراک، جناب سپیکر! میں نے اپنے جواب میں پہلے ہی یہ تسلیم کیا ہے کہ اس مل کے ذمے 22 کروڑ روپے کی رقم ہے جو کاشت کاروں کو دینی ہے اور مل کی انتظامیہ نے کہا ہے کہ اس وقت چینی کا ایک بحران آیا ہوا ہے اور چینی فروخت نہیں ہو رہی۔ بیرون ممالک بھی سودے کیے جا رہے ہیں' حکومت بھی ان کی امداد کر رہی ہے۔ تاہم اگر کوئی زمین دار مارکیٹ ریٹ کے مطابق چینی لینا چاہے تو وہ لے سکتا ہے۔ البتہ میرے فاضل دوست نے نئی اور پرانی چینی کی جو بات کی ہے میں وہ ان کو assure کراتا ہوں کہ کین کمشنر' جو کہ ڈائرکٹر فوڈ ہوتا ہے اور ان کے ایڈیشنل ممبر متعلقہ ضلع کا

ڈپٹی کمشنر ہوتا ہے۔ چونکہ وزیر اعلیٰ صاحب کی طرف سے ایک آرڈر جا چکا ہے اور میں پہلے گزارش کر چکا ہوں کہ یہ بہت بڑا گھمبیر مسئلہ حکومت کے علم میں ہے اور اسی لیے وزیر اعلیٰ پنجاب نے ڈپٹی کمشنروں کو ایک حکم جاری کیا ہے کہ وہ ہر مل میں جا کر ان کے سٹاک پر قبضہ کریں اور اس کو فروخت کر کے کاشت کاروں کی رقم کی ادائیگی کرائیں۔ یہ آج سے بارہ چودہ دن پہلے آرڈر جاری ہونے ہیں۔ اس کا رزلٹ آنے دیں' ان شاء اللہ تعالیٰ میں آپ کو گارنٹی دیتا ہوں کہ یہ رقم ضرور کاشت کاروں کو ملے گی' البتہ جہاں تک چینی کا تعلق ہے' اگر تمام زمین دار متفق ہو جائیں تو میں ذاتی طور پر کمالیہ شوگر مل سے نیا سٹاک دلوانے کے لیے تیار ہوں۔

جناب سپیکر، خاکوانی صاحب! میرے خیال میں یہ ملیں PIDB کی ہیں؟

وزیر خوراک، جی ہاں۔

جناب سپیکر، تو یہ انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ کے under نہیں آتا؟

وزیر خوراک، جناب والا! یہ مل ان کے under ضرور ہے' لیکن ایک سسٹم کے تحت جو اس کے growers کی رقم ہے یا sugar cess ہے وہ ڈائرکٹر فوڈ وصول کراتا ہے' کیونکہ وہ اس کا کین کمشنر ہوتا ہے۔

جناب سپیکر، جی راجہ صاحب۔

وزیر قانون، جناب والا! آپ نے محکمہ انڈسٹری کا ذکر کیا ہے۔ تو محکمہ انڈسٹری کی طرف سے جو جواب موصول ہوا ہے وہ عرض کرتا ہوں۔ انھوں نے یہ بتایا ہے کہ جب سے 98-1997ء کا سیزن شروع ہوا ہے اس وقت تک انھوں نے زمین داروں کو تقریباً 3 کروڑ روپے کی ادائیگی کی ہے۔ اس کے علاوہ جس طرح وزیر صاحب فرما رہے تھے کہ انھوں نے یہ بھی پالیسی دی ہے کہ اگر زمین دار اپنی رقم کے عوض چینی خریدنا چاہیں تو وہ چینی اٹھا سکتے ہیں۔ یہ سہولت بھی موجود ہے۔ میں تیسری بات یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ مل کی انتظامیہ چینی کو ایکسپورٹ کرنے کے لیے بھی کوشاں ہے اور اگر ان کی چینی ایکسپورٹ ہو جاتی ہے تو اس ادائیگی کو مزید بہتر بنایا جا سکے گا۔ لیکن میں یہاں پر آپ کے توسط سے معزز رکن کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مل کی انتظامیہ اور محکمہ انڈسٹری کے اس شعبے سے جو متعلقہ عہدیدار ہیں ان سے میری بات ہوئی ہے۔ میں نے انھیں یہ کہا تھا کہ وہ متعلقہ ممبران صوبائی اسمبلی کو' جو اس حلقے سے ہیں' انھیں اعتماد میں لیں' کیونکہ عوام کی نمائندگی یہ لوگ

کرتے ہیں کاشت کاروں کی نمائندگی یہ لوگ کرتے ہیں اور انھیں مطمئن کرنا ان لوگوں کا کام ہے۔ جناب سپیکر! اس لیے میری استدعا ہوگی کہ بجائے اس کے کہ ہم کسی بحث میں پڑیں ہمیں اس علاقے کے ایم پی ایز اور مل انتظامیہ پر مشتمل ایک کمیٹی بنانی چاہیے تاکہ جو بھی ادائیگی ہو ان کے نوٹس میں ہو' ان کے علم میں ہو اور ان کے توسط سے ہو تاکہ کم از کم یہ اپنے حلقے کے لوگوں کو مطمئن کر سکیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ خاکوانی صاحب! اگر اس طرح ہو تو اس میں آسانی پیدا ہوسکتی ہے۔ جہاں یہ مسئلہ ہے وہاں کے حلقے کے ایم پی اے' جس طرح سردار سعید انور صاحب ہیں' اگر آپ ادائیگی کر بھی رہے ہیں تو یہ بھی اس کمیٹی میں ہوں تاکہ ان کو پتا ہو کہ واقعی کام ہو رہا ہے تو اس سے کوئی بہتر صورت ہوسکتی ہے۔ یہ بھی اگر اس کمیٹی میں ہوں تو بہتر ہوگا۔ اس طرح ان کو بھی پتا ہوگا کہ واقعی یہ کام ہو رہا ہے۔

وزیر خوراک ، جناب سپیکر! آپ کے حکم کی من و عن تعمیل ہوگی۔ میں آپ کی اطلاع کے لیے آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سردار سعید انور صاحب کو اس مل کا جو شوگر بورڈ ہے اس کمیٹی کا ممبر بنا چکا ہوں۔ میں آپ کے توسط سے ان کی خدمت میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ میں اور یہ خود ڈیپارٹمنٹ کے لوگوں سے مل کر کوشش کریں گے۔ مل والوں نے ہمیں یہ کھلی آفر دی ہے کہ اگر آپ چینی کی شکل میں لینا چاہیں تو لے لیں اور جس دن ہمارا کوئی سودا ہوا' اس میں سے 95 فی صد رقم growers کو دیں گے۔ جناب والا! اس وقت مل والوں پر بحران آیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر، سردار صاحب! یہ بات درست ہے اور پھر آپ اس کمیٹی میں بھی شامل ہیں اور وزیر موصوف نے بھی آپ کو آفر دی ہے۔ اس سے صورت حال بہتر ہوسکتی ہے۔

سردار سعید انور ، جناب والا! وزیر موصوف نے جس کمیٹی کی بات کی ہے وہ شوگر cess کے متعلق ہے۔

جناب سپیکر ، شوگر cess تو اور چیز ہے وہ تو سڑکوں کے متعلق ہے۔

وزیر قانون، جناب والا! شوگر cess کی کمیٹی علیحدہ ہے۔ جو میں نے گزارش کی ہے وہ payment کے متعلق ہے۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب نے payment کی کمیٹی کے بارے میں کہا ہے۔

سردار سعید انور ، جناب والا! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ payment کمیٹی کرے گی کیا؟ کیونکہ ان کے پاس تو رقم نہیں ہے۔

جناب سپیکر، نہیں، رقم کا تو وہ کہہ رہے ہیں اس کا کوئی طریقۂ کار بھی وہ نکالیں گے۔

سردار سعید انور ، جناب والا! وزیر موصوف مجھے اس بات کی یقین دہانی کروا دیں کہ وہ نئی چینی کاشت کاروں کو دینے کے لیے تیار ہیں۔ اگر وہ ہمیں نئی چینی کی یقین دہانی کروا دیں تو میں اپنی تحریک کو پریس نہیں کرتا۔ وہ پرانی چینی دے رہے ہیں۔ پرانی چینی لینے کے لیے کوئی تیار نہیں' کیونکہ وہ ایک دو مہینے میں خراب ہو جاتی ہے۔

جناب سپیکر ، آپ اس طرح کریں کہ خاکوانی صاحب کو مل لیں' وہ اس سلسلے میں ضرور مدد کریں گے۔ گورنمنٹ کی مل ہے' وہ کوشش کریں گے کہ آپ کا مسئلہ حل ہو جائے۔

سردار سعید انور ، جناب والا! میری گزارش اتنی ہے کہ یہ فلور پر یہاں اعلان فرمائیں کہ وہ ہمارے کاشت کاروں کو نئی چینی دیں گے۔ حضور والا! وہاں 15 جنوری تک کی تمام دوسری ملوں کی ادائیگی ہو چکی ہے۔ لیکن ہماری کمالیہ شوگر مل کی ابھی تک نومبر کی بھی payment نہیں ہوئی۔ کاشت کار چینی لینے کے لیے تیار ہیں' لیکن وہ کہتے ہیں ہمیں نئی چینی دی جائے۔ پرانی چینی یہ جہاں مرضی فروخت کریں ان لوگوں کے کھاتے میں ڈالیں جنھوں نے اس وقت فروخت نہیں کی اور آج کروڑوں روپے کا ان کو نقصان اٹھانا پڑ رہا ہے۔

جناب سپیکر ، خاکوانی صاحب۔

وزیر خوراک، جناب والا! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مل کی انتظامیہ کے ساتھ مل کر کاشت کاروں کو نئی چینی دلوانے کا بندوبست کیا جائے گا۔

جناب سپیکر ، ٹھیک ہے' اب بات ہو گئی ہے۔

سردار سعید انور ، جناب والا! مجھے واضح طور پر بتائیں کہ ----

جناب سپیکر ، انھوں نے تو اب کہہ دیا ہے کہ نئی چینی دلوانے کا بندوبست کروں گا۔

سردار سعید انور ، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر ، اب آپ اپنی تحریک کو پریس نہیں کرتے' واپس لیتے ہیں؟

سردار سعید انور ، واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر ، یہ تحریک disposed of تصور ہو گی۔ اس کے بعد نمبر 6 ہے۔

حاجی محمد نواز خان کلیار ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ اس وقت شوگر کا مسئلہ زیر بحث ہے اور میری یہ گزارش ہے کہ ہمارے صوبہ پنجاب میں کین کمشنر کو علیحدہ کر دیا جائے۔ صوبہ سرحد اور صوبہ سندھ میں فوڈ کمشنر علیحدہ ہے اور کین کمشنر علیحدہ ہے۔ ہمارے پاس جو فوڈ کا محکمہ ہے وہی ہمارا کین کمشنر ہے اور وہی فوڈ ڈیپارٹمنٹ کا کمشنر ہے۔

جناب سپیکر ، ٹھیک ہے، خاکوانی صاحب نے سن لیا ہے۔ وہ دیکھ لیتے ہیں کہ باقی صوبوں میں کس طرح سے کام ہو رہا ہے۔ خاکوانی صاحب ان کا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے صوبوں میں کین کا علیحدہ کمشنر ہے اور فوڈ ڈیپارٹمنٹ کا ڈائرکٹر علیحدہ ہے۔ دونوں کام اگر ایک ہی افسر کے پاس ہوں تو کام پوری توجہ کے ساتھ نہیں ہو سکتا۔

وزیر خوراک ، جناب والا! جس طرح سے آپ کا حکم ہو گا۔

موٹروے پر ڈکیتی کی واردات

جناب سپیکر ، اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 6 جناب منعم جہاں زیب احمد وٹو صاحب کی ہے جو موٹر چلی آ رہی ہے۔ انھوں نے یہ پڑھ دی تھی، لیکن جواب نہیں آیا تھا۔ سردار صاحب! اس کا اس وقت جواب نہیں آیا تھا۔

وزیر خزانہ، شکریہ۔ جناب سپیکر! متعلقہ موٹر وے پولیس ہے۔ تاہم عوام الناس کی جان و مال کے تحفظ کے لیے موٹر وے پر مناسب گشت کا انتظام موجود ہے اور مقامی تھانہ جات کی پولیس بھی طے شدہ پروگرام کے مطابق موٹر وے پر گشت کرتی ہے۔ تاہم موٹر وے پولیس وفاقی حکومت کی زیر نگرانی ہے۔ مزید براں روزنامہ "جنگ" لاہور میں مورخہ 2 فروری 1998ء کو شائع شدہ خبر صداقت پر مبنی نہیں ہے۔ مذکورہ بالا تاریخ کو موٹر وے پر نہ تو کوئی بس لوٹی گئی اور نہ ہی اس قسم کی کوئی اطلاع مقامی پولیس کو موصول ہوئی۔ حکومت پنجاب کے موٹر وے پر ضروری حفاظتی اور انتظامی اقدامات کی وجہ سے عوام میں کسی قسم کی بے چینی یا اضطراب نہیں پایا جاتا۔ لہٰذا اس سلسلے میں اسمبلی کی کارروائی روکنے کا کوئی جواز نہیں اور یہ تحریک التوائے کار قابل پذیرائی نہیں ہے۔

جناب سپیکر ، وٹو صاحب! ویسے تو یہ فیڈرل گورنمنٹ سے ہی متعلق ہے۔ صوبائی حکومت کے دائرۂ اختیار میں نہیں ہے۔ موٹر وے کے حوالے سے اگر دیکھا جائے تو یہ فیڈرل گورنمنٹ کے کنٹرول میں ہے۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب والا! موٹر وے پولیس کی حد تک تو آپ بجا فرما رہے ہیں۔ لیکن موٹر وے تو پنجاب میں ہے۔

جناب سپیکر ، نہیں، موٹر وے فیڈرل گورنمنٹ کا ہی ہے۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب والا! پھر پنجاب پولیس کی وہاں پر کوئی ذمہ داری نہیں کہ وہ لوگوں کو وہاں پر protection فراہم کرے؟

جناب سپیکر، جہاں تک ذمہ داری کا تعین ہے اور یہ بات تو آپ کی ٹھیک ہے کہ موٹر وے کے اوپر واقعات تو ہوتے ہیں۔ اس میں تو کوئی شک نہیں۔لیکن چونکہ موٹر وے فیڈرل گورنمنٹ کے under ہے اس لیے اس کو زیر بحث تو نہیں لایا جا سکتا۔

وزیر خزانہ، جناب والا! اس کے علاوہ ایک اور نکتہ بھی ہے کہ اس قسم کا کوئی واقعہ، ماسوا اخبار کے جس کا انھوں نے حوالہ دیا ہے، کوئی پرچہ کوئی رپٹ مقامی تھانے میں درج ہی نہیں ہے۔ یہ صرف اخباری حوالے سے ہی بات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر ، پنجاب میں درج نہیں ہوا؟

وزیر خزانہ، جناب والا! پنجاب پولیس کا اس موقع کا جو تھانہ بنتا ہے اس میں کوئی شکایت درج نہیں ہے۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ایک غلط فہمی جو یہاں ڈالی جا رہی ہے، میں اس کو دور کرنا چاہتا ہوں۔ یہ موٹر وے کی سڑک ہے۔ اس کے علاوہ بھی بہت سی سڑکیں ہیں، جیسے پنڈی اور لاہور کے درمیان پرانی سڑک ہے وہ بھی فیڈرل گورنمنٹ کی ہیں۔ لیکن جناب سپیکر! جو بھی اس میں کوئی کرائم ہوگا، کوئی حادثہ ہوگا یا کوئی بھی واقعہ ہوگا تو جو بھی تھانہ اس ایریا میں ہوگا تمام کارروائی اسی تھانے میں ہوگی۔ پنجاب گورنمنٹ کی ذمہ داری ہوگی۔ فیڈرل گورنمنٹ کی ذمہ داری صرف یہ ہے کہ اس کی مرمت اور دیکھ بھال کی جائے۔ امن عامہ کا کوئی مسئلہ ہوگا یا وہاں پر کوئی ڈکیتی ہوگی وہ صوبائی مسئلہ ہے۔ میں آپ پر یہ واضح کرنا چاہتا تھا کہ اس پر جو بھی اللہ نہ کرے۔۔۔

جناب سپیکر ، سردار صاحب کہہ رہے ہیں کہ اس واقعے کی ایف آئی آر درج ہی نہیں ہوئی۔

جناب سعید اکبر خان ، جناب والا! ہو سکتا ہے کہ ایسا نہ ہوا ہو وہ ایک علیحدہ بات ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اخباری خبر جھوٹی ہو۔ جو بات آپ نے فرمائی میں اس پر بات کر رہا ہوں۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب والا! آپ کے بھی علم میں ہے کہ روزانہ ایسے واقعات ہو رہے ہیں اور 3 تاریخ کے جنگ لاہور میں یہ خبر شائع ہوئی کہ لاہور سے ایک بس اسلام آباد کے لیے روانہ ہوئی۔ اس میں ڈاکو بھی سوار ہوئے اور انھوں نے دوران سفر مسافروں کو لوٹ لیا اور شیخوپورہ کے قریب جا کر اتر گئے۔ جناب والا! 9 بجے رات کی یہ بات ہے اور روزانہ اس طرح کے واقعات ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر ، لیکن وٹو صاحب! پھر بھی کوئی ایف آئی آر تو درج ہونی چاہیے تھی اور ریکارڈ پر تو کوئی بات آنی چاہیے۔اس کی ایف آئی آر درج نہیں ہوئی۔

وزیر خزانہ، جناب والا! فاضل رکن اخباری خبر کے حوالے سے بات کر رہے ہیں۔ پہلے ان کا Call Attention Notice تھا۔ مدعی خود بیان کرتا ہے کہ میں تالا کھول کر اندر گیا تو دکان لوٹی ہوئی تھی۔ یہ کہتے ہیں کہ دن دہاڑے تالے توڑے گئے۔اب یہ پھر ایک اخباری خبر کے حوالے سے بات کر رہے ہیں کہ بس لوٹ لی گئی' جب کہ اس مقامی تھانے میں کوئی رپٹ کوئی ایف آئی آر درج ہی نہیں۔

جناب معظم جہانزیب احمد وٹو، جناب والا! میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کھوسہ صاحب مجھے اتنی یقین دہانی کروا دیں کہ اس طرح کے واقعات کے تدارک کے لیے یہ کوشش کریں گے اور ensure کریں گے کہ یہ جو روز کے واقعات ہو رہے ہیں یہ نہ ہوں۔ موٹر وے کو road to progress کہتے ہیں مگر یہ تو road to disaster ہے۔

جناب سپیکر، نہیں نہیں' ایسی بات نہیں ہے۔

وزیر خزانہ ، جناب والا! یہاں کھوسہ صاحب کا وٹو صاحب کا تعلق نہیں ہے۔ یہاں تو حقائق کی بات ہے۔ اگر وٹو صاحب حقائق پر چلیں گے اور ان کی جائز تحریک استحقاق ہو' اتوانے کار ہو یا توجہ دلاؤ نوٹس ہو ہم اس کا جواب دینے کے لیے تیار ہیں۔ جب یہ ایک اخباری خبر سے یہاں اٹھ کر بات کریں گے تو پھر اس کا تو یہی نتیجہ نکلے گا۔

جناب سپیکر، یہ پھر disposed of ہوئی۔ آگے نمبر 7 جناب منصور احمد خان صاحب کی ہے۔ یہ پڑھی گئی تھی یا نہیں؛ میرا خیال ہے کہ یہ اس وقت بھی غیر حاضر تھے۔ میں نے نوٹ کیا ہوا ہے میں نے اس وقت بھی call کیا تھا اس کو pending کیا تھا کیوں کہ وہ حاضر نہیں تھے۔ آج بھی۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، آج بھی وہ نہیں ہیں۔

جناب سپیکر، یہ تو disposed of تصور کی جاتی ہے۔ آج بھی وہ نہیں پہلے بھی نہیں تھے دو مرتبہ call کیا جا چکا ہے۔ اور تجویز بھی اپوزیشن لیڈر صاحب نے دی ہے کہ disposed of کر دیں۔

پیر احمد شاہ کھگہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی پوائنٹ آف آرڈر۔

پیر احمد شاہ کھگہ، جناب والا! نماز مغرب کا وقت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔۔

جناب سپیکر، جی بالکل یہی اعلان کرنے لگے ہیں اور نماز مغرب کے وقفے کا اعلان کیا جاتا ہے۔ اس کے لیے آدھے گھنٹے کا وقفہ ہے۔

اب دوبارہ سوا چھ بجے دوبارہ حاضر ہوں گے۔ اور تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ صرف ایک تحریک pending ہوئی ہے۔ منیس صاحب کی یہ تحریک move ہوئی ہے۔ چلیں وقفے کے بعد ایک تحریک take up کرتے ہیں۔

(اس مرحلے پر آدھے گھنٹے کے لیے نماز مغرب کا وقفہ ہوا۔)

(نماز مغرب کے لیے وقفے کے بعد اجلاس کی کارروائی زیر صدارت جناب سپیکر دوبارہ شروع ہوئی)

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر، جی چیمہ صاحب۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب سپیکر! میری ایک گزارش ہے۔ قانونی طور پر 70 دن کا اجلاس ہوتا ہے۔ آپ نے مسجد کے لیے جو جگہ مخصوص کی ہے وہ بہت تھوڑی ہے۔ وہاں آج غازی حضرات اس طرح کھڑے تھے جس طرح ریلوے سٹیشن پر ٹکٹوں والے کھڑے ہوتے ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ ان 70 ایام کے لیے کوئی بڑا کمرہ مختص کر دیا جائے اور باقی ایام کے لیے بے شک وہی کمرہ رکھا جائے۔ وہ کمرہ بالکل ناکافی ہے۔ وہاں سب ساتھی بڑی مشکل سے کھڑے تھے، بلکہ راجہ خالد جیسے

صرف چار ' پانچ صحت مند آدمی پورے تھے۔ ان کی منت کر کے ان کو نکالا' پھر ہم کو نماز پڑھنے کا موقع ملا۔ تو آپ سے میری یہ عرض ہے کہ نماز کے لیے کوئی بڑا کمرہ مختص کر دیا جائے۔ مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر، آپ کی بات ٹھیک ہے۔ چیمہ صاحب! مسجد بنانے کی کوشش شروع ہے۔

گورنمنٹ کالج لاہور کے بی اے۔ بی ایس سی کے انگریزی نصاب میں اسلامی اقدار کے منافی مواد

جناب سپیکر، چودھری صاحب! سعید احمد منیس صاحب کی تحریک پیش ہو چکی ہے۔ اور یہ pending ہوئی تھی۔ اس کا نمبر 10 ہے۔ آپ اس کے بارے میں فرمائیں۔

وزیر تعلیم (چودھری محمد اقبال)، جناب سپیکر! آپ کو یاد ہوگا کہ میں نے اس کے بارے میں پرسوں بھی آپ سے عرض کیا تھا کہ فنی لحاظ سے تحریک التوائے کار بنتی تو نہیں ہے۔ لیکن چونکہ قائد حزب اختلاف نے بڑی محنت کے ساتھ بڑے اقتباسات انگریزی میں پڑھے ہیں' اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس کا جواب دے دیا جائے تو مناسب ہو گا۔

جناب سپیکر! بی۔ اے اور بی ایس سی کے سلیبس میں سے قابل اعتراض حصہ جات پہلے ہی حذف کر دیے گئے ہیں اور یہ حصہ جات کبھی بھی طلبہ کو پڑھائے نہیں گئے۔ تھرڈ ایئر کلاسز کا فرسٹ امتحان 16-01-1998 کو ہوا تھا اور اس میں قابل اعتراض سلیبس کے بارے میں کوئی چیز نہ تھی۔ اس کے بعد بی اے' بی ایس سی کا انگلش کا سلیبس ابھی تک کالج کے بورڈ آف سٹڈیز سے منظور نہیں ہوا۔ نیا سلیبس پڑھانے سے پہلے بورڈ آف سٹڈیز کی منظوری لی جائے گی اور اس میں سے جو مواد قابل اعتراض ہوا اس کو حذف کر دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ انھوں نے ایم اے اکنامکس کے سلیبس کے بارے میں point out کیا ہے۔ اسلامی معاشیات کا پرچہ ہم نے امتیازی قرار نہیں دیا' بلکہ یہ موجود ہے اور فائنل ایئر میں پڑھایا جائے گا۔ پہلے یہی پرچہ ایم اے کے پہلے سال میں پڑھایا جاتا تھا۔ اس کے بعد انھوں نے ایم اے سیاسیات کے بارے میں فرمایا ہے کہ سلیبس میں سے اسلامی سیاسی اقدار کا پرچہ خارج کر دیا گیا ہے۔ یہ درست نہیں ہے۔ ہم نے یہ پرچہ خارج نہیں کیا' بلکہ اس کا دائرہ کار بڑھا کر اس کا نام بدل دیا گیا ہے۔ اور اب یہی پرچہ "تقابلی سیاسی افکار اسلامی اور مغربی" کے نام سے پڑھایا جا رہا ہے۔ جس میں اسلامی سیاسی افکار پر زیادہ توجہ دی جاتی ہے۔ کالج کی انتظامیہ اسلامی روایات

کے بارے میں نہایت مثبت رویہ رکھتی ہے ۔ اور طلبہ میں اسلامی روایات کو فروغ دینے کے لیے خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر! کالج میں حب الوطنی، اسلامی اصولوں کی پاس داری کی جاتی ہے اور طلبہ میں یہی روح پھونکنے کے لیے اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ کالج میں کبھی کوئی ایسا کام نہیں کیا جائے گا جو اسلامی اصولوں کے منافی ہوگا۔ اس کے بعد لیڈر آف اپوزیشن اس کو پریس نہیں کریں گے ۔ اور میرا خیال ہے اس کے بارے میں انھیں ویسے بھی فکرمند نہیں ہونا چاہیے ، کیونکہ یہ ایک اسلامی ملک ہے ۔ یہاں اسلام کے خلاف کوئی بات شامل نہیں کی جا سکتی ہے ۔ اس میں مسئلہ صرف اتنا ہے کہ انگلش سلیبس میں ہمیں کچھ کتابوں سے اقتباسات کو سائیکلوسٹائل کرا کر بچوں میں تقسیم کرنا پڑتا ہے۔ چونکہ پوری کتابیں بہت مہنگی ہوتی ہیں۔ ان میں سے کچھ حصوں کو جن میں اسلامی اقدار کے خلاف کوئی بات نہیں ہوتی، سلیبس میں شامل کر کے بچوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ اس کے بارے میں انھوں نے فرمایا ہے کہ یہ کتابیں ، جو ملک سے باہر چھپتی ہیں وہاں ، ان کے اپنے معیار ہیں کہ وہ ان کو کس طرح سے چھاپتے ہیں۔ لیکن پاکستان میں ایسی کوئی حرکت ان شاء اللہ ہم نہیں ہونے دیں گے اور میں on the floor of the House commitment دے رہا ہوں۔

جناب سپیکر، منیس صاحب! اس یقین دہانی کے بعد آپ کچھ کہنا چاہیں گے؟

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! جو کچھ معزز وزیر تعلیم کو لکھ کر دیا گیا تھا انھوں نے اسے پڑھ تو دیا ہے اور یہ فرما رہے ہیں کہ جس کتاب کا میں نے ذکر کیا ہے یہ سلیبس میں شامل نہیں۔

جناب سپیکر، انھوں نے کہا ہے کہ کتاب میں یہ شامل ہیں ۔ لیکن آپ نے اس میں سے جو کچھ point out کیا ہے وہ سلیبس سے نکال دیا گیا ہے ۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں سلیبس کی یہ کتاب آپ کو پیش کرتا ہوں ۔ اسے آپ خود ہی بغور پڑھ لیں تو آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ اس میں کس قسم کی فحش گفتگو اور الفاظ درج ہیں۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! میں نے فاضل دوست کو یہ عرض کی ہے کہ جو کتابیں ملک سے باہر چھپتی ہیں ان کا اپنا معیار ہے ۔ جو اقتباسات یا حصہ جات پاکستان میں پڑھائے جاتے ہیں اس میں اگر کوئی چیز غلطی سے آ بھی جائے تو ہم اس کو نکال دیتے ہیں۔ وہاں بورڈ آف سٹڈی بنا ہوا ہے ۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! یہی میں کہہ رہا ہوں کہ اس کتاب پہ وہ سنسر نہیں لگایا

گیا۔ آپ اس کتاب میں دیکھیں کہ اس میں سیکس کا پرچار کیا گیا ہے۔ اس میں pig کا ذکر ہے جس کو بڑا خوش نما بنا کر بتایا گیا ہے۔ اس میں معزز وزیر کس قسم کا قابل اعتراض مواد مانگتے ہیں' میں نے اس میں flagging کی ہوئی ہے۔ اس میں nudity پہ بات کی ہوئی ہے' اس میں سیکس کے پرچار پر بات کی ہوئی ہے' اس میں میرج کنٹریکٹ پر بات کی ہوئی ہے' اس میں شراب نوشی کی تعریف کی گئی ہے۔ یہ اسلامی روایات کے خلاف نہیں تو اور کیا ہے؟

جناب سپیکر، منیس صاحب! اس میں منسٹر صاحب نے یہی یقین دہانی کرائی ہے کہ آپ نے جن پیراگرافس کا ذکر کیا ہے وہ اس میں سے سنسر کر دیے گئے ہیں۔ اور اس کے بعد یہ کتاب پڑھائی جا رہی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں معزز وزیر کو یہ بتانا چاہ رہا ہوں کہ اب یہ اقتباسات سنسر کر دیے جائیں' کیونکہ اس کتاب میں تو وہ موجود ہیں۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ یہ کتاب ذرا معزز وزیر صاحب کو بھی بھجوا دیں اور وہ پڑھ لیں۔

جناب سپیکر، منیس صاحب! آپ نے جو تحریک التوائے کار دی ہے اس میں اس کتاب میں سے دیے گئے تمام اقتباسات ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں یہ آپ پر چھوڑتا ہوں ۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ یہ تحریک التوائے کار پریس کرنے کے قابل نہیں۔

جناب سپیکر، ابھی تو وہ جواب دے رہے ہیں۔

وزیر تعلیم، میں آپ سے بہت مودبانہ التماس کروں گا کہ اگر میں نے اس کتاب کا جواب نہ دینا ہوتا تو میں اس کو technically take up کرتا اور جناب سپیکر رولز آف بزنس مجھ سے زیادہ سمجھتے ہیں۔ Rules of Procedure of the Assembly کے مطابق یہ تحریک التوائے کار پیش ہی نہیں ہو سکتی تھی۔ یہ technically faulty ہے۔ لیکن میں نے کل بھی اور پرسوں بھی جناب کی خدمت میں پیش کیا تھا کہ یہ Rule 83(C) کے تحت نہیں آتی۔ لیکن میں نے ان کے احترام میں اس کی sensitivity کے بارے میں بات کی ہے ۔ اس لیے میں نے اس کا جواب پیش کیا ہے اور ان کو یقین دہانی کرائی ہے کہ ایسے حصے اگر غلطی سے آ جاتے ہیں تو ہم انھیں حذف کرا دیتے ہیں۔ اور پڑھانے میں ایسے حصے نہیں آتے۔ ایسے حصے جو قابل اعتراض ہوتے ہیں وہ سلیبس میں سے حذف کر

دیے جاتے ہیں اور ایسا کام ہم پاکستان میں کر کیسے سکتے ہیں؟ ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ اسلامی ملک ہے۔ اس میں اسلامی اقدار کے خلاف کوئی بات آ ہی نہیں سکتی، اس لیے میں ان کو پوری یقین دہانی کرا رہا ہوں۔ اس کے بعد انھیں اس تحریک التوائے کار کو پریس نہیں کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر، یہ کالج میں نہیں پڑھائی جا رہی؟

وزیر تعلیم، نہیں جناب والا! ایسی کوئی بات نہیں۔

جناب سپیکر، جی، منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس، معزز منسٹر یہ یقین دہانی کرا رہے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کی یقین دہانی محکمے کے لکھے ہوئے جواب پر مبنی ہے۔ میں اس کو پریس نہیں کرتا۔

جناب سپیکر، منیس صاحب اس کو پریس نہیں کرتے۔ یہ disposed of تصور ہوئی۔ یہ کتاب منیس صاحب کو دے دی جائے۔ ایک تحریک التوائے کار جناب سعید اکبر خان کی طرف سے ہے۔ آپ اسے پڑھ دیں، کیونکہ وقت بہت کم ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میری تین تحاریک التوائے کار ہیں جو مفاد عامہ سے متعلق ہیں۔

جناب سپیکر، ایک ہی پڑھ دیں، چونکہ وقت بہت کم ہے۔ آپ دیکھ لیں کون سی پڑھنی ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! دو کی اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر، دو ہی پڑھ دیں۔

ضلع بھکر تھانہ منکیرہ میں پولیس کا دو شہریوں پر وحشیانہ تشدد

جناب سعید اکبر خان ، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ضلع بھکر کی تحصیل منکیرہ کے تھانہ منکیرہ کے S.H.O. محمد اسلم نے گزشتہ روز مسمیان خان محمد لک سکنہ چک نمبر 73 ایم ایل اور غلام محمد بلوچ سکنہ کورہیٹا کو گرفتار کر کے تھانہ میں لایا اور S.H.O. مذکور نے ان دونوں اشخاص کو تھانہ کے سامنے جھنگ بھکر روڈ پر باری باری برہنہ کر کے سر عام بے پناہ وحشیانہ تشدد کا نشانہ بنایا اور مسمی غلام محمد بلوچ کو رسے سے باندھ کر تھانہ کے سامنے ایک درخت کے ساتھ الٹا لٹکا دیا۔ S.H.O. نے مسمیان مذکور کو کہا کہ آپ کو ڈاکٹر داؤد کی چوری کے مقدمے میں گرفتار کیا گیا ہے' مگر ان کے لواحقین نے جب ڈاکٹر داؤد سے رابطہ کیا تو اس نے تھانے میں آ کر کہا کہ میں نے آپ دونوں پر کوئی الزام لگایا ہے اور نہ ہی کسی قسم کے شک کا اظہار کیا ہے۔ اس کے بعد S.H.O. محمد اسلم نے تین چار روز تک تھانے میں رکھنے کے بعد دونوں سے بھاری رقم بطور رشوت وصول کر کے چھوڑ دیا۔ اسی روز ایک اور شخص مسمی ملک کھن چھینا سابق ممبر یونین کونسل جو کہ انتہائی بیمار تھا اور ثبوت کے طور پر اپنی بیماری کا میڈیکل سرٹیفکیٹ بھی S.H.O. کو دکھایا مگر اس کے باوجود اس پر بھی وحشیانہ تشدد کیا گیا اور تین چار روز تک تھانے میں رکھنے کے بعد رشوت لے کر چھوڑ دیا۔

شریف شہریوں کو بغیر کسی جرم کے گرفتار کر کے تھانے میں بے پناہ تشدد کا نشانہ بنانا S.H.O. مذکور کا معمول بن چکا ہے۔ انصاف عوام کی دہلیز تک پہنچانے اور پولیس کو نکیل ڈالنے کے بلند و بالا نعروں' دعوؤں اور تمام تر کوششوں کے باوجود بھی پولیس کی فرعونیت میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ تھانہ منکیرہ کے S.H.O. مذکور کے اس رویے سے صوبے بھر اور بالخصوص ضلع بھکر کے عوام میں شدید بے چینی اور خوف و ہراس پایا جانے لگا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ مذکورہ واقعے کو اسمبلی میں زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔

مال روڈ کلب روڈ چوک کے قریب گاڑی چھیننے کی کوشش

جناب سعید اکبر خان: میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 4 فروری 1998ء کو روزنامہ جنگ لاہور اور دیگر تمام قومی اخبارات میں یہ شہ سرخی کے ساتھ شائع ہوئی ہے کہ ٹریفک اشارے پر رکی گاڑی چھیننے کی کوشش' تاجر زخمی۔

واقعہ یوں ہے کہ وزیراعلیٰ ہاؤس اور جی۔ او۔ آر سے چند گز کے فاصلے پر شاہراہ قائداعظم کے کلب روڈ چوک کے سگنل پر ایک ڈاکو نے درجنوں گاڑیوں کے ہجوم میں فائرنگ کر کے نوجوان تاجر سجاد رسول کو شدید زخمی کر دیا۔ اس سارے واقعے کو چوک میں تعینات ٹریفک سارجنٹ اور وی آئی پی آمد کی ڈیوٹی پر متعین پولیس افسران نے دیکھا اور فائرنگ کی آواز بھی سنی' مگر پولیس کی موجودگی میں ڈاکو فرار ہونے میں کامیاب ہوگیا۔ اس خبر کی اخبارات میں اشاعت سے صوبے بھر کے عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جانے لگا ہے۔لہٰذا مذکورہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیربحث لایا جائے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! یہ تحریک بھی pending ہوئی' اگلے اجلاس میں آ جائے گی۔ ایک تحریک التوائے کار سعید احمد منیس صاحب کی ہے۔منیس صاحب! آپ بھی پڑھ دیں۔

سال 97- 1996 کے لیے زرعی انکم ٹیکس کی غیر قانونی وصولی

جناب سعید احمد خان منیس: شکریہ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ قانون زرعی انکم ٹیکس پنجاب بابت 1997ء کی دفعہ 3 کی ذیلی شق (2) میں درج ہے کہ قانون ہذا کے نافذ ہونے سے 30 جون 1997ء کے عرصے میں کی گئی پہلی تشخیص کو ہی ٹیکس سال 97-1996ء کی تشخیص تصور کیا جائے گا۔ اس قانون کے نفاذ سے زبردستی زرعی ٹیکس وصول کیا جا رہا ہے' جبکہ اس قانون میں ترمیم کر دی گئی ہے کہ یہ قانون یکم جولائی 1997ء سے نافذالعمل ہوگا۔ اسی طرح 97-1996ء میں جو ٹیکس وصول کیا گیا ہے حکومت کو واپس کر دینا چاہیے تھا اور متذکرہ سال کے ٹیکس کی مزید وصولی بند کر دینی چاہیے تھی۔ لیکن انتہائی افسوس کی

بات ہے کہ نہ تو حکومت نے ابھی تک کاشت کاروں سے وصول کیا ہوا ٹیکس واپس کیا ہے اور نہ ہی متذکرہ سال کے ٹیکس کی وصولی بند کی ہے۔ حکومت کا یہ اقدام قانون کی دھجیاں بکھیرنے اور قانون کی کھلی خلاف ورزی کے مترادف ہے۔ قانون کی حکمرانی اور بالا دستی کے حکومتی دعوے صرف دعوے ہی ہیں جس سے عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ ایوان کی کارروائی معطل کر کے اس پر فوری بحث کی جائے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! یہ بھی پھر pending ہوتی ہے۔ تحاریک التوائے کار کا وقت اب ختم ہوتا ہے۔

راجہ محمد خالد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: راجہ محمد خالد خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

راجہ محمد خالد خان: جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ متعدد اخبارات کے اداریوں میں یہ بات آ چکی ہے کہ یہ ہاؤس نامکمل ہے۔ آج تقریباً سال ہو چکا ہے لیکن مجالس قائمہ کے انتخابات آج تک نہیں ہوئے۔ میں آپ سے یہ جاننا چاہوں گا کہ اس میں تاخیر کی کیا وجوہات ہیں اور یہ تاخیر کیوں کی جا رہی ہے کہ ایک سال گزرنے کے باوجود بھی ان مجالس قائمہ کو عمل میں نہیں لایا گیا۔

جناب سپیکر: جی وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون: جناب سپیکر! معزز رکن نے جس امر کی نشان دہی کی ہے یہ بالکل درست بات ہے اور میں یہاں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ میں نے گزشتہ اجلاس میں یہ بات کہی تھی کہ جلد از جلد ان انتخابات کو مکمل کرایا جائے گا۔ جناب سپیکر! میں آج اس معزز ایوان میں یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ کل سے ہم ان کمیٹیوں کے انتخابات شروع کروا رہے ہیں اور جس قدر جلد ممکن ہوا ان کو مکمل کرایا جائے گا۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر: اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

ملک غلام مرتضٰے میتلا

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست ملک غلام مرتضٰے میتلا رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I am feeling unwell, therefore I am unable to attend the session of the Assembly to day.

Today's leave is requested.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ایس اے حمید

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب ایس اے حمید رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

مورخہ 6 فروری بروز جمعہ ایک ضروری کام کی وجہ سے اسمبلی کا اجلاس attend نہیں کر سکا۔ لہٰذا اس یوم کی رخصت تصور کی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری بدرالدین

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست چودھری بدرالدین رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ بندہ کی والدہ محترمہ گزشتہ دنوں وصال کر گئیں تھیں جس کی وجہ سے بندہ مورخہ 98-02-06 کو اسمبلی سیشن میں شامل نہ ہو سکا۔

لہٰذا استدعا ہے کہ مورخہ 98-02-06 کی رخصت عنایت کی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

سردار محمد اویس خان لغاری

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست سردار محمد اویس خان لغاری صاحب ایم پی اے (پی پی 204) رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر سردار محمد اویس خان لغاری صاحب ایم پی اے (پی پی 204) پنجاب اسمبلی کے رواں اجلاس (6 فروری تا 11 فروری 1998ء) میں شریک ہونے سے قاصر ہیں۔ انھوں نے مجھے ہدایت کی ہے کہ میں آپ سے ان کی اس سیشن سے رخصت کی درخواست کروں اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ سردار محمد اویس خان لغاری صاحب کی اس اجلاس سے رخصت منظور کر کے مشکور فرمائیں۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

مسودات قانون

ہنگامی قانون (ترمیم) مقامی حکومت و دیہی ترقی پنجاب مجریہ 1998

(جو پیش کیا گیا)

MR SPEAKER: We take up Government Business.

"The Punjab Local Government (Amendment) Ordinance 1998 (Bill No. 1 of 1998". Minister for Law.

MINISTER FOR LAW: Sir, I lay:

"The Punjab Local Government (Amendment) Ordinance 1998 (Bill No. 1 of 1998". on the Table of the House.

MR SPEAKER: "The Punjab Local Government (Amendment) Ordinance 1998 (Bill No. 1 of 1998". has been laid on the Table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under Rule 91(6) of the Rules of Procedure

. It is referred to the Standing Committee on Local Government and Rural Development for the Report by 31st March, 1998.

مسودہ قانون(ترمیم) ترقیاتی ادارہ، لاہور مصدرہ 1997ء

MR SPEAKER: Now, we take up--

"Lahore Development Authority (Amendment) Bill 1997 (Bill No II of 1997.)" Minister for Law.

MINISTER FOR LAW: Sir , I move that the Lahore Development authority (Amendment)Bill 1997 (Bill No II of 1997) as recommended by the Standing Committee on Housing , Physical and Environmental Planning , be taken into consideration at once

MR SPEAKER The motion moved is that the Lahore Development authority (Amendment)Bill 1997 (Bill No II of 1997) as recommended by the Standing Committee on Housing , Physical and Environmental Planning , be taken into consideration at once.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: I oppose it, Sir.

MR SPEAKER: There are two amendments received in it. The first amendment is from--

1. Mr Saeed Ahmad Khan Manais, MPA,
2. Mr Moazzam Jahanzeb Ahmad Khan Wattoo, MPA,
3. Nawabzada Mansoor Ahmad Khan, MPA,
4. Sahibzada Muhammad Usman Khan Abbasi, MPA,
5. Sardar Rafique Haider Leghari, MPA,
6. Malik Saleem Iqbal, MPA,
7. Mr Khalid Javed Waraich, MPA,

8. Syed Masood Alam Shah, MPA

9. Mr Ikramullah Khan Niazi, MPA

10. Pir Shujaat Hasnain Qureshi, MPA

Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Sir , I move that the Lahore Development authority (Amendment) Bill 1997 (Bill No II of 1997) as recommended by the Standing Committee on Housing , Physical and Environmental Planning , be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th April, 1998.

MR SPEAKER: The amendment moved is that the Lahore Development Authority (Amendment) Bill 1997 (Bill No II of 1997) as recommended by the Standing Committee on Housing , Physical and Environmental Planning , be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th April, 1998.

MINISTER FOR LAW: I oppose it Sir.

جناب سپیکر: جناب سعید احمد خان منیس۔

جناب سعید احمد خان منیس: شکریہ جناب سپیکر۔ جناب والا! یہ بل لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی ایکٹ، 1975ء میں ترمیم کے لیے پیش کیا گیا ہے ۔ میں مختصراً یہ بتانا چاہوں گا کہ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی اس ایکٹ کے تحت 1975ء میں معرض وجود میں آئی تھی۔ صوبائی اسمبلی سے 5 مارچ 1975ء کو یہ پاس ہوئی اور گورنر نے اسے 3۔ اپریل کو منظور کیا۔ میں مزید آگے جانے سے پہلے اس اتھارٹی کی constitution آپ کے سامنے پیش کرنا چاہوں گا۔ اس کی constitution میں ہے کہ،

The Authority shall consist of Chief Minister of the Punjab as member and the Chairman of the Authority:

1.	Minister for Housing and Physical Planning	Member
2.	Minister for Local Government & Social Welfare, Government of the Punjab.	Member
3.	Chief Secretary, Punjab.	Member

4. Chairman Planning & Development Board, Punjab — Member

5. Secretary to Government of the Punjab, Finance Department. — Member

6. Secretary to Government of the Punjab, HP & EP Department. — Member

7. Secretary to Government of the Punjab, Transport Department. — Member

8. Mayor, Lahore Municipal Corporation. — Member

All the Chairmen of the Municipal Committees of the City of Lahore, Members and such other persons as may be appointed by the Government. Members

Director General of the Authority. — Member

All the Managing Directors of the Agencies established by the Authority, Member & two Members of the Provincial Assembly of the Punjab elected from the area to be nominated by the Government. — Members

جناب سپیکر! یہ ممبرز ہوں گے۔ اس constitution میں آپ نے دیکھا کہ اس آئین میں منتخب نمائندے بھی ہیں، اس میں بیوروکریٹس بھی شامل ہیں، اس میں دو وزراء ہیں اور وزیر اعلیٰ صاحب اس کو head کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر! 1992ء میں ایک وائس چیئرمین کا عہدہ create کیا گیا۔ سیکشن 4(a) میں ایک ترمیم کر کے یہ وائس چیئرمین کا عہدہ معرض وجود میں آیا۔ اس میں وزیر اعلیٰ بلحاظ عہدہ اس اتھارٹی کا چیئرمین ہے اور جو وائس چیئرمین کی پوسٹ create کی گئی یہ ایک inactive post ہے، اس کو کوئی policy powers delegate نہیں کی گئیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے چند unimportant powers ان کو منتقل کی ہیں اور ان چند میں بھی ایسے اختیارات دیے ہیں جن کو بہت misuse کیا جاتا رہا ہے۔ اس میں ایسی powers delegate کی گئی ہیں جو کہ دراصل ڈائرکٹر جنرل کے اختیارات تھے اور چند ایسے اختیارات، جن کو وزیر اعلیٰ exercise نہیں کرنا چاہتے تھے، وہ وائس چیئرمین کو دے دیے اور وہ powers بہت ہی زیادہ misuse ہوئیں اور جس طرح ایل ڈی اے کی الاٹمنٹس اور ان کی تعیناتیوں میں ان powers کو abuse کیا گیا وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں۔ جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ ایک چیئرمین کے عہدے میں بہت lenghty

procedure ہوگیا ہے اور اتھارٹی پر بہت زیادہ مالی بوجھ پڑ گیا ہے۔ جناب والا! آپ خود جانتے ہیں اور معزز اراکین اسمبلی بھی اخبارات میں پڑھتے ہیں کہ یہ کہا جاتا ہے کہ اتھارٹی بالکل bankrupt ہو چکی ہے اور اس کے اثاثے بھی فروخت ہو چکے ہیں اور اب مزید اثاثوں کو فروخت کر کے تنخواہیں پورا کرنا چاہتے ہیں۔ جناب والا! اس کے علاوہ وائس چیئرمین کو ایک علیحدہ دفتر دیا گیا ہے جو کہ اس اتھارٹی پر بہت ہی زیادہ بوجھ ہے۔ اس کے بہت زیادہ اخراجات ہیں۔ اس کے سٹاف میں ایک گریڈ 19 کا ڈائرکٹر ہے' ڈپٹی ڈائرکٹرز ہیں' اسسٹنٹ ڈائرکٹرز ہیں' supporting staff ہے' بنیادی سکیل ایک سے لے کر سکیل 19 تک ہیں' اور اس کے بہت ہی زیادہ مالی فوائد ہیں جیسا کہ اس میں ہاؤس رینٹ ہے' اپنے لیے اور فیملی کے لیے میڈیکل کی سہولت ہے۔ مفت بجلی ہے' مفت گیس ہے' گھر اور دفتر میں مفت ٹیلی فونز ہیں اور فونز کی کالز پر کوئی قدغن نہیں۔ ایک fleet of cars ہے جسے وائس چیئرمین استعمال کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ entertainment allowance ہے اور ٹریولنگ الاؤنس وغیرہ ہیں۔ غرضیکہ بہت huge benefits ہیں جو کہ ایک وائس چیئرمین لے رہا ہے۔ اب حکومت اس ترمیم کے ذریعے ایک کی بجائے دو وائس چیئرمین لانا چاہ رہی ہے' تو آپ خود اندازہ لگائیں کہ جہاں ایک وائس چیئرمین کا اتھارٹی پر اتنا زیادہ مالی بوجھ ڈالا گیا ہے تو دوسرے وائس چیئرمین سے ایل ڈی اے پر کتنا بوجھ ہوگا۔ جناب والا! پرانی ترمیم کے تحت میاں عبدالستار صاحب ایم پی اے کو وائس چیئرمین بنایا گیا اور اب دوسرا وائس چیئرمین مسٹر بلال یٰسین' جن کو آرڈیننس جاری ہونے کے دن سے ہی یعنی 25۔ جولائی 1997ء کو notify کیا گیا ہے۔ جناب والا! آپ حیران ہوں گے کہ اس میں جلد بازی کی گئی ہے کہ جب ہم آرڈیننس اور ان کی تعیناتی کی تاریخ کو دیکھتے ہیں تو 25۔ جولائی کو آرڈیننس جاری کیا گیا اور 25 جولائی کو ہی ان کو بطور وائس چیئرمین واسا ایل ڈی اے notify کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ اس ایکٹ میں واسا کے وائس چیئرمین کی کوئی provision نہیں۔ لیکن جیسے آپ یہاں دیکھتے ہیں کہ قانون کی دھجیاں بکھیری جا رہی ہیں۔ ایک وائس چیئرمین کا عہدہ' جو کہ واسا کے کوئی رولز ہی نہیں ہیں' اس میں وائس چیئرمین واسا ایل ڈی اے کو notify کیا گیا ہے اور اسی دن 25 جولائی کو ہی آرڈیننس اور notification جاری کیا جاتا ہے۔ مجھے تو یہ سمجھ نہیں آتی کہ اس میں ایسی کیا جلد بازی تھی کہ اسی دن آرڈیننس جاری کیا اور اسی دن notify کر دیا۔ جناب والا! دو عہدوں میں مزید مالی بوجھ ہوگا اور آپ کو پتا ہے کہ ہماری معاشی حالت کیا ہے؟ معاشی حالت تو بالکل shatter ہو

چکی ہے اور اب حالت یہ ہے کہ ہم بھیک مانگ رہے ہیں۔ وہ کشکول، جس کو توڑنے کا اعلان کیا گیا تھا، اب ہم وہ کشکول اٹھائے پھر رہے ہیں اور یہاں نئے نئے عہدے create کیے جا رہے ہیں، مزید مالی بوجھ بڑھائے جا رہے ہیں اور حال ہی میں گورنر سٹیٹ بنک آف پاکستان نے اسی بنیاد پر استعفیٰ دے دیا ہے کہ حکومت ایسے اخراجات چاہ رہی ہے کہ ایسے long term loans دیے جائیں جس کا ہمارا ملک متحمل نہیں ہوسکتا۔ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی جو over burdened ہے، اس کے پاس پیسہ نہیں ہے۔ وہاں پر مزید ایک وائس چیئرمین کا عہدہ create کرنا میری سمجھ سے بالا تر ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ قطعاً نہیں ہونا چاہیے۔ جب پہلے ہی ایک وائس چیئرمین ہے اور آپ خود powers exercise نہیں کرنا چاہتے۔ اگر وزیر اعلیٰ اس میں زیادہ وقت نہیں دے سکتے تو پھر وائس چیئرمین ہے، اس کے بعد ڈائرکٹر جنرل ہے، آپ ان سے کام لیں اور میرے خیال میں وہ بطریق احسن کام کر سکتے ہیں۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ بنیادی طور پر یہ عوامی مفاد کے خلاف ہے، It tantamounts to destruction of Development Authority. جہاں ایک سے زیادہ عہدیدار ہوں گے تو وہاں diarchy لازماً ہوگی۔ وہاں leg pulling ہوگی، پھر افسران اور ماتحت آفیشلز یہ سوچیں گے کہ ہم اپنی loyalties چیئرمین کے ساتھ رکھیں، دو وائس چیئرمینوں کے ساتھ رکھیں یا ڈائرکٹر جنرل کے ساتھ رکھیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ diarchy اس میں مزید destruction کا باعث بنے گی۔ جناب سپیکر! اس کے بعد دو وائس چیئرمینوں کے ساتھ ایسے multifarious problems آئیں گے کہ ایل ڈی اے اپنے اصل مقصد پر توجہ نہیں دے سکے گی کہ وہ ڈرینج اور واٹر سپلائی کی سکیموں پر، انوائرمنٹ اور آلودگی وغیرہ کی سکیموں پر توجہ دے، اور میں سمجھتا ہوں کہ،

> It will be a perpetual tug of war of administrative powers between the Vice Chairmen and Director Generals.

اور سابقہ ادوار میں یہ دیکھا بھی گیا ہے کہ وائس چیئرمین اور ڈائرکٹر جنرل کے اکثر و بیشتر clashes ہوتے ہیں اور بڑی بدمزگیاں پیدا ہوئی ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ حکومت وائس چیئرمین کی سیٹ میں اضافے کے لیے یہ ترمیم کیوں لا رہی ہے؟ ویسے بھی ڈائرکٹر جنرل اس اتھارٹی کے چیف ایگزیکٹو ہیں۔ اس کے پاس all major powers ہیں جیسا کہ اس میں،

> Preparation of schmemes, acquisition of land, creation and

abolition of posts, punishments, transfers and promotion, maintenance of funds, exemption, sale of residential and commercial plots, levy and collection of taxes, rates and fees etc.

پہلے ہی تمام اختیارات ان کے پاس ہیں اور اس میں فلاسفی بھی یہی تھی کہ ان میں ایک combination ہو' اس میں سیاسی لوگ بھی شامل ہوں' well trained لوگ بھی شامل ہوں' تجربہ کار لوگ بھی شامل ہوں اور یہ اس اتھارٹی کے معاملات کو چلائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایک combination چل رہا ہے' حالانکہ اتھارٹی ruin ہو رہی ہے۔ لیکن چونکہ معزز ہاؤس پہلے ہی ایک پوسٹ کو منظور کر چکا ہے اب اس میں دوسری پوسٹ کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے بعد گورنمنٹ سرکل میں یہ کہا جاتا ہے کہ اس میں منتخب نمائندوں کو زیادہ سے زیادہ شامل کیا جائے۔ جناب سپیکر! میں نے جب اس کی constitution دیکھی ہے' لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں دو وزراء شامل ہیں۔ میئر ہیں' ایم پی ایز ہیں' یعنی collective wisdom ہے۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اب اس میں وائس چیئرمین کے مزید عہدے کی ضرورت نہیں۔ اس طرح سے ایل ڈی اے کی ورکنگ خراب ہوگی بہتر نہیں ہوسکتی۔ پھر یہ بھی ہے کہ حکومت دونوں وائس چیئرمینوں کو کس طرح سے مطمئن کرے گی؟ پاورز پر بھی جھگڑا شروع ہو جائے گا۔ ایک چیئرمین کچھ مانگے گا دوسرا کچھ مانگے گا۔ اس سے گورنمنٹ کو بھی مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا۔ پھر جس طرح سے میں نے عرض کیا ہے کہ tripple loyalties والی بات ہو جائے گی۔ کوئی کسی کو جواب دہ نہیں ہوگا۔ جہاں پر زیادہ عہدے دار ہوں گے تو ظاہر ہے کہ وفاداریاں بھی مختلف لوگوں کے ساتھ اپنے اپنے حساب سے ہوں گی۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ جیسے پہلے لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں سکینڈل ہوئے ہیں اور وائس چیئرمین نے misuse of power بھی کی ہے۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ہاؤس' جو کہ بہت ہی معزز ہے اور اس کی بہت عزت ہے' نئے عہدے قائم کرنے سے یہ اسمبلی "Champion of promoting corruption and inefficiency" کہلائے گی۔ میں نہیں چاہتا کہ جہاں ہمیں پہلے ربڑ سٹیمپ کہا جا رہا ہے وہاں پر ہمیں "Champion of corruption" بھی کہا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کو ـــــ

جناب آصف علی ملک، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ابھی معزز رکن وائس چیئرمین کی ترمیم پر

بات کر رہے تھے۔ میری گزارش یہ ہے کہ کیا ان کو وہ سابقہ دور بھول گیا ہے جب جاوید عمر خان وائس چیئرمین تھا اور انٹی کرپشن کے کئی مقدموں میں ملوث تھا' جس نے لوٹ کھسوٹ کا میدان گرم کر رکھا تھا؛ کیا ان کو وہ وقت یاد ہے؟ آج تو حکومت وائس چیئرمین کا عہدہ اس لیے قائم کر رہی ہے کہ وہ سمجھتی ہے کہ وہ اس کی کارکردگی بہتر کرنے کے لیے یہ عہدہ قائم کر رہی ہے' کیونکہ اس کا کوئی سکینڈل ابھی تک سامنے نہیں آیا۔

جناب سپیکر، منیں صاحب! اس میں بار بار repetition ہو رہی ہے۔ کوئی 15 منٹ آپ اس پر بول چکے ہیں۔ اب میرے خیال میں اس کو وائنڈ اپ کیا جائے۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! اس ہاؤس کی یہ روایت ہے کہ قائد حزب اختلاف جب بات کر رہے ہوں تو انھیں interrupt نہیں کیا جاتا۔ اس لیے میری یہ گزارش ہے کہ اس سے ممبران کو آگاہ رکھا جائے۔ قائد حزب اختلاف کو اگر روکا گیا تو کل کو جب قائد ایوان بات کریں گے انھیں بھی interrupt کیا جائے گا۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے' یہ روایت موجود ہے۔

جناب آصف علی ملک، جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ قائد حزب اختلاف کی بات کو interrupt کروں۔ میں نے صرف ریکارڈ کو درست کرنے کے لیے جاوید عمر خان کا نام لیا اور مجھے اب پتا چلا ہے کہ فاضل رکن' جنھوں نے یہ نکتہ اٹھایا ہے' ان کی ان کے ساتھ کیا وابستگی ہے۔ لیکن بہرحال' ریکارڈ کو درست کرنے کے لیے میں نے جاوید عمر خان کا نام لیا ہے۔

جناب سپیکر، منیں صاحب! اس کے اوپر میرے خیال میں کافی بات ہو چکی ہے۔ پندرہ منٹ تو ہو چکے ہیں' اس لیے اب اسے وائنڈ اپ کریں۔

جناب سعید احمد خان منیں، جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ آپ مجھے اس پر بات کرنے کا موقع دیں' کیونکہ یہ ایک اہم مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر، اس کے بعد بھی آپ کی اس میں کافی تراسیم ہیں۔ آگے بھی بات کرنے کا موقع آئے گا۔

جناب سعید احمد خان منیں، جناب والا! آپ مجھے موقع دیں تاکہ میں justify کر سکوں۔

جناب سپیکر، نہیں justify تو .....

جناب سعید احمد خان منیس، معزز رکن نے ابھی بات کی ہے کہ----

جناب سپیکر، نہیں آپ اس طرف نہ جائیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ کرپشن کس طرح زیادہ ہو گی۔

جناب سپیکر، اس کے اوپر ہی اپنے آپ کو confine رکھیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! کرپشن کے متعلق میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اس طرح misuse of power ہو رہی ہے۔ اس سے پہلے بھی وائس چیئرمین کا جو پہلا عہدہ تھا۔

جناب سپیکر، آخر اس کا کوئی وقت بھی تو ہوتا ہے۔ آپ کو ایک ترمیم پر بات کرتے ہوئے پندرہ منٹ تو ہو گئے ہیں۔ ابھی اور دوستوں نے بھی بولنا ہے اور پھر وزیر قانون صاحب جواب بھی دیں گے۔ پھر اس کے بعد بھی آپ کی ترامیم موجود ہیں۔ آپ کا نقطۂ نظر تو آ گیا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں کوشش کرتا ہوں کہ جلدی وائنڈ اپ کروں، لیکن پھر بھی مجھے تھوڑا سا وقت لگ جائے گا۔

جناب سپیکر، ایک دو منٹ میں وائنڈ اپ کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! ایک دو منٹ میں تو وائنڈ اپ نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر، پندرہ منٹ آپ اس پر بات کر چکے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ یہ ایک بہت ہی اہم معاملہ ہے جسے میں سمجھتا ہوں کہ ہاؤس میں زیر بحث لانے سے پہلے، اس کو منظور کرنے سے پہلے سرکولیٹ کیا جائے۔ جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک چیئرمین کی پوسٹ کافی ہے۔ اگر آپ نے دوسری وائس چیئرمین کی پوسٹ لانی ہے تو پھر ڈائرکٹر جنرل کی پوسٹ کو ختم کر دیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب اگر اتھارٹی کو وقت نہیں دے سکتے تو وزیر اعلیٰ صاحب کی چیئرمین شپ ختم کر کے وزیر ہاؤسنگ کو چیئرمین بنا دیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس میں دوسری پوسٹ کی کوئی ضرورت ہے۔ خاص طور پر اتھارٹی کی آگے جو ایجنسیاں ہیں، جیسے ٹیپا ہے اور واسا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ ان کی موجودگی میں وائس چیئرمین کی

پوسٹ کی کوئی ضرورت نہیں ۔ اگر حکومت نے اپنے بندوں کو اکاموڈیٹ ہی کرنا ہے تو آگے نامزدگیاں آ رہی ہیں۔ ماشاء اللہ لوکل گورنمنٹ میں بھی نامزدگیاں کرنی ہیں۔ اگر جمہوریت کو ختم ہی کر رہے ہیں تو اس میں اپنے زیادہ سے زیادہ بندے کھپا لیں۔ جناب سپیکر! جتنے زیادہ صوابدیدی اختیارات۔۔۔۔

جناب سپیکر! میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ پہلے ہاؤس کو in order کریں تاکہ میں اپنی بات کو جاری رکھ سکوں۔

جناب سپیکر ، راجہ خالد صاحب! اس طرف توجہ دی جائے۔ ہاؤس کی کارروائی چل رہی ہے۔ قائد حزب اختلاف صاحب کی تقریر ہو رہی ہے۔ آپ براہ مہربانی اس طرف توجہ دیں۔ اپوزیشن لیڈر صاحب سے بھی گزارش ہے کہ وہ بار بار دہرانے کی بجائے تقریر اس طرح کریں کہ دل چسپی پیدا ہو' کیونکہ اس طرح سے دل چسپی پیدا نہیں ہوتی جب آپ ایک ہی چیز کو بار بار دہرائیں گے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں ابھی اس میں دل چسپی پیدا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر ، اب آپ کو پندرہ بیس منٹ تو ہو گئے ہیں۔ اب اگلی ترمیم میں آپ دل چسپی پیدا کیجیے گا۔

جناب سعید احمد خان منیس ، جناب والا! آپ مجھے اس پر بات کرنے دیں۔

جناب سپیکر ، آپ ایک دو منٹ میں وائنڈ اپ کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس ، جناب والا! میں آپ کو justify کرنے کی کوشش کروں گا کہ جتنے زیادہ صوابدیدی اختیارات آپ دیں گے اس سے کرپشن بڑھے گی۔ کرپشن کا بھی کوئی ایک مطلب نہیں ہوتا' اس میں بہت سی چیزیں آ جاتی ہیں۔ میں آپ کو یہ بتاؤں گا کہ کرپشن کا مفہوم کیا ہے؛ کون کون سی ایسی چیزیں ہیں جو کرپشن کے زمرے میں آتی ہیں۔

وزیر خوراک ، جناب والا! ہمیں تو پتا نہیں۔ یہ پچھلی حکومت میں رہے ہیں ان کو پتا ہو گا۔

جناب سعید احمد خان منیس، وہ بھی میں ابھی بتاتا ہوں۔

جناب سپیکر ، ایک ترمیم پر پندرہ منٹ سے زیادہ نہیں بولا جا سکتا۔

جناب سعید احمد خان منیس ، جناب سپیکر! میں آپ سے یہ گزارش کروں گا۔۔۔۔

جناب سپیکر، میں آپ کو رول پڑھ کر سنا دوں؟

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! مجھے آپ اجازت دیں اور یہ روایات ہیں کہ ----

جناب سپیکر، پندرہ منٹ سے اوپر ہو گئے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! آپ تو ماشاء اللہ پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ روایت یہ ہے اور آپ بھی مہربانی کرتے ہیں قائد حزب اختلاف کو روکا بھی نہیں جاتا اور وقت کی بھی اس پر کوئی قدغن نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر، نہیں ہوتی' وقت مقرر تو کیا جا سکتا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ Power makes a man corrupt. اور Absolute power makes a man absolute corrupt ۔ جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کو unbridled powers دے کر اس قسم کے عہدے پیدا کرنا اور ان کو اس قسم کی پاورز دینا میں سمجھتا ہوں کہ مناسب نہیں ہے۔ پھر یہ ہے کہ ایسا سیاسی طور پر نوازنے کے لیے عہدہ بنایا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر! اس کو آپ ہارس ٹریڈنگ نہیں کہیں گے تو کیا کہیں گے؟ یہاں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہارس ٹریڈنگ ختم کی جا رہی ہے' میں سمجھتا ہوں کہ ایسے عہدے قائم کر کے ہارس ٹریڈنگ کو فروغ دیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! اس سے پہلے وائس چیئرمین نے جو misuse of powers کی ہیں ان کے متعلق عرض کرتا ہوں ۔ لاکھوں اور کروڑوں روپے کی embezzlement کی ہے اور اس کی کرپشن کے متعلق میں مختصراً آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ سب سے پہلے میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ کا ذکر کرتا ہوں جس میں مخصوص پاورز تھیں اور اس میں دس فی صد کوٹا رکھا گیا تھا لیکن اس کو misuse کر کے ہزاروں پلاٹ' جو کہ کروڑوں روپے کے تھے' اختیارات کا غلط استعمال کرتے ہوئے الاٹ کیے گئے۔ ایک وقت تو ایسا بھی آیا تھا جب سینکڑوں پلاٹ تقسیم کیے گئے تھے' جن کی مالیت اربوں روپے تھی۔ جناب والا! اب ان میں سے کچھ کا میں ذکر بھی کرنا چاہتا ہوں اور ان کو elaborate بھی کرنا چاہتا ہوں تاکہ میں آپ کو یہ بتا سکوں۔ جناب سپیکر! جب میں ہزاروں پلاٹوں کی بات کرتا ہوں تو اس میں ----

جناب سپیکر، منیس صاحب! میرے خیال میں اب اس کو وائنڈ اپ کریں۔ اب آپ کو بات کرتے

ہوئے بیس پچیس منٹ ہو گئے ہیں۔ ایک ترمیم پر بات کرنے کے لیے اتنا وقت تو نہیں ہوتا۔ آپ کیوں فکر کرتے ہیں؟ آگے بھی آپ نے repeat ہی کرنا ہے۔ اس میں کوئی فکر والی بات نہیں ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! آپ خود ہی دیکھیں میں تو چاہتا ہوں کہ میں اس سلسلے میں کچھ contribute کروں۔

جناب سپیکر، مجھے خوشی ہے کہ آپ contribute کریں گے اور کر رہے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں اس کو پانچ منٹ میں ختم کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، نہیں پانچ منٹ میں نہیں دو منٹ میں اس کو ختم کریں۔ اب بیس پچیس منٹ ہونے والے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! آپ اگر اسی طرح ٹوکتے رہے تو وقت ضائع ہو گا۔

جناب سپیکر، ٹوکنے کی بات تو ہے' کیوں کہ بار بار ایک ہی چیز سامنے آ رہی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں اس کو وائنڈ اپ کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، دو منٹ میں وائنڈ اپ کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں پانچ منٹ میں وائنڈ اپ کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، شکریہ جی۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! اب جو الاٹمنٹس کی گئی ہیں اس میں نیو گارڈن ٹاؤن میں 56 پلاٹس دیے گئے ہیں' گلبرگ میں 17 پلاٹس دیے گئے ہیں۔ میں یہ ایک دن کی بات کر رہا ہوں جب یہ الاٹ ہوئے ہیں۔ ماڈل ٹاؤن extension میں 58 پلاٹس دیے گئے ہیں' علامہ اقبال ٹاؤن میں 62 پلاٹس دیے گئے ہیں' فیصل ٹاؤن میں-----

جناب سپیکر، وائس چیئرمین کی ترمیم سے اس کا کیا تعلق ہے؟

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں اسی حوالے سے عرض کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، یہ اس کا حوالہ بھی نہیں بنتا۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب misuse of powers-----

جناب سپیکر، کچھ بات تو سلیقے کی ہونی چاہیے' کوئی بات تو relevant ہونی چاہیے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! یہ بالکل relevant ہے۔

جناب سپیکر، یہ relevant تو نہیں ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں عرض کر رہا ہوں کہ یہ وائس چیئرمین کا عہدہ create کر کے اس کو powers دی جائیں گی اور وہ powers will be misused اور misuse of powers کی میں آپ کو چند مثالیں پیش کر رہا ہوں۔ تو اس میں گجر پورہ کے 475 پلاٹس ہیں' تاج پورہ کے .....

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ(جناب آصف علی ملک)،پوائنٹ آف آرڈر سر!

جناب سپیکر، ان کو اپنی بات مکمل کر لینے دیں۔ جی' آپ کی بات مکمل ہوگئی؟

جناب سعید احمد خان منیس، نہیں جناب۔

جناب سپیکر، تو آپ ویسے ہی بیٹھ گئے تھے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! اگر میں بار بار interrupt ہوں گا تو .....

جناب سپیکر، نہیں' آپ کو کوئی interrupt نہیں کر رہا۔

جناب سعید احمد خان منیس، تو بس میں پھر اس کو پانچ منٹ میں وائنڈ اپ کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، اب پانچ منٹ نہیں' اب ایک منٹ۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! اس میں ایک category ایسی ہے جو کہ conversion of public sites in open spaces ہے۔ اب اس میں ایسے پلاٹس تھے جو 50 لاکھ سے لے کر 70 لاکھ روپے فی کنال تھے جن کو صرف 96 ہزار روپے فی کنال پر الاٹ کر دیا گیا۔ یہ دیکھیں ایک ایسی مثال ہے جس میں 68 کنال' جو 200 ملین روپے کی worth ہے' یہ دے دیا گیا۔ میں آپ کے سامنے اس کی چند مثالیں بھی پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ میں اپنے آپ کو صحیح طریقے سے express کر سکوں۔ جناب والا! نیو گارڈن ٹاؤن میں ایک سکول کی site تھی' جس کو convert کر کے رہائشی پلاٹس بنا دیے گئے۔ سوک سنٹر نیو گارڈن ٹاؤن میں ایک پاور ہاؤس کا ایک پلاٹ تھا' اس کو رہائشی پلاٹ میں convert کر دیا گیا۔ ایک بلاک نیو گارڈن ٹاؤن میں ایک ہسپتال site کا پلاٹ 20 کنال کا تھا' اس کی آدھی زمین کو bifurcate کر کے رہائشی پلاٹس میں اس کو تبدیل کر دیا گیا اور پھر سوک سنٹر فیصل ٹاؤن میں ایک گرڈ اسٹیشن کا 7 کنال کا پلاٹ تھا۔ اس کو بھی رہائشی پلاٹس میں convert کر دیا گیا۔

پھر جناب ماڈل ٹاؤن extension میں ایک ڈینٹل ہسپتال کے لیے 36 کنال کا پلاٹ تھا۔ اس کو بھی رہائشی پلاٹس میں convert کر دیا گیا۔ جناب والا! آپ دیکھیں کہ یہ کتنی misuse of powers ہیں۔ ایک وائس چیئرمین اتنا کچھ misuse کر رہا ہے تو دوسرا اس پر create کیا جا رہا ہے تاکہ وہ بھی misuse of powers کرے۔ جناب والا! اس طرح سے کمرشل پلاٹس کی ایک category ہے' وہ بھی میں اس کی 102 کنال کی ایک مثال دیتا ہوں جو کہ 96 ہزار روپے پر دیا گیا۔ اگر آپ مارکیٹ ریٹس کا حساب لگائیں تو وہ 400 ملین روپے کا بنتا ہے۔ یہ مثالیں میں دے رہا ہوں۔ یہ شان آرکیڈ ہے۔ سوک سنٹر میں وہاں 5 کنال 7 مرلے الاٹ کیے گئے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر، منیس صاحب! آپ اس ترمیم پر بیس منٹ بول چکے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اب بس کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! دیکھیں۔ میں abuse of powers کی بات کر رہا ہوں' misuse of powers کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، وہ بات آپ آگے بھی کر لیں گے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! مجھے honourable House کو بتانے دیں۔

جناب سپیکر، honourable House نے سن لیا ہے۔ بار بار ایک ہی بات سن کر اسی لیے وہ پھر آپس میں باتیں شروع کر دیتے ہیں۔ کیوں کہ اس میں پھر کوئی دلچسپی نہیں رہتی۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! اگر اس طریقے سے ہے تو پھر اس ہاؤس کی ضرورت نہیں' by circulation ہی کروالیں۔

جناب سپیکر، منیس صاحب! آپ کو بولنے کا پورا موقع دیا ہے۔ اور میں نے اس میں 15 منٹ کا وقت مقرر کیا تھا۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں بس دو منٹ میں ختم کرتا ہوں۔ گلبرگ میں 20 ملین روپے کا ایک پلاٹ دیا گیا اور بہت سے ایسے پلاٹس ہیں۔ آگے exchange of plots کی ایک category آتی ہے۔ very elaborative business, I must say. کہ یہ misuse of powers کیا گیا۔ مثلاً علامہ اقبال ٹاؤن سے جو پلاٹس ہیں وہ گارڈن ٹاؤن میں ٹرانسفر کر دیے گئے۔ آپ خود اندازہ لگائیں۔ سبزہ زار کے پلاٹس فیصل ٹاؤن میں دے دیے گئے۔ اس کے بعد adjustment of lands ہے

اور بہت ہی مشہور ایک سکینڈل ہے' ایک چودھری معراج دین ہیں اس میں۔ جناب والا! 235 کنال میں وائس چیئرمین نے قواعد کے برعکس 58 % exemption دے دی' حالاں کہ علامہ اقبال ٹاؤن میں صرف دس مرلے کی exemption کی ضرورت ہے۔ جناب' یہ misuse of powers ہیں۔ conversion of public sites کا تو میں نے پہلے ذکر کیا۔ اس میں ہسپتالوں کو convert کر دیا گیا' قبرستان کو convert کر دیا گیا' پولی کلینک کو convert کر دیا گیا۔ ان تمام کو رہائشی ایریا میں تبدیل کر دیا گیا' بلکہ میں یہ بھی کہتا ہوں کہ ایک قصر علی امام بارگاہ کو convert کر دیا گیا۔ یہ misuse of powers ہیں جن کا میں ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ اس میں سو فی صد adjustment allow کی گئی' in violation of adjustment policy۔ جناب والا! exemption of plots ہے۔ اس میں ایک بہت بڑا سکینڈل تھا' فرینڈز ہاؤسنگ سوسائٹی کا میں ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، بس منیس صاحب' اب مزید نہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، اس میں جناب 463 کیسز ہیں جو کہ 325 کنال پر مشتمل ہیں اور 800 ملین روپے ان کی لاگت بنتی تھی جو forgery کے horrible cases ہیں۔ یہ پلاٹس گارڈن ٹاؤن' علامہ اقبال ٹاؤن اور نیو مسلم ٹاؤن میں دیے گئے۔ پھر جناب ایک اور category آتی ہے' remissions of fines and penalties جناب والا! آپ حیران ہوں گے اور میں آپ کی وساطت سے ہاؤس کو بتانا چاہتا ہوں کہ شارع قائد اعظم پر -----

جناب سپیکر، بہت شکریہ منیس صاحب! نہیں' اب بس۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! شارع قائد اعظم پہ صادق پلازہ کی بیلنٹی جو ہے-----

جناب سپیکر، بس ٹھیک ہے' اب اس پر کافی بات ہو چکی ہے۔ اب لا منسٹر صاحب اس کا جواب دیں گے؛ اچھا' ابھی آپ نے بھی بولنا ہے۔ ٹھیک ہے۔ جی سید مسعود عالم شاہ صاحب۔

سید مسعود عالم شاہ، شکریہ جناب والا! یہ ایل ڈی اے کا بل ہے اور لاہور کی حیثیت پورے پنجاب میں دل کی سی ہے اور یہ سب سے بڑا شہر ہے' اس کی بڑی اہمیت ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ اس لاء کو eliciting opinion کے لیے رکھ دینا چاہیے تاکہ لاہور کے عوام اس میں زیادہ سے زیادہ contribute کر سکیں اور ہمیں اس میں زیادہ سے زیادہ تجاویز آ سکیں' اس میں improvement ہو سکے اس میں ہم criticism سن سکیں اور اس کے جو flaws ہیں وہ ہم دور کر سکیں۔ جناب والا! Law

democratic form of تو is, one how the other, reflection of will of the people.

government میں حکومتیں ہمیشہ عوام کو ساتھ لے کر چلتی ہیں' عوام کو اعتماد میں لے کر چلتی ہیں۔ میری یہ گزارش ہوگی کہ اس کو elicit کرنے سے عوام میں اعتماد پیدا ہوگا اور آگے اس کی implementation آسان ہو جائے گی۔ جناب والا! اس گورنمنٹ میں جتنی amendments لے آئے ہیں تقریباً اس میں ہر amendment میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ اس میں اپنے سیاسی اتحادیوں کو accommodate کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس لاء کے through یہ post create کرکے مزید یہ نوازنا چاہتے ہیں۔ جبکہ پہلے سے جو post یہاں متعین کی گئی ہے اس کے لاز میں کوئی functions تعین نہیں کیے گئے' اس کی کوئی کارکردگی show نہیں کی گئی۔ جناب والا! وہ بھی ایک اضافی post رہی ہے۔ اور یہ تو heavy mandate کا غلط استعمال ہو رہا ہے کہ مزید ایک اضافی post create کرکے ایل ڈی اے پر بوجھ ڈالا جا رہا ہے۔ جناب والا! اس حکومت کو جتنا mandate ملا ہے یہ اتنا criticism بھی برداشت کرے تاکہ یہ بہتر سے بہتر لاء لا سکے۔ جناب والا! میں پہلے بھی یہ کہہ چکا ہوں کہ عوام میں elicit کرنے سے اس کی contribution بڑھے گی۔ اگر اس لاء میں کوئی کرپشن کا احتمال ہے تو اس میں وہ چیک ہو جائے گا۔ یہاں چیک اینڈ بیلنس ہونا چاہیے۔ اسی طرح اس میں favouritism کا خاتمہ ہوگا۔ پھر یہاں آپ سیاسی طور پر کسی کو accommodate نہیں کر سکیں گے۔ عوام کو اعتماد میں لیں گے تو عوام پر پالیسی واضح ہو جائے گی کہ اگر اس میں favouritism نہیں ہو رہی تو ان کو confidence ہوگا۔ اس لاء کو ایک محدود کمیٹی نے پاس کیا ہے۔ ہمارے لاہور میں بہت سارے ایسے ذہن موجود ہیں۔ جن کی اس میں contribution ابھی ضروری ہے۔ خوش قسمتی سے لاہور ایک بہت بڑا تجارتی مرکز ہے۔ یہاں بہت بڑے کارخانے لگے ہوئے ہیں۔ میں معذرت سے کہوں گا کہ لاہور کی نسبت جنوبی پنجاب میں اتنے ترقیاتی کام اور اتنے بڑے کارخانے نہیں لگائے گئے۔ الحمدللہ' لاہور بھی پاکستان کا حصہ ہے' اس میں کارخانے لگے ہوئے ہیں' اس میں مزدور یونین ہے اور تاجر برادری ہے' اس لیے ان کو اس میں حصہ لینے کی اجازت دی جائے تاکہ وہ لاہور کے قوانین میں اپنا حصہ لے سکیں۔ جناب سپیکر! اسی طرح ایل ڈی اے پرائیویٹ ہاؤسنگ سوسائٹی کی ایک باڈی ہے' اس کو اعتماد میں لینا چاہیے۔ اس کے ساتھ کانفرنس کرنی چاہیے یا کم از کم رائے کے اظہار کے ذریعے ان کے خیالات لینے چاہییں کہ آیا یہ ان کے لیے فائدہ مند ہے یا نہیں۔ اسی طرح لاہور میں پراپرٹی ڈیلرز ایسوسی ایشن ہیں'

ہم ان کو رائے کے اظہار کے لیے communicate کر سکتے ہیں۔ ایکس میئرز یا کارپوریشن کے میئرز اس میں اپنے خیالات دے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! لاہور ایک تاریخی شہر ہے اور اس میں علامہ اقبال جیسے ہمارے بہت بڑے لیڈر گزرے ہیں۔ اسی طرح ہمارے پاس اور بھی بہت سارے ذہن ہیں' پرانے اساتذہ ہیں' ریٹائرڈ صحافی ہیں' ریٹائرڈ ایڈیٹرز ہیں۔ تو میں یہ گزارش کروں گا کہ ان سب کی آراء معلوم کرنے کے لیے اس بل کو کم از کم ایک محدود عرصے کے لیے مشتہر کرنا چاہیے۔ یہ ایک روایت یا ایک روایتی ترمیم نہیں کہ اس کو مشتہر کرنے کے لیے ہمیشہ اپوزیشن پہلے لے آئے' بلکہ میں اس کی مثال پیش کرنا چاہوں گا کہ امریکہ میں بھی اس طرح کا قانون بنایا جاتا ہے۔ جیسا کہ کلراڈو سٹیٹ میں فورٹ کالن کاؤنٹی ہے' انھوں نے اس میں بڑے بڑے بورڈ نصب کیے ہوتے ہیں۔ وہ اپنی کاؤنٹی میں جو ترمیم لے آنا چاہتے ہیں' اس کو ان بورڈوں پر لگا دیتے ہیں اور اس پر اپنی پوری کاؤنٹی کی تنقید' اس کے خیالات اور رائے لیتے ہیں۔ اس رائے پر ووٹنگ کے ذریعے اپنے قوانین کو بناتے ہیں۔

جناب سپیکر! اگر ہم نے ترقیاتی ممالک کی کاپی کرنی ہے تو کم از کم اس حد تک ترقی نہیں کر سکتے تو ان کی اچھی باتیں تو ہمیں لینی چاہییں۔ اسی طرح ابھی حال ہی میں قومی اسمبلی نے بھی آراء معلوم کرنے کے لیے قانون مشتہر کیا ہے۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ پنجاب میں لاہور کی اہمیت سب سے زیادہ ہے۔ لاہور پورے پنجاب کی گورننگ باڈی ہے۔ اس کے قوانین کو اس طرح بنانا اور وقت دیے بغیر قوانین کو ایک دم پاس کرنا زیادتی ہوگی۔ اس کو آراء معلوم کرنے کے لیے مشتہر کر کے اس میں توسیع کی جائے اور دوبارہ لایا جائے۔

جناب سپیکر! جیسے میں نے پہلے کہا ہے کہ وائس چیئرمین کے فرائض یا شرائط نہیں بتائی گئیں۔ اسی طرح جو دوسرا وائس چیئرمین بنایا گیا ہے' اس کی شرائط بھی واضح نہیں کی گئیں۔ جس طرح قائد حزب اختلاف سعید منیس صاحب نے فرمایا ہے کہ بہت زیادہ کرپشن ہوتی رہی ہے' میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اس اضافی عہدے سے کرپشن زیادہ ہونے کا احتمال زیادہ ہے۔ آپ ایک آدمی کو اضافی عہدہ دے رہے ہیں اور اس کی شرائط اور فرائض واضح نہیں کر رہے ہیں یا اس کو اختیارات نہیں دے رہے ہیں' تو آپ اس کے ذریعے مزید پلاٹ الاٹ کرا سکتے ہیں۔ حکومت اس کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کر سکتی ہے۔ وہ پوش ایریاز کی سڑکیں ری کارپیٹڈ کرا سکتے ہیں۔ slumps تو ویسے ہی

رہیں گے، کیونکہ ان کے لیے کوئی کام ہوگا نہیں۔ حکومت سیاسی طور پر اپنے آدمی لگا کر بجٹ پر دباؤ بڑھا رہی ہے۔ اس سے حکومت کا مقصد یہی لگتا ہے کہ وہ اس کو غلط استعمال کرنے کے لیے ایک اضافی عہدہ لا رہی ہے۔ اضافی اختیار استعمال کرنے کے لیے یہ ایک مداخلت ہوگی۔ میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ایک بے اختیار عہدہ ہے، کیونکہ اس کے کوئی اختیارات واضح نہیں کیے گئے۔ تو اس میں کرپشن کا احتمال زیادہ ہے اور اس کو اپنی پسند کے مطابق استعمال کرنے کا احتمال ہے۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر، شکریہ جی۔ وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون، شکریہ، جناب سپیکر۔

جناب سپیکر! آپ کو یاد ہوگا کہ اس سے پہلے گزشتہ اجلاس میں قانون سازی کے دوران معزز قائد حزب اختلاف نے ہمیں non-obstante کا مطلب سمجھانے میں کافی وقت لگایا تھا۔ آج بھی ان کے پاس ڈکشنری موجود ہے، اس لیے میں سب سے پہلے قابل احترام جناب قائد حزب اختلاف سے انتہائی مؤدبانہ گزارش یہ کروں گا کہ آج وہ کم از کم اس ہاؤس کو relevant کا مطلب ضرور بتا دیں کہ لفظ relevant کیا ہوتا ہے؟

جناب سپیکر! ان کی ترمیم یہ تھی کہ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے بل کو مشتہر کیا جائے۔ اور وہ پلاٹوں کی الاٹمنٹ کے متعلق بات لے گئے۔ مجھے انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ یہ بل تقریباً 6 ماہ سے نافذ العمل ہے۔ حکومت کو اس سلسلے میں آج تک کوئی اعتراض موصول نہیں ہوا۔ لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ہم اس میں ترمیم کر کے کن لوگوں کو نمائندگی دینا چاہ رہے ہیں، تو اس سے پہلے ہمیشہ اپوزیشن کا استدلال یہ ہوتا تھا کہ یہاں پر عوام کی نمائندگی زیادہ ہونی چاہیے۔ جناب سپیکر! کسی بھی ادارے کے قوانین بناتے وقت اپوزیشن کی طرف سے ہمیشہ یہ بات سامنے آتی تھی کہ اس میں عوام کی نمائندگی زیادہ ہونی چاہیے۔ اب اس بل میں اگر ہم عوام کی نمائندگی زیادہ کرنے کی بات کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ اس سے کرپشن بڑھے گی۔ جہاں تک کرپشن کا تعلق ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے موجودہ حکومت کو برسر اقتدار آئے ہوئے آج تقریباً ایک سال ہو چکا ہے۔ موجودہ حکومت نے اس ایک سال کے دوران ایک پلاٹ بھی کسی کو الاٹ نہیں کیا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہاں پر میں یہ بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ ہمارے جو بھائی گزشتہ اسمبلی میں تھے، جب میرے قابل احترام بھائی قائد حزب اختلاف جس حکومت کا حصہ تھے اور معظم وٹو صاحب کے والد صاحب اس ایوان میں وزیر اعلیٰ کے طور پر موجود تھے، تو جناب سپیکر! آپ کو یاد ہوگا کہ ہماری لابی میں بھی دستخط کرنے کے لیے ان کی طرف سے ایک قرارداد آئی تھی کہ ہر ایک ممبر کو بلا امتیاز ایک ایک پلاٹ الاٹ کر دیا جائے۔ یہ پوری اسمبلی کو کرپٹ کرنا چاہتے تھے اور جناب سپیکر! آپ کو یاد ہوگا، سردار صاحب یہاں پر موجود ہیں، انھوں نے اور آپ نے انکار کر دیا تھا کہ اپوزیشن اس گند میں نہیں پڑنا چاہتی۔ یہ تو سب کو کرپٹ کرنا چاہ رہے تھے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے، چونکہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے یہ میری تیسری ٹرم ہے اور معزز قائد حزب اختلاف کی یہ چوتھی ٹرم ہے، میں on the floor of the House یہ وعدہ کرتا ہوں کہ ان تین ٹرمز کے دوران اگر میں نے کوئی پلاٹ لیا ہے تو میں واپس کرتا ہوں، اگر قائد حزب اختلاف نے لیا ہے یا معظم وٹو صاحب یا ان کے والد صاحب نے لیا ہے وہ بھی واپس کریں۔ حکومت سے ہم نے جو کچھ فائدہ لیا ہے ہمیں واپس کرنا چاہیے۔ یہ بڑا مشکل کام ہوتا ہے۔ بات کرنا بہت آسان ہے، لیکن اس پر عمل کرنا بہت مشکل کام ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے قوانین میں ترامیم لا کر عوام کی نمائندگی بڑھانے کا جو سلسلہ شروع کیا ہے، تو اس سے ان اداروں کی کارکردگی بہتر ہوگی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک وائس چیئرمین نہیں، ہمیں لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں دو نہیں، چار سے بھی زیادہ رکھنے چاہییں، تب بھی، میں دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں، گزشتہ دور میں لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں جو کچھ ہو چکا ہے اس کو unearth نہیں کیا جا سکتا۔

جناب سپیکر! انھوں نے مالی بوجھ کی بات کی۔ تو میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ موجودہ حکومت نے وزیر اعلیٰ صاحب کی سطح پر بھی اور نچلی سطح پر بھی کفایت شعاری کی ایک مثال پیدا کی ہے۔ یہ ہاؤس اس بات کا شاہد ہے کہ گزشتہ دور میں ایک وزیر اعلیٰ 19,19 موبائل ٹیلی فون استعمال کرتا تھا، 42,42 گاڑیوں کے سکواڈ وزیر اعلیٰ ہاؤس کے استعمال میں تھے۔ جناب سپیکر! آج موجودہ وزیر اعلیٰ اپنی ذاتی گاڑی میں سفر کرتے ہیں، ایک موبائل ٹیلی فون استعمال کرتے ہیں۔ میں ان

کی اطلاع کے لیے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم ان اداروں میں جو وائس چیئرمین لگا رہے ہیں' وہ بغیر تنخواہ کے کام کر رہے ہیں اور اس کی مثال ہمارے پاس موجود ہے۔ افضل صاحب فیصل آباد واسا میں بغیرتنخواہ کے کام کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر! اسی طرح میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس بحث میں گئے بغیر حکومت کے ایک اچھے اقدام کی تائید کرنی چاہیے اور میں اپنے معزز رکن کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ ہمیں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہیے۔ یہ ایک عوام کے مفاد کی بات ہے' اس میں عوام کی بہتری ہے' اس سے ایک ادارے کی بہتری وابستہ ہے' اس لیے میری استدعا ہے کہ اس ترمیم کو رد فرمایا جائے۔ شکریہ' جناب سپیکر!

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is that the Lahore Development Authority (Amendment) Bill , 1997 as recommended by the Standing Committee on Housing , Physical & Environmental Planning , be circulated for the purpose of eliciting opinion thereonby 15th April, 1998.

(The motion was lost)

MR SPEAKER: The next amendment is from:

1. Mr Saeed Ahmad Khan Manais.
2. Mr Saeed Akbar Khan.
3. Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo.
4. Nawabzada Mansoor Ahmad Khan.
5. Sahibzada Muhammad Usman Khan Abbasi
6. Sardar Rafique Haider Leghari.
7. Maulana Manzoor Ahmad Chinioti.
8. Mr Khalid Javed Waraich.
9. Syed Masood Alam Shah.
10. Mr Ikram Ullah Khan Niazi.
11. Mr Shujaat Hasnain Qureshi.

Mr Saeed Akbar Khan may move.

وزیر قانون، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں نے گزشتہ اجلاس میں بھی یہ بات اٹھائی تھی اور آج پھر میں انتہائی مؤدبانہ طور پر جناب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اور آپ سے درخواست کروں گا کہ اس معاملے پر آپ تھوڑی سی توجہ دیں۔ جناب سپیکر! یہ جو ابھی ایک ترمیم زیر غور تھی، اگر اس کے ممبران کی لسٹ جناب ملاحظہ فرمائیں وہ اور جو ترمیم اب move ہو رہی یہ بالکل ایک ہے۔ سارے ممبران وہی ہیں۔ جناب سپیکر! ابھی آپ کے سامنے جناب سعید احمد منیس صاحب نے وہ ترمیم move کی، صرف ایک ممبر نے move کی اور باقیوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ presume کر لیا گیا ہے کہ وہ سب کی طرف سے move ہوئی ہے۔ اگر ایک دفعہ ایک ممبر ایک ترمیم دے دے تو اسی subject پر وہ دوسری ترمیم نہیں دے سکتا۔ یہ دونوں میں سے ایک دے سکتے تھے، public opinion کے لیے دے سکتے تھے یا سلیکٹ کمیٹی کے لیے دے سکتے تھے۔ یا یہ بات ہے کہ سعید منیس صاحب کے بعد تمام ممبران کو اس کو move کرنا چاہیے تھا۔ اگر تمام ممبران move نہیں کرتے ہیں تو یہ presume کیا جاتا ہے کہ سب کی طرف سے move ہوئی ہے تو پھر وہ دوسری ترمیم نہیں دے سکتے۔ جناب سپیکر! میری اس سلسلے میں مؤدبانہ گزارش ہے کہ اس پر آپ غور فرمائیں۔

جناب سپیکر، میں آپ کو کہنے لگا تھا کہ رولز quote کر دیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ 98(2)(a) ہے۔

"if the member incharge moves that the Bill be taken into consideration, any member may move an amendment that the Bill be referred to a Select Committee or be circulated .....

لفظ 'or' ہے، دونوں میں سے ایک دے سکتے ہیں۔ جو مرضی دیں۔

جناب سپیکر، جی منیس صاحب! آپ اس رول کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! آنرایبل وزیر قانون نے یہ جو relevant law quote

کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ انھوں نے اس میں یہ غور نہیں کیا کہ 'any member may move' میں تو دوسری move نہیں کر رہا۔ میں نے تو نوٹس دیا ہوا ہے۔ میں اسے move نہیں کرتا ہوں اور جو پہلے بول چکے ہیں ان میں سے کوئی move نہیں کرے گا۔ کوئی ایسا ممبر ہی move کرے گا جس نے already move نہیں کیا' جو ہم نے پہلے دیا ہے۔ Those are notices. وہ move تو اب اسمبلی میں آ کر ہو رہی ہیں اور آپ کو یاد ہوگا کہ پرسوں' جو Land Revenue Bill کی بات ہے' اس دن یہی بات ہوئی تھی کہ چونکہ وہ پچھلے نوٹس move نہیں کیے ہوئے تھے' وہ lapse ہو گئے۔جناب سپیکر! تو نوٹس دینے اور move کرنے میں بہت فرق ہے۔ میں نے یا دوسرے ساتھیوں نے وہ نوٹس دیے ہیں۔دوسری ترامیم ہم move نہیں کرتے۔ ہم میں سے ایسا آدمی move کرے گا جس نے already اس پر بات نہیں کی۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں یہاں پھر عرض کرنا چاہتا ہوں۔ مثال کے طور پر مسعود عالم شاہ صاحب نے move نہیں کیا تھا لیکن انھوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ presume کیا گیا کہ ان کی طرف سے move ہو چکی ہے۔ اسی طرح سعید اکبر صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار نہیں کیا تو پھر یہ presume کیا جا چکا ہے کہ ان کی طرف سے یہ move ہو چکی ہے یا یہ ہے کہ ہر ممبر move کر کے اس کے بعد اپنے خیالات کا اظہار کرے۔ اگر ایک کے move کرنے پر یہ presume کر لیا جاتا ہے کہ سب کی طرف سے move ہو چکی ہے تو پھر دوسری پیش نہیں کی جا سکتی۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی اس قسم کا ابہام ہے ہی نہیں۔

جناب سپیکر، منیس صاحب 98(a) ہے۔ آپ اس کو ذرا پڑھیں۔

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: "if the member incharge moves that the Bill be taken into consideration, any member may move an amendment that the Bill be referred to a Select Committee or be circulated . .....

جناب سپیکر، 'or' یہ جو 'or' ہے۔

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Sir, I stress on 'move.' I am not moving the next amendment and neither of the person have already spoken.

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں بھی یہی کہہ رہا ہوں کہ اس سے پہلے عالم شاہ صاحب move کر چکے

ہیں اور سعید اکبر صاحب بھی move کر چکے ہیں۔ کیونکہ انھوں نے move نہیں کرنی تھی، انھوں نے اپنے خیالات کا اظہار کرنا تھا، پہلی ترمیم میں ان کا نام موجود ہے۔

جناب سپیکر، ان کا نام تو ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، That is a notice. جناب سپیکر! وہ تو نوٹس ہے اور یہ آپ کا ایک بڑا تاریخی فیصلہ ہو گا۔

جناب سپیکر، جی سعید اکبر صاحب! آپ نے بھی اس پر کوئی بات کرنی ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں اس کو پڑھ کر جو سمجھتا ہوں، وہ یہ ہے کہ نوٹس اور move کرنے میں بہت بڑا فرق ہے کہ کوئی آدمی کسی چیز کا نوٹس دیتا ہے۔ اگر اس کو پھر move نہیں کرتا تو اس کو consider کیا جائے گا کہ یہ move نہیں ہوئی۔ یہ ترمیم سعید احمد خان منیس نے move کی، اس پر مسعود عالم نے بحث کی، میں اسی لیے اس پر نہیں بولا، کیونکہ میں نے -----

جناب سپیکر، اپنے آپ کو بچا کر رکھا۔

جناب سعید اکبر خان، نہیں، بچا کر نہیں رکھا۔ یہ روایت بھی ہے اور بچا کر بھی رکھا کہ پھر آپ کی طرف سے بھی move ہوگی اور آپ اگلی ترمیم move نہیں کر سکتے۔ اسی لیے جب کوئی شخص move کرے گا یا اس پر تقریر کرے گا تو پھر وہ consider ہوگا کہ اس کی طرف سے یہ ترمیم آئی ہے۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب! چونکہ اس میں سعید اکبر خان------

وزیر قانون، معذرت کے ساتھ عرض کرنا چاہوں گا کہ قبل اس کے کہ جناب اپنی رولنگ دیں۔ جناب سپیکر! میں اس بات پر بہت confirm ہوں کہ میں جو عرض کر رہا ہوں وہ صحیح ہے۔ اس لیے میں جناب سے یہ نہیں چاہتا کہ آپ جلدی میں رولنگ دیں۔ جناب سپیکر! آپ ایڈووکیٹ جنرل کو بلا لیں۔ اس بات پر legal opinion لے لیں۔ جناب سپیکر! میرا استدلال یہ ہے کہ میں صحیح ہوں، اس لیے آپ اس پر consideration کریں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ اس پر میں رولنگ دوں گا لیکن میں رولنگ reserve رکھتا ہوں اور انھیں اجازت دیتا ہوں۔ جی سعید اکبر صاحب۔

MR SAEED AKBAR KHAN: Thank you Mr Speaker. I move that the Lahore

Development Authority (Amendment) Bill, 1997 as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical & Environmental Planning, be referred to the Select Committee consisting of the following Members with instructions to report upto 15th April, 1998.

1. Malik Saleem Iqbal, MPA
2. Malik Ghulam Murtaza Maitla, MPA
3. Mr Saeed Akbar Khan, MPA
4. Nawabzada Mansoor Ahmad Khan, MPA
5. Mr Muhammad Saqib Khurshid, MPA
6. Ch Muhammad Riaz, MPA
7. Raja Muhammad Javed Ikhlas, MPA
8. Mian Tariq Mehmood, MPA
9. Mian Naveed Tariq, MPA

MR SPEAKER The motion moved is that the Lahore Development Authority (Amendment) Bill, 1997, as recommended by Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, be referred to the Select Committee consisting of the following members with instructions to report upto 15th April, 1998:-

1. Malik Saleem Iqbal, MPA
2. Malik Ghulam Murtaza Maitla, MPA
3. Mr Saeed Akbar Khan, MPA
4. Nawabzada Mansoor Ahmad Khan, MPA
5. Mr Muhammad Saqib Khurshid, MPA
6. Ch Muhammad Riaz, MPA

7. Raja Muhammad Javed Ikhlas, MPA

8. Mian Tariq Mehmood, MPA

9. Mian Naveed Tariq, MPA

MINISTER FOR LAW: I oppose it, Sir.

جناب سپیکر، لاءمنسٹر صاحب oppose کرتے ہیں۔ سعید اکبر صاحب! آپ اس پر بات شروع کریں گے؟

جناب سعید اکبر خان، جی۔

جناب سپیکر، جی' سعید اکبر خان صاحب۔

جناب سعید اکبر خان، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے اس ترمیم پر مجھے بولنے کا موقع فراہم کیا۔

جناب سپیکر! اس گورنمنٹ کی ہر بات میں جہاں اس وقت پبلک تضاد محسوس کر رہی ہے اور ہر میرٹ کی بات پر اب ڈی میرٹ کی بات ہو رہی ہے' جہاں ڈاؤن سائزنگ کی بات ہوتی رہی' جہاں انتخابی مہم کے دوران اور بہت سی اصلاحات کی باتیں سنی جاتی رہیں اور انتخابی نتائج کے چند دن تک جو وعدے وعید عوام سے ہوتے رہے وہاں کچھ عرصے سے اب ان کا تضاد شروع ہو گیا ہے اور وہی جو سیاسی مجبوریاں ہیں ان تمام کا تمام پالیسیوں پر غلبہ ہوتا جا رہا ہے۔ جیساکہ میرے بھائی راجہ بشارت صاحب نے فرمایا کہ میں نے کوئی پلاٹ نہیں لیا۔ وہ خوش قسمت ہوتے کہ اگر وہ 85ء میں ایم پی اے بنتے اور اس سے زیادہ خوش قسمت ہوتے کہ 88ء میں اگر ایم پی اے ہوتے تو میں ان سے یہ ضرور پوچھتا کہ آپ کے پاس کتنے پلاٹ ہیں۔

جناب سپیکر! ہم ان دنوں میں بھی اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ایم پی اے تھے اور اس اسمبلی کا حصہ تھے۔ لیکن آج میں یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ نہ ہم نے کوئی پلاٹ لیا اور نہ کسی کی سفارش کی کہ اس کو میرے ایماء پر پلاٹ دیا جائے۔ میں یہ اس لیے عرض کر رہا ہوں کہ یہ بات اس ہاؤس میں کی گئی ہے۔ پچھلے دور میں ضرور پلاٹ دیے گئے ہوں گے' لیکن ایک ایک رات میں چھ چھ سو پلاٹ کبھی نہیں دیے گئے' وہ پچھلے تین سال میں نہیں دیے گئے۔ وہ پچھلے آٹھ سالوں میں دیے گئے ہیں۔ یہ بات بھی ریکارڈ پر ہے کہ ایک ہی دستخط سے بارہ بارہ درخواستیں لکھ کر پلاٹ الاٹ کیے گئے' جن کا نہ کوئی لینے

والے کا پتا ہے اور نہ جس کو الاٹ ہوا ہے اس کو کوئی پہچان سکتا ہے۔ پتا نہیں کون لوگ لے گئے اور آگے بیچ کر کھا گئے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ نہایت ہی بُری روایت ہے کہ سیاسی طور پر لوگوں کو نوازا جائے، لیکن یہ کس نے عادت ڈالی؟ اس کے مجرم کون ہیں؟ کون شخص ہیں جنھوں نے یہ طریقہ کار اپنایا؟ اگر اُس لسٹ میں نام دیکھے جائیں تو کافی ایسے لوگ ہوں گے جو آج اسی بات کو بُرا کہہ رہے ہیں۔ کل لوگوں کو بلا بلا کر یہ پلاٹ ایسے تقسیم کیے گئے جیسے داتا دربار پر ریوڑیاں تقسیم ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر! میں اب ایل ڈی اے کی بات کرتا ہوں۔ ایل ڈی اے لاہور کو بہتر کرنے کے لیے معرضِ وجود میں آیا، لاہور کی ڈویلپمنٹ کرنے کے لیے معرضِ وجود میں آیا۔ یہ ادارہ لاہور کی ڈویلپمنٹ کرنے کی بجائے شخصی ڈویلپمنٹ کا ایک ادارہ بن چکا ہے۔ جو بھی کوئی سیاسی یتیم ہوتا ہے اُس کو لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں کسی نہ کسی طریقے سے اکاموڈیٹ کیا جاتا ہے۔ یا پلاٹ دے کر کیا جاتا ہے یا پھر اُس کو اِس میں کوئی عہدہ دے کر اکاموڈیٹ کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! پہلے ہی ایک ظلم ہو چکا ہے۔ میرے بھائی راجا بشارت فرما رہے تھے کہ عوامی نمائندگی ہونی چاہیے۔ منتخب وزیر اعلیٰ اس باڈی کا چیئرمین ہے، منسٹر جو منتخب لوگ ہوتے ہیں وہ اس کے ممبر ہیں۔ کیا ان تمام منتخب لوگوں سے عوامی نمائندگی پوری نہیں ہوتی؟ اور جو تجربہ ایک وائس چیئرمین کے طور پر ہوا ہے، میرے جتنے بھی ہاؤس کے ممبران بیٹھے ہیں کوئی بھی ایمان داری سے کہہ سکتا ہے کہ اس ہاؤس سے باہر کبھی بھی انھوں نے ان کے لیے بہتر رائے دی ہے؟ ہر آدمی ان پر تنقید کرتا ہے اور ان کی جو بھی کارکردگی ہے اس پر ہمیشہ پبلک میں بھی اور ہمارے تمام ممبران میں بھی نکتہ چینی ہوتی ہے۔ میں یہ قطعاً نہیں کہتا کہ جو پچھلے دور میں تھے وہ پاک تھے اور جو اس سے پچھلے دور میں تھے وہ پاک تھے۔ لیکن میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ یہ جو تجربہ ہم نے کیا ہے یہ کسی مجبوری اور سیاسی دباؤ کی وجہ سے کیا ہے۔ اس کی میں مثال یہ دینا چاہتا ہوں کہ جب 88ء میں ایک تجربہ شروع ہوا تو اس وقت جناب سپیکر! آپ بھی اِسی ہاؤس میں تھے اور میں بھی تھا۔ وہ اس مجبوری سے کیا گیا تھا کہ یہاں پنجاب میں کسی اور پارٹی کی حکومت تھی اور وفاق میں کسی اور پارٹی کی حکومت تھی۔ ان کی رسہ کشی کے دوران سیاسی دباؤ اِتنا بڑھ گیا کہ لیڈر آف دی ہاؤس کو لوگوں کو اکاموڈیٹ کرنا پڑا، جس کے لیے لوگوں نے راہیں بتائیں کہ اس طریقے سے کرلیں، آپ اس طریقے سے کرلیں۔ لوگوں کو اکاموڈیٹ کر کے اپنے ساتھ رکھنے کا ایک طریقہ کار اپنایا گیا۔ شاید اس وقت

سیاسی مجبوری ضرور ہو۔ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اُس وقت بھی شاید خوش دلی سے یہ کام نہیں کیا گیا' بلکہ یہ مجبوری کے تحت کیا گیا۔ کیونکہ اس وقت بہت کم اکثریت تھی تو سیاسی مجبوریوں کے تحت کچھ غلط کام سمجھتے ہوئے بھی کرنے پڑتے ہیں۔ آج میں دیانت داری سے یہ سمجھتا ہوں کہ جو اس وقت برسرِ اقتدار حکومت ہے اس کو قطعاً کوئی مجبوری نہیں' اِس کے اُوپر قطعاً کوئی دباؤ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑی اکثریت دی ہے۔ تو آج میں یہ سمجھتا ہوں کہ اِن کے اُوپر کوئی بھی دباؤ نہیں کہ جو کسی وقت دباؤ کے تحت ایک کام کیا گیا تھا وہ پھر اس کو دہرائیں اور اس میں کچھ آگے جو کارپوریشنز کی ترامیم آ رہی ہیں ان میں ایک نہیں' ایک کے علاوہ ہزاروں ہیں کہ ایک کے علاوہ جتنے کوئی چاہے وہ اس میں وائس چیئرمین تعینات کر سکے۔

جناب سپیکر! اس بات کو پبلک میں قطعاً سراہا نہیں جائے گا اور ہمارے اُوپر وہی الزام آئے گا کہ یہ سیاسی لوگ اپنے سیاسی ساتھیوں کے لیے سوچ رہے ہیں' انھی کو اکاموڈیٹ کر رہے ہیں' انھی کے لیے سوچ رہے ہیں' پبلک کے لیے کچھ بھی نہیں سوچ رہے اور ان کی اصلاح کے لیے اور ان کی بہتری کے لیے کوئی بھی کام نہیں ہو رہا۔

جناب سپیکر! اکثر یہاں یہ جواب دے دیا جاتا ہے کہ سابقہ حکومت نے یہ کیا اور میں نے کئی دفعہ یہ بات دہرائی ہے کہ جو ٹوٹل ووٹ کاسٹنگ ہے' چاہے سو میں سے ستائیس ہے یا سو میں سے چھتیس ہے' ان میں جتنے لوگوں نے ووٹ دیا ہے' percentage پر اختلاف ہے۔ لیکن ان میں 98 فی صد زیادہ سے زیادہ لوگوں نے ووٹ اس وقت مسلم لیگ (ن) کو دیے ہیں۔ انھوں نے اسی لیے ووٹ دیے تھے کہ پچھلی تمام جو خرابیاں تھیں' اپوزیشن نے تین سالوں میں جو وعدے کیے' جو سبز باغ دکھائے' انھوں نے کہا کہ ان کو ہر چیز سونپ دو اور اِنھی کے گلے میں ڈال دو تاکہ یہ بہتر سے بہتر فیصلہ کر سکیں۔

جناب سپیکر! آپ آج پبلک کی رائے معلوم کر لیں' پبلک بالکل مایوس ہو چکی ہے اور ان کے کسی بھی فیصلے سے خوش نہیں۔ ان کے اس فیصلے سے کوئی بھی ایسی بہتری نہیں ہوئی کہ جس کو پبلک سراہے یا پبلک کا کوئی بھی اعتماد اب اس حکومت پر رہ گیا ہو۔ پہلے ایک تھا' یک نہ شُد دو شُد۔ پہلے ایک سے تنگ تھے' اب اس کو دو بنا دو۔ مجھے نہیں سمجھ آتی کہ اس سے ان کو فائدہ کیا ہوگا کہ جن کو تعینات کیا ہوگا' جو تعینات نہیں ہوں گے' پھر وہ ان پر ناراض ہوں گے کہ بھئی' ان کا کیا ہے؟

پھر ترمیم میں یہ کہتے ہیں کہ ان کو اختیارات اتھارٹی دے گی۔ اگر چیئرمین کا کہیں کہ وہ ان کو اختیارات سونپے گا' یہ ترمیم میں' انھوں نے خود لکھا ہے کہ۔۔۔

A Vice-Chairman shall perform such functions as may be as signed to him by the Authority.

پھر اس کو بیوروکریٹ کے ماتحت کر رہے ہیں کہ وہ جو چاہے گا' کرے گا۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ یہ اس سے کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ وہی چال بے ڈھنگی ہے کہ جو 47ء سے اس ملک کے لیے اور اس صوبے کے لیے شروع ہے۔ جو 1997ء میں لوگوں کو امید تھی انھوں نے اسی امید پر اپنے تمام اختلافات کو ختم کر دیا۔ جناب والا! لوگوں کے مقامی سطح پر بھی اختلافات ہوتے ہیں۔ تو انھوں نے ان تمام اختلافات کو ختم کر کے مسلم لیگ کو ووٹ دیے اور ان کو اس لیے ووٹ دیے تھے کہ انھوں نے تین سال اپنی اپوزیشن کے دوران پبلک کو سبز باغ دکھائے اور ان کے ساتھ کچھ وعدے بھی کیے اور انھوں نے سمجھا کہ شاید یہ ہمارے لیے کچھ بہتر کریں گے۔اس ہاؤس کے تمام ممبران گواہ ہیں کہ ایک سال میں کیا فرق پڑا ہے۔ کیا ایسی کوئی تبدیلی آ گئی ہے جس کو پبلک appreciate کرے؟ کیا مہنگائی کم ہوئی ہے' کیا بے روزگاری کم ہوئی ہے' کیا کرپشن میں کمی آئی ہے؟ جناب والا! کرپشن میں تو پہلے سے کئی گنا اضافہ ہو گیا ہے۔ جیسے جیسے مہنگائی بڑھ رہی ہے ویسے ویسے کرپشن زیادہ ہو رہی ہے ۔ یہ تو بہانہ بازی ہے کہ ہم ڈاؤن سائزنگ کر رہے ہیں' اس لیے کہ ہمارے معاشی حالات ٹھیک نہیں ہیں۔ کیا یہ ڈاؤن سائزنگ کی خلاف ورزی نہیں ہے کہ جہاں پہلے ایک آدمی کا خرچ تھا اب وہاں دو وائس چیئرمین لگا دیے گئے ہیں؟ کیا یہ پبلک نہیں دیکھ رہی کہ اپنے سیاسی آدمیوں کے لیے تو یہ سیٹیں تخلیق کر رہے ہیں' ان کو اکاموڈیٹ کرنے کے لیے کر رہے ہیں 'ان کو facilitate کرنے کے لیے کر رہے ہیں اور جو غریب آدمی ہیں' جن کی چودہ چودہ سال کی نوکریاں ہیں ان کو ایک آرڈر کے ساتھ فارغ کر دیا گیا ہے ۔ آپ کیا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ایک آدمی' جو چودہ سال سے اپنی زندگی ایک سٹائل میں گزار رہا ہو' اسے ایک دن کہہ دیا جائے کہ آج کے بعد آپ کی تنخواہ بند ہے' آج کے بعد آپ کو دینے کے لیے ہمارے پاس کچھ نہیں تو اس کی کیا حالت ہو گی' اس کی حالت یہی ہو گی' جیسے کہ آپ نے دو دن پہلے اخبار میں پڑھا کہ ایک آدمی کو اسی گولڈن ہینڈ شیک کے تحت اس کو نکالا گیا۔ اس کے بعد کوئی کارروائی نہ ہوئی اور اپنے گھریلو اخراجات پورے نہ ہونے کی وجہ سے اس

نے خودکشی کر لی۔

جناب سپیکر، میرے خیال میں اب آپ وائنڈ اپ کریں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! مجھے لگتا ہے کہ آج آپ کسی جلدی میں ہیں۔

جناب سپیکر، میں جلدی میں نہیں ہوں' مگر وقت کم ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! اگر آپ نے چار دن ہی پورے کرنے تھے تو آپ سوموار کو اس اسمبلی کا سیشن بلاتے اور یہ چار دن ورکنگ ڈے میں ہی پورے کرتے۔ کیا یہ ضروری تھا کہ چھٹی کے ساتھ ان چار دنوں کو پورا کرنا ہے؟ آپ اس قوم کے ساتھ کیوں زیادتی کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، نہیں۔ اس کا امنڈمنٹ کے ساتھ کوئی تعلق ہے۔؟

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میں مانتا ہوں کہ نہیں ہے' لیکن میں کہتا ہوں۔۔

جناب آصف علی ملک (پارلیمانی سیکرٹری)، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' ملک صاحب۔

جناب آصف علی ملک، جناب سپیکر! میں اپنے بھائی کی عزت کرتے ہوئے صرف یہ گزارش کر رہا ہوں کہ ایک آدمی نے railway journey پر مضمون یاد کیا لیکن جب وہ امتحان میں پہنچا تو وہ مضمون graveyard پر آ گیا۔ اس نے مضمون تو railway journey پر یاد کیا ہوا تھا' مگر آ گیا graveyard۔ تو اس نے کہا کہ،

Once I went to the graveyard and I saw a railway passsing through the graveyard.

اور پھر تمام مضمون اس نے railway journey پر لکھنا شروع کر دیا۔ تو جناب والا! میری عاجزانہ گزارش یہ ہے کہ معزز رکن' جو کہ نہایت پرانے پارلیمنٹیرین ہیں' انھوں نے اپنی ترمیم پر بات کرنی تھی اور انھوں نے صرف ایک بات صحیح کی کہ وائس چیئرمین کے عہدے کی ضرورت نہیں۔ آپ نے نہایت بردباری اور خندہ پیشانی سے ان کی باتیں سنیں۔ میں اپنے معزز رکن سے یہی گزارش کروں گا کہ Enough is enough.

جناب سپیکر، جی' سعید اکبر صاحب۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! ملک آصف صاحب میرے بھائی ہیں' پتا نہیں یہ بے چارے کس کے اشارے پر کھڑے ہو جاتے ہیں ----

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، جناب سپیکر!

جناب سعید اکبر خان، اب جناب والا! یہ کھڑے ہو گئے۔

جناب سپیکر، نہیں' کوئی اشارہ نہیں' شرقپوری صاحب کا تو اپنا کوئی مسئلہ ہے۔ وہ ایک رپورٹ کی توسیع چاہتے ہیں۔ شرقپوری صاحب! ابھی تو امنڈمنٹ کی بات چل رہی ہے۔ اس کے بعد میں آپ کو اجازت دیتا ہوں۔ جی' سعید اکبر صاحب۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں۔ میرے بھائی نے ویسے ہی غیر متعلقہ بات کر دی ہے۔

جناب سپیکر، اب آپ ذرا مختصر آ بات کریں۔

جناب سعید اکبر خان، بس' اب آپ کے حکم کے مطابق میں اپنی تقریر کو وائنڈ اپ کرتا ہوں اور آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، بہت شکریہ۔ اب وزیر قانون صاحب اس پر بات کریں گے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں اپنے اسی اعتراض کو ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ رول 98(2)(a) کے تحت بل کی تشہیر یا اس کو سلیکٹ کمیٹی کو بھیجنے کی تحریک پیش کی جا سکتی ہے۔ چونکہ وہ پہلے ہی تحریک پیش ہو چکی تھی' اس لیے اب معزز رکن اسے پیش ہی نہیں کر سکتے تھے۔

جناب والا! دوسری بات یہ ہے کہ جس طرح ملک آصف صاحب نے فرمایا انھوں نے بالکل درست فرمایا۔ اور آپ نے غور فرمایا ہوگا کہ یہ امنڈمنٹ یہ تھی کہ اس بل کو سلیکٹ کمیٹی کے حوالے کیا جائے اور میرے بھائی تمام وقت رائے عامہ کے بارے میں بولتے رہے ہیں کہ عوام نے پسند نہیں کیا اور یہ عوام کی رائے لینے کی بات کرتے رہے۔ اس لیے میں جناب سعید منیس صاحب سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر میرے بھائی نے رائے عامہ پر بات کرنی تھی تو پھر ان کو وہ پہلے بولنے دیتے اور سعید منیس صاحب بعد میں بول لیتے' کیونکہ انھوں نے ساری تیاری اس بات پر کی ہوئی تھی کہ اس کو عوام کی رائے کے لیے مشتہر کیا جائے اس لیے جناب سپیکر! میری آپ سے استدعا ہے کہ اس میں کوئی بھی متعلقہ بات نہ تھی اس بل پر سٹینڈنگ کمیٹی پہلے سے غور کر چکی ہے اور اس نے

انتہائی غور و خوض کے بعد اس بل کو منظور فرمایا ہے' اس لیے اب اسے سلیکٹ کمیٹی کے سپرد نہ کیا جائے اور اس ترمیم کو رد فرمایا جائے۔ شکریہ جناب۔

MR SPEAKER: Thank you. The amendment moved and the question is that the Lahore Development Aurhority (Amendment) Bill 1997, as recommended by Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, be referred to the Select Committee consisting of the following members with instructions to report upto 15th April, 1998:-

1. Malik Saleem Iqbal, MPA
2. Malik Ghulam Murtaza Maitla, MPA
3. Mr Saeed Akbar Khan, MPA
4. Nawabzada Mansoor Ahmad Khan, MPA
5. Mr Muhammad Saqib Khurshid, MPA
6. Ch Muhammad Riaz, MPA
7. Raja Muhammad Javed Ikhlas, MPA
8. Mian Tariq Mehmood, MPA
9. Mian Naveed Tariq, MPA."

(The motion was lost)

The motion moved and the question is:

"That the Lahore Development (Amendment) Bill, 1997, as recommended by the Standing Committee on Housing Physical and Environmental Planning be taken into consideration at once."

(The Motion was carried).

جناب سپیکر: جی میاں سید احمد شرقپوری صاحب۔

مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں،

" کہ سوال نمبر 343 پیش کردہ میاں عبدالستار ایم۔پی۔اے (پی پی 234) کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 4 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15-03-98 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر، تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے،

" کہ سوال نمبر 343 پیش کردہ میاں عبدالستار ایم۔پی۔اے (پی پی 234) کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 4 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ15-03-98 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر، اب گورنر صاحب کی طرف سے ایک آرڈر ہے اور وہ یہ ہے،

In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Consitutuon of the Islamic Republic of Pakistan, I, Shahid Hamid, Governor of the Punjab, hereby prorogue the Assembly with effect from February 09, 1998 on the termination of the sitting on that day.

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا نواں اجلاس)

جمعۃ المبارک' 17 ۔ اپریل 1998ء

(آدینہ' 19 ۔ ذوالحج 1418ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے تین بجے سہ پہر زیر صدارت جناب سپیکر (چودھری پرویز الٰہی) منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَ عَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِىْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ○ وَلَا تَسْتَوِى الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ط اِدْفَعْ بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِىْ بَيْنَكَ وَ بَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِىٌّ حَمِيْمٌ○ وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ج وَ مَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْحَظٍّ عَظِيْمٍ○

سورۃ حمٓ آیت 33 تا 35

اور اُس سے بات کا اچھا کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں○ اور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہوسکتی۔ تو (سخت کلامی کا) ایسے طریق سے جواب دو جو بہت اچھا ہو (ایسا کرنے سے تم دیکھو گے) کہ جس میں اور تم میں دشمنی تھی وہ تمہارا گرم جوش دوست ہے○ اور یہ بات ان ہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو برداشت کرنے والے ہیں اور ان ہی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے صاحب نصیب ہیں○ وما علینا الا البلاغ○

چیئرمینوں کا پینل

جناب سپیکر، پینل آف چیئرمین کا اعلان کیا جائے۔

میاں طارق محمود، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، ذرا یہ پہلے پینل آف چیئرمین کا اعلان ہونے دیں۔

سیکرٹری اسمبلی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997ء کے قاعدہ 13 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اجلاس ہذا کے لیے چار معزز اراکین پر مشتمل بحسب ترتیب و تقدیم ذیل صدر نشینوں کی جماعت تشکیل فرمائی ہے:

1۔ مولوی محمد سلطان عالم انصاری

2۔ چودھری محمد اعظم چیمہ

3۔ جناب عثمان ابراہیم

4۔ سید مسعود عالم شاہ

پیر کرم شاہ الازہری و دیگر مرحومین کے لیے فاتحہ خوانی

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جناب سپیکر! ممتاز عالم دین مفسر قرآن پیر محمد کرم شاہ صاحب رحلت فرما گئے ہیں، قومی اسمبلی کے رکن جناب محمود اکبر خان صاحب کی الم ناک موت ہوئی ہے اور ان کے ساتھ ساتھ ہماری پنجاب اسمبلی کے اہل کار عنایت میراں صاحب کی بھی الم ناک موت ہوئی ہے ان سب صاحبان کے لیے فاتحہ خوانی کی جائے۔(فاتحہ خوانی کی گئی)

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جناب سپیکر! اگر آپ اجازت فرمائیں تو میں محترم پیر صاحب کی ذات کے متعلق دو جملے عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی، پیر کرم شاہ صاحب کے بارے میں مختصر بات کر لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جناب والا قدر! حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری بلند پایہ عالم دین،

ممتاز روحانی پیشوا، مفسر قرآن، سیرت نگار، علم و عمل کا حسین امتزاج، فکر و آگہی اور علم و عرفان کا سنگم، شریعت اور طریقت کا مجمع البحرین اور صاحب عظمت و کردار انسان تھے۔ آپ نے خدمت قرآن کے لیے قلم اٹھایا تو "ضیاء القرآن" ایسا لافانی شاہکار تخلیق کیا کہ جس کی سطر سطر سے اعجاز و جمالِ قرآن جھلکتا ہے۔ سیرت کے لیے قلم اٹھایا تو "ضیاء النبی" ایسی لافانی تحریر ورثہ میں چھوڑی کہ جس کا حرف حرف عشق مصطفیٰ کا چھلکتا ہوا جام ہے اور پڑھنے والا بےخود ہو کر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تصورات میں گم ہو جاتا ہے۔ پیر صاحب ایک عظیم انسان تھے، انھوں نے ہزارہا لوگوں کو دین اسلام کی تعلیم دی، بے شمار سالکان طریقت کو اللہ کا راستہ دکھایا۔ نہ صرف حجرہ نشین تھے بلکہ عملی میدان میں تحریک نظام مصطفیٰ میں خود اور اپنے ساتھ گروہ مریدین کو لے کر رسم شبیری کے لیے حجرے سے نکلے، پابند سلاسل ہوئے، جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑی تک پہنچے اور جب تک اس وقت کی حکومت کے ساتھ معاملات اسی سمت جاتے رہے انھوں نے کسی مقام پر compromise نہیں کیا۔ اپنی دھن کے پکے تھے۔ نیک انسان تھے۔ میری دعا ہے کہ اللہ رب العالمین ان کی روشن کی ہوئی شمع کو تا ابد فروزاں رکھے اور جس مشن کے لیے انھوں نے زندگی بھر اپنے آپ کو وقف کیا تھا اللہ کرے ان کا مشن جاری رہے اور ان کی تعلیمات اسلامیان عالم کے لیے مینارۂ نور ثابت ہوں۔ والسلام۔

جناب سپیکر، جی سردار صاحب!

وزیر خزانہ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)، جناب سپیکر! ہمارے معزز رکن غلام محمد سواگ صاحب کی والدہ وفات پا گئی ہیں۔ ان کے لیے دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب سپیکر، جی دعا کی جائے۔(فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب سپیکر، میاں طارق صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر کچھ بات کرنا چاہتے تھے؟

میاں طارق محمود، جناب والا! میں نے چودھری عنایت میراں صاحب کے بارے میں بات کرنی تھی۔

تو وہ دعا ہو گئی ہے۔ بس ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر، ان کے لیے تو دعا مانگی ہے۔

میاں طارق محمود، بس ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر، میرے پاس----

جناب عبدالمنان شیخ: جناب والا! پریس والے واک آؤٹ کر گئے ہیں۔

جناب سپیکر، میں وہی بات کرنے لگا ہوں۔ پریس گیلری کی طرف سے ابھی میرے پاس یہ اطلاع آئی ہے کہ انھوں نے ایک قرارداد کے ذریعے ہماری آج کی کارروائی کا بائیکاٹ کیا ہے۔ وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ حکومت کی طرف سے یہ commitment دی گئی تھی کہ انسداد دہشت گردی ایکٹ کے تحت رپورٹروں اور صحافیوں کے خلاف جو مقدمات درج کیے گئے ہیں وہ واپس لے لیے جائیں گے لیکن وعدے پر عمل نہیں ہوا۔ اس لیے انھوں نے آج کی کارروائی کا بائیکاٹ کیا ہے۔ یہ مجھے ابھی ان کی طرف سے اطلاع ملی ہے۔ راجہ صاحب! میرے خیال میں آپ خود ان سے بات کرلیں تاکہ وہ واپس آ جائیں اور اگر commitment کی گئی ہے تو پھر آپ اس حوالے سے انھیں یقین دہانی کرا دیں یا پتا کرلیں کہ ان کیسوں کا کیا بنا ہے۔

وزیر قانون، ٹھیک ہے جناب والا۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ خوراک و زراعت)

جناب سپیکر، اجلاس کی کارروائی شروع ہوتی ہے۔ آج محکمہ خوراک اور زراعت کے سوالات ہیں۔ سب سے پہلے محکمہ خوراک کا سوال ہے۔ جناب محمد ریاض ملک صاحب۔

(جناب شاہد محمود بٹ نے جناب محمد ریاض ملک کے ایما پر سوال نمبر 171 دریافت کیا)

جناب سپیکر، جی، خاکوانی صاحب سوال 171 میرے خیال میں جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولروں کی تعیناتی کی تفصیل

*171۔ جناب محمد ریاض ملک: کیا وزیر خوراک ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) اس وقت صوبے میں ان ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر صاحبان کے نام اور جگہ تعیناتی بتائی جائے جن کے خلاف کسی قسم کی انکوائری یا ریکوری کا کیس چل رہا ہے۔

(ب) ایسے ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولروں کی تعداد کیا ہے جن کو اضلاع کی بجائے دفتروں میں تعینات کیا گیا ہے، حالانکہ ان کے خلاف کوئی انکوائری یا ریکوری زیر التوا نہیں اور ان کی جگہ سٹوریج افسروں کو بطور ڈی۔ایف۔سی اضلاع میں تعینات کیا گیا ہے نیز ایسی تعیناتی کی

وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خوراک (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

(الف) نام ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر — تعیناتی کی جگہ

1۔ احمد محمود بھٹی — لیہ

2۔ شاہد رشید — قصور

3۔ چودھری عبدالحمید — گوجرانوالہ

4۔ قلب عباس — لاہور

5۔ محمد رفیق غوری — جھنگ

6۔ محمد انور — فیصل آباد

7۔ ملک جان محمد — بہاول نگر

8۔ ملک ضیاء احمد — رحیم یار خان

9۔ عبداللطیف موہل — وہاڑی

10۔ عبدالحمید خان رند — مظفر گڑھ

(ب) اس وقت درج ذیل "ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولرز" بطور سٹوریج اینڈ انفورسمنٹ آفیسرز تعینات کیے گئے ہیں۔

1۔ غلام مصطفیٰ ذکی — سٹوریج اینڈ انفورسمنٹ آفیسر لاہور

2۔ منیر احمد جوئیہ — ایضاً۔
فیصل آباد

3۔ قسور علی عباس — ایضاً۔
ڈی۔جی۔خان

4۔ فاروق احمد خان گورچانی — ایضاً۔
ملتان

یہ بات واضح کر دینا ضروری ہے کہ "ڈی۔ایف۔سی اور "سٹوریج اینڈ انفورسمنٹ آفیسر" کے عہدے ہر لحاظ سے مساوی ہیں اور یکساں سکیل و اہمیت اور ذمہ داری کے حامل ہیں۔

وزیر خوراک (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)، جناب سپیکر! میں اس سوال کا جواب دینے سے پہلے آپ کی خدمت میں خصوصی التجا کروں گا کہ آج محکمہ خوراک و زراعت کے سوالات مشترکہ ہیں اور آگے پیچھے ان کا سلسلہ ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو محکمہ خوراک کے پانچ چھ سوال ہیں میں ان کے پہلے جواب دے دیتا ہوں اور پھر یکسوئی کے ساتھ محکمہ زراعت کے سوالوں کے جوابات دیے جائیں۔ جناب سپیکر! اگر آپ ملاحظہ فرمائیں تو گزشتہ ایک سال سے یہ سوالات پینڈنگ آ رہے ہیں کیونکہ ان کی باری نہیں آتی اور پھر وہ left over ہو جاتے ہیں۔

جناب سپیکر، جناب خاکوانی صاحب! آج ہمارے پاس ٹوٹل 24 کے قریب سوالات ہیں۔ ان میں زیادہ سوالات محکمہ زراعت سے متعلقہ ہیں جو کہ پچھلی دفعہ pending بھی ہوئے تھے۔

وزیر خوراک، جناب والا! میں اسی لیے گزارش کر رہا تھا کہ اس میں محکمہ خوراک کے پانچ چھ سوال ہیں۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ اسی sequence سے چلاتے ہیں جس طرح ہے۔

وزیر خوراک، ٹھیک ہے جی۔

جناب سپیکر، ایک گھنٹہ کافی ہے۔ ان شاء اللہ مکمل ہو جائے گا۔ ریاض ملک صاحب کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد ریاض ملک، جناب والا! میرا سوال تھا کہ ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولرز کی تعداد کیا ہے؟

جناب سپیکر، انھوں نے تو نام اور تعیناتی بھی بتا دی ہے۔

وزیر خوراک، جناب والا!۔۔۔

جناب سپیکر، انھوں نے ابھی سوال مکمل نہیں کیا کہ وہ پوچھنا کیا چاہ رہے ہیں؟

جناب محمد ریاض ملک، جناب والا! میں ابھی اندر آیا ہوں میری تیاری نہیں ہے اور میں نے ابھی سوال دیکھا ہے۔ میرا کوئی ضمنی سوال نہیں۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال نہیں۔

وزیر خوراک، جناب سپیکر! میں اس سوال کا جواب بڑا ضروری سمجھتا ہوں۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال نہیں ہوا۔

وزیر خوراک، جناب سپیکر! اگر آپ پھر دیکھیں کہ یہ 1997ء کا جواب ہے اور 1997ء میں سوال تھا۔

اب تو اس کی ہیئت ہی تبدیل ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر، لیکن اس کے لیے تو وہ نیا سوال کریں گے تو پھر آپ جواب دیں گے۔

وزیر خوراک، لیکن جناب والا! میں آپ کی اجازت سے صرف بطور اطلاع کچھ کہنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر، اطلاع آ گئی ہے۔

وزیر خوراک، میں صرف اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ ہم نے محکمہ خوراک میں انقلابی تبدیلی کر دی ہے۔ پرانے تمام ڈی ایف سی صاحبان کو withdraw کر لیا ہے اور ان کی جگہ پر تمام 29 کے 29اضلاع میں، چونکہ ہمارے فوڈ کے ڈسٹرکٹ 29 ہیں، ویسے ایڈمنسٹریشن کے 34 ڈسٹرکٹ ہیں۔ 29 کے 29 اضلاع میں مجسٹریٹ بطور ڈی ایف سی لگا دیے ہیں۔ ہم نے اس پوسٹ کو upgrade بھی کر دیا ہے۔ پہلے یہ پوسٹ گریڈ 16 کی تھی لیکن اب گریڈ 17 کی ہے ۔ ان شاء اللہ آپ اس سے دیکھیں گے کہ وہ جو ایک دھبہ تھا کہ یہ کرپٹ لوگ ہیں، حالانکہ ان میں کچھ اچھے بھی تھے۔ لیکن اب ان شاء اللہ تعالیٰ ایک ڈرامائی اور انقلابی تبدیلی آئے گی۔ میرے دوست نے پتا نہیں کس زاویے سے سوال پوچھا تھا؟ میں ویسے ہر قسم کا جواب دینے کے لیے حاضر ہوں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال جناب زاہد محمود گورایہ صاحب کا ہے۔ محکمہ زراعت کا سوال ہے اور مؤخر چلا آ رہا تھا۔

جناب شاہد محمود بٹ ، محرک کے ایماء پر سوال نمبر 490

شعبہ زرعی تحقیق میں مستقل ڈائرکٹر کی تعیناتی

*490۔چودھری زاہد محمود گورایہ، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبے کے زرعی تحقیق کے شعبے میں عرصہ تقریباً دس سال سے زاید سے کسی ایک اہم تحقیقاتی ادارے کے ڈائرکٹروں کی اسامیوں پر مستقل ڈائرکٹر تعینات نہ ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کئی ایک تحقیقاتی اداروں کی ڈائرکٹرز کی اسامیوں پر مختلف افسران کو عارضی طور پر دوہرا چارج تفویض کیا ہوا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ موجودہ قواعد کی رو سے ڈائرکٹرز کی اسامی پر سینیارٹی لسٹ نہیں بلکہ خالصتاً میرٹ کی بنیاد پر تعیناتی کی جانی ضروری ہے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایک ہی اہل کار کے پاس بیک وقت دو اسامیوں کے مالی و انتظامی

اختیارات ہونے کی وجہ سے ماتحت عملہ کو اپیل کے حق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت متذکرہ بے ضابطگی کا کب تک ازالہ کرے گی اور ہمہ وقت ڈائرکٹرز کی قانون کے مطابق تعیناتی کتنے عرصہ میں عمل میں لائے گی اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آب پاشی: (چودھری محمد اقبال) جناب والا! میں اس سوال کا جواب پڑھ دوں یا اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے گا؟

جناب سپیکر: محکمہ زراعت آپ کے پاس ہے؟

وزیر آب پاشی: جناب والا! جواب دینے کے لیے میری ڈیوٹی لگی ہے۔

جناب سپیکر: اچھا' جواب دینے کے لیے آپ کی ڈیوٹی لگی ہے۔

وزیر خوراک: حالانکہ وہ خود بیٹھے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں وہ چلے گئے ہیں۔

وزیر آب پاشی: نہیں' وہ نہیں بیٹھے۔ میرا اس سلسلے میں باقاعدہ نوٹیفکیشن ہوا ہے۔

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال):

(الف) محکمہ زراعت کے زرعی تحقیق کے شعبہ میں کل 22 ڈائرکٹرز ہیں۔ جن میں سے 13 مستقل ڈائرکٹرز تعینات ہیں۔4 اسامیوں پر سینیارٹی کے جھگڑے کی وجہ سے پچھلے چند سالوں سے مستقل ڈائرکٹر تعینات نہ کیے جا سکے ہیں۔ کیس ابھی بھی عدالت میں چل رہا ہے۔2 اسامیاں ڈویلپمنٹ سائیڈ کی ہیں۔ جو ابھی مستقل نہ ہیں۔ اس کے باوجود ان پر بھی ریگولر ڈائرکٹر کی تعیناتی کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ جبکہ تین اسامیوں پر پروموشن کے لیے صوبائی سلیکشن بورڈ کو بھجوانے کے لیے کیس تیار کیے جا رہے ہیں۔ ان حالات میں یہ درست نہ ہے کہ ان اسامیوں پر عرصہ تقریباً دس سال سے مستقل ڈائرکٹرز تعینات نہ ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ ڈائرکٹرز کی کچھ خالی اسامیوں پر مختلف افسران کو اضافی چارج دیا گیا ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ قواعد کی رو سے ڈائرکٹرز کی تعیناتی میرٹ کی بنیاد پر کی جانی ضروری ہے۔ میرٹ کا تعین کرتے وقت سینیارٹی' قابلیت' اہلیت' تجربہ اور سروس ریکارڈ کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے۔ کیونکہ جن افسران کو عارضی طور پر ڈائرکٹرز کا اضافی چارج دیا گیا ہے۔ ان کو بطور ڈائرکٹر ایک اسامی کے ہی اختیارات حاصل ہیں۔

(ہ) صورت حال جز(الف) کے جواب میں دے دی گئی ہے۔ ہر وقت ڈائرکٹرز لگانے کے لیے محکمہ کوشش کر رہا ہے۔

جناب سپیکر: اس پر کوئی ضمنی سوال؟ اگلا سوال بھی چودھری زاہد محمود گورایہ صاحب کا ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ: محرک کے ایماء پر سوال نمبر 495

محکمہ زراعت میں گاڑیوں کی تفصیل

*495۔چودھری زاہد محمود گورایہ: کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

سال 94-1993ء سے لے کر 97-1996ء کے دوران صوبے میں محکمے کے مختلف شعبہ جات میں الگ الگ شعبے کے حساب سے کتنی گاڑیاں ہیں ان کے نمبر کیا ہیں۔ ان پر پٹرول/ڈیزل و مرمت و دیگر کتنے اخراجات ہوئے ہر ایک گاڑی کے حساب سے الگ الگ تفصیلات بمع اہل کار کے پاس جو گاڑی ہے ان کے نمبر و ماڈل کی تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں؟

وزیر آب پاشی (چودھری محمد اقبال):

سال 94-1993ء سے لے کر 97-1996ء کے دوران محکمہ زراعت کے مختلف شعبہ جات کے زیر استعمال 939 گاڑیاں تھیں۔ ان کے نمبر، پٹرول/ڈیزل و دیگر اخراجات ہر گاڑی کے حساب سے شعبہ وار مکمل تفصیلات *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

شعبہ وار گاڑیوں کی تعداد

نمبر شمار	نام شعبہ جات	گاڑیوں کی تعداد
1۔	ڈائرکٹر جنرل زراعت (توسیع) پنجاب	297
2۔	ڈائرکٹر جنرل زراعت (فیلڈ) پنجاب	140
3۔	ڈائرکٹر جنرل زراعت (اصلاح آب پاشی) پنجاب	218
4۔	ڈائرکٹر جنرل زراعت (ریسرچ) فیصل آباد	172

(*** تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

5۔	ڈائرکٹر زراعت، پنجاب لینڈ یوٹیلائزیشن اتھارٹی	8
6۔	ڈائرکٹر کراپ رپورٹنگ سروس پنجاب	34
7۔	ڈائرکٹر زراعت(فلوریکلچر) پنجاب	14
8۔	ڈائرکٹر زراعت پیسٹ وارننگ اینڈ کوالٹی کنٹرول آف پیسٹی سائڈز ملتان	29
9۔	ڈائرکٹر زرعی اطلاعات، پنجاب	6
10۔	چیف پلاننگ اینڈ ایویلیوایشن سیل	8
11۔	چیف کوآرڈینیٹر، ریڈک وہاڑی	10
12۔	ایگریکلچر سیکرٹریٹ	3
	کل	939

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟ اگلا سوال ملک ممتاز احمد بھچر صاحب کا ہے (تشریف نہیں رکھتے) اگلا سوال بھی ملک ممتاز احمد بھچر صاحب کا ہے۔ (تشریف نہیں رکھتے) اگلا سوال جناب ایس اے حمید صاحب کا ہے۔

جناب ایس اے حمید، سوال نمبر 722

سرکاری عمارات کی تعمیر

*722۔جناب ایس۔اے۔حمید، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سال 1993ء سے 1996ء تک محکمہ زراعت کے کتنے دفاتر اور رہائش گاہیں کرائے کی عمارات میں تھیں اور محکمہ سالانہ کتنا کرایہ ادا کرتا رہا ہے۔

(ب) محکمے نے اب تک کتنی نئی سرکاری عمارات تعمیر کروائی ہیں اور کتنی مزید عمارات تعمیر کرانے کا منصوبہ ہے۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر آب پاشی (چودھری محمد اقبال)،

(الف) سال 1993ء سے 1996ء تک محکمہ زراعت کے جتنے دفاتر اور رہائش گاہیں کرائے کی عمارات میں تھیں اور محکمہ جتنا سالانہ کرایہ ادا کرتا رہا ہے۔ ان کی شعبہ وار تفصیل *** ایوان کی میز

(*** تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ زراعت نے اب تک جتنی نئی سرکاری عمارات تعمیر کروائی ہیں اور جتنی عمارات تعمیر کرانے کا منصوبہ ہے۔ ان کی شعبہ وار تفصیل گوشوارہ "ب" میں *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر، ایس اے حمید صاحب! کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر جز (الف) میں' میں نے یہ پوچھا تھا کہ محکمہ سالانہ کتنا کرایہ ادا کرتا رہا ہے۔ اس کی جو تفاصیل ایوان کی میز پر رکھی گئی ہیں ان کا میزان نہیں کیا گیا۔ کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ کل کتنی رقم بنتی ہے؟

وزیر آب پاشی، جناب سپیکر! فاضل دوست درست فرما رہے ہیں۔ لیکن انھوں نے ساتھ ساتھ شعبہ وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھنے کے لیے کہا تھا۔ یہ چونکہ بڑے لمبے چوڑے شعبہ جات ہیں۔ ان کی ساری تفصیلات ایک ایک ہیڈ کے ذریعے بتا دی ہیں کہ ایکسٹینشن میں کتنی گاڑیاں ہیں' فیلڈ میں کتنی گاڑیاں ہیں۔ تمام کی تمام تفصیل بمع رقم اس میں پیش کر دی گئی ہے۔

جناب سپیکر، ایس اے حمید صاحب! آپ اس میں کیا پوچھنا چاہ رہے ہیں؟ اس میں کس چیز کا ٹوٹل نہیں ہے؟

جناب ایس اے حمید، میں نے یہ دریافت کیا تھا کہ محکمہ کے پاس کرائے کی کتنی بلڈنگز ہیں۔ کیا مرحلہ وار ان کی اپنی بلڈنگز بن رہی ہیں۔ ابھی تک یہ کتنا کرایہ دے رہے ہیں۔ یہ figure بتا دیں کہ دو کروڑ ہے' چار کروڑ ہے یا دس کروڑ ہے؟

جناب سپیکر، ایک تو آپ یہ پوچھنا چاہ رہے ہیں کہ ان کی اپنی بلڈنگز بن رہی ہیں۔ یہ ان میں شفٹ ہو رہے ہیں یا نہیں۔ دوسرا یہ کہ ان ساری بلڈنگز کا کرایہ کتنا بنتا ہے؟

وزیر آب پاشی، جناب سپیکر! جو ان کا اعتراض ہے میں سمجھتا ہوں وہ درست ہے۔ اگر آپ ملاحظہ فرمائیں تو یہ بارہ شعبہ جات بنتے ہیں جن کے بارے میں انھوں نے سوال پوچھا ہے۔ جو کرائے کی بلڈنگز ہیں ان کی تفصیل بھی اگر ملاحظہ فرمائیں تو بہت لمبی چوڑی ہے۔ میرے پاس پوری تفصیل ہے۔ یہ فرماتے ہیں کہ انھوں نے ٹوٹل نہیں لگایا۔ صرف یہ اعتراض ہے۔ باقی ساری تفصیل یہاں پیش کر دی

(*** تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

گئی ہے۔ جناب ایس اے حمید سے زیادہ بہتر تو کوئی ٹوٹل کر ہی نہیں سکتا۔ مجھے فرمائیں، مجھے وقت دیں تو میں کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر، یہ شاید 4.56 کروڑ روپے سالانہ کرایہ بنتا ہے۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! یہ جو عمارتیں تعمیر کرائی گئی ہیں ان سے کرایے میں کتنی کمی ہوئی ہے، یہ بتا دیں۔

وزیر آب پاشی، جناب والا! ذرا ملاحظہ فرمائیں کہ میں حساب کتاب میں اتنا ماہر ہوتا تو میرے پاس بھی ایس اے حمید صاحب جتنے پیسے ہوتے۔ یہ definite figure کا سوال کر رہے ہیں کہ کتنی عمارتیں بنیں اور ان کا کتنا کرایہ کم ہوا۔ یہ تو نئے سرے سے سوال دیں۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب کو ایک کیلکولیٹر بھی دے دیں۔

وزیر آب پاشی، مجھے ایک کیلکولیٹر بھی دے دیں۔ اب منسٹر ہر وقت کوئی کیلکولیٹر تو جیب میں نہیں رکھتا۔

جناب سپیکر، اگلے سوال پہ چلتے ہیں۔ یہ سوال جناب ایس اے حمید صاحب کا ہے۔

جناب ایس اے حمید، 723

مارکیٹ کمیٹی کا انتخاب

*723۔ جناب ایس۔اے۔حمید، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سال 1993ء سے 1997ء تک مارکیٹ کمیٹیوں کی کل تعداد کیا ہے۔

(ب) ان مارکیٹ کمیٹیوں میں تعینات ایڈمنسٹریٹر کی عرصہ تعیناتی اور مجاز اتھارٹی کی تفصیل بتائی جائے۔

(ج) کیا حکومت قواعد کے مطابق ان کمیٹیوں کے انتخاب کرانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجہ کیا ہے؟

وزیر آب پاشی (چودھری محمد اقبال)،

(الف) سال 1993ء سے لے کر 1997ء تک مارکیٹ کمیٹیوں کی کل تعداد حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	سال	تعداد مارکیٹ کمیٹی
1۔	1993ء	132
2۔	1994ء	132
3۔	1995ء	132
4۔	1996ء	132
5۔	1997ء	132

(ب) مارکیٹ کمیٹیوں کے ایڈمنسٹریٹرز کی تعیناتی ان کے مکمل نام تاریخ تقرری اور مجاز اتھارٹی کے متعلق مکمل تفصیلات *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ج) جی ہاں! اس سلسلہ میں اقدامات زیر غور ہیں۔

جناب سپیکر، ایس اے حمید صاحب!

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! یہ اقدامات کب سے زیر غور ہیں اور کب تک زیر غور رہیں گے؟

وزیر آب پاشی، جناب سپیکر! اگر ایس اے حمید صاحب اس پروسیجر کو سمجھتے ہوں تو میں اس کی تھوڑی سی تفصیل عرض کرنی چاہوں گا۔ جناب والا! آپ ضلع کونسل کے چیئرمین رہے ہیں۔ اس کا پروسیجر یہ ہوتا ہے کہ ضلع کونسل کے چیئرمین ڈبل پینل منگواتے ہیں۔ اس میں سے وہ ایک پینل کو منتخب کر کے لگاتے ہیں۔ یہ ضلع کونسلوں کی موجودگی میں ہوتا ہے۔ چونکہ لوکل باڈیز کے الیکشن نہیں ہوئے اور ضلع کونسلیں فنکشن نہیں کر رہیں۔ ان پر ایڈمنسٹریٹر لگے ہوئے ہیں۔ اس پر کہیں ہمارے زراعت کے افسر لگے ہوئے ہیں، کہیں لوکل ایڈمنسٹریشن کے افسر لگے ہوئے ہیں، کہیں عوامی نمائندوں کے مشورے سے بندے لگائے گئے ہیں۔ اس کا یہ پروسیجر ہے۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال ہے کہ مارکیٹ کمیٹیوں کے ایڈمنسٹریٹروں کی تعیناتی کئی برسوں سے جاری ہے۔ کیا ان کی ٹرانسفر کے لیے انھوں نے کوئی فارمولا بنایا ہوا ہے کہ جب تک کوئی بیٹھا ہے بیٹھا رہے۔ اور جو کارکردگی ہے کہ جب تک آدمی کو دو تین سال کے بعد تبدیلی نہ کیا جائے اس وقت تک ------

جناب سپیکر، کیا آپ مارکیٹ کمیٹیوں کے ایڈمنسٹریٹرز کی ٹرانسفر پوسٹنگ کی بات کر رہے ہیں؟

(*** تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

وزیر آب پاشی، جناب والا! میں اپنے فاضل دوست کو سمجھا نہیں سکا۔ اگر عوامی نمائندے لگائے گئے ہوں تو وہ تو سرکاری بندے نہیں ہیں کہ ان کی ٹرانسفر کی جا سکے۔

جناب سپیکر، وزیر قانون!

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں آپ کے حکم کے مطابق صحافی حضرات کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ میری ان سے بات ہوئی ہے اور جو مسئلہ انھوں نے آپ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ اس پر بڑی تفصیل کے ساتھ ان سے بات ہوئی ہے۔ اس وقت صحافی برادری کے دو مقدمات پولیس کے پاس زیر تفتیش ہیں۔ ایک روزنامہ "پاکستان" کے صحافی کا مقدمہ ہے اور دوسرا شفیق اعوان صاحب کا مقدمہ ہے۔جہاں تک روزنامہ" پاکستان " کے مقدمے کا تعلق ہے اس سلسلے میں میری ان سے پہلے بھی بات ہوئی تھی اور یہ حقیقت ہے کہ ہماری ان سے کمٹمنٹ تھی کہ اس مقدمے کو ختم کر دیا جائے گا۔ اس سلسلے میں کافی پیش رفت بھی ہوئی ہے، لیکن ابھی تک ہماری کوششیں پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچ سکیں۔ میں نے ان کو یقین دہانی کرائی ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ سوموار کو ہماری ان کے ساتھ دوبارہ میٹنگ ہوگی اور اس مسئلے کو مستقل بنیادوں پر حل کر لیا جائے گا۔ جہاں تک دوسرے مقدمے کا تعلق ہے، اس سلسلے میں بھی سوموار کو ہماری میٹنگ ہوئی ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ اسے بھی حل کر لیا جائے گا اور یہ واپس لے لیا جائے گا۔ انھوں نے اپنا بائیکاٹ ختم کر دیا ہے۔ میں ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں اور آپ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، بہت مہربانی! میں پریس کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ اس یقین دہانی پر واپس تشریف لے آئے ہیں۔۔۔۔ اگلا سوال ملک ذوالقرنین ڈوگر صاحب کا ہے۔

حاجی عبدالرزاق: 773

جناب سپیکر، 773 (محرک کے ایماء پر دریافت کیا گیا)

وزیر آب پاشی، جناب والا! یہ میں پڑھ دوں؟

جناب سپیکر، میرا خیال ہے اس کا جواب کافی تفصیل کے ساتھ آ گیا ہے۔ اس لیے اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

مارکیٹ کمیٹی میں بھرتی

*773۔ ملک ذوالقرنین ڈوگر، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سابقہ وزیر زراعت کے حکم پر ستمبر 1996ء میں صوبہ کی مارکیٹ کمیٹیز نے چند اسامیاں تخلیق کی تھیں۔ ستمبر 1996ء سے 2 فروری 1997ء تک صوبہ کی مارکیٹ کمیٹیوں نے کس کس اسامی پر تقرریاں کیں۔

(ب) ان اسامیوں پر تقرر شدہ افراد کے نام، پتہ جات اور ڈومیسائل کی تفصیل بتائی جائے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ بھرتی بغیر میرٹ کے کی گئی اگر کی گئی تو کیا حکومت ان افراد کو فارغ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آب پاشی (چودھری محمد اقبال)،

(الف) یہ درست ہے کہ ماہ ستمبر 1996ء میں درج ذیل مارکیٹ کمیٹیوں میں ان کے نام کے سامنے دی گئی اسامیاں Create ہوئیں تھیں۔

نمبر شمار	نام مارکیٹ کمیٹی	انسپکٹر	سب انسپکٹر	جونیئر کلرک / اکاؤنٹ کلرک	فیڈ مین	چوکیدار	نائب قاصد	بھلدار
1۔	حاصل پور	—	3	2	—	—	—	—
2۔	ہارون آباد	1	4	3	—	—	—	—
3۔	فورٹ عباس	—	3	1	—	—	—	—
4۔	بہاول پور	2	4	—	—	—	—	—
5۔	یزمان	1	4	—	—	—	1	1
6۔	چشتیاں	2	4	2	—	—	—	—
7۔	احمد پور شرقیہ	—	2	—	—	—	—	—
8۔	بہاول نگر	1	4	1	—	—	—	—
9۔	دنیا پور	—	4	3	—	1	—	—
10۔	شجاع آباد	—	2	2	1	—	1	—
11۔	کہروڑ پکا	—	4	3	—	—	—	—
12۔	قادر پور راواں	—	2	—	1	—	—	—
13۔	شیخوپورہ	—	—	3	—	—	—	—
14۔	ننکانہ صاحب	2	1	2	—	—	—	—

اس ضمن میں تحریر ہے کہ جناب ڈائرکٹر جنرل زراعت (فیلڈ) پنجاب لاہور نے مارکیٹ کمیٹی شیخوپورہ میں ایک سب انسپکٹر، ایک جونیئر کلرک، مارکیٹ کمیٹی یزمان میں تین سب انسپکٹر، مارکیٹ کمیٹی ننکانہ صاحب میں دو انسپکٹر اور مارکیٹ کمیٹی دنیا پور میں ایک جونیئر کلرک کی اسامیاں بذریعہ حکم نمبر 3322-29/M02/MKT مورخہ 11-3-97 کو ختم کر دیں۔ حکم کی کاپی *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

علاوہ ازیں درج ذیل مارکیٹ کمیٹیوں میں مندرجہ ذیل اسامیاں منظور کی گئیں تھیں جو کہ بعد ازاں بحکم جناب ڈائرکٹر جنرل زراعت (فیلڈ) پنجاب لاہور کے آرڈر نمبر Endst No 19083-96/M-2/MKT مورخہ 13-11-1996 کے تحت ختم کر دی گئیں تھیں۔

نمبر شمار	مارکیٹ کمیٹی	انسپکٹر	سب انسپکٹر	کلرک	نائب قاصد	چوکیدار	بھلدار
1۔	پھول نگر	—	2	2	—	—	—
2۔	جلال پور پیر والا	—	1	—	—	—	—
3۔	کوٹ رادھا کشن	—	—	3	—	—	—
4۔	خانیوال	—	2	2	—	—	—
5۔	ملک وال	—	3	2	—	—	—
6۔	نوشہرہ ورکاں	—	2	1	1	1	—
7۔	کھڈیاں	—	2	2	—	—	—
8۔	کنگن پور	—	4	2	—	—	—

(ب) ان اسامیوں پر تقرر شدہ افراد کے نام، پتہ جات اور ڈومی سائل کی تفصیل *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ درج بالا اسامیاں بغیر میرٹ کے پُر کی گئی تھیں جو کہ بعد ازاں حکومت پنجاب کے حکم نمبر PD/vm-4/80-iii مورخہ 15-3-97 کے تحت تمام مارکیٹ کمیٹیوں کو ان ملازمین کو فارغ کرنے کا حکم جاری کیا گیا اور مارکیٹ کمیٹیوں نے ان ملازمین کو نوکریوں سے فارغ کر دیا۔ لیکن بعد ازاں ان میں سے کچھ ملازمین نے مختلف کورٹس سے حکم امتناعی حاصل کر رکھا ہے۔

(*** تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

وزیر آب پاشی ، (چودھری محمد اقبال)' جناب والا ! یہ میں پڑھ دوں؟

جناب سپیکر ، حاجی صاحب ! کوئی ضمنی سوال؟

حاجی عبدالرزاق، جز (ج) میں ہے کہ کیا اس شخص کے خلاف کوئی کارروائی ہوئی ہے جس نے یہ اسامیاں بغیر میرٹ کے "پر" کی تھیں؟

جناب سپیکر ، جی' چودھری صاحب !

وزیر آب پاشی، جناب والا! اگر آپ جز (ج) کا جواب ملاحظہ فرمائیں۔ تو میں نے یہ عرض کیا ہے کہ یہ درست ہے کہ درج بالا اسامیاں بغیر میرٹ کے پر کی گئی تھیں' بعد ازاں حکومت پنجاب کے حکم نمبر PD/viii-4/80-iii مورخہ 15-3-1997 کے تحت تمام مارکیٹ کمیٹیوں کو ان ملازمین کو فارغ کرنے کا حکم جاری کیا گیا اور مارکیٹ کمیٹیوں نے ان ملازمین کو نوکریوں سے فارغ کر دیا۔ لیکن بعد ازاں ان میں سے کچھ ملازمین نے مختلف کورٹس سے حکم امتناعی حاصل کر رکھا ہے۔ جناب والا! ان میں صرف تین آدمی ہیں جو stay order پر چل رہے ہیں۔ باقی سب کو ہم نے فارغ کر دیا ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ جن لوگوں نے میرٹ کے خلاف تقرریاں کی تھیں ان کے خلاف رولز کے تحت کارروائی ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر ، حاجی صاحب ! کچھ مزید پوچھنا چاہتے ہیں؟

حاجی عبدالرزاق، ان کے خلاف کوئی کارروائی ہوئی ہے؟

وزیر زراعت، میں نے عرض کیا ہے کہ رولز کے تحت ان کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر، انھوں نے ایک چٹھی کا حوالہ بھی دیا ہے کہ ان کو فارغ بھی کر دیا گیا ہے۔

وزیر زراعت، جی ہاں ! فارغ کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر، اور دوسرا حاجی صاحب کا یہ سوال بھی تھا کہ جن لوگوں نے غلط تقرریاں کی ہیں کیا ان کے خلاف بھی کوئی ایکشن ہوا ہے؟

وزیر زراعت، ان کے خلاف E&D رولز کے تحت کارروائی شروع کر دی ہے۔

جناب سپیکر، ان کے خلاف بھی ایکشن لے رہے ہیں۔۔۔ حاجی صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ next سوال راجہ محمد جاوید اخلاص کا ہے

راجہ محمد جاوید اخلاص، 961

مارکیٹ کمیٹی گوجر خان کا بجٹ

*961۔ راجہ محمد جاوید اخلاص، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) مارکیٹ کمیٹی گوجر خان کا سالانہ بجٹ کتنا ہے اور اخراجات کی تفصیل کیا ہے۔ نیز مارکیٹ کمیٹی کی کل جائیداد کیا ہے اور اس کے کرایہ کی مد میں کل آمدن کیا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ کرایہ داروں سے کرایہ زیادہ وصول کیا جاتا ہے مگر مارکیٹ کمیٹی کے اکاؤنٹ میں رقم کم جمع کی جاتی ہے۔ کرایہ داروں اور مارکیٹ کمیٹی کے مابین تحریر شدہ معاہدے کی نقل ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر آب پاشی (چودھری محمد اقبال)،

(الف) مارکیٹ کمیٹی گوجر خان کا آمدن کی مد میں تین سال کا بجٹ درج ذیل ہے۔

سال	لائسنس فیس	مارکیٹ فیس	کرایہ	متفرق آمدن	کل آمدن
1994-95	19360 00	193582 75	55335.00	2234.00	270511.75
1995-96	20860 00	204565.75	106030.00	2160 00	333615 75
1996-97	44570 00	325727.75	125830.00	5466.00	501593 75

3 سال کے اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	تنخواہیں ملازمین الاؤنسز و دیگر مراعات	منڈی میں ترقیاتی و دیگر اخراجات	فراہمی سہولیات خریداری مراکز فوڈ ڈیپارٹمنٹ گوجر خان	ریٹائرڈ ملازمین کی پنشن و متفرق اخراجات	کل اخراجات
1994-95	265032 00	11720.00	1640 00	28873.00	307265 00
1995-96	255245 66	2349.00	3000 00	21343 00	281937.00
1996-97	306413 00	6810 00	5470 00	87232 00	405925 00

مارکیٹ کمیٹی گوجر خان کی جائیداد

مارکیٹ کمیٹی گوجر خان کی شہر میں کل جائیداد ٹوٹل رقبہ ایک کنال ساڑھے تین مرلہ پر مشتمل ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔ دکان نمبر 1۔ کرایہ دار مستری محمد شبیر' ایک کمرہ پر مشتمل ہے۔

2۔ دکان نمبر 2' کرایہ دار یوٹیلٹی سٹور گوجر خان' چار کمروں اور ایک برآمدے پر مشتمل ہے۔

3۔ دکان نمبر 3' کرایہ دار' مستری گلزار احمد۔ جگہ کرائے پر دی ہے۔ ایک کمرہ کرائے

دار نے خود تعمیر کیا ہے۔

4۔ دکان نمبر 4' کرایہ دار محمد شفیع' ایک کمرہ پر مشتمل ہے۔

5۔ دکان نمبر 5' کرایہ دار عبدالرحمان' جگہ کرائے پر دی ہے۔ ایک کمرہ کرائے دار نے خود تعمیر کیا ہے۔

6۔ فلیٹ کرائے دار ارشد محمود۔ چار کمروں' ایک غسل خانہ' ایک باورچی خانہ مع چھت پر مشتمل ہے۔

7۔ ایضاً۔ کرایہ دار محمد خورشید زماں' دو کمروں پر مشتمل ہے۔

8۔ دفتر دفتر مارکیٹ کمیٹی' دو کمروں ' ایک برآمدہ' اور ایک غسل خانے پر مشتمل ہے۔

کرایہ کی کل آمدن

سال	کرایہ
1994-95،	55335
1995-96،	106030
1996-97،	125830

(ب) یہ درست نہ ہے ۔ کرایہ داروں سے جو کرایہ وصول کیا جاتا ہے اس کی رسید دی جاتی ہے۔ تمام کرایہ داروں کے بیان حلفی *** ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔ کرایہ داروں اور مارکیٹ کمیٹی کے مابین تحریر شدہ معاہدے کی نقول *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

جناب سپیکر ، راجہ صاحب ! اس میں کوئی ضمنی سوال؟

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ تین سالہ بجٹ کے جو اخراجات ہیں اس میں ڈویلپمنٹ کی مد میں تین سالوں میں تقریباً 18 ہزار روپے خرچ کیے گئے ہیں۔ کیا وزیر موصوف ازراہ کرم فرمائیں گے کہ تین سالوں میں اٹھارہ ہزار روپے میں کون سا ترقیاتی منصوبہ بنایا' مکمل کیا گیا؟

جناب سپیکر، جی چودھری صاحب۔

(*** تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

وزیر زراعت، جناب والا! جواب self explanatory ہے اور اس میں سارے figures دیے ہیں کہ اس کی آمدن کتنی تھی، خرچ کتنا تھا، اس میں بچت کیا ہوئی اور بچت کے مطابق کسی بھی مارکیٹ کمیٹی کی ڈویلپمنٹ ہوسکتی ہے۔ اور دوسرا جو انھوں نے فرمایا ہے کہ اتنی بچت سے کیا ڈویلپمنٹ ہوسکتی ہے، تو جناب والا! اب جس مارکیٹ کمیٹی کی مالی حالت یہ ہوگی اور تنخواہیں دینے کے بعد ان کے پاس اتنے ہی پیسے بچتے ہوں تو پھر اس میں کیا ڈویلپمنٹ ہوسکتی ہے؟

جناب سپیکر، جی ہاں، اس میں ڈویلپمنٹ نہیں ہوسکتی۔ جی راجہ صاحب۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، جیسا کہ بجٹ کے گوشوارے سے ظاہر ہے کہ تین سالوں میں تقریباً گیارہ لاکھ روپے کی آمدن ہے اور دس لاکھ روپیہ خرچ ہے اور تقریباً صرف ایک لاکھ روپے کی بچت ہے۔ پھر کیا ایسے اداروں کو قائم رکھنے کا کوئی جواز ہے جو عوام پر صرف بوجھ بنے ہوئے ہیں اور ان کی کوئی افادیت نہیں یا زراعت کے متعلق ان کی کوئی کارکردگی نہیں؟ تو حکومت کیا یہ غور کر رہی ہے کہ ایسے اداروں کو ختم کر دیا جائے؟

جناب سپیکر، جی، چودھری صاحب!

وزیر زراعت، جناب والا! اگر یہ excercise کی جائے تو میرا خیال ہے کہ حکومت پنجاب کے بہت سارے ڈیپارٹمنٹ اور ان کے بہت سارے ملازمین یک قلم فارغ ہو جائیں گے۔ جناب والا! اس طرح سے معاملات نہیں چلتے۔ مارکیٹ کمیٹیوں کو جب ضلع کونسلیں چلاتی ہیں تو وہ بھی ساتھ support کرتی ہیں۔ کئی ایسی مارکیٹ کمیٹیاں ہیں جو بہت زیادہ منافع میں چل رہی ہیں، جن کے بہت زیادہ فنڈز ہوتے ہیں۔ وہ ضلع کونسلوں کے لیے supporting hand ہوتی ہیں۔ اس طرح سے پھر فنڈز کو bifurcate کرکے ڈویلپمنٹ کی سکیمیں decide کر لی جاتی ہیں۔ اگر اس طرح سے ملازمین کو فارغ کر دیا جائے کہ یہاں سے آمدنی کوئی زیادہ نہیں ہو رہی تو ایسے بہت سارے محکمہ جات ہیں، ایسے بہت سارے شعبہ جات ہیں جو بالکل بند ہو جائیں گے اور لوگ بے روزگار ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر، اگلا ضمنی سوال ہے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب والا! یہ ایک اور سوال ہے کہ میری اطلاع کے مطابق اس وقت آٹھ دفاتر اور دکانیں مارکیٹ کمیٹی کی ملکیت ہیں۔ جہاں تک میری اطلاع ہے، کہ محکمے کی ملی بھگت سے لوگوں سے انتہائی کم کرایہ وصول کیا جا رہا ہے، جبکہ اگر مارکیٹ ریٹ کے مطابق کرایہ وصول کیا

جائے تو بجٹ میں خاطر خواہ اضافہ ہو سکتا ہے جس سے ترقیاتی کام شروع کر کے مکمل کیے جا سکتے ہیں۔ کیا وزیر موصوف اس بات کی یقین دہانی کروائیں گے کہ وہ موجودہ مارکیٹ کے مطابق کرایہ کو لانے کے لیے کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر زراعت، ابھی اجلاس بھی اچانک آ گیا اور notification بھی ابھی تھوڑی دیر پہلے آیا۔ لیکن اس کے باوجود جناب والا جانتے ہیں کہ میں پوری چھان بین کے بعد ہاؤس کے اندر بات کرتا ہوں تاکہ بعد میں سبکی نہ ہو۔ جناب والا! میں نے پورا پتا کروایا ہے کہ یہاں پر جن دکانوں اور دفاتر کے متعلق ہمارے فاضل دوست نے پوچھا ہے ان کے کرایہ جات مارکیٹ ریٹ کے مطابق ہیں اور ان میں کوئی تفاوت نہیں۔ اس کے باوجود اگر میرے فاضل دوست کے علم میں کوئی ایسی بات ہو جس کے متعلق ان کو کوئی شکایت ہو کہ اس کی پوری انکوائری ہو تو جناب والا کوئی ٹیم مقرر کر دیں' مجھے کوئی اعتراض نہیں ۔ اگر جناب والا مجھے کہیں تو میں اس کی پوری تحقیقات کروا کے جناب کو پیش کر سکتا ہوں۔ مارکیٹ ریٹ کے مطابق اگر کسی کا کرایہ نہیں ہے تو اس کو مارکیٹ ریٹ کے مطابق کرنے کے لیے بھی محکمہ پوری کاوش کرے گا۔ لیکن جناب والا! ایسے حالات نہیں ہیں۔ پھر بھی میرے فاضل دوست کو اگر کوئی اعتراض ہے تو اس کے لیے بے شک کوئی کمیٹی مقرر کر دی جائے۔ اس کو enquire کر لیا جائے' کیوں کہ اگر حکومت کے فائدے میں کوئی بات ہے تو اس میں محکمے کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب والا! میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ مارکیٹ کے جو موجودہ ریٹس ہیں ان سے انتہائی کم کرایہ وصول کیا جا رہا ہے' اس میں اچھا خاصا دو تین گنا اضافہ ہو سکتا ہے' اصول اور قاعدے کے مطابق۔ اس کے لیے بے شک کوئی کمیٹی بنا دیں یا وزیر موصوف اپنے طور پر کوئی excercise کروالیں۔

وزیر زراعت، جناب والا! میں تو فاضل دوست کا بڑا شکر گزار ہوں گا' وہ ہمیں جانیں' اس میں ہماری معاونت کریں۔ میں ان کو کمیٹی کے ساتھ وہاں بھیجوں گا' ان کو کمیٹی کا ممبر بناؤں گا۔ اور جہاں کرایہ کم ہے محکمہ اس کو بڑھانے کے لیے تیار ہے۔ اس میں کوئی انا کا مسئلہ نہیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے ۔ کیوں جی راجہ صاحب؟

راجہ محمد جاوید اخلاص، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر، اگلا سوال حاجی محمد شریف صاحب کا ہے۔

حاجی محمد شریف، 1001

وزیر آب پاشی، جناب والا یہ بھی کافی لمبا چوڑا سوال ہے۔

جناب سپیکر، جی ہاں۔ میرا خیال ہے کہ یہ بھی پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ حاجی صاحب! آپ اس میں کوئی ضمنی سوال پوچھنا چاہتے ہیں۔ اس میں کافی تفصیل آ گئی ہے۔

باغ جناح کے معاملات

*1001۔ حاجی محمد شریف، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سال 97-1996ء میں کل کتنا بجٹ باغ جناح لاہور کے لیے رکھا گیا تھا۔

(ب) اس بجٹ سے کتنا روپیہ خرچ کیا اور بقایا رقم کتنی ہے اور کس مد میں خرچ ہوا۔

(ج) اس باغ کی دیکھ بھال کے لیے کتنے مالی اور کتنا کلیریکل عملہ ہے اور ٹیکنیکل سٹاف کا کتنا کتنا عرصہ تعیناتی ہے۔ تفصیل بتائیں۔ جن کا عرصہ تعیناتی تین سال سے زیادہ ہے ان کو کیوں تبدیل نہیں کیا گیا۔

(د) اگر باغ جناح میں سائیکل اورکنٹین کا ٹھیکہ دیتے وقت ریٹ مقرر کیے جاتے ہیں۔ تو پھر یہ ٹھیکے دار بورڈ آویزاں کیوں نہیں کرتے اور ٹھیکے دار مقرر کردہ ریٹوں سے زیادہ پیسے وصول کرتے ہیں۔

(ہ) باغ جناح میں جو سٹال لگائے جاتے ہیں ان کو الاٹ کرتے وقت ایریا مقرر کیا جاتا ہے اگر کیا جاتا ہے تو یہ سٹال مقررہ حدود سے کیوں بڑھ رہے ہیں۔

(ر) کیا یہ سٹال جب لگائے گئے تھے تو ان کی منظوری ہوئی تھی اور جو درخواست سٹال لینے کے لیے دی گئی تھی ان کی نقول ایوان میں پیش کی جائیں؟

وزیر آب پاشی (چودھری محمد اقبال)،

(الف) سال 97-1996ء میں باغ جناح کے لیے مہیا کردہ بجٹ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

مد	رقم
18۔ ایگری 399۔ گورنمنٹ گارڈن	1,42,79,000.00

ایضاً۔	513۔ ایکسٹینشن سروس	16,08,400.00
۔ایضاً۔	514۔ پلانٹ پروٹیکشن	19,11,000.00
۔ایضاً۔	511۔ سپرنٹنڈنٹس	3,28,000.00
۔ایضاً۔	513۔ ایکسٹینشن سروس (فلوری)	1,12,000.00
۔ایضاً۔	K-Works	1,66,000.00
	کل میزان	1,84,04,400.00

(ب) خرچ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مد	تنخواہ	خرید اشیاء	مرمت	کنٹینجنٹ	کل خرچ	بقایا رقم
18۔ ایگری 399۔ گورنمنٹ گارڈن	6383642	227000	1669198	5671477	13951317	327683
18۔ ایگری۔513۔ ایکسٹینشن سروس	572839	-	331827	699783	1604449	3951
18۔ ایگری514 پلانٹ پروٹیکشن	935013	-	339273	677799	1952085	41084
18۔ ایگری۔511۔ سپرنٹنڈنٹس	1449885	-	46000	123237	314222	13778
18۔ ایگری۔513(Flor)۔ ایکسٹینشن سروس		-	62000	49000	111000	1000
18۔ ایگری۔K-Works۔		_	165840	--	165840	160
میزان	8036479	227000	2614138	7221296	18098913	305487

(ج) تفصیل تعیناتی عملہ باغ جناح حسب ذیل ہے۔

تعداد مالی/ریلدار	تعداد کلیریکل سٹاف	تعداد ٹیکنیکل سٹاف	نام، عہدہ، عرصہ تعیناتی
155	6	سپرنٹینڈنٹ 1	محمد سلیم اختر 3-7-97
		زراعت آفیسر 1	حمید اللہ 22-6-88
		۔ایضاً۔1	شیخ جاوید اقبال 1-10-97
		۔ایضاً۔ 1	--

انسٹرکٹر 1 محمد نواز ذوق 10-5-92

سب انجینئر / سہیل اقبال 1-1-87

گارڈن انجینئر

نوٹ۔1۔ حمید اللہ زراعت آفیسر باغ جناح کے علاوہ گورنر ہاؤس میں بھی اپنے فرائض انجام دے رہا ہے۔ زراعت آفیسر کی ایک اسامی پہلے ہی خالی ہے۔ اس لیے کام کی اہمیت کے پیش نظر اس کا تبادلہ نہیں کیا گیا۔

2۔ محمد نواز ذوق بطور انسٹرکٹر 10-5-92 سے تعینات ہے اس کو 21-5-96 سے بطور اسسٹنٹ ڈائرکٹر سیڈ فارم کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔

3۔ سب انجینئر / گارڈن انجینئر، واٹر مینجمنٹ سے تبدیل ہو کر باغ جناح میں 1-1-87 میں آیا ہے اور 1-1-87 سے اس باغ میں کام کر رہا ہے۔ نظامت فلوریکلچر میں مزید سب انجینئر کی اسامی نہ ہونے کی وجہ سے اس کا تبادلہ نہ کیا گیا۔

(د) معاہدہ تحریری طور پر کیا جاتا ہے۔ جس میں نرخ نامہ مقرر ہوتا ہے اور ٹھیکے دار کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ نرخ نامہ کا بورڈ مناسب جگہ پر آویزاں کرے اور انہوں نے بورڈ آویزاں کیے ہوئے ہیں۔ جہاں ٹھیکے دار نے بورڈ آویزاں نہ کیا تھا۔ اس کو نوٹس جاری کیا گیا ہے اور اب اس نے بھی بورڈ آویزاں کر دیا ہے۔ کنٹین کا ٹھیکے دار ہر آنے والے گاہک کو نرخ نامے کا کارڈ پیش کرتا ہے۔

(ہ) باغ جناح میں سٹال لگانے کے لیے حدود مقرر کی جاتی ہیں۔ جو ٹھیکے دار اپنی مقررہ حد سے تجاوز کرتا ہے۔ اسے انتظامیہ کی طرف سے نوٹس دے کر اپنی حدود میں رہنے کے لیے پابند کیا جاتا ہے۔

(ر) باغ جناح میں جو بھی سٹال لگائے گئے ہیں ان کی باقاعدہ منظوری ہوتی ہے اور چٹھی منظوری کی نقول *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

جناب سپیکر، اگلا سوال جناب شاہد محمود بٹ صاحب کا ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، 1041

(*** نقول اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

وزیر آب پاشی، جناب والا یہ بھی پڑھ دوں۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب' میرا خیال ہے کہ یہ بھی پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

وزیر آب پاشی، جیسے جناب والا پسند فرمائیں۔

محکمہ زراعت کے ریسٹ ہاؤس میں غیر متعلقہ افراد کا قیام

*1041۔جناب شاہد محمود بٹ ، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایوان زراعت ڈیوس روڈ لاہور کے ریسٹ ہاؤس پر چند غیر متعلقہ افراد کا قبضہ ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس ریسٹ ہاؤس کا ایک کمرہ ابھی تک سابقہ وزیر زراعت کے رشتہ دار کے قبضے میں ہے اور کرایہ کے بغیر اس میں کافی عرصہ سے رہائش پذیر ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ کے افسران جو دوسرے شہروں سے لاہور آتے ہیں کمرے دست یاب نہ ہونے کی وجہ سے ہوٹلوں میں قیام کرتے ہیں۔ جس سے حکومت کا لاکھوں کا نقصان ہو رہا ہے۔

(د) محکمہ زراعت کے ریسٹ ہاؤسز کس کس جگہ ہیں اور اس وقت ان کی پوزیشن کیا ہے۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر آب پاشی (چودھری محمد اقبال)،

(الف) یہ درست نہیں ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے۔

(ج) یہ درست نہیں ہے۔

(د) محکمہ زراعت حکومت پنجاب کے تحت بارہ ریسٹ ہاؤس ہیں۔جن کی شعبہ وار تفصیل لف ہے۔

محکمہ زراعت حکومت پنجاب کے تحت شعبہ وار ریسٹ ہاؤس کی تفصیل

نمبر شمار	نام شعبہ	تعداد ریسٹ ہاؤس	مقام جہاں پر واقع ہے	پوزیشن
1۔	ڈائرکٹر جنرل زراعت(فیلڈ) پنجاب	3	1۔ راولپنڈی	قابل استعمال
			2۔ تلہ گنگ	۔ایضاً۔
			3۔ فیصل آباد	۔ایضاً۔

2.	ڈائرکٹر جنرل زراعت (ریسرچ) پنجاب	4	1۔ رسالہ نمبر 12۔ چک نمبر ۔ایھآ۔ 285 فیصل آباد 2۔ دفتر ڈائرکٹر جنرل ریسرچ ۔ایھآ۔ فیصل آباد 3۔ یوسف والا سای وال۔ایھآ۔ 4۔ چکوال ۔ایھآ۔
3.	پنجاب سیڈ کارپوریشن	3	1۔ فائیوال ۔ایھآ۔ 2۔ رحیم یار خان ۔ایھآ۔ 3۔ لاہور ۔ایھآ۔
4.	ڈائرکٹر جنرل زراعت (توسیع) پنجاب	1	1۔ ملتان ۔ایھآ۔
5.	چیف کوآرڈینیٹر (ریڈک) وہاڑی	1	1۔ وہاڑی ۔ایھآ۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! میرا اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ میں نے جس تاریخ کو یہ سوال کیا پیش کیا تھا کیا اس سے پہلے یا 16-09-97 تک ان افراد کا اس ریسٹ ہاؤس پر قبضہ موجود تھا؟ اگر موجود تھا تو ان کے خلاف کوئی کارروائی ہوئی ہے؟ یہ نہیں کہنے کا مقصد کہ اب ہوا ہے یا ختم ہو گیا ہے۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ کیا 15-9-97 تک یہ قبضہ تھا؟

جناب سپیکر، آپ کے سوال کا فائدہ ہو گیا کہ قبضہ خالی ہے۔

وزیر آب پاشی ، جناب والا! میں بڑے وثوق سے کہتا ہوں کہ جو صورت حال ہم نے اس وقت معزز ایوان کے سامنے پیش کی ہے اس میں کوئی غلط بیانی نہیں' بلکہ میں شاہد محمود بٹ صاحب کا مشکور ہوں کہ ہم نے اس ریسٹ ہاؤس کو بالکل ختم کر کے یہاں پر دفاتر بنا دیے ہیں تاکہ اس کا استعمال مفید ہو سکے۔ اور اس پریکٹس کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر، شاہد محمود بٹ صاحب! کوئی اور ضمنی سوال؟

جناب شاہد محمود بٹ ، جناب والا! اگر انھوں نے اب ختم کیا ہے پھر تو میں کہتا ہوں کہ ٹھیک ہے۔ لیکن میں تو اس سے پہلے کی بات کر رہا ہوں۔ میں 16-9-1997 تک کی بات کر رہا ہوں۔

وزیر آب پاشی ، جناب والا! اس سے پہلے جو ہوتا رہا ہے اس کے شاہد محمود بٹ صاحب بھی گواہ ہیں' آپ بھی گواہ ہیں' میں بھی گواہ ہوں۔ اس پہ یہ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر، اگلا سوال بھی جناب شاہد محمود بٹ صاحب کا ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! اس سے پہلے کہ میں کوئی سوال کروں میں آپ کے نوٹس میں ایک چیز لانا چاہتا ہوں کہ ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ اتنا اہم ڈیپارٹمنٹ ہے۔ جو ہمارا subject ہے کہ ہم ہر دفعہ یہ کہتے ہیں کہ ہمیں ایجنڈا کم از کم ایک دو دن پہلے مل جانا چاہیے تاکہ ہم لوگ سوالات کی تیاری کر کے یہاں آئیں۔ آج جب ہم یہاں پہنچے تو ہمیں پتا چلا کہ وقفۂ سوالات میں آج محکمہ زراعت کے سوالات ہیں۔

جناب سپیکر، سیکرٹری صاحب! یہ ایجنڈا کب جاری ہوا ہے؟ ۔۔۔۔۔بٹ صاحب! آپ کے سوال کا جواب تو آیا ہوا ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر ! میں جواب کی بات نہیں کر رہا' میں ایجنڈے کی بات کر رہا ہوں۔ ہم لوگ یہاں اس لیے آتے ہیں کہ ہمیں یہاں آ کر پتا چل جائے کہ یہاں ایجنڈا پڑا ہوا ہے' لہٰذا ہم یہاں بیٹھ کر تیاری کر لیں۔

جناب سپیکر، آئندہ سے اس کا خیال رکھا جائے گا۔

جناب شاہد محمود بٹ، شکریہ' جناب سپیکر۔

جناب سپیکر، اگلا سوال بھی جناب شاہد محمود بٹ صاحب کا ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، 1066

جناب سپیکر، اس سوال کا جواب کافی لمبا ہے۔ اس لیے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

وزیر زراعت، ٹھیک ہے' جناب سپیکر!

اصلاح آب پاشی پروگرام کا اجراء

*1066۔جناب شاہد محمود بٹ، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے لاہور' فیصل آباد' ملتان اور سرگودھا ڈویژن میں اصلاح آب پاشی پروگرام بند کر دیا ہے۔اس کی کیا وجہ ہے۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت زرعی ٹیکس سے وصول شدہ رقم زمین داروں

کی بھلائی کے لیے اس پروگرام پر خرچ کرنے اور اسے دوبارہ شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر آب پاشی (چودھری محمد اقبال)،

(الف) جی ہاں ! عالمی بنک کے تعاون سے شعبہ اصلاح آب پاشی کا منصوبہ آن فارم واٹر مینجمنٹ تھرڈ پراجیکٹ جس کے تحت پنجاب کے 21 اضلاع میں واقع 57 فیلڈ ٹیموں میں اصلاح آب پاشی کا کام جاری تھا۔ 30 جون 1997ء کو اپنی مقررہ 7 سالہ مدت(1991-92 to 1996-97ء) کی تکمیل پر بطریق احسن ختم ہوا۔ تاہم یکم جولائی 1997ء سے نیشنل ڈرینج پروگرام، پنجاب پرائیویٹ سیکٹر گروانڈ واٹر ڈویلپمنٹ پراجیکٹ اور بہاول پور رورل ڈویلپمنٹ پراجیکٹ کے نام سے نئے منصوبہ جات کے تحت بالترتیب 20 ,18 اور 2 فیلڈ ٹیموں نے پنجاب کے 12 اضلاع میں ترقیاتی کام شروع کر دیا ہے۔ جبکہ بقیہ 9 اضلاع میں واقع 17 فیلڈ ٹیموں میں جن کی تفصیل *** لف ہذا ہے اصلاح آب پاشی کا کام ابھی تک معطل پڑا ہے۔ تاہم جن ٹیموں میں اصلاح آب پاشی کا کام معطل ہے ان کو ملکی وسائل سے مستقل طور پر بحال کرنے کے لیے پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ نے اپنی سفارشات دے دی ہیں اور کیس محکمہ خزانہ پنجاب کے زیر غور ہے۔ علاوہ ازیں مختلف عالمی مالیاتی اداروں کا تعاون بھی حاصل کیا جا رہا ہے۔ اس ضمن میں عالمی بنک سے اصلاح آب پاشی کے چوتھے منصوبہ کے بارے کامیاب مذاکرات کے نتیجہ میں ان اضلاع میں آئندہ مالی سال سے دوبارہ کام شروع ہو جائے گا۔

(ب) حکومت کے پروگرام کے مطابق زرعی ٹیکس سے وصول شدہ رقم کے تقریباً 50 فی صد حصہ سے آب پاش کھالوں کی اصلاح کا ہنگامی پروگرام تیار کیا گیا ہے۔ یہ منصوبہ اس وقت پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ محکمہ کے زیر غور ہے۔

جناب سپیکر، بٹ صاحب ! اس میں آپ کا کوئی ضمنی سوال؟

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! واٹر مینجمنٹ ایک بڑا اہم سبجیکٹ ہے۔ اس کے ذریعے آب پاشی نہیں ہوگی تو فصل کہاں سے آئے گی؟ پیداوار کہاں سے آئے گی؟ میرا خیال ہے وزیر صاحب کو یہ

(*** تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

پڑھنے دیں تاکہ تھوڑی سی ہمیں بھی سمجھ آ جائے۔

جناب سپیکر، یہ بہت بڑا سوال ہے اور آگے بھی سوالات ہیں۔ اگر آپ کا اس میں کوئی ضمنی سوال ہے تو بتا دیں۔ اس میں اصلاح آب پاشی کی مطلل شدہ فیلڈ ٹیموں کی 3 صفحوں کی تفصیل ہے۔ وہ پڑھیں گے تو باقی سوالات رہ جائیں گے۔ اس دفعہ محکمے کی طرف سے بڑی تفصیل سے یہ جواب آیا ہے۔ آپ اس جواب کو دیکھ لیں، اگر آپ اس میں کوئی غلط چیز محسوس کریں یا کوئی چیز نہیں آ سکی تو آپ نیا سوال کر لیں۔ نئے سوال میں پھر اگلی دفعہ آ جائے گی۔ ویسے اس میں بھی کافی تفصیل سے چیزیں لکھی ہوئی ہیں۔

چودھری محمد صدیق سالار، جناب سپیکر! وزیر صاحب سے میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر، جی، سالار صاحب!

چودھری محمد صدیق سالار، محکمہ انہار کی ایک سبجیکٹ کمیٹی ہے، اگر اس کمیٹی نے کوئی کام نہیں کرنا تو اسے بنانے کی کیا ضرورت ہے؟ محکمہ انہار کے دفاتر، انہار اور ہر جگہ اصلاح کی سخت ضرورت ہے۔ جناب سپیکر! وہاں پر کسی آدمی کی بات نہیں سنی جاتی، لہٰذا میں چیئرمین سبجیکٹ کمیٹی سے آپ کی وساطت سے درخواست کروں گا کہ-----

جناب سپیکر، چودھری صاحب! آپ کی اطلاع کے لیے آج محکمہ زراعت اور خوراک کا وقفۂ سوالات ہے، تو آپ نے کس محکمے کے بارے میں سوال کیا ہے؟

چودھری محمد صدیق سالار، چونکہ انہار کی بات ہو رہی تھی تو اس لیے میں نے یہ بات کی ہے۔

جناب سپیکر، اچھا، اچھا۔ اگلا سوال جناب سعید احمد خان منیس صاحب کا ہے۔

جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو، 1126 (محرک کے ایماء پر دریافت کیا گیا)

معطل ملازمین کی تعداد

*1126۔ جناب سعید احمد خان منیس، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

موجودہ حکومت کے قیام سے اکتوبر 1997ء تک محکمہ زراعت میں وزیراعلیٰ اور وزیر اعظم کے حکم سے کتنے سرکاری ملازم معطل کیے، اور ان میں سے کتنے ملازم بحال ہو چکے ہیں۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر آب پاشی (چودھری محمد اقبال)،

موجودہ حکومت کے قیام سے اکتوبر 1997ء تک محکمہ زراعت حکومت پنجاب میں وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم کے حکم سے کوئی سرکاری ملازم نہ تو معطل کیا گیا ہے اور نہ ہی بحال کیا گیا ہے۔ منیں صاحب اس پر ناراض تو نہیں ہیں کہ کوئی ملازم معطل کیوں نہیں ہوا؟

جناب سپیکر، پتا نہیں، وہ موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال بھی جناب سعید احمد خان منیں صاحب کا ہے۔

جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو، 1132 (محرک کے ایماء پر دریافت کیا گیا)

معطل ملازمین کی تعداد

*1132۔ جناب سعید احمد خان منیں، کیا وزیر خوراک ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

موجودہ حکومت کے قیام سے اکتوبر 1997ء تک محکمے خوراک میں وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم کے حکم سے کتنے سرکاری ملازم معطل کیے، اور ان میں سے کتنے ملازم بحال ہو چکے ہیں۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر خوراک (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی):

موجودہ حکومت کے قیام سے لے کر اب تک نظامت خوراک پنجاب، لاہور اور ضلعی دفاتر میں وزیر اعلیٰ اور وزیراعظم کے حکم سے کسی سرکاری ملازم کو نہ ہی معطل کیا گیا اور نہ ہی بحال کیا گیا ہے۔

وزیر خوراک، جناب سپیکر! موجودہ حکومت کے قیام سے لے کر اب تک نظامت خوراک پنجاب لاہور اور ضلعی دفاتر میں وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم کے حکم سے کسی سرکاری ملازم کو نہ تو معطل کیا گیا ہے اور نہ ہی ان کے حکم سے کسی معطل شدہ ملازم کو بحال کیا گیا ہے۔

موجودہ حکومت قواعد و ضوابط کی پابندی کر رہی ہے۔ یہ پچھلی حکومت پر بھولے ہوئے ہیں کہ جہاں ایک دن میں سینکڑوں ڈائریکٹو جاری ہوتے تھے کہ دائیں ہاتھ والوں کو پھانسی پر لٹکا دو اور ان کو چھوڑ دو۔ جناب سپیکر! یہ تو باقاعدہ قانون کی حکم رانی والی حکومت ہے اور پورے 13 مہینوں میں رولز کے مطابق ایک آدمی کو نہ تو معطل کیا گیا اور نہ کسی ایک معطل شدہ آدمی کو بحال کیا گیا۔ اب اس سلسلے میں کوئی ضمنی سوال ہو تو میں حاضر ہوں۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب سپیکر! ضمنی سوال تو نہیں ہے مگر میں وزیر صاحب سے اتنی گزارش کروں گا کہ جتنا سوال ہو اس کا اتنا ہی جواب دیں۔ اس میں تفصیل میں جانے یا پچھلی حکومتوں کا ذکر کرنے کی کوئی خاص ضرورت نہیں۔

جناب سپیکر، اس سے ظاہر ہوتا ہے آج وزیر صاحب کی مکمل تیاری ہے۔ اگلا سوال جناب محمد افضل خان صاحب کا ہے۔

جناب محمد افضل خان، 1162

ڈائرکٹر جنرل زرعی تحقیق کی کارکردگی

*1162۔ جناب محمد افضل خان، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈائرکٹر جنرل زرعی تحقیق فیصل آباد کے فرائض میں تحقیقی عمل کو آگے بڑھا کر ملک کو زرعی خود کفالت سے ہم کنار کرنا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ موصوف نے تین ماہ گزرنے کے باوجود دو ماتحت اداروں کو ابھی تک بجٹ سے محروم رکھا ہوا ہے اور ان اداروں میں زرعی تحقیقی عمل رک گیا ہے۔ ان اداروں کے سال کے چوتھائی حصہ بند رہنے سے حکومت کو جو نقصان ہوا ہے اس کے ذمہ دار افسران کے خلاف کیا کارروائی ہوئی تفصیل بتائی جائے؟

وزیر آب پاشی (چودھری محمد اقبال)،

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) سب ماتحت اداروں کو بجٹ دیا جا چکا ہے۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد افضل خان، جناب سپیکر! میرے سوال کے جز (ب) کا جواب نہیں دیا گیا۔ میں نے سوال میں پوچھا تھا کہ 3 ماہ گزر جانے کے باوجود ادارے کے مختلف شعبوں کو بجٹ نہیں دیا گیا اور سوال پوچھنے کا مقصد بھی یہی تھا کہ افسروں کے درمیان باہمی چپقلشوں کی وجہ سے سرکاری بجٹ وقت پر الاٹ نہیں کیا جاتا، جس سے ایک شعبہ کام کرنے سے محروم ہو جاتا ہے۔ اس شعبے کی کارکردگی مزید خراب ہوتی ہے اور یہ چپقلشیں اور یہ آپس کی سازشیں بڑھ جاتی ہیں۔

جناب سپیکر، خان صاحب! تشریف رکھیں۔ خان صاحب یہ پوچھنا چاہ رہے ہیں کہ یہاں جز (ب) میں تو لکھا ہے کہ سب ماتحت اداروں کو بجٹ دیا جا چکا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ابھی تک نہیں دیا گیا۔

وزیر آب پاشی، جناب سپیکر! تازہ ترین حالات کے مطابق میرے بھائی کی معلومات درست نہیں۔ جب انھوں نے سوال کیا ہو شاید اس وقت بجٹ نہ دیا گیا ہو۔ وہ بھی اپنی جگہ پر درست کہتے ہوں لیکن تازہ ترین صورت حال یہ ہے کہ بجٹ دیا جا چکا ہے۔

جناب سپیکر، افضل خان صاحب! آپ کے پاس تازہ ترین معلومات ہیں؟

جناب محمد افضل خان، تازہ ترین معلومات تو نہیں ہیں لیکن 3 مہینے تاخیر کا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر، اب facts and figures سامنے آئیں تو اس سے پتا چلے گا کہ کتنی تاخیر ہوئی ہے۔

جناب محمد افضل خان، جب میں نے سوال پوچھا تھا اس وقت تک تو 3 مہینے کی تاخیر تھی۔ مجھے یقین ہے کہ 3 مہینے سے بھی زیادہ تاخیر ہوئی ہو گی۔

وزیر آب پاشی، جناب سپیکر! خان صاحب اپنے سوال کے بارے میں definite نہیں ہیں اور نہ ان کو پورا علم ہے۔ میں پورے وثوق سے کہہ رہا ہوں کہ سارے شعبہ جات کو بجٹ دیا گیا ہے۔ خان صاحب یہ بات درست فرما رہے ہیں کہ شروع میں ان کے آپس میں کوئی جھگڑے وغیرہ تھے لیکن وہ سارے ختم کر کے تمام شعبہ جات کو باقاعدہ طور پر بجٹ دیا جا چکا ہے۔

جناب محمد افضل خان، میں نے پوچھا ہے کہ 3 مہینے گزر جانے کے باوجود ماتحت اداروں کو بجٹ سے کیوں محروم رکھا گیا؟ یہ کہتے ہیں کہ دے دیا گیا ہے تو اگر چھٹے یا ساتویں مہینے میں بجٹ دے دیا گیا ہے تو آج وہ جواب صحیح ہے لیکن اس وقت کے حالات کے مطابق جواب صحیح نہیں۔

جناب سپیکر، خان صاحب یہ پوچھنا چاہ رہے ہیں کہ جس عرصے میں بجٹ نہیں دیا گیا اور جتنی تاخیر ہوئی ہے اس کا کون جواب دہ ہے؟

وزیر آب پاشی، جناب سپیکر! اگر تاخیر کے بارے میں میرے محترم بھائی کو کوئی اعتراض ہے تو اس کی پوری انکوائری کروا لیتے ہیں کہ کون کون سے افسر اس کے ذمہ دار ہیں اور انھیں کیوں وقت پر بجٹ نہیں دیا گیا یا بعد میں دیا گیا ہے؟ اس کی پوری انکوائری کروا لیتے ہیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ بہتر ہے۔ اگلا سوال رانا ثناء اللہ خان صاحب کا ہے۔ رانا

ثناء اللہ خان صاحب موجود نہیں ہیں۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، 1182 (محرک کے ایماء پر دریافت کیا گیا)

جناب سپیکر، وٹو صاحب! یہ پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سرپلس عملہ کی تعیناتی

*1182۔رانا ثناء اللہ خان، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ Punjab Land Utilization Authority جو کہ محکمہ زراعت کا ایک ذیلی ادارہ تھا ختم کر دیا گیا ہے' نیز یہ کب ختم کیا گیا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ Punjab Land Utilization Authority کے ملازمین کو ابھی تک کسی دوسرے محکمہ میں Absorb نہیں کیا گیا ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مندرجہ بالا سرپلس سٹاف کو کسی محکمہ میں Absorb کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر آب پاشی (چودھری محمد اقبال)،

(الف) جی ہاں! صوبائی کابینہ کے متفقہ فیصلے کے مطابق بذریعہ محکمہ خزانہ کے مراسلہ نمبر Exp. (G)II-I/97-II کے تحت مورخہ 27۔ جون 1997ء کو پنجاب لینڈ یوٹیلائزیشن اتھارٹی کو ختم کیا گیا ہے اور وزیر اعلیٰ کے حالیہ حکم پر اس نے مورخہ 19-9-97 سے کام کرنا بند کیا ہے۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) محکمہ زراعت مندرجہ بالا سرپلس سٹاف کو Absorb کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ تمام ملازمین کی فہرست S&GAD کے ویلفیئر ونگ کو بھجوا دی گئی ہے۔ جہاں کیس زیر غور ہے اور ابھی کوئی حتمی حکم نامہ جاری نہیں ہوا۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال ہے؟ نہیں ہے۔ اگلا سوال جناب محمد اشرف کلیار صاحب کا ہے۔ موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال حاجی امداد حسین صاحب کا ہے۔

حاجی امداد حسین، 1219

جناب سپیکر، یہ محکمہ خوراک کا سوال ہے۔

وزیر خوراک، جناب سپیکر! اس کا جواب کافی لمبا ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو پڑھتا ہوں۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ کافی تفصیل کے ساتھ اس کا جواب آ گیا ہے۔ اس لیے اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فلور ملز کو گندم کی سپلائی

*1219۔ حاجی امداد حسین، کیا وزیر خوراک ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور میں کتنی فلور ملیں ہیں۔ ہر فلور مل کی (CAPACITY) اور گندم کے کوٹے کی تفصیل کیا ہے۔ کون کون سی فلور ملیں ہیں جن کو کوٹہ سے زاید گندم فراہم کی جاتی ہے۔ زاید کوٹا ملنے کی وجہ کیا ہے۔

(ب) ایک مہینے میں کتنی بار ہر فلور ملز کے آٹے کو لیبارٹریز میں بھیجا جاتا ہے۔

(ج) جنوری 1993ء تا 1997ء اکتوبر تک کون کون سی فلور ملز کو لیبارٹری ٹیسٹ کے بعد بہترین ملز قرار دیا گیا۔ غیرمعیاری آٹا بنانے والی فلور ملوں کے خلاف کیا کارروائی کی گئی۔ ہر ملز کی علیحدہ علیحدہ تفصیل بیان کریں اور مالکان کا نام و پتہ بتایا جائے۔

(د) کیا حکومت فلور ملوں کی طرح گھریلو چکیوں کو گندم کا کوٹا دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ہ) کیا حکومت کوئی ایسی کمیٹی ممبران صوبائی اسمبلی بنانے کا ارادہ رکھتی ہے جو یہ چیک کرے کہ ہر فلور ملز کو جتنا گندم کا کوٹا ملتا ہے' اس کے مطابق آٹا بازار میں آتا ہے۔

(س) جب فلور ملز میں آٹا پسائی ہو کر نکلتا ہے۔ کتنے فی صد اس میں پانی شامل ہوتا ہے۔ جو فلور ملز مالکان حد سے زاید گندم میں پانی شامل کر کے پسائی کرتے ہیں۔ ان فلور ملز مالکان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خوراک (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی):

(الف) فلور ملوں سے متعلقہ تفصیل لف ہے۔

مزید برآں کسی بھی فلور ملز کو گورنمنٹ پالیسی سے زیادہ گندم کا کوٹہ جاری نہیں کیا جاتا ہے۔

(ب) ہر فلور ملز کے آٹے کا نمونہ تجزیہ کے لیے محکمہ صحت کے گورنمنٹ پبلک انالسٹ کو مہینے میں ایک بار بھیجا جاتا ہے۔

(ج) محکمہ خوراک کسی بھی مل کو آٹے کی تجزیہ رپورٹ کی بناء پر بہترین قرار نہیں دیتا۔ چونکہ کوئی بھی نمونہ آٹا جو کہ لیبارٹری کو بھیجا گیا غیر معیاری نہیں پایا گیا۔ لہٰذا کسی بھی ملز کے خلاف اس سلسلہ میں کارروائی نہیں کی گئی۔

(د) حکومت پنجاب نے فیصلہ کیا ہے کہ اس سال چکیوں کو گندم جاری نہ کی جائے۔

(ہ) فی الحال ایسی کوئی تجویز محکمہ خوراک کے زیر غور نہیں۔

(س) مروجہ قوانین کے مطابق آٹے میں نمی 13% تک مقرر ہے۔ اگر کسی مل کے آٹے کے نمونہ کے تجزیہ پر زیادہ نمی پائی جائے تو متعلقہ فلور ملز کے خلاف چالان مرتب کر کے عدالت کو بھیجا جاتا ہے جو کہ مل کو جرمانے یا سزا دینے کی مجاز ہے۔

ASSEMBLY QUESTION NO. 1219

S.NO.	NAME OF MILLS	24 HOUR CAPACITY	APPROVED QUOTA
1.	Sunny	2400	22,200
2.	Qaiser	1600	14,790
3.	Feroze	2000	18,483
4.	Modern	2350	21,729
5.	Sartaj	1600	14,790
6.	Bhatti	1600	14,302
7.	Sh. Brother	2800	-
8.	Al-Rai	1200	10,940
9.	Tariq	1800	16,650
10.	Hayat	1200	11,100
11.	Shama	1200	11,100
12.	Ahmed	1400	12,467
13.	Premier	-	22,470
14.	Supreme	2400	22,200
15	Ravi	2400	22,200
16.	B/ Baug	2500	25,000
17.	Rahmet	3300	33,000

18	Lahore	2200	22,000
19.	Firdous	1600	16,000
20.	Yaqoomia	1600	16,000
21.	Al-Haq	1400	14,000
22.	Nasir	1200	12,000
23.	Karmanwala	1000	10,000
24.	Madina	1000	10,000
25.	F A	60	6,000

NOTE:- Wheat Quota is being issued according to the Govt instruction No excess quota was issued to any Flour Mill.

جناب سپیکر: حاجی صاحب! کوئی ضمنی سوال ہے؟

حاجی امداد حسین، کوئی نہیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: اگلا سوال رانا ثناء اللہ خان صاحب کا ہے۔ موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال مہر محمد انور حیات خان لک صاحب کا ہے۔ موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال بھی مہر محمد انور حیات خان لک صاحب کا ہے۔ موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال سید ذیشان الٰہی صاحب کا محکمہ خوراک کے بارے میں ہے۔

سید ذیشان الٰہی، سر اس کے بارے میں' میں وہی بات کہوں گا۔۔۔۔

جناب سپیکر، نہیں۔ پہلے آپ اس کا نمبر تو پڑھ دیں۔

سید ذیشان الٰہی، بات تو یہ ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ اسے pending کر دیا جائے۔ میرے پاس اس کے متعلق جو اچھے اچھے کوائف تھے' ڈیٹیلز تھیں' جو میں پکڑ کر لایا تھا' انھوں نے وہ افسران تو تبدیل کر دیے ہیں۔ لیکن وہ بات میں نہیں کر سکا۔

جناب سپیکر، پہلے اس کا نمبر پڑھ دیں۔

سید ذیشان الٰہی، 1245

جناب سپیکر، کیا آپ نے اس کا جواب پڑھا ہے؟

گندم کی سٹاک پوزیشن

*1245۔سید ذیشان الٰہی، کیا وزیر خوراک ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یکم مارچ سے 31 اگست 1997ء تک فیصل آباد شہر کے چھ گوداموں میں گندم کی سٹاک پوزیشن کیا تھی۔

(ب) فی گودام سٹوریج کیپیٹی کیا ہے:

i۔ اپریشنل کیپیٹی

ii۔ سٹینڈرڈ کیپیٹی

(ج) یکم مارچ سے 31 اگست 1997ء تک P.R(Provincial Reserve) سنٹر فیصل آباد شہر ایک تا چھ تک لیبر کا ٹھیکہ کے نرخ کیا تھے۔

(د) پی۔آر سنٹر جڑانوالہ میں 15 ستمبر 1997ء تک کتنی درآمد گندم سٹور کی گئی۔ اس کے شیڈول ریٹ کیا طے ہوئے تھے۔

(ہ) کیا اس سے پہلے کبھی جڑانوالہ پی۔آر سنٹر میں درآمد شدہ گندم سٹور کی گئی تھی اگر جواب اثبات میں ہے تو کس کس سال گندم سٹور کی گئی تھی تفصیل بتائی جائے؟

وزیر خوراک (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)،

(الف) یکم مارچ 1997ء تا 31 اگست 1997ء تک فیصل آباد شہر کے چھ گوداموں میں گندم کی سٹاک پوزیشن درج ذیل تھی:۔

نام سنٹر	سٹاک پوزیشن 1-3-97	آمد دوران 1-3-97 تا 31-8-97	اجراء فلور ملز 1-3-97 تا 31-3-97	بقایا سٹاک گندم 31-8-97
سیٹ I فیصل آباد	2313.000 ٹن	13343.000 ٹن	12676.000 ٹن	2980.000 ٹن
سیٹ II۔ ایضاً۔	1529 000 ٹن	13892.000 ٹن	12370.000 ٹن	3051.000 ٹن
سیٹ III۔ ایضاً۔	4213 000 ٹن	19061 000 ٹن	15410.000 ٹن	7864.000 ٹن
سیٹ IV۔ ایضاً۔	1245.000 ٹن	9531.000 ٹن	9543.000 ٹن	1233 000 ٹن
سیٹ V۔ ایضاً۔	1304.000 ٹن	11441 000 ٹن	10540.000 ٹن	2205.000 ٹن
سیٹ VI ایضاً۔	_	12722 000 ٹن	4231.000 ٹن	8491.000 ٹن

(ب) پی گودام سٹوریج کمیٹی (فیصل آباد شہر)

نام سنٹر	اپریشنل	سٹینڈرڈ
سیٹ نمبر I فیصل آباد	4500 000 ٹن	3000 000 ٹن
سیٹ نمبر II۔ایچ۔	6000.000 ٹن	4000 000 ٹن
سیٹ نمبر III۔ایچ۔	16000 000 ٹن	14500 000 ٹن
سیٹ نمبر IV۔ایچ۔	5500.000 ٹن	5000.000 ٹن
سیٹ نمبر V۔ایچ۔	6500 000 ٹن	5500 000 ٹن
سیٹ نمبر VI۔ایچ۔	52000 000 ٹن	52000 000 ٹن

(ج) یکم مارچ سے 31 اگست 1997ء تک لیبر کے ٹھیکے کے نرخ درج ذیل تھے۔

گودام پی۔آر سیٹ I تا VI فیصل آباد 20% زاید از شیڈول ریٹ (نقل شیڈول ریٹ لف ہے) ماسوائے سیٹ نمبر III جس کے ریٹ 7% زاید از شیڈول ریٹ تھے۔

گودام پی۔آر سیٹ VI فیصل آباد 150% زاید از شیڈول ریٹ

نوٹ۔ تمام ریٹ قواعد و ضوابط کے عین مطابق منظور ہوئے۔

(د) 15-09-97 تک جڑانوالہ سنٹر پر 2804-134Tons گندم غیر ملکی ذخیرہ کی گئی۔ لیبر کے منظور شدہ ریٹ 150% زاید از شیڈول ریٹ تھے جو کہ قواعد و ضوابط کے مطابق منظور ہوئے۔

(ہ) جڑانوالہ سنٹر پر 1966-67ء کے بعد صرف موجودہ سیزن میں درآمد گندم سٹور کی گئی ہے۔

ANNEXURE 'A'

SCHEDULE OF RATES OF SERVICES RELATING TO LOCAL HANDLING & CARTAGE ETC.

ITEM	SCHEDULE RATE (Rs)
Rebaging of stocks (including filling weighing sewing, stacking and removal out of godowns)	
i) Stored in bulk in godowns.	20/-per 100 bags 100/95Kg
ii) Stored in bulk in bins	20/-per 100 bags 100/95Kg

2	Pouring charges not covered in cartage:-	
	i) In bulk in House type or private godowns.	25/-per 100 bags 100/95Kg
	ii) In bulk in Bins.	40/- per 100 bags "
3	Loading / Unloading of filled bags in and from wagans (including weighing charges up to 10%)	25/- per 100 bags "
4	Loading / unloading of filled bags in and from trucks (including weighing charges upto 10%)	20/- per 100 bags "
5.	Stacking charges above 10 layers	10/- per 100 bags "
6.	Standardization of filled bags including opening, weighing and sewing the bags and restacking inside the godowns.	10/- per 100 bags "
7	Loading / unloading charges of bales at Railway Plat Form.	2/- per bale.
8.	Loading / unloading charges of bales and from trucks.	1/50 per bale
9	Marking of bags at purchages-cum-storage centre.	3/- per 100 bags.
10.	Miscellaneous reserved like loading unloading of funigant drum or empty gunny bags (contraining 100 peices) from trucks / wagans or serting and packing of gunny bags (containings 100 bags).	1/-

سید ذیشان الٰہی، میں جو تفصیلات ان کو دینا چاہتا تھا وہ تو ساری باہر پڑی ہوئی ہیں، کیونکہ اندر آ کر پتا چلا ہے کہ انھوں نے ایک دم اتنے اہم سوالات کا ایجنڈا پکڑا دیا۔ اس کو pending کیا جائے۔

جناب سپیکر، یہ اتنی دیر سے چلا آ رہا ہے۔ یہ آپ کا اپنا سوال تھا۔

سید ذیشان الٰہی، سر! یہ گمنام ایجنڈا ہمیں یہاں آ کر پکڑایا ہے۔

جناب سپیکر، نہیں نہیں۔ ایجنڈا تو دو تین دن پہلے جاری ہوا ہے۔

سید ذیشان الٰہی، جناب! چند دن پہلے نہیں، بلکہ یہیں آ کر دیا ہے۔

جناب سپیکر، کیوں سیکرٹری صاحب، یہ ایجنڈا دو دن پہلے جاری ہوا ہے۔

سید ذیشان الٰہی، آج ابھی یہاں اندر ملا ہے۔

جناب سپیکر، اسمبلی کے پاس جو پتے ہیں، مجھے یہ صحیح بتائیں کہ کتنے دن پہلے یہ ایجنڈا ہم نے جاری کیا؟ ..... 15 تاریخ کو بھیجا ہے۔

سید ذیشان الٰہی، کسی کو نہیں ملا۔

جناب سپیکر، اجلاس بھی شارٹ نوٹس پر ہوا ہے۔ جونہی اسمبلی سیکرٹریٹ کو پتا چلا ہے تو اگلے دن بھیج دیا گیا ہے۔

سید ذیشان الٰہی، سر! تو اس سوال کو pending کر لیا جائے۔

وزیر خوراک، جناب سپیکر! میں ان کا بڑا احترام کرتا ہوں۔ میں بڑے ادب کے ساتھ کہوں گا کہ یہ اتنا اہم سوال جو آپ نے کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کے پیچھے آپ کا کوئی خاص مقصد تھا۔ اس کے لیے میرے پاس پورے figures موجود ہیں۔ میں پوری تیاری کر کے آیا ہوں۔ اگر آپ کو کوئی بات یاد نہیں تو میں آپ کو اپنے طور پر بتا دیتا ہوں کہ آپ کے ذہن میں کیا تھا۔ میں بتا دیتا ہوں۔ لیکن جناب سپیکر! میں اس سوال کو pending کرنے کی بالکل مخالفت کروں گا۔

جناب سپیکر، ذیشان الٰہی صاحب! اس سوال کو آپ دیکھیں، بڑی تفصیل کے ساتھ اس کا جواب آیا ہے۔

سید ذیشان الٰہی، میں منسٹر صاحب کی بات مان لیتا ہوں۔ جن لوگوں نے دھوکا اور فراڈ کیا تھا اور طریقے سے انھوں نے ٹھیکے لیے تھے۔ مجھے پتا ہے کہ وہ آفیسر بھی میرے اسی سوال کی وجہ سے تبدیل

کیے گئے ہیں اور بڑی تبدیلیاں آئی ہیں۔ مجھے اس بات کا پتا ہے۔

جناب سپیکر، تو پھر سوال کا فائدہ ہو گیا۔

سید ذیشان الٰہی، فائدہ تو ہوا ہے۔ لیکن کچھ تفصیلات جو ان کے علم میں نہیں تھیں میں وہ ان کو بتانا چاہتا تھا۔ میں آپ کے جواب سے مطمئن ہوں۔ شکریہ۔

وزیر خوراک، میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ مطمئن ہو گئے ہیں۔ لیکن میں پھر بھی آپ کی خدمت میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ان افسروں کے خلاف ہم انکوائری کر رہے ہیں۔ وہ انکوائری رپورٹ بھی میں آپ کو دکھاؤں گا۔ اب یہ پہلے والا محکمہ خوراک نہیں رہا۔ فکر نہ کریں۔

سید ذیشان الٰہی، منسٹر صاحب! بہت بہت شکریہ۔ بڑی تبدیلی نظر آ رہی ہے۔

جناب سپیکر، جی پیر صاحب۔

سید محمد عارف حسین بخاری، جو معلومات ہمارے فاضل دوست سید ذیشان الٰہی کے پاس ہیں۔ ازراہ کرم وہ منسٹر صاحب سے ان کے چیمبر میں مل لیں اور وہ معلومات بھی انھیں فراہم کر دیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس میں کوئی اور بھی چھپے رستم نکلیں۔

سید ذیشان الٰہی، دراصل خاکوانی صاحب سے جو ہیلتھ کا بوجھ تھا وہ کم ہو گیا ہے۔ مجھے آج لگ رہا ہے کہ وہ واقعی اس ڈیپارٹمنٹ میں کچھ زیادہ ہی اچھے کام دکھائیں گے۔ جناب، بہت بہت شکریہ۔

وزیر خوراک، جناب سپیکر! لوگوں کے پاس چار چار وزارتیں ہوتی ہیں۔ میرے پاس دو تھیں، ایک میں نے چھوڑ دی۔ کیا فرق پڑتا ہے؟ میرے پاس اب ایک ہے۔ اسلام میں ویسے بھی چار کی اجازت ہے۔

جناب سپیکر، نہیں۔ آپ کو کچھ غلط فہمی ہوئی ہے۔ وہ آپ کے ریلیف کے لیے کہہ رہے تھے۔ چونکہ اب ریلیف ملا ہے اور ایک ہی محکمہ ہے تو زیادہ تیاری اور زیادہ توجہ کے ساتھ جوابات دے رہے ہیں۔ بلکہ ایسے جوابات بھی دے رہے ہیں جن کے ضمنی سوالات بھی نہیں کیے جا رہے۔ اگلا سوال سردار سعید انور صاحب کا ہے۔ یہ سوال بھی محکمہ خوراک کا ہے۔

سردار سعید انور، 1252

جناب سپیکر، یہ بھی کافی لمبا جواب ہے۔ یہ بھی پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

شوگر سیس کی تقسیم

*1252۔ سردار سعید انور، کیا وزیر خوراک ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) سال 1991ء سے اب تک فیصل آباد ڈویژن میں شوگر سیس کتنا جمع ہوا ہے سال وار تفصیل بتائی جائے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ یہ رقم (کمشنر فیصل آباد) شوگر سیس کمیٹی فیصل آباد کو بھیج دی گئی ہے اور جو رقم بھیجی گئی وہ کہاں کہاں خرچ کی گئی اس کی تفصیل مہیا کی جائے۔

(ج) شوگر سیس فنڈ کس کمیٹی کے تحت تقسیم کیا جاتا ہے اس کمیٹی کے ممبران کی تفصیل مہیا کی جائے؟

وزیر خوراک (حافظ محمد اقبال خان ڈاکوانی)،

(الف) سال 92-1991ء سے لے کر سال 97-1996ء تک فیصل آباد ڈویژن میں -/68,69,29,278 روپے کی رقم کا شوگر کین سیس جمع ہوا۔ اس رقم کی سال وار تفصیلات بر پرچم "الف" *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ مذکورہ بالا رقم کا 80 فی صد یعنی 68/ 51,94,15,677 روپے کمشنر فیصل آباد کو جاری کیے جا چکے ہیں جن کی سال وار تفصیل بر پرچم "ب" *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اس رقم کے خرچ کی تفصیلات بر پرچم "ج" ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) شوگر سیس فنڈ ڈویژنل کمیٹی کی منظوری سے خرچ کیا جاتا ہے۔ شوگر کین (ترقیاتی) سیس رولز 1964ء کی شق 9 کے مطابق یہ کمیٹی درج ذیل ارکان پر مشتمل ہے:

1۔ ڈویژنل کمشنر (چیئرمین)

2۔ اسسٹنٹ ڈویژنل کمشنر ممبر (سیکرٹری)

3۔ ایڈیشنل کین کمشنر / ڈپٹی کمشنر (ممبر)

4۔ سپرنٹنڈنٹ انجینئر ہائی۔وے ڈیپارٹمنٹ (ممبر)

(*** تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

5۔ ڈائرکٹر آف ایگریکلچرل (ممبر)

6۔ ڈپٹی ڈائرکٹر فوڈ (ممبر)

7۔ مینجنگ ڈائرکٹر/جنرل مینجر آف شوگر ملز (ممبر)

8۔ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کا نمائندہ (ممبر)

9۔ کاشت کاران کا ایک نمائندہ (ممبر)

10۔ چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل (ممبر)

11۔ سرکاری یا غیر سرکاری رکن جسے حکومت نامزد کرے (ممبر)

جناب سپیکر، سردار صاحب، کوئی ضمنی سوال؟

سردار سعید انور، جناب سپیکر! اس میں جو خرچے کی تفصیل میں انھوں نے بتایا ہے کہ شوگر سیس کی رقم بائی پاس ٹوبہ ٹیک سنگھ کے لیے رکھی گئی ہے۔ میرا یہ سوال ہے کہ کیا شوگر سیس کی رقم شہر میں بائی پاس کے لیے استعمال ہو سکتی ہے۔

وزیر خوراک، جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے یہ جو سوال کیا ہے، اس کے پیچھے ان کا جو مقصد تھا وہ یہی تھا کہ ایک بائی پاس بنایا گیا ہے اور وہ نامکمل تھا اور خدشہ تھا کہ وہ کروڑوں روپے جو اس صوبہ پنجاب کے لگے ہیں، وہ بھی ضائع ہو جائیں گے۔ تو واقعی ہم نے شوگر سیس کی رقم میں سے کچھ رقم ڈال کر اس بائی پاس کو مکمل کیا ہے۔ میں اپنے دوست سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا اس سڑک پر سے گنے کی لدی ہوئی ٹرالیاں یا ٹرک نہیں گزرتے اور کیا آپ کے گنے کے زمین داروں کو اس سے فائدہ نہیں ہے؟

سردار سعید انور، یہ تو جناب وزیر صاحب الٹا سوال کرنے لگ گئے ہیں۔ حضور، بات یہ ہے کہ بائی پاس ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ارد گرد بنائی گئی ہے۔

جناب سپیکر، بائی پاس پر تو گنا نہیں پیدا ہو رہا۔ سردار صاحب کا سوال یہ تھا کہ آپ کے جواب کے اندر ایک پالیسی کو بھی بتایا گیا ہے کہ شوگر سیس کس لیے جمع ہوتا ہے اور اس کا مقصد کیا ہے اور اس کو کہاں کہاں استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس پالیسی کے اندر یہ واضح ہے کہ جہاں پر گنا ہوتا ہے وہاں زمین داروں کی سہولت کے لیے، کیونکہ کھیت سے مارکیٹ تک سڑکیں اتنی نہیں ہیں اور گنا مل تک پہنچ سکے۔ وہاں پالیسی کے اندر یہ بھی ہے کہ وہ مل جس سے شوگر سیس لی جا رہی ہے۔ وہ اسی کی

حدود میں استعمال ہو۔ بلکہ حدود سے باہر سے جہاں سے بھی گنا ان کو آتا ہو' وہاں سے یہ آ سکتا ہے۔ تو ان کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ بائی پاس کے اوپر تو گنا نہیں ہو سکتا۔ ظاہر ہے۔ تو اس کے اوپر کیوں رقم استعمال کی گئی؟ یہ ان کا سوال ہے۔ کیا واقعی استعمال کی گئی؟ وہ آپ نے بتا دیا ہے کہ استعمال کی گئی ہے۔ اب ان کا دوسرا سوال یہ ہے کہ پالیسی سے انحراف کیوں کیا گیا ہے؟

وزیر خوراک، جناب سپیکر! شوگر سیس کی رقم کو خرچ کرنے کے لیے ایک کمیٹی ہے اور اس کے اتنے معزز ممبران ہیں۔ حکومت کی طرف سے اور وزیر اعلیٰ کی طرف سے ان میں نامزد ارکان اسمبلی بھی ہیں۔ یہ جو بائی پاس ہے' جس پر کروڑوں روپے خرچ ہونے' اس کے آخر میں کچھ پورشن فنڈز کی عدم دست یابی کی وجہ سے نامکمل تھا۔ گنے سے لدی ہوئی ٹرالیاں اور ٹرک آپ کے ٹوبہ ٹیک سنگھ کے شہر کے اندر سے گزرتے تھے۔ وہ ٹریفک کے لیے ایک مسئلہ تھا۔ وہ اس مل کے لیے بھی اور ان مالکان کے لیے بھی ایک مسئلہ تھا۔ لہٰذا اس کمیٹی نے متفقہ طور پر اس مل کے لیے' اس علاقے کے لوگوں کے لیے اور زمین داروں کی بہتری کے لیے یہ فیصلہ کیا کہ اگر ہم تھوڑی سی رقم سے وہ بائی پاس مکمل کر لیتے ہیں اور گنے سے لدی ہوئی ٹرالیاں اور ٹرک اس متعلقہ مل میں جاتے ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ تاہم اگر آپ یہ مناسب سمجھتے ہیں تو ہم اس کیس کی انکوائری کروا لیتے ہیں۔

جناب سپیکر، نہیں' نہیں۔ انکوائری کی بات نہیں ہے۔ انھوں نے کہا ہے کہ ظاہر ہے کہ یہ کمیٹی کی منظوری سے بنی ہے۔

وزیر خوراک، یہ کسی ایک آدمی کی اجازت سے نہیں تھی' بلکہ پوری کمیٹی کی اجازت تھی۔

جناب سپیکر، جی' آپ کا کوئی اور ضمنی سوال؟

سردار سعید انور، جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں جو بائی پاس بنایا گیا ہے وہاں پر کوئی مل نہیں۔ کمالیہ شوگر مل ہے۔ گوجرہ میں چودھری شوگر مل ہے اور جھنگ میں مل ہے۔ اب منسٹر صاحب جو حدود اربعہ بتا رہے ہیں انھیں اس کے حدود اربعہ کا پتا نہیں ہے کہ وہاں پر شوگر مل کا کوئی مصرف ہے یا نہیں۔ وہاں شوگر سیس کی رقم ناجائز ضائع کی گئی ہے اور یہ جو انھوں نے فرمایا ہے کہ پہلے کسی اور فنڈ سے شروع کیا گیا تھا اور اب شوگر سیس سے۔ یہ بائی پاس مکمل سڑک شوگر سیس کے فنڈ سے تین چار سال سے بن رہی ہے اور ابھی مکمل بھی نہیں ہوئی۔ میرا خیال ہے کہ یہ مزید دو چار سال تک بھی مکمل نہیں ہوگی۔ یہ شوگر سیس کی رقم جو ہم زمین داروں کی ہے یہ کیوں

ضائع کی گئی ہے؟ میرے پوچھنے کا مقصد صرف یہی ہے۔

جناب سپیکر، خاکوانی صاحب! میرا خیال ہے کہ ان کا یہ سوال جو ہے اس میں دیکھنے والی بات یہ ہے کہ ایک تو پالیسی سے انحراف ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ جیسے انھوں نے فرمایا ہے کہ ادھر شوگر مل بھی نہیں ہے۔ تو اس کو دوبارہ دیکھنے کی ضرورت ہے۔ آپ اس کی انکوائری کروا لیں۔ اس سوال کو ہم پینڈنگ کر لیتے ہیں۔

وزیر خوراک، جناب سپیکر! میں خود وہیں موقع پر چلا جاتا ہوں اور اپنے دوست سردار سعید انور صاحب کو بھی وہیں ساتھ لے لیتا ہوں۔ ہم اکٹھے اس کا معائنہ بھی کر لیتے ہیں۔ اس کے بعد کمشنر اور اس کمیٹی کے جتنے بھی ارکان ہیں ان سب کو بلا کر اس سارے معاملے کی تحقیقات کر کے میں اس ہاؤس میں ان شاء اللہ رپورٹ پیش کر دوں گا۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے جی۔ میرا خیال ہے کہ بہتر ہے۔

حاجی محمد نواز خان کلیار، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

حاجی محمد نواز خان کلیار، جناب سپیکر! میری عرض یہ ہے کہ یہ ہمارے کسانوں کی کمائی ہے۔ ہم جو گنا کاشت کرتے ہیں اور پھر اس کو مل تک پہنچاتے ہیں۔ اس سے یہ شوگر سیس اکٹھا ہوتا ہے۔ مجھے وزیر موصوف یا کوئی اور معزز رکن یہ بتا دے کہ کبھی بھی شہر کی کوئی رقم کسی زمین دار کے فائدے کے لیے استعمال ہوئی ہے؟ میں آپ پر یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ شوگر سیس کی رقم زمین داروں کی ہوتی ہے اور زمین داروں کے گنے کی جو رقم وہاں سے واپس ہوتی ہے یہ شوگر سیس کی رقم زمین داروں کی بہبودی کے لیے اور ان کی سڑکوں کے لیے ہوتی ہے۔ اب یہ بات نہیں ہے کہ وہ رقم آپ کسی میونسپل کمیٹی یا کسی کارپوریشن کو دے دیں۔ یہ زمین دار کے ساتھ سراسر زیادتی ہے۔ اس میں آپ امنڈمنٹ کریں اور ان سے کہیں کہ نہ کمشنر صاحب اس کے اہل ہیں اور نہ کوئی اور۔ یہ سرمایہ ہمارا ہے۔ یہ شوگر سیس کا سرمایہ ہم کسانوں کا ہے جو کہ ہم سانپوں، مچھلیوں، مینڈکوں اور بچھوؤں سے چھین کر یہاں پہنچاتے ہیں۔ کاشت کار سب سے مظلوم ہے۔ یہ اپنی فصل کا خود معاوضہ بھی نہیں لے سکتا۔ یہ بھی گورنمنٹ کرتی ہے۔ اگر پھر یہ وہاں سے ہم سے ٹیکس وصول کیا جاتا ہے تو ہم خوشی سے وہاں دیتے ہیں۔ تو کم از کم خدارا اس کو ہماری بہبودی اور ہماری فلاح کے لیے استعمال کیا جائے۔

یہ ان سڑکوں پر استعمال کیا جائے جن کے ذریعے ہم گنا پہنچاتے ہیں۔

جناب سپیکر، جی' ہم یہی بات کر رہے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ خاکوانی صاحب' یہ دیکھنے والی بات ہے کہ اکثر ڈویژنوں میں کمشنر حضرات اپنی من مانی کر رہے ہیں اور وہ جو اس کی روح ہے' جس کے تحت یہ شوگر سیس اکٹھا کیا جاتا ہے اور لیا جاتا ہے اس حوالے سے پہلے کا تو مجھے پتا ہے کہ یہ استعمال نہیں ہوا۔ وہ شوگر سیس ڈیروں تک بھی گیا ہے۔ وہ غلط جگہوں تک بھی گیا ہے اور اس کا کسانوں کو جو فائدہ پہنچنا چاہیے تھا وہ کم از کم انھیں نہیں پہنچا۔ لیکن اب تو یہ بات رکنی چاہیے۔ اب تو یہ بات نہیں ہونی چاہیے۔ اس کا آپ ضرور دوبارہ جائزہ لیں۔

جناب محمد افضل خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' پوائنٹ آف آرڈر پر خان صاحب۔

جناب محمد افضل خان، جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جو بائی پاس ہیں ان کے بارے میں آج یہاں پر یہ اعتراض ہوا کہ ان بائی پاس پر شہر میں پیسہ لگ رہا ہے۔ تو وہ بائی پاس جو ہیں وہ شہر کو بائی پاس کرنے کے لیے ہیں۔ اس لیے ان پر پیسہ لگ رہا ہے۔ ان بائی پاس کا شہر والوں کو کوئی فائدہ نہیں۔

جناب سپیکر، نہیں' وہ ایک علیحدہ مسئلہ ہے۔ اس میں انھوں نے یہ نہیں کہا۔ انھوں نے یہ کہا ہے کہ جس مقصد کے لیے ایک ٹیکس کو منسلک کیا گیا ہے کہ یہ ٹیکس وہاں خرچ ہونا ہے۔ حکومت کی ایک پالیسی بنی ہے اور یہ آج کی نہیں پہلے کی ہے۔ تو خان صاحب' میں معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا نہیں ہے۔ اگلا سوال سید مسعود عالم شاہ صاحب کا ہے۔۔۔۔ اس کا جواب ابھی نہیں آیا۔ اگلا سوال راؤ اقبال احمد خان صاحب کا ہے۔ راؤ اقبال احمد خان کے ایماء پر۔

جناب شاہد محمود بٹ، (سوال نمبر 1505 طبع شدہ دریافت کیا گیا)

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ یہ بھی پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

تحصیل کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سبسڈی سکیم کے تحت ٹیوب ویل دینا

*1505۔ راؤ اقبال احمد خان، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

سال 1990ء سے 1997ء تک حلقہ پی۔پی 72 تحصیل کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں

حکومت نے کتنے ٹیوب ویل سبڈی سکیم کے تحت لوگوں کو دیے۔ ان کے نام، جگہ اور تفصیل بابت رقبہ جات مالکان بتائی جائے۔ نیز یہ کس کس کی سفارش پر دیے گئے۔ کیا مذکورہ سبسیڈیز ٹیوب ویل حسب قاعدہ دیے گئے؟

وزیر آب پاشی (چودھری محمد اقبال)،

حلقہ پی۔پی 72 کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں 1990ء تا 1997ء سب سڈی سکیم کے تحت کل 42 ٹیوب ویل لگائے گئے۔ جن کی سال بہ سال تفصیل بمعہ رقبہ جات اور نام مالکان وغیرہ *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟ ----- اس میں کوئی ضمنی سوال نہیں۔ (سوال نمبر 1505 کی بابت ضمنی سوالات نہیں پوچھے گئے) آخری سوال محمد محسن شاہ صاحب کا ہے----- اس کا بھی ابھی جواب نہیں آیا۔

وزیر خوراک، جناب سپیکر! میرے پاس جواب ہے۔

جناب سپیکر، لیکن ابھی نہیں آیا، کیونکہ circulate نہیں ہوا ناں۔

وزیر خوراک، میں جواب دینے کے لیے حاضر ہوں۔

جناب سپیکر، بہت مہربانی۔ ماشاء اللہ آپ کی بڑی تیاری ہے، بلکہ زیادہ تیاری ہے۔ یہ circulate ہو لینے دیں تاکہ سارے ممبران پڑھ بھی لیں تو پھر اگلی مرتبہ ان شاء اللہ لے لیں گے۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔ بٹ صاحب، پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ اس سوال کا جواب موصول نہیں ہوا۔ میں ذرا محکمہ زراعت کی کارکردگی آپ کو دکھانا چاہتا ہوں۔ سوال یہ تھا کہ پنجاب کے بڑے شہروں میں گندے پانی سے سبزیاں دھو دی جاتی ہیں۔ کیا یہ hygienically صحیح ہے یا غلط؟ اب اس کا جواب اگر ان کا محکمہ 1-1-98 کو وصول کر کے نہیں دے سکتا کہ واقعی وہ hygienically ٹھیک ہے یا غلط، تو میرے خیال میں یہ تو وقت ضائع کرنے والی

(*** تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

بات ہے کہ گندے پانی سے سبزیاں دھو لی جائیں اور اس کا یہ جواب نہ بھیجا جائے کہ یہ hygienically غلط ہے یا ٹھیک ہے۔ تو یہ چار مہینے وقت ضائع کرنے والی بات ہے۔

وزیر زراعت، جناب والا! آپ نے سوالات ختم کر دیے ہیں اور اس کے بعد یہ بول رہے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں تو ایک ایک سوال کا جواب تیار کروا کر لے کر آیا ہوں۔ اس کا جواب بھی میں لے کر آیا ہوں۔ اب چونکہ جناب والا نے رولنگ دے دی ہے۔ دوسرا یہ سوال یہاں پہنچا نہیں تھا اور پہلے circulate نہیں ہو سکا۔ اس کی وجہ سے نہیں آیا۔ ورنہ ایسی کوئی بات نہیں کہ محکمہ زراعت جواب نہیں دے سکتا۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

محکمہ زراعت کی کارکردگی

*634۔ ملک ممتاز احمد بھچر، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا حکومت محکمہ توسیع زراعت کی کارکردگی سے مطمئن ہے۔

(ب) کیا حکومت محکمہ زراعت کو جدید دور کی ضروریات کے مطابق تشکیل نو کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آب پاشی (چودھری محمد اقبال)۔

(الف) محکمہ زراعت توسیع کا بنیادی کام کاشت کاروں کو جدید زرعی ٹیکنالوجی مہیا کرنا اور ان پر عمل کراتے ہوئے فی ایکڑ پیداوار میں اضافہ کرنا ہے۔

محکمہ زراعت توسیع کی کاوشوں کی وجہ سے پچھلے بیس سالوں میں(76-1975ء تا95-1994ء) نائٹروجن والی کھادوں کا استعمال306 فی صد اور فاسفورس والی کھادوں کا استعمال320 فی صد بڑھا ہے۔ اسی طرح تحفظ نباتات کے لیے زہروں کا استعمال 2392 فی صد بڑھا ہے۔

جدید زرعی ٹیکنالوجی اپنانے کی وجہ سے زمین داروں کی فی ایکڑ پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔ مثال کے طور پر مذکورہ بالا عرصہ میں صوبہ میں کپاس کی کل پیداوار 266 فی صد بڑھی جب کہ رقبہ میں اضافہ صرف62 فی صد ہوا۔ اسی طرح گندم کی پیداوار میں93 فی صد اضافہ ہوا جب کہ رقبہ صرف 32 فی صد بڑھا ہے۔ اس طرح پیداوار میں زیادہ تر اضافہ فی ایکڑ پیداوار بڑھنے سے ہوا جو کہ جدید زرعی ٹیکنالوجی کے زمین داروں تک پہنچنے کے بغیر ممکن نہ تھا۔

(ب) زرعی ٹیکنالوجی کو مزید عام کرنے اور فی ایکڑ پیداوار میں اور اضافہ کرنے کی ابھی کافی گنجائش ہے۔ اس کے لیے حکومت زرعی توسیع کے جدید طریقہ کار "فارمر فیلڈ سکولز" کا تجربہ ضلع دہاڑی میں کر رہی ہے۔ اگر یہ تجربہ کامیاب رہا تو زرعی توسیع کی پورے صوبے میں اس کے مطابق تشکیل نو کی جائے گی۔

حلقہ پی۔پی5 میں محکمہ زراعت کے دفاتر

*933۔ حاجی ملک عمر فاروق، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) حلقہ پی۔پی5 میں محکمہ زراعت کے کتنے دفاتر کام کر رہے ہیں اور ان میں کتنا سٹاف کام کر رہا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ اس حلقے میں کن کن پراجیکٹس پر کام کر رہا ہے۔ ان کی تفصیلات کیا ہیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ایشیائی ترقیاتی بنک (ADB) کے تحت بارانی علاقوں میں زرعی ترقیاتی کام شامل کیے گئے ہیں۔ جن میں ضلع اٹک کی تمام تحصیلیں، گوجر خان، تحصیل راولپنڈی شامل ہیں۔ جب کہ تحصیل ٹیکسلا کو شامل نہیں کیا گیا۔ اس کی کیا وجوہات ہیں اور کیا محکمہ تحصیل ٹیکسلا کو بھی اس پراجیکٹ میں شامل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر آب پاشی (چودھری محمد اقبال)،

(الف) حلقہ پی۔پی5 میں محکمہ زراعت کے 12 دفاتر کام کر رہے ہیں اور ان میں128 افراد پر مشتمل سٹاف کام کر رہا ہے۔

(ب) اس حلقہ میں محکمہ زراعت جن پراجیکٹ پر کام کر رہا ہے۔ ان کی شعبہ وار تفصیل لف ہے۔

(ج) ایشیائی ترقیاتی بنک کے تعاون کے تحت بارانی علاقوں میں بارانی پراجیکٹ فیز-II ڈائرکٹر جنرل آباد/محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کے زیر نگرانی سال 91-1990ء سے چل رہا ہے جو کہ 98-1997ء کو ختم ہو گا۔ اس پراجیکٹ میں ٹیکسلا تحصیل کو شامل نہ کرنے کا معاملہ محکمہ زراعت سے متعلق نہیں ہے۔

محکمہ زراعت جن پراجیکٹ پر کام کر رہا ہے ان کی شعبہ وار تفصیل

نمبر شمار	شعبہ	
1۔	شعبہ فیلڈ	زرعی انجینئرنگ اور شعبہ تحفظ اراضیات کا اس حلقہ میں

کوئی ترقیاتی پراجیکٹ نہیں تاہم غیر ترقیاتی فنڈز کے تحت اس علاقہ میں زمین کو کٹاؤ سے بچانے کے لیے مندرجہ ذیل اقدامات کیے جاتے ہیں۔

1۔ بارشی پانی کے نکاس کے لیے پختہ نکاس کی تعمیر۔

2۔ کھندر زدہ رقبہ کی بحالی کے لیے پختہ "سپل وے" کی تعمیر

3۔ زرعی زمین کو ندی نالوں کے کٹاؤ سے بچاؤ کے لیے حفاظتی دیوار اور پشتے بنانا۔

4۔ بنجر علاقوں میں جنگل بانی کرنا۔

مندرجہ بالا کاموں کے لیے زمین داروں کو فنی امداد دینے کے علاوہ 50 فی صد مالی امداد بھی دی جاتی ہے۔

2۔ شعبہ اصلاح آب پاشی اس علاقہ میں درج ذیل دیہات میں اریگیشن سکیموں کی تنصیب کی گئی۔

نمبر شمار	نام چیئرمین	موضع	تحصیل	ضلع
1۔	عبداللہ	پنڈ گوندل	ٹیکسلا	راولپنڈی
2۔	داؤد خان	پور میلہ	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
3۔	مسکین خان	چوکر	۔ایضاً۔	ایضاً۔
4۔	افتخار احمد	ٹھلیاں	راولپنڈی	۔ایضاً۔
5۔	فخر زمان	کریمہ	ٹیکسلا	۔ایضاً۔
6۔	عبدالقیوم	پنڈ گوندل	ٹیکسلا	۔ایضاً۔
7۔	بنارس خان	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
8۔	تاج محمد	ساگربرامی	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
9۔	عبدالمجید	راجہ	راولپنڈی	۔ایضاً۔
10۔	اختر حیات	جلالہ	ٹیکسلا	۔ایضاً۔

11۔	چودھری حیات	چکسی	راولپنڈی	۔ایفآ۔
12۔	ملک نور خان	سرو بہ	۔ایفآ۔	۔ایفآ۔
13۔	قادر احمد	کویلیاں حمید	۔ایفآ۔	۔ایفآ۔
14۔	محمد ارشاد	لمبے راں	۔ایفآ۔	۔ایفآ۔
15۔	عبداللہ	راجہ	۔ایفآ۔	۔ایفآ۔

3۔ شعبہ فلوریکلچر ہارٹیکلچر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ برائے فلوریکلچر اینڈ لینڈ سکیپنگ، راولپنڈی

1۔ آرائشی پودوں اور پھولوں پر تحقیقی کام کرنا۔

2۔ شوقیہ اور متعلقہ شعبہ سے منسلک لوگوں کو ٹیکنیکل راہ نمائی فراہم کرنا۔

3۔ آرائشی پودوں اور پھولوں سے متعلق کاشت کاروں اور نرسری مالکان کو ایڈوائیزری سروس مہیا کرنا۔

4۔ لینڈ سکیپنگ سے متعلق راہ نمائی، شوقین اور کاروباری لوگوں کو فراہم کرنا۔

2۔ ٹشو کلچر۔

1۔ آرائشی پھولوں، پودوں اور پھل دار پودوں کے نرسری پودے بذریعہ ٹشو کلچر تکنیک تیار کرنا۔

2۔ ٹشو کلچر میں ٹیسٹ ٹیوب بے۔بی کی طرح ٹیسٹ ٹیوب آرائشی پودے تیار کرنا۔

3۔ ٹشو کلچر کے ذریعے ہزاروں کی تعداد میں مختلف انواع کے سائنسی اور جدید پودے تیار کرنا جو بیماریوں سے محفوظ ہوں۔

3۔ گرین بیلٹ پراجیکٹ (سبزیات)

1۔ کچن اور ہوم گارڈننگ کے لیے موسم سرما اور گرما کی سبزیوں کے بیج پیکٹوں میں رعایتی قیمت پر فراہم کرنا۔

2۔ گھروں میں سبزیوں کی کاشت کی ترغیبات دینا اور کاشت کاری سے متعلقہ امور، اقسام، کھادوں کا استعمال اور بیماریوں سے متعلقہ تکنیکی راہ نمائی فراہم کرنا۔

4۔ شعبہ پیسٹ وارننگ اینڈ کوالٹی کنٹرول آف پیسٹی سائیڈز شعبہ پیسٹ وارننگ، پیسٹ سکاؤٹنگ/ سروے فصلات، سبزیات و باغات کا کام معمول کے مطابق کر رہا ہے۔

زرعی ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ کا قیام

*1197۔ جناب محمد اشرف کلیار، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) زرعی ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ (زرعی تربیتی ادارہ جات) لاہور، سرگودھا، رحیم یار خان اور راولپنڈی میں گریڈ 1 تا 19 کل کتنی اسامیاں ہیں اور کتنی اسامیاں کتنے عرصہ سے خالی پڑی ہیں۔ کتنی اسامیوں پر تعیناتی کی گئی ہے۔ گریڈ 16 تا 19 کی کس کس اسامی پر کون کون افسران اور کتنے عرصہ سے تعینات ہے۔ نام مع پتہ جات بتائے جائیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ بالا تربیتی ادارہ جات میں ضرورت سے دو گنا زاید عملہ تعینات ہے۔

(ج) اگر جز بالا کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت اضافی اسامیوں کو ڈاؤن سائزنگ کے ذریعے ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آب پاشی (چودھری محمد اقبال)،

(الف) محکمہ زراعت کے شعبہ توسیع (Extension Wing) میں تین زرعی تربیتی ادارے (Agricultural Training Institution) بمقام سرگودھا، رحیم یار خان اور داہگل (راولپنڈی) میں جبکہ شعبہ اصلاح آب پاشی (Water Management) کا ایک زرعی تربیتی ادارہ ٹھوکر نیاز بیگ لاہور میں اور نظامت گل بانی و چمن آرائی (Directorate of Floriculture) کا ایک تربیتی ادارہ لاہور میں واقع ہیں۔ ان اداروں میں گریڈ 1۔19 کی اسامیوں کی شعبہ وار تفصیل اور گریڈ 16_19 کے افسران کی طوالت تعیناتی کی تفصیل بر گواشوارہ "الف" اور "ب" *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ ان تربیتی اداروں میں ضرورت سے دو گنا زیادہ عملہ تعینات ہے اگرچہ ڈاؤن سائزنگ کے پیش نظر زیر تحت مندرجہ ذیل اسامیوں کی نشان دہی کی گئی ہے۔

1۔	وائس پرنسپل	1
2۔	ڈیری منیجر	1
3۔	ڈیمانسٹریٹر	1

(*** تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

4-	سپروائزر	1
5-	لیبارٹری اسسٹنٹ	4
6-	بٹر مین	1
7-	بلک مین	1
8-	لیبارٹری اٹنڈنٹ	2

(ج) محکمہ ہذا نے ڈاؤن سائزنگ کے زیر تحت جن اسامیوں کی نشان دہی کی تھی اس کی تفصیلات متعلقہ محکمہ کو برائے ضروری کارروائی ارسال کی جا چکی ہے۔

نئی اقسام کے لیے ریسرچ کی تفصیل

*1225- رانا ثناء اللہ خان، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ زراعت پنجاب سے منسلک اور زیر کنٹرول اداروں میں ہونے والی زرعی تحقیق کی بنیاد پر بڑی فصلوں (i) گندم' (ii) چاول' (iii) کپاس' (iv) گنا کے گزشتہ پانچ سال کے عرصہ میں کون سے نئے بیج اور نئی اقسام دریافت کی ہیں۔

(ب) متذکرہ اداروں میں ریسرچ کی بنیاد پر دریافت کردہ بیج کی کتنی کتنی مقدار ہر سال کاشت کاروں میں تقسیم کی گئی ہے اور اس کی فی ایکڑ اوسط پیداوار کیا رہی۔ ہر فصل سے متعلق تفصیل علیحدہ علیحدہ بیان کی جائے۔

(ج) جز ہائے بالا کے جوابات کی روشنی میں حکومت اس سلسلہ میں کیا اقدامات بغرض اصلاح کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آب پاشی (چودھری محمد اقبال)،

(الف) محکمہ زراعت پنجاب سے منسلک اور زیر کنٹرول اداروں میں ہونے والی زرعی تحقیق کی بنیاد پر بڑی فصلوں گندم' چاول' کپاس اور گنا کے گزشتہ پانچ سالوں کے عرصہ میں جتنے بیج اور نئی اقسام دریافت کی گئیں ان کی تفصیل گوشوارہ "الف" پر لف ہے۔

(ب) متذکرہ اداروں میں تحقیق کی بنیاد پر دریافت کردہ بیج تجارتی بنیادوں پر کاشت کاروں میں تقسیم نہیں کیا جاتا۔ بلکہ صرف Pre-Basic بیج ہی پیدا کیا جاتا ہے اور بڑھانے کے لیے پنجاب سیڈ کارپوریشن کو دیا جاتا ہے۔ جو بعد میں Basic بیج بنا کر کاشت کاروں میں تقسیم

کرتی ہے۔ تاہم متذکرہ اداروں میں جو بیج تیار کیا گیا ان کی تفصیل و تقسیم گوشوارہ "ب" پر لف ہے۔

علاوہ ازیں پنجاب سیڈ کارپوریشن نے گزشتہ پانچ سالوں میں جن فصلات کی منظور شدہ اقسام کے بیجوں کی تقسیم کی اس کی تفصیل گوشوارہ "ج" پر لف ہے۔

(ج) ان فصلوں کی اصلاح کے لیے محکمہ زراعت نے پنجاب سیڈ کارپوریشن کے ذریعے گندم، کپاس اور دھان کے متعلق جو اقدام کیے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ گندم

حال ہی میں پنجاب سیڈ کارپوریشن کو گورنمنٹ زرعی فارم واقع پپلاں اور رحیم یار خان تقریباً 1100 ایکڑ ٹرانسفر کرنے کے احکامات صادر کیے ہیں جو کہ بنیادی بیج کی افزائش میں مدد گار ثابت ہوں گے اور ان پر مزید 30000 من گندم تیار ہوگی۔ جس سے تقریباً 5 لاکھ من اضافی تصدیق شدہ بیج تیار ہو سکے گا۔ مزید برآں پنجاب سیڈ کارپوریشن نے اپنے وسائل سے تین کروڑ کی لاگت سے ایک سیڈ پروسیسنگ پلانٹ تنصیب کرنے کا منصوبہ بنایا ہے جس سے تھل اور بارانی ایریا کی اقسام کا بیج مقامی طور پر تیار کر کے اور پروسس کر کے کاشت کاروں کو تقسیم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

2۔ کپاس

کپاس کے بیجوں کے لیے ایک ڈیلنٹنگ پلانٹ رحیم یار خان سنٹر پر لگایا گیا ہے۔ جبکہ خانیوال کا ڈیلنٹنگ پلانٹ تنصیب کے مراحل میں ہے اور اگلے تین ماہ میں مکمل ہو جائے گا۔ امسال خریف میں کاشت کے لیے کاشت کاروں کو رحیم یار خان پلانٹ پر ڈیلنٹ کردہ کپاس کا بیج مہیا کیا جائے گا اور اگلے سال ان شاء اللہ دونوں پلانٹوں (رحیم یار خان اور خانیوال) پر تیار کردہ بیج وافر مقدار میں تقسیم کیا جائے گا۔ مزید برآں ایک جننگ اور ڈیلنٹنگ پلانٹ بہاول پور میں لگانے کا منصوبہ بنایا گیا ہے۔

3۔ دھان

زرعی فارم ساہیوال پر 1350 ایکڑ اراضی جو کہ پنجاب سیڈ کارپوریشن کو منتقل ہو رہی ہے۔ آلوؤں کے بیجوں کے علاوہ دھان کا بنیادی بیج بھی افزائش کیا جائے گا۔ جو کہ تصدیق شدہ بیج کی شرح تناسب بڑھانے میں مدد دے گا۔

گوشوارہ "الف"

گندم، چاول، کپاس اور گنا کے گزشتہ پانچ سالوں کے دوران دریافت شدہ بیج اور نئی اقسام

نام فصل	قسم دریافت	سال دریافت
1۔ گندم	انقلاب-91	1991ء
	پرواز-94	1994ء
	شاہکار-95	1995ء
	پنجاب-96	1996ء
2۔ چاول	سپر باسمتی	1996ء
3۔ کپاس	ایف۔ایچ-682	1992ء
	ایم۔این۔ایچ-147	1992ء
	بی۔ایچ -36	1992ء
	ایس-14	1995ء
	ایس۔ایل۔ایس-1	1995ء
	ایف۔ڈی۔ایچ-170	1995ء
	ایف۔ایچ-634	1996ء
	ایم۔این۔ایچ-329	1996ء
	آر۔ایچ-112	1996ء
4۔ گنا	سی۔پی72-2086	1996ء
	سی۔پی-77-400	1996ء
	سی۔پی-43-33	1996ء

گوشوارہ "ب"

فروخت کردہ بیج کی مقدار اور فی ایکڑ اوسط پیداوار

فصل	قسم بیج	سال	بیج کی مقدار جو کہ تقسیم کی گئی (منوں میں)	فی ایکڑ پیداوار (منوں میں)

1۔ گندم	انقلاب-91	1991ء	75	46
		1992	153	48
		1993	32	45
		1994	50	47
		1995	105	42
		1996	66	45
		1997	79	43
	پرواز-94	1994	200	41
		1995	139	32
		1996	94	35
		1997ء	70	44
	شاہکار-95	1995	110	46
		1996ء	134	44
		1997ء	149	46
	پنجاب-96	1995ء	64	49
		1996ء	64	52
		1997ء	85	48
2۔ چاول	سپر باسمتی	1996ء	707	35-30
		1997ء	765	35-30
3۔ کپاس	ایف-ایچ-682	1992ء	47 5	30
	ایم-این-ایچ-147	1992ء	27.5	30
	بی-ایچ-36	1992ء	32.5	25
	ایس-ایل-ایس-1	1995ء	52.5	22
	ایس-14	1995ء	30.0	35
	ایف-ڈی-ایچ-170	1995ء	-	20
	ایف-ایچ-634	1996ء	15 0	35
	ایم-این-ایچ-329	1996ء	7.50	20
	آر-ایچ-112	1996ء	3.75	28
4 - گنا	بی-ایف-162	1992ء		

سی-پی-77-400	1996ء	9088	850
سی-پی-72-2086	1996ء		
سی-پی-43-33	1996ء		

گوشوارہ "ج"

گزشتہ پانچ سالوں میں بڑی فصلات کی منظور شدہ اقسام کی پنجاب سیڈ کارپوریشن کی جانب سے تقسیم کردہ بیجوں کی تفصیل(قسم وار اور سال وار) (مقدار بیج منوں میں)

نمبر شمار	نام فصل	نام قسم	1992-93ء	1993-94ء	1994-95ء	1995-96ء	1996-97ء
1۔	گندم	1۔ انقلاب-91	_	71040	610607	1223217	1098565
		2۔ پوٹھوار-93	_	_	_	_	_
		3۔ پرواز-94	_	_	_	_	118322
		4۔ کوہسار	_	_	_	_	_
		5۔ شکار	_	_	_	_	_
		6۔ پنجاب-96	_	_	_	_	_
		میزان	_	71040	610607	1223217	1216887
2۔	کپاس	1۔ ایف-ایچ-282	_	750	_	_	_
		2۔ بی-ایچ-36	_	2457	9426	9846	13940
		3۔ سی-آئی-ایم-240	_	14030	99996	78256	21362
		4۔ ایم-این-ایچ-147	_	13922	10891	4717	2890
		5۔ نایاب-26	_	_	_	_	_
		6۔ ایف-ڈی-ایچ170	_	_	_	_	_
		7۔ ایس-ایل-ایس-1	_	_	_	15922	9853
		8۔ ایس-14	_	_	_	214	_
		9۔ ایف-ایچ-634	_	_	_	_	_
		10۔ سی-آئی-ایم-1100	_	_	_	7143	
		11۔ سی-آئی-ایم-448	_	_	_	511	
		12۔ نایاب کرشمہ	_	_	_	_	2368
		13۔ ایم-این-ایچ-329	_	_	_	_	
		14۔ آر-ایچ-112	_	_	_	_	_

	میزان	_	31159	120313	108955	58067
3۔	چاول	سپر باسمتی	_	_	3122	6149
	کل میزان		_	102199	730920	1335294	127110

چارہ جات کی نئی اقسام کی دریافت

*1237۔ مہر محمد انور حیات خان لک، کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) فاڈر ریسرچ انسٹیٹوٹ سرگودھا کے قیام سے آج تک چارہ جات کی کتنی نئی اقسام تیار کی گئیں اور یہ کس کس ڈائرکٹر کے عرصہ تعیناتی کے دوران تیار کی گئی۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ ڈائرکٹر کی زیر نگرانی کوئی نئی قسم تیار نہیں کی گئی نیز حکومت موجودہ ڈائرکٹر کی غفلت پر اس کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ج) مذکورہ انسٹی ٹیوٹ میں کل کتنی مشینری خرید کی گئی اور یہ مشینری اب کس حالت میں ہے تفصیل مہیا کی جائے؟

وزیر آب پاشی (چودھری محمد اقبال)،

(الف) فاڈر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ سرگودھا1981ء میں قائم ہوا۔ اس ادارے کے قیام سے لے کر آج تک چارہ جات کی جتنی نئی اقسام تیار کی گئیں اور یہ جس ڈائرکٹر کے عرصہ تعیناتی کے دوران تیار کی گئیں اس کی تفصیل گوشوارہ (الف) میں درج ہے جو کہ لف ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ ابھی تک موجودہ ڈائرکٹر فاڈر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے زیر نگرانی چارہ کی کوئی نئی قسم منظور نہیں ہوئی۔ کسی بھی نئی قسم کے دریافت میں ایک طویل عرصہ درکار ہوتا ہے جو کہ 10 سے 15سال تک بھی ہو سکتا ہے۔ موجودہ ڈائرکٹر نے 25 ستمبر 1995ء سے اس عہدہ کا انتظام سنبھالا ہے۔ اس عرصہ میں ڈاکٹر افضل نے اپنے دیگر تحقیقاتی عملہ کی کاوشوں سے چارہ جات کی جن نئی اقسام پر تحقیق کی ہے اور جو تحقیق کے آخری مراحل میں ہیں۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام فصل	نئی اہم اقسام
جئی	کینٹ، سوان، سپر لیٹ
برسیم	گزا۔15

لوسرن	ٹائپ 8 x 9
چری	جوار نمبر 88۔ ہیگاری
سدا بہار	آر۔ایل۔اے x سوڈان گھاس گرین لیف۔
گوارہ	ایس 367
مات گھاس	ملائم مات گھاس
رواں	پی۔518
میز نسٹا	کمنی ایم۔او۔7 X کچری

ان اقسام پر تحقیق مکمل ہوتے ہی ان کو پنجاب سیڈ کونسل کی منظوری کے لیے پیش کر دیا جائے گا۔ اس کی منظوری کے بعد یہ اقسام زمین داروں کو وسیع تر کاشت کے لیے مہیا کر دی جائیں گی۔

(ج) فاڈر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ سرگودھا میں جتنی مشینری خرید کی گئی اور یہ جس حالت میں ہے اس کی تفصیل گوشوارہ(ب)میں دی گئی ہے جو کہ لف ہے۔

گوشوارہ "الف"

فاڈر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے قیام سے لے کر آج تک تیار کردہ نئی اقسام اور نام ڈائرکٹرز جن کے عرصہ تعیناتی کے دوران یہ اقسام تیار کی گئیں۔

چارہ جات کی اقسام جو اب تک تیار کی گئیں۔	سال جس میں قسم دریافت ہوئی۔	نام ڈائرکٹر جس کے عرصہ تعیناتی میں قسم دریافت ہوئی ،مع ڈائرکٹر کا عرصہ تعیناتی۔
فصل	اقسام	
جئی	ایون۔ پی ڈی 2۔ایل	1983ء ڈاکٹر محمد حسین چودھری جو 1976 سے 1981ء تک بطور ہائنسٹ اور 1981ء تک یہاں بطور ڈائرکٹر تعینات رہے۔
برسیم	برسیم الگیتی برسیم تگیتی	1986ء ڈاکٹر عبدالرحمٰن چودھری جو کہ دسمبر 1985ء سے

میٹھا سدا بہار		1992ء تک یہاں ڈائرکٹر تعینات رہے۔
میز نیٹا	مکی X کھچری ہائبرڈ	
باجرہ	ملٹی کٹ باجرہ	1991ء
گوارہ	بی۔ آر۔90ء	
	میزان 90	

گوشوارہ "ب"

فاڈر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں خرید کردہ مشینری کی تفصیل بمعہ موجودہ حالت

نام مشینری	سال جس میں خرید کی گئی	کیفیت
روٹا ویٹر نمبر 1	14-12-81	چالو حالت میں
ٹرالی	6-1-82	چالو حالت میں
چزل پلو	12-6-83	چالو حالت میں
ویٹ تھریشر	28-4-84	چالو حالت میں
کمبائنڈ سیڈ ڈرل	2-6-84	ناکارہ
ڈسک پلو	2-6-84	خراب ناقابل مرمت
بارڈر ڈسک	14-3-85	قابل مرمت
روکراپ کلٹیویٹر	14-3-85	ناکارہ
لینڈ سیولر (کراہ)	14-3-85	چالو حالت میں
ٹریکٹر میسی 240	14-1-91	چالو حالت میں
روٹا ویٹر نمبر 2	14-2-91	چالو حالت میں
کلٹیویٹر 11 پھالے	23-2-91	چالو حالت میں
کلٹیویٹر 13 پھالے	23-2-91	چالو حالت میں
ڈسک ہیرو	23-2-91	ناکارہ
منی ویٹ تھریشر	7-4-91	ناکارہ
کارن شیلر	7-11-91	ناکارہ
ٹریکٹر میسی 375	25-4-91	چالو حالت میں
کراپ پلانسٹر	17-10-91	چالو حالت میں
ریپر	30-5-93	چالو حالت میں

شوگر سیس کی فراہمی

*1238۔ مہر محمد انور حیات خان لک، کیا وزیر خوراک ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شوگر ملز، شوگر سیس محکمہ کو جمع کرواتی ہیں اور پھر محکمہ اس جمع ہونے والے فنڈ کو کمشنرز کی صوابدید پر بھیج دیتے ہیں جو کہ کافی لمبا PROCESS ہے اور اس سے ترقیاتی کام میں بہت زیادہ تاخیر ہو جاتی ہے۔

(ب) کیا سال 97 - 1996ء میں سرگودھا ڈویژن میں موجود شوگر ملز نے شوگر سیس محکمے کو جمع کروا دیا ہے۔ اگر کروا دیا ہے تو کیا محکمے نے فنڈ کمشنر سرگودھا کو ٹرانسفر کر دیا ہے اگر نہیں تو وجہ۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت شوگر سیس کو براہ راست کمشنر کو جمع کروانے اور جن شوگر ملز نے ابھی تک فنڈز حکومت کو جمع نہیں کروائے ان کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خوراک (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)

(الف) شوگر ملز، شوگر کین (ترقیاتی) فنڈ محکمہ خزانہ حکومت پنجاب کو جمع کرواتی ہے۔ جس کا ریکارڈ کین کمشنر کے دفتر میں بابت جانچ پڑتال کے موجود ہوتا ہے۔ جیسے ہی شوگر ملز اپنی جانب واجب الادا یہ ترقیاتی فنڈ بابت متعلقہ کرشنگ سیزن سرکاری خزانہ میں جمع کرواتی ہیں۔ ویسے ہی بلا تاخیر بغیر کسی جانچ پڑتال کے حکومت پنجاب کی مروجہ پالیسی کے مطابق متعلقہ ڈویژنل کمشنر کو برائے ترقیاتی منصوبہ جات کے ٹرانسفر کر دیے جاتے ہیں۔ جسے وہ قائم کردہ متعلقہ زونل سیس کمیٹی کی منظوری سے مجوزہ قواعد و ضوابط کے مطابق تعمیر و مرمت کے منصوبہ جات پر خرچ کرے۔ سال 97-1996ء سے قبل حکومت کی پالیسی کے مطابق جمع شدہ رقم کا 80 فی صد بغیر کسی جانچ پڑتال کے جاری کر دیا جاتا تھا اور باقی ماندہ 20 فی صد کا اجراء اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب کے دفتر سے تصدیقی سرٹیفکیٹ جاری ہونے پر کر دیا جاتا تھا۔ جبکہ موجودہ تجدیدی پالیسی کے تحت جمع شدہ ترقیاتی فنڈ کا 95 فی صد بغیر کسی جانچ پڑتال کے جاری کر دیا جاتا ہے۔

مثال کے طور پر سال 97-1996ء میں پنجاب بھر میں 37 ملوں میں سے جن اٹھارہ (18) ملوں نے

اپنی جانب سے واجب الادا شوگر کین ترقیاتی فنڈ مکمل طور پر سرکاری خزانہ میں جمع کروا دیا اور مروجہ پالیسی کے تحت اپنے متعلقہ ضلعی اکاؤنٹ آفیسر سے ضروری تصدیقی سرٹیفکیٹ اور دیگر مطلوبہ تفصیلات ارسال کر دی تھیں۔ ان کی جمع شدہ رقم کے 95 فی صد کا اجراء بذریعہ محکمہ خزانہ بلاتاخیر کر دیا گیا ہے۔ یوں یہ کافی لمبا پراسیس نہ ہے۔

(ب) سال 1995-96ء میں سرگودھا ڈویژن میں موجود پانچ شوگر ملز میں سے فیکٹو شوگر ملز کے علاوہ باقی چار ملز نے شوگر کین ترقیاتی فنڈ مکمل طور پر سرکاری خزانہ میں جمع کروا دیا تھا۔ اس وقت کی مروجہ ہدایات کے مطابق اس فنڈ کا 80 فی صد بذریعہ محکمہ خزانہ حکومت پنجاب کو کمشنر سرگودھا ڈویژن کو برائے تعمیر و ترقی منصوبہ جات بھیجا گیا تھا علاوہ ازیں کوہ نور شوگر ملز کا باقی ماندہ 20 فی صد کے اجراء کے لیے محکمہ خزانہ حکومت پنجاب کو بمطابق چٹھی نمبری Recon-Cell2/36-1996-97 مورخہ 14-11-97 درخواست کی گئی ہے۔ باقی تین ملوں کا کیس اے۔جی پنجاب کے دفتر سے اعداد و شمار کا تصدیقی سرٹیفکیٹ کے اجراء پر کیس محکمہ خزانہ حکومت پنجاب کو بھیج دیا جائے گا۔

2۔ سال 1996-97ء میں سرگودھا ڈویژن میں موجود نیشنل شوگر انڈسٹریز، نون اور چشتیاں شوگر ملز نے اپنی جانب واجب الادا شوگر کین ترقیاتی فنڈز 100 فی صد حسب ضابطہ سرکاری خزانہ میں جمع کروا دیا تھا۔ جو محکمہ خزانہ حکومت پنجاب کی چٹھی نمبری EXP(FOOD)1-17/96 مورخہ 21 اکتوبر 1997ء کے مطابق جمع شدہ رقم کا 95 فی صد کمشنر سرگودھا کو ٹرانسفر کر دیا گیا ہے۔ کوہ نور اور فیکٹو شوگر ملز نے اپنی جانب واجب الادا فنڈز تاحال محکمہ کی جانب سے بارہا ہدایات کے باوجود جمع نہیں کروایا ہے۔ جیسے ہی یہ ملیں فنڈز جمع کروا دیں گی ریکارڈ کی جانچ پڑتال کے بعد یہ رقم متعلقہ کمشنر کو بذریعہ محکمہ خزانہ ٹرانسفر کر دی جائے گی۔

(ج) حکومت پنجاب میں شوگر کین ترقیاتی فنڈز کو براہِ راست کمشنر کو جمع کروانے کے متعلق کوئی معاملہ زیر غور نہ ہے۔ کیونکہ یہ قابل عمل ہی نہیں۔ شوگر کین ترقیاتی فنڈز کو ان علاقوں میں کھیتوں سے شوگر ملز تک رابطہ سڑکوں، پلیوں وغیرہ کی تعمیر و مرمت پر خرچ کیا جاتا ہے۔ یہاں سے گنا خرید کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر بہاول پور ڈویژن کی کوئی ایک شوگر مل کسی دوسرے ڈویژن سے گنا خرید کرتی ہے تو اس ضلع/ڈویژن سے خرید کردہ گنا

پر ادا کیا ہوا شوگر کین ترقیاتی فنڈ بہاول پور' ڈویژن کی بجائے اسی ڈویژن میں خرچ ہو گا۔ اس طرح اگر حکومت ترقیاتی وتحقیقی امور کے لیے مذکورہ ترقیاتی فنڈز سے تخفیف کرتی ہے(جیسا کہ یہ زیر غور ہے) تو ڈویژن کی سطح پر یہ ناممکن ہے۔ یوں شوگر کین ترقیاتی فنڈز کی برائے راست کمشنر کو ادائیگی اور خرچ کی پالیسی کو زیر غور لانا مناسب نہیں۔

جہاں تک قصور وار شوگر ملز کے خلاف کارروائی کا تعلق ہے کین کمشنر پنجاب نے اپنے ماتحت ایڈیشنل کین کمشنرز (ڈپٹی کمشنرز) کو ان کے خلاف مجوزہ قوانین کے تحت ضروری کارروائی کے لیے متعدد بار لکھا جا چکا ہے۔

علاوہ ازیں کین کمشنر پنجاب نے از خود قصور وار شوگر ملز کو اظہار وجوہ کے نوٹس جاری کر دیے ہیں اور ساتھ ہی ان کو ذاتی شنوائی کے لیے بلایا ہے۔

استحقاق

جناب سپیکر، اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہے۔ حاجی اللہ یار انصاری صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 3 ہے۔جی' حاجی صاحب!

ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہسپتال سرگودھا کے عملے کی ایم پی اے کے خلاف نعرہ بازی اور ناجائز الفاظ کا استعمال

حاجی اللہ یار انصاری، جناب والا! مجھے ایک مخصوص معاملے کے بارے میں جو اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے تحریک استحقاق پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔ معاملہ یہ ہے کہ میں نے مورخہ 16 فروری بوقت ساڑھے 9 بجے شب ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہسپتال سرگودھا کا اچانک دورہ کیا جو میرے حلقہ انتخاب میں واقع ہے ۔ ہسپتال میں پانی کی سپلائی بند تھی ۔ زیر علاج مریض اپنے بستروں پر تڑپ رہے تھے ۔ ان کی حالت زار دیکھ کر کوئی بھی اہل درد انسان خون کے آنسو بہائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ہسپتال میں ڈیوٹی پر متعین ڈاکٹر غیر حاضر تھے۔ میں نے فرداً فرداً ہر مریض سے دریافت کیا اور عیادت کی تو انھوں نے بتایا کہ ہسپتال کا عملہ اکثر غیر حاضر رہتا ہے اور مریضوں کی دیکھ بھال نہیں کرتا۔ میں نے ایک مریض کے ہیلتھ کارڈ پر نوٹ لکھا اور ایم ۔ ایس صاحب کو ہدایت کی کہ متعلقہ عملے کو ہدایت کریں کہ وہ اپنے فرائض منصبی دیانت داری اور جذبۂ حب الوطنی سے ادا کرتے ہوئے زیر علاج مریضوں کو ہر

ممکن ادویات فراہم کریں اور ان کی خصوصی دیکھ بھال کریں، کیونکہ یہ دکھی انسانیت کی خدمت کا تقاضا ہے۔ چار روز بعد جب میں دوبارہ visit کے لیے ہسپتال گیا اور تمام وارڈوں میں زیر علاج مریضوں سے معلوم کیا تو پتا چلا کہ میری ہدایت کے باوجود ڈیوٹی پر تعینات عملہ، ڈاکٹر اور ایم ایس لاپرواہی اور غفلت مجرمانہ کے مرتکب پائے گئے۔ کسی نے بھی پرواہ نہ کی ہے اور اس مریض کو ادویات نہ پہنچائیں۔ جس پر میں نے ایم۔ ایس کو سختی سے ہدایت کی کہ آئندہ اگر اس قسم کی غفلت اور لاپرواہی کا مظاہرہ کیا گیا تو ہرگز برداشت نہیں کیا جائے گا۔ مزید برآں یہ بھی ہدایت کی کہ لاپرواہی کرنے اور غیر حاضر عملے کو معطل کرنے کے احکامات جاری کیے جائیں۔ اس کے ردعمل پر غیر حاضر عملے نے ایک سازش کے تحت جس میں ڈاکٹر ظفر لطیف اور نرسنگ سپرنٹنڈنٹ عذرا، نرسنگ سسٹر مقدسہ، نسرین رندھاوا، فرحت جبیں، ڈاکٹر اسلم چودھری، ڈاکٹر لیاقت، ڈاکٹر شیخ محمد امیر، حاجی نذر محمد، میل نرس، دیگر نرسوں اور عملے کو میرے خلاف غیر قانونی اور غیر اخلاقی طور پر ہڑتال پر اکسایا، میرے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کیے اور نعرہ بازی کی۔ اس دن ہسپتال میں 21 مریضوں کے آپریشن نہ ہو سکے۔ مریض تڑپتے رہے نرسیں اور ڈاکٹر ہڑتال پر رہے۔

صوبائی اسمبلی کا ایک معزز رکن ہونے کی حیثیت سے اس واقعے سے نہ صرف میرا بلکہ اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا مہربانی فرماتے ہوئے میری یہ تحریک منظور کی جائے اور اس تحریک استحقاق کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر، حاجی صاحب! آپ اس پر کوئی statement دینا چاہتے ہیں؟ ویسے تو تفصیل سے بات سامنے آ گئی ہے۔ آپ اس میں کیا کوئی مزید اضافہ کرنا چاہتے ہیں؟

حاجی اللہ یار انصاری، جناب والا! اس میں پوزیشن یہ ہے کہ ڈویژنل ہسپتال سرگودھا شہر میں واقع ہے۔ میں ہسپتال میں اکثر مریضوں کو چیک کرتا رہتا ہوں۔ اس دن حالت یہ تھی کہ لوگ مجھے شکایت کر رہے تھے کہ رات کو پانی نہیں ملتا۔ ہسپتال میں پانی نہیں ہوتا، حتیٰ کہ وضو کے لیے پانی نہیں ہوتا۔ پینے کے لیے بھی پانی نہیں ہوتا۔ ہسپتال میں میں نے دیکھا کہ واقعی اس دن پانی نہیں تھا اور جس وارڈ سے مجھے فون آیا تھا اس وارڈ کا ڈیوٹی ڈاکٹر بھی موجود نہیں تھا۔ میں نے ایم۔ ایس اور ڈی۔ ایم۔ ایس کو بلوایا۔ وہ ایک گھنٹے کے بعد آئے ان کے آنے سے پہلے وہ ڈیوٹی ڈاکٹر پہنچ چکا تھا۔ میں ان کی غیر حاضری میں وہاں ہسپتال میں ایک گھنٹہ پھرتا رہا۔ میں نے ایک مریض سے پوچھا کہ آپ کی کیا

پوزیشن ہے تو اس نے مجھے بتایا کہ "میں نے ایک گائے بیچی تھی' میرے پاس اس کے پیسے تھے۔ وہ پیسے میں ختم کر چکا۔ آج تیسرے روز سے میرے پاس دوائی نہیں ہے۔ اب میں صرف مرنے کے لیے پڑا ہوں۔ اگر میں باہر جاؤں گا تو لوگ کہیں گے کہ ہسپتال میں داخل ہو جاؤ۔ میں اس کو بڑا ہسپتال سمجھ کر پڑا ہوں اور میرے پاس دوائی نہیں ہے۔ یہ کبھی کوئی گولی دے جاتے ہیں تو میں کھا لیتا ہوں' ورنہ میں تو اسی انتظار میں ہوں کہ میں کب مرتا ہوں۔ بہرحال' میں مطمئن ہوں کہ جو ہونا ہے وہی ہو گا۔" میں نے اس کے چارٹ پر یہ لکھا کہ اس کو ویلفیئر فنڈ سے ادویات فراہم کی جائیں' کیونکہ گورنمنٹ نے اپنی طرف سے مستحق مریض کو پانچ سو روپے کی دوائی دینے کا کہا ہے۔ وہ میں لکھ کر چلا گیا۔ چار روز کے بعد مجھے یہ تشویش ہوئی کہ انھوں نے اس مریض کو دوائی نہیں دی ہو گی۔ یہی ہوا کہ چار روز کے بعد میں ایم۔ ایس کے پاس آیا۔ اس سے میں نے پوچھا کہ کیا میری کوئی چٹ آپ کے پاس آئی یا وہ چارٹ کسی نے ان کو دیا؟ تو اس نے کہا کہ نہیں۔ میں اس کو لے کر وارڈ میں گیا۔ وہ مریض ابھی زندہ تھا۔ اس مریض نے وہی رونا رویا کہ جب سے آپ لکھ کر گئے ہیں مجھے کسی نے نہیں پوچھا۔ بہر حال' اس وقت تو مجھے یہی محسوس ہوا کہ میں اب زندہ ہو گیا ہوں' کیونکہ دوائیاں مجھے مفت ملیں گی اور میرا علاج ہو گا۔ بہر حال' اس کے بعد یہ ہوا کہ میں ایم ایس کو یہی کہہ کر چلا آیا اور میں نے ادویات دلوائیں۔ اگلے روز مجھے پتا چلا کہ میرے خلاف ہڑتال ہوئی ہے -----

جناب سپیکر، حاجی صاحب! آپ اسے repeat نہ کریں۔ آپ کی بات تفصیل سے آ گئی ہے۔ بہت بہت شکریہ۔

جی' وزیر قانون صاحب! یہ جو ابھی تحریک استحقاق آئی ہے آپ اس بارے میں کچھ فرمائیں گے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! محرک جناب حاجی اللہ یار انصاری صاحب نے ڈی۔ ایچ۔ کیو ہسپتال سرگودھا میں پانی کی عدم دست یابی کا بنیادی طور پر ذکر کیا ہے کہ انھیں شکایت ملی تھی کہ وہاں پر پانی کی سپلائی میں کوئی رکاوٹ ہے۔ اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ وہاں پر پانی میونسپل کارپوریشن کی طرف سے سپلائی کیا جاتا ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ بعض اوقات پانی کی سپلائی میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے اور جو انھیں شکایت ملی وہ درست شکایت تھی۔ لیکن معزز رکن جب وہاں پر

تشریف لے گئے تو وہاں پر جو مریض داخل تھے انھوں نے دوائیوں کے متعلق ان سے شکایت کی، عملہ کی غیر حاضری کی ان سے شکایت کی اور حاجی صاحب نے کچھ معاملات پر اپنے احکامات بھی جاری کیے۔ بعد میں جب یہ دوبارہ تشریف لے گئے تو ان کو یہ شکایت ہوئی کہ انھوں نے جو احکامات جاری کیے تھے ان پر عمل درآمد نہیں ہوا۔

جناب سپیکر! اس سلسلے میں محکمے کی طرف سے جو رپورٹ ملی ہے وہ مبہم ہے۔ وہ اتنی واضح رپورٹ نہیں ہے۔ حاجی صاحب ہمارے بزرگ ہیں۔ ان کا ایک احترام ہے اور ہسپتال کا عملہ بھی ان کا احترام کرتا ہے۔ اگر کہیں ان سے اس بات پر کوتاہی ہوئی ہے کہ انھوں نے ان کے احکامات پر عمل نہیں کیا تو میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کا سختی کے ساتھ نوٹس لیا جائے گا۔

باقی جناب سپیکر! جہاں تک ہسپتال میں دوائیوں کی کمی کا یا عملے کی غیر حاضری کا تعلق ہے، وزیرصحت کی معزز رکن سے بات ہوئی ہے۔ انھوں نے انھیں اس بات کی تسلی دی ہے کہ وہ ذاتی طور پر اس سلسلے میں کوشش کریں گے اور ان کی تسلی کروائیں گے۔ اگر عملے کا کوئی بھی شخص کسی بھی کوتاہی کا مرتکب پایا گیا تو اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ میری اس یقین دہانی کے بعد اور وزیرمنطقہ کی ان سے جو ذاتی بات ہوئی ہے اس کی روشنی میں فاضل رکن اپنی تحریک کو پریس نہیں کریں گے اور میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ ان کی شکایات کو دور کیا جائے گا۔ شکریہ جناب۔

جناب سپیکر، حاجی صاحب! ٹھیک ہے۔

حاجی اللہ یار انصاری، جناب والا! راجہ صاحب نے جو بات کہی ہے وہ اپنی جگہ پر درست ہے، لیکن میرے خلاف سیاسی مداخلت کی بنا پر نعرہ بازی کی گئی ہے، اس ایوان کے خلاف نعرہ بازی کی گئی ہے۔ میں اس بارے میں یہی گزارش کروں گا کہ اسے پینڈنگ کیا جائے یا استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور وہاں پر جو بھی فیصلہ ہو گا وہ مجھے منظور ہو گا۔

جناب سپیکر، حاجی صاحب! اس میں پینڈنگ کرنے والی کوئی بات نظر نہیں آتی۔ ایکشن لینے کے بارے میں راجہ صاحب بھی یقین دہانی کروا رہے ہیں اور وزیرصحت صاحب بھی یہاں موجود ہیں اور وہ بھی اس مسئلے کو ٹیک اَپ کر رہے ہیں۔ تو میرا خیال ہے کہ یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔

حاجی اللہ یار انصاری، راجہ صاحب آئے ہیں۔ وہ ابھی مجھے ملے بھی تھے۔ ان سے میری بات بھی ہوئی تھی۔ اس کو فی الحال پینڈنگ فرمالیں یا پھر اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب سپیکر، اس تحریک استحقاق کو مؤخر کرنے والی بات نظر نہیں آتی۔ اس پہ وہ ایکشن لے رہے ہیں۔ وزیر قانون بھی اس کے بارے میں یقین دہانی کرا رہے ہیں۔ پھر ہیلتھ منسٹر صاحب بھی یہاں پہ موجود ہیں اور وہ بھی اس مسئلے کو ٹیک اپ کر رہے ہیں۔ میرا خیال ہے یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔

حاجی اللہ یار انصاری، بہر حال' اس کو مؤخر کر کے مزید انکوائری کرلیں اور اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ اسے موخر کرنے کی بات نہیں ہے۔ آپ بے شک dispose of فرمائیں۔ میں جناب کی خدمت میں ایوان کے فلور پر عرض کرتا ہوں کہ محرک کی تسلی کروائی جائے گی اور ان کی شکایات کو دور کیا جائے گا۔

جناب سپیکر، حاجی صاحب! اس میں دیکھنے والی بات یہ ہے کہ جو آپ کا مقصد ہے اس کے بارے میں انھوں نے ایوان کے فلور پر یقین دہانی کرائی ہے کہ آپ کا مسئلہ وہ حل کرائیں گے۔ اور منسٹر ہیلتھ بھی یہاں موجود ہیں۔ انھوں نے بھی ساری کارروائی سنی ہے۔ وہ آپ کا یہ مسئلہ ٹیک اپ کریں گے' اس لیے یہ disposed of تصور کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 4 جناب امان اللہ خان بابر صاحب کی۔

جناب امان اللہ خان بابر، شکریہ جناب سپیکر!

روزنامہ "لشکر" مورخہ 22 مارچ 1998ء میں ایم پی اے کے خلاف بے بنیاد الزامات

جناب امان اللہ خان بابر، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ "لشکر" لاہور نے اپنی 22۔ مارچ 1998ء کی اشاعت میں عمران چودھری کے حوالے سے صفحہ اول پر سب سے جلی سرخی لگائی ہے۔ جس میں میرے خلاف قطعی بے بنیاد الزامات کی بھرمار کر دی ہے۔ ضلع نارووال کی دو وارداتوں میں ہونے والے کئی قتل مجھ سے منسوب کر دیے

ہیں حالانکہ ان دونوں وارداتوں کی ایف آئی آر کی مطابق ان سے میرا کسی قسم کا کوئی تعلق ... ہے۔ لکھا ہے کہ میں نے علاقے کے تمام مفرور، ڈکیت اور جرائم پیشہ افراد کو پال رکھا ہے اور ان کی پشت پناہی کرتا ہوں۔ علاوہ ازیں میں غریب لوگوں پر ان کے ذریعے ظلم کرواتا ہوں۔

یہ الزامات قطعی بے بنیاد ہیں۔ ان الزامات / قتل کے واقعات کا میرے حلقہ انتخاب سے کسی طرح کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس طرح میری شہرت اور نیک نامی کو میرے ووٹروں کے سامنے بطور ممبر اسمبلی بری طرح اور بلاوجہ مسخ کیا گیا ہے۔ جس سے میرا استحقاق بطور ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب مجروح ہوا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب کا ایک معزز رکن ہونے کی حیثیت سے نہ صرف بلکہ ہمارے اس معزز ایوان کا استحقاق بھی مجروح ہوا ہے۔ لہذا مہربانی فرماتے ہوئے میری یہ تحریک منظور کی جائے اور اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر، آپ اس پر شارٹ سٹیٹمنٹ دینا چاہتے ہیں؟

جناب امان اللہ خان بابر، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ روزنامہ "لشکر" نے جو میرے متعلق خبر لگائی ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ یہ میرے حلقے سے متعلقہ نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس سے میرا کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں۔ جو یہاں پرانے ممبر حضرات ہیں وہ جانتے ہیں کہ حلقہ 114 کا سابق ممبر طارق انیس تھا جو لوٹا ہو کے جونیجو لیگ میں چلا گیا تھا۔ اس کی اپنے علاقے میں دشمنی ہے اور وہ ایک الگ حلقہ ہے۔ پچھلے دنوں خبر تو یہ تھی کہ بلدیاتی الیکشن کا ایک امیدوار واپس آ رہا تھا تو راستے میں اس کے مخالفین نے "تھڑا مار" کے ان لوگوں کو قتل کر دیا۔ جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ جتنے بھی قومی اخبارات ہیں انھوں نے بالکل صحیح رپورٹنگ کی۔ جن جن گروپوں کی دشمنی تھی ان کا ذکر کیا۔ جن جن کا جو آپس میں تعلق تھا ان کا ذکر کیا۔ یہ واحد روزنامہ "لشکر" تھا کہ جس نے حقائق سے ہٹ کر اور نہ جانے کن کے کہنے پر میرے خلاف ایک خبر لگا دی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک انتہائی اہم اور ضروری مسئلہ ہے۔ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جانا ضروری ہے تاکہ ان کی جواب طلبی ہو سکے۔ بڑی مہربانی، شکریہ۔

جناب سپیکر، جی لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ تحریک جناب امان اللہ خان بابر نے روزنامہ "لشکر" لاہور مورخہ 22 مارچ

1998ء میں شائع ہونے والی خبر کے حوالے سے پیش کی ہے ۔ معزز رکن کا کہنا ہے کہ مذکورہ اخبار نے عمران چودھری کے حوالے سے صفحہ اول پر جلی سرخی کے ساتھ خبر لگائی جس میں ان کے خلاف قطعی بے بنیاد الزامات کی بھرمار کر دی ہے ۔ ضلع نارووال میں ہونے والی وارداتوں میں کئی قتل ان سے منسوب کر دیے ہیں ۔ تحریک استحقاق کا تعلق اخبار میں ایک خبر کی اشاعت سے ہے جو کہ استحقاق کے زمرے میں نہیں آتی۔ اخبارات کسی بھی خبر کے شائع کرنے میں آزاد ہیں۔ کسی بھی شخص کے خلاف توہین آمیز مواد کی اشاعت کے انسداد کے لیے دیوانی اور فوجداری قوانین موجود ہیں۔ اگر کسی خبر کے شائع ہونے سے معزز رکن کی دلآزاری ہوئی ہے تو وہ اس خبر کی تردید یا وضاحت مذکورہ اخبار کو بھجوا سکتے ہیں۔ اور اس تردید یا وضاحت کے علاوہ اپنا قانونی حق بھی استعمال کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ محکمے کی طرف سے جواب تھا۔ لیکن اس سلسلے میں' میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے بھی اس ایوان کی یہ روایت رہی ہے کہ اس قسم کی تحاریک استحقاق باوجود اس کے کہ استحقاق کمیٹی کے سامنے جا کر ان کا انجام کیا ہوتا ہے' وہ منظور کی جاتی رہی ہیں۔ اس لیے میں اس کی مخالفت نہیں کرتا۔ اگر جناب والا اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کرتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ شکریہ جناب والا۔

جناب سپیکر، پھر ٹھیک ہے ۔ امان اللہ بابر صاحب۔ کیا آپ اس کو پریس کرتے ہیں کہ یہ استحقاق کمیٹی کے پاس جانی چاہیے؟----- یہ استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے اور ایک مہینے کے اندر اندر اس کی رپورٹ ہاؤس میں پیش کی جائے ۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 5 مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی ہے ۔ وہ تشریف نہیں رکھتے' اس لیے اس کو مؤخر کیا جاتا ہے ۔ تحاریک استحقاق ختم ہوئیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ ہوبہو یہی تحریک استحقاق ایک دفعہ پہلے پیش ہوئی ۔ اس وقت محرک موجود نہیں تھے ۔ یہ ختم ہو گئی ۔ اب دوبارہ پھر لی گئی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر وہ آج بھی موجود نہیں ہیں تو اس کو ختم کر دیں۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے وہ agitate کریں گے ۔ آپ کی بات ٹھیک ہے ۔ ان کو آنا چاہیے تھا' کیونکہ آج ان کی تحریک استحقاق پیش ہونا تھی۔ لیکن اس کو اگلے کارروائی کے دن تک کے لیے مؤخر کر لیتے ہیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر ، اب تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 11 جو کہ جناب سعید احمد خان منیس صاحب کی تھی اور پھر 14 اور 15 بھی سعید اکبر خان صاحب کی ۔ یہ پچھلے اجلاس میں move ہو چکی تھیں۔ یہ پینڈنگ چلی آ رہی ہیں۔ سب سے پہلے مؤخر شدہ کی ہوئی تحاریک کو ٹیک اپ کرتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 11 زرعی انکم ٹیکس کے بارے میں ہے ۔ یہ move ہو چکی ہے ۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس وقت میرے پاس موخر شدہ تحاریک کے جوابات نہیں ہیں۔ اگر آج fresh لے لی جائیں تو مؤخر شدہ اگلے کارروائی کے دن پر لے لیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے' آج fresh لے لیتے ہیں۔ تحاریک التوائے کار نمبر 5,8,9,10 چونکہ لاء اینڈ آرڈر کے بارے میں ہیں یہ رول 83-E کے تحت آ نہیں سکتیں ۔ چونکہ اس میں یہ ساری چیزیں زیر بحث آئیں گی' اس لیے یہ چاروں disposed of تصور کی جائیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ غالباً آپ اس ریفرنس سے فرما رہے ہیں کہ لاء اینڈ آرڈر پہ debate رکھ دی گئی ہے ۔ اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ لاء اینڈ آرڈر پر بحث tentative programme کے تحت آئی ہے ۔

جناب سپیکر، حکومت نے لاء اینڈ آرڈر پر debate رکھی ہوئی ہے ۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! یہ tentative programme میں آئی ہوئی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ان کو لے لیا جائے اور حکومت کی طرف سے ان کا جواب آ جائے تو بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر، لاءمنسٹر صاحب! کیا آپ نے لاء اینڈ آرڈر کے اوپر debate رکھی ہوئی ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! لاء اینڈ آرڈر کے لیے ایک دن رکھنا ہے ۔ اس میں یہ discuss ہو جائیں گی ۔ یہ ساری چیزیں سامنے آ جائیں گی۔

جناب سپیکر، اگلی تحریک التوائے کار میاں عبدالستار صاحب کی طرف سے ہے ۔ ان کی طرف سے تحریری طور پر درخواست آئی ہے کہ اس کو مؤخر کر لیا جائے' اس لیے اس کو مؤخر کیا جاتا ہے ۔ اگلی تحریک التوائے کار راجہ محمد خالد خان کی ہے ۔ ان کی درخواست آئی ہے کہ پورے اجلاس کے لیے ان کو

مؤخر کر لیا جائے۔ اس کے بعد جناب سعید اکبر خان صاحب کی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، اس کو پینڈنگ رکھ لیں۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب! یہ نمبر 3 بھی پینڈنگ ہوئی۔

جناب سپیکر، نمبر 4 بھی راجہ محمد خالد خان صاحب کی ہے۔ اور اس کے بعد نمبر 6 سردار سعید انور صاحب کی ہے۔ سردار صاحب! پیش کریں۔

کمالیہ میں دریائے راوی کے کٹاؤ سے زرعی زمین اور آبادی کو خطرہ

سردار سعید انور: میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے حلقہ کمالیہ میں دریائے راوی کے مسلسل کٹاؤ کی وجہ سے چکوک 58/1-2-3 کی زرعی زمین اور آبادی کو شدید خطرہ لاحق ہے۔ لوگ حسرت و یاس سے اپنا سب کچھ دریا برد ہوتا دیکھ رہے ہیں اور ان کا کوئی پرسان حال نہیں۔ استدعا ہے کہ اس مسئلے کو زیر بحث لایا جائے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! فاضل رکن اسمبلی سردار سعید انور صاحب نے تحریک پیش کر کے ایک اہم اور فوری نوعیت کا مسئلہ زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کیے جانے کی درخواست کی ہے۔ جناب سردار صاحب فرماتے ہیں کہ میرے حلقہ کمالیہ میں دریائے راوی کے مسلسل کٹاؤ کی وجہ سے چکوک نمبر 58/1-2-3 کی زرعی اراضی اور آبادی کو شدید خطرہ لاحق ہے۔ لوگ حسرت و یاس سے اپنا سب کچھ دریا برد ہوتا دیکھ رہے ہیں۔ اس ضمن میں عرض ہے کہ یہ چکوک 58/1-2-3 تحصیل کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں دریائے راوی کے کنارے واقع ہیں۔ ان کے قرب و جوار میں محکمہ انہار و برقیات کی کوئی تعمیرات واقع نہیں ہیں۔ قریب ترین چکرا سیرا و کمیرا بند ان چکوک سے تقریباً تین کلومیٹر کے فاصلے پر ہیں۔ محکمہ انہار نے صورت حال کا جائزہ لینے کے لیے کارروائی شروع کر دی ہے تاہم سیلاب اور دریائی کٹاؤ سے بچاؤ کی سکیمیں وفاقی حکومت کے فنڈز اور منظوری سے روبہ عمل لائی جاتی ہیں۔ قومی وسائل کی کمی کے پیش نظر بالعموم سکیموں کی منظوری ان کی اہمیت و ضرورت کے مطابق کی جاتی ہے۔ مذکورہ بالا چکوک کے سروے مکمل ہونے اور سکیم کے قابل عمل ہونے کی صورت میں یہ سکیم وفاقی حکومت کو بھیج دی جائے گی۔

جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ متعلقہ محکمے کے وزیر صاحب کو بھی میں ذاتی طور پر گزارش کر دوں گا کہ وہ محکمے سے کہیں کہ محکمہ معزز رکن کو اپنے ساتھ associate کرے اور اس دریائی کٹاؤ سے بچاؤ کے لیے جو بھی تدبیر کی جا سکتی ہے اس کے لیے وفاقی حکومت کو سفارش کی جائے۔ میرے خیال میں محرک بھی اس بات سے اتفاق کریں گے کہ منصوبہ وفاقی حکومت بناتی ہے۔ صوبائی حکومت نے انھیں سفارش کرنی ہے۔ میں معزز رکن کو یقین دلاتا ہوں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اس سلسلے میں سفارش کی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی سردار صاحب! اب آپ کیا کہتے ہیں؟

سردار سعید انور: جناب سپیکر! یہ تو " کھوتا کھوہ میں چلا گیا ہے۔" فنڈز کی عدم دستیابی کا ہمیں بھی علم ہے، لیکن وہاں حال یہ ہے کہ لوگوں کی زمینیں، جائیدادیں ان کی آنکھوں کے سامنے دریا لپیٹ رہا ہے۔ محترم وزیر صاحب میرے ساتھ وہاں جائیں، دیکھیں کہ وہاں خواتین اور بچے کیسے آہ و بکا کر رہے ہیں، وہاں ان کا کیا حال ہے۔ جناب والا! دو تین ماہ پہلے میں ڈپٹی کمشنر صاحب اور اری گیشن کے متعلقہ افسران کو ساتھ لے کر وہاں گیا تھا۔ انھوں نے وہاں خود اپنی آنکھوں سے یہ سارے حالات دیکھے ہیں۔ پھر جب میں نے یہاں اسمبلی میں تحریک پیش کی تو تب جا کر وہاں کچھ کاغذی کارروائی شروع ہوئی ہے، اس سے پہلے میری پکار پر کسی نے کچھ نہیں کیا۔اب بھی صرف کاغذی کارروائی کی گئی ہے کہ جی، فنڈز نہیں ہیں، ٹھیک ہے ہم وہاں سکیمیں بناتے ہیں۔ جناب والا! سکیم بنا کر پھر یہ کہہ دیں گے کہ فنڈز نہیں ملے اور سکیم ختم ہو جائے گی۔ تو پھر جناب والا! وہاں حلقے میں ہم کیا جواب دیں گے؟ سکیم بنتے بنتے، process ہوتے ہوتے دو سال لگ جائیں گے، لہٰذا ایسے تو بات نہیں بنے گی۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! معزز رکن نے خود اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ ان کے تحریک داخل کرانے کے بعد کارروائی شروع ہوئی ہے۔ ویسے جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ تحریک التوائے کار داخل کرانے کا مقصد ہی یہی ہوتا ہے کہ حکومت یا متعلقہ محکمے کی توجہ اس جانب مبذول کروائی جائے۔ یہ کبھی بھی نہیں ہوا کہ تحریک التوائے کار پر وزیر صاحب کھڑے ہو کر فنڈز کی allocation کی بات کر دیں۔ تحریک التوائے کار کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ اس طرف توجہ مبذول کروائی جائے۔ تو میں نے عرض کیا ہے کہ یہ بات حکومت کے نوٹس میں آ چکی ہے، ہم نے اس پر کارروائی شروع کی ہے۔ میں نے یہ بھی عرض کیا ہے کہ معزز رکن کو associate کیا جائے گا،

محکمے کو ہدایت کی جائے گی کہ انھیں ساتھ شامل کریں' ان کی موجودگی میں سکیم بنائیں اور پھر میں ان کی خدمت میں بھی گزارش کروں گا کہ یہ بھی محکمے کا ہاتھ بٹائیں اور اس سکیم کے لیے فنڈز کی allocation کروائیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے' آپ سردار سعید انور صاحب کو ان کے ساتھ associate کرا دیں۔ ظاہر ہے کہ یہ ایک بڑا منصوبہ ہو گا اور فنڈز کے لیے وفاقی حکومت کو سفارش کرنی ہو گی۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! پہلے سکیم تو بنے' feasibility تو بن جائے۔ ابھی سروے شروع ہوا ہے' سکیم بنے گی اور پھر منظوری کے لیے جائے گی اور اس سارے process میں یہ خود ساتھ associate رہیں۔ میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ یہ دیکھیں گے کہ کام بھی ہو گا۔

سردار سعید انور: جی بہتر ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ سردار سعید انور صاحب اپنی تحریک کو press نہیں کرتے' لہٰذا یہ disposed of تصور کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 7 بھی سردار سعید انور صاحب کی ہے۔

دریائے راوی میں موضع شہابل شاہ اور چک 742 کے قریب بند میں شگاف

سردار سعید انور: میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ دریائے راوی میں موضع شہابل شاہ اور 742 چک وغیرہ کے پاس 8 کروڑ روپے کی لاگت سے بند باندھا گیا تھا۔ اب کٹاؤ کی وجہ سے بند میں شگاف پڑ گیا ہے جس سے آبادی اور زرعی زمین کے علاوہ بند بھی دریا برد ہونے کا خطرہ ہے۔ فوری طور پر اگر تھوڑی سی رقم لگا دی جائے تو یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ استدعا ہے کہ اس مسئلے کو زیر بحث لایا جائے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! سردار سعید انور صاحب نے فرمایا ہے کہ دریائے روای میں واقع موضع شہابل شاہ اور چک 742 گ ب کے پاس 8 کروڑ روپے کی لاگت سے بند باندھا گیا ہے۔ اب کٹاؤ کی وجہ سے بند میں شگاف پڑ گیا ہے جس سے آبادی اور زرعی زمین کے علاوہ بند بھی دریا برد ہونے کا خطرہ ہے۔ فوری طور پر اگر تھوڑی سی رقم لگا دی جائے تو یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ اس ضمن میں عرض ہے کہ 1994ء میں موضع شہابل شاہ اور چک نمبر 742 گ ب تحصیل کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں دریائے راوی

کے کٹاؤ کو روکنے کے لیے ڈریج اور فلڈ زون لاہور کی جانب سے ایک spur بنایا گیا تھا۔ یہ spur محکمہ نہر کی کسی بھی تعمیرات سے ملحقہ نہیں۔ اب جبکہ یہ spur دریا کے شدید کٹاؤ کی زد میں ہے تو صورت حال سے نپٹنے کے لیے محکمہ انہار اور برقیات کے ماہرین کی ایک میٹنگ مورخہ 2 ۔ اپریل 1998ء کو لاہور میں منعقد ہوئی جس میں طے پایا گیا کہ دریا کے کٹاؤ کو queue-net کے ذریعے اس spur سے دور کیا جائے اور اس spur کو اصلی حالت میں بحال کیا جائے۔جناب سپیکر !اس سکیم پر کام جلد شروع کر دیا جائے گا اور فلڈ سیزن یعنی 31 ۔ جولائی سے پہلے پہلے اس کام کو مکمل بھی کر لیا جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ میری اس یقین دہانی کے بعدمعزز رکن اپنی تحریک پر زورنہیں دیں گے' کیونکہ اِن شاء اللہ تعالیٰ یہ کام 31 جولائی تک مکمل کر لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہ مکمل جواب ہے اور معزز رکن اس سے مطمئن ہوں گے' لہٰذا یہ تحریک بھی disposed of تصور کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک سید اکبر خان صاحب کی ہے۔ وہ موجود نہیں ہیں' اس لیے ان کی تحریک کو مؤخر کرتے ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 12 ' میاں عبدالستار صاحب کی ہے۔ ان کی طرف سے پہلے ہی درخواست آ چکی ہے' لہٰذا اسے مؤخر کرتے ہیں۔ راجہ صاحب! نمبر 11 اور 12 دونوں ہی مؤخر کی گئی ہیں۔ تحاریک التوائے کار ختم ہوئیں۔

مسودہ قانون

جناب سپیکر، اب ہم قانون سازی کا کام شروع کرتے ہیں۔ ممبران سے گزارش ہے کہ ذرا خاموشی اختیار کی جائے۔

مسودہ قانون (ترمیم) ترقیاتی ادارہ' لاہور' مصدرہ 1997ء

MR SPEAKER: Now, we take up legislation. The Lahore Development Authority (Amendment) Bill, 1997 (Bill No 22 of 1997) is under consideration. First reading of the Bill has been completed. Now, the second reading of the Bill is resumed.

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration, since there is

no amendment in it. The question is:

That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Clause 3 of the Bill is under consideration. Two amendments have been received in it. The first amendment is from:

1. Mr Saeed Ahmad Khan Manais,
2. Mr Saeed Akbar Khan,
3. Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo,
4. Nawabzada Mansoor Ahmad Khan,
5. Sahibazada Muhammad Usman Khan Abbasi,
6. Sardar Rafiq Haider Khan Leghari,
7. Maulana Manzoor Ahmad Chinioti,
8. Mr Khalid Javed Waraich,
9. Syed Masood Alam Shah,
10. Mr Ikram Ullah Khan Niazi, and
12. Pir Shujaat Hasnain Qureshi

Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move the amendment.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Sir, I move:

That in Clause 3 of the Bill for para (iii) the proposed sub-section (2) of Section 7 of the Principal Act, as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, the following be substituted:-

"(in). In case there are more than one Vice Chairmen, the Vice Chairman who is senior in age".

MR SPEAKER: The amendment moved is:-

That in Clause 3 of the Bill for para (iii) of the proposed sub-section (2) of Section 7 of the Principal Act, as recommended by Standing Committee on Housing , Physical and Environmental Planning, the following be substituted:-

"(iii) In case there are more than one Vice Chairmen, the Vice Chairman who is senior in age."

MINISTER FOR LAW: I oppose it, Sir.

جناب سپیکر، لاءمنسٹر صاحب اپوز کرتے ہیں۔ منیس صاحب! اس پر آپ بولیں گے؟

جناب سعید احمد خان منیس، جی' میں بولوں گا۔

جناب سپیکر، اس پر کوئی اور صاحب بھی بولیں گے؟

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں ہی بولوں گا۔

جناب سپیکر، اچھا ٹھیک ہے۔ فرمائیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ۔ جناب سپیکر! جیسے آپ نے فرمایا ہے کہ یہ left over بل ہے جو کہ پچھلے اجلاس میں ٹیک اپ ہوا تھا۔ میں آپ کی وساطت سے معزز ایوان کی خدمت میں اس کا مختصراً پس منظر بتانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، ترمیم کے حوالے سے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جی' میں اسی طرف جاؤں گا۔ میں مختصراً بتانا چاہتا ہوں کہ پہلے ایل ڈی اے کے ایک وائس چیئرمین تھے۔ اس کے بعد اب تجویز کیا گیا ہے کہ دو چیئرمین کر دیے جائیں' "not more than two" کے الفاظ اس میں دیے گئے ہیں۔ جناب والا! اس دن اس پر کافی باتیں ہوئیں اور میں نے یہ کوشش کی کہ معزز ایوان کو یہ بتاؤں کہ دو وائس چیئرمین مناسب نہیں رہیں گے اور ایل ڈی اے پر ایک بوجھ ہوگا جو already over burdened ہے اور اس میں diarchy پیدا ہوگی' بہت سے مسائل آئیں گے۔ لیکن ہاؤس نے اس کو with majority پاس کیا۔ جناب سپیکر! میں نے اس میں یہ تجویز کیا ہے' جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ ہاؤس کو ذرا in order کر

دیں۔

جناب سپیکر، ممبران سے میری گزارش ہے کہ ذرا مہربانی فرمائیں۔ چودھری ریاض صاحب! مہربانی فرمائیں، قانون سازی ہو رہی ہے۔ ترمیم پیش ہوئی ہے اور منیس صاحب اس پر بات کر رہے ہیں۔ منیس صاحب نے request کی ہے اور ویسے بھی ہاؤس in order نہیں ہے۔ میرے سامنے ہی پیر بنیامین صاحب اور راجہ صاحب تشریف فرما ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ قانون سازی ہو رہی ہے۔ براہ مہربانی توجہ کے ساتھ سنیے۔ اگر قانون سازی نہ بھی ہو رہی ہو تو پھر بھی میں آپ سے کہوں گا کہ اگر کوئی گفتگو بہت ضروری ہے تو لابی کے اندر دونوں طرف کافی جگہیں ہیں، وہاں جا کر بھی ہو سکتی ہے۔ براہ مہربانی ہاؤس کے اندر گفتگو نہ کی جائے۔ جی منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ سٹینڈنگ کمیٹی نے جو بل recommend کیا ہے اس میں کہا گیا ہے کہ،

> "In case there are more than one Vice Chairmen, in accordance with such priority as may be determined by the Authority;

جناب سپیکر! یہ ایک vague expression ہے کہ،

> In accordance with such priority as may be determined by the Authority.

میں سمجھتا ہوں کہ جب ایک قانون سازی کی جا رہی ہے اور قانون بنایا جا رہا ہے تو وہ ایک definite قانون ہونا چاہیے۔ ہم اس کو vague کس لیے رکھنا چاہتے ہیں؟ اس میں determine کر دینا چاہیے کہ کون سا وائس چیئرمین ہوگا؟ تو میں نے اس میں تجویز کیا ہے کہ ان وائس چیئرمینوں میں سے جو senior in age ہو اس کو preside کرنا چاہیے۔ اگر آپ amendment of Section 7(2) پڑھیں گے تو اس میں دیا گیا ہے کہ،

> The meetings of the authority shall be presided over by the Chairman; (ii) in the absence of the Chairman the Vice Chairman.

یہ بھی بڑا درست ہے۔ لیکن اس کے آگے جب دو وائس چیئرمین ہو جائیں گے تو پھر

in accordance with such priority as may be determined by the Authority

یہ ایک بڑی vague چیز آ گئی ہے۔ تو میری آپ کی وساطت سے ہاؤس کی خدمت میں گزارش ہے کہ اس میں جو وائس چیئرمین senior in age ہو وہ صدارت کرے۔ جناب سپیکر! آپ کو یاد ہوگا کہ جب مرکز کونسلیں کام کیا کرتی تھیں ان کو جو بندہ صدارت کرتا تھا اس کے لیے بھی گورنمنٹ نے determine کیا ہوا تھا کہ جو عمر میں بڑا ہوگا وہ صدارت کرے گا۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز ایوان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جب چیف جسٹس بننے کے لیے جسٹس مولوی مشتاق صاحب اور جسٹس سردار اقبال صاحب کی سنیارٹی کا ایک مسئلہ آیا تھا تو میری اطلاع کے مطابق اس وقت بھی عمر کی بنیاد رکھی گئی تھی اور ان میں جو عمر میں بڑا تھا اس کو چیف جسٹس بنایا گیا تھا۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ قانون سازی ایک ایسی چیز ہے جسے اس صوبے کا ایک بہت بڑا ادارہ بنا رہا ہے۔ اگر پھر بھی ہم اس میں مبہم چیزیں رکھیں گے تو اس کا باہر بھی کوئی اچھا اثر نہیں ہوگا اور سننے والا اور پڑھنے والا یہ کہے گا کہ اس پر غور نہیں کیا گیا۔ جناب سپیکر! اس سے پہلے بھی ہمارے معزز ایوان کو ربڑ سٹمپ اور نہ جانے کیا کچھ کہا جاتا رہا ہے۔ تو میری آپ سے یہ استدعا ہوگی اور آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کی خدمت میں استدعا ہوگی کہ ہمیں ایک واضح قانون سازی کر لینی چاہیے اور اس میں، میں نے جو ترمیم تجویز کی ہے اس کو منظور کرنا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جی لاہنسٹر صاحب۔

وزیر قانون: شکریہ، جناب سپیکر! معزز قائد حزب اختلاف نے جو ترمیم پیش کی ہے۔ اس میں وہ یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ:

"In case there are more than one Vice Chairmen, the Vice Chairman who is senior in age"

کر لیا جائے۔ جناب سپیکر! ظاہری طور پر تو یہ بات ٹھیک لگتی ہے، لیکن اگر معزز رکن نے بل کو غور سے پڑھا ہو تو میں یہ عرض کروں گا کہ ہم نے اس میں اس سے زیادہ flexibility رکھی ہے اور جو بھی ممکنہ صورت حال پیدا ہو سکتی تھی اس سے نپٹنے کے لیے ہم نے ایک نہیں بلکہ چار کے قریب sections رکھے ہیں۔ جناب سپیکر! پہلی بات یہ ہے کہ:

"The meeting of the Authority shall be presided over by:

(i) the Chairman;

(ii) in the absence of the Chairman the Vice Chairman;

(iii) in case there are more than one Vice Chairmen, in accordance with such priority as may be determined by the Authority; and

(iv) in the absence of the Chairman as well as the Vice Chairman by a member of the Authority elected for the purpose by the members present, from amongst themselves."

جناب والا! اگر دو ہوں گے تو naturally اگر ایک نہیں ہوگا تو دوسرے نے preside کرنا ہے۔ age تو اس وقت fix کی جائے جب دو سے بھی زیادہ ہوں، اگر ایک وائس چیئرمین نہیں ہے تو دوسرے نے اس کی صدارت کرنی ہے۔ اس کے علاوہ چار میں کہا گیا ہے کہ،

in the absence of the Chairman as well as the Vice Chairman by a member of the Authority elected for the purpose by the members present, from amongst themselves.

جناب سپیکر! میں ہمیشہ یہ کہتا ہوں کہ ہم دو عملی سے کام لیتے ہیں۔ جو بات معزز قائد حزب اختلاف نے کہی ہے اگر یہ بات ہماری طرف سے آتی تو کہا جاتا کہ ہم پہلے سے پابندیاں لگا رہے ہیں۔ لیکن اگر ہم نے اس کو تھوڑا سا flexible رکھا ہے تو کہا جا رہا ہے کہ ہمیں اس سلسلے میں ایک مستقل قانون سازی کرنی چاہیے۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اتھارٹی کے معاملات کو چلانے کے لیے ہم نے زیادہ سے زیادہ اختیارات اتھارٹی کے ممبران کو دیے ہیں۔ اور ہم نے یہ ان کو اختیار دیا ہے کہ اگر چیئرمین دو ہیں تو وہ جس طرح کی ترجیحات مقرر کریں وہ اپنا اجلاس بلا لیں۔ اگر وہ بھی نہیں ہیں تو اپنے میں سے جو سینئر ہے یا جو بھی criteria ہے وہ خود اس کا تعین کرلیں، اپنے معاملات کو چلا لیں۔ جناب سپیکر! اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ اس ترمیم کو مسترد کیا جائے اور اس کی اصل کلاز کو منظور فرمایا جائے۔ شکریہ۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:-

That in Clause 3 of the Bill, for para (iii) of the proposed sub-section (2) of section 7 of the Principal Act, as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning the following be substituted.-

"(iii) In case there are more than one Vice Chairmen, the Vice Chairman who is senior in age "

(The motion was lost)

MR SPEAKER: Next amendment is from:-

1. Mr Saeed Ahmad Khan Manais,
2. Mr Saeed Akbar Khan,
3. Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo,
4. Nawabzada Mansoor Ahmad Khan,
5. Sahibzada Muhammad Usman Khan Abbasi,
6. Sardar Rafiq Haider Leghari,
7. Maulana Manzoor Ahmad Chioniti,
8. Mr Khalid Javed Waraich,
9. Syed Masood Alam Shah,
10. Mr Ikram Ullah Khan Niazi,
11. Mr Shujaat Hasnain Qureshi

Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move it.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: I move:

That in Clause 3 of the Bill, in para (iv) of the proposed sub-section (2) of section 7 of the Principal Act, as recommended by Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, for the

words "Vice Chairman" appearing in line 1, the words "Vice Chairmen" be substituted.

MR SPEAKER: The motion moved is:-

That in Clause 3 of the Bill, in para (iv) of the proposed sub-section(2) ofsection 7 of the Principal Act, as recommended by Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, for the words "Vice Chairman" appearing in line 1, the words "Vice Chairmen" be substituted.

MINISTER FOR LAW: I oppose it, Sir.

جناب سپیکر ، وزیر قانون صاحب اس ترمیم کی مخالفت کرتے ہیں۔ منیس صاحب آپ اس ترمیم پر بات کرنا چاہیں گے۔

جناب سعید احمد خان منیس ، جناب سپیکر ! جو پہلی ترمیم تھی ' اسی کے حوالے سے یہ بھی ترمیم ہے۔اس میں بھی یہی کہوں گا کہ ہو سکتا ہے کہ قابل احترام وزیر قانون نے اپنا mind apply نہ کیا ہو۔ کیونکہ محکمہ قانون والے اکثر پرانے formats اٹھا کر incorporate کر دیتے ہیں۔ وہ یہ بھی نہیں دیکھتے کہ آیا جو قانون سازی کی جارہی ہے اس کی انگریزی بھی ہم صحیح بنا رہے ہیں یا نہیں بنا رہے۔اب جناب سپیکر! اس میں لکھا ہے کہ،

"In the absence of the Chairman as well as the Vice Chairman by a member of the Authority elected for the purpose by the members present, from amongst themselves"

جناب سپیکر! اس میں وائس چیئرمین تو دو بنا دیے گئے ہیں لیکن اس کی قانون سازی کرتے وقت جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ ہر چیز کو ہمیں واضح رکھنا چاہیے اور کوئی چیز مبہم نہیں رکھنی چاہیے۔ آپ خود یہ دیکھیں باہر جو لوگ یہ پڑھیں گے یا سنیں گے ' انھوں نے یہ دیکھنا ہے کہ ہمارے معزز اراکین اسمبلی نے جو یہ قانون یا بل پاس کیا ہے جو لاکھوں افراد کے نمائندے ہیں انھوں نے یہاں اپنا mind apply نہیں کیا۔ اس میں جیسا کہ میں نے تجویز کیا ہے کہ جب دو وائس

یہاں اپنا mind apply نہیں کیا۔ اس میں جیسا کہ میں نے تجویز کیا ہے کہ جب دو وائس چیئرمین ہوں گے تو انگریزی میں انھیں Vice Chairmen کہا جائے گا۔ جناب سپیکر! اگر Vice Chairmen add نہیں کیا جائے گا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ واضح قانون سازی نہیں ہوگی اور ہمارا مذاق اڑایا جائے گا۔ ہمیں باہر لوگ یہ کہیں گے کہ یہ صرف اجلاس میں بھتہ وصول کرنے چلے جاتے ہیں اور کوئی mind apply نہیں کرتے۔ جناب سپیکر! میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک جائز ترمیم ہے اور حکومت کو اس سلسلے میں ہچکچاہٹ نہیں ہونی چاہیے کہ چونکہ یہ اپوزیشن کی جانب سے ترمیم آئی ہے اس لیے اس کی مخالفت ہی کرنی ہے اور اسے مسترد کرنا ہے۔ اگر کوئی اچھی چیز قانون میں شامل کرنا لازمی ہو اور وہ اپوزیشن کی جانب سے بھی ہو تو اس کو تسلیم کر لینا چاہیے۔ جناب سپیکر! اس میں انگریزی بھی غلط ڈالی گئی ہے اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ جیسا کہ میں نے تجویز کیا ہے کہ Vice Chairman کی بجائے Vice Chairmen کر دیا جائے تو زیادہ مناسب ہوگا۔

جناب سپیکر، وہ آپ کی انگریزی ٹھیک کر رہے ہیں۔

وزیر قانون: جناب والا! میں خود بھی پڑھوں گا اور جناب سے بھی گزارش کروں گا کہ پڑھ لیں۔ جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ترمیم کی ضرورت نہیں ہے۔ میں جناب سپیکر! یہ بھی گزارش کروں گا کہ اگر آج اصل کلاز کو پڑھیں تو اس میں لکھا ہوا ہے کہ،

"The meetings of the Authority shall be presided over by the Chairman

اس میں "man' لکھا ہوا ہے۔ دوسری ہے جناب

In the absence of the Chairman, the Vice Chairman

نمبر (iii) میں یہ لکھا ہوا ہے کہ "In case there are more than one Vice Chairmen . ."

یہاں ایک سے زیادہ ہے اس لیے ہم نے 'e' سے لکھا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے کوئی ایسی غلطی نہیں کی۔

جناب سپیکر، آپ کا مطلب ہے spelling بھی ٹھیک ہیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! یہی میں عرض کرنے لگا ہوں کہ spelling بھی ٹھیک ہیں اور ہم نے کوئی غلطی نہیں کی۔ اس لیے میری یہ استدعا ہے کہ اس ترمیم کو رد فرمایا جائے اور اصل کلاز کو منظور کیا جائے۔ شکریہ

That in Clause 3 of the Bill for para (iv) of the proposed sub-section (2) of section 7 of the Principal Act, as recommended by Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, for the words "Vice Chairman",appearing in line 1, the words "Vice Chairmen" be substituted.

(The motion was lost)

MR SPEAKER: The question is:-

That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration An amendment has been received from Minister for Law He may move:

MINISTER FOR LAW: Sir, I move:

That for Clause 4 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, the following shall be substituted:-

"4. Repeal.- The Lahore Development Authority (Amendment) Ordinance, 1998 (V of 1998) is hereby repealed."

MR SPEAKER: The amendment moved is -

That for clause 4 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, the following shall be substituted:-

"4. Repeal.- The Lahore Development Authority (Amendment) Ordinance, 1998 (V of 1998) is hereby repealed."

(The motion was not opposed.)

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is.-

That for Clause 4 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, the following shall be substituted.-

"4. Repeal.- The Lahore Development Authority (Amendment) Ordinace, 1998 (V of 1998) is hereby repealed."

(The motion was carried)

MR SPEAKER: Now, the question is.

That Clause 4 of the Bill as amended do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. An amendment has been received from Law Minister. He may move it

MINISTER FOR LAW: Sir, I move:-

That in Clause 1 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, for the figures"1997", appearing in line 2, the figures "1998" be substituted

MR SPEAKER: The amendment moved is .-

That in Clause 1 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, for the figures "1997", appearing in line 2, the figues "1998" be substituted.

(The mtion was not opposed)

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:-

That in Clause 1 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, for the figures "1997",

appearing in line 2, the figues "1998" be substituted.

(The motion was carried)

MR SPEAKER: Now, the question is.-

That Clause 1 of the Bill as amended do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

LONG TITLE

MR SPEAEKR: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

MR SPEAKER: Now we start the Third Reading of the Bill. Minister for Law.

MINISTER FOR LAW: Sir, I move:-

That the Lahore Development Authority (Amendment) Bill 1997 be passed.

MR SPEAKER: The motion moved is that the "Lahore Development Authority (Amendment) Bill, 1997 be passed.

(The motion was not opposed)

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

That the Lahore Development Authority (Amendment) Bill , 1997 be passed.

(The Bill was passed)

MR SPEAKER: The session adjourns till 3.00 p.m. on 20-4-98.

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا نواں اجلاس)

پیر' 20- اپریل 1998ء

(دوشنبہ' 22- ذوالحج 1418ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں بعد دوپہر 3 بج کر 36 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر (چودھری پرویز الٰہی) منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۚ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ○

سورۃ ال عمران آیت نمبر 31 تا 32

(اے پیغمبر لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○ کہہ دو کہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔ اگر نہ مانیں تو اللہ بھی کافروں کو دوست نہیں رکھتا ○

وما علینا الا البلاغ ○

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ داخلہ و جیل خانہ جات)

جناب سپیکر: رفقہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج محکمہ داخلہ و جیل خانہ جات کے سوالات ہیں۔ سب سے پہلا سوال رانا ثناء اللہ خان صاحب کا ہے۔ جی رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: سوال نمبر 257

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے، کیونکہ یہ کافی لمبا ہے۔

فیصل آباد میں طویل عرصے سے تعینات پولیس افسران

*257۔ رانا ثناء اللہ خان: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ پولیس میں ان انسپکٹر اور ڈی۔ایس۔پی حضرات کی تعداد کتنی ہے جو فیصل آباد میں:

1۔ تین سال سے زائد عرصہ سے تعینات ہیں۔

2۔ مختلف اوقات میں تعینات ہوتے رہے ہیں اور فیصل آباد میں مجموعی عرصہ تعیناتی تین سال سے زائد بنتا ہے۔ نیز متذکرہ جملہ افسران کی تاریخ تعیناتی، ٹرانسفر سے قبل مدت تعیناتی اور دوبارہ تعیناتی کب ہوئی۔

(ب) کیا حکومت ان افسران کو دوسری رینج میں تبدیل کر چکی ہے یا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر تبدیل کر چکی ہے تو کب اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ)

(الف) فیصل آباد میں کوئی ایسا ڈی۔ایس۔پی تعینات نہ ہے جس کا عرصہ تعیناتی تین سال سے زائد ہو۔ مندرجہ ذیل انسپکٹر ضلع فیصل آباد میں تین سال سے زائد عرصہ سے تعینات ہیں۔

	عرصہ تعیناتی
1۔ انسپکٹر:	
1۔ انسپکٹر خالق داد خان سی/399	1-2-90
2۔ انسپکٹر محمد فاروق سی/746	24-8-91
3۔ انسپکٹر عبدالغفور ایف/119	9-1-93

4۔ انسپکٹر محمد ظفر اللہ ایف/212 1-4-94

5۔ انسپکٹر امیر احمد سی/400 27-12-93

6۔ انسپکٹر جمیل افضل سی/217 8-1-94

7۔ انسپکٹر رشید احمد طاہر ایف/20 13-2-94

2۔ اس زمرے میں مندرجہ ذیل ڈی۔ایس۔پی آتے ہیں اور ان کی ضلع فیصل آباد میں ایک بار سے زیادہ تعیناتی کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

1۔ محمد بشیر، اے۔ڈی۔آئی۔جی، فیصل آباد

i۔ ڈی۔ایس۔پی، سٹی فیصل آباد 28-8-91 تا18-8-93

ii۔ ڈی۔ایس۔پی، پیپلز کالونی 18-8-93 تا 31-10-94

iii۔ ڈی۔ایس۔پی ہیڈ کوارٹر فیصل آباد31-10-94 تا23-5-95

iv۔ ڈی۔ایس۔پی رینج کرائمز فیصل آباد24-5-95 تا 6-11-95

v۔ ڈی۔ایس۔پی صدر فیصل آباد 7-11-95 تا 16-5-96

vi۔ اے۔ڈی۔آئی۔جی فیصل آباد 13-6-96 تا حال

II۔ سکندر علی ڈی۔ایس۔پی رینج کرائمز فیصل آباد

i۔ ڈی۔ایس۔پی ٹریفک فیصل آباد 3-11-90 تا 25-11-92

ii۔ ڈی۔ایس۔پی صدر فیصل آباد 26-11-92 تا 18-8-93

iii۔ ڈی۔ایس۔پی صدر فیصل آباد 11-12-93 تا 15-9-94

iv۔ سی۔آئی۔اے فیصل آباد 29-8-96 تا 24-2-97

v۔ ڈی۔ایس۔پی رینج کرائمز فیصل آباد 4-2-97 تا حال

3۔ مسعود احمد وڑائچ، ڈی۔ایس۔پی، تاندلیانوالہ، فیصل آباد

i۔ ڈی۔ایس۔پی، پیپلز کالونی فیصل آباد10-10-87 تا 16-6-88

ii۔ ڈی۔ایس۔پی سمندری فیصل آباد13-3-89 تا 23-3-91

iii۔ ڈی۔ایس۔پی پیپلز کالونی فیصل آباد15-3-92 تا 20-1-93

iv۔ ڈی۔ایس۔پی، سی۔آئی۔اے، فیصل آباد 20-1-93 تا 18-8-93

v۔ ڈی۔ایس۔پی پیپلز کالونی فیصل آباد 28-11-94 تا 7-2-95

vi۔ ڈی۔ایس۔پی گھبرگ فیصل آباد 6-8-95 تا 31-7-96

vii۔ ڈی۔ایس۔پی ہیڈ کوارٹر فیصل آباد 21-12-96 تا 25-2-97

viii۔ ڈی۔ایس۔پی سٹی فیصل آباد 26-2-97 تا 1-3-97

ix۔ ڈی۔ایس۔پی ہیڈ کوارٹر فیصل آباد 8-3-97 تا 26-4-97

x۔ ڈی۔ایس۔پی تاندلیانوالہ 26-4-97 تا حال

4۔ صفدر علی واہلہ' ڈی۔ایس۔پی گھبرگ' فیصل آباد

i۔ ڈی۔ایس۔پی گھبرگ فیصل آباد 31-7-96 تا 24-8-96

ii۔ ڈی۔ایس۔پی گھبرگ فیصل آباد 4-3-97 تاحال

انسپکٹر عہدہ کے وہ افسران جو مختلف اوقات میں تعینات ضلع فیصل آباد ہوتے رہے ہیں۔

1۔ انسپکٹر محمد باقر سی/208' 26-11-87 تا 2-1-94' 11-4-95 تا 8-3-96' 3-9-96 تا حال

2۔ انسپکٹر مختار حسین ڈی۔جی /124' 13-5-89 تا 13-3-96' 29-8-96 تاحال

3۔ انسپکٹر مختار علی سی/745' 1-10-90 تا 4-4-95' 1-9-96 تاحال

4۔ محمد امین زاہد ایف/196' 27-6-91 تا 30-6-92' 3-7-94 تا 1-8-96' 11-4-96 تا حال

5۔ انسپکٹر شوکت علی ایف 230' 27-7-91 تا 8-3-93' 17-8-95 تاحال

6۔ انسپکٹر طارق محمود آر/214' 19-11-92 تا 16-8-93' 13-7-94 تا حال

7۔ انسپکٹر جاوید علی سی/160' 3-1-84 تا 30-6-90' 16-11-91 تا 16-8-93' 17-8-95 تاحال

8۔ انسپکٹر محمد ظفر ڈی۔جی/67' 16-2-92 تا 7-5-95' 29-8-96 تاحال

9۔ انسپکٹر محمد اسلم سی/1000' 9-1-92 تا 8-9-93' 7-5-95 تا حال

10۔ انسپکٹر محمد رشید خان سی/375' 5-1-93 تا 10-4-93' 14-1-95 تاحال

11۔ محمد حیات سی/853' 25-7-93 تا 17-4-94' 13-7-94 تاحال

12۔ انسپکٹر عاشق علی سی/679' 17-8-93 تا 21-11-95' 26-6-96 تاحال

13۔ انسپکٹر ظفر حسین سی/829' 18-8-93 تا 30-10-94' 7-2-95 تاحال

14۔ انسپکٹر عبدالصمد قمر سی/383' 27-12-93 تا 29-8-96' 14-5-97 تاحال

15۔ انسپکٹر برخوردار احمد ڈی/79' 27-10-83 تا 6-7-90' 17-12-96 تاحال

(ب) انسپکٹر جنرل آف پولیس پنجاب نے جو سرکلر لیٹر 1541-90 E II/24-4-97 جاری کیا تھا

اس سلسلے میں جن افسران کا عرصہ تین سال سے زیادہ ہو چکا ہے ان کے تبادلے جاری ہیں۔ جو افسران کسی وجہ سے تبدیل کیے گئے یا ان کا تبادلہ کسی وجہ سے نہ ہو سکا کی تفصیل بر ضمیمہ(الف) ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! آپ کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں نے اس سوال کے ذریعے یہ انفرمیشن چاہی تھی کہ فیصل آباد میں ڈی ایس پی اور انسپکٹر رینک کے کتنے آفیسر صاحبان ہیں جو عرصہ تین سال سے زیادہ وہاں پر تعینات ہیں۔ اس کے جواب میں یہ انسپکٹر صاحبان اور ڈی ایس پی صاحبان کے نام دیے گئے ہیں۔ جن میں بعض افراد گیارہ سال سے، بعض دس سال سے، بعض آٹھ سال سے اور کچھ سات اور پانچ سال سے وہاں پر تعینات ہیں یا تھوڑے سے وقفے کے لیے باہر گئے اور پھر دوبارہ آ گئے۔

جناب والا! میں نے یہ سوال 97-4-12 کو کیا تھا اور آج تقریباً اس کو ایک سال ہو گیا ہے۔ جواب میں یہ فرمایا گیا ہے کہ انسپکٹر جنرل آف پولیس پنجاب نے جو circular letter No.1541-90, EII/24-4-97. جاری کیا تھا اس سلسلے میں جن افسران کا عرصہ تعیناتی ایک جگہ پر تین سال سے زیادہ ہو چکا ہے ان کے تبادلے جاری ہیں۔ تو میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ جاری عمل جو ایک سال میں مکمل نہیں ہو سکا، کب تک مکمل ہو گا؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! سب سے پہلی گزارش یہ ہے کہ جواب کے جز (الف) میں یہ بتایا گیا ہے کہ فیصل آباد میں کوئی ایسا ڈی ایس پی تعینات نہیں جس کا ایک ہی جگہ پر مسلسل عرصہ تعیناتی تین سال سے زاید ہو لیکن جس طرح رانا صاحب نے فرمایا ہے وہ درست ہے کہ ضلعے میں لوگ تین سال سے زیادہ عرصے سے موجود ہیں۔ ان کی ٹرانسفر کا سلسلہ جاری ہے، بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کام تقریباً مکمل ہو چکا ہے اور ان میں سے جن افسران کی ٹرانسفر پر اس وقت تک عمل درآمد نہیں ہو سکا ان کی فہرست ہم نے علیحدہ دی ہوئی ہے جو آپ کی اجازت سے میں رانا صاحب کی خدمت میں بھی پیش کر دوں گا۔ اگر اس میں کوئی کمی بیشی ہوئی تو ان کی تسلی کروا دی جائے گی لیکن میں یہ یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ تبادلوں کا سلسلہ تقریباً مکمل ہو چکا ہے اور آئی جی صاحب کی واضح ہدایات ہیں کہ ایک ضلعے میں تین سال سے زاید عرصے تک کوئی آفیسر تعینات نہ رہے۔

(*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ ہم نے تبادلوں کا یہ جو عمل شروع کیا تھا وہ تقریباً مکمل ہو چکا ہے اور ہم یہ کوشش کر رہے ہیں کہ کوئی بھی آفیسر تین سال سے زیادہ عرصے تک کسی ضلعے میں تعینات نہ رہے۔ اب انھوں نے اس سوال کے ساتھ جو ضمیمہ (الف) لف کیا ہے آپ ذرا اس کو ملاحظہ فرمائیں۔ اس میں سیریل نمبر 1,2,3,4,5,6,7 پر وہ انسپکٹر صاحبان ہیں جو کہ وہاں پر دس دس سال سے تعینات ہیں۔ انھوں نے وہاں پہ باقاعدہ اپنے قبضہ گروپ' مافیا بنا رکھے ہیں اور کسی صورت میں بھی وہ ضلعے سے جانے کو تیار نہیں ہیں۔ جناب سپیکر! ان کے آگے ریمارکس یہ لکھے ہوئے ہیں کہ:

"They were transferred out from the Faisalabad Range and subsequently their transfer orders were cancelled".

جب کہ وزیر موصوف یہ فرما رہے ہیں کہ یہ عمل مکمل کیا جا چکا ہے۔ آپ ذرا یہ ملاحظہ فرمائیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں یہی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ یہ تو میں نے خود کہا ہے کہ جن کا تبادلہ ابھی تک نہیں ہو سکا ان کی فہرست علیحدہ طور پر ساتھ منسلک کر دی گئی ہے۔ مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ رانا صاحب کے پاس پہلے سے وہ فہرست موجود ہے۔

جناب سپیکر: چونکہ آپ کی طرف سے یہ فہرست اسمبلی میں آ چکی تھی اس لیے سرکولیٹ ہو گئی ہے۔

وزیر قانون: جناب والا! درست ہے۔ ہم نے خود یہ فہرست ساتھ لگائی ہے کہ ان افراد کے تبادلے نہیں ہو سکے جو ان شاء اللہ تعالیٰ جلد کر دیے جائیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ صورت حال نہیں ہے۔ ان کے آگے ریمارکس میں لکھا ہے کہ:

"They were transferred out from the Faisalabad Range and subsequently their transfer orders were cancelled."

یعنی یہ ان کے نام ہیں جن کے تبادلے کیے گئے اور اس کے بعد منسوخ کر دیے گئے' یا انھوں نے منسوخ کروا لیے۔ اب اس کے بعد آگے سیریل نمبر 8 سے لے کر 17 تک ایک اور فہرست ہے' یہ ایک اور مافیا گروپ ہے جو ان سے بھی طاقت ور ہے۔ ان کے آگے یہ ریمارکس ہیں کہ:

"They were not recommended for posting out by the DIG Faisalabad Range"

یعنی ایک آدمی کا بھی تبادلہ نہیں ہوا اور اس کے بعد آپ ذرا وہ خط، سرکولر ملاحظہ فرمائیں۔ آئی جی صاحب نے یہ خط 24 اپریل1997ء کو لکھا تھا اور اس میں انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ:

"An exercise may please immediately be conducted by all District Superintendents of Police as well as Range DIGs to ensure that all upper subordinates who have served in a particular district for three years or more are shifted to other districts immediately as per the requirement of Police Rules"

یہ خط 24۔ اپریل 1997ء کو لکھا گیا اور اس میں نیچے جا کر لکھا گیا ہے کہ:

"The exercise must be completed forthwith and compliance reported within seven days".

جناب والا! جس کی compliance ایک سال میں بھی نہیں دی جا سکی کیا یہ فورس ملک سے دہشت گردی ختم کرے گی؟۔ جس کے اندر اس کے اپنے احکامات کی کوئی تعمیل نہیں ہوتی وہ فورس ملک میں بسنے والے لوگوں کی جان و مال کی محافظ ہے کیا یہ ان کی حفاظت کر سکے گی؟۔جناب سپیکر! یہ خط ضمیمہ (الف) کے ساتھ لگا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! کیا یہ خط آپ کی نظر سے گزرا ہے؟

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں نے اسے دیکھا ہے اور میں نے ابتداً میں یہی گزارش کی تھی کہ تبادلوں کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے اور اس وقت تک جو تبادلے نہیں ہو سکے ان کی فہرست ہم نے ساتھ دے دی ہے۔ اب یہاں پر یہ کہنا کہ تبادلوں کے احکامات جاری ہوئے، لیکن ان پر عمل درآمد نہیں ہوا۔ جناب والا! جس مجاز اتھارٹی نے یہ احکامات جاری کیے تھے خود اسی نے منسوخ بھی کر دیے ہیں، اس لیے ان پر عمل درآمد نہ ہونے کی بات سے میں اتفاق نہیں کرتا۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ آئی جی صاحب نے جو خط لکھا اس میں انھوں نے کہا تھا کہ ان کے احکامات پر سات دن میں عمل درآمد کیا جائے۔ اس سلسلے میں رانا صاحب کی خدمت میں عرض ہے کہ اس بارے میں باقاعدہ تحقیقات کی جائیں گی اور جو بھی مجاز لوگ ہیں، جن کی طرف سے یہ کوتاہی ہوئی ہے۔ ان کے خلاف رپورٹ آنے پر باقاعدہ کارروائی کی جائے گی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! اس میں ابھی کوئی کوتاہی والی بات، سامنے آنے والی بات رہ گئی ہے؟ فہرست میں جتنے نام انھوں نے دیے ہیں، یہ بدمعاش جو دس دس سال سے وہاں پر بیٹھے ہیں ان میں سے کسی ایک کے بارے میں بتا دیں کہ اس کا ہم نے تبادلہ کر دیا ہے۔ جناب والا! یہاں تو یہ ہوا ہے کہ جن کے تبادلے کیے گئے۔ وہ بعد میں منسوخ کر دیے گئے ہیں۔ یہ بات محکمے کے طرف سے جو جواب دیا گیا ہے اس میں لکھی گئی ہے۔ یہاں میں یہ بھی بتا دوں کہ ان میں سے کچھ لوگ یہاں پر ہی پہلے بطور سب انسپکٹر تعینات تھے اور بعد میں وہ انسپکٹر بنے اور جو بطور انسپکٹر یہاں پر تعینات تھے۔ وہ بعد میں ڈی ایس پی بنے، یعنی یہ شروع سے ہی وہاں پر ہیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! یہ جو ڈی ایس پی صاحبان کی فہرست دی گئی ہے یہاں پہ لکھا ہے کہ ان کا تبادلہ ہوا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: یہ کہاں پہ لکھا ہوا ہے؟

جناب سپیکر: محمد بشیر ڈی ایس پی اور سکندر علی ڈی ایس پی کے نام یہاں فہرست میں دیے گئے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! یہ محمد بشیر ڈی ایس پی وہاں پر سات سال سے تعینات ہے اور جو سکندر علی ہے یہ بھی سات سال سے وہیں پر تعینات ہے۔ اسی طرح مسعود احمد وڑائچ، ڈی ایس پی وہاں پر گیارہ سال سے تعینات ہے۔

جناب سپیکر: محمد بشیر ڈی ایس پی کی تعیناتی تو کمالیہ میں ہے۔

رانا ثناء للہ خان: جناب والا! محمد بشیر کے بارے میں لکھا ہے کہ:

"He has been transferred from ADIG, Faislabad and posted as DSP Kamalia on 3-8-97"

تو یہ جو آپ کے پاس سوالات کی کاپی ہے اس میں دیکھیں، یہاں آخر میں یہ لکھا ہے کہ محمد بشیر اے ڈی آئی جی فیصل آباد 13-6-96 سے تا حال، اور پھر کمالیہ کون سا رینج سے باہر ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس وقت تک انسپکٹر عاشق داد کا تبادلہ ہو چکا ہے، انسپکٹر امیر احمد کا تبادلہ ہو چکا ہے۔ محمد بشیر اے ڈی آئی جی کی بات کرتے ہیں یہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں تعینات ہے۔

جناب سپیکر، اصل میں سوال کافی پرانا ہے تو جواب بھی ـــــ آپ کی بات ٹھیک ہے کہ تاخیر ہوتی رہی ہے اور اس محکمے کے کافی دیر کے بعد جوابات آئے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! مجھے ذاتی طور پر پتا ہے کہ یہ لوگ وہیں بیٹھے ہیں۔

جناب سپیکر، ابھی تک؟

رانا ثناء اللہ خان، میں تو آج ہی فیصل آباد سے آیا ہوں مجھے تو ذاتی طور پر پتا ہے کہ یہ لوگ وہیں بیٹھے ہیں۔ اگر تاخیر ہوتی رہی ہے تو up-to-date جواب دینے کی ذمہ داری ان کی ہے میری تو نہیں۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! میں نے دیکھا ہے کہ سکندر علی ڈی ایس پی کا لکھا ہے کہ۔

"awaiting posting"

رانا ثناء اللہ خان، یہ تو اب بھی فیصل آباد میں ہے۔

جناب سپیکر، جی؟

رانا ثناء اللہ خان، یہ تو اب بھی فیصل آباد میں ہے۔ یہ سارے کے سارے فیصل آباد میں ہیں۔

جناب سپیکر، یہ تو "awaiting posting" لکھا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! یہ دو ٹوک بات کریں۔ وہ تو اب بھی وہاں پر ہے اور ڈی آئی جی رینج کرائمز میں تعینات ہے۔ ابھی دو روز پہلے وہ مجھے وہاں پر ملا ہے۔

جناب سپیکر، صدر علی ایک ڈی ایس پی ہے۔ اس کا لکھا ہے کہ اس کا tenure مکمل نہیں ہوا۔ لیکن یہ 15-5-98 کو ریٹائر ہو رہا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! یہ ریٹائر ہو رہا ہے' اس لیے میں اس کی بات نہیں کرتا۔ لیکن ان کے علاوہ بھی اور لوگ وہاں پر ہیں آئی جی صاحب نے جو سرکلر 24-4-97 کو جاری کیا تھا۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ مافیا within the police force اتنا طاقت ور ہے۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب! رانا صاحب کا پوائنٹ یہ ہے کہ ایک ہی ضلع کے اندر چھ سات سال سے لوگ گھوم رہے ہیں تو یہ بات آپ کے نوٹ کرنے والی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! گیارہ گیارہ سال سے ہیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں یقین دہانی کراتا ہوں کہ آئی جی صاحب نے تبادلوں کے سلسلے میں جو

ہدایات جاری کی ہیں' ان پر عمل درآمد کرایا جائے گا اور اس بات کو یقینی بنایا جائے گا کہ جن لوگوں کا وہاں عرصہ تعیناتی پورا ہو چکا ہے ان کو وہاں سے تبدیل کیا جائے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ تو میرا خیال ہے کہ یہ کافی ہے۔

جناب عبدالرؤف مغل، جناب والا! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی' جی' کریں۔

جناب عبدالرؤف مغل، جناب سپیکر! ابھی وزیر موصوف نے بتایا ہے کہ آئی جی صاحب کی طرف سے جو ہدایات جاری ہوئی ہیں ان پر عمل درآمد کرایا جائے گا۔ گوجرانوالہ شہر میں بہت سارے تھانے ہیں ان میں صرف دو انسپکٹر تھانوں کے انچارج ہیں باقی تمام سب انسپکٹر لگائے گئے ہیں۔ اگر وہ انسپکٹر اہل نہیں ہیں تو سب انسپکٹرز کو ترقی کیوں دی جاتی ہے؟ اگر ترقی دی گئی ہے تو پھر ان کو تھانے دیے جائیں۔ میں نے آئی جی صاحب سے بھی ملاقات کی انھوں نے ایک ماہ پہلے وعدہ بھی کیا لیکن اس پر کوئی عمل در آمد نہیں ہوا۔

جناب سپیکر، مغل صاحب! اگر اس کے دونوں حصے لیے جائیں تو پہلا ضمنی سوال نہیں بنتا اور دوسرا سوال نہیں بنتا۔

جناب عبدالرؤف مغل، جناب والا! میں سوال کرنے لگا ہوں کہ وہ عمل در آمد کب ہوگا؟ کیونکہ ایک مہینہ پہلے بھی ان کی طرف سے جواب آیا تھا کہ جلد عمل در آمد ہو رہا ہے اور ہم ڈی آئی جی کو مراسلہ یاد دہانی لکھ رہے ہیں۔ لیکن ابھی تک عمل در آمد نہیں ہوا۔ یہ کب ہوگا؟

جناب سپیکر، مغل صاحب! ابھی فیصل آباد کے حوالے سے بات ہو رہی ہے اور آپ کا سوال ایک خاص ضلع کے بارے میں ہے۔ اس کے لیے نیا سوال بنے گا۔ کیونکہ اس طرح ہر ضلع کے بارے میں انفرمیشن ناممکن ہوتی ہے۔

جناب عبدالرؤف مغل، جناب والا! میں نے صرف توجہ دلائی تھی کہ آئی جی صاحب کی ہدایات پر عمل کیا جائے۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! میرا خیال ہے کہ اب اگلے سوال پر چلتے ہیں۔ وزیر صاحب نے یقین دہانی کرا دی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ اس قسم کی یقین دہانیاں پورے سال میں بہت سی ہوتی رہی ہیں اور اس پر جتنا عمل ہوا ہے وہ آپ کو پتا ہے۔

جناب سپیکر، سال میں تو پہلی دفعہ سوال آئے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! میرے تین چار سوالات میں یقین دہانیاں کرائی گئی ہیں لیکن آج تک ان پر کوئی عمل در آمد نہیں ہوا' اس میں کوئی مثبت نتیجہ نہیں آیا۔ میری گزارش ہے کہ یہ اس فورس کا حال ہے جس نے اس ملک سے دہشت گردی کو مٹانا ہے۔ اور فیصل آباد میں جو حالات ہیں وہ آپ کے سامنے ہیں۔ جناب والا! آپ یہ سوال مؤخر کر دیں تاکہ اس کا کوئی واضح جواب آئے۔

جناب سپیکر، نہیں' رانا صاحب! اگر دہشت گردی کے حوالے سے بات کی جائے تو دہشت گرد بھی اس پولیس نے پکڑے ہیں۔ یہ آپ کو بھی پتا ہے اور مجھے بھی پتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، لیکن ان لوگوں میں سے کسی نے نہیں پکڑے۔

جناب سپیکر، میں ان لوگوں کی بات نہیں کر رہا۔ آپ عمومی طور پر پولیس کی بات کر رہے ہیں اور overall پولیس نے ہی پکڑے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! تو آئی جی صاحب کے احکامات کا محکمہ پولیس کے اندر یہ عالم ہے؟

جناب سپیکر، میں نے ابھی راجہ صاحب سے یہی بات کی ہے اور وہ یقین دہانی کرا رہے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، تو آپ اس یقین دہانی کا پیریڈ مقرر کر دیں کہ کب تک کریں گے؟

جناب سپیکر، راجہ صاحب! آپ یہ دیکھ لیں۔

وزیر قانون، جناب والا! میرے دوست بار بار پولیس کی کارکردگی کے حوالے سے بات کر رہے ہیں تو آپ نے درست فرمایا کہ اسی پولیس نے دہشت گردوں کو بھی پکڑا ہے اور میں یہاں پر یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ شاید ان میں سے کچھ ایسے افسر ہوں جن کی ہمیں فیصل آباد میں ضرورت ہو۔ اس لیے میں تو بار بار کہہ رہا ہوں کہ آئی جی صاحب جو بھی احکامات دیں گے ان پر عمل در آمد کروایا جائے گا اور تبادلوں کے متعلق جو ان کے احکامات ہیں ان پر عمل در آمد کرایا جائے گا۔

جناب سپیکر، ویسے مجھے پتا ہے کہ ایک دو دہشت گرد تو فیصل آباد میں بھی پکڑے گئے ہیں۔

وزیر قانون، جی۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! ان لوگوں نے تو وہاں پر ملیں لگائی ہوئی ہیں۔ یہ وہاں پر ہیروئن فروشی کا کام کرتے ہیں جن کی ہم نے نشان دہی کی ہے۔ تو یہ فرمائیں گے کہ وزیر موصوف کب تک اس کا جواب ہاؤس میں دیں گے؟

جناب سپیکر، رانا صاحب! پھر generally بات تو نہ ہوئی ناں۔ انھوں نے یقین دہانی کرائی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، اگلے اجلاس تک ہو جائے گا؟

جناب سپیکر، رانا صاحب! آپ اس طرح تو نہ کریں ناں۔

رانا ثناء اللہ خان، کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کا جواب آتے آتے اسمبلی کا پیریڈ ہی ختم ہو جائے۔

جناب سپیکر، اللہ خیر کرے اس اسمبلی نے پانچ سال پورے کرنے ہیں۔ آپ نے بھی اور اس اسمبلی نے بھی پانچ سال پورے کرنے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، ہو سکتا ہے کہ یہ پانچ سال میں بھی جواب نہ دیں۔ آپ کوئی پیریڈ مقرر کر دیں۔ سال کا، چھ مہینے کا، یا اگلے اجلاس تک کا پیریڈ مقرر کر دیں۔

وزیر قانون، پولیس ہماری ایک ڈسپلن فورس ہے اس کے کمانڈر جو حکم دیں گے اس کی تعمیل ہوگی۔ میں تو اس کی یقین دہانی کرا رہا ہوں۔ اب یہ کہنا کہ انھوں نے جن لوگوں کے نام لکھے ہیں یا جو یہ ایک فارمولا بتا رہے ہیں اس فارمولے کے تحت سب کو تبدیل کر دیا جائے۔ میں بار بار یہ کہہ رہا ہوں کہ جو آئی جی صاحب احکامات دیں گے یا جو ہدایات محکمے کو دیں گے ہم یقین دہانی کراتے ہیں کہ ان پر عمل درآمد ہوگا۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! اب تو یقین دہانی آ گئی ہے۔ اب ٹھیک ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، کب تک؟

جناب سپیکر، اب اگلے سوال پر چلتے ہیں۔ ابھی اور سوال بھی ہیں ان میں آپ کے سوال بھی ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! میں تو یقین دہانی کی بات کر رہا ہوں کہ یہ کب تک کریں گے؟

جناب سپیکر، وزیر قانون نے یقین دہانی کرائی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے اجلاس میں انٹی کرپشن کے حوالے سے ایک سوال تھا تو میرے محترم بھائی راجہ صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ یہ انفرمیشن لے کر دو

تین دن کے اندر اندر دے دوں گا۔ لیکن وہ دو دن ابھی پورے نہیں ہوئے اور میرا خیال ہے کہ یہ عرصہ سات آٹھ ماہ کا درکار ہو گا۔

جناب سپیکر، نہیں۔ اسے جلدی کریں گے۔ ابھی انھوں نے کہا ہے ان شاء اللہ جلدی کریں گے۔

جناب سعید احمد خان منیس(قائد حزب اختلاف)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی منیس صاحب' پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں اسی حوالے سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں مختلف سٹینڈنگ کمیٹیز جو ابھی تک معرض وجود میں نہیں آئیں ان کو notify نہیں کیا گیا۔ اس میں ایک Assurance Committee بھی ہوتی ہے اور غالباً آج تک 13 ماہ گزرنے کے باوجود Assurance Committee معرض وجود میں نہیں آئی۔ اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں اور کوئی Assurance Committee ہے تو اس کے سپرد کر دیں' اور اگر نہیں ہے تو پھر یہ پوچھا جائے کہ وہ Assurance Committee اب تک کیوں نہیں بنی؟

جناب سپیکر، راجہ صاحب! ابھی کچھ اور کمیٹیز بھی رہتی ہیں۔

وزیر قانون، جناب والا! سیکرٹری صاحب نے پوائنٹ آؤٹ کیا ہے۔

جناب سپیکر، PAC II بھی رہتی ہے' پھر اور بھی رہتی ہیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! دو تین ایسی کمیٹیز رہتی ہیں جو سیکرٹری صاحب نے پوائنٹ آؤٹ کی ہیں۔ وہ اسی اجلاس میں بنائی جائیں گی' بلکہ آج ہی سیکرٹری صاحب کی طرف سے مختلف یونیورسٹیوں میں سنڈیکیٹ کے ممبرز کی نامزدگی کے لیے ایک لیٹر ملا تھا' وہ بھی اسی اجلاس میں منظور کرائے جائیں گے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کا ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، سوال نمبر 353

جناب سپیکر، اس سوال کا جواب بھی کافی تفصیل کے ساتھ ہے اس لیے یہ بھی پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

چنیوٹ سب ڈویژن میں جرائم کی تعداد

*353۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گزشتہ سال سب ڈویژن چنیوٹ میں بنک ڈکیتی، قتل، گن پوائنٹ پر موٹر سائیکلوں، نقدی اور سونا وغیرہ لوٹ کر فرار ہونے کی کل کتنی وارداتیں ہوئیں اور ان میں ملوث کتنے ملزموں کو گرفتار کیا گیا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان ملزموں کی پشت پناہی بعض بااثر افراد کرتے ہیں حکومت ایسی وارداتوں کی روک تھام کے لئے کون سے موثر اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور کب تک؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ)،

(الف) گزشتہ سال 1996ء میں بنک ڈکیتی، قتل اور گن پوائنٹ پر چھینے جانے والے موٹر سائیکل، زیورات، نقدی اور سونا کے مقدمات کی تفصیل ذیل ہے۔

1۔ بنک ڈکیتی:۔ گزشتہ سال 1996ء میں سب ڈویژن چنیوٹ میں کوئی بنک ڈکیتی نہ ہوئی ہے۔

2۔ قتل:۔ گزشتہ سال 1996ء میں سب ڈویژن چنیوٹ کے تھانہ جات میں ذیل مقدمات درج ہوئے۔

نمبر شمار	نام تھانہ	کل مقدمات	ملوث ملزمان	گرفتار ملزمان	تعداد ملزمان چالان شدہ	تعداد مقدمات چالان شدہ
1۔	صدر چنیوٹ	20	49	45	39	7
2۔	سٹی چنیوٹ	11	21	18	16	9
3۔	بھوانہ	14	44	44	40	11
4۔	لنگرانہ	17	46	42	38	14
5۔	ربوہ	11	14	14	12	10
6۔	لالیاں	14	34	33	29	12
7۔	بڑانہ	14	39	37	34	12
	میزان	101	247	233	208	85

3۔ گن پوائنٹ پر چھینے جانے والے موٹر سائیکل، زیورات، نقدی اور سونا کے مقدمات سال گزشتہ 1996ء کی تفصیل ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام تھانہ	کل مقدمات	ملوث ملزمان	گرفتار ملزمان	تعداد ملزمان چالان شدہ	تعداد مقدمات چالان شدہ
1۔	صدر چنیوٹ	5	9	6	6	4
2۔	سٹی چنیوٹ	11	41	20	19	10
3۔	بھوانہ	3	11	11	11	3
4۔	لنگرانہ	1	4	3	3	1
5۔	ربوہ	5	17	11	10	5
6۔	لالیاں	6	17	12	11	6
7۔	بڑانہ	-	-	-	-	-
	میزان	31	99	63	60	29

مقدمات بالا گوشوارہ میں کچھ مقدمات میں نامعلوم ملزمان ملوث ہیں۔ جن کو ہر ممکن ٹریس کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ایس۔ایچ۔او زسب ڈویژن چنیوٹ کو ہدایت کی گئی ہے کہ مقدمات عدم پتہ میں ملوث ملزمان ٹریس کر کے گرفتار کریں۔

(ب) سب ڈویژن چنیوٹ میں ایسا کوئی آدمی نہ ہے جو ملزموں کی پشت پناہی کرتا ہے۔

سنگین وقوعہ جات کی روک تھام کے لیے حسب ذیل احتیاطی تدابیر اختیار کی گئی ہیں۔

1۔ ایسے واقعات کی روک تھام کے لیے 24 گھنٹے گشت کی جاتی ہے۔
2۔ حساس مقامات پر شفٹ وائیز ناکہ بندی کا بندوبست کیا گیا ہے۔
3۔ اہم مقامات پر سفید پارچات میں پولیس ملازمان کی ڈیوٹیاں لگائی جاتی ہیں۔
4۔ ایسے مقدمات میں ملوث ملزمان کو فوری طور پر گرفتار کر کے گناہ گار ثابت ہونے پر چالان عدالتوں میں لیے جاتے ہیں اور ان کی عدالت میں خاص طریقے سے پیروی کی جاتی ہے۔
5۔ ایسے افراد کی ضمانت کے وقت قانونی تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے مخالفت کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر، مولانا صاحب کوئی ضمنی سوال ہے؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی، میں نے جواب پڑھا نہیں۔ ضمنی سوال تو تب کروں گا جب جواب پڑھوں گا۔

جناب سپیکر، آپ نے سوال دیا ہوا ہے تو پھر آپ نے پڑھ بھی لیا ہوگا' سوال سوچ کر دیا ہوگا۔ اگلا سوال بھی مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کا ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، سوال نمبر 361

قادیانیت کی کھلم کھلا تبلیغ پر کارروائی

*361۔مولانا منظور احمد چنیوٹی، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فضل عمر ہسپتال ربوہ کے وارڈوں اور مریضوں کے کمروں میں ڈش انٹینا کے ذریعے قادیانیت کی کھلم کھلا تبلیغ کی جاتی ہے جو کہ امتناع قادیانیت آرڈیننس(دفعہ 298۔سی تعزیرات پاکستان) کی صریح خلاف ورزی ہے۔

(ب) اگر جز(الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس قانون شکنی پر ضابطہ کی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ)،

(الف) ڈپٹی کمشنر جھنگ کی رپورٹ کے مطابق فضل عمر ہسپتال ربوہ قادیانیوں کی ملکیت ہے جہاں صرف قادیانیوں کو ہی طبی سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں۔ اس ہسپتال میں ڈش انٹینا کی سہولت صرف چند وارڈوں میں ہے لیکن کمروں میں نہیں ہے۔ مزید برآں MTA سٹیلائٹ چینل قادیانیوں نے ٹھیکہ پر حاصل کیا ہوا ہے جس کے ذریعے لندن کے پروگرام نشر کیے جاتے ہیں۔

(ب) چونکہ مذکورہ ہسپتال قادیانیوں کی ملکیت ہے جہاں صرف قادیانیوں کا ہی علاج ہوتا ہے اور کسی مریض کی طرف سے کوئی شکایت بھی موصول نہیں ہوئی' اس لیے کسی کارروائی کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی ، جناب والا! سوال نمبر 361 کا جواب صحیح نہیں ہے۔ اس میں جو یہ لکھا ہے کہ وہ قادیانیوں کا ہسپتال ہے اس حد تک تو بات ٹھیک ہے۔ میرا سوال یہ تھا کہ وہاں پر کمروں میں ڈش انٹینا کے ذریعے قادیانیت کی کھلم کھلا تبلیغ کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر ، مولانا صاحب' قادیانیوں کا جو سوال ہے وہ اگلا سوال ہے۔ ڈش انٹینا والا سوال آگے ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی ، جناب والا! وہاں پرمسلمانوں کا علاج ہوتا ہے' علاقے کے غریب لوگ وہاں پر علاج کروانے کے لیے جاتے ہیں ---

جناب سپیکر ، ہاں' وہ دوسرا سوال ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی ، جناب والا! وہاں پر صرف قادیانیوں کا علاج نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر ، مولانا صاحب پھر اس سوال کا تو کوئی ضمنی سوال نہیں ہے؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی ،جناب والا! علاج کے ذریعے ان کی تبلیغ کی جاتی ہے۔ ہمارا سوال یہ ہے کہ پرچیوں پر بھی ہوالشافی اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہوتا ہے وہ بھی آرڈیننس کے خلاف ہے۔اس کے علاوہ ہر کمرے میں جو ٹی وی لگائے گئے ہیں اس میں ڈش انٹینا کے ذریعے مرزا طاہر احمد کی تقریر اور خطبہ سناتے ہیں۔ یہ آرڈیننس کی خلاف ورزی ہے۔

جناب سپیکر ، مولانا صاحب سوال نمبر 361 میں آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! میں نے جو شکایت کی ہے وہ مریضوں کی طرف سے کی ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ مریضوں کی طرف سے کوئی شکایت نہیں۔ مریضوں نے وزیر قانون یا آپ کے پاس تو آ کر شکایت نہیں کرنی۔ ہمارے پاس ہی آ کر شکایت کرتے ہیں۔میں وہ پرچیاں بھی پیش کرتا ہوں جو آرڈیننس کی خلاف ورزی میں جاری ہوتی ہیں۔اگر آپ کہیں تو میں ان مریضوں کو بھی پیش کرتا ہوں جن کو وہ علاج کے ساتھ ساتھ تبلیغ کرتے ہیں۔آپ خود چیک کروائیں اور اگر ڈی سی نے جواب دیا ہے تو غلط دیا ہے۔میں آپ کو اس بات کا بھی ثبوت دیتا ہوں کہ کتنے مسلمان وہاں زیر علاج رہے ہیں۔ جناب والا! قادیانی ہیں کتنے؟ قادیانی تو تھوڑے سے ہیں' باقی سارا علاقہ تو مسلمانوں کا ہے۔ میں یہی وزیرصحت سے اور وزیر اعلیٰ سے بھی درخواست کر چکا ہوں کہ آپ ہمارے چنیوٹ کے ہسپتال کو وہ سہولیات مہیا کریں جو سہولیات وہاں نہیں ہیں اور لوگ مجبور ہو کر ربوہ میں جاتے ہیں۔ ان کی مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھا کر وہ تبلیغ کرتے ہیں۔ کیا اس ہسپتال میں ڈش انٹینا نہیں لگا ہوا؟ مرزا طاہر احمد کا خطبہ وہاں پرنہیں سنایا جاتا؟ کیا صرف قادیانی مریض ہیں۔ کتنا غلط جواب دیا گیا ہے۔ جناب والا! وہاں پر قادیانیوں سے زیادہ مسلمان مریضوں کی تعداد ہے۔

جناب سپیکر ، آپ انھیں جواب تو دینے دیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی ، جناب والا! میں اس پر انھیں چیلنج کرتا ہوں کہ یہ وہاں پر رجسٹر سے چیک کریں کہ مسلمان مریض کتنے ہیں اور قادیانی مریض کتنے ہیں؟

جناب سپیکر ، ٹھیک ہے' بالکل ٹھیک ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ وزیر قانون۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر! چنیوٹی صاحب کا سوال یہ تھا' بلکہ سوال تو آپ نے پڑھ لیا ہوگا' میں اس کا جواب پڑھ دیتا ہوں۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ)،

(الف) ڈپٹی کمشنر جھنگ کی رپورٹ کے مطابق فضل عمر ہسپتال ربوہ قادیانیوں کی ملکیت ہے جہاں صرف قادیانیوں کو ہی طبی سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں۔ اس ہسپتال میں ڈش انٹینا کی سہولت صرف چند وارڈوں میں ہے لیکن کمروں میں نہیں ہے۔ مزید برآں MTA سٹیلائٹ چینل قادیانیوں نے ٹھیکہ پر حاصل کیا ہوا ہے جس کے ذریعے لندن کے پروگرام نشر کیے جاتے ہیں۔

(ب) چونکہ مذکورہ ہسپتال قادیانیوں کی ملکیت ہے جہاں صرف قادیانیوں کا ہی علاج ہوتا ہے اور کسی مریض کی طرف سے کوئی شکایت بھی موصول نہیں ہوئی' اس لیے کسی کارروائی کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر ، چنیوٹی صاحب کسی مریض کی طرف سے بھی کوئی شکایت آئی ہے؟ آپ کی طرف سے نہیں کسی مریض کی طرف سے؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی ، جناب والا! میری گزارش تو یہ ہے کہ قانون کی خلاف ورزی ہو رہی ہے اور اگر یہ کہتے ہیں کہ نہیں ہو رہی تو اس کا میں ثبوت دیتا ہوں اور اگر آرڈیننس کی خلاف ورزی ہو رہی ہے اور اس کی دھجیاں اڑائی جا رہی ہیں تو پھر ان کی ذمہ داری ہے کہ ان کے خلاف کارروائی کریں۔ اگر یہ کہیں کہ آرڈیننس کی خلاف ورزی نہیں ہو رہی تو یہ غلط بیانی ہوگی میں اس کا ثبوت بھی مہیا کر سکتا ہوں۔ جناب والا! آپ خود موقع دیکھ لیں اپنا آدمی بھیج دیں اور وہاں پر دیکھے کہ وہاں پر ہر کمرے میں ٹی وی لگا ہوا ہے کہ نہیں۔ مرزا طاہر احمد کا خطبہ جمعہ کو سنایا جاتا ہے یا نہیں؟ ان مریضوں میں مسلمان کتنے ہیں اور قادیانی کتنے ہیں؟ ان کو تبلیغ کی جاتی ہے یا نہیں کی جاتی؟ چونکہ اس ہسپتال میں سہولتیں زیادہ ہیں' اس لیے مسلمان وہاں سے اپنا علاج کرواتے ہیں۔ ہمارے چنیوٹ کے

ہسپتال میں سہولیات بہت کم ہیں' اس لیے وہ مجبوراً وہاں پر جاتے ہیں۔ ان کی مجبوری سے وہ فائدہ اٹھا کر ان کے ایمانوں پر ڈاکہ ڈالتے ہیں۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ جسمانی صحت کے لیے تو وہ ہسپتال بہترین ہے لیکن روحانی مریض بن کر وہاں سے لوگ آتے ہیں۔ حکومت کی یہ ذمہ داری ہے' وزیراعلیٰ کی ذمہ داری ہے کہ وہاں کے مسلمانوں کے ایمان کا تحفظ کرے۔ اس کے علاوہ وہاں پر قانون کی جو خلاف ورزی ہو رہی ہے اس کو بھی روکا جائے۔ اس کے علاوہ ہمارے چنیوٹ کے ہسپتال میں ایسا انتظام کیا جائے کہ لوگ مجبور ہو کر اس ہسپتال میں علاج کے لیے نہ جائیں۔

جناب سپیکر ، ٹھیک ہے ۔ راجہ صاحب! اس میں جو نکتہ اٹھایا گیا ہے اس کے بارے میں فرمائیں۔

وزیر قانون، جناب والا! اس میں مجھے خلاف ورزی کی بات اس لیے سمجھ نہیں آتی کہ ایک تو ان کا اپنا ہسپتال ہے' ان کا اپنا چینل ہے۔ اپنے ٹی وی پر اگر کوئی قادیانی پروگرام دیکھتا ہے تو اس میں حکومت کا کیا عمل دخل ہو سکتا ہے؟ انھوں نے یہ چینل خود خریدا ہوا ہے اور بین الاقوامی معاہدے کے تحت خریدا ہوا ہے ۔ جناب سپیکر! لندن سے ان کے پروگرام آتے ہیں۔ عام آدمی دیکھ نہیں سکتا اور انھوں نے اپنے لیے یہ چینل لیا ہوا ہے اور اپنی device لگا کر وہ دیکھتے ہیں۔ اس وقت تک کہیں سے بھی ہمیں کسی عام شہری کی طرف سے کوئی ایسی شکایت موصول نہیں ہوئی کہ اس کو زبردستی یہ چینل دکھایا جاتا ہے یا یہ ان کے فرقے کی تبلیغ ان کو دکھائی جاتی ہے۔ جناب والا اگر کوئی شکایت آئے تو ہم کارروائی کرنے کے لیے تیار ہیں۔ لیکن اس وقت تک ہمیں کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر ، اگر کوئی مریض وہ پروگرام نہ دیکھنا چاہے تو وہ اپنا ٹی وی بند بھی کر سکتا ہے؟

وزیر قانون ، جناب والا! بند بھی کر سکتا ہے۔ اس وقت تک انتظامیہ کے نوٹس میں یہ بات نہیں آئی کہ زبردستی پروگرام دیکھنے کے لیے مجبور کیا گیا ہو۔

جناب سپیکر ، اگلا سوال خواجہ محمد اسلام صاحب کا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان ، جناب والا! اس سوال کے جواب میں یہ لکھا ہوا ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر ، اس کا جواب آ گیا ہوا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان ، جناب والا! ہمیں جو کاپی ملی ہے اس میں لکھا ہوا ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر ، اس کو چیک کیا جائے۔ آپ آخر میں دیکھیں، کیونکہ اس کا جواب بعد میں آیا ہے۔

(خواجہ محمد اسلام کے ایماء پر رانا ثناء اللہ خان نے سوال نمبر 382 دریافت کیا)

ایس۔ایچ۔او کے خلاف انضباطی کارروائی

*382۔خواجہ محمد اسلام، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) مسٹر عطا محمد نیازی ایس۔ایچ۔او تھانہ جب سے تھانہ "بڑا گھر" ضلع شیخوپورہ میں تعینات ہے اس عرصہ کے دوران ہر سال کتنی ڈکیتیاں، چوریاں، قتل، اور زنا بجبر کے کتنے مقدمات درج ہوئے تفصیل سال وار الگ الگ بیان کریں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ جب سے مسٹر عطا محمد نیازی ایس۔ایچ۔او "بڑا گھر" ضلع شیخوپورہ تعینات ہوا ہے تو اس علاقہ میں جرائم کی شرح بڑھ گئی ہے۔

(ج) اگر جز "ب" کا جواب اثبات میں ہے تو کیا اعلیٰ افسران نے اس کے خلاف کوئی انضباطی کارروائی کی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؛

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ)

(الف) تفصیل حسب ذیل ہے۔

15-8-93 تا 13-2-94

قتل	ڈکیتی	راہزنی	چوریاں	زنا
_	1	_	643	1

19-9-96 تا 15-12-96

قتل	ڈکیتی	راہزنی	چوریاں	زنا
4	1	1	11	1

15-12-96 تا 18-2-97

قتل	ڈکیتی	راہزنی	چوریاں	زنا
1	2	3	9	_

19-2-97 تا 4-6-97 (اپ ٹو ڈیٹ)

قتل	ڈکیتی	راہزنی	چوریاں	زنا
3	2	5	20	1

(ب) درست ہے۔

(ج) انسپکٹر عطاء محمد نیازی کو بطور ایس۔ایچ۔او تھانہ بڑا گھر ضلع شیخوپورہ تعیناتی کے دوران جرائم کی شرح میں اضافہ کی بناء پر شوکاز نوٹس جاری کیا گیا تھا۔ اس ضمن میں اس کے خلاف انضباطی کارروائی تاحال جاری ہے۔ مذکورہ انسپکٹر اس وقت ضلع اوکاڑہ میں تعینات ہے۔ حسب قواعد و ضوابط انضباطی کارروائی کی تکمیل پر نتیجہ سے مطلع کیا جائے گا۔

جناب سپیکر ، کوئی ضمنی سوال ؟ اس پر کوئی ضمنی سوال نہیں ہے آگے چلتے ہیں۔ چودھری زاہد محمود گورایہ صاحب۔

چودھری زاہد محمود گورایہ، سوال نمبر 492

جناب سپیکر ، اس کا جواب بھی کافی تفصیل کے ساتھ ہے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سول ملازمین کی رہائش گاہ پر پٹرول پمپ کا قیام

*492۔چودھری زاہد محمود گورایہ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد ڈویژن اور ضلع کی انتظامیہ نے چک نمبر 212 ر۔ب' میں تھانہ کوتوالی کے بالمقابل سول ملازمین کی رہائش گاہوں کو گرا کر وہاں پر (پی۔ایس۔او) پاکستان برماشیل کے اشتراک سے ایک پٹرول پمپ قائم کیا ہوا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ پٹرول پمپ کے حساب کا گوشوارہ نہ تو کسی محکمہ کو ارسال کیا جاتا ہے اور نہ ہی اس کا آڈٹ ہوتا ہے نہ ہی رقم سرکاری خزانے میں جمع ہوتی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ قواعد و ضوابط کی رو سے ڈپٹی کمشنر اور کمشنر حکومت کی پیشگی منظوری کے بغیر از خود سرکاری اراضی پر قائم ملازمین کی رہائش گاہوں کو گرا کر منافع بخش کاروبار میں نہیں لگا سکتے اور نہ ہی نجی سطح پر حساب کتاب رکھنے کے مجاز ہیں۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ بے ضابطگی کے بارے میں تحقیقات کروانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ)

(الف) یہ درست ہے کہ چک نمبر 212 ر۔ب میں سول کوارٹرز کالونی جس کا کل رقبہ 12-66 کنال ہے کے ایک کارنر میں تقریباً دو کنال دس مرلہ میں اربن ٹرانسپورٹ سوسائٹی کا مین ٹرمینل اور پٹرول پمپ تعمیر شدہ ہیں فیصل آباد کے شہریوں کو آرام دہ اور باعزت سفری سہولیات مہیا کرنے کی خاطر فیصل آباد اربن ٹرانسپورٹ کا مارچ 1994ء میں اجراء کیا گیا اس وقت اس سوسائٹی کے زیر انتظام تقریباً Hiace-553 گاڑیاں چل رہی ہیں۔ جس سے فیصل آباد کے تقریباً 70/80 ہزار مسافر روزانہ استفادہ کرتے ہیں۔ بوقت اجراء اربن ٹرانسپورٹ سروس موجودہ میں ٹرمینل کی جگہ پر دو پرانے کوارٹر موجود تھے جن میں دو سرکاری ملازمین رہائش پذیر تھے ان سرکاری ملازمین کے مشورہ سے انھیں متبادل سرکاری رہائش گاہیں مہیا کی گئیں اور ساتھ ہی مبلغ تیس ہزار روپے بطور معاوضہ بابت منتقلی سامان بھی ادا کیا گیا۔ دو سرکاری ملازمین کی اس معمولی سی قربانی کے عوض اس وقت 70/80 ہزار افراد روزانہ اربن ٹرانسپورٹ کی سفری سہولیات سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ پٹرول پمپ کے زیر استعمال رقبہ تقریباً چودہ مرلہ بنتا ہے جب کہ باقی رقبے پر گاڑیوں کی آمد و رفت اور مسافروں کی سہولت کے لیے bays اور شیڈ تعمیر شدہ ہیں۔ فیصل آباد اربن ٹرانسپورٹ کے بہترین نظام کو پورے ملک میں سراہا گیا اور اس کی تقلید کرتے ہوئے لاہور میں L.T.S کے نام سے N.G.O کے زیر انتظام ٹرانسپورٹ سروس کا اجراء کیا جا رہا ہے اور آئندہ دیگر بڑے شہروں میں بھی اس کے جاری کیے جانے کا منصوبہ ہے۔

(ب) یہ پٹرول پمپ جو دسمبر 1996ء میں شروع ہوا مندرجہ بالا منصوبے کا ایک حصہ ہے اور یہی N.G.O ہی اس کا انتظام و انصرام کرتی ہے' اس لیے محکمہ مال یا دیگر کسی محکمہ کا اس سے کوئی تعلق نہیں پٹرول پمپ کا انچارج منیجر ایک ریٹائرڈ فوجی J.C.O ہے پٹرول پمپ کا باقاعدہ اکاؤنٹ maintain کیا جاتا ہے۔ جس کے حسابات بھی FUTS کی طرح auditable ہیں اور مقررہ وقت پر حسب ضابطہ چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ سے آڈٹ کرایا جائے گا۔

(ج) یہ درست ہے کہ کمشنر اور ڈپٹی کمشنر ذاتی مفاد کے لیے سرکاری اراضی کا استعمال نہیں کر سکتے ہیں تاہم یہ اراضی عوام کے بہترین مفاد کے لیے درکار تھی کمشنر فیصل آباد ڈویژن نے اس وقت کے سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو' ممبر کالونیز کی پیشگی اجازت سے اس جگہ مین

ٹرمینل قائم کیا اور ساتھ ہی تحریری طور پر اجازت طلب کی گئی جو B.O.R کے پاس منظوری کے مراحل میں ہے اس اراضی پر مین ٹرمینل کی تعمیر سے لاکھوں افراد اس کی مثالی سفری سہولیات سے مستفید ہو رہے ہیں۔

(د) متذکرہ بالا منصوبہ عوام کے بہترین مفاد میں استعمال ہو رہا ہے اور اس میں کسی سرکاری افسر کا ذاتی مفاد نہ ہے اس لیے تحقیقات کروانے کی ضرورت نہ ہے۔

جناب سپیکر، گورایہ صاحب اس پر آپ کوئی ضمنی سوال پوچھنا چاہتے ہیں؟

چودھری زاہد محمود گورایہ، جناب والا! سوال کے (الف) جز میں' میں نے یہ پوچھا ہے کہ

"کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد ڈویژن اور ضلع کی انتظامیہ نے چک نمبر 212 رب تھانہ کوتوالی کے بالمقابل سول ملازمین کی رہائش گاہوں کو گرا کر وہاں پر (پی ایس او) پاکستان برما شیل کے اشتراک سے ایک پٹرول پمپ قائم کیا ہوا ہے"

وزیر قانون ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! کون سا نمبر ہے؟

جناب سپیکر ، 492 ہے۔

وزیر قانون ، جناب والا! اگر آپ سوال نمبر 492 کو پڑھیں تو یہ ہوم ڈیپارٹمنٹ سے تعلق نہیں رکھتا۔ لیکن چونکہ یہ سوال پچھلے اجلاس میں ٹیک اپ ہو گیا تھا اور کھوسہ صاحب نے اس معزز ایوان میں معزز رکن کی خدمت میں یہ عرض کیا تھا کہ صاف اور واضح طور پر اگر آپ اپنی ضرورت بتائیں کہ آپ کیا جواب چاہتے ہیں تو ہم اس کا جواب محکمہ متعلقہ سے لینے کے لیے تیار ہیں۔ جناب سپیکر! جب اس کا مجھے کل جواب ملا تو میں نے کھوسہ صاحب سے پوچھا' انھوں نے فرمایا کہ مجھے اس وقت تک نہیں بتایا گیا تھا کہ ان کی ضرورت کیا ہے اور کیا جواب چاہیے؟ ویسے جناب سپیکر! یہ جواب بورڈ آف ریونیو کے متعلقہ ہے۔ جگہ بورڈ آف ریونیو نے الاٹ کی ہے نہ کہ ہوم ڈیپارٹمنٹ نے۔ اس میں تھوڑی سی الجھن تھی اس لیے میرے پاس اس کا جواب موجود نہیں ہے۔

چودھری زاہد محمود گورایہ، جناب سپیکر! پچھلی مرتبہ جب یہ سوال پینڈنگ کیا گیا تھا اس وقت بھی میں نے بڑی وضاحت کے ساتھ تین چار پوائنٹ اس اسمبلی میں اٹھائے تھے لیکن یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ایک سوال بار بار اٹھایا جا رہا ہے پھر بھی اس کا مناسب جواب نہیں آ رہا۔ اس دن بھی میں نے

ضمنی سوال اس آخری حصے جز (ج) پر کیا تھا جس میں میرا یہ سوال تھا کہ یہ درست ہے کہ قواعد و ضوابط کی رو سے ڈپٹی کمشنر اور کمشنر حکومت کی پیشگی منظوری کے بغیر از خود سرکاری اراضی پر قائم ملازمین کی رہائش گاہوں کو گرا کر منافع بخش کاروبار میں نہیں لگا سکتے اور نہ ہی نجی سطح پر حساب کتاب رکھنے کے مجاز ہیں۔ جناب والا! اس کا جواب انھوں نے جز (ج) میں ہی لکھا ہوا ہے۔

"یہ درست ہے کہ کمشنر اور ڈپٹی کمشنر ذاتی مفاد کے لیے سرکاری اراضی کا استعمال نہیں کر سکتے تاہم یہ اراضی عوام کے بہترین مفاد کے لیے درکار تھی۔ کمشنر فیصل آباد ڈویژن نے اس وقت کے سینیئر ممبر بورڈ آف ریونیو' ممبر کالونیز کی پیشگی اجازت سے اس جگہ مین ٹرمینل قائم کیا اور ساتھ ہی تحریری طور پر اجازت طلب کی گئی جو بورڈ آف ریونیو کے پاس منظوری کے مراحل میں ہے۔"

جناب والا! یہ نکتہ قابل غور ہے کہ ابھی تک بورڈ آف ریونیو کے پاس اس پٹرول پمپ کے این او سی کی منظوری کے لیے درخواست پڑی ہوئی ہے۔ اور اس پٹرول پمپ کو چلتے ہوئے تقریباً تین سال ہوگئے ہیں۔ کیا یہ کوئی ایسا قانون ہے کہ بغیر بورڈ آف ریونیو کی منظوری کے پٹرول پمپ لگایا جا سکتا ہے جو کہ سرکاری اراضی پر ہو؟

وزیر قانون ، جناب والا! آپ نے معزز رکن کا سوال خود سن لیا ہے یہ کسی طور پر بھی محکمہ ہوم سے تعلق نہیں رکھتا۔

جناب سپیکر، ویسے یہ ریونیو بورڈ سے متعلقہ ہے۔ پھر بھی وزیر قانون نے اس کا تفصیل سے جواب دیا ہے۔

چودھری زاہد محمود گورایہ، وضاحت نام کی تو چیز ہی نہیں ہے' ضمنی سوال تو بے شمار ہیں اس دن بھی میں نے ضمنی سوال کیے تھے لیکن جواب تو کوئی بھی نہیں۔ ---

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ یہ جو سوال ہے----

چودھری زاہد محمود گورایہ، اب یا تو منسٹر صاحب بتا دیں کہ کیا کوئی ایسا رول ہے کہ بورڈ آف ریونیو کے پاس ایک کیس منظوری کے لیے پڑا ہوا ہے جب کہ پٹرول پمپ پچھلے تین سال سے چل رہا ہے؟

جناب سپیکر، میرا خیال ہے گورایہ صاحب' اس طرح کرتے ہیں کہ اس سوال کو پینڈنگ کر لیتے ہیں اور آگے ریونیو ڈیپارٹمنٹ کے سوالات آرہے ہیں یہ سوال بھی ان کو بھیج دیتے ہیں۔

چودھری زاہد محمود گورایہ، ٹھیک ہے اس کو پینڈنگ کر دیں۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب ویسے یہ سوال پہلے ہی ان کے پاس جانا چاہیے تھا۔

وزیر قانون، مجھے چونکہ کل یہ سوالات ملے ہیں میں نے کل ہی پوائنٹ آؤٹ کر دیا تھا۔

جناب سپیکر، اگلا سوال بھی چودھری زاہد محمود گورایہ صاحب کا ہے۔

چودھری زاہد محمود گورایہ، 498۔

جناب سپیکر، 498۔ اس کا جواب بھی کافی تفصیل کے ساتھ ہے یہ بھی پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

کاروں وغیرہ کی چوری

*498۔چودھری زاہد محمود گورایہ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) یکم جنوری 1993ء سے لے کر تاحال صوبے میں کل کتنی کاروں/موٹر سائیکل و دیگر گاڑیوں کی چوری کے مقدمات درج ہوئے ان کی اضلاع وار تفصیلات کیا ہیں۔

(ب) متذکرہ عرصے کے دوران کتنی گاڑیاں/ کاریں اور موٹر سائیکل برآمد ہوئیں اور ان کے چیسز و انجن نمبر اور رجسٹریشن نمبر و نام مالکان کیا ہیں۔

(ج) متذکرہ عرصے کے دوران برآمد شدہ گاڑیوں کو کن کن اشخاص کو کس مجاز اتھارٹی کے حکم سے کس تاریخ کو سپرداری پر دیا گیا۔

(د) متذکرہ عرصے کے دوران کتنے افراد گاڑیوں کی چوری کے مقدمہ جات میں گرفتار ہوئے ان میں کتنے چالان عدالتوں کے سپرد ہوئے، کتنے زیر سماعت ہیں، کتنے زیر تفتیش ہیں اور کتنے مقدمات عدم پیروی کی بناء پر خارج ہوئے۔

(ر) کتنی گاڑیوں کی برآمدگی کے بارے میں ابھی تک کوئی مالک لینے نہ آیا ہے اور ایسی گاڑیوں کے انجن و چیسز نمبر اور رجسٹریشن نمبر کیا ہیں؟ تمام تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ)،

(الف) یکم جنوری 1993ء سے لیکر تاحال صوبے میں کل 21,268 کاروں/ موٹر سائیکلوں و دیگر گاڑیوں

کی چوری کے مقدمات درج ہوئے۔ ان کی اضلاع وارتفصیل برضمیمہ "الف" ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) متذکرہ عرصے کے دوران کل 6061 گاڑیاں/ کاریں اور موٹر سائیکل برآمد ہوئیں۔ ان کے چیسز و انجن نمبر اور رجسٹریشن نمبر و نام مالکان کی تفصیل برضمیمہ "ب" ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) متذکرہ عرصے کے دوران برآمد شدہ گاڑیوں کو مجاز اتھارٹی ضلع مجسٹریٹ اور اسسٹنٹ کمشنر کے حکم سے سپرداری پر دیا گیا جس کی تفصیل برضمیمہ "ب" ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) متذکرہ عرصے کے دوران 9541 افراد گاڑیوں کی چوری کے مقدمات میں گرفتار ہوئے۔ ان میں 7479 چالان عدالتوں کے سپرد ہوئے۔ 4228 زیر سماعت ہیں۔ 1734 زیر تفتیش ہیں۔ 972 مقدمات عدم پیروی کی بناء پر خارج ہوئے' جبکہ 1847 مقدمات عدم پتہ قرار دیے گئے۔

(ہ) 140 گاڑیوں کے بارے میں برآمدگی کے بعد بھی مالک لینے نہ آیا ہے۔ تفصیل برضمیمہ "ب" ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر، گورایہ صاحب اس میں کوئی ضمنی سوال کرنا چاہیں گے؟

چودھری زاہد محمود گورایہ، جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے یہاں پر جز (ر) میں لکھا ہوا ہے کہ،

"کتنی گاڑیوں کی برآمدگی کے بارے میں ابھی تک کوئی مالک لینے نہ آیا ہے اور ایسی گاڑیوں کے انجن و چیسز نمبر اور رجسٹریشن نمبر کیا ہیں؟ تمام تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں"

تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔ ضمنی سوال یہ ہے کہ جو بے شمار گاڑیاں محکمہ پولیس کے پاس چوری کی پکڑی جاتی ہیں اور مالکان لینے نہیں آتے ان کے ساتھ محکمہ پولیس کیا سلوک کرتا ہے؟ یہ انھیں نیلام کرتے ہیں یا ٹائر اتار کے اپنی گاڑیوں کو لگا لیتے ہیں ان کا ایئر کنڈیشنر نکال کر اپنی گاڑیوں کو لگا لیتے ہیں میں اس کی وضاحت چاہوں گا؟

جناب سپیکر، جی راجہ صاحب!

(*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

وزیر قانون ، جناب والا! سوال یہ کیا گیا تھا کہ کتنی گاڑیوں کی برآمدگی کے بارے میں ہے کہ کوئی مالک ابھی تک لینے نہیں آیا۔ ہم نے کہا ہے کہ 140 گاڑیوں کے مالک نہیں آئے۔ اب جناب والا! ان گاڑیوں کی disposal باقاعدہ ڈپٹی کمشنر کے دفتر سے کی جاتی ہے اور باقاعدہ ضابطے کی کارروائی مکمل کرنے کے بعد کی جاتی ہے۔ اور ان کو ایک خاص عرصے تک رکھا جاتا ہے جب مالک نہیں آتا یہ dispose of کر دی جاتی ہیں۔

جناب سپیکر، یہ نیلام کی جاتی ہیں؟

وزیر قانون ، جی نیلام کی جاتی ہیں۔

جناب سپیکر، گورایہ صاحب! یہ گاڑیاں نیلام کی جاتی ہیں۔

چودھری زاہد محمود گورایہ، جناب والا! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہاں پر جواب میں لکھا گیا ہے کہ جو گاڑیاں چوری ہوتی ہیں اس کے بعد مالکان کو واپس کر دی جاتی ہیں۔ میں آج اس ایوان میں بڑے وثوق کے ساتھ یہ بات کرنی چاہتا ہوں کہ ہمارے جتنے بھی ایس ایچ او صاحبان ہیں' ان سب کے پاس چوری کی ہم سے بھی بہتر کرولا نئے ماڈل کی گاڑیاں ہیں اور انھوں نے نمبر تبدیل کر کے اپنے پاس رکھی ہوئی ہیں اور سارا دن یہ ایئر کنڈیشنڈ گاڑیاں دوڑائے پھرتے ہیں۔ ان کا سدباب کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ میں نشان دہی کر دیتا ہوں کہ کن کن ایس ایچ او صاحبان کے پاس کتنی کتنی گاڑیاں ہیں۔ اصل میں ہوتا یہ ہے کہ چوری کی گاڑی پکڑی جاتی ہے۔ بجائے اس کے کہ وہ اصل مالک کو واپس کی جائے یہ اس گاڑی کو خود اپنے استعمال میں رکھتے ہیں۔ یا اگر گاڑی کا کوئی مالک مل جاتا ہے تو اس گاڑی کے ٹائر' ایئر کنڈیشنر حتیٰ کہ اس کی پوشش تک اتار لی جاتی ہے۔ اور یہ سارا سلسلہ کب تک چلتا رہے گا؟ منسٹر صاحب! یہ بتائیں۔

جناب سپیکر، اس میں گورایہ صاحب' آپ کے پاس کوئی ایسی معلومات ہیں؟

چودھری زاہد محمود گورایہ، جناب والا! یہ پورے پنجاب میں ہو رہا ہے۔ ہر بندے کو پتا ہے میرے نوٹس میں جتنی ہیں میں تو وہی بتاؤں گا۔

جناب سپیکر، جو آپ کے نوٹس میں ہیں آپ تو وہی بتائیں گے۔

چودھری زاہد محمود گورایہ، میں بتا دوں گا۔ لیکن پورے پنجاب میں یہ طریقہ کار چل رہا ہے کہ چوری

کی گاڑی ایس ایچ او صاحب کے پاس ہوتی ہے۔ جو محافظ ہے عوام کا وہ خود چوری کی گاڑی استعمال کرتا ہے۔

جناب سپیکر، وہ تو ٹھیک ہے۔ فی الحال اس سوال کے حوالے سے آپ خاص کوئی مثال دیں۔

چودھری زاہد محمود گورایہ: مجھے منسٹر صاحب طریقہ کار بتا دیں۔ میں بعد میں پوری وضاحت دے دوں گا ایسی گاڑیاں جدھر بھی کھڑی ہیں۔

وزیر قانون ، جناب والا! معزز رکن نے جو سوال کیا ہے اس کے پانچ جز تھے۔ انھوں نے گاڑیوں کی تعداد بھی پوچھی' موٹر سائیکل جو چوری ہوئے وہ پوچھے' انھوں نے disposal کا طریقہ پوچھا۔ اگر ان کے علم میں ایسی کوئی بات تھی کہ کوئی پولیس اہل کار اس قسم کی کوئی گاڑی استعمال کررہا ہے تو اس کا نام دے دیتے آج ہم وہ بھی جواب دے دیتے اور اس کے خلاف کارروائی بھی کرتے۔ اگر انھوں نے اس حقیقت کو اپنے تک چھپا کر رکھا ہوا ہے تو وہ ان کی صوابدید ہے۔ لیکن جناب والا! جہاں تک حکومت کا تعلق ہے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے ایسی گاڑیاں جن کا اس وقت تک کوئی مالک سامنے نہیں آیا باقاعدہ ان کا اشتہار اخبار میں دیا اور تفصیل دی' انجن نمبر دیے' چیسز نمبر دیے اور گاڑیوں کے نمبر دیے کہ یہ یہ گاڑیاں ہمارے پاس موجود ہیں اگر ان کا کوئی مالک ہے تو وہ ہمارے پاس آئے' ہم سے رابطہ کرے تاکہ اس کو گاڑی دی جائے۔ جو نہیں آئے تو اس کے بعد ڈپٹی کمشنر نے ضابطے کی کارروائی کرنے کے بعد ان کو نیلام کرنا ہے۔ ہم نے باقاعدہ اخبارات میں اس کے لیے اشتہارات دیے ہیں۔ جس طرح معزز رکن کہہ رہے ہیں اور اگر ان کے پاس کوئی معلومات ہیں تو یہ بتائیں ہم کارروائی کرنے کے لیے تیار ہیں۔

جناب سپیکر، گورایہ صاحب! آپ کوئی خاص بتائیں۔

چودھری زاہد محمود گورایہ، جناب والا! فیصل آباد تھانہ سول لائن میں "سنی نسان" دو سال سے کھڑی بالکل نئی' اور وہاں کا جو بھی ایس ایچ او لگتا رہا ہے وہ اس گاڑی کو استعمال کرتا رہا ہے۔ تھانہ فیکٹری ایریا میں بھی ایسے ہی صدر میں بھی ایسے ہی دو گاڑیاں ہیں۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب یہ لکھ لیتے ہیں۔

چودھری زاہد محمود گورایہ، 1997 ماڈل کی ایک سفید رنگ کی کرولا کار۔ یہ ہر جگہ پر ایسے ہو رہا ہے میں کس کس جگہ کی نشان دہی کروں۔

وزیر قانون ، جناب والا! میں پھر عرض کرتا ہوں کہ یہ ساری باتیں اپنے سوال میں لکھ دیتے تو اس کا جواب آ گیا ہوتا۔

جناب سپیکر، آپ یہ تینوں باتیں نوٹ کر لیں یہ ابھی انھوں نے شامل کی ہیں۔ گورایہ صاحب انھوں نے یہ نوٹ کر لی ہیں۔ یہ جو تین تھانوں کے بارے میں آپ نے ابھی معلومات دی ہے۔

چودھری زاہد محمود گورایہ، جناب والا! میں نے یہ پوچھا ہے کہ ان لوگوں کے خلاف کیا کارروائی کی جائے گی جو ایس ایچ او چوری کی گاڑیاں استعمال کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر، گورایہ صاحب دیکھیں، آپ نے ابھی جو معلومات دی ہیں۔ پہلے تو یہ پتا کرنے کی ضرورت ہے کہ آیا ان کے پاس گاڑیاں ہیں بھی یا نہیں، گاڑیاں کون سی ہیں اور مالک کون ہیں اور یہ گاڑیاں کب سے کھڑی ہیں؟ آپ نے جو سوال کیا تھا اگر اس میں ہی یہ لکھ دیتے تو آج اس کا جواب بھی آ جاتا۔

چودھری زاہد محمود گورایہ، دوسرا جناب والا میں نے یہ پوچھا ہے کہ جس طرح ابھی ہمارے معزز وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ جن چوری کی گاڑیوں کو مالکان واپس لینے نہیں آتے۔ ان کا وہ حال کیا جاتا ہے کہ ان کی باڈی تک ہر چیز جو ممکن ہوتی ہے انجن میں سے نکال کر، ابھی پچھلے دنوں تھانہ صدر فیصل آباد میں ایک گاڑی کھڑی تھی میں خود وہاں گیا اس کا ایئر کنڈیشنر بھی نکالا ہوا تھا، اس کی پوشش بھی اتاری ہوئی تھی اس کے ٹائر تبدیل کر دیے گئے تھے۔ ایسی گاڑی کو مالکان کیا لینے آئیں گے جب کہ ان کی آدھی گاڑی کو پولیس ویسے ہی کھا جاتی ہے؟ ان لوگوں کے خلاف کوئی لائحہ عمل وضع کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر، گورایہ صاحب! یہ تو ایک جنرل بات ہوگئی۔ ابھی جس طرح آپ نے ابھی تین نام دیے ہیں۔ آپ کے پاس کوئی معلومات ٹھوس ہوں تو وہ آپ دیں۔

چودھری زاہد محمود گورایہ ،ٹھوس معلومات میرے پاس جتنی ہیں وہ میں دے دوں گا۔ ویسے پنجاب میں یہی سلسلہ کار ہے۔

چودھری محمد صدیق سالار، جناب والا! میں اس پریکٹس سے گزرا ہوں۔ میری گاڑی چوری ہوئی۔ پولیس نے میری گاڑی برآمد کر کے مجھے دی۔ اور انھوں نے اس کی کوئی چیز نہیں اتاری۔ مجھے باقاعدہ صحیح گاڑی ملی۔ اب رہی یہ بات کہ وہاں گاڑیاں ہیں، ضرور ہیں۔

جناب سپیکر، کسی اور کی تو نہیں ڈال کے دے دی؟

چودھری محمد صدیق سالار، نہیں جناب نہیں۔ میری اپنی گاڑی تھی۔ گاڑیاں وہاں ہیں گورایہ صاحب کی بات سے اختلاف نہیں۔ مگر وہ مقدمات عدالتوں میں موجود ہیں۔ جب تک عدالت اس کا فیصلہ نہ کرے وہ گاڑی نیلام نہیں ہوسکتی۔ بوقت ضرورت وہ گاڑی عدالت کو دکھانا ہوتی ہے۔

جناب سپیکر، اگلا سوال جناب ایس۔ اے حمید صاحب کا ہے۔ وہ تشریف نہیں لائے۔ اگلا سوال بھی انھی کا ہے۔ پھر حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا سوال ہے۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال بھی بٹ صاحب کا ہے۔ آگے رانا ثناء اللہ صاحب کا سوال ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، 617

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ رانا صاحب نے کسی پچھلے سوال پر on his behalf اس لیے نہیں کہا کہ آگے ان کا اپنا سوال آرہا تھا تاکہ جلدی آجائے۔

ڈبل سواری پر پابندی

*617۔ رانا ثناء اللہ خان، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) یکم اپریل 1997ء سے آج تک پنجاب پولیس یا ٹریفک پولیس نے ڈبل سواری سے ممانعت کی بنیاد پر صوبہ بھر میں کل کتنی تعداد میں موٹر سائیکل/سکوٹر ٹریفک قوانین یا زیر دفعہ 144/Cr.PC یا کسی بھی دیگر قانونی ضابطہ کے تحت چالان کیے یا بند کیے اور انھی بنیاد پر کل کتنی تعداد میں شہری گرفتار کیے یا عارضی حراست میں رکھے مکمل تفصیل مع موٹر سائیکل نمبر، نوعیت جرم و دفعہ، موٹر سائیکل/سکوٹر سوار شہری کا نام مع مکمل ایڈریس ایوان میں پیش کی جائے۔

(ب) یکم اپریل 1997ء سے 25-5-97 تک پنجاب پولیس یا ٹریفک پولیس نے موٹر سائیکل/سکوٹر پر بصورت ڈبل سواری جاتے ہوئے یا موقع واردات سے فرار ہوتے ہوئے کل کتنے دہشت گرد گرفتار کیے ہیں۔ ہر دہشت گرد کا نام مع موٹر سائیکل نمبر، مقدمہ نمبر جس میں گرفتار کیا گیا مکمل تفصیل پیش کی جائے۔ ڈبل سواری پر پابندی سے حکومت نے کیا مقاصد حاصل کیے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ)،

(الف) یکم اپریل 1997ء سے آج تک پنجاب پولیس/ٹریفک پولیس نے ڈبل سواری سے ممانعت کی

بنیاد پر یا زیر دفعہ 144/Cr.PC یا کسی بھی دیگر قانونی ضابطے کے تحت کل 120763 موٹر سائیکل/سکوٹر کے چالان کیے یا بند کیں اور انہی بنیاد پر کل 10900 شہری گرفتار کیے اور 1637 عارضی حراست میں رکھے۔ مکمل تفصیل موٹر سائیکل نمبر، نوعیت جرم و دفعہ، موٹر سائیکل / سکوٹر سوار شہری کا نام مع مکمل ایڈریس کی تفصیل ضمیمہ "الف" ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جناب سپیکر! جب جز (ب) کا جواب دیا گیا تھا تو ہم نے لکھا تھا کہ کوئی دہشت گرد گرفتار نہ کیا ہے اب تازہ ترین صورت حال یہ ہے کہ ہم نے 2 دہشت گرد گرفتار کیے ہیں۔

جناب سپیکر، موٹر سائیکل کے اوپر سے گرفتار کیے ہیں؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! موٹر سائیکل پر فرار ہوتے ہوئے گرفتار کیے ہیں۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! کوئی ضمنی سوال؟

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! سوال کے جواب میں تو انھوں نے یہی لکھا تھا کہ سوال میں پوچھے گئے عرصے کے دوران انھوں نے 120763 موٹر سائیکلیں پکڑیں، بند کیں اور 10900 کے قریب شہری گرفتار کیے۔ لیکن کوئی بھی دہشت گرد گرفتار نہیں کیا۔ اب یہ کہہ رہے ہیں کہ 2 دہشت گرد گرفتار کیے ہیں۔ جناب سپیکر! ان 2 دہشت گردوں کی تھوڑی سی تفصیل بتا دیں کہ وہ کون سی واردات سے فرار ہو رہے تھے؟ اور انھوں نے راستے میں ڈبل سواری کی صورت میں پکڑے ہیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! عمران اشرف ولد محمد اشرف سکنہ حاصل پور مقدمہ نمبر 329/97 مورخہ 20-11-97 بجرم 188 گرفتار کیا گیا ہے۔ انیس الرحمن ولد عبدالعزیز سکنہ چیچہ وطنی مقدمہ نمبر 329/97 گرفتار ہوا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! وزیر موصوف کے جواب سے یہ ثابت ہو گیا کہ وہ کسی وقوعہ سے جرم کر کے فرار ہوتے ہوئے نہیں پکڑے گئے۔ وہ معمول میں موٹر سائیکل پر ویسے کہیں جا رہے ہوں گے تو انھوں نے ان کو پکڑا۔ جناب سپیکر! وزیر موصوف اس بات کی وضاحت کریں کہ جب ایک شریف شہری کو پکڑ کر، موٹر سائیکل سے اتار کر، اس کی تلاشی لے کر اور اس کی شناخت کر کے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ یہ آدمی دہشت گرد نہیں ہے، تو پھر اس کو تھانے میں لے جا کر اس کی موٹر

(*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

سائیکل بند کرنے اور اسے حوالات میں بند کرنے اور اگلے دن ضمانت تک اسے تھانے میں رکھنے سے حکومت کو کون سے مفادات حاصل ہو رہے ہیں؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! میرے بھائی نے بڑا عام سا سوال کیا ہے۔ بات یہ ہے کہ کسی کو اس غرض سے نہیں روکا جاتا کہ ہم نے وہاں یہ پرکھنا ہوتا ہے کہ وہ دہشت گرد ہے یا نہیں۔ بلکہ اس لیے روکا جاتا ہے کہ وہ ڈبل سواری کی خلاف ورزی کر رہا ہوتا ہے۔ان کا یہ کہنا کہ جب تسلی ہو جاتی ہے۔ ایک ٹریفک کانسٹیبل مال روڈ پر کھڑا ہے۔ وہ کسی کو ڈبل سواری کی خلاف ورزی پر روکے تو وہاں یہ نہیں پرکھ سکتا کہ یہ دہشت گرد ہے یا نہیں اور تسلی کے بعد چھوڑ دے۔

جناب سپیکر، بعد میں تفتیش کے دوران ہی پتا چل سکتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! انھوں نے فرمایا ہے کہ ہم ڈبل سواری والوں کو اس لیے نہیں روکتے کہ ہمیں دہشت گردوں کی تلاش ہے۔ جب کہ انھوں نے خود جواب کے جز (ب) میں اسی بات کو مانا ہے۔

جناب سپیکر، آپ نے بھی اخبارات میں پڑھا کہ دہشت گردی کے زیادہ واقعات موٹر سائیکل کے اوپر ہوئے ہیں۔ دہشت گرد کارروائی کرنے کے بعد موٹر سائیکل کے اوپر زیادہ پھرتی کے ساتھ گلیوں میں سے نکل جاتے ہیں۔ اس کے بعد یہ پابندی لگائی گئی تھی۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب ایک آدمی کی شناخت ہو جاتی ہے کہ وہ دہشت گرد نہیں۔ اس کے پاس شناخت نامہ ہے اور دیگر ثبوت ہیں۔ یہ 120763 کی تعداد تو کچھ بھی نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ کم از کم 10 لاکھ افراد ایسے ہوں گے جن کو انھوں نے پیسے لے کر چھوڑا ہوگا۔ شہری علاقے میں تو یہ پابندی ایک عذاب بنی ہوئی ہے۔ موٹر سائیکل غریب آدمی کی سواری ہے۔ کوئی آدمی اس سواری پر کسی کو اپنے ساتھ نہیں لے کر جا سکتا۔ اسے روک لیا جاتا ہے اور باوجود اس بات کے کہ وہ شناخت کروا دے کہ میں ایک شریف شہری ہوں۔ یہ میرا شناخت نامہ ہے' فلاں جگہ پر میری رہائش ہے اور فلاں آدمی میری ضمانت دینے کو تیار ہے۔

جناب سپیکر، رانا صاحب کا پوائنٹ آؤٹ کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس میں زیادہ محتاط ہونے کی ضرورت ہے کہ عام شہریوں کے ساتھ کوئی زیادتی نہ ہو۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! 120763 آدمیوں کو روکا گیا اور ان میں سے 10900 کے خلاف کارروائی

ہوئی۔ باقی تقریباً 120000 کو تسلی ہونے پر چھوڑ دیا گیا۔

جناب سپیکر، اگلے سوال پر چلتے ہیں۔ جناب سردار نسیم اللہ خان شاہانی صاحب! شاہانی صاحب موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال بھی انہی کا ہے۔ پھر خواجہ محمد اسلام صاحب کا سوال ہے۔ وہ بھی نہیں ہیں۔ اگلا سوال حاجی امداد صاحب کا ہے۔ وہ بھی نہیں ہیں۔ پھر خواجہ سعد رفیق صاحب کا سوال ہے۔

خواجہ سعد رفیق، 1057

سزا یافتہ خواتین کو ملتان جیل میں رکھنا

*1057۔ خواجہ سعد رفیق، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں سزا یافتہ خواتین کو ان کے علاقہ کی متعلقہ جیل کی بجائے ملتان جیل میں بھیج دیا جاتا ہے۔ جبکہ ان کو جس ضلع سے گرفتار کیا جاتا ہے اس ضلع کی متعلقہ جیل میں رکھا جانا چاہیے۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت قیدی/ حوالاتی خواتین کو ان کی متعلقہ جیل میں رکھنے کا بندوبست کرنے کے لیے تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ)،

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ 2 ماہ سے زاید سزا یافتہ خواتین کو زنانہ جیل ملتان میں بھیج دیا جاتا ہے۔ جب کہ ان کے ضلع کی جیل میں صرف حوالاتی خواتین کو رکھنے کی گنجائش ہے۔

(ب) جیسا کہ جز (الف) میں بیان کیا گیا ہے۔ حوالاتی خواتین قیدیوں کی ضلع کی جیل میں صرف حوالاتی خواتین کو رکھنے کی گنجائش ہے۔ سزا یافتہ خواتین کے لیے پنجاب میں زنانہ جیل صرف ملتان میں واقع ہے۔ جہاں قیدی خواتین کو مذہبی تعلیم، کشیدہ کاری، دست کاری اور سلائی کڑھائی کا ہنر سکھانے کا انتظام موجود ہے۔ پنجاب کی دوسری جیلوں میں ایسا انتظام موجود نہ ہے۔ البتہ مختصر سا زنانہ سٹاف موجود ہے جو صرف حوالاتی خواتین کے لیے ہی کافی ہے۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

خواجہ سعد رفیق، جناب سپیکر! وزیر موصوف نے یہ ایک گھڑا گھڑایا اور بنا بنایا محکمانہ جواب پیش کیا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف یہ ارشاد فرمائیں گے کہ سزا یافتہ خواتین کو ان کے ہوم ڈسٹرکٹس سے سینکڑوں میل دور مقید کرنے کے غیر اخلاقی اور غیر انسانی اقدام کے خاتمے کے لیے

اور انھیں ان کے متعلقہ ضلع کی جیل میں رکھنے کے لیے کوئی تجویز حکومت کے پیش نظر ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! تجویز تو بڑی معقول ہے۔ لیکن اس کے لیے وسائل درکار ہوتے ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس معقول تجویز پر غور کیا جائے گا۔ جناب سپیکر! جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ سوال کا گھڑا گھڑایا جواب ہے۔ میں نے تو قانون' قاعدے اور ضابطے کے مطابق جواب دیا ہے۔ اور 2 ماہ یا اس سے زاید سزا یافتہ خواتین کو جیل رولز کے تحت خواتین کی جیل میں رکھا جاتا ہے۔ اس لیے یہ کسی فرد کی صوابدید پر نہیں ہے کہ جہاں چاہے کسی کو رکھ لے۔ بلکہ جو قانون اور ضابطے کے مطابق ہے اس پر عمل درآمد کیا جاتا ہے۔ اور میں نے یہ گھڑ گھڑا کر نہیں' بلکہ ضابطے کے مطابق جواب دیا تھا۔

جناب سپیکر، جی' خواجہ صاحب!

خواجہ سعد رفیق، جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کشیدہ کاری' دست کاری اور سلائی کڑھائی کی معصوم سہولتیں نہ ہونے کی بنیاد پر ان قیدی خواتین کو اپنے بچوں اور عزیزواقارب سے جدائی کا یہ عذاب کب تک برداشت کرنا ہو گا؟

جناب سپیکر، جی' راجہ صاحب!

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ وسائل کی بات ہے کہ جب وسائل ہمیں دست یاب ہوں گے۔یہ صرف سلائی کڑھائی کا مسئلہ نہیں۔ وہاں زنانہ عملہ بھی تعینات کرنا پڑتا ہے اور اس کے لیے وسائل درکار ہیں۔جیسے ہی ہمیں وسائل دستیاب آئیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ کارروائی کی جائے گی۔

خواجہ سعد رفیق، جناب سپیکر! پنجاب بھر کی جیلیں پہلے ہی زیادہ بھری ہوئی ہیں اور مردوں کی جیلوں میں بھی ان کے پاس سٹاف کم ہے لیکن حوالاتی اور قیدی دونوں طرح کے لوگ ان کے پاس موجود ہیں۔ بہرحال میں سوال یہ کرنا چاہتا ہوں کہ -----

جناب سپیکر، کیا آپ یہ تو نہیں کہنے والے کہ جیلوں کا جال بچھا دیا جائے؟

خواجہ سعد رفیق، جناب میں یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ کیا حکومت فوری طور پر کم از کم ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز پر خواتین جیلوں میں قیدی خواتین کو رکھنے کا بندوبست کرنے کے لیے تیار ہے؟ کیا یہ ان کے لیے ممکن ہے؟ اور اگر ہے' تو کتنے عرصے میں؟

جناب سپیکر، جی' راجہ صاحب!

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ وسائل کی بات ہے۔ تجویز معقول ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس پر غور کریں گے۔

جناب سپیکر، اگلا سوال حاجی امداد حسین صاحب کا ہے۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، 1078 ان کے ایماء پر دریافت کیا گیا۔

جناب سپیکر، اس کے جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور میں دہشت گردی کے مقدمات

*1078۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

اپریل1997ء سے لے کر آج تک لاہور میں دہشت گردی کے کتنے واقعات ہوئے۔ نیز حلقہ پی۔پی118 میں دہشت گردی سے کتنے افراد لقمۂ اجل بنے۔ کیا دہشت گردوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور جس پولیس اسٹیشن کی حدود میں یہ واقع ہوا اس کے لیے کیا اقدامات کیے گئے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ)،

اپریل1997ء سے لے کر آج تک ضلع لاہور کی حدود میں دہشت گردی کے چھ واقعات ہوئے ہیں جن میں 31 افراد ہلاک اور 22 زخمی ہوئے ہیں۔ بمطابق رپورٹ مہتمم پولیس کینٹ ڈویژن لاہور حلقہ پی۔پی118 میں اپریل1997ء سے آج تک دہشت گردی کا کوئی واقعہ رونما نہ ہوا ہے۔ تمام واقعات تھانہ نیو انار کلی' پرانی انار کلی' شاہدرہ' مزنگ اور قلعہ گوجر سنگھ لاہور کے علاقہ جات میں رونما ہوئے ہیں۔ تاحال کوئی ملزم گرفتار نہ ہوا ہے۔ تاہم ملزمان کی گرفتاری کے لیے تمام تر وسائل بروئے کار لائے جا رہے ہیں۔

دہشت گردی کے واقعات کی روک تھام کے لیے تمام ممکنہ اقدامات کیے جا رہے ہیں۔ اہم مقامات حساسیات' مساجد' امام بارگاہ اور دوسری جگہوں پر پولیس کی ڈیوٹی کے علاوہ بازاروں اور اہم سڑکوں پر دن رات گشت کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب میں یہ بتایا گیا ہے کہ اپریل 1997ء سے لے کر آج تک ضلع لاہور کی حدود میں دہشت گردی کے چھ واقعات ہوئے ہیں۔ جن میں 31 افراد ہلاک اور 22 زخمی ہوئے۔ لیکن اس میں یہ بھی لکھا گیا ہے کہ دہشت گردی کے جتنے واقعات ہوئے ہیں ان میں جو لوگ ملوث تھے۔ ان میں سے اب تک ایک بھی گرفتار نہیں ہو سکا۔

جناب سپیکر، سوال چونکہ بہت پرانا ہے۔ اس کے بعد لاہور میں دہشت گرد گرفتار تو ہوئے ہیں۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، مگر جواب میں یہی لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر، ظاہر ہے کہ پرانا چلا آ رہا ہے۔ راجہ صاحب آپ کے پاس تازہ ترین معلومات ہوں گی کہ اس کے بعد لاہور میں گرفتار تو ہوئے ہیں۔

وزیر قانون، مومن پورہ کے ہوئے ہیں۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، میرا مقصد یہ ہے کہ کیا یہ حکومت کی ناکامی کا ثبوت نہیں ہے اور یہ محکمہ پولیس کی ناکامی کا ثبوت نہیں ہے کہ ایک بھی ملزم ابھی تک نہیں پکڑا گیا؟

جناب سپیکر، آپ کو وہ آواز نہیں آئی کہ ابھی حال ہی میں پکڑے گئے ہیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں ریکارڈ کی خاطر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح میرے بھائی نے کہا کہ یہ حکومت کی ناکامی کے ثبوت نہیں ہیں۔ جناب سپیکر میں اس معزز ایوان کے فلور پر یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ موجودہ حکومت کے اقتدار میں آنے کے بعد پنجاب کی تاریخ میں سب سے زیادہ دہشت گرد ہماری حکومت نے گرفتار کیے ہیں۔ اس سے پہلے کسی حکومت نے اتنے دہشت گرد گرفتار نہیں کیے تھے جتنے موجودہ حکومت نے کیے ہیں۔

جناب سپیکر، اگلا سوال چودھری سلطان محمود گوندل صاحب کا ہے۔

چودھری سلطان محمود گوندل، 1082

کھاد کی بلیک

*1082۔ چودھری سلطان محمود گوندل، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) یکم جولائی 1993ء سے 31 دسمبر 1996ء تک ضلع منڈی بہاؤالدین میں کھاد بلیک کرنے اور ملاوٹ کرنے پر کتنے دکان داروں کے خلاف پرچے درج ہوئے۔

(ب) مذکورہ بالا کیسوں میں کتنے کتنے افراد کے چالان ہوئے ان کیسوں میں سے کتنے کے فیصلے ہو چکے ہیں اور کیا فیصلے ہوئے۔ ہر کیس کی علیحدہ علیحدہ تفصیل بتائی جائے نیز جو کیس ابھی بقایا ہیں ان کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ)،

(الف) یکم جولائی 1993ء سے 31 دسمبر 1996ء تک ضلع منڈی بہاؤالدین میں کھاد بلیک کرنے اور ملاوٹ کرنے والے دو دکان داروں کے خلاف پانچ مقدمات درج ہوئے۔

(ب) مذکورہ بالا کیسوں میں پانچ افراد کے چالان ہوئے۔ ان کیسوں میں سے دو کیسوں کے فیصلے ہو چکے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ،

1۔ مقدمہ نمبر 224' مورخہ 94-11-5' زیر دفعہ 3/7 پرائس کنٹرول ایکٹ' تھانہ کھنیالہ شیخاں میں ملوث ملزم ملک محمد منیر ولد ملک فیروز کو بحکم عدالت محمد احسن وحید MIC منڈی بہاؤالدین جرمانہ مبلغ -/1500 روپے ہوا۔

2۔ مقدمہ نمبر 515' مورخہ 94-4-16' زیر دفعہ 420 تھانہ کھنیالہ شیخاں میں ملوث ملزم غلام سرور ولد نذر محمد کو بحکم عدالت محمد احسن وحید MIC منڈی بہاؤالدین جرمانہ مبلغ -/1000 روپے ہوا۔

بقیہ تین کیس ابھی متعلقہ عدالتوں میں زیر سماعت ہیں اور ان کے فیصلہ جات ابھی ہونا باقی ہیں۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال---- نہیں ہے۔ اگلا سوال چودھری امتیاز احمد رانجھا کا ہے۔

چودھری سلطان محمود گوندل، 1089 محرک کے ایماء پر دریافت کیا گیا۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گواہاں کو اخراجات کی ادائیگی

*1089۔ **چودھری امتیاز احمد رانجھا**، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فوج داری مقدمات میں شہادت کے لیے جو گواہ آتے ہیں ان کو حکومت کی طرف سے آنے جانے اور خوراک کا خرچ دیا جاتا ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب ہاں میں ہے تو سال 1995ء سے 1997ء تک اس مد میں ہر ضلع کے لیے

کتنی رقم رکھی گئی ہے اور کتنی خرچ ہوئی نیز 98-1997ء کے لیے اس مد میں کتنی رقم رکھی گئی ہے اور اس کے ادا کرنے کا طریقہ کار کیا ہے۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ)،

(الف) درست ہے۔

(ب) ہر ضلع میں مختص کی گئی رقم اور اخراجات کی تفصیل ضمیمہ "الف" پر ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ گواہان کو خرچ ادا کرنے کا طریقہ کار یہ ہے کہ لاہور ہائی کورٹ تمام ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج صاحبان کو بجٹ مدنمبری 051900 میں ہر سال جاری کرتا ہے۔ ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج صاحبان ہر کورٹ کی ضرورت کے مطابق بجٹ جاری کردیتے ہیں اور گواہان کو خرچہ ملتا رہتاہے مزید برآں افسر مجاز عدالت جب گواہ تحریر کرلیتی ہے تو گواہ کو مجوزہ فارم خرچہ دے دیا جاتا ہے جو گواہ کے بھرنے کے بعد فوجداری رجسٹر نمبر X11 درج کر دیا جاتا ہے اس خرچہ کی ادائیگی کا کنٹینجنٹ بل تیار کر کے دفتر خزانہ سے منظور کروا کے متعلقہ گواہ کو بذریعہ پوسٹل منی آرڈر یا حاضر آنے پر ادا کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال---- نہیں ہے۔ اگلا سوال بھی جناب چودھری امتیاز احمد رانجھا صاحب کا ہے۔

چودھری سلطان محمود گوندل، 1090 محرک کے ایماء پر دریافت کیا گیا۔

نقشہ مضروبی

*1090۔**چودھری امتیاز احمد رانجھا**، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کسی عورت کا کسی حادثاتی موت میں نقشہ مضروبی بنانے کے لیے ہر پولیس اسٹیشن پر کوئی لیڈی پولیس آفیسر موجود نہیں ہوتی۔

(ب) اگر یہ درست ہے تو کیا حکومت نقشہ مضروبی بنانے کے لیے لیڈی پولیس آفیسر تعینات کرنے کے لیے تیار ہے' اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ)،

(الف) لیڈی پولیس تھانہ کی سطح پر تعینات نہ ہے۔ بلکہ پولیس لائن میں تعینات ہے۔ دیگر ڈیوٹیوں

(*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

کی طرح حادثاتی موت میں کسی عورت کا نقشہ معروبی بنانے کے لیے اطلاع ملتے ہی پولیس لائن میں پہلے سے موجود لیڈی پولیس متعلقہ تھانہ پہنچ کر کارروائی کرتی ہے۔

(ب) تھانہ کی سطح پر لیڈی پولیس آفیسر تعینات کرنے کی ضرورت نہ ہے۔ اصل بات ان کا کسی بھی ڈیوٹی پر بروقت پہنچ کر اسے سرانجام دینا ہے جو وہ پولیس لائن میں رہ کر بطریق احسن سرانجام دے رہی ہیں۔ جہاں انھیں اپنی رہائش بہت بہتر ماحول میں میسر ہے۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال نہیں۔ اگلا سوال پیر ذوالفقار علی چشتی صاحب کا ہے۔ موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال بھی چودھری سلطان محمود گوندل صاحب کا ہے۔

چودھری سلطان محمود گوندل، 1114

جناب سپیکر، راجہ صاحب' یہ بھی پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

اسلحے کی فراہمی

*1114۔چودھری سلطان محمود گوندل، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین پولیس کے پاس کون کون سا اسلحہ اور کس کس ماڈل/ساخت کا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ صوبے میں دہشت گردی کے روز افزوں واقعات کے پیش نظر پولیس افسران کے پاس جدید اور وافر اسلحہ ہونا چاہیے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع منڈی بہاؤالدین کی پوری فورس کے پاس صرف چار کلاشنکوف ہیں۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت پولیس افسران کو مزید اسلحہ فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ)،

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین پولیس کے پاس درج ذیل اسلحہ موجود ہے۔

نمبر شمار	نام		ساخت	تعداد
1۔	رائفل 303 بور	Long-Br.AEH.1944		122
2۔	رائفل سیمی آٹومیٹک	7.62 ایم۔ایم چائنہ		47
3۔	رائفل جی-3	'P O F 91' پاکستان		75

4-	رائفل MP5	P.O.F.91' پاکستان	85
5-	رائفل ایل-ایم-پی	P.O.F.91' پاکستان	01
6-	ریوالور 38 بور	U.S.A	20
7-	ریوالور 455 بور	MARK....V	02
8-	کلاشنکوف ایس-ایم-جی	چائنہ	04
9-	سٹین گن	پرانی	01

(ب) جی ہاں۔ افسران کے پاس جدید اور وافر اسلحہ ہونا چاہیے۔

(ج) جی ہاں۔ 4 کلاشنکوف موجود ہیں۔

(د) پولیس افسران کو درج ذیل اسلحہ کی فراہمی اس وقت خریداری کے مراحل میں ہے۔

رائفل 7.62	500عدد
ریوالور 38 بور	850 عدد

مزید براں 1550 پسٹل 9 ایم-ایم' گلاک-17 کی خریداری کی تجویز بھی حکومت کے زیر غور ہے۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب اس میں کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری سلطان محمود گوندل، میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جی-3 رائفل کی جو تعداد منڈی بہاؤالدین میں جتائی گئی ہے۔ اس میں ammunition کی تعداد کیا ہے؟ اور کتنے ملازمین اس کی تربیت حاصل کر چکے ہیں؟ اور کتنے کتنے راؤنڈ تربیت کے دوران فائر کر چکے ہیں؟

جناب سپیکر، یہ کل 75 رائفلز ہیں۔اس میں یہ پوچھ رہے ہیں کہ اس کے ساتھ ammunition کتنا ہے؟ اور انھوں نے کتنا استعمال کیا اور پریکٹس کی ہے؟ یہ نمبر 3 کے اوپر ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! انھوں نے ammunition کا نہیں پوچھا تھا۔ انھوں نے اسلحہ کا پوچھا تھا۔ اسلحے کی ہم نے تفصیل دے دی ہے۔ اگر گولیوں کی تعداد یہ پوچھنا چاہتے ہیں تو وہ میں معلومات حاصل کر کے دے سکتا ہوں۔ یہ اگر مہلت دیں تو میں گولیوں کے تعداد پوچھ کر بتا سکتا ہوں۔ لیکن انھوں نے اسلحہ کا پوچھا تھا۔ اسلحہ کا ہم نے بتا دیا ہے۔ ammunition کا اگر پوچھتے کہ اس رائفل کے ساتھ کتنی گولیاں بھی ہیں۔ تو میں وہ تفصیلات بھی میں لے لیتا۔

چودھری سلطان محمود گوندل، جی-3 کی گولیوں کی تعداد بھی مہربانی کر کے بتا دیں اور 455 کی جو دو ریوالور ہیں ان کی گولیوں کی تعداد بھی بتا دیجیے۔

جناب سپیکر، جی ریوالورز کا بھی نوٹ کر لیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! ریوالورز اور ان کے ساتھ جتنی گولیاں ہیں۔۔۔۔

جناب سپیکر، وہ یہی کہہ رہے ہیں کہ آپ نوٹ کر لیں۔ بعد میں بتا دیں۔

وزیر قانون، جی' بہتر۔

جناب سپیکر، اگلا سوال جناب شاہد محمود بٹ صاحب کا ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، 1115

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ یہ بھی پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ کافی تفصیل کے ساتھ جواب آ گیا ہے۔

قیدیوں کی تعداد

*1115۔جناب شاہد محمود بٹ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سیالکوٹ جیل میں کتنے قیدیوں کی گنجائش ہے۔ اس میں اس وقت کتنے قیدی اور حوالاتی ہیں۔

(ب) ہر قیدی اور حوالاتی کو کھانے کی کون کون سی اشیاء حکومت کے خرچ پر دی جاتی ہیں۔

(ج) اس وقت سیالکوٹ جیل میں A اور B کلاس کے کتنے قیدی ہیں ان کو روزانہ کتنی رقم کی کون کون سی اشیاء سپلائی کی جاتی ہیں۔

(د) جیل ہسپتال میں کتنے مریض داخل ہیں اور کس کس مرض میں مبتلا ہیں نیز فروری 1997ء سے آج تک جیل میں کتنی مالیت کی ادویات مریضوں کو سپلائی کی گئی ہیں۔ تفصیل مہیا کی جائے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ)،

(الف) سیالکوٹ جیل میں 662 قیدیوں کی گنجائش ہے۔ اس جیل میں اس وقت 2009 قیدی ہیں۔ جن میں سے 1763 حوالاتی ہیں۔

(ب) ہر قیدی اور حوالاتی کو گورنمنٹ کے خرچ پر مقرر کردہ سکیل کے مطابق صبح کو ناشتے میں چائے، چپاتی، دوپہر و شام روٹی، دال، سبزی اور ہفتہ میں دو بار گوشت کا نے/بھینس دیا جاتا ہے۔ مہینے میں ایک بار پلاؤ بھی دیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں خصوصی تہوار مثلاً عیدالفطر، عیدالاضحیٰ کے موقع پر ناشتے میں سویاں، حلوہ، دوپہر و شام پلاؤ، روٹی، سالن (گوشت) دیا جاتا ہے۔

(ج) اس وقت سیالکوٹ جیل میں A اور B کلاس کا کوئی اسیر موجود نہ ہے۔

(د) جیل ہسپتال میں کل مریضوں کی تعداد 37 ہے۔ تفصیل تعداد مریض اور امراض مندرجہ ذیل ہے۔

نمبر شمار	تعداد مریض	مرض	زیر علاج
1	1	دائیں ٹانگ میں فریکچر	"
2	1	ہائی بلڈ پریشر	"
3	2	زخمی	"
4	1	ران پر پھوڑا	"
5	1	ذیابیطس	"
6	1	ہیروئن کے نشہ کا عادی	"
7	15	ہیروئن کے نشہ کا عادی	بلاک نمبر 7 زیر علاج
8	8	تپ دق	چکی نمبر 16,3
9	2	نفسیاتی مریض (سائز وفینا)	چکی نمبر 3
10	1	۔ایضاً۔	زیر علاج
11	4	جگر کے مرض (ہیپاٹائٹس)	چکی نمبر 3

37 کل تعداد مریض اسیران

فروری 1997ء سے ستمبر 1997ء تک مبلغ -/60024 روپے کی ادویات مریض اسیران کو مہیا کی گئی ہیں۔

جناب سپیکر، جی، ضمنی سوال۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! اس میں میرا وزیر صاحب سے یہ ضمنی سوال ہے کہ ہیپاٹائٹس

اور تپ دق جیسے جو مہلک امراض ہیں اور ان کو روکنے کے لیے جو انجکشنوں وغیرہ کی ضرورت ہے۔ کیا ان جیل کے ہسپتالوں میں ان قیدیوں کو یہ سہولت دی جاتی ہے؟

جناب سپیکر، جی' راجہ صاحب!

وزیر قانون، جناب سپیکر! سوال یہ تھا کہ جیل ہسپتال میں کتنے مریض داخل ہیں اور کس کس مرض میں مبتلا ہیں؟ آپ اگر جواب ملاحظہ فرمائیں تو آپ کو پتا چلے گا کہ ہسپتال میں اس وقت جو مریض داخل ہیں ان کی ہم نے تفصیل دے دی ہے۔ لیکن جہاں تک ان متعدی امراض کا تعلق ہے' جس طرح کہ نمبر 11 پر ہیپاٹائٹس کے متعلق کہا گیا ہے تو اس کے آگے آپ ملاحظہ فرمائیں کہ ہم نے چکی نمبر 3 لکھا ہے۔ اس لیے کہ چونکہ یہ infection disease ہے۔ اس مریض کو ہم نے ہسپتال سے علیحدہ کر کے چکی میں رکھا ہوا ہے اور وہاں اس کو علاج کی سہولتیں فراہم کی جا رہی ہیں تاکہ باقی جو قیدی یا باقی جو مریض ہیں ان کو یہ مرض نہ لگے۔ اس لیے اس کو آخر میں نمبر 11 پر علیحدہ دیا گیا ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔ اس سوال کے جواب میں یہ لکھا ہے گیا ہے کہ اس مریض کو علیحدہ رکھا گیا ہے۔ میں نے یہ بات کی ہے کہ اس کے لیے جو انجکشن recommended ہیں آیا ان مریضوں کو وہ انجکشن دے رہے ہیں یا نہیں دے رہے؟

جناب سپیکر، بٹ صاحب! آپ پوچھنا یہ چاہ رہے ہیں کہ وہاں ان کا مناسب علاج ہو رہا ہے یا نہیں؟

جناب شاہد محمود بٹ، جی' ان کا مناسب علاج ہو رہا ہے یا نہیں ہو رہا تاکہ ان کو کسی دوسرے ہسپتال میں منتقل کیا جا سکے۔

جناب سپیکر، جی ہاں' راجہ صاحب صرف یہ بتا دیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! ان کا باقاعدہ علاج ہو رہا ہے اور اگر ان کو جیل سے باہر علاج کرانے کی ضرورت پڑتی ہے تو وہ بھی کرایا جاتا ہے۔ ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال سے بھی علاج کرایا جا سکتا ہے۔ لیکن اس قسم کی کہیں شکایت نہیں ہے کہ مریضوں کا مناسب علاج نہیں کیا جا رہا۔

جناب سپیکر، بٹ صاحب! ان کا مناسب علاج ہو رہا ہے۔ ویسے تو آپ وزٹ بھی کر سکتے ہیں کیونکہ آپ اس حلقے کے ایم پی اے ہیں۔ آپ کو وزٹ کرنے میں کوئی رکاوٹ بھی نہیں ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، ٹھیک ہے جناب۔ اگر یہ کہتے ہیں کہ ان کو treatment دیا جا رہا ہے تو میں

آپ کے کہنے پر وزٹ بھی کروں گا اور یہ چیک بھی کروں گا کہ واقعی ان کو ہیپاٹائٹس کے انجکشن دیے گئے ہیں یا نہیں۔

جناب سپیکر: جی ہاں۔ آپ بالکل چیک کر لیں۔ چیک کر کے پھر آپ دوبارہ آ سکتے ہیں۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔ راجہ صاحب، آپ بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیں۔

وزیر قانون: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

اشتہاری ملزمان کی تعداد

*561۔ **جناب ایس۔اے۔حمید:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) اس وقت ضلع گوجرانوالہ میں کتنے اشتہاری ملزمان ہیں ان کی تعداد، نام، پتا اور تھانہ کی فہرست الگ الگ جائے۔

(ب) سال 1993ء تا 1996ء کے دوران کتنے اشتہاری ملزمان گرفتار ہوئے کتنے پولیس مقابلے میں ہلاک ہوئے نیز جن تھانہ جات میں اشتہاری ملزمان کو گرفتار نہیں کیا گیا متعلقہ تھانہ کے انچارج یا افسران کے خلاف کیا کارروائی کی گئی؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ)،

(الف) بمطابق ریکارڈ اس وقت ضلع گوجرانوالہ میں اشتہاری ملزمان کی کل تعداد 872 ہے۔ تمام اشتہاری ملزمان کے نام و پتا جات کی تھانہ وار فہرست ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سال 1993ء تا 1996ء کے دوران کل 2366 اشتہاری ملزمان گرفتار ہوئے جب کہ اس عرصے میں پولیس مقابلے میں 6 اشتہاری ملزمان ہلاک ہوئے۔ جن تھانہ جات کے اشتہاری ملزمان ابھی تک گرفتار نہیں ہوئے۔ ان تھانہ جات کے انچارج اور دیگر افسران کو ہدایات برائے گرفتاری اشتہاری ملزمان دی جاتی رہی ہیں اور ناقص کارکردگی دکھانے پر ذمہ دار پولیس افسران کو سزائیں دی گئی ہیں۔ جن کی تفصیل ضمیمہ "الف" پر ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) دوران عرصہ مذکورہ بالا ملزمان اشتہاری کی گرفتاری کے سلسلے میں خصوصی مہم ہائے چلائی جاتی

(*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

رہی ہیں۔ جس کے نتیجے میں 2366 ملزمان اشتہاری گرفتار ہوئے۔ ملزمان اشتہاری جو اس عرصے کے دوران گرفتار نہ ہونے کی وجوہات درج ذیل ہیں۔

1۔ ملزمان اشتہاری ارتکاب جرم کے بعد اپنی رہائش گاہوں کو چھوڑ کر نامعلوم مقام پر رہائش اختیار کر لیتے ہیں۔

2۔ کافی ملزمان اشتہاری علاقہ غیر میں جا چکے ہیں اور وہاں مستقل رہائش اختیار کر لی ہے۔

3۔ کچھ ملزمان اشتہاری گرفتاری سے بچنے کے لیے بیرون ملک بھی چلے گئے ہیں۔

مجرمان اشتہاری کی گرفتاری کے لیے درج ذیل اقدامات کیے جا رہے ہیں۔

1۔ ہر مجرم اشتہاری کی گرفتاری کے لیے ایک خصوصی ٹیم مقرر کی گئی ہے۔

2۔ ان مجرمان اشتہاری کے خلاف ضابطہ فوج داری کی دفعہ 88 کے تحت جائیداد کی ضبطی اور قرقی وغیرہ کی کارروائی کا آغاز کیا گیا ہے۔

3۔ خطرناک مجرمان اشتہاری کی گرفتاری کے لیے سی آئی اے سٹاف کے افسران پر مشتمل خصوصی دستہ تشکیل دیا گیا ہے۔ جسے دیگر ذمہ داریوں سے فراغت دے کر صرف یہی ڈیوٹی دی گئی ہے۔

4۔ علاقہ غیر میں پناہ لینے والے مجرمان اشتہاری کے سلسلے میں متعلقہ پولیٹیکل ایجنٹ صاحبان سے رابطہ کیا گیا ہے اور کوششیں جاری ہیں۔

5۔ جن مجرمان اشتہاری کے بیرون ملک چلے جانے کی تصدیق ہو چکی ہے ان کو واپس لانے کے لیے انٹرپول کی خدمات سے استفادہ کیا جا رہا ہے۔

6۔ خطرناک مجرمان اشتہاری کو گرفتار کرنے والے عوام اور پولیس افسران کے لیے نقد انعام اور محکمانہ ترقی جیسی ترغیبات کا اعلان کیا گیا ہے تاکہ ان کی جلد گرفتاری کو ممکن بنایا جا سکے۔

پولیس افسران کے خلاف کارروائی

*566۔ جناب ایس۔اے۔حمید، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) اس وقت صوبہ بھر میں ڈی۔ایس۔پی اور اے۔ایس۔پی عہدہ کے افسران کی تعداد کیا ہے۔

(ب) اس وقت کتنے ڈی۔ایس۔پی اور انسپکٹرز پولیس کے خلاف انٹی کرپشن اور محکمانہ کارروائی ہو

رہی ہے۔

(ج) جن افسران کے خلاف انٹی کرپشن کی کارروائی ہو رہی ہے وہ کس کس سب ڈویژن میں تعینات ہیں۔

(د) 1993ء سے 1996ء تک ہائی کورٹ کے حکم سے جن افسران کے خلاف کارروائی کی گئی ان کے نام کیا ہیں؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ)،

(الف) اس وقت صوبہ پنجاب میں ڈی۔ایس۔پی اور اے۔ایس۔پی عہدہ کے افسران کی تعداد 434 ہے۔

(ب) اس وقت 24 ڈی۔ایس۔پی اور 96 انسپکٹرز کے خلاف محکمانہ کارروائی ہو رہی ہے۔ تفصیل بر ضمیمہ "الف" ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جن ڈی۔ایس۔پی اور انسپکٹرز کے خلاف محکمہ انٹی کرپشن کارروائی کر رہا ہے۔ ان کی تعداد 292 ہے۔ تفصیل برضمیمہ "ب" ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اس کا جواب جز "ب" میں مفصل طور پر دیا جا چکا ہے۔

(د) 1993ء سے 1996ء تک ہائی کورٹ کے حکم سے جن افسران کے خلاف کارروائی کی گئی ہے ان کے نام کی تفصیل برضمیمہ "ج" ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

گاڑیوں کی چوری

*586۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

نومبر 1993ء سے دسمبر 1996ء تک لاہور میں کل کتنی گاڑیاں چوری ہوئیں اور ان میں سے کتنی برآمد کر لی گئیں نیز ہر چوری شدہ گاڑی کی مکمل تفصیل ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ)،

ضلع لاہور میں نومبر 1993ء سے دسمبر 1996ء تک 3210 گاڑیاں چوری ہوئی ہیں جن میں سے 1285 برآمد کر لی گئی ہیں۔ تفصیل ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

بقایا 1925 گاڑیاں برآمد نہ ہوئی ہیں جن کی برآمدگی کے لیے ڈسٹرکٹ پولیس، سی آئی اے اور انٹی کار لفٹنگ سٹاف ہر ممکن کوشش کر رہی ہے۔

گاڑیوں کی تفصیل

*587۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) لاہور پولیس اور لاہور کے تھانوں کے استعمال میں کل کتنی گاڑیاں ہیں وہ کن کن افسران اور اہل کاران کے استعمال میں ہیں۔یہ گاڑیاں کتنی مالیت اور کن تاریخوں میں خریدی گئیں۔ تفصیل الگ الگ بتائی جائے۔

(ب) یکم جنوری1994ء سے اب تک ان گاڑیوں پر پٹرول اور ان کی مرمت و دیکھ بھال وغیرہ کی مد میں کل کتنی رقم خرچ ہوئی ہے۔ گاڑی وار تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ)،

(الف) لاہور پولیس اور لاہور کے تھانوں میں کل400 گاڑیاں زیر استعمال ہیں۔ جن کی تفصیل *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یکم جنوری1994ء سے اب تک ان گاڑیوں پر پٹرول اور ان کی مرمت و دیکھ بھال وغیرہ کی مد میں آنے والے خرچے کی تفصیل گاڑی وار ضمیمہ(الف) کی صورت میں ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ملزمان کے خلاف کارروائی

*680۔سردار نعیم اللہ خان شاہانی، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

مقدمہ نمبر 3/92 اور 5/92 تھانہ سٹی بھکر میں نامزد ملزمان کے خلاف اب تک کیا کارروائی کی گئی نیز ان مقدمات کے ابھی تک زیر التواء رہنے کی وجہ کیا ہے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ)،

مقدمہ نمبر 3/92، مورخہ 1.1.92 جرم 188ت۔پ تھانہ سٹی بھکر2، مقدمہ نمبر 5، مورخہ 2-1-92 جرم188 ت۔پ تھانہ سٹی بھکر، سعید اکبر خان نوانی، ملک نذیر احمد اترا، حافظ ممتاز علی،

(*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

محمد عمر چوہان ایڈووکیٹ' کے خلاف درج ہوئے تھے۔ جو تفتیش مقدمہ عمل میں لائی گئی دوران تفتیش ملزمان بالا کے خلاف کوئی ثبوت قابل گرفتاری صفحہ مسل پر نہ آیا ہے۔ ہر دو مقدمات پانچ ماہ زیر تفتیش رہے۔ جس پر ہر دو مقدمات کو مزید زیر تفتیش رکھنا تضیع اوقات کے مترادف تھا' اس لیے مورخہ 18-6-92 کو ہر دو مقدمات میں رپورٹ عدم پتا مرتب ہوئی جس سے علاقہ مجسٹریٹ نے اتفاق کر کے رپورٹ داخل دفتر کرنے کا حکم دیا۔ مورخہ 27-8-97 کو خان امان اللہ خان شاہانی' سابق ایم این اے کی تحریری درخواست پر موجودہ ایس۔پی بھکر نے ہر دو امشد جائے کو برآمد کر کے عصمت اللہ خان نیازی' ڈیس۔ایس۔پی صدر' کو حقائق اور قانون کے مطابق از سر نو تفتیش کرنے کا حکم دیا ہے کہ وہ جلد از جلد ہر دو مقدمات کو یک سو کرے۔ ہر دو مقدمات کی تفتیش جاری ہے۔ مزید براں ہر دو مقدمات کی نقول رپورٹ ابتدائی ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

مقدمات کی تفصیل

*685۔سردار نعیم اللہ خان شاہانی، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

سال 1994ء سے 1995ء کے دوران ضلع بھکر کے تھانوں' یعنی تھانہ صدر' سٹی' سرائے مہاجر' منکیرہ' حیدر آباد' دُیوالہ' دریا خان' کلور کوٹ' میں زیر دفعہ 392 رہزنی' زیر دفعہ 382 سرقہ بالجبر' زیر دفعہ 381/A سرقہ وہیکل' زیر دفعہ 379 سرقہ مویشی' اور دیگر ہر قسم سرقہ کے کل کتنے مقدمات درج ہوئے' کتنے چالان ہوئے اور کتنے مقدمات خارج ہوئے نیز خارج ہونے والے مقدمات کی وجوہات کیا ہیں۔ کتنے خارج شدہ مقدمات کے جھوٹے مدعیان کے خلاف کارروائی زیر دفعہ 182/P P C ہوئی تفصیل بتائی جائے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ)،

سال 1994ء سے 1995ء کے دوران تھانہ صدر' سٹی' دریا خان' سرائے مہاجر' کلور کوٹ' دُیوالہ' منکیرہ' حیدر آباد میں زیر دفعہ 392 رہزنی' 382 ت۔پ' 381-A سرقہ وہیکل' 379 سرقہ مویشی اور دیگر سرقہ عام کے کل 378 مقدمات درج رجسٹر ہوئے۔ جن میں سے 211 مقدمات چالان ہوئے۔ 76 مقدمات دوران تفتیش مختلف وجوہات کی بناء پر جھوٹے ثابت

(*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

ہونے پر خارج ہوئے۔69 مقدمات کے مدعیان کے خلاف زیر دفعہ 182 ت۔پ کارروائی عمل میں لائی گئی۔ جب کہ 7 مقدمات سرکاری محکمہ جات کی جانب سے درج ہوئے ان میں 3 مقدمات محکمہ واپڈا' 1 مقدمہ محکمہ جنگلات' 1 مقدمہ محکمہ نہر' ایک مقدمہ محکمہ ٹیلی فون اور ایک مقدمہ محکمہ مال کی شکایت پر درج ہوا۔ یہ سات مقدمات درست ثابت نہ ہونے پر خارج ہوئے۔لیکن ان مقدمات میں کارروائی زیر دفعہ182 ت۔پ نہیں کی گئی کیونکہ ان کا تعلق سرکاری محکمہ جات سے تھا۔

محکمہ پولیس کے ریسٹ ہاؤسز کی تعداد

*793۔خواجہ محمد اسلام، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ پولیس کے صوبہ میں کتنے ریسٹ ہاؤس ہیں یہ کہاں کہاں واقع ہیں اور ان کی تعمیر پر کتنی رقم خرچ ہوئی تھی۔ ہر ریسٹ ہاؤس میں رہائش کی کتنی گنجائش ہے۔

(ب) سال1994ء سے1997ء تک ان ریسٹ ہاؤسز میں کون کون سے لوگ رہائش پذیر ہیں ان کے نام،عہدہ،سرکاری محکمہ اور ان سے کتنا کرایہ وصول کیا گیا۔ تفصیل الگ الگ بتائی جائے۔

(ج) ان ریسٹ ہاؤسز میں ٹھہرنے والے ان افراد کے نام کیا ہیں جن کے ذمے ابھی تک کرایہ واجب الادا ہے اور کتنا کرایہ واجب الادا ہے۔

(د) ان ریسٹ ہاؤسز پر بجلی' گیس' پانی' مرمت اور عملہ کی تنخواہوں کا کتنا خرچہ ہوا۔ تفصیل الگ الگ بتائی جائے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ)،

(الف) مطلوبہ تفصیل حسب ذیل ہے:

1۔ ریسٹ ہاؤسوں کی کل تعداد 15 ہے۔

2۔ یہ ریسٹ ہاؤس گجرات' منڈی بہاؤالدین' راولپنڈی' جہلم' چکوال' ڈیرہ غازی خان اور مظفر گڑھ میں واقع ہیں۔

3۔ ان ریسٹ ہاؤسوں کی تعمیر پر -/3206192 روپے خرچ ہوئے۔ تاہم ان میں سے کچھ ریسٹ ہاؤس قیام پاکستان سے پہلے کے تعمیر شدہ ہیں۔ لہٰذا ان کی لاگت کا صحیح اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔

(*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

4۔ ان ریسٹ ہاؤسوں میں 42 افراد کی گنجائش ہے۔ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے،

1۔ راولپنڈی	31
2۔ گوجرانوالہ	1
3۔ ڈیرہ غازی خان	5
4۔ جہلم	3
5۔ چکوال	2

(ب) تفصیل ضمیمہ "الف" پر لف ہے۔

(ج) کسی کے ذمہ کرایہ واجب الادا نہ ہے۔

(د)

بجلی	گیس	پانی	مرمت	عملہ کی تنخواہیں
483859	243974	_	4,85,389	11819587

ضمیمہ "الف"

ریسٹ ہاؤسوں میں رہائش پذیر رہنے والے افراد کی تفصیل

نام ریسٹ ہاؤس ڈی۔جی۔خان

نمبر شمار	رہائش پذیر کا نام عہدہ و محکمہ	وصول شدہ کرایہ
1۔	سیکرٹری ہیلتھ	150/-
2۔	ڈپٹی سیکرٹری ہیلتھ	150/-
3۔	ڈاکٹر واپڈا	1000/-
4۔	ملک عارف اعوان جج خصوصی کورٹ	300/-
5۔	ڈپٹی ڈاکٹر واپڈا	3000/-
6۔	جج خصوصی کورٹ	150/-
7۔	کمانڈنٹ ملیشیا	3000/-
8۔	ملک عارف اعوان جج خصوصی کورٹ	300/-
9۔	کونسل محمد حنیف ملیشیا	150/-
10۔	سیکرٹری تعلیم	3000/-
11۔	جج خصوصی کورٹ	1694/-
12۔	محمد امین، ایس۔پی، ڈی۔جی۔خان	3000/-
13۔	جج خصوصی کورٹ	1694/-
14۔	محمد امین، ایس۔پی، ڈی۔جی۔خان	2000/-

15۔	محمد اختر، ڈی۔ آئی۔ جی	250/-
16۔	سیکرٹری ہیلتھ	3000/-
17۔	جج خصوصی کورٹ	250/-
18۔	سیکرٹری ہیلتھ	3000
19۔	جج خصوصی کورٹ	3000/-
20۔	محمد عرف جج خصوصی کورٹ	3000/-
21۔	سیکرٹری تعلیم	250/-
22۔	ڈپٹی سیکرٹری ایجوکیشن	250/-
23۔	محمد صدر بھٹی جنرل منیجر مسلم کمرشل بنک	250/-
24۔	جج خصوصی کورٹ	3000/-
25۔	جج خصوصی کورٹ	3000/-
26۔	نصر اللہ بھٹی، واپڈا، ملتان	250/-
27۔	اختر حسین، ڈی۔ آئی۔ جی	3000/-
28۔	ڈائرکٹر مسلم کمرشل بنک، ملتان	250/-
29۔	سیکرٹری تعلیم	250/-
30۔	سیکرٹری تعلیم	250/-
31۔	سیکرٹری ہیلتھ	500/-
32۔	اعجاز احمد، واپڈا، ملتان	250/-
33۔	سیکرٹری ہیلتھ	500/-
34۔	سیکرٹری فنانس	250/-
35۔	جج خصوصی کورٹ	3000/-
36۔	جج خصوصی کورٹ	3000/-
37۔	شاہد سلیم	1300/-
38۔	سیکرٹری فارسٹ	250/-
39۔	جج خصوصی کورٹ	3000/-
40۔	ڈاکٹر ہمن ملیریا	1000/-
41۔	غیور خان، ڈائرکٹر، انشورنس	250/-
42۔	جج خصوصی کورٹ	3000/-
43۔	ڈائرکٹر سوشل سیکیورٹی	250/-
44۔	ڈاکٹر محمد عتیق	250/-
45۔	چیف آرکیٹیکٹ پنجاب، لاہور	250/-
46۔	غور کونسل، ملیشیا	250/-

47۔	چودھری محمد اصغر	250/-
48۔	محمد علی مہمان آف کویت	2400/-
49۔	قیصر شہزاد سیکرٹری تعلیم	600/-

نام ریسٹ ہاؤس راولپنڈی

50۔	195' افسران 1994ء میں رہائش پذیر ہوئے۔	354165/-
51۔	207' افسران 1995ء میں رہائش پذیر ہوئے۔	365984/-
52۔	181 افسران 1996ء میں رہائش پذیر ہوئے۔	336550/-
53۔	163' افسران 1997ء میں رہائش پذیر ہوئے۔	345702/-

نام ریسٹ ہاؤس مری

54۔	30 افسران 1994ء میں رہائش پذیر ہوئے۔	10,700/-
55۔	29 افسران 1995ء میں رہائش پذیر ہوئے۔	13750/-
56۔	13 افسران 1996ء میں رہائش پذیر ہوئے۔	9500/-
57۔	15 افسران 1997ء میں رہائش پذیر ہوئے۔	6400/-

نام ریسٹ ہاؤس چکوال(کلر کہار)

58۔	بابر شہزاد ڈی۔ای۔او چکوال	175/-
59۔	عباس خان' چکوال	600/-
60۔	ظریف گل' ایکسئین واپڈا چکوال	700/-
61۔	ڈپٹی ڈائرکٹر' موٹر وے چکوال	300/-
62۔	محمد بخش۔اے۔ڈی جدید طریقہ نسل کشی پنجاب لاہور	300/-
63۔	ایس۔پی خوشاب	350/-
64۔	ظفر اقبال ایکسئین چکوال	300/-
65۔	ڈائرکٹر پی۔آئی پنجاب	300/-
66۔	محمد صدیق اسسٹنٹ چکوال	300/-
67۔	محمد شریف اعوان ڈائرکٹر انکم ٹیکس چکوال	150/-
68۔	شیخ محمد صدیق اسسٹنٹ چکوال	150/-

نام ریسٹ ہاؤس گوجرانوالہ

69۔ عرصہ زیر بحث میں کسی سرکاری افسر نے رہائش نہ رکھی۔

نام ریسٹ ہاؤس جہلم

70۔ کسی سرکاری افسر نے رہائش نہ رکھی۔

محکمہ پولیس میں بھرتی

*893۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) یکم جنوری 1996ء سے اب تک کتنے اے۔ایس۔آئی اور سب انسپکٹر ضلع لاہور کی پولیس میں بھرتی کیے گئے ان کے نام تعلیمی قابلیت کیا ہے۔

(ب) اگر جز (الف) میں بیان کردہ اے۔ایس۔آئی اور سب انسپکٹر میرٹ پر بھرتی ہوئے تو میرٹ لسٹ فراہم کی جائے۔ نیز یہ میرٹ کس طریقے سے اور کن کن افراد نے مرتب کیا اور کتنے افراد کو رعایت دیتے ہوئے بھرتی کیا ہے؛ ان کے نام اور جس قسم کی رعایت دی گئی اس کی تفصیل فراہم کی جائے۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ)،

(الف) یکم جنوری 1996ء سے اب تک ضلع لاہور کی پولیس میں سات اے۔ایس۔آئی بھرتی کیے گئے جن کے نام اور تعلیمی قابلیت کی تفصیل ضمیمہ "الف" پر لف ہے۔ جبکہ کوئی سب انسپکٹر بھرتی نہ ہوا ہے۔

(ب) تمام اے۔ایس۔آئی جو بھرتی ہوئے وہ شہید کلیم اور کھیلوں کی بنیاد پر بطور سپیشل کیس بھرتی ہوئے۔ اس لیے میرٹ لسٹ تیار نہ کی گئی ہے۔ جن افراد کو رعایت دے کر بھرتی کیا گیا ہے ان کو بمطابق پولیس رول 12 43 انسپکٹر جنرل پولیس، پنجاب قد چھاتی میں رعایت دینے کے مجاز ہیں۔ مزید براں شہداء کے کیس میں انسپکٹر جنرل پولیس، پنجاب اپنے صوابدیدی اختیارات استعمال کرتے ہوئے قد، چھاتی، عمر اور تعلیم میں رعایت دے سکتے ہیں۔

POLICE DEPARTMENT — **LAHORE DISTRICT**

Sr.	Name of ASI/SI who enlisted for 01-01-1996 to date	Education	Base of Appointment
1.	Lady ASI Iram Khanum	F. A.	On sports basis by IGP/Punjab as Special Case.
2.	T/ASI Muhammad Nadeem S/o Fazal Elahi	B. A.	On Shaheed claim basis as his real brother SI Muhammad Waseem Martyred due to Bomb Blast in Session's Court, Lahore on 18-01-1997, after relaxation in his upper age limit by 3½ years

			as well as height by 3" the IGP/Punjab.
3.	T/ASI Mushtaq Ahmad S/o Qazi Muhammad Afzal	Matric	Appointed as ASI in Traffic Sub-Cadre for dealing with Traffic Training Permanently being Ex-Army Person of 36 MP Unit on the directive of Chief Minister, Punjab conveyed by IGP/Punjab to DIG/Traffic Punjab vide No. 8596/EXT, date 07-08-1996.
4.	T/ASI Yasir Ali S/o Muhammad Sarwar	F. A	On Shaheed claim basis, as his real brother HC Farooq Ahmad, 4161 martyred in the incident of Session Court Bomb blast, giving condonation in hight by 1½ and chest by 3" by the IGP/Punjab, as a special case.
5.	T/ASI Noman Habib S/o Habib Khan	F. A.	As a special case on sports basis by the IGP/Punjab.
6.	T/ASI Shahid Murad S/o Murad Ali	F. A.	On Shaheed claim basis, as his real brother martyred in a Police encounter giving relaxation in his chest by 1" by the IGP/Punjab (Special Case).
7.	T/ASI Rao Javed Ali S/o Aman Din	B. A.	On Shaheed claim basis, as his real brother martyred due to Bomb Blast in Session Court Lahore on 18-01-1997 after relaxation in Upper age limit by 8½ years by the IGP/Punjab.

تھانہ گلو ضلع وہاڑی میں جرائم کی تعداد

*1106۔ پیر ذوالفقار علی چشتی، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) یکم جنوری 1996ء سے 22 ستمبر 1997ء تک تھانہ گلو ضلع وہاڑی میں علیحدہ علیحدہ ڈکیتی، سرقہ بالجبر اور قتل کے کتنے کتنے مقدمات درج ہوئے۔ اور کتنے ملزمان گرفتار ہوئے اور کتنے مفرور ہوئے۔ 31 مئی 1997ء تک تھانہ میں کتنے ملزمان اشتہاری تھے اور 31 مئی 1997ء تک کون کون سے ایس۔ایچ۔او تعینات رہے۔ انھوں نے گرفتاری کے لیے کیا کارروائی کی۔ اگر انھوں نے ملزمان اشتہاری گرفتار نہیں کیے تو ان کے خلاف کیا انضباطی کارروائی کی گئی۔ اگر نہیں کی گئی تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔

(ب) یکم جون 1997ء سے 22 ستمبر 1997ء تک کتنے اشتہاری ملزمان، عدالتی مفرور فوجی مفرور گرفتار کیے گئے۔ اور کس ایس۔ایچ۔او نے گرفتار کیے اور اس کو اس کا کیا انعام دیا گیا ہے؟ تفصیل جائی جائے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ)،

(الف) یکم جنوری 1996ء سے 22 ستمبر 1997ء تک درج ہونے والے مقدمات کی علیحدہ علیحدہ مطلوبہ تفصیل درج ذیل ہے۔

جرم	تعداد مقدمات درج شدہ	تعداد ملزمان ملوث	تعداد ملزمان گرفتار	تعداد ملزمان مفرور
ڈکیتی	8	51	19	29
سرقہ بالجبر	28	84	28	50
سرقہ	119	256	103	94
قتل	25	73	59	14

مندرجہ بالا رپورٹ شدہ مقدمات میں سرقہ بالجبر کے دو اور سرقہ کے آٹھ مقدمات جھوٹے پائے گئے جو خارج ہوئے۔ ڈکیتی کے مقدمات میں ملوث تین، سرقہ بالجبر کے مقدمات میں چھ اور سرقہ کے مقدمات میں ملوث 59 ملزمان بے گناہ قرار دیے گئے۔

بمطابق فہرست مجرمان اشتہاری تھانہ گلو، ضلع وہاڑی 1-1-96 کو تھانہ میں 15 مجرمان اشتہاری

تھے جن میں 31-5-97 تک 95 مجرمان اشتہاری ایزاد ہوئے۔ ان اشتہاری مجرمان میں سے 34 گرفتار ہو چکے ہیں اور ایک مجرم اشتہاری خارج ہوا۔ اس طرح 31-5-97 کو 75 مجرمان اشتہاری بقایا تھے۔

تفصیل درج ذیل ہے۔

عرصہ	01.01.96 تا 31.05.96
سابقہ	15
ایزاد	95
گرفتار	34
خارج	1
بقایا	75

یکم جنوری 1996ء تا 31 مئی 1997ء تک درج ذیل ایس۔ایچ۔او تھانہ گگو ضلع وہاڑی تعینات رہے۔

نام ایس۔ایچ۔او	عرصہ تعیناتی	تاریخ
انسپکٹر ملک شیر محمد	3 ماہ 12 یوم	04-11-95 تا 16-02-96
سب انسپکٹر محمد صادق	7 ماہ 26 یوم	16-02-96 تا 11-10-96
انسپکٹر غلام مصطفیٰ	5 ماہ 08 یوم	11-10-96 تا 19-03-97
سب انسپکٹر مقبول احمد	2 ماہ 12 یوم	19-03-97 تا 31-05-97

جملہ ایس۔ایچ۔او صاحبان نے اپنے ماتحتان اعلیٰ کو مجرمانہ اشتہاری کی گرفتاری کے لیے مامور کیا۔ یکم جنوری 1996ء سے 31-5-97 تک ملک شیر محمد SHO نے 15 محمد صادق S.I/SHO نے تین، غلام مصطفیٰ انسپکٹر SHO نے دس اور مقبول احمد SI/SHO نے چھ مجرمان اشتہاری گرفتار کرائے۔

31-5-97 سے 22-9-97 تک انسپکٹر جاوید حیدر شاہ بطور SHO تعینات رہے جنھوں نے 16 مجرمان اشتہاری گرفتار کرائے۔

تاہم 31-5-97 تک مجرمان اشتہاری کو گرفتار نہ کرنے کے ضمن میں درج ذیل ماتحتان اعلیٰ کے خلاف انضباطی کارروائی عمل میں لائی گئی اور ان کو مطابق قواعد سزا دی گئی۔

نام ملازم	سزا محکمانہ	تاریخ
سب انسپکٹر مسعود 101/DG	سنشور	04-11-96
ASI مسعود احمد 1375	ایک سال سروس ضبط	18-11-96
ASI شمشاد احمد 411/M	سنشور	18-11-96
ASI مختار احمد 48/M	سنشور	28-10-96

(ب) یکم جون 1997ء سے 22 ستمبر تک گرفتار ہونے والے ملزمان اشتہاری، عدالتی مفروران اور فوجی مفروران کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سابقہ	گرفتار	ایزاد	خارج	بقایا
1-6-97				22-9-97
ملزمان اشتہاری	75	16	-	158 (مورخہ 20 نومبر 1997ء تک 55 ملزمان اشتہاری بقایا ہیں۔)
عدالتی مفرور	70	1	-	1 — 68
فوجی مفرور	24	-	3	3 — 24 حاضر یونٹ

1-6-97 سے 22-9-97 تک انسپکٹر جاوید حیدر شاہ بطور ایس۔ایچ۔او تھانہ گگو ضلع وہاڑی تعینات رہا۔ جس نے 16 ملزمان اشتہاری اور ایک عدالتی مفرور گرفتار کرایا۔ اور تین فوجی مفرور حاضر یونٹ ہوئے۔ مورخہ 22-9-97 سے S.I محمد صادق نمبر M/50 ایس۔ایچ۔او گگو تعینات ہے۔ عرصہ مندرجہ بالا کے دوران ملزمان اشتہاری گرفتار کرنے پر ایس۔ایچ۔او تھانہ گگو کو کوئی انعام نہ دیا گیا۔

کوٹ لکھپت جیل میں منشیات کا کاروبار

*1123۔جناب شاہد محمود بٹ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کوٹ لکھپت جیل میں قیدیوں کی اس وقت کتنی تعداد ہے اور جیل میں قیدیوں کی کتنی

گنجائش ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ کوٹ لکھپت جیل میں ڈش انٹینا چلتے ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بیرک 8/C کی چکیوں میں VCR/TV موجود ہیں۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ جب ایک حوالاتی کی انکوائری کے لیے ایک اعلیٰ آفیسر جیل میں گیا تو موقع پر اس نے حوالاتی سے منشیات پکڑی تھیں۔ ایسے افراد کے خلاف کیا کارروائی کی گئی۔

(ہ) جیل میں سزا بھگتنے والے قیدیوں سے جو مشقت لی جاتی ہے کیا ان کو معاوضہ ادا کیا جاتا ہے؟ اگر معاوضہ ادا کیا جاتا ہے تو سال 1996ء سے 1997ء کی تفصیل پیش کی جائے۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ)،

(الف) کوٹ لکھپت جیل میں قیدیوں کی اس وقت تعداد 2833 ہے۔ جبکہ گنجائش 1210 ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) یہ بھی درست نہ ہے۔

(د) کسی حوالاتی سے انکوائری پر کسی آفیسر نے منشیات نہیں پکڑی۔

(ہ) سخت قید کی سزا والے قیدیوں سے مشقت لی جاتی ہے۔ ان کو گورنمنٹ کا کام کرنے پر کوئی معاوضہ نہیں دیا جاتا۔ تاہم سنٹرل جیل کوٹ لکھپت لاہور کی فیکٹری میں جو شیڈ پرائیویٹ فرموں کو ٹھیکے پر دیے گئے ہیں ان شیڈوں میں کام کرنے والے قیدیوں کو -/5 روپے یومیہ معاوضہ دیا جاتا ہے۔

جس کی کل رقم برائے سال جولائی 1996ء تا جون 1997ء 52,188 روپے بطور معاوضہ قیدیوں کے لیے لی گئی ہے اور اس رقم سے ان کو ضرورت کے مطابق سامان خرید کر دیا گیا ہے۔

معطل ملازمین کی تعداد

*1133۔ جناب سعید احمد خان منیس، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

موجودہ حکومت کے قیام سے اکتوبر 1997ء تک محکمہ پولیس میں وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم کے حکم سے کتنے سرکاری ملازم معطل کیے، اور ان میں سے کتنے ملازم بحال ہو چکے ہیں۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ)،

موجودہ حکومت کے قیام سے اکتوبر 1977ء تک محکمہ پولیس میں وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم کے حکم سے کسی بھی سرکاری ملازم کو معطل نہیں کیا گیا ہے۔

معطل ملازمین کی تعداد

*1134۔جناب سعید احمد خان منیس، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

موجودہ حکومت کے قیام سے اکتوبر 1997ء تک محکمہ جیل خانہ جات میں وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم کے حکم سے کتنے سرکاری ملازم معطل کیے، اور ان میں سے کتنے ملازم بحال ہو چکے ہیں۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ)،

موجودہ حکومت کے قیام سے اکتوبر 1997ء تک محکمہ جیل خانہ جات میں وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم کے حکم پر کوئی سرکاری ملازم معطل نہ کیا گیا ہے۔

رہائشی اضلاع میں تعیناتی

*1171۔ملک مختار احمد اعوان، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) صوبے کے کن اضلاع میں قواعد کے خلاف ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل اور اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل اپنے ڈومی سائل کے ضلع میں تعینات ہیں۔ ان کے نام جگہ تعیناتی اور ضلع وار تفصیل کیا ہے۔

(ب) کیا حکومت انھیں موجودہ جگہ تعیناتی سے تبدیل کرنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ)،

(الف) صوبہ پنجاب میں قواعد کے خلاف جو ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل اور اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل اپنے ڈومی سائل کے ضلع میں تعینات ہیں ان کے نام، جگہ تعیناتی اور ضلع وار تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	ڈومیسائل	جگہ تعیناتی
1۔	محمد سلیم بٹ	ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ	لاہور	سنٹرل جیل لاہور

2۔	شوکت محمود اعوان	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
3۔	ملک حبیب اللہ	اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل	لاہور	۔ایضاً۔
4۔	غلام سرور سمرا	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	ڈسٹرکٹ جیل لاہور
5۔	شہزاد تنویر بٹ	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
6۔	محمد ایوب ولد ولی محمد	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
7۔	چودھری ظہیر احمد	ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل (معطل)	گوجرانوالہ	سنٹرل جیل گوجرانوالہ
8۔	ملک غلام سرور	ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل	ڈیرہ غازی خان	سنٹرل جیل ڈیرہ غازی خان
9۔	انتظار ولی خان	۔ایضاً۔	ساہیوال	سنٹرل جیل ساہیوال
10۔	عبدالصبور	اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
11۔	اللہ دتہ	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
12۔	مہر محمد اشرف	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
13۔	ملک مشتاق احمد نکیانہ	ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل	سرگودھا	ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا
14۔	وحید خان	اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
15۔	دلباز خان	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
16۔	بابر نعیم	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
17۔	مظہر حسین	۔ایضاً۔	میانوالی	سنٹرل جیل میانوالی
18۔	طاہر احمد بھٹی	۔ایضاً۔	قصور	ڈسٹرکٹ جیل قصور
19۔	بشیر احمد بٹ	۔ایضاً۔	سیالکوٹ	ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ
20۔	لشکر دین	۔ایضاً۔	فیصل آباد	ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد
21۔	سید محمد اکرم شاہ	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
22۔	اظہر پرویز خان	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
23۔	غلام نبی گل	۔ایضاً۔	بہاول پور	نیو سنٹرل جیل

				بہاول پور
24۔	غلام رسول	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
25۔	بشیر احمد	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	بورسٹل جیل بہاول پور
26۔	راجہ پرویز اسلم	ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل	شاہ پور	ڈسٹرکٹ جیل شاہ پور
27۔	غلام مرتضیٰ شاہ	اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
28۔	محمد اکبر میکن	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
29۔	شیخ عقیل احمد	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
30۔	شیخ عظمت حیات	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔

(ب) مذکورہ افسران کی تعیناتی آبائی ضلع سے باہر مرحلہ وار کی جا رہی ہے۔ اس وقت تک مندرجہ ذیل افسران تبدیل ہو چکے ہیں اور بقیہ افسران کو بھی اگلے مرحلہ میں ان کے آبائی ضلع سے باہر تعینات کر دیا جائے گا۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	ڈومی سائل	نئی جگہ تعیناتی
1۔	شوکت محمود اعوان	ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ	لاہور	سنٹرل جیل میانوالی
2۔	ملک حبیب اللہ	اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
3۔	محمد ایوب ولد ولی محمد	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	سنٹرل جیل گوجرانوالہ
4۔	عبدالصبور	۔ایضاً۔	ساہیوال	ڈسٹرکٹ جیل سرگودھا
5۔	وحید خان	۔ایضاً۔	سرگودھا	ڈسٹرکٹ جیل رحیم یار خان
6۔	دلباز خان	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	سنٹرل جیل ڈیرہ غازی خان
7۔	مظہر حسین	۔ایضاً۔	میانوالی	ڈسٹرکٹ جیل، قصور
8۔	طاہر احمد بھٹی	۔ایضاً۔	قصور	سنٹرل جیل میانوالی
9۔	اظہر پرویز خان	۔ایضاً۔	فیصل آباد	ڈسٹرکٹ جیل ملتان
10۔	غلام نبی گل	۔ایضاً۔	بہاول پور	نیو سنٹرل جیل ملتان

تھانہ شاہ نکڈر کی عمارت کی تعمیر

*1195۔جناب محمد اشرف کلیار، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تھانہ شاہ نکڈر ضلع سرگودھا کی اپنی عمارت نہیں ہے، حالانکہ اس تھانہ کو

قائم ہونے 7/8 سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس تھانے کی عمارت تعمیر کرنے اور اس تعمیر کے لیے فنڈز مختص کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ایسا ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ)،

(الف) یہ درست ہے کہ تھانہ شاہ ٹکڈر کی اپنی کوئی عمارت نہ ہے۔ یہ تھانے 5-1-89 کو قائم ہوا تھا۔ اس وقت سے لے کر آج تک محد تھانہ ایک پرانے ریسٹ ہاؤس میں ڈیوٹی سرانجام دے رہا ہے۔ یہ عمارت تھانہ کی ضروریات کے لیے ناکافی ہے۔

(ب) اس تھانہ کی تعمیر کے لیے جگہ کے حصول اور عمارت کی تعمیر کے لیے سکیم تیار کی جا رہی ہے جسے منظور کر کے آئندہ مالی سال کے ترقیاتی پروگرام میں شامل کیا جائے گا۔

نیا اسلحہ قانون مرتب کرنا

*1242۔ پیر مختار احمد، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ داخلہ نے نیا اسلحہ قانون مرتب کرنے کے لیے ایک شخص کی خدمات حاصل کی ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس آدمی کو سرکاری خزانے سے رقم کی ادائیگی کی گئی یا کی جائے گی۔

(ج) جز(الف) میں بیان کردہ اسلحہ قانون جیسے اہم قانون کے لیے پولیس سول آفیسرز اور آرمی کے اہل کاران پر مشتمل بورڈ نہ بنایا جا سکتا ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس قانون کے مرتب کرنے کے بارے میں کیا اقدامات کر رہی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(ہ) جز(الف) میں جس آدمی سے معاہدہ کیا گیا ہے وہ کون ہے اور اس کی کیا اہلیت ہے۔ اس شخص سے کب معاہدہ کیا گیا؟ تفصیل بتائی جائے۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ)،

(الف) یہ بات درست نہ ہے۔ محکمہ داخلہ نے نیا اسلحہ قانون مرتب کرنے کے لیے کسی شخص کی

خدمات حاصل نہ کی ہیں۔

(ب) مذکورہ جز(الف) کی روشنی میں سرکاری خزانے سے کسی قسم کی ادائیگی نہیں کی گئی۔

(ج) نیا اسلحہ قانون مرتب کرنے کے لیے بورڈ یا ٹاسک فورس کی تشکیل کی جا سکتی ہے جو اپنی تجاویز حکومت کو بھجوا سکتا ہے۔

(د) اسلحے کے بارے میں پہلے بھی قانون موجود ہے۔ حالات کے مطابق وقتاً فوقتاً اس میں تبدیلی مرکزی حکومت کی منظوری سے کی جاتی ہے۔

(ہ) جز (الف) میں اس کا جواب دیا گیا ہے۔

گریڈ 15 کے ملازمین کی تعداد

*1289۔میاں عبدالستار (PP-234)، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

محکمہ پولیس میں فیصل آباد، گوجرانوالہ، راولپنڈی اور لاہور سے تعلق رکھنے والے گریڈ 15 کے کتنے ملازم ہیں اور ڈیرہ غازی خان، بہاول پور، ملتان اور سرگودھا ڈویژنوں سے تعلق رکھنے والے ملازمین کی تعداد کیا ہے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ):

محکمہ پولیس میں گریڈ 15 کے ملازمین کی ڈویژن وائز تعداد درج ذیل ہے۔ (چونکہ گریڈ 15 میں ڈائریکٹ بھرتی نہیں ہوتی، لہٰذا یہ تمام ملازمین سلیکشن گریڈ ہیں)

نام ڈویژن	فیصل آباد	گوجرانوالہ	راولپنڈی	لاہور	ڈی۔جی خان	بہاول پور	ملتان	سرگودھا
	ڈویژن	ڈویژن	ڈویژن	ڈویژن	ڈویژن	ڈویژن	ڈویژن	ڈویژن
سی۔پی۔او	1	-	1	20	-	-	2	-
سپیشل برانچ	-	2	-	9	-	-	1	-
کرائم برانچ	-	-	-	2	-	-	-	-
پنجاب کانسٹیبلری	-	-	2	-	-	1	-	
پولیس کالج سہالہ	-	-	1	-	-	-	-	-
فیصل آباد رینج	3	-	-	-	-	-	1	1
گوجرانوالہ رینج	-	6	-	2	-	-	-	-
راولپنڈی رینج	-	-	16	-	-	-	-	-

لاہور رینج	-	-	-	32	-	-	-	-
ڈی۔جی۔خان	-	-	-	-	14	-	-	-
بہاول پور	-	-	-	-	-	6	1	-
ملتان	-	-	-	-	-	-	6	-
سرگودھا	-	1	-	-	-	-	-	2
میزان	5	9	18	67	14	6	12	3

محکمہ پولیس کی گاڑیوں کی تفصیل

*1291۔سردار سعید انور، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ پولیس ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے پاس کل کتنی گاڑیاں ہیں اور ان کو مزید کتنی گاڑی مطلوب ہیں۔

(ب) اگر گاڑیاں کم ہیں تو اس کی وجہ کیا ہے اور یہ کمی کب تک پوری کر دی جائے گی؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ)،

(الف)

قسم گاڑی	موجودہ تعداد	تعداد مطلوب
کاریں	2	-
جیپ	6	1
پک اپ	18	9
ٹروپ کیریر	5	-
پریزن وین	2	2
موٹر سائیکل	18	2

(ب) گاڑیوں کی کمی کی بڑی وجہ مطلوبہ فنڈز کا نہ ہونا ہے۔ فنڈز کی فراہمی کے لیے تحرک کیا جا رہا ہے۔ اگر مطلوبہ فنڈ مہیا ہو گئے تو ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ٹرانسپورٹ کی کمی پورا کرنے میں مدد مل سکے گی۔

پولیس افسران کے خلاف مقدمات کی تعداد

*1362۔چودھری خالد جاوید وڑائچ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

مورخہ 12-2-97 تا 15-12-97 ہائی کورٹ اور دیگر مجاز عدالتوں کے حکم سے کتنے پولیس افسران کے خلاف مقدمات درج کرنے کا حکم دیا گیا؛ پولیس افسر کا نام، عہدہ، جگہ تعیناتی، کیس کی نوعیت اور کیس کی موجودہ پوزیشن سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ)،

مورخہ 12-2-97 تا 15-12-97 ہائی کورٹ اور دیگر مجاز عدالتوں کے حکم سے 251 پولیس افسران کے خلاف مقدمات درج کرنے کا حکم دیا گیا۔ پولیس افسران کے نام، عہدہ، جگہ، تعیناتی، کیس کی نوعیت اورکیس کی موجودہ پوزیشن برضمیمہ "الف" ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پنجاب میں سول ڈیفنس کے دفاتر کی تفصیل

*1367۔چودھری خالد جاوید وڑائچ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) صوبے میں سول ڈیفنس کے کل کتنے دفاتر ہیں اور ملازمین کی تعداد کیا ہے۔

(ب) سول ڈیفنس ڈائریکٹوریٹ کے زیر استعمال گاڑیوں کی تعداد، ماڈل اور کتنے سی۔سی کی ہیں۔

(ج) سال 1997ء کے دوران کتنے افراد کو شہری دفاع کی تربیت دی گئی ہے۔ ضلع وارتفصیل ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ)،

(الف) صوبے میں سول ڈیفنس کے 39 دفاتر ہیں اور ملازمین کی تعداد 718ہے۔

(ب) سول ڈیفنس ڈائرکٹوریٹ لاہور کے زیر استعمال گاڑیوں کی تعداد 16ہے۔ جن میں فائر بریگیڈ، رسکیور وہیکلز، ایمبولینس اور بم ڈسپوزل کی گاڑیاں شامل ہیں۔ جن کے ماڈل اور سی۔سی بالترتیب تحریر ہیں۔

ماڈل۔ 1977,1978,1981,1983,1988,1991,1995

سی۔سی 539,800,1000,2200,2446,3000 اور 107 ایچ۔پی

(ج) سال 1997ء کے دوران 43878 افراد کو شہری دفاع کی تربیت دی گئی ضلع وارتفصیل درج ذیل ہے۔

راولپنڈی 2781، اٹک 658، جہلم 94، چکوال 830، لاہور 5502، قصور 630، گوجرانوالہ 1758، سیالکوٹ 1514، نارووال 1219، شیخوپورہ 1709، اوکاڑہ 887، گجرات 1577، سرگودھا 2211، بھکر 449، خوشاب 381، میانوالی 424، فیصل آباد 4412، جھنگ 574، ٹوبہ ٹیک سنگھ 796، ملتان

(*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

3473' خانیوال 729' وہاڑی 1101' بہاولپور 3446' بہاولنگر 1091' لودھراں 93' ساہیوال 1527'
پاکپتن 2501' رحیم یار خان 322' ڈی۔جی۔خان 275' راجن پور 502' لیہ 179' مظفر گڑھ 373

پولیس انسپکٹروں کی کنفرمیشن

*1379۔ملک ذوالقرنین ڈوگر، کیا وزیراعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 1993ء میں پبلک سروس کمشن کی معرفت پولیس انسپکٹر بھرتی کیے گئے تھے اور جن کا آزمائشی عرصہ 1996ء میں ختم ہو گیا ہے اور قواعد کے تحت ان کو 1996ء سے کنفرم کرنا چاہیے تھا۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ان انسپکٹرز کو ابھی تک کنفرم نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ)،

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) تمام انسپکٹرز جو 1993ء میں پبلک سروس کمیشن کے ذریعے بھرتی کیے گئے تھے۔ ان کا آزمائشی عرصہ تین سال مکمل ہونے پر مورخہ 01-07-96 سے کنفرم ہو چکے ہیں۔

مرحوم کانسٹیبل کے وارثان کو واجبات کی ادائیگی

*1460۔راجہ محمد جاوید اخلاص، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا درست ہے کہ ڈی۔آئی۔جی پولیس راولپنڈی نے اپنے مراسلہ نمبری 17907/97 مورخہ 23-8-97 کے ذریعہ مرحوم کانسٹیبل مسعود اختر نمبر 2594 کے واجبات' بقایا جات کی ادائیگی کے لیے آئی۔جی پولیس لاہور کو تحریر کیا تھا۔

(ب) کیا مرحوم کانسٹیبل مسعود اختر کے وارثان کو اس کے بقایا جات کی ادائیگی کر دی گئی ہے۔ اگر نہیں تو کب تک ادائیگی کر دی جائے گی؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ)،

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) کانسٹیبل مسعود اختر 2594 (مرحوم) کے ورثاء کو درج ذیل بقایا جات کی ادائیگی ہو چکی ہے۔

	رقم	تاریخ ادائیگی
1۔ جی۔پی فنڈز	3292/- روپے	6-11-96
2۔ گریجویٹی	18540/- روپے	3-10-96
3۔ گروپ انشورنس	35000/- روپے	5-11-96
4۔ تجہیز وتکفین	7500/- روپے	
5۔ میڈیکل بل	1986/82 روپے	

نیز مرحوم کے ایک مزید میڈیکل بل مبلغ 14498.68 روپے کی بھی منظوری دے دی گئی ہے۔ جس کی ادائیگی جلد ہی کر دی جائے گی۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

بھرتیوں کی تفصیل

231۔میاں عبدالستار (پی پی 234)، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال1985ء سے مارچ 1997ء تک محکمہ داخلہ میں کتنی بھرتیاں قواعد و ضوابط کو نظر انداز کرکے کی گئیں؛

(ب) ایسی بھرتیوں کی تفصیل بتائی جائے جس میں تعلیمی معیار کو نظر انداز کیا گیا۔

(ج) ایسی تمام بھرتیاں کس اتھارٹی کے احکامات پر کی گئی ہیں، نیز بھرتی شدہ افراد کے نام و عہدہ اور بھرتی کرنے والے افسر کا نام اور عہدہ کی تفصیل کیا ہے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ):

(الف) سال1985ء سے مارچ 1997ء تک محکمہ داخلہ میں 4488 بھرتیاں قواعد و ضوابط میں رعایت/ نرمی کرکے کی گئیں۔ جن کی تفصیل ضمیمہ "الف" پر لف ہے۔

(ب) 1985ء سے مارچ 1997ء تک محکمہ داخلہ میں 912 بھرتیاں تعلیمی معیار کو نظر انداز کرکے کی گئیں جن کی تفصیل ضمیمہ "ب" پر لف ہے۔

(ج) مندرجہ بالا بھرتیاں جن اتھارٹی کے احکامات پر کی گئیں ہیں نیز بھرتی شدہ افراد کے نام و

عہدہ اور بھرتی کرنے والے افسران کے نام اور عہدہ کی*** تفصیل برضمیمہ "ج" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

ضمیمہ "الف"

نمبر شمار	نام دفتر	بھرتی جو قواعد و ضوابط کو نظر انداز کر کے کی گئی
1۔	ایڈیشنل آئی۔جی۔پی' سپیشل برانچ' پنجاب	506
2۔	ڈی۔آئی۔جی' لاہور رینج	2708
3۔	ڈی۔آئی۔جی' گوجرانوالہ رینج	-
4۔	ڈی۔آئی۔جی' راولپنڈی رینج	202
5۔	ڈی۔آئی۔جی' فیصل آباد رینج	605
6۔	ڈی۔آئی۔جی' سرگودھا	-
7۔	ڈی۔آئی۔جی' ملتان	487
8۔	ڈی۔آئی۔جی' بہاول پور رینج	-
9۔	ڈی۔آئی۔جی' ڈیرہ غازی خان رینج	-
10۔	کمانڈنٹ پنجاب کانسٹیبلری فاروق آباد	-
11۔	کمانڈنٹ پولیس کالج' سہالہ	-
12۔	ڈی۔آئی۔جی' ٹیلی کمیونیکیشن اینڈ ٹرانسپورٹ' پنجاب	-
	میزان	4488

ضمیمہ "ب"

نمبر شمار	نام دفتر	بھرتی جو تعلیمی معیار کو نظر انداز کر کے کی گئی
1۔	ایڈیشنل آئی۔جی۔پی' سپیشل برانچ' پنجاب	143
2۔	ڈی۔آئی۔جی' لاہور رینج	675

*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں

3۔	ڈی۔آئی۔جی، گوجرانوالہ رینج	-
4۔	ڈی۔آئی۔جی، راولپنڈی رینج	-
5۔	ڈی۔آئی۔جی، فیصل آباد رینج	14
6۔	ڈی۔آئی۔جی، سرگودھا	-
7۔	ڈی۔آئی۔جی، ملتان	80
8۔	ڈی۔آئی۔جی، بہاول پور رینج	-
9۔	ڈی۔آئی۔جی، ڈیرہ غازی خان رینج	-
10۔	کمانڈنٹ پنجاب کانسٹیبلری فاروق آباد	-
11۔	کمانڈنٹ پولیس کالج، سہالہ	-
12۔	ڈی۔آئی۔جی، ٹیلی کمیونیکیشن اینڈ ٹرانسپورٹ، پنجاب	-
	میزان	912

قیدیوں کی تعداد

245۔جناب شاہد محمود بٹ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کوٹ لکھپت / اور کیمپ جیل لاہور میں کتنے قیدیوں کی گنجائش ہے اور اس وقت کتنے قیدی ہیں۔ دونوں جیلوں میں عملے کی تعداد کیا ہے اور یہ عملہ کب سے یہاں تعینات ہے۔ ان اہل کاروں اور افسران کے نام ہر جیل کے لحاظ سے الگ الگ بتائے جائیں جو یہاں ایک سے زاید مرتبہ تعینات ہوتے رہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ دونوں جیلوں میں جیل عملہ کی سرپرستی میں منشیات کا کاروبار عروج پر ہے۔

(ج) کوٹ لکھپت اور کیمپ جیل میں منشیات کے کتنے قیدی ہیں اور ان کے علاج معالجہ پر 1-1-1997 سے 1-8-97 تک کتنی رقم خرچ کی گئی؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ)،

(الف) کوٹ لکھپت جیل اور کیمپ جیل لاہور کی مطلوبہ معلومات درج ذیل گوشوارہ میں ملاحظہ فرمائیں،

نمبر شمار	نام جیل	منظور شدہ گنجائش اسیران	موجودہ تعداد اسیران	عملہ کی تعداد	تاریخ تعیناتی عملہ	ایک سے زاید تعینات ہونے والے عملہ کی تعداد

1۔	سنٹرل جیل کوٹ لکھپت لاہور	1210	2833	233	ضمنی الف	163(تفصیل میں درج ضمنی "ب" میں ہے۔ ملاحظہ فرمائیں)
2۔	کیمپ جیل لاہور	1050	3661	343	ایضاً۔	124(تفصیل ضمنی "ج" میں ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) کوٹ لکھپت اور کیمپ جیل لاہور میں منشیات کے قیدیوں کی تعداد بالترتیب 90 نفر اور 1505 نفر ہے اور ان کے علاج معالجے پر 1-1-1997 سے 1-8-1997 تک بالترتیب مبلغ -/25000 روپے اور مبلغ -/294000 روپے خرچ ہوئے۔

محکمہ پولیس میں ترقی کے رولز

251۔ جناب امتیاز احمد لالی، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ پولیس میں ترقی پولیس رولز کے قاعدہ 13.15 کے تحت کی جاتی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ ان رولز پر ہر سال باقاعدگی سے عمل کرنے کا پابند ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سال 1989ء سے 1997ء تک اس پر صرف تین دفعہ عمل درآمد ہوا جو کہ خلاف قواعد ہے۔

(د) کیا حکومت اس سلسلے میں کوئی اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ)،

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ پولیس میں انسپکٹر کے عہدہ پر ترقی پولیس رولز کے قاعدہ نمبر 13.15 کے تحت کی جاتی ہے۔

(ب) جی ہاں۔ محکمہ ان رولز پر عمل درآمد کا پابند ہے۔ جب محکمہ میں انسپکٹروں کی اسامیاں خالی ہوتی ہیں تو ہر رینج سے کنفرم سب انسپکٹران کی سفارشات منگوائی جاتی ہیں۔

(ج) سال 1989ء سے 1997ء کے درمیان 1990/1991/1995ء اور 1997ء میں ہر رینج کی

سفارشات کے آنے کے بعد سنیارٹی پر آنے والے ملازمین کو ترقی دی گئی اور قواعد کی کوئی خلاف ورزی نہ ہوئی ہے۔

(د) جب اسامیاں خالی ہوتی ہیں تو قواعد کے مطابق رینجوں سے سفارشات منگوائی جاتی ہیں اور مستحق ملازمین کو ترقی دی جاتی ہے۔ یوں محکمہ پولیس میں ترقی کے لیے قواعد و ضوابط کو سختی سے ملحوظ رکھا جاتا ہے۔

ضلع ملتان میں منشیات کے مقدموں کی تعداد

311۔ مولوی محمد سلطان عالم انصاری، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سال 1994ء سے آج تک ضلع ملتان میں کل کتنے مقدمات منشیات فروشوں کے خلاف درج کیے گئے۔ کتنے ملزمان گرفتار کیے گئے اور کتنے سزایاب ہوئے ہیں اور کن وجوہات کی بناء پر بقیہ مقدمات کے ابھی تک فیصلے نہ ہو سکے ہیں۔

(ب) اس فحش کاروبار کی جو پشت پناہی کرتے ہیں ان کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لیے کیا کارروائی کی گئی ہے اور اب تک کتنے ایسے با اثر اور گینگ لیڈر گرفتار کیے گئے ہیں اور ان کو کیا سزا ملی ہے۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ)،

(الف) سال 1994ء سے لے کر آج تک منشیات فروشوں کے خلاف ضلع ملتان میں کل 8029 مقدمات درج ہوئے اور ان مقدمات میں 8074 ملزمان گرفتار کیے گئے۔ 4384 ملزمان سزا یاب ہوئے۔ منشیات کنٹرول آرڈیننس کے تحت وفاقی حکومت کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ مذکورہ قانون کے تحت درج مقدمات کی پیروی کے لیے سپیشل پراسیکیوٹر مقرر کرے۔ لیکن 1995ء سے تاحال کوئی سپیشل پراسیکیوٹر مقرر نہیں کیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے حکومت کے مقدمات کی سماعت شروع نہیں ہو سکتی۔ البتہ اب ڈائرکٹر جنرل انٹی نارکوٹکس فورس نے بذریعہ نوٹیفکیشن مجریہ مورخہ 97-12-8 انٹی نارکوٹک فورس کی طرف سے درج مقدمات منشیات کی پیروی کے لیے کچھ وکلاء کو بطور اسپیشل پراسیکیوٹر مقرر کیا ہے جن میں چار وکلاء کا تعلق ملتان ڈسٹرکٹ بار سے ہے۔ تاحال ضلع کے عام تھانوں میں درج منشیات کے مقدمات کی سماعت کے لیے کوئی اسپیشل پراسیکیوٹر مقرر نہ کیا گیا ہے۔

(ب) اس کاروبار میں ملوث افراد کے خلاف خصوصی مہم جاری ہے۔ جب بھی کوئی منشیات فروش/ عادی گرفتار ہوتا ہے تو اس سے اصل ذرائع ترسیل/ سپلائی کی بابت دریافت کیا جاتا ہے۔ جیل ہائے سے موصولہ معلومات کی روشنی میں بھی منشیات فروشوں کی نگرانی کی جا رہی ہے۔ اب تک 68 بڑے منشیات فروش گرفتار کیے گئے ہیں۔ ان میں سے 2 منشیات فروشوں کو 5/5 سال قید 10/20 کوڑے و جرمانہ کی سزا سنائی گئی۔ دیگر زیر سماعت مقدمات کی خصوصی پیروی جاری ہے۔ ان شاء اللہ ملزمان کو قرار واقعی سزا دلوانے کا تحرک کیا جائے گا۔

پولیس ویلفیئر پٹرول پمپ

312۔مولوی محمد سلطان عالم انصاری، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) ملتان میں کتنے پٹرول پمپ پولیس ویلفیئر کی آڑ میں لگائے گئے ہیں اور یہ کب لگائے گئے نیز کن شرائط پر لگائے گئے تھے۔ ان کے قیام سے اب تک ان کی کس قدر آمدنی ہوئی اور کن اکاؤنٹس میں جمع کرائی گئی ہے۔

(ب) آیا ان پٹرول پمپوں کی آمدن و خرچ کے اکاؤنٹ آڈٹ کیے گئے' اگر کیے گئے ہیں تو آڈٹ رپورٹ کے مطابق عمل درآمد کیا گیا یا نہیں؟

(ج) آیا ان پٹرول پمپوں پر کریڈٹ پر پٹرول دیا جاتا ہے اور اگر ایسا ہے تو ایسے محکموں اور لوگوں کے نام وتفصیل بتائی جائے' نیز یہ لوگ اور محکمہ جات کب سے نادہندہ ہیں اور ان سے واجبات کی وصولی کے لیے کیا اقدامات کیے گئے ہیں۔

(د) ان پٹرول پمپوں سے حاصل ہونے والی آمدنی اور منافع کن مدوں پر خرچ کیا گیا۔ آیا یہ منافع پولیس ویلفیئر کے لیے خرچ کیا گیا اور اگر ایسا ہے تو کن منصوبوں پر خرچ کیا گیا؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ)،

(الف) ضلع ملتان میں صرف ایک پولیس ویلفیئر پٹرول پمپ بمقام گجر کھڈہ بالمقابل GTS ڈیرہ اڈا فروری 1961ء میں کالٹیکس کمپنی کے تعاون سے لگایا گیا جہاں کالٹیکس کمپنی کی مصنوعات پٹرول اور موبل آئل فروخت کی جاتی ہیں۔ منافع میں شرکت وغیرہ کا کوئی معاہدہ/ شرائط طے نہیں کی گئیں۔ پٹرول پمپ کے قیام کے لیے اس وقت مبلغ -/8000 روپے ہمنٹل فنڈ سے حاصل کیے گئے تھے جس کے منافع سے ہی پٹرول پمپ کا کاروبار

جاری ہے۔ اس وقت کل سرمایہ 2143955/45 روپے جو کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 622 نیشنل بنک آف پاکستان ملتان میں جمع کرائی گئی ہے۔

(ب) پٹرول پمپ کا آڈٹ ہر سال محکمانہ طور پر ریجنل آڈیٹر کرتے ہیں اور آڈٹ رپورٹ کی روشنی میں آئندہ عمل در آمد بھی کیا جاتا ہے۔

(ج) پٹرول پمپ سے کریڈٹ پر پٹرول وغیرہ دیا جاتا ہے۔ تفصیل (مطلوبہ) حسب ذیل ہے:۔

نمبر شمار	دفتر نادہندہ	رقم	تاریخ کریڈٹ
1۔	ایس۔ایس۔پی ملتان	1166792.13	ستمبر تا اکتوبر 1997ء
2۔	ایس۔ایس۔پی ریجنل کرائمز	154748.80	اگست تا اکتوبر 96/95ء
3۔	ایس۔ پی ٹریفک ملتان	50677.15	ستمبر تا اکتوبر 97ء
4۔	ایس۔پی PTS	11729.10	اگست تا اکتوبر 97ء
5۔	ایس۔پی سپیشل برانچ	21327.20	اکتوبر 97ء
6۔	ایس۔پی پاکپتن	1023.50	جنوری و اگست 95ء
7۔	ایس۔پی لودھراں	346.50	مارچ 97ء
8۔	ایس۔پی خانیوال	1424.00	دسمبر 95ء
9۔	کرائم برانچ لاہور	2158.19	اگست 94ء
10۔	ڈی۔ایس۔پی وائرلیس سٹاف ملتان	33316.40	جولائی تا اکتوبر 97ء
11۔	ایم۔ایس نشتر ہسپتال ملتان	2283.30	اگست، ستمبر، نومبر 95ء
12۔	ڈپٹی ڈائرکٹر سوشل ویلفیئر	7310.00	اکتوبر 97ء
13۔	ایس۔ڈی۔او علم پور انہار	10785.10	جولائی، اگست، اکتوبر 95ء
14۔	XEN ٹیوب ویل ورکشاپ ملتان	4850.90	جون 93ء
15۔	ڈائرکٹر واسا ملتان	132423.30	جون تا ستمبر 95ء
16۔	اسسٹنٹ ڈائرکٹر سوشل ویلفیئر	8352.85	اگست تا ستمبر 97ء
17۔	ایڈیشنل ڈائرکٹر انٹی کرپشن ملتان	10360.83	ستمبر تا اکتوبر 97ء
18۔	سیشن جج، ملتان	3816.05	اکتوبر 97ء
19۔	کمشنر، ملتان ڈویژن	3517.60	اکتوبر 97ء
20۔	ایس۔پی پنجاب کانسٹیبلری فاروق آباد	2940.30	اکتوبر 97ء
21۔	ایس۔پی پنجاب کانسٹیبلری فیصل آباد	3306.60	اکتوبر 97ء
22۔	ایس۔پی ضلع وہاڑی	2283.00	اکتوبر 97ء

میزان	16,35,772 80

رقم کی وصولی بذریعہ بل کی جاتی ہے۔ جیسے ہی محکمہ جات کو فنڈ الاٹ ہوتے ہیں رقم وصول ہو جاتی ہے۔ رقم ادھار کی واپسی کے لیے تحرک کیا جا رہا ہے۔

(د) حاصل شدہ منافع سے ہی پٹرول پمپ چلایا جا رہا ہے۔ چونکہ گورنمنٹ کی طرف سے کوئی رقم منظور نہ ہے اور نہ ہی ویلفیئر فنڈ سے کوئی رقم ادھار لی گئی ہے۔ اس لیے اس وقت تک کسی پولیس ویلفیئر منصوبہ پر منافع میں سے رقم خرچ نہ کی گئی ہے۔

ضلع ملتان میں چوری شدہ گاڑیوں کی تعداد

313۔مولوی محمد سلطان عالم انصاری، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سال 97-1996ء کے دوران ضلع ملتان میں گاڑیاں اور موٹر سائیکل چوری کے کتنے مقدمات درج ہوئے۔

(ب) اس عرصے میں کتنی چوری شدہ گاڑیاں اور موٹر سائیکل برآمد ہوئے۔ برآمد شدہ موٹر سائیکلیں اور گاڑیاں کس کے قبضہ و تصرف میں ہیں۔ آیا یہ گاڑیاں اور موٹر سائیکلیں ان کے اصلی مالکان کو واپس کرنے کے لیے کوششیں کی گئیں اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ)،

(الف) سال1996ء، 1997ء کے دوران ضلع ملتان میں گاڑیوں کے 123 اور موٹر سائیکل چوری کے 432 مقدمات درج کیے گئے۔ اس طرح کل555 مقدمات درج ہوئے۔

(ب) اس عرصہ کے دوران 39 چوری شدہ گاڑیاں اور 148 موٹر سائیکل برآمد ہوئے۔ ان مقدمات کی برآمد شدہ موٹر سائیکل و گاڑیاں متعلقہ اصل مالکان کو سپرداری پر دے دی گئی ہیں جن کی تفصیل ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

قیدیوں کی تعداد

314۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کوٹ لکھپت جیل اور کیمپ جیل لاہور میں کتنے قیدیوں کی گنجائش ہے اور اس وقت دونوں جیلوں میں کتنے قیدی رکھے گئے ہیں۔

(***تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

(ب) ہر قیدی پر روزانہ کھانا وغیرہ پر اوسطاً کتنا خرچ آتا ہے نیز فی قیدی روزانہ کتنا راشن مقرر کیا گیا ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ قیدیوں کے راشن کا زیادہ تر حصہ عملہ ہضم کر جاتا ہے اور قیدیوں کو اپنے حصے کا پورا راشن نہیں دیا جاتا۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا جیلوں میں قیدیوں کی گنجائش کے مطابق قیدی رکھنے کا ارادہ رکھتی ہے نیز قیدیوں کے راشن میں جو گھپلا ہوتا ہے۔ اس کے لیے کوئی اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر ہاں تو کب تک۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ)

(الف) کوٹ لکھپت جیل میں 1325 اور کیمپ جیل / ڈسٹرکٹ جیل لاہور میں 1050 اسیران کی گنجائش ہے۔ اس وقت کوٹ لکھپت جیل میں 2791 اور کیمپ جیل/ ڈسٹرکٹ جیل لاہور میں 3533' اسیران مقید ہیں۔

(ب) ہر قیدی پر روزانہ کھانا پر اوسطاً بارہ روپے دس پیسے خرچ آتا ہے۔ نیز فی قیدی روزانہ مندرجہ ذیل راشن مقرر کیا گیا ہے۔

ناشتا

دودھ	58 گرام
چائے پتی	2۔ایضاً۔
چینی	15۔ایضاً۔
آٹا گندم	58 ۔ایضاً۔

کھانا دو وقت (دوپہر و شام)

آٹا گندم	582 گرام
دال	72۔ایضاً۔
مرچ سرخ	2.32 ۔ایضاً۔
پیاز	2.32 ۔ایضاً۔
نمک	14 ۔ایضاً۔

گھی	17 ۔ایضاً۔
ہلدی	1.16 گرام
سبزی	116 ۔ایضاً۔
لکڑی	467 ۔ایضاً۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔

(د) جہاں تک قیدیوں کو گنجائش کے مطابق رکھنے کا تعلق ہے اس سلسلے میں مندرجہ ذیل اضلاع میں حکومت پنجاب نئی جیلیں مرحلہ وار تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ پنجاب حکومت سے حتمی منظوری اور فنڈز کی فراہمی پر ان اضلاع میں تعمیر کا کام شروع کر دیا جائے گا۔ ان اضلاع میں جیلوں کی تعمیر کے بعد بھی قیدیوں کو گنجائش کے مطابق رکھنے کی توقع نہیں کی جا سکتی، کیونکہ اس وقت صوبہ پنجاب میں 37 ہزار قیدی زاید از گنجائش ہیں۔ جن کی تعداد میں متواتر اضافہ ہو رہا ہے۔

1۔ اوکاڑہ
2۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ
3۔ دہاڑی
4۔ خانیوال
5۔ پاکپتن
6۔ لیہ

ساتھ ہی ساتھ مندرجہ ذیل جوڈیشیل لاک اپس کو سب جیل بنانے کے منصوبوں پر بھی کام ہو رہا ہے۔

1۔ پنڈی بھٹیاں
2۔ ننکانہ صاحب
3۔ سمندری
4۔ شجاع آباد
5۔ چونیاں
6۔ عیسیٰ خیل
7۔ تونسہ شریف
8۔ شور کوٹ
9۔ جڑانوالہ
10۔ شکر گڑھ
11۔ پنڈ دادن خان

مزید برآں مندرجہ ذیل جیلوں میں بارکان اور سیل بلاک بنانے کے منصوبے بھی زیر غور ہیں۔ تاکہ رہائش کی گنجائش بڑھائی جا سکے:۔

1۔ سنٹرل جیل لاہور
2۔ سنٹرل جیل فیصل آباد
3۔ سنٹرل جیل راولپنڈی
4۔ سنٹرل جیل میانوالی
5۔ ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ
6۔ ڈسٹرکٹ جیل گجرات
7۔ ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد
8۔ ڈسٹرکٹ جیل اٹک
9۔ ڈسٹرکٹ جیل رحیم یار خان
10۔ ڈسٹرکٹ جیل مظفر گڑھ
11۔ ڈسٹرکٹ جیل راجن پور
12۔ ڈسٹرکٹ جیل بہاولنگر

جہاں تک قیدیوں کے راشن میں گھپلے کا سوال ہے اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ ہر جیل میں قیدیوں کی لنگر کمیٹیاں تشکیل دی گئی ہیں جن میں باکردار اسیر نامزد کیے گئے ہیں۔ جن کی نگرانی میں راشن دیا جاتا ہے جو جیل قوانین کے مطابق عملہ جیل کی زیر نگرانی خود راشن پکواتے ہیں۔ ان حالات میں فاضل ممبر کا الزام کہ "قیدیوں کے راشن کا زیادہ تر حصہ عملہ ہضم کر جاتا ہے" بعید از قیاس ہے۔

چوری شدہ گاڑیوں کی تعداد

315۔ حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) جنوری 1997ء سے اکتوبر 1997ء تک ضلع لاہور میں چوری ہونے والی تمام گاڑیوں کی تعداد کیا ہے گاڑیوں کے ماڈل، نمبر اور مالکان کے نام کیا کیا ہیں۔

(ب) جو گاڑیاں برآمد ہوئی ہیں ان کی تعداد، ماڈل، نمبر کیا ہیں۔

(ج) برآمد شدہ گاڑیوں کو کب اور کن مالکان کے حوالے کیا گیا۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ)،

(الف) جنوری 1997ء سے اکتوبر 1997ء تک ضلع لاہور میں 998 گاڑیاں چوری ہوئیں جن کے ماڈل، نمبر اور مالکان کے نام ضمیمہ "الف" پر ***ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

(ب) 314 گاڑیاں برآمد ہوئی ہیں۔ جن کے ماڈل نمبر ضمیمہ "ب" پر ***ایوان کی میز پر رکھ دی

*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں

گئی ہیں۔

(ج) چوری شدہ 314 گاڑیاں برآمد ہوئیں جو مالکان کو سپرداری پر دے دی گئیں ہیں۔ ***
تفصیل ضمیمہ "ج" پر ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

پولیس ملازمین کے خلاف مقدمات

317۔جناب محمد افضل خان، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا پولیس افسران کے خلاف درج ہونے والے فوج داری اور دیوانی مقدمات کا نوٹس لیا جاتاہے اور ان کے سروس ریکارڈ میں اس کا اندراج کیا جاتا ہے۔ اگر ہاں تو قانون کی کس شق کے مطابق پولیس ملازمین کے لیے یہ لازم ہے کہ ان پر درج ہونے والے دیوانی مقدمے کی رپورٹ وہ اپنے اعلیٰ حکام کو دیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ گزشتہ دس سالوں کے دوران گریڈ15 اور اس سے اوُپر والے ملازمین پر صرف777 مقدمات درج کیے گئے۔ ان میں سے کتنے مقدمات ایسے ہیں جو عدالت کے حکم پر درج ہوئے اور کتنے ایسے ہیں جو عوام نے براہ راست FIR کی صورت میں یا دیوانی مقدمہ کی صورت میں درج کرائے تفصیل بتائی جائے۔

(ج) کیا حکومت پولیس افسران کے خلاف فوجداری مقدمات کے باآسانی اندراج کے لیے قانون وضع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ)،

(الف) یہ درست ہے کہ پولیس افسران کے خلاف درج ہونے والے فوج داری مقدمات کا نوٹس لیا جاتا ہے اگر کسی پولیس افسر کے خلاف کوئی فوج داری مقدمہ درج ہو تو اس افسر کو حکام بالا معطل کرتے ہیں اور اس کے خلاف محکمانہ کارروائی عمل میں لاتے ہیں اور اگر الزام درست ثابت ہو تو محکمانہ سزا دی جاتی ہے اور اس کا اندراج بمطابق(ای اینڈ ڈی رولز1975۔) پولیس رولز 16 14 شق 6 اس کے سروس رول اور کریکٹر رول میں کیا جاتا ہے۔پولیس رولز میں ایسی کوئی شق موجود نہ ہے جس کے تحت پولیس ملازمین کو پابند کیا جائے کہ وہ اپنے خلاف دیوانی مقدمات کی رپورٹ اپنے حکام بالا کو دیں۔

(*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

(ب) یہ درست نہ ہے کہ گزشتہ دس سالوں کے دوران گریڈ 15 اور اس سے اوپر والے ملازمین کے خلاف 777 مقدمات درج ہوئے۔ بلکہ کل مقدمات 225 درج ہوئے جن میں سے 100 مقدمات بحکم عدالت اور 125 مقدمات، عوام نے براہ راست درج کروائے۔

(ج) پولیس افسران کے خلاف فوجداری مقدمات کے باآسانی اندراج کے لیے قانون موجود ہے۔ اگر کوئی پولیس افسر فوجداری/ دیوانی جرائم میں ملوث ہو تو اس کے خلاف دفعہ 154 ض ف کے تحت مقدمہ درج کیا جاتا ہے۔ براہ راست عدالت کے حکم سے بھی مقدمات درج ہوتے ہیں اس راہ میں کوئی رکاوٹ نہ ہے۔

پولیس ملازمین کے خلاف مقدمات

رینج	تعداد مقدمات جو بذریعہ عدالت درج ہوئے	تعداد مقدمات جو بذریعہ عوام درج ہوئے
لاہور رینج	12	35
گوجرانوالہ رینج	40	26
فیصل آباد رینج	8	15
راولپنڈی رینج	8	1
ملتان رینج	18	27
سرگودھا رینج	-	2
بہاول پور رینج	9	5
ڈی۔جی۔ خان رینج	5	14
میزان	100	125

توجہ دلاؤ نوٹس

شیخوپورہ میں رکن قومی اسمبلی محمود اکبر خان اور ان کے بھائی کا قتل

جناب سپیکر: اب ہم کال اٹینشن نوٹس لیتے ہیں۔ سب سے پہلے جناب سید احمد خان منیس صاحب کا

کال اٹینشن نوٹس ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ---

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 14 اپریل 1998 کو جنڈیالہ شیر خان شیخوپورہ میں کلاشن کوفوں سے مسلح افراد نے رکن قومی اسمبلی محمود اکبر خان اور ان کے بھائی مسعود اکبر خان کو دیگر تین ساتھیوں سمیت قتل کر دیا۔

(ب) درج کی گئی ایف۔ آئی۔ آر میں کتنے ملزم نامزد کیے گئے ہیں اور ان کے نام کیا ہیں۔ نیز کیا اس واقعے میں نامزد ملزمان کو گرفتار کیا گیا ہے؟ اگر ہاں تو ان کی تعداد اور نام کیا ہیں؟

جناب سپیکر، جی راجہ صاحب!

وزیر قانون ، جناب محمد بشارت راجہ،

(الف) یہ درست ہے کہ مورخہ 14 اپریل 1998ء بوقت 10 بج کر 55 منٹ رات جنڈیالہ شیرخان ضلع شیخوپورہ میں رکن قومی اسمبلی محمود اکبر خان اور ان کے بھائی مسعود اکبر خان کو دیگر تین ساتھیوں سمیت قتل کر دیا گیا۔ جب کہ محمد صادق اور عزیز الرحمن مضروب ہوئے جنھیں میو ہسپتال بھیج دیا گیا۔ جس پر مقدمہ نمبر 292/98 تھانہ صدر شیخوپورہ بجرم 324,302,348, 309,452,149 درج ہوا۔ ملزمان دس پندرہ منٹ فائرنگ کر کے باسواری موٹر سائیکل، ویگن اور کار للکارتے ہوئے فرار ہو گئے۔

مختصر واقعہ اس طرح ہے کہ محمود اکبر خان ایم۔ این۔ اے، مسعود اکبر خان، شیر محمد، ریاست، محمد صادق، محمد معظم، حاجی تاج، بشیر احمد خان، عبداللطیف لائن سپرنٹنڈنٹ، عزیز الرحمن ایس ڈی او واپڈا شیخوپورہ، ڈیرہ ہذا محمود اکبر خان ایم این اے میں بیٹھے محوِ گفتگو تھے۔ عزیز الرحمن ایس ڈی او اور لائن سپرنٹنڈنٹ عبداللطیف ڈیرہ پر بجلی ٹھیک کرنے کے لیے آئے ہوئے تھے۔ اِسی لمحے ڈیرے کے باہر گاڑیوں کے رُکنے کی آواز آئی۔ یک دم ڈیرہ کے چھوٹے دروازے سے مسمیات نصیر مسلح کلاشنکوف، ناصر مسلح کلاشنکوف، منیر مسلح رائفل ٹرپل ٹو بور، ریاست مسلح رائفل ٹرپل ٹو بور، عاشق مسلح بندوق بارہ بور، مع 13 نامعلوم ملزمان داخل ہوئے اور آتے ہی محمود اکبر خان اور مسعود اکبر خان پر اندھا دھند فائرنگ کر دی جس کے نتیجے میں محمود اکبر خان رکن قومی اسمبلی اور ان کے بھائی مسعود اکبر خان اور دیگر

تین ساتھی ریاست، عبداللطیف اور شیر محمد جاں بحق ہو گئے جب کہ محمد صادق اور عزیز الرحمٰن زخمی ہو گئے۔ جنھیں بعد ازاں میوہسپتال داخل کرا دیا گیا۔ وجہ عناد یہ تھی کہ حالیہ الیکشن محمود اکبر خان کے مدمقابل منور منج قومی اسمبلی کی سیٹ کا امیدوار تھا اور جس پر محمود اکبر خان الیکشن جیت گیا اور منور منج کو شکست ہوئی۔ اس الیکشن میں سعید چھینہ وغیرہ نے منور منج کی حمایت کی۔ دو سال قبل سعید چھینہ وغیرہ نے 5 ایکڑ اراضی ملکیتی وارث وغیرہ پر ناجائز قبضہ کر لیا جو وارث وغیرہ نے بذریعہ عدالت قبضہ واپس لے لیا۔ سعید چھینہ وغیرہ کو اس بات کا شک تھا کہ محمود اکبر خان ایم این اے وغیرہ نے وارث وغیرہ کو قبضہ واپس دلانے میں مدد کی ہے۔ منیر، نصیر وغیرہ ملزمان مندرجہ بالا نے ہم مشورہ ہو کر سعید چھینہ وغیرہ کے ایماء پر محمود اکبر خان رکن قومی اسمبلی وغیرہ کو قتل کیا۔

(ب) ایف آئی آر میں 6 ملزمان نامزد کیے گئے ہیں جن کے نام درج ذیل ہیں:

نصیر، ناصر، منیر، سعید پسران شیر محمد، ریاست، عاشق پسران محمد۔ ان میں سے ایک ملزم سعید احمد گرفتار ہو چکا ہے اور دیگر ملزمان کی گرفتاری کے لیے ہر ممکنہ کوشش جاری ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ جلد ملزمان کو گرفتار کر کے مقدمہ کو حقائق پر یک سو کیا جائے گا۔

جناب سپیکر، جی، منیس صاحب، کوئی ضمنی سوال تو نہیں ہے؟

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال۔

جناب سپیکر، جی، وٹو صاحب۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کیس کا ٹرائل خصوصی عدالت میں ہو گا یا ڈسٹرکٹ کورٹ میں ہو گا؟

جناب سپیکر، جی، اس کیس کا ٹرائل Terrorist Court میں ہو گا یا ڈسٹرکٹ کورٹ میں ہو گا؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! ضلع کی سطح پر ہماری District Monitoring Committees بنی ہوئی ہیں اس میں ڈپٹی کمشنر، ایس۔ پی اور ڈسٹرکٹ اٹارنی ممبر ہیں۔ یہ دفعات جو لگی ہیں اور کیا یہ مقدمہ مزید anti terrorist activities میں آتا ہے یا نہیں۔ اس بات کا تعین ہونے کے بعد یہ فیصلہ کیا جائے گا کہ یہ مقدمہ سپیشل کورٹ میں جاتا ہے یا نہیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ اگلا کال اٹینشن نوٹس راجہ جاوید اخلاص صاحب کا ہے۔۔۔۔۔ راجہ جاوید اخلاص

صاحب موجود نہیں۔

استحقاق

جناب سپیکر، اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔ مولانا صاحب، یہ ہم نے آپ کے لیے پینڈنگ کی تھی۔ یہ کل آئی تھی۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی ایم پی اے کے خلاف
بے بنیاد خبر کی اشاعت

مولانا منظور احمد چنیوٹی، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 26 فروری 1998ء کو میرے حلقہ میں واقع دربار شادی ملنگ میں ایک شیہ گدی نشینی کے تنازعہ میں اپنے ہی شیعہ کے ہاتھوں قتل ہو گیا تھا اور قاتل بمع اسلحے موقع پر پکڑا گیا اور اس نے اعتراف جرم بھی کر لیا اور مقتول کے بیٹے نے اس کے خلاف تھانہ سٹی (چنیوٹ) میں ایف آئی آر نمبر 120 مورخہ 26 فروری 1998ء بھی درج کروائی۔ لیکن روزنامہ "خبریں" اور روزنامہ "اساس" کے نامہ نگار نے بالکل من گھڑت، بے بنیاد اور حقائق و واقعات کے برعکس یہ خبر مورخہ 27 فروری 1998ء کو شائع کر دی کہ دو دہشت گرد موٹر سائیکل سوار آئے اور کلاشنکوف سے اندھا دھند فائرنگ کر کے تحریک جعفریہ کے جنرل سیکرٹری کو ہلاک کر کے دریائے چناب کی طرف فرار ہو گئے اور یہ قتل مولانا منظور احمد چنیوٹی رکن پنجاب اسمبلی، ان کے بیٹے مولانا محمد الیاس اور مولانا محمد عبدالوارث نے کرائے کے قاتلوں کی مدد سے کروایا ہے۔

مذکورہ بے بنیاد، من گھڑت اور حقائق سے بالکل برعکس خبر کی اشاعت سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر، مولانا صاحب، آپ کوئی شارٹ سٹیٹمنٹ دینا چاہتے ہیں؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ خبر ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت

بنائی گئی ہے ۔ میں 28 تاریخ کو لندن جا رہا تھا ۔ میرا وہاں پر یورپ کے علماء کو ختم نبوت کا پندرہ روزہ تربیتی کورس کا پروگرام تھا۔ 27 تاریخ کو صدر صاحب سے ہماری ملاقات تھی اور 28 کو اسلام آباد سے میری روانگی تھی۔ راستے میں ہم نے یہ "خبریں" اخبار پڑھا ۔ یہ خبر پڑھ کر ہم نے اپنا وہ پروگرام منسوخ کر دیا۔ وہ میرا اتنا بڑا اہم پروگرام تھا جو مجھے منسوخ کرنا پڑا' کیونکہ نہ میں وہاں کوئی اطلاع دے سکتا تھا' اس لیے کہ اگر میں اپنے پروگرام پر روانہ ہو جاتا تو میرے جانے کو یہ رنگ دیا جاتا کہ یہ قتل کرا کر ملک سے فرار ہو گیا ہے۔ میں نے آ کر چیف سیکرٹری' ہوم سیکرٹری اور راجہ بشارت صاحب سے ملاقات کی اور ان کو بتایا کہ میرے خلاف یہ خبر لگا کر شیعہ قوم کو مشتعل کیا گیا ہے۔ میں جب چنیوٹ پہنچا تو میرے گھر میں دھمکیوں کے کئی فون آ رہے تھے کہ ہم یہ کریں گے' ہم وہ کر دیں گے' ہم یوں کریں گے' ہم وہ کریں گے۔ مجھے قتل کی دھمکیوں کے فون آ رہے تھے' لہذا آپ اس خبر کا فوری طور پر نوٹس لیں اور اس شر انگیز نامہ نگار کے خلاف کارروائی کریں۔ میں اس سلسلے میں چکر کاٹتا رہا۔ پھرتا رہا۔ بڑی مشکل سے 16 ایم پی او کے تحت اس کے خلاف کہیں پرچہ ہوا مگر اس کی کوئی گرفتاری نہ ہوئی اور نہ ہی اس بارے میں کوئی مزید کارروائی ہوئی۔ اس خبر کے بعد چند روز میں فیصل آباد میں تین شیعہ بھائی قتل ہو گئے۔ وہاں پر پھر شیعہ قائدین تحریک جعفریہ نے پریس کانفرنس کی اور اس پریس کانفرنس میں پھر سارا الزام مجھ پر لگایا کہ یہ چنیوٹی قتل کرواتا ہے اور یہاں بھی اس نے قتل کروایا' اس نے اپنے آدمی رکھے ہوئے ہیں' اس نے نیٹ ورک شروع کیا ہوا ہے' یہ کیا ہوا ہے' وہ کیا ہوا ہے۔ اس غلط خبر کے شائع ہونے سے ' جب کہ قاتل موقع پر پکڑا گیا' اس کی ایف آئی آر کاٹی گئی اور قاتل بھی ان ہی کے مذہب کا تھا' ان کا اپنا جھگڑا تھا' اس میں ہمارا کسی قسم کا کوئی عمل دخل نہ تھا تو اتنی بھونڈی اور بے بنیاد خبر شائع کر کے ملک میں اور ملک سے باہر ہر جگہ مجھے بدنام کر دیا گیا ' میرے پروگرام کو ختم کیا گیا اور میرے خلاف شیعہ کو مشتعل کر دیا گیا کہ وہ مجھے قتل کی دھمکیاں دیں' مجھے فون کریں اور وہ کارروائیاں کریں۔ حکومت کا فرض بنتا تھا کہ شر انگیز خبر دینے والوں خلاف سخت کارروائی کرتی اور علی الاعلان کارروائی ہوتی تاکہ لوگوں کو پتا چلتا کہ یہ بھونڈی اور من گھڑت ' شر انگیز اور کینہ پرور خبر لگائی گئی ہے۔ اس کے خلاف کوئی کارروائی مؤثر نہیں ہوئی جس کے نتیجے میں دوسری پریس کانفرنس ہوئی۔ اس میں پھر تحریک جعفریہ کے نائب صدر' پاکستان کلیہ اہل بیت کے قاضی صاحب اور ان کے دوسرے صدر پنجاب نے اسی قسم کی خبر لگا کر میرے خلاف ہنگامہ برپا کر دیا ۔ اب اس سلسلے میں ہمارے عزیزوں کو گرفتار کیا جا رہا ہے' ہمارے

محلے میں چھاپے مارے جا رہے ہیں' اس قسم کی کارروائیاں شروع ہیں۔ یہ پروگرام ایک طے شدہ منصوبے کے تحت ہمارے خلاف کیا جا رہا ہے۔

جناب والا! میں اپنے چنیوٹ شہر کی امن کی ایک علامت ہوں۔ چنیوٹ جھنگ شہر کی ایک تحصیل ہے۔ جھنگ اور شورکوٹ کے حالات آپ کو معلوم ہیں کہ یہ کتنے عرصے سے خراب ہیں۔ میں نے اپنی قربانی دے کر اور نوجوانوں سے گالیاں کھا کر چنیوٹ شہر کے امن کو برقرار رکھا ہوا ہے اور شاید یہ امن کسی کو پسند نہیں' اس لیے یہ اس شہر کے امن کو تباہ کرنے کے لیے میرے خلاف اس قسم کی جھوٹی خبریں بنا کر لگائی جا رہی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے پیچھے قادیانیوں کا ہاتھ ہے ۔ قادیانی مرزا طاہر کا بیان شائع ہوا ہے کہ 1998ء علماء کے قتل کا سال ہے۔ میں نے اس پر آپ کو ایک تحریک التوائے کار بھی دی تھی کہ اس خبر کا نوٹس لینا چاہیے کہ وہ یہ کیوں کہتا ہے اور یہ جو قتل ہو رہے ہیں ان میں کہیں یہ قادیانی سازش تو شامل نہیں۔اب اگر اس طریقے سے شیعہ حضرات کو مشتعل کرکے مجھے قتل کروا دیا جائے تو وہ کہے گا کہ میری پیشین گوئی سچی ہو گئی۔ اس کا سب سے بڑا حریف تو میں ہوں' مرزا طاہر اور میرا direct مقابلہ ہے اور دنیا میں میں اس کا سب سے بڑا حریف ہوں اور وہ مجھے اس سازش سے قتل کروائے ' میرا قتل کسی اور کی آس پر ہو جائے اور پیشین گوئی اس کی سچی ہو۔ اس لیے یہ کوئی معمولی مسئلہ نہیں ' یہ تو صاف مسئلہ ہے اوربڑا اہم مسئلہ ہے ۔ اس کی اہمیت کے پیش نظر آپ اس پر غور کریں اور میری اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں۔

جناب سپیکر، مولانا صاحب! شکریہ۔ جی راجہ صاحب!

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ تحریک ایوان کے معزز رکن جناب مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب نے روزنامہ" خبریں" روزنامہ " اساس" مورخہ 27 فروری 1998 میں شائع ہونے والی خبر کے حوالے سے پیش کی ہے جس میں انھیں اور ان کے بیٹے مولانا محمد الیاس اور مولانا عبدالوارث کو ایک شیعہ کے قتل میں ملوث قرار دیا گیا ہے ۔ تحریک استحقاق کا تعلق چونکہ اخبار میں ایک خبر کی اشاعت سے ہے جو اگرچہ صوبائی اسمبلی پنجاب پریولجز ایکٹ 1972ء کے زمرے میں نہیں آتی۔ لیکن پھر بھی محکمہ تعلقات عامہ پنجاب اس سلسلے میں متذکرہ اخبارات کو معزز رکن اسمبلی کے جذبات سے آگاہ کرنے کا فریضہ ادا کر سکتا ہے ۔ علاوہ ازیں اگر معزز رکن چاہیں تو اس خبر کی تردید یا وضاحت خود بھی

اخبارات کو بھجوا سکتے ہیں ' نیز یہ کہ توہین آمیز مواد کی اشاعت کے انسداد کے لیے دیوانی اور فوج داری قوانین موجود ہیں جن کے تحت عدالت سے بھی رجوع کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر! میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں معزز رکن کا سارا زور اس بات پر تھا کہ حکومت نے اس اخبار کے خلاف کارروائی کیوں نہیں کی۔ حکومت کے پاس کوئی ایسا قانون نہیں کہ مولانا صاحب کے خلاف اگر کوئی خبر چھپے تو پولیس اخبار کے خلاف کارروائی شروع کر دے۔ دیکھنا یہ ہے کہ اگر مولانا صاحب کے خلاف خبر آئی تھی تو ان کا جو قانونی استحقاق بنتا تھا یا ان کے پاس کوئی بھی legal remedies available تھیں ان میں سے انھوں نے کوئی remedy avail بھی کی ہے۔ جناب سپیکر! یہ نہ تو دیوانی عدالت میں گئے ہیں نہ ہی انھوں نے کوئی فوج داری کارروائی کی ہے۔ انھوں نے تو اپنے طور پر کوئی کارروائی نہیں کی۔ لیکن جہاں تک اخبارات کا تعلق ہے' میری اطلاع کے مطابق انھوں نے تردید بھی چھاپ دی تھی اور یہ مسئلہ پہلے سے رفع دفع ہو چکا ہے۔ اب مولانا صاحب اس تحریک استحقاق کو منظور کروا کر اسے استحقاق کمیٹی کے پاس بھیجنا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن میں اتنی ضرور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ معاملہ ختم ہو چکا ہے اس کو تین مہینے گزر چکے ہیں' یہ تین مہینے پہلے کا واقعہ ہے ان کی تردید بھی آ چکی ہے اور ان کی تسلی بھی ہو چکی ہے۔ لیکن اگر یہ کہیں کہ حکومت نے کیوں کوئی کارروائی نہیں کی تو جناب' عرض یہ ہے کہ حکومت اس سلسلے میں کوئی کارروائی نہیں کر سکتی تھی۔

جناب سپیکر، جی مولانا صاحب!

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! جو کچھ وزیر صاحب نے فرمایا ہے میں تو اسے سمجھ نہیں سکا' لیکن میری گزارش یہ ہے کہ اگر آپ اسے سنجیدگی سے لیں اور بیٹھ کر اس کے پس منظر کو دیکھا' جائے اس کے نتائج کیا ہیں اس کا سدباب کیا ہو سکتا ہے؟

جناب سپیکر، نہیں۔ اس اخبار کی کیا تردید آئی ہے؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی، ایک انچ یا دو انچ کا ایک نوٹ آیا ہے اور خبر بڑی چار کالمی لگی ہے۔ وہ پریس نوٹ کون پڑھتا ہے؟ وہ پریس نوٹ تو کسی نے پڑھا بھی نہیں ہوگا وہ تو کسی کو نظر بھی نہیں آیا ہوگا۔ میرے احتجاج کرنے کے بعد یہ پریس نوٹ آیا اور حقیقت یہ ہے کہ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ قاتل موقع پر پکڑا گیا اور مقتول کے بیٹے نے ایف آئی آر کٹائی اور پتا چلا کہ ان کا کوئی

تنازع تھا۔ اگر قاتل موقع پر نہ پکڑا جاتا' جیسا کہ اکثر یہ وارداتیں ہوتی ہیں' تو چیف سیکرٹری اور ہوم سیکرٹری کے بقول یہ پرچہ سیدھا میرے خلاف ہونا تھا اور میں نے اب جیل کے اندر پڑے ہونا تھا اور آپ میں سے کسی نے بھی میری کوئی شنوائی نہیں کرنی تھی۔ آپ نے یہ نہیں دیکھنا تھا کہ یہ واقعہ کس طرح کا ہے۔ یہ تو میرے ذمہ لگنا تھا۔ یہ تو میری خوش قسمتی ہے کہ قاتل پکڑا گیا اور قاتل بھی انہی کا تھا اور جو چار قتل کہیں اور ہو رہے ہیں وہ بھی مجھ پر ڈالے جا رہے ہیں۔ تو اس لیے اگر آپ اس کے حقائق دیکھیں اور دیکھیں کہ اس کا پس منظر کیا ہے اور اس کا سدباب کیا ہونا چاہیے' اس شر انگیز خبر لگانے والوں کے خلاف تادیبی کارروائی کیا ہوسکتی ہے۔ ہم نے اخبار والے سے کہا کہ کم از کم اس کی نامہ نگاری ختم کریں' وہ بلیک میلر ہے۔ وہ پہلے اخبار "جنگ" کا نامہ نگار تھا اور "جنگ" نے اس کی ایسی حرکتوں کی وجہ سے اس کی نامہ نگاری ختم کر دی۔ اس کے بعد اب وہ اخبار "خبریں" کا نامہ نگار بن گیا اور "خبریں" کا نامہ نگار بھی خود نہیں ہے۔ اس کا نامہ نگار تو اس کا داماد ہے' مگر خبریں وہ دیتا ہے۔ اخبار "اساس" کا نامہ نگار اس کا بیٹا ہے' مگر خبریں وہ دیتا ہے جس کو "جنگ" والوں نے اس کی انہی حرکات کی وجہ سے نکال دیا تھا۔ وہ اتنا بلیک میلر ہے' مگر اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جا رہی۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب! مولانا صاحب کا جو نکتہ سامنے آیا ہے وہ ہے کہ ان کی تحریک استحقاق اخبار کے خلاف نہیں۔ یہ اس شخص کے خلاف ہے جس نے جھوٹی خبر دی اور بعد میں یہ ثابت بھی ہوگیا کہ یہ ان کا اپنا تنازع تھا جس کی بنا پر یہ قتل ہوا۔ لیکن ان کا خدشہ اپنی جگہ بجا طور پر درست ہے کہ اس خبر سے یہ اشتعال سامنے آنا شروع ہوا۔ ظاہر ہے کہ مولانا صاحب کو اس بات کا بڑا دکھ ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ جس اخبار کا وہ نمائندہ ہے میرے خیال میں راجہ صاحب! آپ ذاتی طور پر بھی ان سے بات کریں کہ ایسے لوگوں کی جب نشان دہی ہو جائے جو واقعی قصور وار ہیں تو پھر ان کی بھی مدد کرنی چاہیے اور ایسے لوگوں سے ان کو فارغ کرنا چاہیے۔ آپ ذاتی سطح پر ان سے بات کر لیں۔ مولانا صاحب! لاءمنسٹر صاحب personal level پہ "خبریں" اخبار کے مالکان سے یہ معاملہ ٹیک اپ کریں گے اور ان شاء اللہ تعالیٰ جس نمائندے نے غلط خبر دی ہے اور اس غلط خبر سے آپ کی شہرت کو بھی نقصان پہنچا اور اس غلط فہمی سے خدانخواستہ کوئی اور بھی نقصان ہو سکتا تھا۔ لاءمنسٹر صاحب اس اخبار کے مالکان کے ساتھ ضرور اس کے خلاف بات کریں گے۔ راجہ صاحب! اسی سیشن میں ان سے بات کر کے مولانا صاحب سے رابطہ کریں۔ مولانا صاحب! اسی سیشن میں لاءمنسٹر صاحب بات کر

کے بتائیں گے۔ یہ تحریک استحقاق disposed of تصور کی جاتی ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر، اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔ راجہ صاحب! کچھ تحاریک التوائے کار پرانی پینڈنگ چلی آ رہی ہیں جو کہ move تو ہو چکی ہیں لیکن ان کا جواب نہیں آیا تھا۔ ان میں نمبر 11 جناب سعید احمد خان منیس صاحب کی طرف سے ہے۔

وزیر قانون، جناب والا! میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ 11 نمبر کے متعلق ریونیو منسٹر کی طرف سے اطلاع ملی ہے کہ وہ اس کا جواب خود دینا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر، پھر اس کو پینڈنگ کر لیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! اس سلسلے میں میں یہ گزارش کروں گا کہ اب اس کو پینڈنگ نہ کیا جائے۔ کیونکہ یہ بہت ہی اہمیت کی حامل تحریک التوائے کار ہے اور ریونیو منسٹر صاحب ابھی یہاں تشریف لائے ہوئے تھے۔ آپ ان کو بلوا لیں۔ یہ 6 فروری 1998ء کو پیش کی گئی تھی۔ زرعی انکم ٹیکس کے بارے میں آپ کو پتا ہی ہے کہ کافی شور شرابا ہو رہا ہے اور حکومت اس پر توجہ بھی نہیں دے رہی۔ اس کے اوپر یہ کہ ایک غیر قانونی ٹیکس کی collection ہو رہی ہے۔ یہ حکومت کے اپنے بنائے ہوئے قوانین اور رولز کے خلاف زرعی انکم ٹیکس وصول کیا جا رہا ہے۔ میں آپ سے استدعا کروں گا کہ اس کو آج لازماً ٹیک اپ کیا جائے۔

جناب سپیکر، یہ کل آ جائے گی۔ اس میں دیکھ لیں کہ اس کی اہمیت اور آپ کے کہنے پر ہی یہ پینڈنگ چلی آ رہی ہے۔ راجہ صاحب! کل تک اس کو پینڈنگ کر لیتے ہیں۔

وزیر قانون، میرے پاس اس کا جواب ہے لیکن انھوں نے خود خواہش کا اظہار کیا تھا۔ اس لیے میں یہ عرض کر رہا تھا۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ آپ انھیں فرما دیں کہ کل ضرور اس کا جواب دے دیں۔ کل اس کو ٹیک اپ کریں گے۔ اس کے بعد نمبر 14 ہے۔ یہ سعید اکبر خان صاحب کی طرف سے ہے۔ یہ بھی پینڈنگ چلی آ رہی ہے۔

وزیر قانون، اس کا جواب تو موجود ہے لیکن آج وہ خود موجود نہیں ہیں۔ ویسے بھی یہ لاء اینڈ آرڈر سے متعلق ہے۔ لاء اینڈ آرڈر پہ عام بحث کے دن آپ نے مقرر فرما دیا ہے ۔ اس نے ویسے بھی اس تاریخ پر آنا ہے ۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب! یہ پچھلے اجلاس سے پینڈنگ چلی آ رہی ہے ۔

وزیر قانون، جناب والا! میں اس کا جواب دینے کے لیے تیار ہوں۔

جناب سپیکر، لیکن وہ آج موجود نہیں ہیں۔ اس کو پینڈنگ کر لیتے ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15 بھی انھیں کی ہے ۔ اس کو بھی پینڈنگ کیا جاتا ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 1 میاں عبدالستار صاحب کی ہے۔ ان کی طرف سے ایک دن کے لیے pending کرنے کے لیے لکھا ہوا آیا تھا ۔ لیکن وہ آج بھی نہیں ہیں ۔ یہ نمبر 1 بھی disposed of تصور کی جاتی ہے۔ نمبر 3 جناب سعید اکبر خان کی ہے ۔ یہ ابھی پیش نہیں ہوئی ۔ وہ خود موجود بھی نہیں ہیں۔ کل بھی نہیں تھے ۔ یہ بھی disposed of تصور کی جاتی ہے ۔ ان کی طرف سے جو move ہو چکی ہیں وہ ہم نے پینڈنگ کر لی ہیں۔ اس کے بعد نمبر 11 ہے ۔ وہ بھی موجود نہیں ہیں ۔ یہ بھی disposed of تصور کی جاتی ہے۔نمبر 12 میاں عبدالستار صاحب کی ہے ۔ وہ موجود نہیں ہیں۔ یہ بھی disposed of تصور کی جاتی ہے ۔ پھر 13 جناب سعید احمد خان منیس صاحب کی ہے ۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔۔۔۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب سپیکر! نماز عصر کا وقت ہے ۔ وقفہ برائے نماز کر لیں۔

جناب سپیکر، بیس منٹ کے لیے وقفہ کیا جاتا ہے ۔

(20 منٹ کے لیے وقفہ برائے نماز عصر کیا گیا)

(نماز عصر کے بعد جناب سپیکر 5 بج کر 35 منٹ پر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر، جناب سعید احمد خان منیس صاحب آپ کی تحریک التوائے کار نمبر 13 تھی؟

ملتان میں جعلی کیمیائی کھادوں کی تیاری

جناب سعید احمد خان منیس، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ جعلی زرعی ادویات کے بعد ملتان شہر جعلی کیمیائی کھادوں کا سب سے بڑا مرکز بن گیا ہے جس کے استعمال سے نہ صرف فصلیں بلکہ لاکھوں ایکڑ زرخیز اور قیمتی زرعی اراضی تباہ ہو رہی ہے اس لیے پیداوار کا ہدف بھی پورا نہیں ہو سکے گا۔ ملتان شہر اور اس کے نواحی علاقوں میں دھڑا دھڑ جعلی کیمیائی کھادیں تیار ہو رہی ہیں مارکیٹ میں ڈی اے پی کھاد کی خالی بوری دیگر خالی بوری کے مقابلے میں تین گنا زاید قیمت پر فروخت ہو رہی ہے۔ جعلساز شان یوریا میں جپسم جیسے کیمیکل کے ذریعے دانے دار بنایا جاتا ہے' ڈال کر ڈی اے پی کھاد بنا رہے ہیں اس طرح ملتانی گوارہ کھاد بنائی جا رہی ہے۔

70 فی صد کھاد ملتان' بہاول پور' ڈیرہ غازی خان ڈویژن میں استعمال ہوتی ہے جس کو ملتان سے سپلائی کیا جاتا ہے صوبہ کے دور دراز علاقوں کے کھاد ڈیلر کرایہ کی رقم ہضم کرنے کے لیے کھاد کے ٹرک ملتان میں فروخت کر دیتے ہیں۔ انتظامیہ پولیس اور محکمہ زراعت کے متعلقہ ادارے بھاری نذرانے لینے کی وجہ سے جعل سازوں کے خلاف کارروائی نہیں کرتے۔ صوبہ کے عوام بالعموم اور کاشت کاروں میں بالخصوص شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔

صاحب اختیار لوگوں کی توجہ بار بار اس گھمبیر مسئلہ کی طرف مبذول کرائی گئی ہے لیکن یہ مسئلہ سلجھنے کی بجائے الجھتا جا رہا ہے جس سے عوام میں شدید پریشانی پائی جاتی ہے۔

لہٰذا استدعا ہے کہ مذکورہ مسئلہ کو فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب۔

وزیر زراعت، جناب سپیکر! میں قائد حزب اختلاف کا انتہائی احترام کرتے ہوئے ایک دو گزارشات اس تحریک التوائے کار کا جواب پڑھنے سے پہلے عرض کروں گا۔ جناب والا! انھوں نے اپنی تحریک التوائے کار میں دو مسئلے اٹھائے ہیں۔ جناب سپیکر! آپ بھی مجھ سے بہتر جانتے ہیں کہ ایک تحریک التوائے کار میں دو مسئلے نہیں اٹھائے جا سکتے۔ اس تحریک التوائے کار کو یہ بہتر بنا لیں میں اس کا پرسوں جواب دے دوں گا۔ جناب والا! میں محترم قائد حزب اختلاف کو قانونی موشگافیوں میں نہیں

ڈالنا چاہتا۔ میری جناب کی وساطت سے استدعا ہے کہ یہ اس کو بہتر کرکے لے آئیں پرسوں میں اس کا جواب دے دوں گا۔

جناب سپیکر ، آپ کا خیال ہے کہ دوبارہ دیں۔

وزیر زراعت ،جناب والا! یہ faulty ہے اس طرح تو یہ پیش ہو نہیں سکتی' جناب بھی سمجھتے ہیں۔ فنی لحاظ سے تو یہ بنتی نہیں ہے لیکن چونکہ یہ مسئلہ بڑا اہم ہے اور اس کی اہمیت کے پیش نظر میں عرض کرتا ہوں کہ اسے ضرور پیش ہونا چاہیے۔ یہ اس کو بہتر بنا کر پیش کریں میں پرسوں اس کا جواب دے دوں گا۔ اگر جناب والا اس سے اتفاق کرتے ہوں تو-----

جناب سپیکر ، جی منیس صاحب آپ کل یہ دوبارہ دے دیں گے؟

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! معزز وزیر یا تو اس بات کی نشان دہی کریں کہ وہ اس میں کیا fault محسوس فرما رہے ہیں؟ میں نے کاشت کاروں کی بے چینی کی بات کی ہے ----

وزیر زراعت، جناب سپیکر! میں وضاحت میں نہیں جانا چاہتا-----

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! کاشت کاروں کے اربوں روپے ضائع ہو رہے ہیں۔

وزیر زراعت، جناب والا! مجھے اجازت ہے؟ میں جناب کی توجہ اس سلسلے میں چاہوں گا۔ میں نے تو بڑا احتراماً عرض کیا ہے کہ یہ جو تحریک التوائے کار ہے یہ faulty ہے۔ یہ rules of business کے مطابق بنتی نہیں۔ اس میں انھوں نے دو مسئلے اٹھائے ہیں۔ ایک تو یہ فرماتے ہیں کہ pesticide میں ملاوٹ ہوتی ہے۔ دوسرا یہ فرماتے ہیں کہ جعلی کھاد بن رہی ہے۔ کھاد کا مسئلہ بالکل علیحدہ ہے اور pesticide کا مسئلہ بالکل الگ ہے۔ کسی جگہ پر انھوں نے فرمایا ہے کہ ملاوٹ ہو رہی ہے' کسی جگہ پر انھوں نے فرمایا ہے کہ جعلی فیکٹریاں لگی ہوئی ہیں۔ میں نے اسی لیے عرض کیا ہے کہ ایک تحریک التوائے کار میں ایک سے زیادہ مسئلہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔ اگر یہ چاہیں تو میں رُول پیش کردوں۔جناب والا! مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔

جناب سپیکر، جی رُول پیش کردیں' وہ یہی پوچھنا چاہ رہے ہیں۔

وزیر زراعت ، یہ صفحہ 60 کے 83 پر ہے Conditions of the Admissibility of a Motion اس میں ہے کہ،

(a) it shall raise an issue of urgent public importance

(b) it shall relate substantially to one definite issue.

جناب سپیکر، ہاں' یہ جو "بی" ہے۔

وزیر زراعت، جی جناب! یہ اس کے زمرے میں آتی ہے۔ میں نے تو اختراماً عرض کیا تھا۔ مجھے تو کوئی اعتراض نہیں۔یہ اس تحریک التوائے کو بہتر بنا کر لائیں میں اس کا جواب پیش کر دوں گا۔

جناب سعید احمد خان منیس (قائد حزب اختلاف)، جناب والا! میں نے اس میں صرف زرعی کھادوں کا ذکر کیا ہوا ہے۔ معزز وزیر کس طرح فرما رہے ہیں؛ وہ صرف اس لفظ کو پڑھ کے کہ جعلی زرعی ادویات کے بعد' اس لیے یہ اس کو دوسرے زمرے میں لانا چاہتے ہیں۔

وزیر زراعت، جناب والا! میں حیران ہوں کہ اتنی سادہ سی بات قائد حزب اختلاف کی سمجھ میں نہیں آ رہی۔ جناب والا! کھاد کا مسئلہ بالکل علیحدہ ہے اور pesticide کا مسئلہ بالکل الگ ہے۔ یہ دو معاملات کو ایک جگہ پر لا کر پیش کر رہے ہیں جو کہ مناسب نہیں ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، ادویات کا نہیں میں نے صرف کھادوں کا مسئلہ اٹھایا ہے۔ اگر معزز وزیر اور حکومت یہ محسوس کرتی ہے کہ کاشت کاروں کی بھلائی اور مفاد کے لیے انھوں نے کوئی کام نہیں کرنا تو ٹھیک ہے' آپ بے شک اس کا جواب نہ دیں۔ اس سے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت کاشت کاروں کی بھلائی کے لیے کوئی کام کرنا نہیں چاہتی۔

وزیر زراعت، جناب والا! ایک منٹ مجھے عنایت فرمائیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔

وزیر زراعت، ابھی جناب والا نے فرمایا ہے کہ میں نے یہاں پر ادویات کا مسئلہ اٹھایا ہی نہیں ہے۔ جناب والا! میں ذرا تحریک پڑھ دوں۔

میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ جعلی زرعی ادویات کے بعد ملتان شہر میں جعلی کیمیائی کھادوں کا سب سے بڑا مرکز بن گیا ہے۔

"یعنی جعلی زرعی ادویات کے بعد"۔ وہ فرما رہے ہیں اس کا باقاعدہ انھوں نے ذکر کیا ہے۔ اس لیے کیا میں صحیح ہوں؟ جناب!

جناب سپیکر، منیں صاحب! اس میں دو چیزیں تو آجاتی ہیں' اگر فنی اعتبار سے اس کو دیکھا جائے۔

جناب سعید احمد خان منیں: جناب والا اگر غور فرمائیں گے تو اس میں زور کھادوں پر دیا گیا ہے۔ میں تو عرض کر رہا ہوں کہ اگر حکومت یہ محسوس کرتی ہے کہ وہ کاشت کاروں کی بھلائی کے لیے کچھ نہیں کرنا چاہتی۔---

جناب سپیکر، فنی اعتبار سے آپ کی بات ٹھیک ہے لیکن آپ کے پاس اس کا جواب آگیا ہوا ہے۔

وزیر زراعت، جناب والا! میرا فنی اعتراض درست ہے اس تحریک التوائے کار کو دوبارہ لانے میں کیا حرج ہے؟

جناب سپیکر: اگر آپ کے پاس اس کا جواب آگیا ہوا ہے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں' آپ جواب دے دیں۔

وزیر زراعت: میرے پاس جواب ہے لیکن تسلی بخش نہیں ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ قائد حزب اختلاف کو پورا تسلی بخش جواب دوں اور ان کی پوری تسلی کروائی جائے۔

جناب سپیکر، پھر اس کو پینڈنگ کرلیں----تحریک التوائے کار نمبر 13 پینڈنگ ہوئی۔ تکنیکی اعتبار سے آپ کی بات ٹھیک ہے لیکن تحریک التوائے کار کی اہمیت کے پیش نظر اس کو پینڈنگ کیا جاتا ہے۔ میاں عبدالستار صاحب۔ ان کی طرف سے کوئی اطلاع ہے کہ اس کو پینڈنگ کر دیا جائے؟ صرف ایک دن کی اطلاع آئی تھی۔ تو پھر یہ disposed of تصور ہوئی۔ نمبر 15 بھی انھی کی ہے اس کی بھی ہمارے پاس کوئی اطلاع نہیں۔ ایک دن ہم نے پینڈنگ کی تھی۔ یہ بھی disposed of تصور ہوئی۔ نمبر 16 بھی انھی کی ہے۔ یہ بھی disposed of تصور ہوئی۔ جناب منصور احمد خان۔ اس تحریک کے دو محرک ہیں یہاں پر جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو موجود ہیں وہ اس تحریک التوائے کار کو پیش کر سکتے ہیں۔ یہ دونوں کی طرف سے اکٹھی ہے۔

ریٹائرڈ چیف انجینئر چودھری محمد سلیم

کے خلاف انتقامی کارروائی

معظم جہانزیب احمد خان وٹو، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے

والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ محکمہ انٹی کرپشن (لاہور) کے انسپکٹر ملک رشید نے اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے حال ہی میں محکمہ مواصلات وتعمیرات سے حال ہی میں ریٹائر ہونے والے چیف انجینئر ہائی وے چودھری محمد سلیم کو ان کے گھر واقع مسلم ٹاؤن سے ایک ٹھیکے دار کی گاڑی نمبری LXC-4 میں اغواء کیا اور فرید کورٹ ہاؤس میں لے جا کر میسرز خالد رؤف اینڈ کمپنی کے مالک ٹھیکے دار خالد رؤف کی موجودگی میں ان پر بے پناہ تشدد کیا۔ چیف انجینئر مذکور کو بغیر کسی جرم کے گرفتار کرکے وحشیانہ تشدد کا نشانہ بنانے کا پس منظر یہ ہے کہ انسپکٹر ملک رشید کا بھائی میسرز خالد رؤف اینڈ کمپنی کے نام پر ٹھیکے داری کرتا ہے۔ چودھری محمد سلیم نے بطور چیف انجینئر ہائی وے میسرز خالد رؤف اینڈ کمپنی کی طرف سے سرکاری خزانے کو پہنچائے گئے نقصان اور ناجائز طور پر ادا شدہ لاکھوں روپے کی رقوم کی شی منظوری دینے سے انکار کر دیا تھا اور ریسرچ اینڈ ڈیزائن حافظ آباد گوجرانوالہ گوندلہ روڈ جیسے سکینڈل اور محکمہ C&W کے افسران و اہلکاران کی ملی بھگت سے میسرز خالد رؤف اینڈ کمپنی کی طرف سے مختلف سڑکوں میں انتہائی ناقص میٹریل استعمال کرکے کروڑوں روپے کی مالی بے ضابطگیوں کو منظر عام پر لایا جس پر وزیر اعلیٰ پنجاب نے بھی متعلقہ افسران وہ اہل کاران کے خلاف سخت انضباطی کارروائی کرنے کا حکم صادر فرمایا تھا۔ مذکورہ واقعے کے خلاف انسٹی ٹیوشن آف انجینئرز کے صدر نے ایک پریس کانفرنس میں اس ناروا سلوک کی بھر پور مذمت کی ہے اور یہ دھمکی بھی دی ہے کہ وہ 23 مئی 1998ء کو ملک گیر کنونشن بلا کر چیف انجینئر مذکور کے ساتھ ہونے والے اس واقعہ کے خلاف ملک گیر احتجاج کریں گے۔ انسپکٹر مذکور کے اس غیر قانونی اقدام کی اخبارات میں اشاعت کی وجہ سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اور اضطراب پایا جانے لگا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ مذکورہ مسئلے کو فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

وزیر قانون: یہ تحریک آج ہی متداول ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: پھر یہ تحریک التوائے کار نمبر 17' پینڈنگ کر لیتے ہیں۔ یہ پینڈنگ ہوئی۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر، اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

تاج محمد خان زادہ

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست تاج محمد خان زداہ رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I may kindly be granted leave for 20th & 21st April Thanks

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

ملک غلام مرتضٰی بیتلا

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست ملک غلام مرتضٰی بیتلا رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں بوجہ بیماری کل مورخہ 17۔ اپریل 1998ء کو ہونے والے اسمبلی کے اجلاس میں حاضر ہونے سے قاصر ہوں۔ از راہ کرم مورخہ 17۔ اپریل 1998ء کی رخصت منظور کی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

خان جواد علی خان سیال رجبانہ

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست خان جواد علی خان سیال رجبانہ رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

Respected Sir,

It is stated that I Khan Jawad Ali Khan Seyal Rajbana M.P.A PP -70 Jhang, could not attend the Session on 17th April 1998 due to personal reasons. Kindly grant me one days leave. With

Regards.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

دیوان عظمت سید محمد چشتی

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست دیوان عظمت سید محمد چشتی رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ میں میڈیکل چیک اپ کے لیے 11۔ اپریل 1998ء سے 24۔ اپریل 1998ء تک لندن جا رہا ہوں۔ اس لیے اگر اس دوران اسمبلی سیشن ہو تو میری چھٹی منظور فرمائی جائے۔ نوازش ہو گی

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ایاز امیر

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب ایاز امیر رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I would be grateful if I am granted leave of absence from attending the session on April 20, 1998

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

ملک غلام مرتضیٰ میتلا

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست ملک غلام مرتضیٰ میتلا رکن، صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

بوجہ ناسازی طبع مورخہ 20 اور 21 اپریل کو ہونے والے اسمبلی اجلاس میں حاضر ہونے سے قاصر ہوں۔ از راہ کرم دو یوم کی رخصت منظور فرمائی

جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مسودہ قانون

مسودہ قانون (ترمیم) شہری ترقی پنجاب، مصدرہ 1997ء

جناب سپیکر، اب قانون سازی شروع ہوتی ہے۔ آج بل ہے :

"The Punjab Development of Cities (Amendment) Bill 1997 (Bill No. 23 of 1997)."

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے اس سے پہلے کہ قانون سازی شروع کی جائے کورم پورا کر لیا جائے۔

جناب سپیکر، گنتی کی جائے۔ ---(گنتی کی گئی) 53 ممبران موجود ہیں' کورم پورا نہیں۔ پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں۔ ---- گھنٹیاں بجائی گئیں۔ ----

جناب سپیکر، گنتی کی جائے----- گنتی کی گئی----- کورم پورا ہو گیا ہے۔ قانون سازی شروع کرتے ہیں۔

We take up The Punjab Development of Cities (Amendment) Bill, 1997 (Bill No. 23 of 1997) First reading starts. Minister for Law.

MINISTER FOR LAW: Sir, I move :-

That The Punjab Development of Cities (Amendment) Bill, 1997 as recommended by Standing Committee on Housing, Physical and

Environmental Planning, be taken into consideration at once.

MR SPEAKER: The motion moved is.-

That the Punjab Development of Cities (Amendment) Bill, 1997 as recommended by Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, be taken into consideration at once

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: I oppose it Sir.

MR SPEAKER: There are two amendments received in it. The first amendment is from:

1. Mr Saeed Ahmad Khan Manais,
2. Nawabzada Mansoor Ahmad Khan,
3. Sahibzada Muhammad Usman Khan Abbasi.
4. Sardar Rafiq Haider Leghari,
5. Syed Masood Alam Shah; and
6. Mr Ikram Ullah Khan Niazi

Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move the amendment.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Sir, I move -

That the Punjab Development of Cities (Amendment) Bill 1997, as recommended by Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st May, 1998

MR SPEAKER: The motion moved is

That the Punjab Development of Cities (Amendment) Bill 1997, as recommended by Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st May, 1998.

MINISTER FOR LAW : I oppose, Sir.

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! شکریہ۔ یہ Punjab Development of Cities Act, 1976ء میں بنا تھا۔ یہ ایکٹ صوبائی اسمبلی سے 24۔ نومبر 1976ء میں پاس ہوا تھا اور گورنر پنجاب نے اسے assent 16۔ دسمبر 1976ء کو دی تھی۔شروع میں اس وقت اس ایکٹ کے بننے کے بعد دو اتھارٹیز معرض وجود میں آئیں۔ ایک ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی اور دوسری فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی' جو اس ایکٹ کے نتیجے میں 22۔ اکتوبر 1976ء کو declare ہوئیں۔ اس ایکٹ میں پھر دیا ہوا ہے کہ کسی اور شہر کو بھی اگر گورنمنٹ اتھارٹی declare کرنا چاہتی ہے تو وہ وقتاً فوقتاً notify کر سکتی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے اس کی Constitution of the Authority معزز ایوان کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جناب سپیکر! یہ اتھارٹی according to the Act, consist ہوگی۔ ان کے انچارج وزیر' وزیر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ڈیپارٹمنٹ اس کے چیئرمین ہوں گے' سیکرٹری ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ' اس کے ممبر ہوں گے'

> Secretary Local Government & Social Welfare, representative of the Planning and Development Department representative of the Finance Department, Commissioner of the concerned Division, Deputy Commissioner of the concerned District, Mayor or Chairman or Administrator, as the case may be, of the Local Council concerned or a nominee of the Mayor or Chairman concerned, all the members of the Provincial Assembly of the Punjab elected from the city concerned and such other persons as may be appointed by the Government...

اور اس میں ایک ممبر ڈائرکٹر جنرل آف اتھارٹی ہوں گے۔ جناب سپیکر! یہ اس اتھارٹی کی constitution ہے۔ اب جو موجودہ بل ہے۔ اس کی رو سے حکومت یہ چاہتی ہے کہ اس میں وائس چیئرمین کے عہدے بنا دیے جائیں۔ جناب سپیکر! اس میں دیکھیں کہ حکومت کس طرح کہہ رہی ہے کہ

> The Government may designate one or more members of the

Authority as Vice Chairmen.

یعنی اس میں کوئی پابندی نہیں۔ کہتے ہیں .one or more' چاہے اس کو ایک ہزار تک لے جائیں' دو ہزار تک لے جائیں۔ ابھی پچھلے دنوں جب ایل ڈی اے کا ترمیمی بل تھا۔ اس میں ایک وائس چیئرمین پہلے ہی تھے اور گورنمنٹ نے دو وائس چیئرمین کر دیے۔ اس میں بھی میں نے اپنی معروضات پیش کی تھیں اور ہاؤس نے اس کو اکثریت رائے سے نامنظور کیا اور ایل ڈی اے میں وائس چیئرمین کی دو اسامیاں قائم کر دی گئیں۔ لیکن Development of Cities Act میں گورنمنٹ کہہ رہی ہے کہ one or more چیئرمین بنا دیے جائیں۔ جناب سپیکر! یہ اتھارٹیز پہلے ہی کنگال ہو چکی ہیں۔ ان کے پاس خود اتنا پیسہ نہیں کہ وہ وہاں ترقیاتی کام کر سکیں' تنخواہیں ادا کر سکیں۔ یہ کہ اب اسی پر ایک نیا دباؤ ڈالنے کے لیے یہ بل متعارف کیا گیا ہے کہ اس میں ایک یا زاید وائس چیئرمین بنا دیے جائیں۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں کہ 21 سال کے بعد اس قانون میں ترمیم کی جا رہی ہے۔ 21 سال تک تو اس میں کوئی ضرورت محسوس نہیں ہوئی کہ وائس چیئرمین یہاں بنایا جائے اور اب 21 سال کے بعد اس قانون میں ترمیم کی جا رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ This is just misuse of majority of the Government. کہ جس وقت چاہا کہ اب لوگوں کو کھپانا ہے تو اس میں وائس چیئرمین کے عہدے تخلیق کرنے شروع کر دیے۔ جناب سپیکر! آپ نے پہلے دیکھا ہے کہ یہاں down sizing and right sizing شروع کی گئی کہ اس میں ہمارا ملک' جو معاشی طور پر بالکل ختم ہو چکا ہے' اس پر زیادہ دباؤ نہ ہو۔ ایک طرف down sizing شروع ہے تو دوسری طرف یہ نئی اسامیاں تخلیق کی جا رہی ہیں۔ اس میں ظاہر ہے کہ جب ایک وائس چیئرمین کا عہدہ بنتا ہے تو اس کے ساتھ آپ دیکھیں کہ کتنا supporting staff ہوگا۔ ان کے اور privileges and facilities ہوں گی' ان کے دفاتر ہوں گے' ان کے ٹیلی فون ہوں گے' ان کی کاریں ہوں گی اور اعزازیہ ہوگا اور نہ جانے کیا کچھ ہوگا۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسی بات ہے کہ جس کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ میں آپ کی وساطت سے معزز ایوان کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ اس وقت چار ایسی اتھارٹیز ہیں جو کہ اس ایکٹ کے تحت چل رہی ہیں۔ ایک ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی ہے' ایک فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی ہے' ایک گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی ہے اور ایک راولپنڈی ڈویلپمنٹ اتھارٹی ہے۔ اس میں سے کوئی ایسی اتھارٹی نہیں جو اپنے پاؤں پر خود کھڑی ہو۔ ساری اتھارٹیز جو ہیں وہ at the verge of collapse ہیں اور وہاں تنخواہیں دینے تک کے لیے پیسہ موجود

نہیں۔ یہاں معزز ممبران تشریف فرما ہیں اور انھیں پتا ہے کہ ان اتھارٹیز کے جو متعلقہ شہر ہیں ان کا کیا حال ہے۔ کیا وہاں سیوریج بچھائی جا رہی ہے؟ کیا وہاں واٹر سپلائی سکیمیں صحیح ہیں؟ یا وہاں سڑکیں صحیح ہیں؟ یہ ایک اضافی بوجھ انھی اتھارٹیز پر ڈالا جا رہا ہے کہ جو پہلے اپنے پاؤں پر خود کھڑی نہیں ہو سکتیں۔ جناب سپیکر! جس طرح میں نے پچھلے روز بھی یہ عرض کیا تھا کہ جو chain of commands ہے' جب ایک چیئرمین موجود ہیں۔ He is the hon'ble Minister of the Government, تو اس میں وائس چیئرمین کی کیا ضرورت محسوس کی جا رہی ہے؟ جب ایک سے زیادہ chain of commands میں لوگ ہوں گے تو وہاں diarchy ہوگی۔ اس میں maladministration ہوگی' وہاں leg-pulling ہوگی۔ conflicts ہوں گے اور lack of sense of direction ہوگی۔ کیونکہ جب ایک آدمی موجود ہے تو اس وقت وہ اس کو کنٹرول نہیں کر پا رہا۔ کیونکہ وہاں ڈائرکٹر جنرل بھی بیٹھا ہوا ہے اور اس کے پاس تمام powers ہیں۔ پھر یہ کہ وہاں پیسہ موجود نہیں ہے جو پہلے ہی over-staff authorities ہیں۔ ان کو تنخواہیں دینے کے لیے پیسہ نہیں ہے۔ وہاں پھر یہ نئی posts create کی جا رہی ہیں۔ جناب سپیکر! ایک بھی نہیں کی جا رہی اور کہا جا رہا ہے کہ one or more۔ نہ جانے حکومت کس کو oblige کرنا چاہتی ہے۔ کون سے ایسے favourites ہیں جن کو وہ oblige کرنا چاہتی ہے کہ جہاں وزیر بھی بن گئے' سپیشل اسسٹنٹ بھی بن گئے' پارلیمانی سیکرٹری بھی آ گئے' چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹیز آ گئے پھر ٹاسک فورسز بن رہی ہیں۔ وہاں بندے کھپائے جا رہے ہیں۔ اس کے بعد ایل ڈی اے میں دوسرا وائس چیئرمین بنا دیا گیا۔ جناب سپیکر! میں بار بار اس کو stress اس لیے کر رہا ہوں کہ وہ at the verge of collapse ہیں۔ بالکل ختم ہونے والی ہیں تو وہاں اتنی اسامیاں تخلیق کرنے کے لیے یہ بل متعارف کرایا جا رہا ہے۔ اس میں کتنی multi-farious problems شروع ہو جائیں گی۔ ابھی وہاں ایل۔ڈی۔اے کا ایک وائس چیئرمین تھا۔ جناب سپیکر! اخبارات میں ہم دیکھتے رہے ہیں اور ویسے ہمارے علم میں ہے کہ وہاں اتھارٹی کے ڈائرکٹر جنرل اور ایک وائس چیئرمین کی conflicts ہوتی رہی ہیں کہ اتنی ہوتی رہی ہیں کہ ہاتھاپائی تک یہ معاملات جاتے رہے ہیں۔ پھر جناب سپیکر! آپ یہ دیکھیں کہ جب اتنے سارے وائس چیئرمین بن جائیں گے تو ان کی اختیارات کی تقسیم کس طریقے سے ہوگی۔ کون سے اختیارات ہیں۔ جو vague انھوں نے بنا دی ہے کہ one or more ۔ اگر میں مثال دیتا ہوں کہ دس وائس چیئرمین بنا دیتے ہیں تو ان کی اختیارات کی تقسیم کس طریقے سے کی جائیں گی۔ کوئی ایسا طریقہ نہیں۔ کیونکہ ہر آدمی' ہر وائس

چیئرمین جو بنایا جائے گا۔ چونکہ وہ oblige کرنے کے لیے بنایا جائے گا۔ وہ demanding ہوگا۔ وہ more and more powers کی لسٹ رکھے گا۔ وہ more and more powers مانگے گا۔ اس سے تو بہتر ہے کہ ڈائرکٹر جنرل کا عہدہ ختم کر دیں اور جو باقی ڈائرکٹرز کے عہدے ہیں وہ بھی ختم کر دیں اور ان وائس چیئرمینوں کو وہاں کھپا دیا جائے۔ کسی کو administration کے ذمہ لگا دیا جائے اور کسی کو کہیں کہ آپ واٹر سپلائی کو دیکھیں۔ کسی کو کہیں کہ آپ سیوریج سکیموں کی ذمہ داری سنبھالیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ اب پہلے ہی جو ڈائرکٹر جنرل ہیں وہ ان اتھارٹیز کے چیف ایگزیکٹو ہیں اور ان کے پاس جو major powers ہیں مثلاً preparation of schemes ہے، aquisition of land ہے، creation, abolition of post ہے، punishments ہے، transfers, promotions, maintenance of funds ہے، exemption of residential and commercial plots وغیرہ ہیں۔ اب میں مزید اس کی طرف نہیں جانا چاہتا۔ پھر یہ جو پہلے ہی 1976ء کا ایکٹ بنا ہوا ہے اس کی قلاسفی بھی یہ تھی جو constitution of authority میں نے عرض کی ہے۔ اب آپ اس میں دیکھیں گے کہ اس میں بیوروکریٹس بھی ہیں، اس میں منتخب لوگ بھی ہیں اور اس کو ایک منسٹر head کر رہا ہے جو کہ خود ایک منتخب آدمی ہے۔ اب اس constitution کی قلاسفی صرف یہ تھی کہ اس میں تربیت یافتہ آدمی موجود ہوں، تجربہ کار بھی ہوں، سینیئر آفیسرز بھی ہوں، ایڈمنسٹریٹو لوگ بھی ہوں اور اگر یہ کہا جائے کہ اس میں منتخب نمائندے یا عوامی نمائندے مزید شامل کر کے اس کو مزید بہتر بنایا جا سکتا ہے تو پھر یہ بات بھی درست نہیں ہوگی، کیونکہ اس میں پہلے ہی میئرز بھی شامل ہیں۔ اس میں صوبائی اسمبلی کے ممبر بھی شامل ہیں اور اس میں پھر یہ بھی ایک blank provision رکھی ہوئی ہے کہ گورنمنٹ ممبروں کو خود نامزد کر سکتی ہے۔ تو جب اتنے سارے ممبر بھی نامزد کرنے کے لیے گنجائش موجود ہے تو پھر وائس چیئرمین کے اتنے عہدے تخلیق کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ میں اس میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایکٹ پہلے ہی ایک collective wisdom کے تحت بنا ہوا ہے اور یہ 21 سال تک کام کرتا رہا ہے۔ اب ہماری یہ جو اتھارٹیز ہیں یہ معاشی طور پر بھی ہمیں اجازت نہیں دیتیں کہ اس میں کوئی اور وائس چیئرمین کے عہدے بنائے جائیں۔ پھر جیسے میں نے عرض کیا کہ جتنی زیادہ یہ posts ہوں گی اس میں اختیارات بھی زیادہ سے زیادہ مانگے جائیں گے اور جب اختیارات زیادہ سے زیادہ مانگے جائیں تو

پھر اختیارات کا ناجائز استعمال بھی اس زمرے میں لازماً آ جاتا ہے اور اختیارات کے ناجائز استعمال کو میں دہرانا نہیں چاہتا۔ لیکن میں نے ایل ڈی اے والے بل کے حوالے سے ذکر کیا تھا کہ اس میں کیسے اختیارات کا ناجائز استعمال ہوتا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم یہ قانون بنا دیتے ہیں تو پھر یہ اس کرپشن کی طرف ایک اضافہ ہوگا جو پہلے ہی ہمارے معاشرے میں ایک ناسور بن کر سرایت کر چکی ہے۔ بلکہ میں یہ کہوں گا کہ اگر ہم اس بل کو legislate کرتے ہیں تو ہمیں کہا جائے گا جیسا کہ پہلے ہی منتخب نمائندوں کو کئی طریقوں سے تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ ہماری اسمبلی champion of promoting corruption کے نام سے جانی جائے گی اور میں نہیں چاہتا کہ میں یا آپ یا ہمارے جو معزز اراکین اسمبلی ہیں وہ یہ champion کہلائیں۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ اس بل کو بالکل adopt نہیں کرنا چاہیے۔ پھر جب میں کرپشن کی بات کرتا ہوں تو میں اس میں آپ کو کرپشن کے تھوڑے سے معنی بتانا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر، آپ اس کو ذرا مختصر کر لیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! یہ بہت ہی اہم ہے۔ میں کرپشن کے معنی بتانا چاہتا ہوں، کیونکہ کئی دفعہ اس اصطلاح کو بہت ہی منفی انداز میں لیا جاتا ہے۔ تو میں آپ کے سامنے اس کے معنی مختصراً پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں آج کتابیں اٹھا کر نہیں لایا، کیونکہ کتابوں کو دیکھ میرے کچھ دوست بہت ہی گھبرا جاتے ہیں۔ تو اس میں کرپٹ کا جو مطلب ہے وہ یہ ہے:

> To taint, destroy the purity, to pervert, to debase, to lose purity, bribery, not genuine or pure..

وزیر قانون، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب سپیکر، جی، راجہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! معزز قائد حزب اختلاف میرے خیال میں ہمیں ڈکشنری میں سے کرپشن کا مطلب پڑھ کر سنا رہے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ویسے ہی ان کے الفاظ پر اعتبار ہے۔ تین سال وہ خود ان لوگوں میں رہے ہیں۔ ان سے بہتر کون کرپشن کا مطلب جان سکتا ہے۔ ڈکشنری کی ضرورت ہی نہیں ہے وہ جو کہیں گے ہم تسلیم کریں گے۔

جناب سپیکر، جی، منیں صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیں، جناب سپیکر! میں قطعاً پرسنل نہیں ہونا چاہتا تھا۔۔۔

جناب سپیکر، آپ کا کرپشن کا بھی point of view آ گیا ہے اور ڈکشنری کے حوالے سے بھی آپ نے پڑھ دیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اب آپ wind up کریں۔

جناب سعید احمد خان منیں، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز وزیر قانون سے یہ عرض کروں گا کہ اگر وہ میری بات کرنا چاہتے ہیں تو وہ ایک کھلی کتاب ہے۔ آپ سامنے لے آئیں اگر کوئی چیز آپ کے پاس ہے۔

جناب سپیکر، نہیں، نہیں۔ وہ تو ایک بات ہو گئی۔

جناب سعید احمد خان منیں، جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ آپ اس کو appreciate کریں گے کہ ایسی باتیں personal نہیں ہونی چاہییں۔

جناب سپیکر، نہیں، وہ ڈکشنری کے حوالے سے بات سامنے آئی۔ کوئی ایسی personal نہیں ہے۔

جناب سعید احمد خان منیں، ٹھیک ہے جناب۔

جناب سپیکر، تو اس کو ذرا مختصر کر لیں۔ کافی تفصیل کے ساتھ کوئی 20 منٹ کے قریب آپ نے اس امنڈمنٹ کے اوپر تقریر کی ہے اور میرا خیال ہے کہ ایک امنڈمنٹ کے اوپر یہ کافی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیں، جناب سپیکر! آپ چاہتے ہیں کہ میں اس کو wind up کروں؟

جناب سپیکر، ذرا wind up کر لیں۔ آگے بھی آپ کی امنڈمنٹس ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیں، جناب سپیکر! یہ ایک بڑی اہم امنڈمنٹ ہے۔

جناب سپیکر، اہم ہے تو آپ نے 20 منٹ لیے ہیں ناں۔

جناب سعید احمد خان منیں، ٹھیک ہے۔ جناب سپیکر! اگر آپ چاہتے ہیں تو میں نے جو معروضات پیش کی ہیں میں اس کے نتیجے میں یہ عرض کروں گا کہ گورنمنٹ یہ ایک اہم قانون سازی کرنا چاہ رہی ہے جس میں یہ قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے کہ وائس چیئرمین کے عہدے بنائے جائیں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ بجائے اس کے کہ یہ عہدے پہلے بنائے جائیں اور one or more جتنی ایک wide term دے دی گئی ہے۔ بہتر ہے کہ ایک تو پہلے ہی ہمارا ملک معاشی طور پر ختم ہو چکا ہے اور

ہمارے عوام پریشان ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم ان سے آراء لیں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اس کو circulate کیا جائے اور لوگوں کی رائے لے کر اس کے بعد اس پر کوئی فیصلہ صادر فرمایا جائے۔

جناب سپیکر، جی، شکریہ۔ راجہ صاحب آپ اس پر جواب دیں گے۔

وزیر قانون، شکریہ۔ جناب سپیکر! پنجاب میں اس وقت پانچ شہری ڈویلپمنٹ اتھارٹیز شہریوں کی سہولت کے لیے اور شہروں کی ترقی کے لیے کام کر رہی ہیں۔ جن میں لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی، ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی، فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی، گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی اور راولپنڈی ڈویلپمنٹ اتھارٹی شامل ہیں۔ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی ایکٹ مجریہ 1975 کے تحت قائم کی گئی جب کہ بقیہ چار ڈویلپمنٹ اتھارٹیز کا قیام ڈویلپمنٹ آف سٹیز ایکٹ مجریہ 1976ء کے تحت عمل میں لایا گیا۔

جناب سپیکر! انتظامی سطح پر یہ محسوس کیا گیا کہ ان شہروں میں ترقیاتی کاموں کو درست خطوط پر سرانجام دینے کے لیے، ترقیاتی کاموں کی بروقت تکمیل کے لیے اور شہریوں کو بروقت سہولتیں فراہم کرنے کے لیے ان اداروں کو بہتر انتظامی ڈھانچہ فراہم کیا جائے اور ان کو مزید فعال بنایا جائے۔ انتظامی افسران کی کارکردگی کی نگرانی کی جائے اور ان سے عوام کی بھلائی کے لیے زیادہ مؤثر طریقے سے بہتر کام لیا جائے۔ ان مقاصد کے حصول کے لیے حکومت نے یہ مناسب جانا کہ ان اداروں میں وائس چیئرمین تعینات کیے جائیں۔ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں وائس چیئرمین کی صرف ایک اسامی تھی جب کہ بقیہ شہری اتھارٹیز میں کوئی آسامی نہ تھی۔

جناب سپیکر! اب مسئلہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک طرف ہم اقتدار میں شرکت کی بات کرتے ہیں۔ ایک طرف ہم منتخب عوامی نمائندوں کے ذریعے عوام کے مسائل کو حل کرنے کی بات کرتے ہیں۔ لیکن جب ان اتھارٹیز میں ہم منتخب عوامی نمائندوں کی تقرری کرتے ہیں یا ان کو یہ اختیار دیتے ہیں کہ وہ عوام کے مسائل کو بہتر طور پر حل کریں اور ان اداروں میں جو بھی ماضی کے حوالے سے کوتاہیاں یا غلطیاں ہیں ان کو دور کریں اور عوام کو بہتر طور پر سہولیات فراہم کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پر کسی کو اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔ یہاں پر میں معزز قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بسا اوقات انھوں نے خود اس بات کا اعادہ کیا ہے کہ جب ہم کسی اتھارٹی میں ایگزیکٹو پاورز کسی سرکاری ملازم کو دینے کی بات کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ عوامی نمائندوں کو اختیارات دینے چاہییں۔ پھر جب عوامی نمائندوں کو اختیار دینے کی بات کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ

یہاں پر ڈائرکٹر جنرل کے پاس پہلے ہی اختیارات موجود ہیں۔ وائس چیئرمینوں کے اختیارات دینے کی کیا ضرورت ہے۔ کبھی وہ بات کرتے ہیں کہ منسٹر کے پاس اختیارات موجود ہیں' وائس چیئرمین کا ہونا ضروری نہیں ہے۔ جب منسٹر کے حوالے سے ہم بات کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ منسٹر چونکہ بہت مصروف ہوتے ہیں' وہ تو کام ہی نہیں چلا سکتے۔ میں ان کی خدمت میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ منسٹر ان اداروں میں چیئرمین کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں لیکن وائس چیئرمینوں کو منسٹر کی powers ہم نے delegate کی ہیں اور وہ کامیابی کے ساتھ کام بھی کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر! میں ان کی خدمت میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ منسٹر ان اداروں میں چیئرمین کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں لیکن وائس چیئرمینوں کو ہم نے منسٹر کی powers delegate کی ہیں اور وہ کامیابی کے ساتھ کام کر بھی رہے ہیں ۔ ابھی حال ہی میں راولپنڈی ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا تقرر عمل میں لایا گیا ۔ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں وائس چیئرمین کام کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر! تجربے کی بنیاد پر یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ عوامی نمائندوں کا ان اداروں میں دخل ہونے سے ان اداروں کی کارکردگی بہتر ہوئی ہے ۔

جناب سپیکر! جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ وائس چیئرمین ان اداروں پر مالی بوجھ بنیں گے تو میں اس بات سے اتفاق نہیں کرتا۔ اس وقت ان اداروں میں ہمارے جو وائس چیئرمین کام کر رہے ہیں اور فیصل آباد کی حد تک مجھے ذاتی طور پر علم ہے کہ ہمارے وائس چیئرمین تنخواہ نہیں لیتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت کی منشا یہ ہے کہ ہم نے عوام کی خدمت کرنی ہے' عوام کے مسائل کو حل کرنا ہے اور قطع نظر اس کے کہ ہم نے ان اداروں سے کیا مفاد حاصل کرنا ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہمارا کوئی بھی وائس چیئرمین ان اداروں سے کوئی مالی مفاد حاصل نہیں کر رہا بلکہ ان اداروں کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لیے رات دن کوشاں ہیں ۔

جناب والا! جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ جو ڈویلپمنٹ اتھارٹیز at the verge of collapse ہیں' جو مالی طور پر دیوالیہ ہوچکی ہیں میں اس بات سے بھی اتفاق نہیں کرتا ۔ میں ذاتی تجربے کی بنیاد پر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ گزشتہ چھ ماہ سے موجودہ وزیر اعلیٰ جناب شہباز شریف صاحب کی قیادت میں ان اداروں کو بہتر بنانے کے لیے جو حکمت عملی اختیار کی گئی ہے اس کے نتیجے میں ان اداروں کے مالی وسائل میں روز بروز اضافہ ہوتا رہا ہے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ وہ دن دور نہیں جب یہ ڈویلپمنٹ اتھارٹیز مالی طور پر اپنا بوجھ برداشت کرنے کے قابل ہوں گی اور وہ خود کفیل ہوں گی۔

جناب سپیکر! یہاں میں اس بات سے بھی اتفاق نہیں کروں گا کہ معزز قائد حزب اختلاف نے کہا کہ اگر ہم نے نامزدگیوں کی اجازت دے دی تو اس اسمبلی پر Champion of promoting corruption کا الزام لگے گا اور میں پھر اس بات کو دہرانا چاہتا ہوں اور میں ان سے معذرت چاہتا ہوں کہ میں نے ان سے کرپشن کی بات کی تھی وہ میں نے ان کی ذات کے حوالے سے نہیں کی تھی وہ میں نے اس دور کے حوالے سے کی تھی جس دور میں معزز قائد حزب اختلاف بھی ایک عہدے پر فائز تھے۔ ان کے عہدے کے حوالے سے یا ان کی ذات کے حوالے سے میں نے قطعاً کرپشن کی بات نہیں کی تھی۔ میں نے اس دور کے حوالے سے بات کی تھی کہ وہ دور کرپشن کا ایک دور تھا۔ جناب سپیکر! یہ تو منتخب لوگوں کی بات ہے جو اس اسمبلی میں بھی عوام کے آگے جواب دہ ہیں اور یہ اسمبلی سے باہر بھی عوام کے آگے جواب دہ ہیں لیکن اس دور میں تو ان اداروں میں منتخب لوگوں کے ذریعے سے اور سرکاری ملازموں کے ذریعے سے بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔ بہرحال' اس بحث میں جائے بغیر میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ گزشتہ سات ماہ سے یہ قانون نافذالعمل ہے' اس پر عمل ہورہا ہے اور وائس چیئرمین حضرات کا تقرر بھی ہوا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ عوام اس سے پہلے ہی بہتر طور پر آگاہ ہو چکے ہیں' اس لیے اسے مشتہر کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا' اس لیے میری استدعا ہے کہ اس ترمیم کو رد فرمایا جائے۔

MR SPEAKER: Thank you.

The amendment moved and the question is:

> "That the Punjab Development of Cities (Amendment) Bill 1997, as recommended by Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st May, 1998."

(The motion was lost)

MR SPEAKER: The next amendment is from Mr Saeed Akbar Khan, Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo, Maulana Manzoor Ahmad Chinioti, Mr Khalid Javed Warraich and Pir Shujaat Hasnain Qureshi..... Mr Saeed Akbar Khan is not present. Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo may move it.

MR MOAZZAM JEHANZEB AHMAD KHAN WATTOO: Sir, I move:

"That the Punjab Development of Cities (Amendment) Bill 1997, as recommended by Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, be referred to the Select Committee consisting of the following members with instructions to report by 31st May, 1998."

1. Ch Saeed Iqbal, MPA
2. Malik Ghulam Murtaza Maitla, MPA
3. Mr Saeed Akbar Khan, MPA
4. Mr Mansoor Ahmad Khan, MPA
5. Mr Muhammad Saqib Khurshid, MPA
6. Mian Imran Masood, MPA
7. Raja Javed Ikhlas, MPA
8. Mian Tariq Mehmood, MPA
9. Mian Naveed Tariq, MPA.

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Development of Cities (Amendment) Bill 1997, as recommended by Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, be referred to the Select Committee consisting of the following members with instructions to report by 31st May, 1998."

1. Ch Saeed Iqbal, MPA
2. Malik Ghulam Murtaza Maitla, MPA
3. Mr Saeed Akbar Khan, MPA
4. Mr Mansoor Ahmad Khan, MPA

5 Mr Muhammad Saqib Khurshid, MPA

6. Mian Imran Masood, MPA

7. Raja Javed Ikhlas, MPA

8. Mian Tariq Mehmood, MPA

9. Mian Naveed Tariq, MPA.

MINISTER FOR LAW: I oppose it, Sir

جناب سپیکر، جی معظم جہانزیب وٹو صاحب۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب سپیکر! میں اس ترمیم کے سلسلے میں کہنا چاہوں گا کہ میں نے یہ ترمیم پیش کی ہے کہ اس بل کو ان ایم پی اے حضرات پر مشتمل سلیکٹ کمیٹی کے سامنے پیش کیا جائے۔ میری ترمیم کا مقصد یہ ہے کہ اس میں جو خامیاں ہیں ان کو دور کیا جائے۔ آپ کے علم میں یقیناً یہ بات ہوگی کہ ترقی یافتہ ملکوں میں جب کوئی قانون سازی کی جاتی ہے تو اس کے لیے مختلف طریقے اختیار کیے جاتے ہیں۔ ہم نے دیکھا ہے کہ ان میں یہ بھی ہوتا ہے کہ ایک بل کو اخبارات میں دیا جاتا ہے، عوام کے سامنے پیش کیا جاتا ہے اور عوام اس پر اپنی رائے دیتے ہیں، اس طریقے سے پوری پبلک اس قانون سازی میں اپنا رول ادا کرتی ہے اور اگر اس میں کوئی خامیاں ہیں وہ خامیاں سامنے آتی ہیں اور حکومت اس قانون سازی کی خامیوں کو درست کر کے اس کی نوک پلک سنوار کر اس قانون سازی کو پارلیمنٹ میں لے کر آتی ہے، پھر اس کی منظوری ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم نے یہ بھی دیکھا ہے کہ اپوزیشن کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ اگر اپوزیشن کوئی ترمیم لے کر آئے تو اس کو بھی consider کیا جاتا ہے اور اس کو قانون سازی کا حصہ بنایا جاتا ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے ہاں یہ بالکل مختلف ہے۔ یہاں تو اپوزیشن کی حوصلہ افزائی نہیں کی جاتی۔ اگر اپوزیشن کوئی opposite چیز سامنے لائے تو بھی اسے consider نہیں کیا جاتا اور اکثریت کے زور پر اس کو مسترد کر کے kill کر دیا جاتا ہے۔ جناب سپیکر! یہاں لیڈر آف اپوزیشن نے اس بل میں کئی چیزوں کی خامیوں کی نشان دہی کی ہے۔ اس میں سب سے بڑی خامی یہ ہے کہ وہاں چیئرمین موجود ہے جو منسٹر آف ہاؤسنگ ہوتے ہیں اس بل میں پہلی بات تو جناب یہ ہے کہ ان پر عدم اعتماد کیا گیا۔ ایک چیئرمین کی موجودگی میں ایک سے زیادہ وائس چیئرمین مقرر کرنے اور پھر ان کو چیئرمین کے

اختیارات دینے یہ منسٹر پر عدم اعتماد کرنے والی بات ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں تو اس بات سے اتفاق نہیں کرتا کہ ان اتھارٹیز کی مالی حالت بہتر ہے ۔ ہم نے یہ دیکھا ہے کہ ان کی مالی حالت قطعاً بہتر نہیں ہے بلکہ جس طرح ہماری معیشت کی حالت خطرناک ہے اسی طرح ان اتھارٹیز کی مالی حالت بھی انتہائی خراب ہے ۔ ان اتھارٹیز میں ایک سے زیادہ وائس چیئرمین مقرر کر کے ان اتھارٹیز پر زیادہ بوجھ پڑے گا۔ میرا خیال ہے کہ اس کے بعد ان کا زندہ رہنا بڑا ہی مشکل ہو جائے گا۔ جناب سپیکر! گورنمنٹ کا بظاہر جو مقصد نظر آتا ہے وہ یہی ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو خوش کیا جائے اور اس سے اپنے منظور نظر لوگوں کو فائدہ پہنچایا جائے۔ لگتا یہ ہے کہ اس ملک میں یک جماعتی حکومت' بلکہ ایک خاندان کی حکومت قائم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ یہ جو خدمت کمیٹیاں بنائی گئی ہیں' ان سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ ایک پارٹی کی حکم رانی اس ملک میں قائم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی اچھا اقدام نہیں اور اس سے بے شمار مسائل پیدا ہوں گے۔ یہ جو بل پیش کر رہے ہیں اس سے بجائے فائدہ ہونے کے حکومت کو نقصان ہونے کا اندیشہ ہے۔ جتنے زیادہ وائس چیئرمین ہوں گے ان کے آپس کے زیادہ اختلافات سامنے آئیں گے ۔ ہر شخص چاہتا ہے کہ اس کو زیادہ سے زیادہ اختیارات ملیں اس سے کئی مسائل سامنے آئیں گے بلکہ' یہ ہوگا کہ وہ میٹنگز میں بھی ایک دوسرے کا گریبان پکڑیں گے اور بہت سارے مسائل سامنے آئیں گے۔ تو میری یہی گزارش ہے کہ اس بل' میں میں نے جو ترمیم دی ہے اور جن ممبران کا میں نے ذکر کیا ہے اسے سلیکٹ کمیٹی کے سامنے پیش کیا جائے تا کہ اس میں جو خامیاں ہیں وہ دور ہوں۔

جناب سپیکر، شکریہ! ونو صاحب۔ ------ لا منسٹر صاحب

وزیر قانون ، شکریہ جناب سپیکر! معزز رکن نے ترمیم کے ذریعے یہ تجویز کیا ہے کہ اس بل کو خصوصی کمیٹی کے سپرد کیا جائے جو اس پر اپنی رائے دے ۔ جناب سپیکر ! اس پر بات کرتے ہوئے قانون سازی کے لیے ہمارے مجوزہ طریقۂ کار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے انھوں نے کہا ہے کہ دنیا بھر میں قانون سازی کے لیے جو طریقہ کار اختیار کیا جاتا ہے اس سے ہٹ کر پنجاب اسمبلی میں قانون سازی کا طریقۂ کار اختیار کیا جاتا ہے ۔ میں ان کی اس بات سے اختلاف کرتے ہوئے یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ بہتر ہوتا کہ اس وقت قانون سازی کے لیے جو طریق کار اختیار کیا جا رہا ہے اس میں جو خامی ہے اس کی نشان دہی کرتے۔جناب سپیکر! کیا یہ درست نہ ہے کہ یہ بل پہلے اسمبلی

اس میں جو خامی ہے اس کی نشان دہی کرتے۔جناب سپیکر! کیا یہ درست نہ ہے کہ یہ بل پہلے اسمبلی میں پیش ہوا' پھر سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کیا گیا ۔ سٹینڈنگ کمیٹی نے اس پر غور کیا اور اس سٹینڈنگ کمیٹی میں اپوزیشن کی نمائندگی بھی موجود تھی ۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ یہ دل چسپی نہ لیں۔ اس کی میٹنگز میں نہ جائیں۔ میں نے ریکارڈ دیکھا ہے کہ جس وقت سٹینڈنگ کمیٹی کی میٹنگ ہو رہی تھی اپوزیشن کا کوئی رکن بھی اس میں موجود نہیں تھا ۔ یہ نہیں گئے اس میں ہمارا قصور نہیں ہے ۔ لیکن اس میں ہم نے ان کو نمائندگی دی تھی ۔ جناب سپیکر! اگر یہ حصہ لینا چاہتے ۔ اس کمیٹی میں جاتے اور یہ دنیا بھر میں یہی طریقہ اختیار کیا جاتا ہے کہ بل سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے ۔ سٹینڈنگ کمیٹی سے منظور ہو کر واپس آتا ہے ۔ ہم کون سا نیا طریقہ کار اختیار کر رہے ہیں ۔ کیا یہ پہلے جس کمیٹی کے سپرد ہوا تھا وہ منتخب ممبران کی کمیٹی نہیں تھی۔ کیا وہ اس ہاؤس کی منظور کردہ کمیٹی نہیں تھی؟ کیا اس میں منتخب لوگ نہیں تھے ۔ کیا موجود کمیٹی جس پر میں قطعی طور پر اعتراض نہیں کرتا کیا یہ ممبران علمی اور عقلی لحاظ سے پہلے ممبران سے بہتر ہیں۔ میں سمجھتا ہوں اس ایوان کا ہر رکن قابل احترام ہے ۔ اس کی سوچ قابل احترام ہے اور اس کی رائے قابل احترام ہے۔ یہ بل پہلے ہی سٹینڈنگ کمیٹی سے ہو کر آیا ہے ۔ اس نے اس پر غور خوض کیا ہے ۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اس کو نئی کمیٹی کے سپرد کرنے سے اس ایوان کا وقت ضائع ہوگا ۔ اس لیے میری استدعا ہے کہ اس ترمیم کو رد فرمایا جائے اور اصل کلاز کو منظور فرمایا جائے ۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب شکریہ۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:-

> That the Punjab Development of Cities (Amendment) Bill, as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, be referred to the Select Committee consisting of the following members with instructions to report by 31st May, 1998:-
>
> 1. Ch Saeed Iqbal, MPA
> 2. Malik Ghulam Murtaza Maitla, MPA
> 3. Mr Saeed Akbar Khan, MPA

4. Nawabzada Mansoor Ahmad Khan, MPA
5. Mr Muhammad Saqib Khurshid, MPA
6. Mian Imran Masood, MPA
7. Raja Javed Ikhlas, MPA
8. Mian Tariq Mehmood, MPA
9. Mian Javed Tariq, MPA

(The motion was lost)

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:-

That the Punjab Development of Cities (Amendment) Bill, 1997 as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, be taken into consideration at once

(The motion was carried)

MR SPEAKER: Now, we start the Second Reading of the Bill. We take up the Bill clause by clause.

میرے خیال میں نماز کے لیے وقفہ کر لیتے ہیں۔

وزیر صحت، ابھی دس منٹ ہیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ کلاز 2 لے لیتے ہیں۔

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Clause 2 of the Bill is under consideration. Two amendments have been received in it. The first amendment is from

1. Mr Saeed Ahmad Khan Manais,
2. Mr Saeed Akbar Khan
3. Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo,

4. Mr Mansoor Ahmad Khan

5. Sahibzada Muhammad Usman Khan Abbasi,

6. Sardar Rafiq Haider Leghari

7. Maulana Manzoor Ahmad Chinioti

8. Mr Khalid Javed Waraich

9 Syed Masood Alam Shah

10. Mr Ikram Ullah Khan Niazi

11 Pir Shujaat Hasnain Qureshi.

Saeed Ahmad Khan Manais may move it

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Sir, I move:-

That in Clause 2 of the Bill for proposed sub-section (8) of Section 4 of the Principal Act, as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, the following shall be substituted:-

"(8). The Government may designate one member of the Authority as Vice Chairman."

MR SPEAKER: The motion moved is:-

That in Clause 2 of the Bill for proposed sub-section (8) of Section 4 of the Principal Act, as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, the following shall be substituted.-

"(8). The Government may designate one member of the Authority as Vice Chairman".

MINISTER FOR LAW: I oppose it.

MR SPEAKER: Now we adjourn for Maghrib Prayers. We will meet again at 7 00 p.m.

(نماز مغرب کے بعد جناب سپیکر 7 بج کر 8 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر ، منیس صاحب نے ترمیم تو move کر دی ہوئی ہے۔

وزیر قانون ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف کی طبیعت اچانک خراب ہوگئی تھی اور وہ چلے گئے ہیں انھوں نے یہ گزارش کی ہے کہ اگر اسے آج pend فرما لیا جائے اور next working day پر اسے ٹیک اپ کر لیا جائے۔ جناب والا! مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر، یہ ان کی جو ترامیم ہیں یہ پینڈنگ کر لی جائیں۔

وزیر قانون ، جی۔

جناب سپیکر، پھر یہ پورا بل ہی پینڈنگ ہو گا۔

وزیر قانون ، ٹھیک ہے سر۔

جناب سپیکر، اجلاس صبح ساڑھے نو بجے تک ملتوی ہوتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا نواں اجلاس)

منگل 21- اپریل 1998ء

(سہ شنبہ 23 - ذوالحج 1418ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح 10 بج کر 35 منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر (سید ارحسن اختر مؤکل) منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ○ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ○ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ○ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ○ وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ○

سورۃ العنکبوت آیت 56 تا 60

اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو میری زمین فراخ ہے تو میری ہی عبادت کرو○ ہر متنفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے پھر تم ہماری ہی طرف لوٹ کر آؤ گے○ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کو ہم بہشت کے اونچے اونچے محلوں میں جگہ دیں گے۔ جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے (نیک) عمل کرنے والوں کا بدلہ ہے○ جو صبر کرتے اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں○ اور بہت سے جانور ہیں جو اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتے اللہ ان کو رزق دیتا ہے اور تم کو بھی اور وہ سننے والا (اور) جاننے والا ہے○

وما علینا الا البلاغ○

وزیر مال چودھری شوکت داؤد کے والد محترم کے لیے دعائے مغفرت

جناب ڈپٹی سپیکر، آج وقفہ سوالات ملتوی کرتے ہیں۔ آپ تمام دوستوں کو علم ہے کہ وزیر مال صاحب کے والد محترم قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے ہیں۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)، جناب والا! میری اس سلسلے میں یہ گزارش ہوگی کہ چودھری شوکت داؤد صاحب کے والد محترم کے لیے دعائے مغفرت کر لی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، راجا صاحب! میرا خیال ہے کہ ابھی نماز جنازہ ادا نہیں کی گئی۔

وزیر قانون، جناب والا! جنازہ ہو گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہ صاحب' آپ فرمائیں گے کہ دعا کر سکتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (پیر سید عارف حسین شاہ بخاری)، جناب والا! پہلے بھی اگر دعائے مغفرت کر لی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، دعائے مغفرت فرمائی جائے۔ (دعائے مغفرت کی گئی)

استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر، اب ہم تحریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ جناب شوکت محمود بھٹی۔

جناب آصف علی ملک، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! شوکت محمود بھٹی صاحب آج چونکہ نئی شکل میں تشریف لائے ہیں اس لیے شاید انھوں نے اپنا نام نہیں سنا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب شوکت محمود بھٹی صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 6 ہے۔ آپ کو اس کی کاپی مل گئی ہے؟

جناب شوکت محمود بھٹی، جناب والا! مل گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، فرمائیں۔

ڈائرکٹر و ڈپٹی ڈائرکٹر، کالجز راولپنڈی ڈویژن کی ایم پی اے کی سیاسی ساکھ کو نقصان پہنچانے کی کوشش

جناب شوکت محمود بھٹی، میں حال ہی وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ڈائرکٹر راولپنڈی ڈویژن اور ڈپٹی ڈائرکٹر کالجز راولپنڈی ڈویژن نے مورخہ یکم۔ اپریل 1998ء کو بذریعہ مراسلہ نمبر 7696 مظہر حسین جونیئر کلرک گورنمنٹ انٹر کالج کلرسیداں کو شوکاز نوٹس بھیجا جس میں تحریر کیا کہ اس نے اپنی ٹرانسفر کے لیے سیاسی دباؤ استعمال کیا ہے۔ اس میں میرا نام اور پی پی نمبر درج کر کے یہ کہا گیا ہے کہ میں نے تبادلے کے سلسلے میں بے جا مداخلت کی ہے اور اس کی پاداش میں مظہر حسین کے خلاف ضابطے کی کارروائی کی جائے گی۔ اصل صورت حال یہ ہے کہ میں نے تبادلہ کے سلسلے میں ہرگز کوئی سفارش تحریری نہیں کی اور نہ ہی کوئی سیاسی دباؤ ڈالا ہے۔ محکمہ تعلیم کے ہر دو افسران نے میرے نام کو غلط طور پر استعمال کیا اور میری سیاسی ساکھ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔ حالانکہ راولپنڈی کے عوام اس امر سے آگاہ ہیں کہ ان دو افسران نے محکمے میں لوٹ مار کا بازار گرم کیا ہوا ہے۔ اپنے گھناؤنے کرتوتوں پر پردہ ڈالنے کے لیے انھوں نے رشوت کے ذریعے تبادلوں کے سلسلے میں دوام بخشنے کے لیے اسے سیاسی رنگ دینے کی کوشش کی ہے۔ ان کی اس حرکت سے میرا اور اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ تحریک ہذا کو منظور فرما کر استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ شارٹ سٹیٹمنٹ دینا پسند فرمائیں گے؟

جناب شوکت محمود بھٹی، جناب سپیکر! حقیقت یہ ہے کہ میرے پنڈی کے رہنے والے حضرات اس بات سے اچھی طرح سے آگاہ ہیں کہ اس سے پہلے بھی ان دو حضرات کے بارے میں اس طرح کی شکایات رہی ہیں اور راجا بشارت صاحب میرے محترم وزیر قانون بھی اس بات کے گواہ ہیں کہ پچھلے دنوں میرے ہی حلقے میں انھوں نے وہاں پر ایک کھلی کچہری منعقد کی ہے اور آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ 90 فی صد لوگوں کی شکایات محکمہ تعلیم کے حوالے سے تھیں۔ زیادہ شکایات تقرریوں اور تبادلوں کے حوالے سے تھیں، کیونکہ وہاں پر اس حوالے سے لوٹ مار کا بازار گرم ہے۔ جناب والا! یہاں پر چودھری اقبال صاحب سابقہ وزیر تعلیم بھی بیٹھے ہوئے ہیں، وہ بھی اس بات سے آگاہ ہیں

پچھلے مہینے بھی ان کے علم میں یہ بات لائی گئی تھی کہ وہاں پر پابندی کے دوران بھی تقرریاں کی گئی ہیں۔ لوگوں سے پیسے لے کر پچھلی تاریخوں میں تبادلے بھی کیے گئے ہیں۔اس طرح کی حرکتیں وہاں پر اب بھی جاری ہیں۔ اس سلسلے میں میری متعلقہ ڈائرکٹر کالجز سے بھی بات ہوئی ہے کہ میرے حلقے میں بے شمار پچھلی تاریخوں میں تبادلے اور تقرریاں کی گئی ہیں۔سابقہ وزیر تعلیم کے نوٹس میں بھی یہ بات لایا ہوں۔ میری ڈائرکٹر کالجز سے دو مہینے پہلے بھی اسی موضوع پر بات ہوئی تھی۔ مجھے نہیں پتا کہ انھوں نے اب سیاسی انتقام لینے کے حوالے سے حرکت کی ہے یا کس حوالے سے کی ہے۔ میں اس معزز ایوان کے فلور پر وثوق سے یہ کہہ رہا ہوں کہ نہ ہی میں نے اس مذکورہ جونیئر کلرک کے تبادلے کے حوالے سے کوئی سفارش کی ہے اور نہ ہی کسی قسم کا سیاسی دباؤ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان کا جو تقدس ہے اور جو عزت ہے اس کو بحال رکھنے کے لیے جو روایت ہے اس کو برقرار رکھیں گے۔ اس سے پہلے بھی آپ نے روایات کو زندہ رکھا ہے۔ یہاں پر میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ یہ ایک بھرپور سازش ہے' کچھ لوگوں اور افسران کی یہ بھرپور کوشش ہے کہ اس طرح سے سیاسی نمائندوں کو ذلیل ورسوا کیا جائے۔میری آپ سے یہ گزارش ہوگی کہ میری اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، راجا صاحب' آپ فرمائیں گے؟

وزیر قانون ،جناب سپیکر! ابھی صبح مجھے اس کی کاپی ملی ہے۔ ہم نے محکمہ تعلیم سے جواب کے لیے رابطہ کیا تھا لیکن آج چونکہ بی اے کے امتحانات شروع ہونے تھے' متعلقہ ڈائرکٹر سنٹرز کی چیکنگ کے لیے گئے ہوئے تھے ۔ اس لیے اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا۔ میری استدعا ہوگی کہ اس تحریک کو کل تک کے لیے مؤخر فرمالیں۔ان شاء اللہ تعالیٰ کل اس کا جواب دے دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ کل تک کے لیے مؤخر کر لیتے ہیں۔ اس کا جواب آجائے تاکہ پتا چل جائے۔

جناب شوکت محمود بھٹی، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ،ٹھیک ہے۔ اسے کل تک کے لیے مؤخر کر لیتے ہیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر، اب ہم تحریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 13 جناب سعید

احمد خان منیس کی ہے۔وہ آج تشریف نہیں رکھتے اور وہ یہ بتا گئے تھے کہ غالباً وہ اسلام آباد جائیں گے۔اس تحریک کو ہم مؤخر کر لیتے ہیں۔اگلی تحریک التوائے کار جناب منصور احمد خان صاحب کی ہے اور یہ تحریک موو ہو چکی ہے۔وزیر موصوف غالباً آج اس کا جواب دیں گے۔

وزیر قانون: جناب والا! یہ 17 نمبر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی 17 نمبر ہے اور یہ موو ہو چکی ہے۔ میرے خیال میں آپ اس کا جواب دے دیں۔

چیف انجینئر ریٹائرڈ چودھری سلیم کے خلاف انتقامی کارروائی

----(بحث جاری)

وزیر قانون: جناب سپیکر! چودھری سلیم چیف انجینئر ریٹائرڈ کو مقدمہ نمبر 26/98 میں 11-4-98 کو متعدد شدید بدعنوانیوں کے الزامات کے تحت گرفتار کیا گیا تھا۔ مورخہ 12-4-98 کو ملزم کو جوڈیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش کیا گیا اور جسمانی ریمانڈ حاصل کیا گیا۔ملزم نے جوڈیشل مجسٹریٹ کے سامنے پیش ہونے پر تشدد کی کوئی شکایت نہیں کی۔انٹی کرپشن پولیس نے بھی ملزم پر ہرگز کسی قسم کا کوئی تشدد نہیں کیا بوقت گرفتاری ملزم نے گرفتاری سے بچنے کے لیے بھاگنے کی کوشش کی تھی جس کی وجہ سے وہ گر پڑے اور اس وجہ سے دائیں گھٹنے کے قریب معمولی ضربات آئی تھیں اور کلائی پر ہتھکڑی کے نشانات ہیں۔ ان ضربات کے بارے میں تفتیشی افسر نے ملزم کا میڈیکل ڈاکٹر سے معائنہ کروانے کی پیش کش بھی کی۔ لیکن ملزم نے میڈیکل کروانے سے انکار کر دیا تھا۔ بعد ازاں چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ کے روبرو درخواست ضمانت کی سماعت کے دوران چیف جسٹس صاحب نے میڈیکل بورڈ سے ڈاکٹری معائنہ کروانے کا حکم دیا تھا جس کی تعمیل میں ملزم کا ڈاکٹری معائنہ کروایا گیا۔ ڈاکٹری معائنہ میں پولیس تشدد کے زخم یا آثار نہ پائے گئے تھے۔ ڈاکٹری رپورٹ کے مطابق ملزم ڈی ہائیڈریشن کا مریض پایا گیا۔ جس پر اس کو ہسپتال میں داخل کر دیا گیا۔ یہ رپورٹ جسٹس فقیر محمد کھوکھر صاحب کی عدالت میں بھی پیش کی گئی تھی جس پر جناب جج صاحب نے آئندہ تاریخ سماعت مورخہ 23-04-1998 کے لیے مقرر کی ہے۔ اس وقت ملزم میو ہسپتال میں داخل ہے۔

جناب والا! میں اس سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو میڈیکل بورڈ نے رپورٹ دی ہے

اس کی رائے میں بھی یہ کہا گیا ہے کہ،

The Members of the Special Board are of unanimously considered opinion that the examinee needs hopilitazation for correction of dehyderation and readjustment of antihypertensin treatment and necessary investigation

جناب والا! یہ وہ رائے ہے جو میڈیکل بورڈ نے دی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان معروضات کی موجودگی میں، میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ مذکورہ انجیئر پر کسی قسم کا کوئی تشدد نہیں کیا گیا اور یہ تحریک التوائے کار مفروضے پر مبنی ہے، اس لیے اسے رد فرمایا جائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک التوائے کار نمبر 17، dispose of کی جاتی ہے۔

مسودات قانون

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں۔ پہلا مسودہ قانون حاجی عبدالرزاق، راجہ جاوید اخلاص اور حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کی طرف سے ہے۔ حاجی عبدالرزاق یا کوئی دیگر محرک مسودہ قانون پیش کرنے کی اجازت کے لیے اپنی تحریک پیش کریں گے۔

مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب حصول اراضی مصدرہ 1998ء

HAJI ABDUL RAZZAQ: I move:-

"That leave be granted to introduce the Land Acquisition Punjab (Amendment) Bill 1998"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے

کہ مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب حصول اراضی مصدرہ 1998 پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک کی مخالفت نہ کی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب حصول اراضی مصدرہ 1998ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر، حاجی صاحب! آپ بل پیش کریں۔

HAJI ABDUL RAZZAQ: I introduce -

"That the Land Acquisition Punjab (Amendment) Bill 1998"

جناب ڈپٹی سپیکر، مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب حصول اراضی مصدرہ 1998 پیش کر دیا گیا ہے۔ یہ مجلس قائمہ برائے مال کے سپرد کیا جاتا ہے۔ جو اپنی رپورٹ 31 مئی 1998 تک ایوان میں پیش کرے گی۔

دوسرا مسودہ قانون جناب ایس اے حمید صاحب کی طرف سے ہے۔ جناب ایس اے حمید کو مسودہ قانون پیش کرنے کی اجازت کے لئے اپنی تحریک پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) دیواروں پر اظہار معاملات کی ممانعت پنجاب مصدرہ 1998ء

MR S.A.HAMEED: I move -

"That leave be granted to introduce the Punjab Prohibition of Expressing Matters on Walls (Amendment) Bill 1998"

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے:

کہ مسودہ قانون (ترمیم) دیواروں پر اظہار معاملات کی ممانعت پنجاب مصدرہ 1998ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک کی مخالفت نہ کی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے:

کہ مسودہ قانون (ترمیم) دیواروں پر اظہار معاملات کی ممانعت پنجاب مصدرہ 1998
پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب ایس اے حمید صاحب مسودہ پیش فرمائیں۔

MR S. A. HAMEED: I Introduce:-

The Punjab Prohibition of Expressing Matters on Walls (Amendment) Bill 1998

جناب ڈپٹی سپیکر، مسودہ قانون (ترمیم) دیواروں پر اظہار معاملات کی ممانعت پنجاب مصدرہ 1998 پیش کردیا گیا ہے۔ یہ مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت وہ دیہی ترقی کے سپرد کیا جاتا ہے۔ جو اپنی رپورٹ ایک ماہ کے اندر ایوان میں پیش کرے گی۔ تیسرا مسودہ قانون میاں عبدالستار پی پی 234 کی طرف سے ہے وہ حاضر نہیں ہیں۔

قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب ڈپٹی سپیکر، اب مفاد عامہ سے متعلق قرار دادوں کو ہم لیتے ہیں۔ یہ قرار داد سردار سعید انور چشتی صاحب کی طرف سے ہے۔ وہ اسے پیش کریں۔

متروکہ وقف املاک کی الاٹ منٹ

سردار سعید انور چشتی، یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ متروکہ وقف املاک ان پر قابضین کو موجودہ مارکیٹ ریٹ پر الاٹ کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ قرار داد پیش کی گئی ہے،

کہ یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ متروکہ وقف املاک ان پر قابضین کو موجودہ مارکیٹ ریٹ پر الاٹ کی جائے۔

(قرار داد کی مخالفت نہ کی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ قرار داد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے ،

کہ یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ متروکہ وقف املاک ان پر قابضین کو موجودہ مارکیٹ ریٹ پر الاٹ کی جائے۔

(قرار داد منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، جناب اختر محمود!

غوری میزائل کے کامیاب تجربے پر وفاقی حکومت کو خراج تحسین

جناب اختر محمود ایڈووکیٹ، میں تحریک پیش کرتا ہوں ،

کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 32 اور قاعدہ 115 کو معطل کیا جائے۔ تاکہ غوری میزائل کے کامیاب تجربے پر وفاقی حکومت کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے قرار داد پیش کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے ،

کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 32 اور قاعدہ 115 کو معطل کیا جائے۔ تاکہ غوری میزائل کے کامیاب تجربے پر وفاقی حکومت کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے قرار داد پیش کی جاسکے۔

(تحریک کی مخالفت نہ کی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 32 اور قاعدہ 115 کو معطل کیا جائے۔ تاکہ غوری میزائل کے کامیاب تجربے پر وفاقی حکومت کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے قرار داد پیش کی جاسکے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب اختر محمود ایڈووکیٹ صاحب قرار داد پیش کریں۔

جناب اختر محمود ایڈووکیٹ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں یہ قرار داد پیش کرتا ہوں

کہ یہ ایوان پاکستان کی سالمیت کے تحفظ اور دفاع وطن کو ناقابل تسخیر بنانے کی جانب ایک اہم پیش رفت اور سنگ میل غوری میزائل کے کامیاب تجربے پر وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف کی قیادت میں حکومت پاکستان اور پوری پاکستانی قوم کو اس اہم کامیابی پر مبارک باد پیش کرتا ہے۔ پاکستان قائد اعظم، علامہ اقبال اور کروڑوں مسلمانوں کے خوابوں کی سرزمین اور منزل مراد ہے۔ پاکستان کی سالمیت کے تحفظ اس کی دفاعی ضرورتوں کی اہمیت پاکستانی قوم اور حکومت پاکستان کی اولین ترجیح ہے۔ غوری میزائل کا کامیاب تجربہ نہ صرف دفاع وطن کو ناقابل تسخیر بنانے کی جانب ایک اہم قدم ہے، بلکہ پاکستان کو عالم اسلام کا آہنی حصار بنانے کے دیرینہ خواب کی تعبیر بھی ہے۔ پنجاب کے ساڑھے سات کروڑ عوام کا یہ نمائندہ ایوان پوری پاکستانی قوم کے احساسات اور خوشیوں میں برابر کا شریک ہے۔ اور اس عظیم کامیابی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے دست بدعا ہے کہ پاکستانی قوم کو اتحاد و اتفاق کی دولت سے نوازتے ہوئے ہر شعبہ زندگی میں مزید کامیابیاں عطا فرمائے۔ اور میاں محمد نواز شریف کی ولولہ انگیز قیادت میں اقتصادی خود کفالت کی منزل سے ہم کنار فرمائے۔ یہ ایوان میاں محمد نواز شریف کی شبانہ روز کوششوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے ان سے مکمل اظہار یک جہتی کرتا ہے اور ان کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتا ہے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ قرار داد پیش کی گئی ہے،

کہ یہ ایوان پاکستان کی سالمیت کے تحفظ اور دفاع وطن کو ناقابل تسخیر بنانے کی جانب ایک اہم پیش رفت اور سنگ میل غوری میزائل کے کامیاب تجربے پر وزیراعظم میاں محمد نواز شریف کی قیادت میں حکومت پاکستان اور پوری پاکستانی قوم کو اس اہم کامیابی پر مبارک باد پیش کرتا ہے۔ پاکستان قائد اعظم، علامہ اقبال اور کروڑوں مسلمانوں کے خوابوں کی سرزمین اور منزل مراد ہے۔ پاکستان کی سالمیت کے تحفظ اور اس کی دفاعی ضرورتوں کی اہمیت پاکستانی قوم اور حکومت

پاکستان کی اولین ترجیح ہے۔ غوری میزائل کا کامیاب تجربہ نہ صرف دفاع وطن کو ناقابل تسخیر بنانے کی جانب ایک اہم قدم ہے' بلکہ پاکستان کو عالم اسلام کا آہنی حصار بنانے کے دیرینہ خواب کی تعبیر بھی ہے۔ پنجاب کے ساڑھے سات کروڑ عوام کا یہ نمائندہ ایوان پوری پاکستانی قوم کے احساسات اور خوشیوں میں برابر کا شریک ہے اور اس عظیم کامیابی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے دست بدعا ہے کہ پاکستانی قوم کو اتحاد و اتفاق کی دولت سے نوازتے ہوئے ہر شعبۂ زندگی میں مزید کامیابیاں عطا فرمائے اور میاں محمد نواز شریف کی ولولہ انگیز قیادت میں اقتصادی خود کفالت کی منزل سے ہمکنار فرمائے۔ یہ ایوان میاں محمد نواز شریف کی شبانہ روز کوششوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے ان سے مکمل اظہار یک جہتی کرتا ہے اور ان کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چونکہ اس قرارداد کی کہیں سے مخالفت نہیں کی گئی' لہٰذا میں سوال پیش کرتا ہوں۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے،

کہ یہ ایوان پاکستان کی سالمیت کے تحفظ اور دفاع وطن کو ناقابل تسخیر بنانے کی جانب ایک اہم پیش رفت اور سنگ میل غوری میزائل کے کامیاب تجربے پر وزیراعظم میاں محمد نواز شریف کی قیادت میں حکومت پاکستان اور پوری پاکستانی قوم کو اس اہم کامیابی پر مبارک باد پیش کرتا ہے۔ پاکستان قائد اعظم' علامہ اقبال اور کروڑوں مسلمانوں کے خوابوں کی سرزمین اور منزل مراد ہے۔ پاکستان کی سالمیت کے تحفظ اور اس کی دفاعی ضرورتوں کی اہمیت پاکستانی قوم اور حکومت

پاکستان کی اولین ترجیح ہے۔ غوری میزائل کا کامیاب تجربہ نہ صرف دفاع وطن کو ناقابل تسخیر بنانے کی جانب ایک اہم قدم ہے' بلکہ پاکستان کو عالم اسلام کا آہنی حصار بنانے کے دیرینہ خواب کی تعبیر بھی ہے۔ پنجاب کے ساڑھے سات کروڑ عوام کا یہ نمائندہ ایوان پوری پاکستانی قوم کے احساسات اور خوشیوں میں برابر کا شریک ہے اور اس عظیم کامیابی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے دست بدعا ہے کہ پاکستانی قوم کو اتحاد و اتفاق کی دولت سے نوازتے ہوئے ہر شعبہ زندگی میں مزید کامیابیاں عطا فرمائے اور میاں محمد نواز شریف کی ولولہ انگیز قیادت میں

اقتصادی خود کفالت کی منزل سے ہم کنار فرمائے۔ یہ ایوان میاں محمد نواز شریف کی شبانہ روز کوششوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے ان سے مکمل اظہار یک جہتی کرتا ہے اور ان کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتا ہے۔

(قرار داد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر، آج کا ایجنڈا تمام ہوا۔ کل (22-4-98) صبح 9 30 تک کے لیے اجلاس ملتوی ہوتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا نواں اجلاس)

بدھ' 22۔ اپریل 1998ء

(چہار شنبہ' 23 ۔ ذوالحج 1418ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح دس بجے زیر صدارت جناب سپیکر (چودھری پرویز الٰہی) منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی ۝ وَ ذَکَرَ اسْمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی ۝ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا ۝ وَالْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی ۝ اِنَّ ھٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی ۝ صُحُفِ اِبْرٰھِیْمَ وَ مُوْسٰی o

سورۃ الاعلٰی آیت نمبر 14 تا 19

بے شک وہ مراد کو پہنچ گیا جو پاک ہوا o اور اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کرتا رہا اور نماز پڑھتا رہا o مگر تم لوگ تو دنیا کی زندگی کو اختیار کرتے ہو o حالانکہ آخرت بہت بہتر اور پائندہ تر ہے o یہی بات پہلے صحیفوں میں (مرقوم) ہے o (یعنی) ابراہیم اور موسٰی کے صحیفوں میں o وما علینا الا البلاغ o

میاں عبدالستار ایم پی اے کی والدہ کے لیے فاتحہ خوانی

جناب آصف علی ملک، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

جناب آصف علی ملک، جناب سپیکر! میاں عبدالستار صاحب معزز رکن (پی پی 124 لاہور) کی والدہ ماجدہ کی وفات پر ان کے ایصالِ ثواب کے لیے فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب سپیکر، جی، فاتحہ خوانی کی جائے۔ (فاتحہ خوانی کی گئی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ تعلیم)

جناب سپیکر، وقفۂ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج محکمہ تعلیم کے سوالات ہیں۔ پہلا سوال میاں عبدالستار صاحب کا ہے۔ موجود نہیں ہیں۔ دوسرا سوال بھی میاں عبدالستار صاحب کا ہے۔موجود نہیں ہیں۔ سردار نعیم اللہ خان شاہانی صاحب۔ موجود نہیں ہیں۔ اس کے بعد بھی سردار نعیم اللہ خان شاہانی صاحب کا سوال ہے۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب شاہد محمود بٹ صاحب۔ تشریف نہیں لائے۔ جناب ارشد عمران سہری صاحب۔ موجود نہیں ہیں۔ اس کے بعد بھی جناب ارشد عمران سہری صاحب کا سوال ہے۔ موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال جناب ممتاز احمد بھچر کا ہے۔

ملک ممتاز احمد بھچر، سوال نمبر 626

منظور شدہ جگہ پر سکول

*626۔**ملک ممتاز احمد بھچر،** کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

صوبہ میں کتنے بوائز اور گرلز پرائمری سکول اپنی منظور شدہ جگہ پر کام نہیں کر رہے ہیں کیا حکومت ان سکولوں کو اپنی منظور شدہ جگہ پر چلانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)،

صوبے میں اس وقت 34 بوائز اور 29 گرلز پرائمری سکول اپنی منظور شدہ جگہ پر کام نہیں کر رہے ہیں۔ چونکہ ان سکولوں کی عمارات عدالتوں کے ذریعے خالی کرائی گئیں یا ان کے مقدمات مختلف عدالتوں میں زیر سماعت ہیں لہٰذا منظور شدہ جگہوں پر متبادل عمارتوں کی دستیابی اور زیر سماعت مقدمات

کے حکومت کے حق میں فیصلہ کی صورت میں ہی ان سکولوں کو اپنی منظور شدہ جگہوں پر چلایا جا سکتا ہے۔ تاہم یہ امر واقعہ ہے کہ حکومت تمام سکولوں کو ان کی منظور شدہ جگہوں پر ہی چلانے کا تہیہ کیے ہوئے ہے۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال نہیں۔ اگلا سوال، ملک ممتاز احمد بھچر۔

انگلش ٹیچرز کی تعیناتی

*627۔**ملک ممتاز احمد بھچر،** کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) ضلع میانوالی کے سکولوں میں انگلش ٹیچر کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) کیا انگلش ٹیچر تمام پرائمری سکولوں میں تعینات ہیں، اگر جواب نہ میں ہو تو کیا حکومت اس کمی کو پورا کرنے کے لیے اقدامات کر رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) ضلع میانوالی کے پرائمری سکولوں میں انگلش ٹیچرز کی منظور شدہ تعداد 347 ہے اور جن میں 172 زنانہ اور 175 مردانہ اسامیاں ہیں۔

(ب) انگلش ٹیچرز تمام سکولوں میں تعینات نہ ہیں کیونکہ اسامیوں کی تعداد محدود ہے۔ زیادہ تعداد والے سکولوں میں گریجویٹ انگلش ٹیچرز تعینات کیے گئے ہیں (اسامیوں کی منظوری کا خط ***ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے جس میں مردانہ اور زنانہ اسامیوں کی تفصیل درج ہے) مزید اسامیوں کی منظوری محکمہ خزانہ کے اختیار میں ہے۔

ملک ممتاز احمد بھچر، کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ شہری علاقوں اور دیہی علاقوں میں انگریزی اساتذہ کا کیا تناسب ہے؟

جناب سپیکر، شہری اور دیہی علاقوں میں انگریزی اساتذہ کا کیا تناسب ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جناب والا! میں نے عرض کیا ہے کہ اسامیاں موجود ہیں اور جہاں طلبہ کی تعداد زیادہ ہے ان علاقوں کو منتخب کیا گیا ہے اور یہ لازمی امر ہے کہ ہمارے شہروں میں طلباء کی تعداد زیادہ ہوتی ہے، اس لیے شہری تناسب زیادہ ہے۔ باقی دیہات میں جہاں مناسب تعداد ہے وہاں ٹیچرز متعین کیے گئے ہیں۔

(** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

جناب سپیکر، جی، شہری تناسب زیادہ ہے۔

ملک ممتاز احمد بھچر، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے پوچھوں گا کہ شہروں کی آبادی زیادہ ہے یا دیہاتوں کی؟ کتنے فی صد لوگ دیہاتوں میں رہتے ہیں اور کتنے فی صد شہروں میں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جناب والا! بات آبادی کی نہیں، طلباء کی تعداد کی ہے۔ اور دیہاتوں کے پرائمری سکولوں میں طلباء کی تعداد یقیناً کم ہے۔ جناب سپیکر! اساتذہ کی تعیناتی طلباء کی تعداد پر کی گئی ہے نہ کہ آبادی کے تناسب سے۔

ملک ممتاز احمد بھچر، جناب والا! یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔ یہ اب فرما دیں کہ دیہاتوں کے سکولوں میں کتنے بچے پڑھتے ہیں، اور شہروں کے سکولوں میں کتنے بچے پڑھتے ہیں؟ یہ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ شہروں میں زیادہ ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جناب سپیکر! میرے محترم دوست شاید صرف نظر فرما رہے ہیں یا پھر ان کا کیا مقصد ہے؟ طلبہ شماری کی بات نہیں، اور یہ تو ایک سکول میں طلباء کی تعداد سے متعلق ہے۔ دیہات میں، ایک ایک گاؤں میں دو دو، تین تین بسا اوقات چار چار سکول بنے ہوئے ہیں اور طلبہ کسی میں تیس ہیں اور کسی میں پچیس۔ اس میں صورت یہ ہے کہ جہاں طلباء کی تعداد زیادہ ہے ہم نے number of students پر اساتذہ تعینات کیے ہیں۔

کلاسوں کا اجراء

*786۔چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گرلز انٹر کالج چک 36 جنوبی سرگودھا کو ڈگری کالج کا درجہ دیا گیا ہے اور نئے گرلز انٹر کالج 98 شمالی تحصیل و ضلع سرگودھا کا بھی اجراء کیا گیا ہے۔

(ب) کیا ان دونوں کالجوں میں کلاسوں کا اجراء کر دیا گیا ہے اور سٹاف تعینات کر دیا گیا ہے۔

(ج) کیا ان کالجوں کی نئی عمارات کی تعمیر کے لئے حکومت نے 98-1997ء میں فنڈ مختص کئے ہیں اگر کیے ہیں تو کتنے، نیز مذکورہ کالجوں کی تعمیر کا کام کب شروع کیا جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) جی ہاں۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے سال 98-1997ء میں مذکورہ کالجوں کے لئے فنڈز مختص نہ ہیں تاہم ان سکیموں کے لیے فنڈز ترجیحی بنیادوں پر مہیا کر کے رواں مالی سال کے دوران کام شروع کرا دیا جائے گا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ، جناب والا! میں ان کا شکریہ ادا کروں گا کہ دونوں کالجوں کو فنڈز مل گئے۔

پارلیمانی سیکرٹری، جناب والا! اس میں میں یہ عرض کروں گا کہ ہم نے چک 36۔جنوبی کے کالج کے لیے 15 لاکھ 30 ہزار روپے اور چک 98 شمالی کے لیے 20 لاکھ روپے release کر دیے ہیں۔

جناب سپیکر، جی۔ ٹھیک ہے۔

سوال نمبر 806 ۔ (فاضل ممبر ایوان میں موجود نہ تھے) **سوال نمبر 816** ۔ (فاضل ممبر ایوان میں موجود نہ تھے)
سوال نمبر 839 ۔ (فاضل ممبر ایوان میں موجود نہ تھے) **سوال نمبر 841** ۔ (فاضل ممبر ایوان میں موجود نہ تھے)
سوال نمبر 850 ۔ (فاضل ممبر ایوان میں موجود نہ تھے) **سوال نمبر 851** ۔ (فاضل ممبر ایوان میں موجود نہ تھے)
سوال نمبر 868 ۔ (فاضل ممبر ایوان میں موجود نہ تھے) **سوال نمبر 869** ۔ (فاضل ممبر ایوان میں موجود نہ تھے)
سوال نمبر 875 ۔ (ڈاکٹر سید خاور علی شاہ کے ایماء پر راجہ جاوید اخلاص صاحب نے پیش کیا)۔

بہبود فنڈ سے وظائف کی ادائیگی

*875۔ ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سال 96-1995ء میں ملتان ڈویژن میں محکمہ تعلیم کے سرکاری ملازمین کے بچوں کو بہبود فنڈ سے وظائف دینے کے لیے درخواستیں وصول کرنے کی آخری تاریخ کیا تھی۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ تعلیم ضلع خانیوال کے افسران کی طرف سے ارسال کردہ تمام درخواستیں ڈویژنل کمیٹی نے اس بناء پر مسترد کر دیں کہ یہ درخواستیں مقررہ تاریخ کے بعد موصول ہوئی تھیں۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو تاخیر سے درخواستیں روانہ کرنے والے افسران اور اہل کاران کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی ہے تو کیا؟ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں' نیز درخواستوں کی وصولی کی تاریخ میں حکومت توسیع دینے کو تیار ہے؟ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)، جناب سپیکر! اس میں گزارش یہ ہے کہ چونکہ محکمہ تعلیم میں آج کل مسلح افواج کے ذریعے بھوت سکولوں کا سروے بھی کرایا جا رہا ہے۔ ظاہر ہے محکمہ تعلیم

میں ایک ہنگامی صورت حال ہے اور متعلقہ کمشنر صاحبان کی طرف سے معلومات بھی ابھی تک پوری نہیں پہنچیں' اس لیے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اسے مؤخر کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی ہاں۔ آپ کی طرف سے پہلے بھی یہی جواب آیا ہے کہ اس کا جواب ابھی تک پوری طرح سے ہمیں موصول نہیں ہوا۔ ظاہر ہے کہ آپ چاہتے ہیں کہ اس کو مؤخر کر دیا جائے۔

راجہ جاوید اخلاص: جناب سپیکر! اگر اس کا جواب اسی سیشن میں آ جائے تو کیا یہ جواب ایوان کی میز پر رکھ دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: بخاری صاحب! اگر اس کا جواب اسی اجلاس کے دوران آ جائے تو آپ اسے سرکولیٹ کروا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: اگر اس کا جواب اسی سیشن میں آ گیا تو سرکولیٹ کروا دیں گے ورنہ اگلے اجلاس تک کے لیے اسے سرکویٹ فرما دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

اگلا سوال بھی ڈاکٹر سید خاور علی شاہ صاحب کا ہے۔ (سوال نمبر 876 ڈاکٹر سید خاور علی شاہ صاحب کے ایماء پر راجہ جاوید اخلاص صاحب نے پیش کیا)

ڈی۔ڈی۔ای۔او کے خلاف کارروائی

*876۔ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سابقہ ڈی۔ای۔او (زنانہ ایلیمنٹری) خانیوال نے سیکرٹری تعلیم کو مراسلہ نمبر 2330/ ایڈمن-II مورخہ 31 مارچ 1995ء کے ذریعے اپنے ماتحت کام کرنے والی ڈی۔ڈی۔ای۔او کے خلاف مختلف وجوہات کی بناء پر کارروائی کرنے کے لیے لکھا تھا۔

(ب) کیا حکومت نے جز (الف) میں بیان کردہ مراسلہ کی روشنی میں ڈی۔ڈی۔ای۔او کے خلاف کوئی کارروائی کی ہے اگر نہیں کی تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری):

(الف) درست ہے۔

(ب) مذکورہ بالا ڈپٹی۔ڈی۔ای۔او (زنانہ) تحصیل خانیوال مسماۃ زبیدہ سحر کے خلاف حسب قواعد انضباطی کارروائی کی گئی جس کے نتیجے میں اس کے موجودہ گریڈ میں تین درجے تنزلی کا حکم جاری کر دیا گیا ہے۔

راجہ جاوید اخلاص، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا مذکورہ ڈپٹی ڈی ای او کے خلاف اور اس کے کسی اور ماتحت کے خلاف بھی کارروائی کی گئی؟

جناب سپیکر، راجہ صاحب! آپ اپنے ضمنی سوال کو ذرا دہرا دیں۔

راجہ جاوید اخلاص، جناب سپیکر! جیسا کہ انھوں نے اپنے جواب میں دیا ہے کہ ڈپٹی ڈی ای او کے خلاف کارروائی کی گئی ہے تو کیا اکیلے اسی ڈپٹی ڈی ای او کے خلاف کارروائی کی گئی ہے یا کسی اور اس کے ماتحت کے خلاف بھی کارروائی کی گئی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جناب والا! ماتحت کے لیے تو یہ تازہ نوٹ دیں اور ڈپٹی ڈی ای او کے بارے میں میں عرض کر چکا ہوں کہ اس کی تین درجے تنزلی کر دی گئی ہے جس سے ظاہر ہے کہ اس کو خاصا مالی نقصان بھی ہوا ہے اور میرے علم میں یہ ہے کہ کسی ماتحت کے خلاف کوئی چارج ہی نہ تھا اور جو چارج شیٹ تھی وہ میرے پاس اب بھی موجود ہے۔ یہ خود ذمہ دار تھی اس لیے اس کے خلاف کارروائی کی گئی۔

جناب سپیکر، اسی کے خلاف صرف ایکشن لیا گیا ہے۔

راجہ جاوید اخلاص، جناب سپیکر! میرا ایک اور ضمنی سوال ہے کہ مذکورہ ڈپٹی ڈی ای او کس عہدے پر کام کر رہی ہیں اور اگر وہ کسی انتظامی عہدہ پر کام کر رہی ہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

جناب سپیکر، جی' اس کی latest position کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جناب والا! اس کی خدمات ڈی پی آئی سیکنڈری سکول کے سپرد کر دی ہیں اور کوئی انتظامی عہدہ اس کے پاس نہیں ہے۔

جناب سپیکر، اس کے پاس ابھی کوئی عہدہ نہیں ہے۔

ملک ممتاز احمد بھچر، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! وزیر تعلیم تشریف رکھتے ہیں۔ سوالات کے جوابات پارلیمانی سیکرٹری صاحب دے رہے ہیں مگر ہم ان کے جوابات وزیر تعلیم صاحب کی زبانی سننا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر، پارلیمانی سیکرٹری صاحب جواب دے سکتے ہیں۔ اس میں ایسی کوئی رکاوٹ نہیں۔

ملک ممتاز احمد بھچر، جناب والا! وزیر تعلیم صاحب کی غیر موجودگی میں جوابات دے سکتے ہیں' ان کی موجودگی میں نہیں دے سکتے۔

جناب سپیکر، نہیں' موجودگی میں بھی دے سکتے ہیں۔ ویسے اگر آپ ان کو سننا چاہتے ہیں تو پھر یہ ایک علیحدہ

بات ہے۔

MINISTER FOR EDUCATION. If he just wants to listen to my voice, I am right here You know, we have a man in the line of fire who is more experienced and veteran and I am sure you can direct as much fire on him as you like and he will live upto it

حاجی محمد نواز خان کلیار، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس ایوان میں مجھ جیسے اَن پڑھ اور ناسمجھ انسان بھی ہیں جن کو انگلش کی سمجھ نہیں آتی۔ تو ذرا مہربانی فرما دی جائے کہ یہ اردو میں بات کریں، کیونکہ اردو ہماری قومی زبان ہے۔ خصوصی حالات یا نامساعد حالات کے تحت یہاں پر میرے جیسے ہی اَن پڑھ لوگ آ گئے ہیں تو مہربانی فرما کر ان کو ذرا یہ بتا دیا جائے۔

جناب سپیکر، وزیر تعلیم ایک منٹ کے لیے تشریف رکھیں۔ اگر آپ کو اردو کے علاوہ کسی زبان میں بات کرنی ہو چاہے انگلش ہو یا پنجابی ہو تو اس کے لیے سپیکر سے پہلے اجازت لینی پڑتی ہے۔ ان کا پوائنٹ valid ہے۔ آپ نے اجازت نہیں لی۔

MINISTER FOR EDUCATION Mr Speaker, Sir, it is your standing permission that because of my constraint. . .

جناب سپیکر، یہ standing permission نہیں ہوتی بلکہ اس وقت اجازت لینی پڑتی ہے۔ چیمہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب سپیکر! ایک تو رولز میں درج ہے کہ اردو زبان کے علاوہ کسی زبان میں بات کرنی ہو تو آپ سے اجازت لینی لازمی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ وزیر موصوف کی خدمت اقدس میں آپ کی وساطت سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ آپ پرائمری حصے کے بھی وزیر تعلیم ہیں صرف کالجوں اور یونیورسٹیوں کے نہیں۔ لہٰذا پاکستان میں اس وقت پرائمری حصے میں یا مڈل حصے میں جن کے بارے میں آج زیادہ تر سوالات پیش کیے گئے ہیں وہاں انگریزی سمجھی نہیں جاتی۔ لہٰذا آپ کوشش کریں کہ اردو یا پنجابی میں بات کی جائے۔

جناب سپیکر، چیمہ صاحب کا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ باقی حصوں کا بھی خیال رکھا جائے۔ اب ہم سوال کی طرف آتے ہیں۔

چودھری محمد صدیق سالار، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔ آئین پاکستان ہر چیز پہ مقدم ہے۔ جب اس میں لکھا گیا ہے کہ پاکستان کی قومی زبان اردو ہے اور یہ آئین میں موجود ہے۔ کیا ہم لوگ آئین کی خلاف ورزی کر سکتے

ہیں؛ آپ سے درخواست ہے کہ آپ ہمارے حقوق کی حفاظت کریں اور ان کو سیدھے راستے پر رکھیں۔

جناب سپیکر، اگلا سوال حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے ۔ وہ تشریف نہیں لائے ۔ ان کے بعد خواجہ محمد اسلام صاحب کا سوال ہے ۔ وہ تشریف نہیں رکھتے ۔ حاجی ملک عمر فاروق صاحب ۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتے' حاجی امداد حسین صاحب' وہ بھی تشریف نہیں لائے ۔ چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ، سوال نمبر 945

جناب سپیکر، سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے ۔

بغیر عمارات کے سکولوں کی تعداد

*945-چودھری عامر سلطان چیمہ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ پی-پی28 سرگودھا میں کل کتنے گرلز/ بوائز پرائمری' مڈل اور ہائی سکول ہیں۔ ان میں سے کتنے سکولوں کی عمارات اور چار دیواری ہے اور کتنے بغیر عمارات اور چار دیواری کے ہیں۔

(ب) جز(الف) میں بیان کیے گئے ان سکولوں کے جو بغیر عمارات اور چار دیواری کے ہیں ان کی عمارات اور چار دیواری کب تک تعمیر کر دی جائے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)

(الف) حلقہ پی-پی28 سرگودھا میں گرلز/ بوائز' پرائمری' مڈل اور ہائی سکولوں کی تعداد اور عمارت و بغیر عمارات و چار دیواری سکولوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

	تعداد سکول	عمارت موجود ہے۔	عمارت موجود نہ ہے۔	چار دیواری موجود ہے	چار دیواری موجود نہ ہے۔
بوائز پرائمری سکول	93	86	7	40	53
گرلز پرائمری سکول	94	75	19	51	43
بوائز مڈل سکول	15	15	-	10	5
گرلز مڈل سکول	43	43	-	24	19
بوائز ہائی سکول	16	16	-	4	12
گرلز ہائی سکول	23	23	-	20	3

(ب) حکومت مرحلہ وار پروگرام کے تحت صوبہ کے تمام سکولوں کو عمارات اور چار دیواری فراہم کر رہی ہے۔ حلقہ پی-پی28 سرگودھا کے سکول بھی آئندہ سالوں میں فنڈز دستیاب ہونے کی صورت میں عمارت اور

چار دیواری کی سہولت سے مستفید ہو سکیں گے۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال ہے؟

چودھری عامر سلطان چیمہ، جناب والا! گرلز سکولوں کی کل تعداد جن میں چار دیواری موجود نہیں ہے 65 بنتی ہے ۔ انھوں نے جواب میں کہا ہے کہ جب فنڈ دست یاب ہوں گے تو ہم ان کو چار دیواری کی سہولتیں دے دیں گے ۔ کیا یہ یہاں پہ بتائیں گے کہ آئندہ مالی سال کے بجٹ میں کم از کم گرلز کے پرائمری، مڈل اور ہائی سکولوں کی چار دیواری تعمیر کرنے کا حکومت کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، محترم! ہم نے مکملہ اعدادو شمار کی بنیاد پر ضلع وار چار دیواری تقسیم کی ہے اور ان کے ضلع میں بھی ایک موثر تعداد رکھ دی ہے اور ان شاء اللہ مرحلہ وار حکومت سب سکولوں کی چار دیواری بنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ، یہ واضح طور پر وعدہ کر دیں کہ ضلع وار فنڈز کی تخصیص کریں گے یا کہ پنجاب کی سطح پر کریں گے ۔ اگر ضلع وار کریں گے تو ضلع سرگودھا میں کتنے فنڈز آئندہ مالی سال کے بجٹ میں چار دیواریوں اور عمارتوں کے لیے رکھے جائیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جناب والا پانچ سو سکولوں کی چاردیواری کے لیے فنڈز دینے کی تجویز ہے ۔ ضلع وار ان کی تقسیم کی جائے گی ابھی تو اگلے مالی سال کا میزانیہ under process ہے ۔ اس میں ضلع سرگودھا کا جو بھی حصہ میرٹ پر ہو گا وہ اس کو مل جائے گا۔

جناب سپیکر، اگلا سوال جناب عثمان ابراہیم صاحب کا ہے ۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔حاجی مقصود احمد بٹ صاحب، وہ بھی تشریف نہیں رکھتے ۔ حاجی امداد حسین، وہ بھی تشریف نہیں رکھتے۔ چودھری سلطان محمود گوندل صاحب وہ بھی تشریف نہیں رکھتے ۔ جناب شاہد محمود بٹ صاحب، تشریف نہیں رکھتے۔ پیر ذوالفقار علی چشتی صاحب!

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، سوال نمبر 1107

جناب سپیکر، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

اساتذہ کی تعداد

*1107۔الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول طلبہ و ہائر سیکنڈری سکولز طالبات شیخ فاضل و لگو ضلع وہاڑی میں اساتذہ کی

منظور شدہ تعداد کیا ہے اور اس وقت کتنے اساتذہ چاروں سکولوں میں تعینات ہیں۔ کیا حکومت خالی اساتذہ کی اسامیاں پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں رکھتی ہے۔ تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔

(ب) مذکورہ بوائز/ گرلز ہائر سیکنڈری سکولز میں درجہ چہارم کی کتنی اسامیاں منظور ہیں۔ اور چک نمبر 377/E-B چک 231/E-B کے ہائی سکولوں میں درجہ چہارم کی کتنی اسامیاں منظور ہیں نیز ہائر سیکنڈری سکولز اور ہائی سکولز میں درجہ چہارم کی اسامیوں میں فرق کیوں ہے۔ کیا حکومت اس فرق کو دور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں رکھتی ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)۔

(الف) گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول فاضل (مردانہ)

	منظور شدہ اسامیاں	خالی اسامیاں
پرنسپل	1	1
ایس۔ایس	15	7
ڈی۔پی۔ای	1	1
ایس۔ایس۔ٹی (اے)	7	4
ایس۔ایس۔ٹی(سائنس	1	-
ایس۔ایس۔ٹی(بائیو)	1	1
ای۔ایس۔ٹی	10	1
ایس۔وی	9	4
پی۔ای۔ٹی	1	-
او۔ٹی	1	1
عربی ٹیچر	1	-
ڈرائنگ ٹیچر	1	-
پی۔ٹی۔سی	-	-
میزان	49	20

گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول گگو (مردانہ)

	منظور شدہ اسامیاں	خالی اسامیاں
پرنسپل	1	-
ایس۔ایس	15	5
ڈی۔پی۔ای	1	1
ایس۔ایس۔ٹی (اے)	7	-
ایس۔ایس۔ٹی (سائنس)	1	-
ایس۔ایس۔ٹی (بائیو)	1	-
ای۔ایس۔ٹی	12	-
ایس۔وی	7	-
پی۔ای۔ٹی	2	-
او۔ٹی	2	-
عربی ٹیچر	1	-
ڈرائینگ ٹیچر	1	-
پی۔ٹی۔سی	1	
میزان	52	6

گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول شیخ فاضل

	منظور شدہ اسامیاں	خالی اسامیاں
پرنسپل	1	-
ایس۔ایس	15	14
ڈی۔پی۔ای	1	1
ایس۔ایس۔ٹی (جنرل)	3	-
ایس۔ایس۔ٹی (سائنس)	1	-
ایس۔ایس۔ٹی (بائیو)	-	-
ای۔ایس۔ٹی	4	-
ایس۔وی	-	-
پی۔ای۔ٹی	1	-
او۔ٹی	1	-

عربی ٹیچر	1	-
ڈرائینگ ٹیچر	1	-
پی-ٹی-سی	4	
میزان	33	15

گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول گگو

	منظور شدہ اسامیاں	خالی اسامیاں
پرنسپل	1	-
ایس-ایس	15	9
ڈی-پی-ای	1	1
ایس-ایس-ٹی (جنرل)	4	-
ایس-ایس-ٹی (سائنس)	1	-
ایس-ایس-ٹی (بائیو)	1	-
ای-ایس-ٹی	8	-
ایس-وی	3	-
پی-ای-ٹی	1	-
او-ٹی	1	-
عربی ٹیچر	-	-
ڈرائینگ ٹیچر	-	-
پی-ٹی-سی	12	
میزان	48	10

نئی تقرریوں پر پابندی کی وجہ سے اساتذہ کی اسامیاں خالی ہیں۔

15 تا B.S.1 تک پوسٹوں پر بھرتی کی پابندی ہے۔ BS-16 سے اوپر کی پوسٹوں پر تعیناتی پروموشن/ ڈائریکٹ سلیکشن کے ذریعے ہوتی ہے۔ پبلک سروس کمشن نے پروموشن کی پوسٹوں کے لیے سفارش کر دی ہے اور ان پر بھرتی ہو گئی ہے۔ ترقی کے لیے 'Cases' تیار کیے جا رہے ہیں۔ ڈی-پی-سی ہونے پر تعیناتی کر دی جائے گی۔

(ب) نام مدارس	تعداد اسامیاں (منظور شدہ)	فرق کی وجوہات
1۔ گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول شیخ فاضل	6	1۔ گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول شیخ فاضل ہائی سکول سے ہائر سیکنڈری سکول اپ گریڈ ہوا ہے۔ چونکہ ہائی سکول میں پہلے 6 پوسٹیں منظور شدہ تھیں اور سکول ضلع کونسل کے تحت ہونے کی وجہ سے 6 پوسٹیں تھیں۔ ہائر سیکنڈری سکول اپ گریڈ ہونے کی صورت میں ملازم درجہ چہارم کی کوئی اسامی منظور نہ ہوئی ہے۔ لہٰذا کل چھ پوسٹیں درجہ چہارم منظور شدہ ہیں۔
2۔ گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول 98/ای۔بی (شیخ فاضل)	10	2۔ گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول 98/ای۔بی (شیخ فاضل) چونکہ مڈل سکول سے ہائی سکول اپ گریڈ ہوا ہے۔ اس لیے حصہ مڈل کی 3 اور حصہ ہائی کی 5 اسامیاں منظور ہیں اور بعد میں ہائر سیکنڈری سکول اپ گریڈ ہونے پر ایک اسامی بلاوی اور ایک سیکیورٹی گارڈ کی منظور ہونے پر کل 10 اسامیاں منظور شدہ ہیں۔
3۔ گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول گگو	6	3۔ گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول شیخ فاضل گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول گگو کا بھی فرق ہے۔
4۔ گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول گگو	10	4۔ گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول (شیخ فاضل) کی طرح گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول گگو کا بھی فرق ہے۔
5۔ گورنمنٹ ہائی سکول 377/ ای۔بی	9	5۔ گورنمنٹ ہائی سکول 377/ای۔بی مڈل سکول سے ہائی سکول اپ گریڈ ہونے کی وجہ

6۔ گورنمنٹ ہائی سکول 231/ای۔بی تحصیل بورے والا وہاڑی	8	سے تین مڈل حصے کی پانچ اسامیاں ہائی حصہ کی منظور ہوئیں اور بعد میں حکومت پنجاب نے سیکیورٹی گارڈ کی منظور کیں جس سے کل 9 اسامیاں منظور شدہ ہو گئی۔
		6۔ گورنمنٹ ہائی سکول 231/ای۔بی میں مڈل سکول سے ہائی سکول اپ گریڈ ہوا۔ اس لیے حصہ مڈل کی تین اور حصہ ہائی کی پانچ اسامیاں منظور ہوئیں۔ حکومت نے سیکیورٹی گارڈ کی اسامیاں تمام مدارس میں منظور نہ ہوئی تھیں۔ جن میں سے ہائی سکول 231/ ای۔بی میں شامل ہے۔ اس لیے کل 8 اسامیاں منظور شدہ ہیں گورنمنٹ اس فرق کو ختم کرنے کا ابھی کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال ہے؟

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، جیسے کہ جواب دیا گیا ہے ۔ اس میں اساتذہ کی کل 49 سیٹیں خالی پڑی ہیں ۔ پرنسپل کی سیٹ بھی خالی پڑی ہے ۔ یہ سیٹیں کب تک پُر کی جائیں گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب والا قدر ! محکمہ تعلیم میں جتنی سیٹیں خالی ہیں ہم نے پبلک سروس کمشن کو ان کے لیے requisition دی ہوئی ہے اور ان کی طرف سے جیسے ہی ہمیں اساتذہ ملیں گے ۔ یہ ہماری اوّلین ترجیح ہے کہ ہم وہاں اساتذہ کو متعین کریں۔ اور ہماری ڈی پی سی بھی کام کر رہی ہے ' اور جتنا کام ہمارے اس دور میں ہوا ہے یہی بات ہے کہ پہلے سالوں کی نسبت زیادہ کام ہو رہا ہے ۔ جیسے ہی ہمیں اساتذہ مہیا ہوں گے ہم ان شاء اللہ بھجوا دیں گے۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، ان خالی اسامیوں کی وجہ سے طلباء کا نقصان ہو رہا ہے یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، یہ تو اظہر من الشمس ہے۔ لیکن ہماری نیت نیک ہے اور ہم جلدی وہاں اساتذہ تعینات کر دیں گے۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، جناب والا! یہ کب تک پُر ہو جائیں گی' ہمیں واضح تاریخ بتلائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، میں یہ عرض کر چکا ہوں کہ ہم adhoc پر نہیں رکھ رہے۔ صرف ایک ہی

ذریعہ ہے کہ پبلک سروس کمشن کی طرف سے بھرتی ہو یا ہماری ڈی پی سی سے آئیں۔ ظاہر ہے کہ جب بھی available ہوں گے ان شاء اللہ دے دیے جائیں گے۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، یہ تین سال تک بھی ہو سکتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، نہیں نہیں۔ جلد ہو جائے گا۔

جناب سپیکر، اس بجٹ میں ہو جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب والا! میں نے عرض کیا ہے کہ یہ پبلک سروس کمشن پر منحصر ہے کہ ہمیں اس سے کتنے اساتذہ ملتے ہیں۔ کافی سارے مل چکے ہیں۔ ہماری مطلوبہ تعداد میں ہمیں مہیا ہو جائیں گے تو تعینات کر دیے جائیں گے۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، پیر صاحب! ایک میعاد بتلا دیں کہ چھ ماہ میں' یا اس بجٹ میں یہ اسامیاں رکھ رہے ہیں یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، میں عرض کر رہا ہوں کہ اسامیاں تو ہم نے پہلے رکھی ہوئی ہیں۔ بجٹ میں اسامیاں رکھنے کا سوال تو میری سمجھ میں نہیں آتا۔ اسامیاں تو پہلے موجود ہیں۔ جیسے ہی ہمیں اساتذہ مہیا ہوئے' کیونکہ ہم ایڈہاک پہ بھرتی کر نہیں رہے۔ جو آئیں گے ظاہر ہے یا تو پبلک سروس کمشن سے آئیں گے یا ہماری محکمانہ پروموشن کمیٹی سے آئیں گے۔ جیسے ہی اساتذہ مہیا ہوں گے تعینات کر دیے جائیں گے۔

پیر ذوالفقار علی چشتی، جواب تو مشکوک ہے۔

جناب سپیکر، پیر صاحب! یہ تو ٹھیک ہے کہ اس میں کچھ رکاوٹیں ہیں۔ لیکن یہ بھی دیکھنے والی چیز ہے کہ جب سکول بن جائیں' بلڈنگز بن جائیں تو حکومت کا کتنا خرچ ہو چکا ہوتا ہے۔ پھر وہاں کے نمائندوں کی ڈیمانڈز کے اوپر یہ سکول بنتے ہیں۔ سکول بن جائیں اور مکمل ہو جائیں اور پھر وہاں اساتذہ نہ ہوں تو یہ بھی نقصان ہے۔ اس لیے جتنا بھی ممکن ہو یہ کام کرنا چاہیے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جناب والا! اس سے ہمیں کامل اتفاق ہے۔ کوئی سکول بند نہیں ہے۔ سکول تو چل رہے ہیں۔ صرف اساتذہ کی تعداد میں کمی ہے۔

جناب سپیکر، یہ تو اور زیادہ سوچنے والی چیز ہے کہ آدھا سکول چل رہا ہے اور آدھا بند ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، اس سے ہم ہمدردی کے ساتھ اس پر کام کریں گے۔

راجہ جاوید اخلاص: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی راجہ صاحب فرمائیے

راجہ جاوید اخلاص: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ گزشتہ اجلاس میں میرے ہی ایک سوال کے جواب میں آپ نے بڑی واضح رولنگ دی تھی اور محکمہ تعلیم کو یہ ہدایات فرمائی تھیں کہ وہ محکمہ خزانہ سے مل کر ان سکولوں کو جو بن چکے ہیں چلانے کے لیے اسامیاں create کروائیں تاکہ ان پر جو کروڑوں روپے کے فنڈز خرچ ہو چکے ہیں اس سے استفادہ کیا جا سکے۔ جناب والا! کیا محکمہ تعلیم نے اس سلسلے میں کوئی پیش رفت کی ہے؟ یہ ہر حلقے کا مسئلہ ہے' پورے پنجاب کا مسئلہ ہے اور اس وجہ سے ہمیں اپنے حلقوں میں بڑی دقت پیش آ رہی ہے۔ عمارتیں مکمل ہیں لیکن دو دو' تین تین سالوں سے وہاں کسی اسامی کا اجراء نہیں ہوا اور نہ ہی ان سکولوں کا اجراء ہو سکا ہے۔

وزیر تعلیم (بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں): جناب والا! اس مسئلے کو ہم چند دن قبل ہی زیر بحث لائے ہیں۔ جب مجھے محکمے سے متعلق بریفنگ مل رہی تھی تو وہاں یہ مسئلہ بھی زیر بحث لایا گیا تھا۔ مجھے اس مسئلے کی سنگینی کا کافی احساس ہے۔ ہم نے اب یہ فیصلہ کیا ہے کہ جیسے ہی کوئی نئی عمارت یا سکول منظور ہو تو اس کے ساتھ ہی concurrently یہ عمل بھی شروع کر دیا جائے۔ پہلے یہ ہوتا ہے کہ جب کوئی سکول hand-over ہوتا ہے تو پھر دوسرا عمل سٹاف کے لیے شروع ہوتا ہے۔اور اس میں کافی وقت لگ جاتا ہے۔ اب ان شاء اللہ تعالیٰ یہ کوشش کریں گے کہ جہاں بھی نیا سکول منظور ہو تو اس کے ساتھ ساتھ دوسرا سٹاف کا عمل بھی مکمل کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: وزیر تعلیم صاحب! آپ نے جو کچھ فرمایا بجا طور پر درست ہے' ایسا ہونا چاہیے۔ لیکن جو عمارتیں پہلے ہی بن چکی ہیں' سکول بن چکے ہیں یا آدھا سکول چل رہا ہے باقی سٹاف مکمل نہیں ہے۔اس بارے میں آپ ایک exercise ضرور کروائیں تاکہ وہ مکمل ہو سکیں۔ اس کے علاوہ جو عمارتیں بن چکی ہیں' مکمل ہو چکی ہیں اور وہ محکمہ تعمیرات نے محکمہ تعلیم کے hand-over کر دی ہیں لیکن سٹاف نہ ہونے کی وجہ سے ان سکولوں کا اجراء نہیں ہو سکا' ان کے بارے میں بھی exercise کروائیں۔ پچھلے اجلاس میں بھی کافی تفصیل کے ساتھ یہی بات زیر بحث لائی گئی تھی۔ لہٰذا اب اس بارے میں آپ کچھ کریں۔

وزیر تعلیم: جناب والا! آپ نے جو بات ابھی فرمائی ہے' جب ہم فیصلہ کر رہے تھے تو یہ بھی اس کا ایک اہم جز تھا۔ ان شاء اللہ ہم اس پر کام کریں گے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

راجہ جاوید اخلاص: جناب سپیکر! 16 اپریل سے تعلیمی سال کا اجراء ہوا ہے۔ میری وزیر تعلیم سے یہ گزارش ہوگی کہ جو عمارتیں مکمل ہیں کم از کم ان میں اس سال چھٹیوں سے قبل یا چھٹیوں کے بعد کلاسوں کا اجراء ہو جانا چاہیے۔ ورنہ یہ مزید ایک سال تاخیر کا شکار ہو جائیں گے۔ جناب والا! جو سکول مکمل ہیں ان کے اجراء کا اسی مالی سال میں بندوبست فرمایا جائے، بجائے اس کے کہ اگلے مالی سال کا انتظار کیا جائے۔

حاجی محمد نواز خان کلیار: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: حاجی محمد نواز کلیار صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

حاجی محمد نواز خان کلیار: جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے حلقے میں 1995ء سے سکولوں کی عمارتیں مکمل ہو چکی ہیں محکمے نے ان کو hand-over بھی کر دیا ہے۔ لیکن آج تک وہ سکول بالکل خالی پڑے ہیں۔ بارش کے موسم میں لوگ وہاں پر پناہ لے لیتے ہیں یا پھر لوگ بارشوں میں اپنے مال مویشیوں کے لیے انھیں استعمال کرتے ہیں۔ اگر میری بات کا یقین نہیں تو میں چیلنج کے طور پر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر تعلیم میرے ساتھ چلیں تو میں انھیں ان سکولوں کی حالتِ زار دکھاؤں۔ ان سکولوں کی عمارتوں پر کروڑوں روپے خرچ ہوئے ہیں۔ یہ عمارتیں تو پرائمری سکولوں کے لیے بنی ہیں لیکن یہ مڈل تک کام آ سکتی ہیں۔ ایسے بہت سے گھوسٹ سکول ویسے ہی پڑے ہیں۔ از راہ کرم ان کو یہ ارشاد فرما دیجیے گا کہ جن سکولوں کی عمارتیں مکمل ہو چکی ہیں 'hand-over' ہو چکی ہیں وہاں مستقل نہیں تو کم از کم عارضی طور پر ہی عملہ تعینات کر دیں تاکہ بچوں کو تعلیم دی جا سکے۔

جناب سپیکر: جی ٹھیک ہے۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی: جناب والا! محکمے کی طرف سے جو جواب دیا گیا ہے اس کے صفحہ نمبر 24 پر لکھا گیا ہے کہ گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول (شیخ فاضل) میں درجہ چہارم کی 6 اسامیاں ہیں جبکہ گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول (شیخ فاضل) میں 10 اسامیاں ہیں۔ اسی طرح گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول (گگو) میں 6 اسامیاں، گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول (گگو) میں 10 اسامیاں اور گورنمنٹ ہائی سکول 377/EB میں 9 اسامیاں ہیں۔ جناب والا! جب یہ سکول up-grade کیے گئے تو اس وقت درجہ چہارم کی اسامیاں کیوں نہیں رکھی گئیں، اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب والا قدر! باقی سکولوں میں تو اسامیاں رکھی گئی ہیں لیکن گگو میں نہیں رکھی گئیں۔ اس میں چونکہ پہلے 6 اسامیاں تھیں اس لیے 6 ہی رکھی گئی ہیں۔ اس بارے میں اگر سکول کی

طرف سے ہمیں باقاعدہ لکھا جائے تو اِن شاء اللہ تعالیٰ ہم اس کی ضرورت کے مطابق اسامیاں بڑھا دیں گے۔ ا
اس سکول کے ہیڈ ماسٹر یا پرنسپل کی طرف سے باقاعدہ محکمے کو لکھا جائے گا تو ہم اس پر ہمدردانہ غور کریں گے۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی: جناب والا! اب جبکہ میں نے اس بارے میں point out کر دیا ہے، ضمنی سوال اٹھایا ہے تو کیا یہ مزید اسامیاں دینے کے لیے تیار ہیں؟ کیونکہ میرے خیال میں لکھنے کی اب ضرورت نہیں ہے، اس لیے کہ سوال میں آ گیا ہے کہ وہاں پر صرف 6 اسامیاں ہیں جبکہ دوسرے سکولوں میں دس دس اسامیاں ہیں۔ کیا اب یہ 10 اسامیاں پوری کرنے کے لیے تیار ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب والا! محکمے کا ایک طریق کار ہے اس کے مطابق متعلقہ پرنسپل صاحب اگر محکمے کو لکھتے ہیں تو ہم اس پر ہمدردانہ فیصلہ کریں گے۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی: جناب والا! میں سید عارف بخاری صاحب کا احترام کرتا ہوں لیکن یہ بھی گول جواب ہے کہ "اگر لکھا گیا تو اس پر ہمدردانہ غور ہو گا" یہ بات مناسب نہیں۔ اگر 10 اسامیوں کی جگہ ہے تو پھر 0 اسامیاں کیوں نہیں دی جاتیں۔ واضح جواب دیں، گول مول جواب دینے کی کوشش نہ فرمائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: چشتی صاحب میرے بزرگ ہیں اور میں گول مول نہیں، صاف جواب عرض کر رہا ہوں۔ ہمدردی سے بڑھ کر میں ان کے لیے اور کیا جذبہ عرض کر سکتا ہوں۔ میں پھر کہتا ہوں کہ یہ لکھیں گے تو ہماری طرف سے بخل نہیں ہو گا۔

سردار محمد سرفراز خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی سردار سرفراز خان صاحب فرمائیے۔

سردار محمد سرفراز خان: جناب والا! میری بھی وزیر تعلیم سے یہ درخواست ہے کہ میرے حلقے "بسال" میں 1986 میں ہائر سیکنڈری سکول کی عمارت بنی۔ میں نے بطور ایم این اے اس کے اساتذہ کی دو سال کی تنخواہ بھی دے دی، بلڈنگ بن چکی ہے، لیکن آج تک اس سکول کا اجراء نہیں ہوا۔ پھر یہ معاملہ سیاست کا شکار ہو گیا۔ اب وزیر تعلیم صاحب سے، جو نئے آئے ہیں، اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے میری گزارش ہے کہ اس جانب توجہ دیتے ہوئے پہلی فرصت میں اس کا اجراء کروائیں۔

جناب سپیکر: اس پر کافی تفصیل سے بات ہوئی ہے۔ وزیر صاحب نے آپ کی بات نوٹ فرما لی ہے۔ اِن شاء اللہ اسی پر زیادہ توجہ دی جائے گی۔

ملک ندیم کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش ہے کہ آج کے پوائنٹ آف آرڈر سے جو بات سامنے آئی ہے وہ ایک علاقے یا جگہ کا نہیں پورے پنجاب کا مسئلہ ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ اس مالی سال میں اس کے لیے باقاعدہ فنڈز رکھے جائیں اور یہ خالی اسامیاں پُر کی جائیں۔ نئے سکول کھولنے سے پہلے ان سکولوں کی اسامیاں پوری کی جائیں جو پہلے سے چل رہے ہیں' exist کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ جو طلباء ایسے سکولوں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں وہ باقاعدہ اپنی فیسیں دے رہے ہیں۔ اگر وہاں پر اساتذہ مہیا نہیں ہیں تو پھر ان سے فیس کس کام کی لے رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی ہاں' اسی موضوع پر ہی بات ہوئی ہے۔ اگلا سوال پیر ذوالفقار علی چشتی صاحب کا ہے۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی: سوال نمبر 1108 و جواب

جناب سپیکر: جواب کافی لمبا ہے۔ اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ہوسٹل میں رہائش پذیر طالبات کی تعداد

*1108۔ **الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی:** کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج بورے والا کس سال سے شروع ہوا۔ اس کی عمارت کتنی طالبات کے لئے تعمیر کی گئی اور طالبات کی تعداد کلاس وائز اور سیکشن وائز بتائی جائے۔

اساتذہ کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں اور اب کالج میں اساتذہ کی کتنی تعداد موجود ہے اور کتنی کم ہے۔ ان کی تعیناتی کب کی جا رہی ہے۔

(ب) ہوسٹل کی عمارت کب تعمیر ہوئی۔ کتنی ڈارمیٹریز اور کیوبیکلز موجود ہیں۔ کتنی طالبات کے لئے ہیں اور اس وقت ہوسٹل میں کتنی طالبات رہائش پذیر ہیں۔ ڈارمیٹری اور کیوبیکل میں کتنی طالبات کے لئے رہائش مخصوص ہے۔ لیکن اب کتنی طالبات ان کمرہ جات میں رہائش پذیر ہیں۔

(ج) کیا حکومت کالج کی عمارت اور ہوسٹل کی عمارت کی توسیع کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں رکھتی ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری):

(الف) گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج کا اجراء بطور انٹر کالج یکم ستمبر 1982ء کو ہوا اور اسے ستمبر 1985ء میں ڈگری کا درجہ دے دیا گیا۔ 500 طالبات کے لئے عمارت تعمیر ہوئی۔ طالبات کی تعداد کلاس وائز اور سیکشن وائز درج ذیل ہے:

نام کلاس	اے	بی	سی	ڈی	ای	ایف	جی	ایچ	آئی	میزا
سال اوّل	63	65	63	66	64	64	61	65	-	511
دوئم	65	65	66	65	66	65	66	65	66	589
سوئم	83	80	-	-	-	-	-	-	-	163
چہارم	24	68	66	68	-	-	-	-	-	216
طالبات کی کل تعداد				1529						

اساتذہ کی منظور شدہ آسامیاں		موجودہ تعداد	خالی اسامیاں
پرنسپل گریڈ19	1	-	1
اسسٹنٹ پروفیسر گریڈ18	6	5	1
لیکچرار گریڈ17	23	22	1

خالی اسامیاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سفارشات موصول ہونے پر پُر کی جائیں گی۔

(ب) ہوسٹل کی عمارت 1984ء میں تعمیر ہوئی۔ 20 ڈارمیٹریز جب کہ کیوبکل کوئی نہیں۔ ہوسٹل 60 طالبات کے لئے ہے۔ اس وقت 140 طالبات رہائش پذیر ہیں۔ ایک ڈارمیٹریز میں 3 طالبات کی رہائش مخصوص ہے لیکن اب 7 طالبات رہائش پذیر ہیں۔

(ج) وافر وسائل کی دستیابی کی صورت میں کالج کی عمارت اور ہوسٹل کی توسیع کے لئے استحقاق کی بنیاد پر اگلے مالی سال میں فنڈز فراہم کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

جناب سپیکر، چشتی صاحب! آپ کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی: جناب سپیکر! جواب میں کہا گیا ہے کہ 500 طالبات کے لیے عمارت تعمیر کی گئی ہے جبکہ اس وقت 1500 طالبات زیرِ تعلیم ہیں۔ تو کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب وضاحت فرمائیں گے کہ ہزار طالبات کے لیے مزید عمارت تعمیر کی جائے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جناب والا! پیر صاحب کا مسئلہ واقعی genuine ہے اور ہمیں ان سے ہمدردی بھی ہے۔ اِن شاء اللہ مالی وسائل کی دستیابی پر اگلے سال کوشش کریں گے کہ ان کے لیے کچھ نہ کچھ کر جائے۔

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، جناب سپیکر! میں پارلیمانی سیکرٹری موصوف سے گزارش کروں گا کہ یہاں ہاؤس میں واضح جواب دیں۔ آپ کی زیرِ صدارت گول مول جواب نہیں آنے چاہییں۔ واضح جواب آنا چاہیے کہ دے سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں دے سکتے تو کہہ دیں کہ نہیں دے سکتے۔

جناب سپیکر، غور تو کر سکتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (پیر سید محمد عارف حسین بخاری)، محترم! میں نے عرض کیا ہے کہ ان کا مسئلہ حقیقت پر مبنی ہے اور ہمیں کامل اتفاق ہے' اور ان کے لیے ہم جو کچھ کر سکتے ہیں حاضر ہیں۔ ظاہر ہے کہ مسائل حقیقی ہیں اور وسائل کی کمی آپ کے سامنے ہے۔

جناب سپیکر، وزیر تعلیم بھی یہاں تشریف فرما ہیں۔ وہ نوٹ کر رہے ہیں۔

وزیر تعلیم (بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)، جناب والا! اس میں کوئی واضح جواب دینا بہت مشکل ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ سارے سکول اور خاص طور پر کالجز capacity سے زیادہ over-crowded ہیں ان کا مسئلہ بھی اسی میں fall کرتا ہے۔ ان شاء اللہ ایک پالیسی بنے گی اور جو over-crowded ہیں' ان کے لیے additional class rooms بنانے کی ضرورت ہے' اور یہ ضرورت بڑی شدت سے محسوس کی جا رہی ہے۔ اس مسئلے کو پنجاب کی سطح پر ہنگامی طور پر حل کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب امتیاز علی لالیکا: جناب والا! کیا وزیر تعلیم یہ فرمائیں گے کہ میری معلومات کے مطابق بعض گرلز کالجز میں لڑکیاں beds share کر رہی ہیں۔ جیسے میرے ضلع بہاولنگر میں جوان لڑکیاں beds share کر رہی ہیں۔ یا تو ہوسٹلز کی تعداد بڑھائی جائے۔۔۔

جناب سپیکر، آپ ہوسٹلز کی بات کر رہے ہیں؟

جناب امتیاز علی لالیکا، جی میں ہاسٹلز کی بات کر رہا ہوں۔ یا تو ہاسٹلز کے لیے بلڈنگز بڑھائی جائیں یا پھر داخلے ہی نہ دیے جائیں۔ ایک ہی بیڈ پر دو دو جوان بچیوں کو سلانا نامناسب ہے۔

وزیر تعلیم، جناب والا! جیسے میں نے گزارش کی ہے کہ یہ مسئلہ سنگین ہے اور over- crowding ہے۔ ظاہر ہے ہاسٹلز میں دو شفٹوں سے مسئلہ تو حل نہیں ہو سکتا' لیکن سکولوں کے لیے یہ سوچا جا رہا ہے' اور ہو سکتا ہے کہ ہم جلدی کسی جگہ پر یہ تجربات شروع کریں۔

جناب سپیکر، چشتی صاحب! کوئی اور ضمنی سوال ہے؟

الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی، جناب والا! اس سوال کے جز (ب) میں ہے کہ ہاسٹل کی عمارت 1984ء میں تعمیر ہوئی اس میں 20 ڈارمیٹریز بنائی گئیں۔ ایک ڈارمیٹری میں تین لڑکیوں کے لیے جگہ تھی لیکن اب اس ڈارمیٹری میں سات لڑکیاں رہتی ہیں۔ 20 ڈارمیٹریز ہیں اور ہر ڈارمیٹری میں سات لڑکیاں رہتی ہیں حالانکہ ہر ڈارمیٹری میں

تین لڑکیوں کی گنجائش ہے۔ کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب وضاحت فرمائیں گے کہ ہاسٹل کی نئی عمارت تعمیر کی جائے گی؟ جب کہ وہاں پر ایم اے کی کلاسز کا بھی اجرا ہو چکا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جناب والا! اس سلسلے میں محترم وزیر تعلیم ابھی فرما چکے ہیں۔

جناب سپیکر، انھوں نے ابھی نوٹ کیا ہے۔ چشتی صاحب! آپ اس کالج اور ضلع کے حوالے سے لکھ کر بھی وزیر تعلیم کو بھجوائیں۔ اگلا سوال مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کا ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، سوال نمبر 1111

عربی پڑھنے والی طالبات کی تعداد

*1111۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

کیا حکومت گورنمنٹ گرلز کالج چنیوٹ میں انٹرمیڈیٹ اور ڈگری کلاسز میں عربی کے مضمون کو شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ جبکہ یہاں پر عربی پڑھنے والی طالبات کی تعداد بہت زیادہ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، (سید محمد عارف حسین بخاری)،

جناب والا! تاحال طالبات' ان کے والدین اور پرنسپل کی طرف سے لیکچرار عربی کی اسامی کے لیے کوئی درخواست حکومت کو موصول نہیں ہوئی۔ اس لیے عربی کا مضمون بطوری اختیاری مضمون انٹر اور ڈگری لیول پر شروع نہیں کیا گیا۔ تاہم بی اے اور بی ایس سی کے لیول پر عربی بطور اختیاری مضمون پڑھائی جا رہی ہے' جو عربی لیکچرار نہ ہونے کی وجہ سے اسلامیات کی لیکچرار پڑھا رہی ہے اور پڑھنے والی طالبات کی تعداد 98-1997ء میں تیرھویں میں 34 تھی اور چودھویں میں 26 تھی۔ اگر مولانا صاحب اس مسئلے میں زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں تو از راہ کرم اپنے کالج کی پرنسپل سے فرمائیں کہ وہ باقاعدہ SNE ' کے ذریعے عربی تعلیم کے لیے move کریں۔ اگر وہاں سے move ہوا تو ان شاء اللہ اگلے مالی سال میں وہاں پر عربی ٹیچر متعین کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر، جی مولانا صاحب! آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! انھوں نے عربی پڑھنے والی بچیوں کی تعداد 60 کے قریب لکھی ہے۔ اسلامیات کی لیکچرار ان کو پڑھا رہی ہے' وہ بے چاری کیا جانتی ہے۔ جب دوسرے مضامین کے لیے اساتذہ ہیں اور آپ نے عربی کی زبان لازمی بھی قرار دی ہے' تو میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کب تک اس کا انتظام کریں

گے؟

جناب سپیکر، جو بچیاں پہلے سے وہاں پڑھ رہی ہیں ان کے لیے کب تک عربی لیکچرار کا انتظام کریں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، جناب والا! شاید مولانا صاحب نے سماعت نہیں فرمایا۔ میں نے عرض کیا ہے کہ یہ اپنے کالج کی پرنسپل صاحبہ سے باقاعدہ درخواست دلوا دیں تو ہم وہاں پر عربی لیکچرار متعین کر دیں گے۔

جناب سپیکر، مولانا صاحب! آپ اپنی ڈیمانڈ وہاں سے لکھ کر بھجوائیں تو اس پر یہ عمل در آمد کریں گے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب والا! ہم نے تو پہلے بھی ڈیمانڈ کی ہوئی ہے۔ اب اگر ان کا فرمان ہے تو میں دوبارہ لکھ کر بھیج دیتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی دوبارہ کر لیں۔ اگلا سوال بھی جناب مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کا ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، سوال نمبر 1112

جناب سپیکر، میرے خیال میں یہ پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے' کیونکہ کافی تفصیل کے ساتھ جواب آ گیا ہے۔

سپورٹس فنڈ کی تفصیل

*1112۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سال 1997ء تک بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن فیصل آباد کے پاس کتنی رقم سپورٹس فنڈ کی جمع ہوئی ہے اور یہ رقم کہاں خرچ کی گئی۔

(ب) فیصل آباد ڈویژن کے سکولوں اور کالجوں کو سپورٹس فنڈ سے کتنی سالانہ رقم ادا کی جاتی ہے اگر ادا نہیں کی جاتی تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)،

بورڈ ہذا 1988ء میں معرض وجود میں آیا اور 1988ء تا 1997ء تک سپورٹس کی مد میں مبلغ -/2,39,04,903 روپے جمع ہوئے تفصیل ضمیمہ (الف) اس میں جو رقم وقتاً فوقتاً سپورٹس کے سلسلہ میں خرچ ہوتی رہی تفصیل برائے ملاحظہ ضمیمہ (ب) پیش خدمت ہے۔ فیصل آباد ڈویژن میں سکولوں اور کالجوں کو سپورٹس فنڈ میں سے مبلغ -/7,38,2 40 روپے جو کہ مختلف اوقات میں سالانہ دیے گئے ان کی تفصیل ضمیمہ (ب) سیریل نمبر 9 برائے ملاحظہ پیش ہے۔

ضمیمہ (الف) سپورٹس فنڈ میں سالانہ آمدنی از سال 1988 تا 1997ء

سال	سپورٹس سے آمدنی
1988-89	1288513
1989-90	1277529
1990-91	1292216
1991-92	1759068
1992-93	3309278
1993-94	3679033
1994-95	3630940
1995-96	3818980
1996-97	3549346

سوال نمبر 1112 کے ضمیمہ (ب)جز کا جواب اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں

ضمیمہ(ب)

سپورٹس سے متعلقہ اخراجات 89-1988ء تا 97-1996ء

مد نمبر 011 فزیکل ایجوکیشن سے متعلقہ اخراجات	1988-89ء	1989-90ء	1990-91ء	1991-92ء	1992-93ء	1993-94ء	1994-95ء	1995-96ء	1996-97ء
1۔ بورڈ۔انٹر بورڈ میچ مقابلے و جملہ اخراجات	70650	333170	72640	493123	599652	826578	729845	746862	836864
2۔ کرایہ فرنیچر شامیانے کراکری وغیرہ	———	1000	350	11115	———	———	23163	———	21500
3۔ سرٹیفکیٹ خرید و مرمت سپورٹس میٹریل	———	14500	1000	61332	33420	11000	1520	———	———
4۔ تواضع خرچ سپروائزر و تقاریب بورڈ ٹورنامنٹ	360	2460	195	1411	35720	836	43034	6660	23280
5۔ ٹی اے/ڈی اے ممبران سپورٹس کمیٹی سلیکشن کمیٹی امپلائز ریفری آفیشل	19933	6470	23349	33319	43910	57251	83015	80699	82461
6۔ یونیفارم برائے کھلاڑی	———	35000	———	10500	13510	———	69000	96130	31120
7۔ ٹرافی شیلڈ کی خرید انعامات	46855	———	475	25000	52500	61540	58970	125000	50000
8۔ بورڈ کنٹری بیوشن ریفریشر کورسز و دیگر متفرق اخراجات	———	12000	———	———	———	———	———	30000	10000
9۔ تعلیمی اداروں کو سپورٹس کی ترویج و ترقی میں کھیلوں کے معیاری میدانوں کے لیے اعلیٰ معیار پر اترنے والے اداروں کے خصوصی انعامات	———	———	———	56000	133976	120000	97100	160464	170700
10۔ سپورٹس فنڈ برائے کھلاڑی ملازمین بورڈ کے متعلقہ اخراجات بمد سفر خرچ	———	———	———	———	———	———	———	———	———
11۔ ملازمین کی تنخواہوں وغیرہ کے اخراجات	109555	143548	196383	306851	514446	645307	728703	745631	765976
میزان	247353	548148	300392	1000651	1427134	1722512	1834350	1991446	1991901

میزان اخراجات 89 - 1988ء تا 97-1996ء -/11063887 روپے

جناب سپیکر، مولانا صاحب! کوئی ضمنی سوال ہے؟ ـــــــ اگلا سوال چودھری سلطان محمود گوندل صاحب کا ہے۔ چودھری سلطان محمود گوندل صاحب موجود نہیں ہیں۔ سوالات مکمل ہوئے اور وقفہ سوالات بھی ختم ہوتا ہے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

شفاف طریقہ خریداری

*265۔میاں عبدالستار (PP-234)، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

محکمہ تعلیم میں ہر قسم کی خریداری کے طریقہ کار کو شفاف بنانے کے لیے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)،

محکمہ تعلیم میں ہر قسم کی خریداری کے لیے متعلقہ قواعد و ضوابط کی سختی سے پابندی کی جاتی ہے۔

گرلز سکول کا قیام

*392۔سردار نعیم اللہ خان شاہانی، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ بھکر شہر میں لڑکیوں کے لیے صرف ایک ہی ہائی سکول ہے اور اس میں طالبات کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

(ب) کیا حکومت بھکر شہر میں نیا گرلز ہائی سکول قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) بھکر شہر میں گرلز سیکنڈری سکول قائم کرنے کی تجویز حکومت کے زیر غور ہے۔ مالی وسائل کی دستیابی کی صورت میں 98-1997ء میں اس سلسلہ میں مزید پیش رفت ہو سکتی ہے۔ ایک نیا گرلز سیکنڈری سکول فوری قائم کرنا اس وقت ممکن نہیں۔

ڈھانڈہ (ضلع بھکر) میں ہائر سیکنڈری سکول کا منصوبہ

*405۔ سردار نعیم اللہ خان شاہانی، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈھانڈہ (ضلع بھکر) ہائر سیکنڈری سکول 1993ء میں منظور ہوا تھا اور اس کی تعمیر کے لیے فنڈز بھی جاری ہو گئے تھے۔

(ب) کیا اس منصوبہ پر کام مکمل ہو چکا ہے؟ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)۔

(الف) یہ درست ہے۔ لیکن وزیر اعظم کے حکم نامے کے تحت 1993ء میں مبلغ 15.00 لاکھ روپے اس سکیم کے لیے مرکزی حکومت کی طرف سے جاری ہوئے تھے۔

(ب) منصوبہ پر کام مکمل نہیں ہوا۔ مرکزی حکومت نے بقیہ فنڈز مہیا نہیں کیے۔ سکیم کی منظوری کمشنر سرگودھا ڈویژن نے 28.51 لاکھ کی جاری کی تھی اور رقم لوکل گورنمنٹ کے حوالے کی گئی تھی۔ مذکورہ محکمہ نے بقیہ رقم کا مطالبہ نہیں کیا۔ اب یہ ایک (Unfunded) سکیم ہے اور استحقاق کی بنیاد پر سال 98-1997ء میں اس کے لیے فنڈز فراہم کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

بھرتی کیے گئے ملازمین کی تعداد

*454۔ جناب شاہد محمود بٹ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

الف) سال 1993-1996ء میں محکمہ تعلیم میں کل کتنے ملازمین کو بھرتی کیا گیا۔

(ب) اس عرصے کے دوران صوبائی حلقہ 108 میں کتنے ملازمین کو بھرتی کیا گیا ہے ان کی مکمل تفصیل بمع پتہ اور جگہ تعیناتی بتائی جائے۔

(ج) اس عرصہ کے دوران سلیکشن میرٹ پالیسی کیا تھی کیا ان ملازمین کو قواعد و ضوابط کے تحت بھرتی کیا گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)۔

(الف) سال 1993ء تا 1996ء میں محکمہ تعلیم میں 53565 ملازمین کو بھرتی کیا گیا۔

(ب) اس عرصہ میں صوبائی حلقہ 108 میں 402 ملازمین کو بھرتی کیا گیا جن کی تفصیل برضمیمہ "الف" اور "ب" ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

(ج) اس عرصہ کے دوران مروجہ سلیکشن پالیسی کی نقل برضمیمہ "ج" ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ مذکورہ ملازمین کو قواعد و ضوابط کے تحت بھرتی کیا گیا۔ تاہم درج ذیل دفاتر کے بھرتی کے مجاز افسران نے کچھ بے قاعدگیوں کی نشان دہی کی ہے۔ جن کی تفصیل یہ ہے

(i) سول انجینئرنگ سیل — لف "د"

(ii) پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ — لف "ذ"

(iii) بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن فیصل آباد — لف "ذ"

(iv) بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن سرگودھا — لف "ر"

ضمیمہ جات "د" تا "ر" ***ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

سعید الحسن کے خلاف کارروائی

*577۔جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 1995ء میں جناب سعید الحسن ایس۔ایس۔ڈی برائے گورنمنٹ پائلٹ سیکنڈری سکول وحدت کالونی، لاہور نے سیکنڈری امتحانی سنٹر 144، ایم۔سی بوائز ہائی سکول، جی۔ٹی روڈ شاہدرہ، لاہور میں بطور سپرنٹنڈنٹ فرائض سرانجام دیے تھے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایک امیدوار رول نمبر 78682 جس کا الاٹ شدہ امتحانی سنٹر 166 (گورنمنٹ ہائی سکول چوبرجی، لاہور) تھا، کے دو پیپر کیمسٹری اور ریاضی اختیاری مذکورہ اہل کار کی ساز باز سے کمرہ امتحان سے باہر حل کروائے گئے تھے اور یہی پیپر سنٹر نمبر 144، ایم۔سی، بوائز ہائی سکول، جی ٹی روڈ شاہدرہ، لاہور سے بورڈ کو بھیجے گئے تھے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ٹیچر کو ریکارڈ میں ردوبدل کرنے اور حقائق چھپانے کی بناء پر چیئرمین، بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن، لاہور نے نوٹیفکیشن نمبر 245-225۔ایس۔ڈی(1) مورخہ 6 فروری 1996ء کے ذریعہ ہمیشہ کے لیے نااہل قرار دے دیا تھا۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ چیئرمین، بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن، لاہور نے اس ٹیچر کے خلاف کارروائی کے لیے ایک کیس بذریعہ چٹھی نمبر 318-SDS-1 مورخہ 29 فروری 1996 سیکرٹری محکمہ تعلیم حکومت پنجاب لاہور کو قواعد (انضباط و کارکردگی) بابت 1975ء کے تحت برائے تادیبی کارروائی بھیجا تھا۔

(*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

(ہ) اگر جز ہائے (ج) اور (د) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا سیکرٹری محکمہ تعلیم نے اس ٹیچر کے خلاف اب تک کوئی کارروائی کی ہے؟ اگر نہیں کی تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)۔

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔ مگر رول نمبر درست نہ ہے۔ اصل رول نمبر 78662 ہے۔ بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن لاہور کی چٹھی *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) درست ہے۔(کاپی *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔)

(د) درست ہے۔ (کاپی)** ایوان کی کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔)

(ہ) اہل کار مذکور کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی ای اینڈ ڈی رولز 1975ء کے تحت ہو چکی ہے اور سید الحسن ایس۔ ایس۔ ٹی کو سزا دی جا چکی ہے۔اس کی BPS-16 کے ابتدائی سکیل میں تنزلی کر دی گئی ہے۔

خالی اسامیوں کی تعداد

*806۔جناب محمد ارشد (PP-230)، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) حلقہ پی۔پی 230 میں بوائز اور گرلز کے انٹر اور ہائی سکولز کی تعداد کیا ہے اور ان میں ٹیچرز کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد کیا ہے اور ان منظور شدہ اسامیوں میں سے اس وقت کتنی اسامیاں خالی ہیں اور کب سے خالی ہیں۔

(ب) حکومت ان خالی اسامیوں کو کب تک پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)۔

(الف) حلقہ پی۔پی 230 میں واقع بوائز اور گرلز انٹر اور ہائی سکولوں کے مطلوبہ کوائف درج ذیل ہیں۔

	ہائی سکول		ہائر سیکنڈری سکول		انٹر کالج	
	بوائز	گرلز	بوائز	گرلز	بوائز	گرلز
اداروں کی تعداد	19	10	..	01	01	_
سائنس ٹیچرز کی تعداد (منظور شدہ)	19	10	_	02	06	_
خالی اسامیوں کی تعداد	09	10	_	02	_	_
اسامیاں خالی ہونے کی تاریخ	23-1-97	14-5-97		14-5-97		

(*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

(ب) پنجاب پبلک سروس کمیشن سے منتخب شدہ SST/SS ملنے پر اور ڈی۔پی۔سی کی سفارشات موصول ہونے پر خالی اسامیاں فوراً پُر کر دی جائیں گی۔

کمپیوٹر کی خرید

*816۔سردار سعید انور، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 1996ء میں سابقہ وزیر تعلیم کے حکم پر ٹیکسٹ بک بورڈ کے لیے 8 عدد کمپیوٹرز خرید کیے گئے تھے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ خرید کیے گئے کمپیوٹرز گارنٹی کی میعاد ختم ہونے سے پہلے خراب ہو گئے ہیں جن سے حکومت کو لاکھوں روپوں کا نقصان ہو رہا ہے۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس معاملہ میں کوئی انکوائری کرانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) درست نہ ہے کہ سال 1996ء میں سابقہ وزیر تعلیم کے حکم پر پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کے لیے 8 عدد کمپیوٹر خریدے گئے حقیقت یہ ہے کہ کمپیوٹر خریدنے کے منظوری بورڈ آف ڈائرکٹرز پنجاب ٹیکسٹ بورڈ نے اپنے اجلاس مورخہ 29-06-1995 میں دی تھی (جس کی کاپی لف ہے)

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ کمپیوٹر خراب ہوگئے ہیں حقیقتاً کمپیوٹروں کی کارگردگی تسلی بخش ہے اور حکومت کو کسی قسم کا کوئی نقصان نہیں ہوا ہے۔

(ج) سوال کے جز ہائے بالا کی روشنی میں یہ جواب کا متقاضی نہ ہے۔

ہائر سیکنڈری سکول پھلروان کو کالج کا درجہ دینا

*839۔حاجی احمد خان ہرل، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ بوائز ہائرسیکنڈری سکول پھلروان تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا عرصہ دراز سے قائم ہے، لیکن اسے کالج کا درجہ نہیں دیا گیا۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول کو کالج کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) درست ہے۔ لیکن انٹر کالج والی سہولیات ہائر سیکنڈری سکول میں موجود ہیں۔

(ب) فی الحال ایسی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور نہیں۔ دراصل حکومت کسی سکول کو کالج کا درجہ نہیں دیتی بلکہ علاقے کے عوام کی ضرورت کے پیش نظر اور حکومتی پالیسی کے تحت علیحدہ ڈگری کالج قائم کیے جاسکتے ہیں جن کا انحصار ساتھ ہی مالی وسائل کی دستیابی پر بھی ہوتا ہے۔

پھلروان سکول کی مرمت

*841۔حاجی احمد خان ہرل، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ بوائز مڈل سکول پھلروان تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا کے چھ کمرے انتہائی بوسیدہ ہیں اور ان کی چھتیں کسی وقت بھی گر کر طلباء کی جان لے سکتی ہیں۔

(ب) اگر جز(الف) کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول کے کمروں کو دوبارہ تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) یہ درست نہیں ہے کیونکہ گورنمنٹ بوائز مڈل سکول پھلروان تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا کی نئی عمارت تعمیر ہو چکی ہے اور کلاسیں نئی عمارت میں منتقل ہو چکی ہیں۔

(ب) جز(الف) کے جواب کی روشنی میں اس جز کا جواب غیر ضروری ہے۔

انٹر کالج بھیرہ کی عمارت

*850۔جناب محمد محسن شاہ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 1979 سے قائم گورنمنٹ انٹر کالج بھیرہ تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا کی عمارت تعمیر نہیں ہوئی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کالج کے لیے شہر بھیرہ سے باہر رقبہ مخصوص ہو چکا ہے لیکن ابھی تک زمین باقاعدہ کالج کے نام ٹرانسفر نہیں ہوئی۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ کالج کی عمارت تعمیر کروانے اور رقبہ ٹرانسفر کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)۔

(الف) درست ہے تاہم کالج کا اجراء اگست 1978ء میں ہوا اور درس و تدریس کا کام گورنمنٹ ہائی سکول بھیرہ کے بورڈنگ ہاؤس میں جاری ہے انٹر کالج بھیرہ کی اپنی عمارت ابھی تک تعمیر نہ ہوئی ہے۔

(ب) درست ہے البتہ متروکہ وقف املاک بورڈ اسلام آباد وقف شدہ رقبہ 90 کنال محکمہ تعلیم کے نام منتقل کرنے پر رضامند نہ ہے۔ بلکہ کل رقبہ بحساب =/1000 روپے سالانہ عرصہ 30 سال کے لئے مذکورہ کالج کے لئے پٹہ پر دینے کے لیے رضامندی ظاہر کی ہے۔

(ج) مذکورہ کالج کی سکیم سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے سال 98-1997ء میں شامل نہ ہے البتہ وسائل کی دستیابی کی صورت میں اگلے سال کے ترقیاتی پروگرام میں شامل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

ہائی سکول بھیرہ کی عمارت

*851۔جناب محمد محسن شاہ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول بھیرہ، تحصیل بھلوال، ضلع سرگودھا کرائے کی عمارت میں چلایا جا رہا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سکول کی پہلی عمارت کو خالی کروا لیا گیا ہے اور اب اس ہائی سکول کو محلہ کے ایک چھوٹے سے مکان میں چلا رہے ہیں جس سے عوام کو سخت دقت ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت سکول مذکورہ کو وقتی طور پر تھانہ بھیرہ کی پرانی عمارت میں شفٹ کرنے اور مستقل طور پر سکول کی عمارت تعمیر کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)۔

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) حکومت مذکورہ سکول کو تھانہ بھیرہ کی پرانی عمارت میں شفٹ کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی کیونکہ عمارت مذکورہ خستہ حال ہے اور محکمہ تعلیم کی ملکیت بھی نہیں ہے۔

(د) زمین کا موزوں بندوبست ہو جانے کے بعد سکول مذکورہ کی عمارت کی تعمیر کے لیے مالی وسائل کی دستیابی کی صورت میں آئندہ سالوں میں فنڈز مہیا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

چوا سیدن شاہ کے ہائی سکولز کی تعداد

*868۔راجہ سلطان عظمت حیات، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) تحصیل چوا سیدن شاہ میں بوائز / گرلز ہائی سکولوں کی تعداد کیا ہے؟

(ب) ان سکولوں میں اساتذہ کی منظور شدہ تعداد کیا ہے اور اس وقت کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)

(الف) تحصیل چوا سیدن شاہ میں 9 مردانہ اور 4 زنانہ ہائی سکول ہیں جن کی تفصیل *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان مدارس میں اساتذہ کی 234 منظور شدہ اسامیاں ہیں اور 63 اسامیاں خالی ہیں۔ جن کی تفصیل *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

تحصیل چکوال کے ہائی سکولز کی تعداد

*869۔راجہ سلطان عظمت حیات، کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) تحصیل چکوال میں بوائز اور گرلز ہائی سکولوں کی تعداد کیا ہے۔

(ب) ان سکولوں میں اساتذہ کی منظور شدہ تعداد کیا ہے اور کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)۔

(الف) تحصیل چکوال میں زنانہ اور مردانہ مدارس کی تعداد حسب ذیل ہے۔

I۔ زنانہ 26 II۔ مردانہ 52

(ب) منظور شدہ / خالی اسامیوں کی تفصیل ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

گرلز کالج کی عمارت

*895۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گلشن راوی ضلع لاہور میں 337۔ ایف بلاک میں سکول کی تعمیر کے لیے گیارہ کنال کا رقبہ مختص شدہ ہے لیکن ابھی تک وہاں پر کوئی عمارت تعمیر نہیں ہوئی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جناب وزیر اعلیٰ نے گلشن راوی سکیم میں طالبات کے لیے گرلز کالج کے قیام کی منظوری دی ہے۔

(*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

(ج) اگر جز بالا کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت 337۔ایف بلاک گلشن راوی سکیم میں مختص شدہ رقبہ پر گرلز کالج کی عمارت کی تعمیر کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) یہ درست نہیں ہے۔ کیونکہ ایل۔ڈی۔اے کی جانب سے مذکورہ پلاٹ لاہور میٹروپولیٹن کارپوریشن کو الاٹ کیا جا چکا ہے۔

(ب) جزوی طور پر درست ہے کیونکہ جناب وزیر اعلیٰ نے گلشن راوی سکیم میں ایل۔ڈی۔اے کی جانب سے پلاٹ کی فراہمی کو مشروط کرتے ہوئے کالج کے قیام کی منظوری دی تھی۔

(ج) جز الف کے جواب کی روشنی میں غیر ضروری ہے۔

ایڈہاک لیکچرار کی تعیناتی

914۔خواجہ محمد اسلام، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سال 1993ء سے آج تک کتنے ایڈھاک لیکچرار بھرتی کیے گئے۔ان میں سے کتنے لیکچرار مستقل کیے گئے ہیں۔

(ب) متذکرہ عرصہ کے دوران کتنے افراد کو بطور لیکچرار پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے بھرتی کیا گیا۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ملک میں بڑھتی ہوئی بے روزگاری اور میرٹ پالیسی کے بالکل خلاف ایڈھاک تقرریاں کی جا رہی ہیں' کیا حکومت اس کے سدباب کے لیے کوئی اقدامات کر رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) سال 1993ء سے آج تک زنانہ 885 اور مردانہ 962 ایڈہاک لیکچرار بھرتی کیے گئے ان میں سے کسی کو بھی مستقل نہیں کیا گیا۔

(ب) متذکرہ عرصہ کے دوران بطور لیکچرار زنانہ 1024 اور مردانہ 1390 کو پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے بھرتی کیا گیا۔

(ج) 1996ء کے بعد کوئی ایڈہاک تقرری عمل میں نہیں آئی اور نہ ہی گورنمنٹ مزید کوئی ایڈھاک تقرری کرنا چاہتی ہے۔

حلقہ پی-پی5 میں سکولوں کی تعداد

*934-حاجی ملک عمر فاروق، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ پی-پی5 میں کتنے ہائی، کتنے مڈل اور کتنے پرائمری سکول ہیں اور ہر ایک سکول میں کتنا سٹاف کام کر رہا ہے۔

(ب) ان میں سے کتنے سکولز میں پانی اور بجلی کی سہولیات میسر ہیں اور کتنے سکولز میں یہ سہولیات نہیں ہیں۔

(ج) کتنے سکول 98-1997ء کے دوران اپ گریڈ کرنے کا پروگرام ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری):

(الف) حلقہ پی-پی5 میں پرائمری، مڈل اور ہائی سکولوں کی تعداد بالترتیب 72، 13 اور 12 ہے۔ ان سکولوں میں سٹاف کی تفصیل ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پانی اور بجلی کی سہولیات سے متعلقہ تفصیل بھی ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) 98-1997ء کے دوران سات گرلز پرائمری سکولوں کو مڈل کا درجہ دینے کی تجویز زیر غور ہے۔

سکولوں کی اپ گریڈیشن

*942-حاجی امداد حسین، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ پی-پی118 میں کتنے ہائی سکول ہیں۔

(ب) رواں سال میں کتنے پرائمری اور مڈل سکولوں کو اپ گریڈ کرنے کا پروگرام ہے۔ تفصیل بیان کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری):

(الف) حلقہ پی-پی118 میں مندرجہ ذیل ہائی سکول ہیں۔

بوائز ہائی سکول	گرلز ہائی سکول
1۔ گورنمنٹ ہائی سکول باغبانپورہ لاہور	1۔ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول غازی آباد
2۔ گورنمنٹ ہائی سکول دوسری شفٹ باغبانپورہ	2۔ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول ریجنر کالونی، لاہور
3۔ گورنمنٹ مسلم ہائی سکول، باغبانپورہ	3۔ گورنمنٹ کشمیر ہائی سکول شالیمار ٹاؤن لاہور
4۔ گورنمنٹ سٹینڈرڈ اسلامیہ ہائی سکول باغبانپورہ	4۔ گورنمنٹ بنات المسلمین گرلز ہائی سکول لاہور
5۔ گورنمنٹ کشمیر ہائی سکول شالیمار ٹاؤن لاہور	5۔ ایضاً۔

(*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

6۔ گورنمنٹ عائم ہائی سکول غازی آباد لاہور 6۔۔ایضاً۔

(ب) سال رواں کے ترقیاتی پروگرام میں کسی پرائمری، مڈل اور سیکنڈری سکول کو اپ گریڈ کرنے کی کوئی نئی سکیم شامل نہیں ہے۔

چیف لائبریرین کی تعیناتی

*973۔جناب عثمان ابراہیم، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب پبلک لائبریری لاہور کے چیف لائبریرین کو ان کی ریٹائرمنٹ کے بعد دوبارہ ملازم رکھا گیا تھا۔ جبکہ حکومت کی مروجہ پالیسی کے تحت کسی شخص کو دوبارہ ملازمت میں توسیع دے کر ملازمت میں نہیں رکھا جا سکتا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ لائبریری میں چار ملازم 18 گریڈ کے اس انتظار میں ہیں کہ مذکورہ لائبریرین ریٹائر ہوں اور ان کو ترقی کے مواقع ملیں۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ لائبریرین کو ریٹائرمنٹ کے بعد دوبارہ ملازم رکھنے کا کیا جواز ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)

(الف) درست ہے کہ پنجاب پبلک لائبریری لاہور کے چیف لائبریرین مسٹر مقصود علی کاظمی کو یکم جون 1988ء کو ڈائریکٹوریٹ آف پبلک لائبریریز پنجاب سے ان کی بحیثیت ڈپٹی ڈائرکٹر ریٹائرمنٹ کے بعد ایک مشتہر اسامی پر چیف لائبریرین کی حیثیت سے ملازمت دی گئی۔ ڈائرکٹوریٹ سے ریٹائرمنٹ کے وقت ان کی عمر ساڑھے پچاس سال تھی جبکہ مروجہ پالیسی کے مطابق ریٹائرمنٹ کی عمر ساٹھ سال ہے۔ انہیں ملازمت میں توسیع نہیں دی گئی بلکہ ایک رجسٹرڈ ادارے میں مشتہر اسامی پر ملازمت دی گئی ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ لائبریری مذکورہ میں فی الوقت ایک بھی ملازم ریگولر گریڈ 18 کا نہیں ہے۔ مذکورہ چار ملازمین میں سے ایک بنیادی سکیل 17 کا ہے اور باقی تین بنیادی گریڈ 16 کے ہیں اور صرف موواوور کے تحت گریڈ 18 کی تنخواہ لے رہے ہیں۔

(ج) لائبریرین مذکور نے 31-5-88 کو ڈائریکٹوریٹ آف پبلک لائبریریز سے ریٹائرمنٹ حاصل کی اور اور پھر 1-6-88 کو پنجاب پبلک لائبریری کے چیف لائبریرین کی حیثیت سے دوبارہ ملازمت شروع کر

دی۔ قواعد اور پالیسی کے مطابق ان کی ریٹائرمنٹ 10-10-97 کو ساٹھ سال کی عمر ہونے پر ہوگی۔ لائبریری کی مینجنگ کمیٹی نے انہیں ایک سال کے لیے مزید کنٹریکٹ پر رکھنے کی منظوری دی ہے۔

عدالتی فیصلے پر عمل درآمد

*978۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سپریم کورٹ آف پاکستان اپیل نمبر 769/L/1995 کے احکامات پر محکمہ تعلیم کے افسران مسٹر امیر حسین نقوی، رانا اکرام الحق اور چودھری محمد جمیل گریڈ 18 میں دیگر افسران چودھری نورالہیٰ، مسٹر سجاد حسین نقوی، مسٹر عبداللطیف خان، مسٹر حبیب الرحمان اور مسٹر مختار احمد شیخ سے سینئر قرار دیے گئے تھے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سپریم کورٹ آف پاکستان نے اول الذکر سینئر افسران کو آخر الذکر جونیئر افسران گریڈ 19 میں ترقی کے لیے رولز "مغربی پاکستان ایجوکیشن سروس (کلاس-I- ایڈمنسٹریٹو برانچ) رولز 1962 شق نمبر 6 کے ضمن شامل نہیں کیا گیا تھا اور آخر الذکر جونیئر افسران کو 1985ء میں گریڈ 19 میں ترقی دے دی گئی تھی باوجود اس کے اول الذکر سینئر افسران بحوالہ مندرجہ بالا شق نمبر 6 گریڈ 19 میں ترقی کا حق رکھتے تھے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اول الذکر سینئر افسران کو سپریم کورٹ آف پاکستان کے احکامات اور مندرجہ بالا رولز 1962ء کے قاعدہ نمبر 6 کی بناء پر گریڈ 19 میں 26 اگست 1985ء سے ترقی کا حق دار قرار دیا تھا۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت پنجاب محکمہ تعلیم نے چھ سینئر افسران کی ترقی کا معاملہ صوبائی سلیکشن بورڈ میں پیش کیا تھا اور ان کی ترقی کے احکامات رولز 1962ء کے مطابق بطور ڈائرکٹر تعلیم بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر ایس۔او(ایس-VI)A/88/14-1 بتاریخ 20 مئی 1997ء جاری کر دیے تھے۔

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبہ میں تعینات تمام ڈائرکٹرز تعلیم سکولز (ایلیمنٹری۔سیکنڈری) ایڈیشنل ڈائرکٹرز پبلک انسٹرکشن (ایلیمنٹری۔سیکنڈری) ڈائرکٹر پبلک انسٹرکشن (سیکنڈری) اور چیئرمین سیکنڈری ایجوکیشن (سکول سائیڈ) کی گریڈ 19 میں ترقی 1994ء میں ہوئی تھی

(ز) کیا یہ بھی درست ہے کہ سپریم کورٹ کے واضح احکامات کی بناء پر چھ افسران سینئر قرار دینے کے باوجود گریڈ 20 کی اسامیوں پر تعیناتی کے حق دار نہ تھے اور ان سے جونیئر افسران کو اعلیٰ عہدوں پر فائز کیا گیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں اور حکومت اس ناانصافی کو ختم کرنے کے لیے

کیا اقدام اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ بات درست ہے لیکن سپریم کورٹ کے فیصلے کی روشنی میں حکومت پنجاب محکمہ تعلیم نے 20 مئی 1997ء میں اول الذکر کر افسران کو بھی موثر بماضی 1985ء سے ترقی کا نوٹیفکیشن جاری کر دیا۔

(ج) درست ہے۔

(د) درست ہے۔

(ہ) درست ہے۔ ماسوائے رانا صفدر جنگ کے جن کی ترقی کے احکامات اس سے پہلے جاری ہو چکے تھے۔

(ز) یہ درست نہیں ہے کہ سپریم کورٹ کے فیصلے کی روشنی میں سینئر قرار پانے والے چھ افسران کو گریڈ20 کی اسامیوں پر تعینات نہیں کیا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے پانچ افسران کو پالیسی کے مطابق مختلف اوقات میں گریڈ 20 کی اسامیوں پر تعینات کیا گیا اور اب ان چھ میں سے حاضر سروس چاروں افسران کو محکمہ تعلیم نے گریڈ 20 میں ترقی دینے کی سفارش کی ہے۔ جس کا فیصلہ SGA&ID کی صوبائی سلیکشن بورڈ(PSB) کے اجلاس میں کیا جائے گا۔

ورلڈ بنک کی طرف سے دیہاتی طالبات کو وظیفہ کی ادائیگی

*980۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سال1996-97ء میں ورلڈ بنک نے (مڈل سکولنگ پراجیکٹ) مڈل پاس دیہاتی طالبات کو خصوصی وظائف کی کتنی رقم ادا کی۔ اس رقم سے کون کون سے شہری و دیہاتی علاقوں میں کتنی طالبات کو وظائف ملے۔

(ب) اس وظیفہ کی وصولی کے لیے کتنی طالبات نے بنک میں اکاؤنٹ کھلوائے اور کتنی رقم سے اور کیا بنک اکاؤنٹ کھلوانے والی طالبات کو وظائف ملے اگر نہیں ملے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) ورلڈ بنک نے پنجاب مڈل سکولنگ پراجیکٹ کی متعلقہ مد میں 1996-97ء کے لیے 3.60 ملین روپے مختص کیے۔ جس کا تناسب حسب ذیل ہے۔

ورلڈ بنک 70% 2520000 روپے

پنجاب گورنمنٹ 30% 1080000 روپے

کل 3600000 روپے = 3 60 ملین

سال 97-1996ء میں 1432 دیہاتی طالبات کو بحساب -/1800 روپے فی طلباء جس کی کل رقم 2577600 بنتی ہے ادا کیے گئے۔

ضلع وار تفصیل حسب ذیل ہے۔

نام ضلع	تعداد طالبات	رقم
گوجرانوالہ	40	72,000
گجرات	22	39600
منڈی بہاؤالدین	14	25200
سیالکوٹ	22	39600
حافظ آباد	10	18000
شیخوپورہ	40	72000
راولپنڈی	121	217800
لاہور	36	64800
سرگودھا	30	54000
میانوالی	24	43 00
بھکر	21	37800
اٹک	49	88200
چکوال	45	81000
بہاول پور	29	52200
بہاول نگر	99	178200
رحیم یار خان	37	66200
فیصل آباد	33	59400
جھنگ	46	82800
ٹوبہ ٹیک سنگھ	52	93600

ڈی۔جی۔خان	72	129600
مظفر گڑھ	33	59400
جہلم	11	19800
اوکاڑہ	30	54000
پاک پتن	18	32400
لیہ	24	43200
راجن پور	9	16200
قصور	12	21600
ملتان	127	2,28600
وہاڑی	90	162000
خانیوال	89	160200
ساہیوال	100	180000
لودھراں	47	84600
میزان	1432	25,77,600

(ب) (i) اس وظیفہ کی وصولی کے لیے 1582 طالبات نے بنک اکاؤنٹ کھلوائے ہر طالبہ نے 100 روپے سے 500 تک کی رقم سے اکاؤنٹ کھلوایا۔

ii۔ بنک اکاؤنٹ کھلوانے والی 1432 طالبات کو رقم فراہم کر دی گئی تاہم 150 طالبات کو وظیفے کی ادائیگی درج ذیل وجوہات کی بناء پر نہ ہو سکی۔

1۔ غلط بنک اکاؤنٹ نمبر

2۔ بنک کی برانچ کا نام/ کوڈ نمبر غلط

3۔ ریوارڈ لسٹ اور بنک اکاؤنٹ لسٹ میں نام کا فرق متعلقہ اضلاع کے ڈی۔ای۔او کو چٹھیاں لکھ دی گئی ہیں غلطیوں کی درستی کے بعد وظیفہ ادا کر دیا جائے گا۔

عملہ کی تعیناتی

*1081۔چودھری سلطان محمود گوندل: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

کیا یہ درست ہے کہ ضلع منڈی بہاؤالدین کے قیام سے آج تک تحصیل ملکوال اور منڈی بہاؤالدین میں مردانہ/ زنانہ ڈپٹی۔ڈی۔ای۔او تعینات نہیں کیے گئے۔ اس کی وجہ کیا ہے اور کب تک تعینات کر دیے جائیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)

ضلع منڈی بہاؤالدین اور تحصیل ملکوال اور تحصیل منڈی بہاؤالدین میں ڈی۔ای۔او زنانہ اور ڈپٹی۔ڈی۔ای۔او زنانہ کی پوسٹوں کی محکمہ خزانہ نے منظوری نہ دی ہے۔ اس لیے متعلقہ پوسٹوں پر عملہ تعینات نہیں کیا گیا ہے۔ محکمہ خزانہ کی منظوری کے بعد متعلقہ پوسٹوں پر عملہ تعینات کیا جائے گا۔

کاغذی سکولوں کی تعداد

*1100۔**جناب شاہد محمود بٹ**، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) اس وقت صوبے میں کتنے ایسے سکول کام کر رہے ہیں جن کا ذکر صرف دفتری فائلوں میں ہے۔

(ب) اس وقت صوبے میں کتنے ایسے سکول ہیں جن کی عمارتیں اس قابل نہ ہیں کہ وہاں طلباء تعلیم حاصل کر سکیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ جب محکمہ کے ایک اعلیٰ اور دیانت دار آفیسر نے صوبے میں متذکرہ سکولوں کی تفصیل مکمل کر کے ویڈیو بناء کر عوام کو دکھانے کے لیے ثبوت پیش کرنے چاہے تو اسے تبدیل کر دیا گیا ہے۔

(د) حلقہ پی۔پی 108 میں کتنے ایسے سکول ہیں جن کی عمارتیں نہ ہیں اور کتنے ایسے سکول ہیں جن کی عمارتیں بوسیدہ ہو چکی ہیں اور وہاں طلبہ کا کمروں میں بیٹھ کر پڑھنے سے جانی نقصان کا خطرہ لاحق ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)

(الف) اس وقت صوبے میں کوئی ایسا سکول کام نہیں کر رہا جس کا ذکر صرف دفتری فائلوں میں ہے۔

(ب) اس وقت صوبے میں 4188 ایسے سکول ہیں جن کی عمارتیں اس قابل نہ ہیں کہ وہاں طلباء تعلیم حاصل کر سکیں۔

(ج) اس جز میں میں فاضل رکن نے متذکرہ سکولوں یعنی جز(الف) والے یا جز(ب) والے کو واضح نہیں کیا لہٰذا اس کا جواب دینا ممکن نہیں ہے۔

(د) حلقہ پی۔پی 108 میں 38' ایسے سکول ہیں جن کی عمارتیں نہ ہیں اور 112 ایسے سکول ہیں جن کی

عمارتیں بوسیدہ ہو چکی ہیں۔ تاہم حکومت نے احتیاطی تدابیر اختیار کرتے ہوئے طلباء کو متبادل جگہوں پر منتقل کر دیا ہوا ہے۔

طالب علموں کی تعداد

*1113۔چودھری سلطان محمود گوندل، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) منڈی بہاؤالدین میں ڈگری اور انٹرمیڈیٹ گرلز اور بوائز کالجز کی تعداد کیا ہے۔

(ب) سال 97-1996ء میں ہر کالج میں طالب علموں کی تعداد کیا تھی۔

(ج) اس سال گرلز/ بوائز انٹر اور بی۔اے کے امتحان میں کتنے طلبہ اور طالبات نے حصہ لیا۔ ان میں کتنے پاس ہوئے اور ہر کالج کا رزلٹ کتنے فیصد رہا تفصیل بتائی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) منڈی بہاؤالدین میں ڈگری انٹر گرلز اور بوائز کالجز کی تعداد درج ذیل ہے۔

کل تعداد 5 تفصیل

	ڈگری	انٹر
بوائز	2	1
گرلز	1	1

(1) گورنمنٹ ڈگری کالج منڈی بہاؤالدین

(2) گورنمنٹ پیر یعقوب شاہ ڈگری کالج پھالیہ

(3) گورنمنٹ انٹرمیڈیٹ کالج ملک وال

(4) گورنمنٹ کالج برائے خواتین منڈی بہاؤالدین

(5) گورنمنٹ گرلز انٹر کالج ' پھالیہ

(ب)

	نام کالج	تعداد
(1)	گورنمنٹ ڈگری کالج منڈی بہاؤالدین	1330
(2)	گورنمنٹ پیر یعقوب شاہ ڈگری کالج پھالیہ	192
(3)	گورنمنٹ انٹرمیڈیٹ کالج ملک وال	209
(4)	گورنمنٹ کالج برائے خواتین منڈی بہاؤالدین	1249

(ج) نام کالجز

	تعداد	شامل امتحان	تعداد پاس	نتیجہ فیصد
(1) گورنمنٹ ڈگری کالج منڈی بہاؤالدین				
	انٹر	317	138	%43.53
	ڈگری	69	28	%40.57
(2) گورنمنٹ پیر یعقوب شاہ ڈگری کالج پھالیہ				
	انٹر	54	19	%35.18
	بی۔اے	2	-	%0.0
(3) گورنمنٹ انٹرمیڈیٹ کالج ملکوال				
	انٹر	71	41	%57.74
(4) گورنمنٹ کالج برائے خواتین منڈی بہاؤالدین				
	انٹر	369	159	%43.00
	بی۔اے	124	62	%50.00
(5) گورنمنٹ گرلز انٹر کالج پھالیہ				
	انٹر	100	69	%69.00

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جعلی بلوں کی ادائیگی

173۔ آغا غلام حیدر خان، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیروز والا شیخوپورہ میں جعلی تقرریاں کی گئی ہیں جن میں سے ایک جعلی تقرری کی معلمہ خوشتر النساء جو راشدہ شفیق ڈائرکٹر ایلیمنٹری لاہور ڈویژن کی قریبی عزیز ہے کا جعلی بل-/25950 روپیہ نکلوایا گیا۔ جس کے انکشاف پر محض رقم واپس جمع کرا کر ڈائرکٹر کے دباء پر وہیں معاملہ ٹھپ کر دیا گیا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تین بل تحصیل فیروز والا میں کھالیہ ورکاں کی ہیڈ مسٹریس نسرین کوکب وغیرہ نے نکلوائے جن کی رقم-/37764+/33198+/28242=/99204 مجموعی طور پر بنتی ہے ان کیسز کو بھی راشدہ شفیق نے ٹھپ کرا دیا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز M/S سمن آباد کی مرحوم استانی کی تنخواہیں بعد از فوتیدگی بھی نکلوائی جاتی رہیں لیکن اس کیس میں ملوث اساتذہ کو بھی معمولی کارروائی کے بعد معاملہ بغیر رقم جمع کرانے اور تادیبی کارروائی کیے بغیر دبا دیا گیا۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈائرکٹر مذکور کے خلاف کئی انکوائریاں ہو رہی ہیں اگر درست ہے تو پھر اس کا اپنی کرسی پر صاحب اختیار بیٹھنا تحقیقات پر اثر نہیں ہو رہا۔

(ر) اگر جزبالائے بالا درست ہیں تو کیا حکومت مذکورہ افسران کے خلاف انکوائری کر کے کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر رکھتی ہے تو کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست ہے۔

(د) ڈائرکٹر مذکور کے خلاف کیس مجاز اتھارٹی کو بھیج دیا گیا ہے اور اس عہدے سے اس کا تبادلہ کر دیا گیا ہے۔ افسر مذکورہ کے خلاف ای اینڈ ڈی رولز کے تحت کارروائی کے لیے کیس مجاز اتھارٹی کو بھیج دیا گیا ہے۔

محکمہ تعلیم کی طرف سے انعامات کی تقسیم

176۔ملک محمد حنیف اعوان، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

ضلعی تعلیمی آفیسر ایلیمنٹری جہلم جناب حبیب اللہ صدر نے کس کارکردگی کی بناء پر کس استاد کو ضلع بھر میں اعلیٰ کارکردگی دکھانے پر انعامات سے نوازا، پوری تفصیل مہیا کی جائے۔

انعامات کس مد سے اور کتنی رقم سے دیے گئے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)،

ضلعی تعلیمی آفیسر ایلیمنٹری ایجوکیشن ضلع جہلم نے حکومت پنجاب محکمہ تعلیم کے معلمین اور معلمین کے لیے درج ذیل معیار کو مد نظر رکھتے ہوئے انعامات دیے۔ ان کی تفصیل ہے۔

1۔ برائے صدر معلمین مڈل مدارس و پرائمری مدارس

الف۔ بہتر شرح داخلہ۔ (ب) کم شرح خارجہ' (ج) مدرسہ میں زیادہ تعداد کا وظیفہ حاصل کرنا' (د) زیادہ تعداد میں تربیتی / ریفریشر کورس' (ر) زیادہ تعلیمی قابلیت' (س) مدرسہ کے ترقیاتی امور اور فروغ تعلیم میں عوام کی شرکت۔

2۔ برائے معلمین مڈل مدارس۔

(الف) کم رخصت اتفاقیہ لینے والے' (ب) اپنے مضامین میں بہتر نتائج' (ج) طریقہ تدریس کے عملی طریقوں کا استعمال' (د) منفرد طریقہ تدریس' (ر) کم خرچ طریقہ تدریس کا کامیابی سے استعمال (س) بہتر تعلیمی قابلیت۔

3۔ برائے معلمین پرائمری اساتذہ۔

(الف) جماعت پنجم میں وظائف کی زیادہ تعداد' (ب) بہتر نتائج' (ج) شرح خارجہ میں کمی' (د) طریقہ تدریس کا عملی استعمال' (ر) زیادہ تعلیمی قابلیت (س) زیادہ شرح داخلہ صدر معلمین اساتذہ کرام کے ناموں کی نامزدگی' ڈپٹی۔ڈی۔ای۔او صاحبان کی کمیٹی نے کی تھی۔

انعامات کی رقم بذریعہ چیک ادا کی گئی۔

کل رقم مبلغ -/1,30,000 روپے ادا کیے گئے۔

یہ رقم پنجاب مڈل سکولنگ پراجیکٹ کے INCENTIVE PACKAGE سے ادا کی گئی۔

صدر معلمین اور اساتذہ کرام کی فہرست مع رقم کی مقدار اور چیک نمبر کی تفصیل ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

گرلز ڈگری کالج لیاقت پور میں لیکچرار کی اسامیاں

261۔ چودھری مسعود احمد: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین لیاقت پور سے ہسٹری لیکچرار گریڈ 17 کی اسامی بہاول پور اور اردو لیکچرار گریڈ 17 کی اسامی لاہور تبدیل کر دی گئی ہیں اور اسی طرح بوائز ڈگری کالج لیاقت پور سے اکنامکس لیکچرار گریڈ 18 کی اسامی بھی لاہور تبدیل کر دی گئی ہے۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ لیکچرارز کی اسامیوں کو دوبارہ بحال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

(*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)۔

(الف) درست ہے کہ لیکچرار ہسٹری کی اسامی سال 1989ء میں گورنمنٹ گرلز انٹر کالج بہاول پور تبدیل کی گئی اور لیکچرار اردو کی اسامی سال 1994ء میں ایوان کالج برائے خواتین لاہور تبدیل کی گئیں۔ اسسٹنٹ پروفیسر اکنامکس گریڈ 18 کی اسامی بھی سال 1995ء میں گورنمنٹ انٹر ماڈل کالج بوائز' ماڈل ٹاؤن لاہور تبدیل کی گئی۔

(ب) یہ گورنمنٹ کی پالیسی سے تعلق رکھتا ہے۔

گرلز ہائر سیکنڈری سکول کا قیام

265۔چودھری سعید اقبال، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 1989ء میں موضع کھوھار (ضلع جہلم) میں گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول (برائے طلباء) قائم ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ہائر سیکنڈری سکول میں فرسٹ ایئر اور سیکنڈ ایئرکلاس میں طلباء کی نسبت اساتذہ کی تعداد زیادہ ہے جس سے حکومت کا کثیر سرمایہ ضائع ہو رہا ہے۔

(ج) سال 1996ء سے مذکورہ ہائر سیکنڈری سکول میں فرسٹ ایئر اور سیکنڈ ایئر کی کلاس میں کل کتنے طالب علم ہیں اور اس وقت اساتذہ کی کل تعداد کیا ہے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ موضع کھوھار میں ایک گورنمنٹ گرلز ہائی سکول بھی قائم ہے جس کا ہر سال میٹرک کا رزلٹ سو فیصد (100%) ہوتا ہے اور طالبات کو مزید تعلیم جاری رکھنے کے لیے دور دراز کے علاقوں میں واقع سکولز میں جانا پڑتا ہے کیا حکومت گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول (برائے طلباء) کھوھار کی بجائے گرلز ہائر سیکنڈری سکول میں تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)۔

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج)

سال	تعداد طلبہ سال اول	تعداد طلبہ سال دوم	تعداد اساتذہ
1996	5	8	5

(د) یہ درست ہے کہ کھوہار میں گرلز ہائی سکول ہے جس کا میٹرک کا رزلٹ اچھا ہوتا ہے اور طالبات کو مزید تعلیم کے لیے سرائے عالمگیر یا جہلم جانا پڑتا ہے۔

(ہ) کوئی سکیم زیر غور نہیں ہے۔

سکول کی شکستہ بلڈنگ

266۔چودھری زاہد نذیر، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول چک نمبر 189/آر۔بی ضلع فیصل آباد کے پانچ کمرہ جات اور بڑے ہال کی حالت بہت شکستہ ہے اور اسے خطرناک عمارت قرار دیا جا چکا ہے۔ کسی وقت بھی کسی بڑے حادثہ کا سبب بن سکتی ہے۔

(ب) اگر جزبالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس کی دوبارہ تعمیر کے لیے فنڈ مہیا کرنے کو تیار ہے اگر ہے تو کب تک نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) درست ہے۔

(ب) مذکورہ سکول کے کمرہ جات کی تعمیر کی سکیم استحقاق کی بنیاد پر سالانہ ترقیاتی پروگرام 99-1998ء میں شامل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

گرلز ہائی سکول کی تعمیر

267۔چودھری زاہد نذیر، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول چک نمبر 189/آر۔بی ضلع فیصل آباد کی چار دیواری عرصہ دراز سے گری ہوئی ہے۔ طالبات بے پردگی میں تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ جس کی وجہ سے طالبات اور ان کے والدین اور سٹاف بے حد پریشان ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول میں لائبریری سائنس اور لیبارٹری روم بھی نہیں ہیں۔

(ج) کیا حکومت ان کی تعمیر کے لیے فنڈز مہیا کرنے کو تیار ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) مذکورہ سکول کی سکیم استحقاق کی بنیاد پر سالانہ ترقیاتی پروگرام 99-1998ء میں شامل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

ہائی سکول کو ہائر سیکنڈری سکول کا درجہ دینا

268۔جناب محمد اشرف کلیار، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول موضع وجھ تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا کی نئی عمارت تعمیر ہوئی ہے جس کا رقبہ تقریباً 27 کنال اور طالبات کی تعداد ساڑھے سات سو کے قریب ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ہائی سکول سے میٹرک میں کامیاب ہونے والی طالبات کو اپنے گاؤں سے دور تقریباً 27 کلومیٹر ضلع سرگودھا کے کالجوں میں داخلہ لینا پڑتا ہے۔ طالبات کا اتنا لمبا سفر کرنا ناممکن ہے جس کی وجہ سے طالبات کا مزید تعلیم حاصل کرنا ناممکن ہے۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ ہائی سکول کو ہائر سیکنڈری سکول کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) درست ہے۔

(ب) جزوی طور پر درست ہے۔

(ج) اگلے مالی سال کے دوران معیار پر پورا اترنے اور مالی وسائل دستیاب ہونے کی صورت میں مذکورہ سکول کو ہائر سیکنڈری سکول کا درجہ دینے کی کوشش کی جائے گی۔

ایم۔پی۔اے/ایم۔این۔اے گرانٹس سے سکولوں کی تعمیر

285۔جناب سعید اکبر خان، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سال 1988ء تا 1990ء کے دوران ضلع بھکر میں ایم۔پی۔اے/ایم۔این۔اے گرانٹ سے کتنے پرائمری، مڈل اور ہائی سکولوں کی عمارات تعمیر کی گئیں۔ ان مکمل شدہ عمارات میں کتنے سکولوں کا اجراء ہو چکا ہے۔ ان کے نام صوبائی حلقہ وار بتائے جائیں۔

(ب) جن عمارات میں سکولوں کا اجراء ابھی تک نہیں ہوا ان میں کب تک سکولوں کا اجراء ہو جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) سال 1988ء تا 1990ء کے دوران ضلع بھکر میں ایم پی اے / ایم این اے گرانٹ سے 13 پرائمری 25 مڈل اور 4 ہائی سکولوں کی عمارات تعمیر کی گئیں ان مکمل شدہ تمام عمارات میں سکولوں کا اجراء ہو چکا ہے۔ ان سکولوں کی صوبائی حلقہ وار تفصیل لف ہے۔

(ب) جز (الف) کے جواب کی روشنی میں غیر ضروری ہے۔

نمبر شمار	صوبائی حلقہ نمبر	نام سکول		نام ایم۔پی۔اے / ایم۔این۔اے
1	40	گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول	اوکھانوالہ	سعید اکبر خان ایم۔پی۔اے
2	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	گوندلانوالہ	۔ایضاً۔
3	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	گوسے والی	۔ایضاً۔
4	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	پکہ لڑا	۔ایضاً۔
5	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	چک نمبر 66/ML	۔ایضاً۔
6	۔ایضاً۔	گورنمنٹ بوائز مڈل سکول	گوڈا	نجیب اللہ نیازی، ایم۔پی۔اے
7	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	لانڈی نوشیب	۔ایضاً۔
8	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	چک نمبر 17/IDA	۔ایضاً۔
9	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	خلاماں	۔ایضاً۔
10	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	کلوال	۔ایضاً۔
11	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	نورا	۔ایضاً۔
12	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	ماہو کہ	۔ایضاً۔
13	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	شسور	۔ایضاً۔
14	۔ایضاً۔	گورنمنٹ گرلز مڈل سکول	سینہ والا	محمد ظفر اللہ خان ایم۔این۔اے
15	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	سرائے مہاجر	۔ایضاً۔
16	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	چک نمبر 47/DB	۔ایضاً۔
17	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	شمیداں شمالی	عزیز احمد خان، ایم۔پی۔اے
18	۔ایضاً۔	گورنمنٹ ہائی سکول	ڈگر شادا	سعید اکبر خان، ایم۔پی۔اے
19	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	دربولا	حاجی رشید اکبر خان،

				ایم این۔اے
20۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	وِگ	سعید اکبر خان' ایم۔پی۔اے
21۔	41	گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول	موندی والا	عزیز احمد خان' ایم۔پی۔اے
22۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	بستی کیارانوالی	۔ایضاً۔
23۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	دھارانوالہ	۔ایضاً۔
24۔	۔ایضاً۔	گورنمنٹ بوائز مڈل سکول	چک نمبر 75/ML	سعید اکبر خان' ایم۔پی۔اے
25۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	چک نمبر 73/ML	۔ایضاً۔
26۔	۔ایضاً۔	گورنمنٹ گرلز مڈل سکول	چک نمبر 86/TDA	محمد ظفر اللہ خان' ایم۔این۔اے
27۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	کلوال	عزیز احمد خان' ایم۔پی۔اے۔
28۔	۔ایضاً۔	گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول	قاضی باقر والا	محمد ظفر اللہ خان ایم۔پی۔اے
29۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	جھوک حافظ والی	۔ایضاً۔
30۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	بستی کھوکھر	۔ایضاً۔
31۔	42	گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول	چاہ موچیوالہ چک نمبر 50/TDA	رشید اکبر خان' ایم۔این۔اے
32۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	چک نمبر 59/ML	۔ایضاً۔
33۔	۔ایضاً۔	گورنمنٹ بوائز مڈل سکول	چک نمبر 78/ML	نعیم اللہ شاہانی' ایم۔پی۔اے
34۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	بھوری نواب	۔ایضاً۔
35۔	۔ایضاً۔	گورنمنٹ گرلز مڈل سکول	چک نمبر 50/TDA	حاجی رشید اکبر خان ایم۔این۔اے۔
36۔	۔ایضاً۔	گورنمنٹ گرلز مڈل سکول	چک نمبر 57/TDA	۔ایضاً۔
37۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	42-43/TDA	محمد ظفر اللہ خان

				ایم۔این۔اے
38۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	پاہ اللہ بخش خان مرادا	محمد ظفر اللہ خان ایم۔این۔اے
39۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	چک نمبر 65/ML	۔ایضاً۔
40۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	چک نمبر 56/ML	۔ایضاً۔
41۔	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔	یوسف شاہ	۔ایضاً۔
42۔	۔ایضاً۔	گورنمنٹ ہائی سکول	59/TDA خان پور	حاجی رشید اکبر خان ایم۔این۔اے

گرلز ہائی سکول میانہ گوندل کا درجہ بڑھانا

301۔چودھری سلطان محمود گوندل، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میانہ گوندل ضلع منڈی بہاؤالدین کا بہت بڑا قصبہ ہے۔ جہاں اس وقت گرلز ہائی سکول قائم ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہاں سے تیس میل کے علاقے میں کوئی گرلز کالج نہیں ہے اس سے طالبات کو پڑھائی میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت گرلز ہائی سکول میانہ گوندل کو انٹر کالج کا درجہ دینے کے لیے تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)۔

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) میانہ گوندل گرلز ہائی سکول کو ہائر سکنڈری کا درجہ دینے کے سلسلہ میں مناسب کارروائی جاری ہے۔ آئندہ مالی سال کے دوران وسائل کی دستیابی اور حکومتی پالیسی کے تحت اس سکیم کے لیے فنڈز فراہم کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

گرلز سکول میانہ گوندل میں بجلی کی فراہمی

302۔چودھری سلطان محمود گوندل، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گرلز ہائی سکول میانہ گوندل ضلع منڈی بہاؤالدین میں بجلی کی سہولت میسر نہیں

ہے۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک یہاں بجلی کی سہولت مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) درست ہے۔

(ب) وسائل دستیاب ہونے کی صورت میں اس ادارے کو آئندہ مالی سال کے دوران بجلی کی سہولت کے لیے فنڈز فراہم کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

حلقہ پی-پی82 میں نئے سکولوں کی تعداد

321۔چودھری عبدالرحمان گجر، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال1993ء سے 1996ء تک حلقہ پی-پی82 میں کتنے پرائمری سکول اپ گریڈ ہوئے ہیں اور کون کون سے مواضعات میں ہوئے ہیں۔

(ب) سال1993ء سے1996ء تک حلقہ پی-پی82 میں کتنے نئے پرائمری سکول کھولے گئے ہیں اور یہ کہاں کہاں شروع کیے گئے ہیں' نیز ان سکولوں میں اساتذہ اور طلباء کی تعداد کیا ہے۔ تفصیل بتائی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)

(الف) سال 1993ء سے1996ء تک حلقہ پی-پی82 میں درج ذیل 33 پرائمری سکول اپ گریڈ ہوئے،

1۔ دوبرجی ورکاں (گرلز)
2۔ بلوکی ورکاں (گرلز)
3۔ شمسہ ڈھڈا (گرلز)
4۔ چک رجادہ (بوائز)
5۔ کولو والا (بوائز)
6۔ منج والی (گرلز)
7۔ جاگو والا (گرلز)
8۔ پھمہ سرائے (گرلز)
9۔ ارگن (گرلز)
10۔ ڈوگرانوالہ ملیاں (گرلز)
11۔ کوٹ ماڑی (گرلز)
12۔ مٹو بھائیکے (گرلز)
13۔ لالہ پور (گرلز)
14۔ سندہ ورکاں (گرلز)
15۔ کرتار پور ملیاں (گرلز)
16۔ خان مسلمان (گرلز)
17۔ کڑیال خورد (گرلز)
18۔ چک دونی چند (گرلز)

19۔ تھابل (گرلز)
20۔ ٹھٹھہ مانک (گرلز)
21۔ لیل ورکاں (گرلز)
22۔ نتھو سویا(گرلز)
23۔ بھنگوان (گرلز)
24۔ کرڑ (گرلز)
25۔ کرل (گرلز)
26۔ چک پاکھر (گرلز)
27۔ سادو ورکاں(گرلز)
28۔ مدن چک
29۔ ندو سرائے (گرلز)
30۔ جوگی والا (گرلز)
31۔ مٹو بھانگے (بوائز)
32۔ جاگو والا (بوائز)
33۔ نتھو سویا (بوائز)

(ب) سال 1993ء سے 1996ء تک حلقہ پی۔پی82 میں درج ذیل دس(10) نئے پرائمری سکول کھولے گئے۔

1۔ نواں کھوہ مشمولہ نتھو سویا
2۔ بھیر والا سنگھ مشمولہ جاگو والا
3۔ گڑھیانوالہ مشمولہ گرمولا ورکاں
4۔ بڈھا کھوہ مشمولہ کرل کے
5۔ ڈیرہ بھیر والا مشمولہ منگو کی ورکاں
6۔ ڈیرہ جموں والا مشمولہ ظفر آباد
7۔ حویلی ہنجرانواں والی
8۔ ڈیرہ عبداللہ مشمولہ جوگی والا
9۔ ڈیرہ جاتو والا مشمولہ کڑیال کلاں
10۔ متہ روڈ نوشہرہ ورکاں

ان تمام سکولوں میں ابھی کلاسوں کا اجرانہیں ہوا۔ جس کی وجہ سے اساتذہ اور طلباء کی تعداد مہیا نہیں کی جا سکتی۔ تاہم ان سکولوں میں سٹاف کی فراہمی اور کلاسوں کے اجراء کا معاملہ آخری مراحل پر ہے۔

قومیائے گئے سکول کی واپسی

324۔میاں طارق محمود، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ملت ہائی سکول چنن(کھاریاں) کو قومیائے گئے سکولوں کی اصل مالکان کو واپسی کی پالیسی کے تحت اخبار اشتہار کے بعد اصل مالکان نے واپسی کے لیے رقم اور طلباء کی فیسیں وغیرہ جمع کروا دی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس اعلان اور تمام شرائط برائے واپسی سکول پورے کرنے کے بعد سکول کے اساتذہ کی تعداد کم ہو گئی تھی جس سے طالب علموں کی پڑھائی کا سخت نقصان ہو رہا ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس سکول کے مالکان کو یہ سکول کب تک واپس

کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)،

(الف) ہاں یہ درست ہے۔ تفصیل لف ہذا ہے۔

(ب) ہاں یہ بھی درست ہے۔ تفصیل لف ہذا ہے۔

(ج) معاملہ حکومت کے زیر غور ہے۔

تفصیل (الف)

گورنمنٹ ملت ہائی سکول چنن 1-10-72 سے قبل انجمن اشاعت اسلام چنن کی ملکیت میں تھا 1-10-72 کو حکومت نے اس سکول کو قومیا لیا اب گورنمنٹ کے اعلان کے مطابق اصل مالکا نے سکول کی واپسی کے لیے سرکاری خزانہ میں بذریعہ چالان 124 مورخہ 05-12-96 کو مبا 955692 روپے کی رقم حاضر سٹاف سکول کی تنخواہ کی مد میں جمع کرا دی تھی۔

تفصیل(ب).

یہ درست ہے کہ اصل مالکان کی طرف سے مطلوبہ رقم سرکاری خزانے میں جمع کرانے کے بعد سکول اساتذہ کی تعداد کم ہو گئی ہے۔

رقم جمع کروانے سے قبل سٹاف کی پوزیشن

ہیڈ ماسٹر	ایس-ایس-ٹی	ای-ایس-ٹی/ایس-وی	عربی ٹیچر
1	5	7	1

رقم جمع کروانے کے بعد سٹاف کی پوزیشن

X	3	3	1

تفصیل(الف)

یہ درست ہے کہ انجمن برائے گورنمنٹ ملت ہائی سکول چنن (کھاریاں) نے سکول واپس لینے کے لیے مطلوبہ رقم قومی خزانہ میں جمع کروا رکھی ہے۔

(ب) - - - - - - - -

تفصیل (ج)

سکول ہذا انجمن کے حوالے کرنے کے لیے حکام بالا سے منظوری حاصل کی جا رہی ہے۔ اس سلسلے میں انجمن کی رجسٹریشن کی تجدید ضروری ہے۔

پی-ٹی-سی اور سی-ٹی اساتذہ کی ترقی

327۔ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 1993ء سے آج تک ضلع خانیوال میں کتنے پی-ٹی-سی ٹیچر کو محکمانہ ترقی دے کر سی-ٹی ٹیچر پرموٹ کیا گیا ہے۔ ان کے نام، تعلیمی قابلیت اور سکول کی تفصیل کیا ہے۔ کیا ان کو اپنی باری پر محکمانہ ترقی دی گئی ہے یا بلا باری کے، نیز پی-ٹی-سی کو سی-ٹی کے عہدہ پر ترقی دینے کے لیے قواعد کیا ہیں؛

(ب) اس وقت ضلع خانیوال میں کتنے پی-ٹی-سی ٹیچرز نے محکمانہ طور پر سی-ٹی ٹیچرز کی ترقی کے لیے درخواستیں جمع کروائی ہوئی ہیں۔ ان کے نام اور میرٹ کی تفصیل بمعہ تعلیمی قابلیت بتائی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری):

(الف) محکمہ تعلیم مردانہ خانیوال میں 1993ء سے آج تک 56 ان سروس پی-ٹی-سی ٹیچر (مردانہ) کو بغیر باری/ بغیر سنیارٹی بطور سی-ٹی ترقی دی گئی ہے اور کسی بھی ان سروس پی-ٹی-سی ٹیچر (خاتون) کو بطور سی-ٹی ترقی نہیں دی گئی۔ بمطابق مروجہ ہدایات، طریق کار 50 فی صد براہ راست بھرتی کی جاتی ہے۔ اور 50 فی صد ان سروس سی-ٹی تعلیمی قابلیت کے حامل معلمات/ معلمین کو سنیارٹی کے مطابق ترقی دی جاتی ہے۔ سی-ٹی کی اسامی کے لیے تعلیمی قابلیت کم از کم ایف-اے، سی-ٹی ہے۔

رولز سے ہٹ کر سلیکشن گریڈ دینے والے افسران کے نام درج ذیل ہیں۔ ضمیمہ "الف" ***ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ ان کے خلاف تادیبی کارروائی کی جا رہی ہے۔

شیخ بشیر احمد	سابقہ ڈی-ای-او مردانہ خانیوال
نثار احمد ڈوگر	سابقہ ڈی-ای-او مردانہ خانیوال
ہیڈ ماسٹر حال	گورنمنٹ ہائی سکول (معین الاسلام) میاں چنوں
عطا محمد جونا	سابقہ ڈی-ای-او مردانہ خانیوال
حال ہیڈ ماسٹر	گورنمنٹ ہائی سکول 59/15/L خانیوال

(ب) بمطابق ریکارڈ مہیا کردہ 347 ان سروس پی-ٹی-سی ٹیچر (مردانہ) نے درخواست ہائے برائے ترقی بجائے سی-ٹی اسامی گزاری ہیں۔ جبکہ معلمات نے دریں بارہ درخواست نہ گزاری ہے تفصیل درخواست ہائے

موصول شدہ از معلمین (مردانہ) ***ایوان میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سی۔ٹی اساتذہ کو سلیکشن گریڈ دینا

328۔ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 1993ء سے آج تک ضلع خانیوال میں کتنے سی۔ٹی ٹیچر کو سلیکشن گریڈ دیا گیا۔ ان کے نام اور سکول کیا ہیں۔

(ب) کیا ان ٹیچروں کو باری پر سلیکشن گریڈ دیا گیا ہے یا بلا باری' اگر کسی کو بلا باری کے سلیکشن گریڈ دیا ہے تو اس کا نام اور سکول نیز میرٹ پر اس کا نمبر کتنا تھا۔

(ج) کیا حکومت دیگر حق داروں کو بھی سلیکشن گریڈ دینے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)۔

(الف) بمطابق ریکارڈ مہیا کردہ ضلع خانیوال از سال 1993ء تا حال 49 معلمین (مردانہ) بحد کیڈر (سی۔ٹی' ای۔وی' ڈرائینگ مدرس' پی۔ٹی۔آئی' پی۔ٹی۔سی اور 24 سی۔ٹی معلمات کو سلیکشن گریڈ دیا گیا ہے۔فہرست ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر زنانہ خانیوال نے 24 معلمات کو سنیارٹی پر سلیکشن گریڈ دیا۔ جبکہ ڈی۔ای۔او مردانہ خانیوال نے 49 معلمین کو سنیارٹی/بلا باری سلیکشن گریڈ دیا گیا۔ فہرست ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

متعلقہ افسران اس بے قاعدگی کے ذمے دار ہیں ان کے نام درج ذیل ہیں اور ان کے خلاف تادیبی کارروائی کا آغاز کر دیا گیا ہے۔

1۔ نثار احمد ڈوگر	سابقہ ڈی۔ای۔او مردانہ	خانیوال
2۔ عطا محمد جونا	۔ایضاً۔	خانیوال
3۔ شیخ بشیر احمد	۔ایضاً۔	خانیوال
4۔ محمد اکرم	سابقہ ڈپٹی۔ڈی۔ای۔او مردانہ' میاں چنوں (ایڈیشنل چارج)	
5۔ محمد شریف	۔ایضاً۔	خانیوال

(*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

(ج) مطابق مروجہ قواعد و ضوابط سلیکشن گریڈ سنیارٹی کے مطابق (شرح 33%) دیا جاتا ہے سنیارٹی لسٹ مرتب کرنے کے لیے متعلقہ معلمین (مردانہ) کے کوائف طلب کیے جا چکے ہیں۔ سنیارٹی لسٹ زیر عمل ہے۔ مکمل ہونے پر مستحق معلمین کو تناسب کے لحاظ سے سلیکشن گریڈ دیا جائے گا۔

ضلع شیخوپورہ میں اپ گریڈ سکولوں کی تعداد

329۔حاجی محمد نواز۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 97-1996ء میں ضلع شیخوپورہ میں کتنے نئے سکول تعمیر ہوئے اور کتنے سکول اپ گریڈ کیے گئے اور اپ گریڈ سکول میں عملہ تعینات کیا گیا ہے یا نہیں۔

(ب) فروری 1997ء سے کتنے افراد کن کن اسامیوں پر بھرتی کیے گئے۔

(ج) یکم جنوری 1997ء سے تاحال کتنے افراد ریٹائرڈ ہو چکے ہیں گریڈ وائز بتایا جائے۔

(د) ضلع شیخوپورہ میں زنانہ و مردانہ محکمہ تعلیم میں کتنی اسامیاں خالی ہیں۔ اسامی کا نام اور گریڈ بتایا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)۔

(الف) ضلع شیخوپورہ میں زنانہ و مردانہ 97-1996ء میں نئے سکول اور اپ گریڈ سکولوں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام ضلعی دفاتر	نئے P/S	اپ گریڈ M/S	اپ گریڈ سکولوں میں عملہ کی تعیناتی پوزیشن
1۔	ڈی۔ای۔او EE زنانہ شیخوپورہ	19	11	اپ گریڈ تمام سکولوں میں عملہ تعینات کر دیا گیا ہے۔
2۔	ڈی۔ای۔او EE مردانہ شیخوپورہ	06	11	E/S زنانہ چک نمبر 31 کے علاوہ تمام اپ گریڈ سکولوں میں عملہ تعینات کر دیا گیا ہے۔
	کل میزان 2+1	25	22	

(ب) 1997ء فروری میں بھرتی کیے جانے والوں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام ضلعی دفاتر	EST	SV	PET	DM	AT	EET	PTC	C.IV	OT
1۔	ڈی۔ای۔او EE زنانہ شیخوپورہ	25	25	12	1	79	130	104	24	00

	شیخوپورہ									
	کل میزان	83	85	46	18	113	306	373	40	05

(ج) یکم جنوری 1997ء سے تاحال ریٹائر ہونے والے ملازمین کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام ضلعی دفاتر	EST	SV	PTC	کل میزان
1۔	ڈی۔ای۔او EE زنانہ SKP	01	-	05	06
2۔	ڈی۔ای۔او EE مردانہ SKP	02	02	00	04
	کل میزان بے سکیل نمبر	09	09	07	

(د) ضلع شیخوپورہ زنانہ و مردانہ میں خالی اسامیوں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام ضلعی دفاتر	EST	SV	PET	AT	DM	OT	EET	LC	PTC	IV-
1۔	ڈی۔ای۔او EE زنانہ شیخوپورہ	20	20	-	3	-	-	17	-	-	
2۔	ڈی۔ای۔او EE مردانہ	22	12	13	14	-	-	40	-	14	
	میزان	42	32	13	17	-	-	57	-	14	
	بے سکیل نمبر	9	9	9	9	-	-	14	-	1	

استحقاق

جناب سپیکر: جناب شوکت محمود بھٹی صاحب کی تحریک استحقاق آج کے لیے pending ہوئی تھی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب والا! اس کا جواب میں دوں گا۔

جناب سپیکر: جی فرمائیں۔

ڈائرکٹر و ڈپٹی ڈائرکٹر کالجز راولپنڈی ڈویژن کی ایم پی اے کی سیاسی ساکھ کو نقصان پہنچانے کی کوشش

---)

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب والا! شوکت محمود بھٹی صاحب کی تحریک استحقاق کے بارے میں ہیں کہ متعلقہ آدمی مظہر حسین نے proper channel کی بجائے ایک درخواست محترم کاضل کے وساطت سے، جس پر باقاعدہ درج ہے کہ جناب ڈائرکٹر صاحب کالجز بوساطت جناب شوکت محمو

صوبائی اسمبلی، اس پر محترم ممبر صاحب نے strongly recommended اور اپنے دستخط اور مہر بھی ثبت فرمائی ہے۔ یہ ان کو بھجوائی۔ اس کے بعد محترم بھٹی صاحب نے ٹیلی فون بھی کیا اور ڈائرکٹر کالجز نے انتہائی ادب و احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے کبھی بھی ان کے ساتھ نہ تو غلط بیانی کی نہ ترش روئی اختیار کی اور نہ ہی کبھی ایسا رویہ اختیار کیا جس سے محترم شاکی ہوں۔ ایسی بات نہیں ہے۔ اصل صورت یہ ہے کہ پہلے وہ آدمی کلر سیداں کالج میں متعین تھا اور وہاں سے محکمانہ بے ضابطگی، غلط کاری، ریکارڈ کی خورد برد پر پرنسپل صاحبہ نے باقاعدہ نوٹس لیا، اور سزا کے طور پر اسے وہاں سے تبدیل کر دیا گیا۔ اب ان کا حکم تھا کہ اس آدمی کو دوبارہ واپس اسی کالج میں تبدیل کیا جائے۔ لیکن نہ تو اُس وقت کی پرنسپل اس کے حق میں تھی جس نے تبادلہ کروایا اور موجودہ پرنسپل بھی اس کو لینے کے لیے تیار نہیں تھی، کیونکہ ان کا رویہ پچھلے دور میں قابل رشک نہیں رہا، اچھا نہیں رہا تھا۔ محترم ممبر صوبائی اسمبلی کو بھی ڈائرکٹر نے یہ عرض کر دیا کہ اسے اس وقت کی پرنسپل نے تبدیل کروایا تھا اور موجودہ پرنسپل بھی اس کو واپس لینے کے لیے رضا مند نہیں ہے۔ لڑکیوں کا کالج ہے اس میں کسی مرد کا واپس جانا انتہائی "حساس مسئلہ" ہے، اس لیے از راہ کرم اس کو پریس نہ فرمائیں۔ ڈائرکٹر نے ان کی شان کے منافی رویہ کوئی اختیار نہیں کیا۔ البتہ یہ الگ معاملہ ہے کہ اس متعلقہ کلرک کو محکمانہ طور پر انھوں نے چارج شیٹ کیا ہے کہ تم نے اپنی درخواست اپنی پرنسپل کے ذریعے، through proper channel بھجوائی تھی نہ کہ فاضل ممبر صوبائی اسمبلی کے توسط سے ہمیں درخواست بھجواتے۔ آپ کا یہ رویہ درست نہیں ہے۔ بات فقط یہاں تک ہے۔ ممبر صوبائی اسمبلی سے تو انھوں نے کوئی غلط رویہ نہیں اپنایا۔ اگر انھوں نے جواب طلبی کی ہے تو اپنے محکمے کے کلرک سے کی ہے۔ وہ بھی اس بنیاد پر کی ہے کہ اس نے تبادلے کے لیے جائز طریقہ اختیار نہیں کیا۔ دوسرے ذرائع سے اس نے بات کی ہے۔ اس سلسلے میں میرے خیال میں معزز رکن کا استحقاق مجروح نہیں ہوا۔

جناب سپیکر : جناب شوکت محمود بھٹی صاحب۔

جناب شوکت محمود بھٹی : جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے اپنے عہدے کا حق ادا کیا ہے اور ان کا فرض بنتا ہے اور انھوں نے یہاں پر اپنے محکمے کی نمائندگی کی ہے۔

جناب سپیکر : بھٹی صاحب، آپ تھوڑا سا اونچا بولیں۔

جناب شوکت محمود بھٹی : جناب والا! پارلیمانی سیکرٹری صاحب خود بھی روبئن میں اپنے حلقے کے لوگوں کے کاموں کے سلسلے میں درخواستوں پر recommendations کرتے رہے ہوں گے۔ جناب والا! میں نے بھی

ایک روٹین کی سفارش کی ہے۔ اس میں نہ ہی کسی قسم کا سیاسی دباؤ استعمال ہوا ہے' جیسا کہ اس کے شوکاز نوٹس میں لکھا گیا ہے اور میرے نام کے حوالے سے لکھا گیا ہے۔ جناب والا! نہ تو اس سلسلے میں کوئی سیاسی دباؤ استعمال ہوا ہے اور نہ ہی اس سلسلے میں کسی نے اثر انداز ہونے کی کوشش کی ہے۔ جناب والا! simply ایک درخواست پر recommendations تھی اور میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان میں جتنے بھی معزز اراکین بیٹھے ہوئے ہیں یہ بھی روٹین کے پروسیجر کے حوالے سے حلقے کے لوگوں کی درخواستوں پر recommendation کرتے رہتے ہیں۔ میرے معزز پارلیمانی سیکرٹری بھی اپنے حلقے کے عوام کی نمائندگی کا حق ادا کرتے رہتے ہوں گے۔ میرے حوالے سے اس کلرک کی جواب طلبی کی گئی' میرا نام استعمال کیا گیا اور میرے حلقے کا نام استعمال کیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کے اس حوالے سے پارلیمانی سیکرٹری صاحب بھی بہتر جانتے ہیں کہ میرے نام کو استعمال کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ محکمانہ حوالے سے اس کی جواب طلبی کرتے' جو بھی کارروائی کرتے مجھے اس سے کوئی اختلاف نہ ہوتا۔ لیکن اس سلسلے میں' میں نے نہ تو کوئی سیاسی دباؤ استعمال کیا' سوائے اس کے کہ میں نے اس کی درخواست پر recommendations کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ انھوں نے میری ساکھ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے اور جس طرح سے سیاسی حوالے سے اس لیٹر میں میرا نام استعمال کیا ہے' میں سمجھتا ہوں کہ نہ صرف میرا بلکہ پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اس لیے میری یہ استدعا ہے کہ میری تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: پیر صاحب! اس میں ویسے دیکھنے والی بات یہ ہے کہ یہ ایک طریقۂ کار ہے۔ آپ بھی اچھی طرح سے جانتے ہیں' یہاں پر جتنے اراکین اسمبلی بیٹھے ہیں ان کے پاس ظاہر ہے کہ علاقے کے لوگ کاموں کے سلسلے میں آتے ہیں۔ آپ بھی عوام کے منتخب نمائندے ہیں' آپ کے پاس بھی درخواستیں آتی ہیں اور آپ روٹین میں recommend بھی کرتے ہیں۔ اب یہ نہیں کہ اگر روٹین میں کوئی درخواست recommend ہوئی ہے تو اس کو سیاسی رنگ دے دیا جائے کہ دخل اندازی ہو رہی ہے۔ یہ پہلو اگر کوئی نکالنا چاہے تو کسی وقت بھی نکال سکتا ہے۔ کسی ایم پی اے کے خلاف بھی نکال سکتا ہے۔ سب روٹین میں درخواستوں کو recommend کرتے ہیں۔ اس سفارش کا کیا بنتا ہے؟ وہ آپ کو بھی پتا ہے' اس ہاؤس کو بھی پتا ہے اور مجھے بھی پتا ہے۔ چونکہ جو رولز اور پروسیجر ہے اس کے مطابق ہی عمل کیا جاتا ہے۔ پھر اس کو سیاسی رنگ دینا اور اس قسم کی بات کرنا' یہ اپنی جگہ دیکھنے والی چیز ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم: جناب والا! جو کچھ آپ فرما رہے ہیں' ایسے ہی ہے۔ لیکن معزز رکن کے سا

ڈائرکٹر نے ادب کا رویہ قائم رکھا ہے اور کبھی اس نے ان کی حکم عدولی نہیں کی۔ لیکن جو کچھ آپ فرما رہے ہیں اس سے مجھے کامل اتفاق ہے۔

حاجی ملک عمر فاروق، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! گزارش یہ ہے کہ بھٹی صاحب نے تو جو کچھ ہوا تحریک استحقاق میں لکھ کر دے دیا۔ اس کے متعلق تو بھٹی صاحب اور ڈائرکٹر صاحب بہتر جانتے ہیں۔ محترم پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے ڈائرکٹر کے حوالے سے جو یہ بات کی ہے کہ سیاسی دباؤ ڈالا گیا اور اس لیے اس کو شو کاز نوٹس جاری کیا گیا اور جواب طلب کیا گیا۔ میں محترم پیر صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ ہمارے ڈائرکٹر موصوف انتہائی قابل احترام ہیں۔ لیکن ان پر راولپنڈی ڈسٹرکٹ کے کسی ایم پی اے نے آج کے دن تک سیاسی دباؤ نہیں ڈالا۔ البتہ انھوں نے بارہا کوشش کی ہے کہ ایم پی اے حضرات پر اپنا دباؤ رکھا جائے۔ اگر ٹیلی فون بھی کیا گیا تو کسی بھی قسم کا مثبت جواب نہیں دیا گیا۔ آج کے دن تک اچھے لہجے میں بھی جواب نہیں دیا گیا۔ یہ تو بھٹی صاحب کی مہربانی ہے کہ انھوں نے ہمت کر کے یہ تحریک پیش کردی ہے۔ ہم نے تو آج کے دن تک تحریک پیش نہیں کی کہ ہمیشہ محکمے کے افسران کو defend کیا جاتا ہے۔ اگر آپ ہمارے کسٹوڈین ہیں، عزت کے رکھوالے ہیں تو مہربانی فرما کر اسے کمیٹی کے پاس بھیجیں اور اس میں دیگر ایم پی اے حضرات کو بھی بلا کر پارلیمانی سیکرٹری صاحب اصل حقائق معلوم کریں تاکہ اصل بات تک آپ پہنچ سکیں اور ہماری عزت بھی محفوظ ہو سکے۔ بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر، راجہ جاوید اخلاص صاحب۔

راجہ جاوید اخلاص، جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ جناب سپیکر! آپ خود بھی بڑے عرصے سے پارلیمنٹرین چلے آ رہے ہیں اور آپ کو ان تمام سیاسی حالات سے بھی آگاہی حاصل ہے۔ راولپنڈی کے جو ممبران صوبائی اسمبلی ہیں آپ ان کو ذاتی طور پر بھی جانتے ہیں۔ شوکت محمود بھٹی صاحب بھی دوسری تیسری مرتبہ منتخب ہو کر آئے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ راولپنڈی کے ممبران اسمبلی بہت کم ان چکروں میں پڑتے ہیں۔ جناب والا! جیسا کہ ملک عمر فاروق صاحب نے اس بات کی نشان دہی کی ہے، مجموعی طور پر وہاں جو تعلیمی اداروں کے سربراہ لگے ہوئے ہیں ان کا رویہ مناسب نہیں ہے۔ یہ بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کسی کی درخواست پر سفارش کر دینے سے، اس کو سیاسی دباؤ کا حوالہ دینا اور پھر متعلقہ لوگوں کو نوٹس جاری کرنا کسی طور پر بھی مناسب نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے تو کوئی قباحت نہیں۔ اس طرح سے معاملے کی مکمل طور پر چھان بین ہو جائے گی،

اصل حقائق بھی سامنے آجائیں گے۔میں یہ گزارش کروں گا کہ اسے تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر ، پیر سید عارف حسین بخاری۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، براہ کرم آپ اس تحریک کو کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب سپیکر، ذیشان صاحب

سید ذیشان الٰہی شاہ، جناب والا! کل اخبار میں شاید آپ نے خبر پڑھی ہو۔ منسٹر صاحب نے لکھا کہ ایجوکیشن سے متعلقہ درخواست یا ٹرانسفر کے لیے کوئی بھی ایم پی اے میرے پاس نہ آئے بلکہ وہ متعلقہ اداروں کے پاس جائے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہمارے جو ساتھی ایم پی ایز ہیں' اگر متعلقہ اداروں کے پاس جاتے ہیں تو وہ ان کے متعلق یہ لکھ کر دے دیتے ہیں کہ منسٹرصاحب نے کہا ہے کہ مجھ سے رجوع نہ کریں۔ آپ بتائیں کہ یہ بےچارے کہاں جائیں؟ میرے پاس اخبار کی کٹنگ پڑی ہوئی ہے جس میں یہ لکھا ہے کہ وزیر موصوف نے کہا ہے کہ کوئی بھی ایم پی اے میرے پاس نہ آئے اور وہ متعلقہ اداروں سے رجوع کرے۔جناب والا! بےچارے اب اتنے مظلوم ہو گئے ہیں کہ جب یہ محکموں کی طرف جاتے ہیں تو وہ ان کے نام involve کر دیتے ہیں۔ ان کو سختی سے روکا جائے۔

جناب سپیکر ، جی ٹھیک ہے۔

وزیر تعلیم، جناب والا! میں اس سلسلے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، پہلے اس بات کا فیصلہ کر لیا جائے کہ بھٹی صاحب کی تحریک استحقاق آئی ہے۔ اس میں دیکھنے والی بات یہ ہے کہ جو نظر آ رہا ہے دونوں چیزیں اس میں ہوئی ہیں۔ ایک عام درخواست کو بھٹی صاحب نے recommend کیا ہے' وہ کام ہونا نہ ہونا تو بعد کی بات ہے۔ رولز اور پروسیجر کے مطابق ہی کام ہوتے ہیں لیکن ساتھ ہی بدنام کر دینا کہ یہ سیاسی سفارشیں کرتے ہیں' اس چیز کو بھی دیکھنے کے لیے میرے خیال میں اس تحریک استحقاق کو' استحقاق کمیٹی کے پاس بھیجنا چاہیے۔(نعرہ ہائے تحسین) اور استحقاق کمیٹی اس کی رپورٹ ایک مہینے کے اندر پیش کرے۔وزیر تعلیم صاحب' اب آپ فرمائیں۔

وزیر تعلیم ،جناب والا! میرے معزز بھائی نے جو پوائنٹ اٹھایا ہے' شاید انھوں نے آگے نہیں پڑھا۔ اس اخبار نے یہ بھی لکھا تھا کہ ہم اس کی تصدیق منسٹر صاحب سے نہیں کر پائے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو یہ بات کسی تھرڈ پارٹی نے بتائی ہے۔

جناب سپیکر، مگر آپ نے تو کوئی ایسا بیان نہیں دیا؟

وزیر تعلیم (بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)، ہمدردی کے تحت کسی جگہ بات ضرور کی ہے کہ ہم اس طرح کا ایک نظام وضع کریں گے کہ ہمارے ایم پی ایز اور ایم این اے صاحبان کو متعلقہ آفیسرز خود attend کریں تاکہ ان کو اس سطح پر آنے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہو۔

جناب سپیکر، de-centralise کرنے اور آپ کی سہولت کے لیے منسٹر صاحب نے یہ بیان دیا ہے اور ایسی کوئی بات نہیں۔ انھوں نے یہ نہیں کہا کہ ان کے پاس نہیں آ سکتے۔ منسٹر صاحب ہاؤس کے فلور پر یہ تردید کر رہے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، رانا ثناء اللہ خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پہ ہوں۔ کیوں کہ جو بات ہو رہی ہے اور اس سے متعلقہ جو خبر ہے اس کی کٹنگ میرے پاس ہے۔ ان کا اخبار میں جو بیان چھپا ہے وہ اس طرح سے ہے کہ صوبائی وزیر تعلیم بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں نے محکمہ کے مختلف مسائل و مشکلات کے حوالے سے لوگوں کی درخواستوں پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ کوئی بھی ایم پی اے یا وزیر، یہ وزیر بھی انھوں نے اس میں شامل کیے ہیں، تعلیم کے شعبہ میں درخواستیں مجھے بھجوانے کی بجائے براہ راست متعلقہ افسران کو خود بھیجا کریں۔ یہ مسئلہ اس وقت پیدا ہوا جب مسلم لیگی عہدے داروں اور چند صوبائی وزراء کی جانب سے درخواستیں متعلقہ وزیر تعلیم کو بھیجی گئیں، جن کے لیے وزیر تعلیم نے یہ ریمارکس دیتے ہوئے کہا کہ یہ درخواستیں واپس کر دیں۔ اور آئندہ کوئی ایم این اے، ایم پی اے یا وزراء براہ راست درخواستیں میرے محکمے کو بھیجیں۔ جناب والا! گزارش ہے کہ یہ جو پارلیمانی سسٹم ہے اس میں جو عوام کے نمائندے ہوتے ہیں وہ حکومت اور عوام کے درمیان رابطے کا ایک ذریعہ ہوتے ہیں۔ جب وزیر اعظم ہر اتوار کو اپنی رہائش گاہ پر لوگوں سے براہ راست درخواستیں وصول کر سکتا ہے، جب چیف منسٹر براہ راست درخواستیں وصول کر سکتا ہے، جب وزراء سے کہا جاتا ہے کہ وہ جا کر کھلی کچہریاں لگائیں اور کھلی کچہریوں میں لوگوں سے براہ راست درخواستیں وصول کریں تو پھر جناب والا! وزیر موصوف کو براہ راست ایم پی اے یا ایم این اے سے درخواستیں لینے میں کیا حرج ہے؟ جناب والا! دراصل بات یہ ہے کہ آزادی کے پچاس سالوں میں سے بیس یا پینتیس سال تک ہمارا ملک فوج کے حوالے رہا ہے۔ اگر ملک فوج کے حوالے رہنے سے یا فوج کے ذریعے ملک کو چلانے سے ملک میں

بہتری آ سکتی تو میرا خیال ہے کہ پاکستان اس دنیا کا عظیم ترین ملک ہوتا' لیکن ایسا نہیں ہے۔ ہم نے بطور قوم اس بات سے کوئی سبق نہیں سیکھا اور دس بارہ سال کے وقفے کے بعد ہم نے ملک کو by parts فوج کے حوالے کرنا شروع کر دیا ہے۔ جیسے تعلیم کا شعبہ ہے' اس کی over hauling کے لیے دو ماہ سے ہم نے فوج کے سپرد کیا ہوا ہے۔ اور اب ہمیں بھی فوج کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ اور بریگیڈیر صاحب کو ہمارے اوپر وزیر تعلیم لگا دیا گیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر تعلیم، جناب والا! محترم رانا صاحب نے جو بات کی ہے----

جناب سپیکر، ابھی وزیر صاحب تشریف رکھیں' وہ اپنی بات مکمل کرلیں۔ ابھی میں نے آپ کو اجازت نہیں دی۔ جی رانا صاحب۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ کوئی بھی انسان جب اپنی زندگی کا آغاز کرتا ہے جس ماحول میں وہ پروان چڑھتا ہے اس ماحول کے اثرات اس پر رہتے ہیں۔ ایک آدمی اگر بنیادی طور پر زمین دار ہو' اس کے بعد وہ کہیں بھی چلا جائے' کسی بھی شعبے میں چلا جائے تو اس پر بنیادی طور پر زمین داری کے اثرات رہتے ہیں۔ اگر کوئی وکیل ہے' کوئی دکاندار ہے' کوئی کاروباری ہے تو ویسے ہی اثرات اس پر رہتے ہیں۔ اب جس آدمی نے اپنا ابتدائی عرصہ فوج میں گزارا ہو تو لازمی بات ہے کہ جو بھی اس کے ساتھی ہوں گے وہ ان کو اپنا ساتھی نہیں سمجھے گا' بلکہ وہ یہی سمجھے گا کہ میں کمانڈر ہوں اور یہ سارے میرے سپاہی ہیں۔ اور ان کو اسی نظر سے دیکھے گا۔ ابھی یہ کل ہی کا واقعہ ہے کہ وزیر مال چودھری شوکت داؤد صاحب کے والد محترم وفات پا گئے تو وہاں پر سارے ممبران گئے ہوئے تھے۔ یقین جانیے کہ ہر ممبر کو ہر وزیر آگے آ کر اچھے طریقے سے ملے۔ لیکن وزیر موصوف ہماری اور دوسرے ممبران کی طرف اس طرح سے دیکھ رہے تھے کہ جیسے یہ کمانڈر ہیں اور باقی سارے ان کے سپاہی ہیں اور ان کی کمان کے نیچے ہیں۔ جناب والا! یہ محکمہ پہلے چودھری اقبال صاحب کے پاس تھا جو وزیر تعلیم تھے۔ چلیے' ہمارے سارے کام نہیں ہوتے تھے کم از کم وہ ہماری بات تو سنتے تھے' اس سے ہی تھوڑی بہت compensation ہو جاتی تھی۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! تشریف رکھیں۔ کافی بات ہو چکی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! شنید یہ ہے کہ اس میں جناب کا بھی تھوڑا بہت ہاتھ ہے۔ (قہقہے --)

مہربانی کریں' اگر withdrawal نہیں ہوسکتا تو کم از کم محکمہ ہی تبدیل کروا دیں۔

جناب سپیکر، تشریف رکھیں۔ دیکھیں رانا صاحب!

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، نہیں پہلے جو پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا گیا ہے میں اس کی بات کرلوں۔ تشریف رکھیں۔ رانا صاحب! آپ نے جو بات کی ہے میں نے سنی ہے اور آپ کو بات کرنے کا پورا موقع دیا ہے۔ اس میں کچھ باتیں personal ہو گئی ہیں جب کہ آپ اخبار کے حوالے سے ایک پالیسی کی طرف توجہ دلا رہے تھے۔ میرا خیال ہے کہ ابھی ان کو حلف اٹھائے دو یا تین ہفتے ہوئے ہیں۔ تین ہفتے اتنا کم وقت ہے کہ اتنے عرصہ میں کسی کو بھی اپنے محکمے کو سمجھنا مشکل ہوتا ہے۔ اور پھر یہ آپ کے ساتھی ہیں اور ساتھی رہے ہیں۔ اور اس سے پہلے چار سال تک بطور اپوزیشن ممبر ان کا رول آپ کے سامنے ہے۔ ہم بھی دیکھتے رہے ہیں اور آپ بھی دیکھتے رہے ہیں' انھوں نے بڑا فعال رول ادا کیا ہے اپنے علاقے میں اور یہاں بھی فعال رول ادا کیا ہے۔ اور فوج سے ریٹائر ہونے کے کچھ عرصے کے بعد یہ مسلم لیگ میں آئے ہیں۔ تو پہلی مرتبہ آنے کے بعد ہی سیدھے اپوزیشن میں آئے ہیں۔ وہاں ان کا اپنے علاقے کے حوالے سے اور یہاں اسمبلی کے حوالے سے بھی فعال رول رہا ہے۔ آپ نے ایک پوائنٹ کو لے کر اس کو پورا ہی generalize کر دیا ہے کہ فوج کا یہ ہے وہ ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں' فوج بھی ہمارے اس ملک کا حصہ ہے اور فوج کا جو رول ہے ہم اس رول سے انکار نہیں کر سکتے' اور ہمیں فوج کا احترام ہے اور جو فوج سے ریٹائر ہو جاتے ہیں ہمیں ان کا بھی احترام ہے۔ خدانخواستہ' یہاں معاشرے میں ہم نے کوئی ایک دوسرے سے نفرت پیدا نہیں کرنی کہ یہ سابقہ فوجی ہیں یا سابقہ پولیس والے ہیں۔ ہم سب یہاں اس ہاؤس میں ایک خاص مقصد کے لیے بیٹھے ہیں۔ ہمیں بات کرتے وقت یہ خیال ضرور رکھنا چاہیے کہ ہمیں کسی ایک طبقے کے خلاف کوئی ایسی گفتگو نہیں کرنی چاہیے جس سے دوسرا طبقہ رنجیدہ ہوتا ہو۔ بہرحال' انھوں نے ابھی حال ہی میں محکمہ تعلیم کا چارج لیا ہے۔ آپ نے جو بات کی ہے وہ انھوں نے نوٹ بھی کر لی ہے۔ آپ انھیں موقع دیں' ان شاء اللہ بہتری کی کوئی شکل نکل آئے گی۔ شاید آپ لیٹ آئے ہوں' انھوں نے پہلے ہی اس بات کا جواب دیا تھا کہ میں نے اس طرح سے بات نہیں کی کہ "جی' میرے پاس آ ہی نہیں سکتے۔" ظاہر ہے وہ بھی اس ہاؤس کے ممبر ہیں' اور آپ ان کے پاس کیوں نہیں جا سکتے؟ آپ ہر وقت ان کے پاس جا سکتے ہیں۔ اور اس سے وہ بھی انکار نہیں کریں گے اور ابھی آپ موقع دیتے ہیں۔ ان شاء اللہ ہاؤس چلے گا' اس کے بعد بھی performance سامنے آئے گی۔ میرا خیال ہے کہ اس حوالے سے اس بات کو یہیں ختم کرتے ہیں۔ اور یہ بھٹی صاحب والی تحریک استحقاق تو قبول ہوگئی ہے۔ لہذا یہ مسئلہ' یہ پوائنٹ آف آرڈر dispose of ہوا۔

صاحبزادہ سعید احمد شرقپوری، بڑے عرصے کے بعد دل چاہ رہا ہے کہ کچھ بات کروں۔ سال کی خاموشی کے بعد۔ کیوں کہ اپوزیشن میں تو میں روزانہ ہی بولا کرتا تھا۔ حکومت میں آ کر میں نے بولنا بند کر دیا اور اپنے اوپر فقش بندیت طاری کر لیا۔ صرف ایک دو دفعہ بولا ہوں کیوں کہ کام بڑے ٹھیک ہو رہے ہیں ۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ ایسے ہی بولنا فضول ہے' کوئی اچھا نہیں ہوتا۔ آج آپ کی اجازت سے ایک دو گزارشات اسی موضوع پر کرنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں تو۔

جناب سپیکر، اجازت ہے۔

صاحبزادہ سعید احمد شرقپوری، اگر آپ اجازت نہیں دیتے تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر، نہیں نہیں' اجازت ہے۔سعید اکبر صاحب ان کے بعد پھر آپ کو اجازت ہو گی۔

صاحبزادہ سعید احمد شرقپوری، جناب والا! بریگیڈیئر ذوالفقار احمد ڈھلوں صاحب بڑے نیک اور با صلاحیت وزیر ہیں۔ جب آٹھ مہینے پہلے سی ایم صاحب بیٹھے ہوئے تھے' ایک میٹنگ تھی' میں نے عرض کیا تھا کہ بریگیڈیئر صاحب کو آپ کابینہ میں لیں۔ میں نہ بھی کہتا تو انھوں نے لے ہی لینا تھا۔ لیکن میری ایک خواہش تھی کیوں کہ ہر جمعے کو مختلف دیہات میں جاکر یہ امامت تو نہیں کرتے لیکن خطاب ضرور کرتے ہیں۔ ویسے بھی نیک ہیں بزرگ ہیں۔ رانا ثناء اللہ خان صاحب اور ہم سب ان کے بچوں جیسے ہیں۔ انھیں شفقت کرنی چاہیے اور ہمیں ادب کرنا چاہیے۔ رہ گئی بات افسران کی۔ افسران میں بڑے بڑے اچھے بھی ہیں اور بداخلاق بھی ہیں۔ پیر سید عارف حسین شاہ بخاری صاحب کو افسروں کا دفاع نہیں کرنا چاہیے' انھیں اپنے ساتھیوں کا دفاع کرنا چاہیے۔ میں نے ایک دفعہ وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی بات کی تھی۔ میں نے کہا تھا اگر آپ فیصلہ نہیں کر سکتے کہ ڈی سی اور ایم پی اے دونوں میں سے کون ٹھیک ہے' تو پھر آپ ایم پی اے کے حق میں فیصلہ دیں' کیونکہ ایم پی ایز قوم کے نمائندے ہیں۔ میں بریگیڈیئر صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اگر محکمہ تعلیم کے افسران سے ہماری لڑائی ہو تو وہ انوسٹی گیشن ضرور کریں۔ اگر بریگیڈیئر صاحب یا کسی بھی وزیر کو یہ سمجھ نہیں آتی کہ ایم پی ایز سچے ہیں یا افسران' تو پھر ایم پی ایز کے حق میں فیصلہ دیں۔ اگر لیڈر غلط ہیں تو اس کا کوئی علاج نہیں۔ بات غور طلب ہے کہ ایم پی ایز قوم کے نمائندے ہیں لہٰذا ان کا خیال کیا جائے۔ بریگیڈیئر صاحب خود جواب دیا کریں' کیونکہ عارف شاہ صاحب کو اتنا تجربہ نہیں۔ یہ مسجدوں میں تقریریں کر سکتے ہیں' یہ اسمبلی ہے۔

جناب سپیکر، سابق وزیر اعلیٰ صوبہ سرحد جناب پیر صابر شاہ صاحب ہاؤس میں تشریف فرما ہیں۔ ہم انھیں خوش

آمدید کہتے ہیں۔

مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب غلام احمد خان، میں تحریک پیش کرتا ہوں،

کہ مسودہ قانون (ترمیم) ہنگامی قانون مقامی حکومت، پنجاب، مجریہ 1997ء مسودہ قانون نمبری 19 بابت 1997ء پیش کردہ میاں عبدالستار ایم پی اے، پی پی 234 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31-5-1998 تک توسیع کی جائے۔

جناب سپیکر، تحریک پیش ہوئی اور سوال یہ ہے،

کہ مسودہ قانون (ترمیم) ہنگامی قانون مقامی حکومت، پنجاب، مجریہ 1997ء مسودہ قانون نمبری 19 بابت 1997ء پیش کردہ میاں عبدالستار ایم پی اے، پی پی 234 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31-5-1998 تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب غلام احمد خان، میں تحریک پیش کرتا ہوں،

کہ مسودہ قانون (ترمیم) ہنگامی قانون مقامی حکومت، پنجاب، مصدرہ 1998ء مسودہ قانون نمبر 2 بابت 1998ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31-5-1998 تک توسیع کی جائے۔

جناب سپیکر، تحریک پیش ہوئی اور سوال یہ ہے،

کہ مسودہ قانون (ترمیم) ہنگامی قانون مقامی حکومت، پنجاب، مصدرہ 1998ء مسودہ قانون نمبر 2 بابت 1998ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31-5-1998 تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

مجلس استحقاق کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

ید اختر حسین رضوی، میں تحریک استحقاق نمبر 4 بابت 1997، پیش کردہ مولانا غیاث الدین' ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاق کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

ید اختر حسین رضوی، میں تحریک استحقاق نمبر 26 بابت 1997، پیش کردہ سید ذیشان الٰہی' ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاق کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

ید اختر حسین رضوی، میں تحریک پیش کرتا ہوں،

کہ تحریک استحقاق نمبر 11 بابت 1997، پیش کردہ چودھری محمد اقبال' ایم پی اے' پی پی 221 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31-5-1998 تک توسیع کی جائے۔

جناب سپیکر، تحریک پیش ہوئی اور سوال یہ ہے،

"کہ تحریک استحقاق نمبر 11 بابت 1997، پیش کردہ چودھری محمد اقبال' ایم پی اے' پی پی 221 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31-5-1998 تک توسیع کی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

ید اختر حسین رضوی، میں تحریک پیش کرتا ہوں،

کہ تحریک استحقاق نمبر 12 بابت 1997، پیش کردہ حاجی مقصود احمد بٹ' ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31-5-1998 تک توسیع کی جائے۔

جناب سپیکر، تحریک پیش ہوئی اور سوال یہ ہے،

کہ تحریک استحقاق نمبر 12 بابت 1997، پیش کردہ حاجی مقصود احمد بٹ' ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31-5-1998 تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

سید اختر حسین رضوی، میں تحریک پیش کرتا ہوں،

کہ تحریک استحقاق نمبر 21 بابت 1997، پیش کردہ حاجی محمد نواز' ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31-5-1998 تک توسیع کی جائے۔

جناب سپیکر، تحریک پیش ہوئی اور سوال یہ ہے،

کہ تحریک استحقاق نمبر 21 بابت 1997، پیش کردہ حاجی محمد نواز' ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31-5-1998 تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

سید اختر حسین رضوی، میں تحریک پیش کرتا ہوں،

کہ تحریک استحقاق نمبر 23 بابت 1997، پیش کردہ سید محمد عارف حسین بخاری' پارلیمانی سیکرٹری ایجوکیشن کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31-5-1998 تک توسیع کی جائے۔

جناب سپیکر، تحریک پیش ہوئی اور سوال یہ ہے،

کہ تحریک استحقاق نمبر 23 بابت 1997، پیش کردہ سید محمد عارف حسین بخاری' پارلیمانی سیکرٹری ایجوکیشن کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31-5-1998 تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

سید اختر حسین رضوی، میں تحریک پیش کرتا ہوں،

کہ تحریک استحقاق نمبر 1 بابت 1998، پیش کردہ چودھری شاہد اکرم بھنڈر' پارلیمانی

سیکرٹری کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31-5-1998 تک توسیع کی جائے۔

جناب سپیکر، تحریک پیش ہوئی اور سوال یہ ہے،

کہ تحریک استحقاق نمبر 1 بابت 1998ء پیش کردہ چودھری شاہد اکرم بھنڈر' پارلیمانی سیکرٹری کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31-5-1998 تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

سید اختر حسین رضوی، میں تحریک پیش کرتا ہوں،

کہ تحریک استحقاق نمبر 2 بابت 1998ء پیش کردہ حاجی محمد نواز خان کھیار' ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31-5-1998 تک توسیع کی جائے۔

جناب سپیکر، تحریک پیش ہوئی اور سوال یہ ہے،

کہ تحریک استحقاق نمبر 2 بابت 1998ء پیش کردہ حاجی محمد نواز خان کھیار' ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31-5-1998 تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

چودھری محمد اعظم چیمہ، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں،

کہ سوال نمبر 379 پیش کردہ رانا ثناء اللہ خان' ایم پی اے کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 15-6-1998 تک توسیع کی جائے۔

جناب سپیکر، تحریک پیش ہوئی اور سوال یہ ہے،

کہ سوال نمبر 379 پیش کردہ رانا ثناء اللہ خان' ایم پی اے کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 15-6-1998 تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

مجلس قائمہ برائے تعمیر مکانات، عملی ماحولیات منصوبہ بندی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

حاجی ملک عمر فاروق، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں،

> کہ سوال نمبر 163 پیش کردہ حاجی مقصود احمد بٹ، ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعمیر مکانات، عملی ماحولیات منصوبہ بندی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31-5-1998 تک توسیع کی جائے۔

جناب سپیکر، تحریک پیش ہوئی اور سوال یہ ہے،

> کہ سوال نمبر 163 پیش کردہ حاجی مقصود احمد بٹ، ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعمیر مکانات، عملی ماحولیات منصوبہ بندی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31-5-1998 تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر، اب تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ کچھ تحاریک پینڈنگ بھی چلی آ رہی ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 11 جناب سعید احمد خان منیس صاحب کی ہے۔ یہ پینڈنگ ہوئی تھی۔ وزیر مال نے اس کا جواب دینا تھا۔ ان کے والد صاحب وفات پا گئے ہیں۔ اس لیے وہ آج تشریف نہیں رکھتے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ حکومت کا کوئی نمائندہ اس کا جواب دے سکتا ہے۔

جناب سپیکر، انھوں نے خود کہا تھا کہ وہ اس تحریک کے بارے میں ذاتی طور پر جواب دینا چاہتے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ آپ بے شک اسے کل کے لیے پینڈنگ کر لیں، لیکن آپ حکومت کو ہدایت کر دیں کہ کل کوئی حکومتی نمائندہ اس کا جواب دے دے۔

جناب سپیکر، ان کے ریونیو کے سوالات بھی پینڈنگ ہوئے ہیں۔ اس کو بھی پینڈنگ کر لیتے ہیں، پھر آ جائے گی۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 14 جناب سعید اکبر خان صاحب کی ہے۔ یہ پیش ہو چکی ہوئی ہے۔

ضلع بھکر تھانہ منکیرہ میں پولیس کا دو شہریوں پر وحشیانہ تشدد

(-----جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون (چودھری شاہد اکرم بھنڈر)، جناب سپیکر! میرے بھائی کی تحریک التوائے کار میں اصل واقعات اس طرح ہیں کہ مقدمہ نمبر 10 مورخہ 12-1-98 بجرم 497/380 ت پ تھانہ منکیرہ کے مدعی ڈاکٹر گل داؤد ولد نور عزت شاہ سکنہ چک نمبر 217 ٹی ڈی اے نے شبہ واردات محمد خان عرف غانی ولد احمد خان قوم لک ساکن چک نمبر 73 ایم ایل اور غلام محمد ولد حق نواز قوم بلوچ سکنہ نمبر 210 ٹی ڈی اے کے خلاف ظاہر کیا۔ جس پر تفتیشی افسر سب انسپکٹر مظہر عباس تھانہ منکیرہ نے غلام محمد کو مورخہ 17-1-98 کو مذکورہ بالا مقدمے میں گرفتار کیا اور اسی کا تین یوم کے لیے جسمانی ریمانڈ جوڈیشیل مجسٹریٹ منکیرہ سے حاصل کیا۔ مورخہ 20-1-98 کو برائے برآمدگی مال مسروقہ مزید ریمانڈ جسمانی کی استدعا کی گئی۔ لیکن جوڈیشیل مجسٹریٹ منکیرہ نے ملزم غلام محمد کو جوڈیشیل ریمانڈ پر سنٹرل جیل' میانوالی بھجوا دیا۔ مورخہ 20-1-98 کو سب انسپکٹر مظہر عباس تفتیشی افسر نے مدعی ڈاکٹر گل داؤد اور محمد خان عرف غانی الزام علیہ کے بالمشافہہ گفتگو کرائی۔ جس میں مدعی ڈاکٹر گل داؤد نے محمد خان عرف غانی کو بے گناہ تسلیم کیا اور اسی بارے میں اپنا بیان حلفی بھی تحریر کر کے حوالہ تفتیشی افسر کیا۔ جس پر اسے بے گناہ قرار دے کر اسی روز اس کو فارغ کر دیا گیا۔ یہ بات صداقت پر مبنی نہیں ہے کہ مذکورہ بالا اشخاص کو برسرعام ننگا کر کے جھنگ روڈ پر تشدد کا نشانہ بنایا گیا اور درخت کے ساتھ لٹکایا گیا بعد ازاں سب انسپکٹر محمد اسلم ایس۔ایچ۔او نے رشوت لے کر چھوڑا۔ نہ تو ملک مکھن چھینا سابق ممبر یونین کونسل کو بیماری کی حالت میں گرفتار کیا گیا اور اسے تشدد کا نشانہ بنا کر اس سے رشوت حاصل کر کے سب انسپکٹر محمد اسلم ایس۔ایچ۔او نے چھوڑا۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ سب انسپکٹر محمد اسلم ایس۔ایچ۔او تھانہ منکیرہ کا تبادلہ ضلع ہذا سے ضلع سرگودھا ہو چکا ہوا ہے۔ وہ مورخہ 20-1-98 کو ضلع ہذا سے بصورت تبادلہ ضلع سرگودھا جا چکا ہے۔ جناب سپیکر! تو میری گزارش اس میں یہ ہے کہ میری وضاحت کی روشنی میں تحریک ہذا فوری اہمیت کی حامل نہیں ہے اور نہ ہی یہ کوئی مفاد عامہ کی ہے' کیونکہ ایک definite واقعے کے بارے میں میرے دوست نے ذکر کیا ہے اور یہ تحریک التوائے کار پیش کی ہے۔ اس میں میرے خیال کے مطابق اسمبلی کی کارروائی کو فوری طور پر روکنے کا جواز بھی نہیں بنتا۔ میں نے عرض کیا ہے کہ یہ فوری مفاد عامہ کا معاملہ بھی نہیں ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ اسے مسترد فرمایا جائے۔

جناب سپیکر، جی، سعید اکبر صاحب۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں پارلیمانی سیکرٹری کا مشکور ہوں کہ جتنا جھوٹ ان کو محکمے نے لکھا ہوا دیا۔ انھوں نے بڑی دیانتداری سے اس ہاؤس میں پڑھ کر سنا دیا۔ جناب سپیکر! میرے بھائی نے دو، تین پوائنٹس فرمائے ہیں۔ میں ان کو چیلنج کر کے اس ہاؤس کے فورم پر کہتا ہوں اور آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ جو بات میں نے کہی ہے، اگر اس میں سے ایک بات بھی غلط ثابت ہو جائے تو جو سزا آپ تجویز کریں گے وہ میں قبول کرنے کے لیے تیار ہوں۔ انھوں نے فرمایا کہ وہاں ان آدمیوں کو ننگا کر کے الٹا نہیں لٹکایا گیا اور سرعام ان پر تشدد نہیں ہوا۔ جناب سپیکر! یہ دن کا واقعہ ہے اور سینکڑوں کے حساب سے لوگوں نے دیکھا ہے اور بازار کے سامنے تھانہ ہے۔ اگر میں اس فورم پر اتنی بڑی جھوٹی بات کرتا ہوں تو پھر سزا مجھے بھی ملنی چاہیے۔ اگر محکمے کا کوئی آدمی معزز پارلیمانی سیکرٹری کو misguide کرتا ہے اور جھوٹ بولنے پر مجبور کرتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس جھوٹ کی سزا آپ تجویز کریں کہ محکمے کو ملنی چاہیے یا کسی اور کو ملنی چاہیے؟ جناب سپیکر! ایک بات ہے کہ یہ بالکل political victimization ہے جس میں ان آدمیوں کو پکڑا گیا۔ ان پر تشدد کیا گیا اور سرعام دن کے وقت تشدد کیا گیا۔ وہ آدمی غلام محمد آج تک چلنے پھرنے کے قابل نہیں۔ جناب سپیکر! دوسرا آدمی خان محمد ہے۔ اس کو بھی پکڑا گیا اور اس پر بھی بے پناہ تشدد کیا گیا۔ اس کو دوسرے تیسرے دن کسی کے کہنے پر چھوڑ دیا گیا۔ جناب سپیکر! میں نے جتنے واقعات بتائے ہیں، گارنٹی سے کہتا ہوں کہ صحیح ہیں۔ اسی ڈاکٹر داؤد نے جن کی چوری ہوئی تھی، کہا کہ ان پر نہ مجھے شک ہے اور نہ یہ میرے چور ہیں۔ کیونکہ ان کو تو پتا ہی نہیں۔ میری دوائیاں کیا چوری کریں گے؟ یہ تو کوئی ہمارے اپنے میں سے ہوگا جس کے ساتھ میری بنتی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ انھوں نے کہا ہے کہ ملک لکھن ممبر یونین کونسل کو بلایا نہیں گیا، گرفتار نہیں کیا گیا۔ جناب سپیکر! میں یہ کہتا ہوں کہ گرفتار نہیں کیا گیا۔ جو طریقہ کار ہمارے ہاں پولیس کا ہے۔ اس کو بلایا گیا اور پانچ دن تھانے میں رکھا گیا۔ نہایت ہی مریض آدمی ہے۔ جب سے یونین کونسل کا سسٹم بنا ہے۔ وہ اس وقت سے ممبر یونین کونسل آ رہا ہے۔ جناب سپیکر! آپ بھی سیاسی گھر سے تعلق رکھتے ہیں اور سیاسی ہیں۔ آیا جو ممبر یونین کونسل بنتا ہے، اس کی علاقے میں کوئی اہمیت نہیں ہوگی۔ شریف لوگ اور معزز آدمی جس کا کردار ٹھیک ہوتا ہے یا ٹھیک لوگ ہوتے ہیں۔ ان عہدوں کے لیے لوگ ان کو منتخب کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! اس پر بھی تشدد ہوا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ جو بات میں نے کہی ہے' وہ بھی صحیح ہے۔ تیسری بات میرے بھائی نے کی کہ محمد اسلم وہاں سے چلا گیا ہے۔ جناب سپیکر! اس کو عوام کی شکایات پر ڈی آئی جی نے وہاں سے ٹرانسفر کر دیا۔ لوگ ایس پی کے پاس پیش ہوئے کہ اتنا ظالم آدمی ہے' اتنا کرپٹ آدمی ہے' جو اخلاقی طور پر اور مالی طور پر کرپٹ ہے اس سے ہماری جان چھڑائیں۔ انھوں نے شکایات سن کر میرٹ پر فیصلہ کیا اور اس کو وہاں سے ٹرانسفر کر دیا۔ جناب سپیکر! کیا وجہ ہے اورکس کو اسے وہاں لگانے پر خوشی ہے؟ کہ 25 دن کے بعد وہ پھر اسی ضلع میں آیااور تھانہ کلورکوٹ میں ایس ایچ او لگا ہوا ہے۔ جناب سپیکر! کوئی بھی بات جو آپ مناسب سمجھیں اسبارے میں انکوائری کروائیں۔ جو افسر آپ کو دیانت دار ملے۔ جس فورم پر آپ کروائیں۔ اگر کوئی بات غلط ثابت ہو جائے تو میں نے جو پہلے آپ سے گزارش کی ہے میں اسی پہ بضد بھی ہوں اور اس کی سزا جھیلنے کے لیے تیار بھی ہوں۔

جناب سپیکر! یہ ظلم کی حد ہے۔ اگر انکوائری ہو تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ اس میرٹ کے پیچھے کتنے لوگوں کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے اور قانون کی دھجیاں اڑائی جا رہی ہیں۔ یہی میری گزارش ہے کہ میری جو بات ہے وہ صحیح ہے اور میں بڑے وثوق سے آپ سے یہ گزارش کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر، اس میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب' آپ کیا فرمائیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، جناب! اس سلسلے میں میں پہلے ہی آپ سے گزارش کر چکا ہوں کہ جیسا کہ میرے دوست فرما رہے ہیں کہ انھوں نے ایک ایف آئی آر کا معاملہ لیا ہے اور اس کو یہ تحریک التوائے کار میں لانا چاہ رہے ہیں۔ تو جناب! اگر ایک ایک واقعہ' ایک ایک ایف آئی آر کو آپ اسمبلی کے فورم پر تحاریک التوائے کار کی صورت میں لائیں گے تو پھر اس ہاؤس کی کارروائی غالباً صرف تحاریک التوائے کار تک محدود ہو جائے گی' پھر اس میں اور کوئی کارروائی نہیں ہو سکے گی۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ جناب والا! تحریک التوائے کار کا ابتدائی مقصد ہی یہ ہے کہ جو ایک حالیہ مفاد عامہ کا واقعہ ہو' اس کو زیر بحث لایا جائے۔ اس میں نہ تو مفاد عامہ کا کوئی ایسا مسئلہ ہے۔ ایک ایشو ہے جو کہ میرے خیال کے مطابق وہاں کسی بھی افسر کو درخواست دینے سے حل ہو سکتا ہے۔ میرا خیال نہیں کہ اس کو اسمبلی کے فورم پہ تحریک التوائے کار کی صورت میں لایا جا سکتا ہے۔ ویسے بھی رولز کے مطابق ان کی یہ تحریک التوائے کار نہیں ہے۔ اسے ایسے معاملے سے متعلقہ ہونا چاہیے جو فوری

مفاد عامہ کا ہو' جو کہ یہ نہیں بنتا۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر، اس میں دیکھنے والی بات یہ ہے کہ ایک واقعہ وہاں اس علاقے میں ہوا ہے۔ اس کو آپ نے بھی تسلیم کیا ہے کہ وہاں یہ واقعہ ہوا ہے۔ کیونکہ کافی دیر سے یہ موخر چلی آ رہی ہے۔ اگر اس میں آپ مزید دیکھ لیں کہ تازہ ترین صورت حال کیا ہے؛

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، جناب والا! اس میں جو تازہ ترین صورت حال ہے وہ میں عرض کرتا ہوں کہ سب انسپکٹر سلطان احمد نے موجودہ پوزیشن عرض کی ہے کہ تفتیش مقدمہ مورخہ 18-4-98 کو عمل میں لائی' مدعی ڈاکٹر عبدالرحمٰن کو طلب کیا۔ جس نے دوران تفتیش مقدمہ بیان حلفی بھی پیش کیا۔ میں نے بھی تسلی کر لی ہے۔ اس نے یہ کہا کہ غلام محمد اور عبدالرحمٰن ڈاکٹر میرے چور نہ ہیں۔ انھوں نے خود بیان حلفی دیا ہے۔ پہلے شبہ ظاہر کیا بعد میں بیان حلفی بھی دیا کہ یہ اس مقدمہ میں بےگناہ ہیں۔ جو مقدمہ بعنوان بالا ضمنی نمبر 22 مورخہ 19-4-98 مرتبہ نعمت اللہ شاہ انسپکٹر ایس۔ایچ۔او تھانہ منکیرہ رپورٹ عدم پتا مرتب ہو چکی ہے۔ جناب والا! وہ تو اس مقدمہ میں ہیں ہی نہیں۔ یہ تازہ ترین پوزیشن ہے' وہ تو فارغ ہو چکے ہیں۔ اس مقدمے میں مدعی بھی لکھ کر دے چکا ہے اور اس مقدمہ سے وہ فارغ ہو کر جا چکے ہوتے ہیں۔ اب ان کا متنازعہ معاملہ یہ ہے کہ ان کو وہاں پر مارا گیا ہے یا نہیں مارا گیا۔ یہ تو ایک factual چیز ہے۔ وہاں پر اس کی انکوائری بھی کسی افسر کو دے کر کروا سکتے ہیں۔ اسمبلی اس کو ڈسکس کرنے کا فورم نہیں ہے۔

جناب سپیکر، جی' سعید اکبر صاحب!

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ انھوں نے یہ فرمایا کہ وہ ملزمان نہیں ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ وہ ملزمان نہیں تھے' اسی لیے ان کو فارغ کیا گیا تھا۔ جناب سپیکر! جو دو' تین دن ان پر تشدد ہوا۔ اس کا کوئی ذمہ دار ہے؟ میں آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ آپ آئی جی کو ہدایات دے دیں کہ کوئی بھی دیانت دار افسر اس بات کی انکوائری کر لے کہ ان پہ بےجا سرعام تشدد کیوں ہوا اور عوام میں کیوں خوف و ہراس پھیلانے کی کوشش کی گئی۔ وہ مقدمے میں تھے یا نہیں تھے۔ میرا یہی ورشن ہے کہ وہ مقدمے میں نہیں تھے اور ان کو کسی وجہ سے بلوا کر ان پر تشدد کیا گیا ہے اور ان پر تشدد ہوا ہے۔ میری تو بات ہی یہی ہے کہ تشدد ہوا ہے اور سرعام ہوا ہے اور سینکڑوں لوگوں نے دیکھا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ وہ بے گناہ ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ مدعی نے کہا

ہے کہ مجھے یہ آدمی مطلوب نہیں ہیں' یہ کسی اور کو مطلوب ہوں گے۔

جناب سپیکر، اس میں آپ بھی یہ مان رہے ہیں اور مدعی نے بھی یہ کہا ہے کہ وہ بے گناہ ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، جناب سپیکر! مدعی نے پہلے شک کا اظہار کیا۔ پھر بعد میں جو بھی ان کا آپس میں کوئی سلسلہ ہوا' اس سلسلے میں آ کر انھوں نے کہہ دیا کہ یہ ہمارے ملزم نہیں ہیں اور پھر اس کے مطابق وہ فارغ بھی کر دیے گئے۔

جناب سپیکر، لیکن فارغ کرنے سے پہلے ان کے ساتھ جو زیادتی ہوئی ہے اور انھوں نے جو mention کیا ہے کہ وہاں ان کو درخت کے ساتھ باندھ کر ان پر تشدد کیا گیا ہے اور ان کو مارا گیا ہے۔ پھر بعد میں یہ بھی ثابت ہو گیا کہ وہ واقعی اس میں ملوث نہیں تھے۔ مدعی نے خود بھی کہہ دیا۔ ان کا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ پھر بے گناہ لوگوں پر اس طرح تشدد کیا جانا ٹھیک نہیں ہے۔ اسی بات کو دیکھتے ہوئے خود وزیر اعلیٰ صاحب بھی' جہاں انھیں پتا چلتا ہے' چاہے کوئی دو مہینے پہلے کا واقعہ ہو' وہ وہاں پہنچتے ہیں اور وہاں خود جا کر دیکھتے ہیں اور روز مثالیں ہمارے سامنے ہیں کہ کہیں ڈی ایس پی کو انھوں نے معطل کیا اور کئی جگہوں کے اوپر انھوں نے خود جا کر ایکشن لیے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، جناب سپیکر! وہ تو وہ بات ہے کہ جہاں پر کوئی ایسا واقعہ ہوا ہو۔ لیکن جہاں پر کوئی ایسا تشدد ہوا ہی نہ ہو۔ میں اپنے دوست سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے ایس۔ پی صاحب کو یا ڈی۔ آئی۔ جی صاحب کو اس بارے میں کوئی درخواست دی ہے جس پر کہ کوئی انکوائری آرڈر کی جا سکے؟

جناب سپیکر، کوئی ایسی درخواست وغیرہ ہوئی ہے؟

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! جب میں اتنے بڑے فورم پر اس انکوائری کو لے آیا ہوں اور میں آپ سے یہ گزارش کر رہا ہوں اور میں اس فورم پر چیلنج کر کے یہ بات کر رہا ہوں کہ آپ جو بھی طریقہ اپنائیں' آئی جی صاحب کو direction دے دیں کہ ان کو پورے پنجاب میں جتنا بڑا دیانت دار افسر ملے اس کو انکوائری افسر لگا دیں۔ پھر اس کی جو بھی انکوائری ہو گی ہم اس کو تسلیم کریں گے۔

جناب سپیکر، اس میں جن کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے انھوں نے کوئی approach کیا ہے؟

جناب سعید اکبر خان، وہ ایس پی کے پاس پیش ہوتے رہے ہیں۔ انھوں نے درخواستیں بھی لکھ

کر دی ہیں۔

جناب سپیکر، ڈی آئی جی کو بھی درخواستیں دی ہیں؟

جناب سعید اکبر خان، انھوں نے ایس پی کو درخواستیں دی ہیں۔ ڈی' آئی' جی کا تو مجھے نہیں پتا۔ ایس پی کو ضرور لکھ کر دی ہیں۔

جناب سپیکر، تو اس میں انھوں نے درخواستیں تو پہلے بھی دی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، جناب سپیکر! چیک کروا لیتے ہیں۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ آپ اس کی انکوائری کروا لیں۔ اگر کسی کے ساتھ ظلم اور زیادتی ہوئی ہو تو یہ ویسے بھی اچھی بات نہیں ہے اور اس میں کوئی مسئلہ بھی نہیں ہونا چاہیے۔ کسی کے ساتھ اگر زیادتی ہوئی ہے تو وہ کیوں ہو؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، جناب سپیکر! میں عرض کر رہا ہوں کہ اگر ان کی کوئی درخواست اعلیٰ افسران کے پاس ہے تو اس کی تحقیقات کروا لیتے ہیں۔

جناب سپیکر، نہیں' آپ اِسی بات کے اُوپر انکوائری کروا لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، جناب سپیکر! اگر ان کی کوئی بھی درخواست متعلقہ افسران کے پاس ہے تو ان سے انکوائری کروا لیتے ہیں۔ ان کو کہہ دیتے ہیں کہ وہ اس کی انکوائری کریں۔

جناب سپیکر، کیوں جی' اس کے اُوپر انکوائری کروا لی جائے؟

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میرا نقطۂ نظر یہ نہیں ہے۔ میں خان محمد لک کو ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ وہ مسلم لیگ کا ووٹر ہے اور اس نے مسلم لیگی ممبر کو ووٹ دیا ہے۔ میں اس کو ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ دوسرے نے شاید مجھے ووٹ دیا ہو گا۔ لیکن میرا مقصد یہ نہیں ہے۔ میرا مقصد یہ ہے کہ اگر اس طرح سرِعام تشدد ہو اور میں آپ کی بات کو دہراتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ ہم روزانہ ٹی وی پر دیکھتے ہیں کہ کہیں پرائم منسٹر صاحب تشریف لے جاتے ہیں' کہیں وزیر اعلیٰ صاحب تشریف لے جاتے ہیں۔ آیا ان کے پاس کوئی ٹائم زیادہ ہے کہ وہ سیر کے لیے جاتے ہیں۔ وہ اس لیے جاتے ہیں کہ اگر کہیں کسی غریب آدمی کے ساتھ گورنمنٹ کی مشینری کے افراد زیادتی کرتے ہیں' اگر ہم خود جائیں گے تو اس پوری مشینری میں خوف و ہراس ہوگا کہ اگر ہم کسی کے ساتھ زیادتی کریں گے

تو کوئی ہمیں بھی پکڑنے والا ہے۔ اگر یہ بات ان کے نوٹس میں آ جاتی تو شاید وہ خود بھی اس کا نوٹس لے لیتے۔ لیکن میں آپ کی وساطت سے اس ہاؤس میں اس گورنمنٹ کے نوٹس میں لایا ہوں کہ یہ واقعہ ہوا ہے اور میں چیلنج کے ساتھ یہ واقعہ کہہ رہا ہوں۔ پھر اس میں اتنا جھنڈ ہونے والی بات ہی کیا ہے۔ نہیں ہو گا معاملہ تو ختم ہو جائے گا۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ اس میں انکوائری کرانے میں کوئی حرج نہیں۔ اگر کسی کے ساتھ ظلم اور زیادتی ہوئی ہے اس کی انکوائری ہو جائے تو اچھی بات ہے۔ اس میں بری بات کون سی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، وہ تو میں تسلیم کر رہا ہوں کہ اگر ان کی کوئی درخواست ہے تو اس پر انکوائری کی جانی چاہیے۔ وہ ہم کروا لیں گے۔

جناب سپیکر، پھر آپ انکوائری کرنے کو تیار ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، جی' بالکل۔ ہم تحقیقات کروا لیں گے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ تحقیقات کروا لیتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب کا شکر گزار ہوں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ یہ disposed of تصور ہوئی۔

مال روڈ، کلب روڈ چوک کے قریب گاڑی چھیننے کی کوشش

(.....جاری)

جناب سپیکر، اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15 ہے۔ یہ بھی جناب سعید اکبر خان صاحب کی ہے۔ یہ بھی پیش ہو چکی ہے اور پینڈنگ چلی آ رہی ہے۔ جی' اس کا جواب آ گیا ہوا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، جی' جناب! اس کا جواب آ گیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر، تو پھر پڑھ دیں۔ یہ پہلے پیش ہو چکی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، جناب سپیکر! مورخہ 3-2-98 بوقت 7 بجے شام مسمی سجاول ولد غلام رسول' قوم شیخ' سکنہ 41۔ بی' راج گڑھ روڈ' سانده لاہور' نے مزنگ روڈ پر موٹرز کے نام سے شو روم بنا رکھا ہے۔ وہ اپنے ایک دوست حامد بٹ کو کار نمبر ایل ایچ ڈی 8779 پر 25۔ اے' ڈیوس روڈ چھوڑنے

کے بعد واپس کلب روڈ شاہراہ قائد اعظم آیا تو اشارہ ٹریفک بند ہونے پر کار روک لی۔ اس کے پیچھے تین چار گاڑیاں آ کر رک گئیں۔ اس کے آگے بھی ایک گاڑی تھی۔ اِسی دوران ایک نوجوان لڑکا' دبلا پتلا' داڑھی رکھی ہوئی تھی' عمر تقریباً چوبیس' پچیس سال آیا' جس نے اردو میں بات کرتے ہوئے پستول سے کار کے دروازے کا شیشہ کھٹکھٹایا اور کہا کہ کار اس کے حوالے کر دو اور جو رقم اس کے پاس ہے وہ بھی دے دو۔ چنانچہ اس نے کار ملزم کے حوالے کر دی۔ ابھی رقم بھی نہ نکالی تھی کہ ملزم نے کار کی اگلی سیٹ پر بیٹھنے کو کہا۔ جس پر وہ اگلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ پھر ملزم نے کہا کہ کار تم خود ڈرائیو کرو۔ لہٰذا جونہی وہ کار سے نکل کر ڈرائیونگ سیٹ کے نزدیک پہنچا تو ملزم نے اس پر پستول سے پانچ فائر کیے۔ ایک فائر گیٹ پر' دوسرا بائیں جانب پسلی پر اور تیسرا پٹ پر لگا جس پر وہ زخمی ہو کر زمین پر گر پڑا۔ ملزم کار اور رقم چھینے بغیر فرار ہو گیا۔ سجاول رسول کو بحالت مضروبی موقع پر موجود افراد نے سروسز ہسپتال میں داخل کروایا۔ موقع ملاحظہ کرنے پر پانچ عدد خول' گولیاں اور مٹی خون آلود بطور وجہ ثبوت قبضہ میں لے کر پارسل سربمہر تیار کیے گئے۔ مقدمہ نمبر 39 ' مورخہ 98-2-4 بجرم 393 ت پ تھانہ ریس کورس لاہور میں درج رجسٹر ہوا۔ سجاول رسول مدعی مقدمہ کو دوران تفتیش سوال کیا گیا کہ آیا وہ ملزم کو سامنے آنے پر شناخت کر سکتا ہے؟ تو اس نے کہا کہ نہیں۔ تاہم فائرنگ کی آواز سن کر ڈیوٹی پر موجود ملازمان نے ملزم کو پکڑنے کی کوشش کی' پیچھا بھی کیا مگر رش اور ٹریفک کی وجہ سے ملزم بھاگ جانے میں کامیاب ہو گیا۔ مقدمہ ہذا کی تفتیش زیرِ نگرانی ایس ایچ او تھانہ ریس کورس عمل میں لائی جا رہی ہے۔ اب تک اس کی تفتیش میں گاڑی چھیننے کی واردات نہ پائی گئی ہے' کیونکہ گاڑی مدعی جہاں کھڑی تھی اس کے آگے اور پیچھے تین چار گاڑیاں اور تھیں بلکہ اس معاملہ سابقہ رنجش ضرور پائی جاتی ہے۔ مقدمہ ہذا کی تفتیش ہر پہلو میں عمل میں لائی جا رہی ہے اور ملزم کو جلد سے جلد گرفتار کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس سلسلے میں جو اس وقت پوزیشن ہے وہ یہ ہے کہ مقدمہ ہذا میں دورانِ تفتیش ملزم کو trace کرنے کے لیے کار چوروں کے گروہ اشخاص ملزمان محمد حسین ولد محمد حمید سکنہ وارڈ نمبر 8 اور محمد یوسف خان ولد عبدالغفار خان سکنہ خیبر ایجنسی کو مقدمہ ہذا میں حسبِ ضابطہ گرفتار کر کے تفتیش کی گئی مگر کوئی سراغ نہ مل سکا ہے۔ مورخہ 98-4-17 کو مسمی لیاقت علی ولد حسن خان کو جو کار چوری کے مقدمات میں ملوث ہے جیل سے طلب کر کے تفتیش کی گئی ہے مگر ابھی تک کامیابی نہیں ہوئی۔ مدعی صحت یاب ہو کر گھر جا چکے ہیں۔ کار مدعی کے حوالے کی جا چکی ہے۔ اصل ملزمان کو trace کرنے کے لیے ہر ممکنہ طریقے سے کوشش جاری ہے۔ جلد ہی اصل ملزمان کو trace کر

کے مقدمہ ہذا کی روشنی میں یک سو کیا جائے گا۔

جناب سپیکر! میری اس میں گزارش یہ ہے کہ میری جو وضاحت ہے اس کی روشنی میں تحریک ہذا ایسی فوری اہمیت کی حامل نہیں ہے جس کے لیے اسمبلی کی کارروائی کو ملتوی کر کے بحث کا جواز پیدا کیا جائے۔

جناب سپیکر، سعید اکبر خان صاحب! کافی تفصیل کے ساتھ جواب آیا ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں آپ سے ہی گزارش کروں گا کہ یہ ایک بڑی کتاب پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے پڑھ کر سنا دی ہے۔ شاید آپ کو سمجھ آئی ہو' مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آیا کہ انھوں نے کوئی ملزم بھی پکڑا ہے یا نہیں' کیونکہ جب قاری پڑھتے ہیں تو ان کی توجہ پڑھنے پر ہوتی ہے۔ کچھ الفاظ کی سمجھ آتی ہے اور کچھ کی سمجھ نہیں آتی۔ میں آپ کی وساطت سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جنھوں نے فائرنگ کی اور ان ملزموں اور بے گناہوں کو مضروب کیا' آیا ان میں کوئی آدمی پکڑا گیا ہے یا نہیں؟ یا ان میں سے کوئی آدمی trace ہوا ہے؟

جناب سپیکر، ظاہر ہے' trace ہونے کے بعد ہی پکڑے جاتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری قانون، جناب والا! تین چار ملزمان جو کہ مشکوک تھے ان کو پکڑ کر ان سے تفتیش کی گئی ہے ۔ اصل ملزمان trace نہیں ہوئے۔ تفتیش جاری ہے۔ جناب والا! آپ کو پتا ہے کہ اس طرح کے ملزمان یک دم آتے ہیں اور حملہ کر کے چلے جاتے ہیں۔ مدعی نے خود بیان دیا ہے کہ وہ ملزمان کے سامنے آنے پر ان کی شناخت بھی نہیں کر سکتا۔ تو جناب والا! ایسی صورت حال میں ظاہر ہے کہ کچھ وقت لگتا ہے اور شاید مزید کچھ وقت لگے۔ لیکن محکمہ پولیس اپنی پوری کوشش کر رہا ہے کہ ملزمان کو trace کیا جا سکے۔

باقی جناب والا! جہاں تک اس تحریک التوائے کار کا تعلق ہے میں تو اس بارے میں بات کر رہا تھا کہ یہ اسی طرح کا واقعہ ہے جس طرح کا پہلے میرے دوست نے یہاں پر پیش کیا ہے۔ انھوں نے ایک occurrence کو لیا اور اس ایف آئی آر پر رپورٹ بنالی۔۔۔۔

جناب سپیکر، چلیں' ٹھیک ہے۔ انھوں نے اتنی ہی بات پوچھی ہے۔ پہلا تو واقعہ مختلف ہے۔ بہرحال' سعید اکبر صاحب! اس میں ابھی کوئی ملزم نہیں پکڑے گئے۔ ابھی تفتیش جاری ہے۔ میرا خیال ہے آپ اس کو press نہیں کرتے۔

جناب سعید اکبر خان، بہرحال، جناب سپیکر! میں اس پر مطمئن ہوں ----

جناب سپیکر، اگر آپ اسے press نہیں کرتے تو اسے dispose of کرتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میں مطمئن ہوں کہ ابھی تک نہ کوئی ملزم trace ہوا ہے، نہ پکڑا گیا ہے ۔ اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب کہتے ہیں کہ ایسے معاملات کو discuss نہ کیا جائے۔ جناب والا! اگر ہم اس طرح کے معاملات کو discuss نہ کریں تو کس چیز کو discuss کریں؟

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ جناب سعید احمد منیس صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 13 pending چلی آ رہی ہے۔ یہ پڑھی جا چکی ہے ۔ اس کا جواب چودھری اقبال صاحب نے دینا تھا۔ جی چودھری صاحب! کیا اس کا جواب آ گیا ہے؟

وزیر زراعت، جی، اس کا جواب آ گیا ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ آپ جواب دیجیے۔

ملتان میں جعلی کیمیائی کھادوں کی تیاری کا سدباب

(-----بحث جاری)

وزیر زراعت، جناب سپیکر! محترم حزب اختلاف نے زرعی ادویات اور کھادوں کی ملاوٹ ، ملتان میں جعلی کھادوں کی تیاری کے بارے میں چند ارشادات فرمائے تھے۔ جس مسئلے کو یہ زیر بحث لانا چاہتے ہیں، اس بارے میں عرض یہ ہے کہ حکومت ان کے بارے میں پوری طرح سے آگاہ ہے اور ملاوٹ اور جعلی کھادوں کی تیاری کو روکنے کے لیے ٹھوس اقدامات کیے جا رہے ہیں۔

جناب والا! جہاں تک زرعی ادویات کا تعلق ہے جعلی اور ملاوٹ شدہ ادویات کی فروخت روکنے کے لیے ایک جامع ایکشن پلان ہم نے تیار کیا ہے جس کے تحت ڈویژن، ضلع اور سب ڈویژن کی سطح پر انتظامیہ اور پولیس کے تعاون سے مؤثر طریقے سے اس پلان پر عمل بھی کرایا جا رہا ہے اور جو لوگ اس کے مرتکب پائے جاتے ہیں انھیں انتظامیہ اور پولیس کے تعاون سے گرفت میں لانے کی بھرپور کوشش کی جا رہی ہے۔ اور محکمہ زراعت میں ایڈیشنل سیکرٹری کی سربراہی میں ایک Monitoring Cell بنایا ہوا ہے۔ ایڈیشنل سیکرٹری کے لیول کا آدمی اس کو head کر رہا ہے اور وہ

DMG آفیسر ہے۔ وہ بڑی محنت سے کام کر رہا ہے۔

جناب سپیکر! جہاں تک کیمیائی کھادوں کے بارے میں انھوں نے فرمایا ہے اس سلسلے میں عرض ہے کہ اس میں درآمد، مارکیٹنگ اور دوسرے امور Punjab Essential Commodities Control Act کی دفعہ 3 کے تحت، اور Punjab Fertilizer Control Order No 1973 کے تحت regulate کیے جاتے ہیں اور کھادوں میں ملاوٹ قابل سزا ہے۔ حکومت نے کھاد کو ضروری اشیاء کی فہرست میں شامل کر رکھا ہے۔ زرعی ترقیاتی کارپوریشن کالعدم قرار دی جا چکی ہے ۔ اس کے جو پہلے آفیسرز تھے ان کو اورضلعی آفیسرز کو ڈپٹی کنٹرولر اور اسسٹنٹ کنٹرولر نامزد کیا ہوا ہے جو کہ جعلی اور ملاوٹ شدہ کھادیں بیچنے والوں کے خلاف باقاعدہ کارروائی کر رہے ہیں۔ محکمہ زراعت نے فوری طور پر کمشنر ملتان کو حکم جاری کر دیا ہے کہ متعلقہ آفیسرز کو ان پر سختی سے عمل کرنے کی ہدایت جاری کریں اور ایسے مجرم جو کھادوں میں ملاوٹ اور جعلی کھادوں کے کاروبار میں ملوث پائے جائیں ان کو گرفت میں لا کر انھیں پوری سزائیں دلوائی جائیں۔

جناب والا! حکومت پنجاب زرعی ادویات کی طرح کھادوں میں ملاوٹ روکنے کے بارے میں ایک مفصل لائحہ عمل تیار کر رہی ہے اور اس پر مؤثر عمل درآمد بھی کر دیا جائے گا۔ ایسے مجرموں کو قرار واقعی سزائیں بھی دی جائیں گی جو قانون شکنی کر رہے ہیں اور اگر ضرورت پڑی تو اس بارے میں قانون سازی بھی کروائی جائے گی کیونکہ یہ معاملہ وفاقی حکومت کی دسترس میں آتا ہے۔

جناب والا! اس وضاحت کے بعد میرا خیال ہے کہ محترم لیڈر آف دی اپوزیشن مطمئن ہوں گے کیونکہ حکومت پنجاب ایسی کوئی کوتاہی نہیں کر رہی۔ لیکن جناب والا! یہ معاملہ واقعی بڑا سنگین ہے جس کی طرف انھوں نے اشارہ کیا ہے ۔ اس بارے میں ہماری کوئی دوسری رائے نہیں، کیونکہ اس سے واقعی زمینداروں کو نقصان پہنچتا ہے۔ یہ معاملہ نہایت ہی سنگین ہے۔ اس کا ازالہ نہایت ہی ضروری ہے۔ یہ معاملہ نہایت ہی سنگین ہے۔ اس لیے ہم اس سے پوری طرح باخبر ہیں ۔ ان کے ارشادات کے بعد اس کو اور زیادہ مؤثر بنانے کی بھرپور کوشش کی جائے گی اس لیے میرا خیال ہے کہ اس پر وہ زور نہیں دیں گے۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! فاضل وزیر صاحب نے میری تحریک التوائے کار کا جو جواب دیا ہے اس سے میں مطمئن تو نہیں ہوں۔ لیکن مجھے ان کی بے بسی پر ترس آ رہا ہے کہ ان کو ان کے محکمے نے ایک فائل کی صورت میں جواب لکھ کر دے دیا اور وہ انھوں نے پڑھ دیا۔ جناب

سپیکر! میں ایک تو آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ معزز وزرائے کرام کو یہ ہدایت ضرور دی جائے کہ وہ محکمے سے briefing تو ضرور لے لیا کریں۔ لیکن ایوان میں آ کر وہ اپنی سمجھ سے ان کا جواب دیا کریں۔ یہ نہیں کہ انھوں نے جو کچھ لکھ کر دیا ہو اسے پڑھ دیا کریں۔ جناب والا! اب انھوں نے وہ پڑھ تو دیا کہ قوانین موجود ہیں اور انھوں نے 1978ء کے قانون کا بھی حوالہ دے دیا۔ اب دیکھنا تو یہ ہے کہ اس پر عمل درآمد کتنا ہو رہا ہے۔ لیکن مجھے خوشی صرف اس بات کی ہے کہ انھوں نے اس موضوع کی سنگینی کا اعتراف کیا ہے اور اس اعتراف کے نتیجے میں' میں اس کو press نہیں کرتا۔

جناب سپیکر، نہیں۔ چودھری صاحب تو کافی contribute کرتے ہیں۔ بہرحال' یہ disposed of تصور ہوئی۔

وزیر زراعت، جناب سپیکر! انھوں نے بے بسی کی جو بات کی ہے اس پر مجھے اعتراض ہے۔ فاضل قائد حزب اختلاف کافی بااختیار بھی رہے ہیں۔ یہ اپنی بے بسی کا کہیں میری طرف تو اشارہ نہیں کر رہے؟

جناب سپیکر، چودھری صاحب بااختیار وزیر ہیں جی۔ تحاریک التوائے کار ختم ہوئیں۔

مسوّدہ قانون

مسوّدہ قانون (ترمیم) شہری ترقی پنجاب مصدرہ 1998ء

جناب سپیکر، اب ہم قانون سازی کرتے ہیں۔ اس دن جناب سعید احمد خان منیس صاحب' سعید اکبر صاحب اور دیگر ارکین حضرات کی طرف سے پنجاب ڈویلپمنٹ آف سٹیز بل 1997ء کی کلاز (2) کے بارے میں ایک امنڈمنٹ آئی تھی۔ وہ ایوان میں پیش ہوئی اور oppose ہوئی۔ تو منیس صاحب! اب آپ اس پر اپنی تقریر کریں گے۔

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر! حکومت کا پنجاب ڈویلپمنٹ آف سیٹز ایکٹ 1976ء میں ترمیم کرنے کا ارادہ ہے۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا تھا کہ جو Constitution of the Authority ہے اس میں Minister for Housing, by virtue of his designation, is the Chairman of the

Authority. ۔ اب حکومت اس میں وائس چیئرمین کا عہدہ create کرنا چاہ رہی ہے اور بڑے عجیب طریقے سے یہ عہدہ create کرنا چاہ رہی ہے۔ حکومت کا خیال ہے کہ Government may re-designate one or more members of the Authority as Vice Chairman۔ جناب سپیکر! اب ان کا ارادہ ہے کہ ایک یا ایک سے زائد وائس چیئرمین بنائے جائیں، لیکن ایک یا ایک سے زائد میں تو آپ ہزار تک لے جا سکتے ہیں۔ اس سے پہلے لاہور ڈویلپمنٹ ایکٹ میں ترمیم کی گئی۔ اس میں جہاں ایک وائس چیئرمین تھا اس میں کہا گیا کہ "not more than two" وہاں تو ایک قدغن لگا دی گئی کہ دو سے زائد وائس چیئرمین نہیں ہوں گے۔ لیکن اس ایکٹ میں جو ترمیم کرنی درکار ہے اس میں کہا جا رہا ہے کہ "one or more" جناب سپیکر! یہ ایک کتنی بے تکی سی بات لگتی ہے کہ معاشی طور پر ہمارا ملک، ہمارا صوبہ اور یہ تمام ڈویلپمنٹ اتھارٹیز بشمول گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی، راولپنڈی ڈویلپمنٹ اتھارٹی اور ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی معاشی طور پر بالکل کنگال ہو چکی ہیں۔ وہاں آئے دن تنخواہوں کے لیے کلرکوں کی ہڑتالیں ہوتی ہیں، سینی ٹیشن سٹاف کی ہڑتالیں ہوتی ہیں۔ جو اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ یہ اتھارٹیز معاشی طور پر بہت ہی کمزور ہو چکی ہیں۔ اور ان کمزور اتھارٹیز میں one or more Vice Chairman بنانے کا ارادہ ہے جو کہ قطعاً درست نہیں۔ اس میں وائس چیئرمین کی غیر محدود پوسٹیں پیدا کی جا رہی ہیں۔ ان کے جو perks and privileges ہوں گے۔ ایک وائس چیئرمین کا اپنا ایک الگ سٹاف ہوگا۔ میں ایل ڈی اے کے وائس چیئرمین کے حوالے سے معزز ایوان کی خدمت میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ جہاں ایل ڈی اے کے وائس چیئرمین کو perks and privileges ملے ہوئے ہیں اسی طریقے سے ان ڈویلپمنٹ اتھارٹیز کے وائس چیئرمینوں کو ملیں گے۔ جناب سپیکر! اس میں ایک الگ آفس ہوگا، الگ سٹاف ہوگا، بنیادی پے سکیل 1 سے لے کے 19 تک جن میں اسسٹنٹ ڈائرکٹر، ڈپٹی ڈائرکٹر، ڈائرکٹر کا سٹاف ان کو ملے گا۔ اور huge financial benefits ہوں گے۔ جن میں ہاؤس رینٹ ملے گا، میڈیکل کی سہولت ہو گی، فری الیکٹری سٹی، فری گیس ہوگی، رہائش اور دفتر میں فری ٹیلی فون مع غیر محدود کالز مہیا ہوں گے۔ کاروں کا فلیٹ ہوگا، entertainment allowances ہوں گے، ٹریولنگ الاؤنسز ہوں گے۔

جناب سپیکر! آپ خود اندازہ لگائیں کہ جو اتھارٹیز معاشی طور پر پہلے ہی بہت کمزور ہیں۔ جب یہ وائس چیئرمین تشریف لائیں گے، ان کو وہاں نامزد کیا جائے گا تو ان تمام اخراجات کا بوجھ انہی اتھارٹیز پر ہی پڑے گا۔ اور ابھی کل پرسوں اخبار میں میں نے پڑھا کہ ایک معزز رکن اسمبلی کو اس کا

وائس چیئرمین بنا دیا گیا ہے ۔ تو گویا حکومت کا شاید ارادہ یہ ہو کہ معزز ایم پی اے صاحبان یا اپنے پارٹی ورکرز کو accommodate کرنے کے لیے یہ عہدے بنائے جا رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج کے حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ کسی طریقے سے بھی درست نہ ہو گا ۔جناب سپیکر! میں نے پرسوں بھی گزارش کی تھی کہ اس میں multiple قسم کی loyalties ان کے سٹاف میں پیدا ہو جائیں گی۔ ایک تو چیئرمین ہوئے ' اس کے بعد ڈائرکٹر جنرل ہوئے اور اس کے بعد متعدد وائس چیئرمین نامزد کر دیے جائیں گے ۔ ان کے سٹاف کی inefficiency and maladministration اتنی بڑھ جائے گی کہ وہ ڈھونڈیں گے کہ ہم کون سے وائس چیئرمین کے loyal بنیں۔ کیا چیئرمین کے loyal بنیں۔ وزیر ہاؤسنگ کو اپنی loyalties show کریں' یا باقی جو آٹھ دس یا پچاس سو یا ہزاروں وائس چیئرمین بنانے کا ارادہ ہے کیا اپنی loyalties ان کے حوالے کریں۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک multiple loyalties والا جو سلسلہ ہے' اس میں محکمے کی inefficiency بہت زیادہ بڑھ جائے گی اور پاورز کی ایک tug of war ہو جائے گی ۔ جناب سپیکر! جس وقت وائس چیئرمین کی نامزدگی ہوگی تو اس کے بعد معاملہ پاورز کا آئے گا کہ کون سے وائس چیئرمین کو کیا پاورز دی جائیں۔ وہاں پر likes and dislikes بھی ہوں گی۔ کتنی پاورز ہیں جو اتنے سارے وائس چیئرمین حضرات کو دی جائیں گی ۔ جب پاورز کا معاملہ آئے گا پھر حکومت کی ایک صوابدید آئے گی کہ Mr so and so زیادہ منظور نظر ہے اس کو اچھی پاورز دے دی جائیں۔ Mr so and so اس کے اگلے نمبر پر آتا ہے تو اس کو اس قسم کی پاورز دے دی جائیں۔ جب معاملہ discretion پر آئے تو وہ سارا آوا بگڑ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے بلکہ بگڑ جاتا ہے۔ اور ہر معاملے میں discretions ہی حکومتوں کو کرپٹ کرتی ہیں۔ اور جب ایک انگریزی کی کہاوت ہے Power makes a man corrupt. اور اس میں unbridled powers حکومت کو دی جا رہی ہیں کہ اپنی مرضی سے جس کو چاہے اچھی پاورز دے دیں ۔ ڈائرکٹر جنرل کی پاورز بھی ان کو دے دیں ' ڈائرکٹر کی پاورز بھی تقسیم کر دیں۔ کسی لحاظ سے یہ مناسب نہیں ہوگا کہ وائس چیئرمین کے عہدے منظور کیے جائیں۔ اور پھر یہ لگتا یہ ہے کہ اس ایکٹ کے ذریعے حکومت اپنے منظور نظر افراد کو سیاسی رشوت کے طور پر عہدے دینا چاہتی ہے اور جیسا میں نے عرض کیا کہ ایل ڈی اے' جو کہ ایک بڑی اتھارٹی ہے' اس کے وسائل دوسری اتھارٹیز کے مقابلے میں زیادہ ہیں۔ وہاں حکومت نے صرف دو پہ اکتفاء کیا ہے اور یہاں one or more پہ اکتفاء کرنا چاہتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں جو کہ کسی طریقے سے مناسب نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر! تعداد بڑھا کر عموماً منتخب نمائندگان اور خاص طور پر ان اتھارٹیز پر کئی سکینڈل سامنے آئے ہیں ۔ اس میں پلاٹس اور پرمٹ جیسے سکینڈل معزز نمائندگان پر لگتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پھر اسی زد میں بات آ جائے گی۔ اور پھر misuse of powers ہوں گی۔ جتنے زیادہ وائس چیئرمین ہوں گے ۔ ان میں جب پاورز تقسیم ہوں گی تو پھر وہ misuse of powers کریں گی۔ میں اس میں ایک چھوٹی سی مثال دینا چاہتا ہوں کہ فی الحال وہاں وائس چیئرمین کے عہدے بنے ہوئے تھے۔ وہاں وائس چیئرمین حضرات نے مختلف ادوار میں misuse of powers کیں۔ میں ایک دو مثالیں دیتا ہوں کہ remission of fines and penalties جس کے اختیارات وائس چیئرمین کے پاس تھے وہاں اپنے اختیارات سے تجاوز کرتے ہوئے وائس چیئرمین حضرات نے misuse of powers کیں اور remission' جتنا کہ وہ اختیارات رکھتے تھے' اس سے زیادہ دی ۔ جناب سپیکر! شاہراہ قائداعظم پر ایک صادق پلازہ ہے ۔ اس کی 106 million روپے penalty بنائی گئی تھی ۔ اور وائس چیئرمین نے اس کو کم کر کے صرف 1.5 ملین پر اکتفاء کیا۔ اسی طریقے سے زمان پلازہ جو کہ شاہراہ قائداعظم پر ہے ۔ اس پر 5.6 Million روپے کا fine assess ہوا تھا' لیکن اس کو reduce کر کے 1.16 ملین کر دیا گیا۔ اسی طریقے سے exemptions کے کیسز ہوتے ہیں' conversion of public sites کے ہوتے ہیں ' کمرشل پلاٹس کے کیسز ہوتے ہیں ' exchange of plots کے ہوتے ہیں۔ باقی اسی قسم کی اور exemptions ہیں۔ جناب سپیکر! یہ misuse of powers میں آئے گا' پھر اسی طریقے سے سکینڈل بنیں گے۔ پھر لوگوں پہ کیچڑ بھی اچھالے جائیں گے۔ اور میں سمجھتا ہوں کسی طریقے سے یہ مناسب نہیں ہوگا۔ اب جتنی ڈویلپمنٹ اتھارٹیز ہیں' جن چار کا میں نے ذکر کیا ہے جو کہ اس ایکٹ کے حوالے سے معرض وجود میں آئیں' ان کی پوزیشن نہایت ہی کمزور ہے ۔ بلکہ گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی جب سے معرض وجود میں آئی ہے اس کی میٹنگز ہی پانچ یا چھ ہوئی ہیں۔ اس میں منسٹر بطور چیئرمین خود اتنی دلچسپی نہیں لیتے ۔ میٹنگز کم کرتے ہیں لامحالہ اگر کام کم ہو تو میٹنگز کم ہوں گی۔ چیئرمین کے پاس اتنا وقت نہیں' یا وہ میٹنگز کرنا نہیں چاہتے تو وائس چیئرمین حضرات کیا کام کریں گے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز ایوان کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ یہاں پہلے تو وائس چیئرمین کے عہدے کی ضرورت ہی نہیں ہے اور اگر حکومت سمجھتی ہے کہ وائس چیئرمین کا عہدہ کسی خاص آدمی کے لیے لازماً بنانا ہے تو پھر جیسے میں نے ترمیم پیش کی ہے'

اس میں صرف ایک وائس چیئرمین کی اجازت دے دی جائے۔ شکریہ!

جناب سپیکر: منیس صاحب! شکریہ۔ اس کا جواب کون صاحب! دیں گے؟

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! اس پر میں بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ اسی amendment پر بولیں گے یا دوسری amendment پر بھی بات کریں گے؟

جناب سعید اکبر خان: میں اسی پر بات کروں گا۔

جناب سپیکر: بہتر ہے' آپ فرمائیں۔

جناب سعید اکبر خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ میں اپنی بات شروع کروں' میرے کافی دوست ہماری عدم موجودگی میں وزیر بنے ہیں۔ میں ان کو مبارک باد پیش کرنا چاہتا ہوں۔ کچھ مرجھائے ہوئے چہرے بھی میرے سامنے ہیں۔ میں ان کے ساتھ افسوس کرنا چاہتا ہوں اور دعاگو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی کوئی نہ کوئی عہدہ ضرور دے۔ کیونکہ پچھلے ایک سال سے انھوں نے بڑی کوششیں کی ہیں۔ جناب سپیکر! میں ان نئے وزیر صاحبان کو مبارک باد پیش کرنا چاہتا ہوں لیکن وہ توجہ نہیں فرما رہے۔ یہ میرے ساتھی ہیں' کافی عرصے سے ہم اکٹھے ہیں' مجھے ان کے وزیر بننے پر بڑی خوشی ہوئی ہے۔ میرے بھائی راجہ اشفاق سرور صاحب جب ہاؤس میں داخل ہوئے تو انھوں نے اپنی جیکٹ کے سارے بٹن بند کیے ہوئے تھے۔ میں نے اپنے بھائی میں ایک تبدیلی محسوس کی ہے۔ پہلے وہ کوئی بٹن بھی بند نہیں کرتے تھے جب کہ آج انھوں نے سارے بٹن بند کیے ہوئے تھے۔ میرا خیال ہے کہ وزیر بننے کے بعد وہ کافی سلجھ گئے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ تو سلجھ گئے ہیں لیکن آپ الجھ گئے ہیں۔ آپ اپنی amendment کی طرف آئیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! آپ نے جو فرمایا میں اسے admit کرتا ہوں کہ میں الجھ گیا ہوں۔ جب میرے بھائی دو دن کے بعد اتنے تبدیل ہو جائیں گے' پھر میں تو الجھ ہی جاؤں گا۔ جب ایسی سوچ develop ہو گی تو پھر الجھنا پڑتا ہے کہ یہ اتنی تبدیلی راتوں رات کیسے ہو گئی؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور): جناب سپیکر! میں نکتۂ ذاتی وضاحت پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

ملک محمد عباس کھوکھر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں نے ملک عباس کھوکھر صاحب کا نام نہیں لیا لیکن وہ

کمزے ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر: پہلے راجہ اشفاق سرور صاحب بات کریں۔

وزیر صحت: جناب سپیکر! میں اپنے بھائی سے ایک وضاحت آپ کے توسط سے چاہوں گا کہ بٹن بند ہونے یا بٹن کھلنے سے کسی کے مزاج یا سلجھنے کا کوئی تعلق نہیں۔ اگر بٹن کھلنے یا بند ہونے کی بات ہے تو انھوں نے جیکٹ ہی نہیں پہنی ہوئی۔ وزارت چھوڑنے کے بعد یہ بالکل ہی الجھ گئے ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آئی کہ یہ کن بٹنوں کی بات کر رہے تھے۔

ملک محمد عباس کھوکھر: جناب سپیکر! سعید اکبر خان صاحب کہہ رہے تھے کہ میں کچھ بھائیوں سے افسوس کرنا چاہتا ہوں۔ میں اس سلسلے میں ان سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ان کا دور نہیں جو وزیر نہ بنے تو وہ لوٹے بن جائیں گے' وہ چلے جائیں گے۔ جناب والا! ہماری ایک جماعت ہے اور ہم جماعت کے ساتھ ہیں۔ جو فیصلہ ہمارا قائد کرے گا وہ ہمیں قبول ہوگا۔ ہم ان شاء اللہ تعالیٰ وہ وزارتیں نہیں لیں گے جو بکتی تھیں' جو لوٹے بن کر ملتی تھیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ amendment کی طرف آئیں۔

جناب سعید اکبر خان: میں amendment پر ہی بات کرتا ہوں۔ میں نے ملک عباس کھوکھر صاحب کا نام قطعاً نہیں لیا تھا کہ وہ وزیر نہیں بن سکے۔

جناب سپیکر! جس amendment پر میں بات کرنا چاہتا ہوں اسے پڑھنے کے بعد میں ششدر رہ گیا ہوں کہ جہاں یہ حکومت غیر ضروری اخراجات میں کٹوتیاں کر رہی ہے' روزانہ اخبارات کے صفحات اور کاغذ کالے ہوتے ہیں کہ ہم نے یہاں یہ کمی کر دی' وہاں یہ کمی کر دی ہے' ہم نے گاڑیاں بیچ دیں۔ پرانی گاڑیاں بیچ کر اب نئی گاڑیاں خریدی جا رہی ہیں۔

وزیر خزانہ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی فرمایئے۔

وزیر خزانہ: جناب والا! ایک وضاحت نہایت لازمی ہے ورنہ میں کبھی مداخلت نہ کرتا۔ سعید اکبر خان صاحب نے کہا ہے کہ پرانی گاڑیاں بیچ کر نئی خریدی جا رہی ہیں۔ میں عرض کرتا ہوں کہ حکومت پنجاب نے گزشتہ ایک سال اور 9 مہینے کے عرصے میں ایک گاڑی بھی نئی نہیں خریدی۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! اچھی بات ہے' میں اس کو appreciate کرتا ہوں کہ نئی گاڑیاں نہیں خریدی جا رہیں۔ جناب والا! جہاں گاڑیاں نہیں خریدی جا رہیں' جہاں اتنی کوشش کی جا رہی ہے کہ غیر ضروری اخراجات کم کیے جائیں تو پھر کیا ضرورت پڑ گئی کہ ایک نہیں' دو نہیں بلکہ یہاں سینکڑوں وائس چیئرمینوں کی provision رکھی جا رہی ہے۔ یعنی وہ پانچ سو بھی ہو سکتے ہیں' ایک ہزار بھی ہو سکتے ہیں۔ جب کوئی limitation نہیں ہوگی تو پھر میں یا عام آدمی یہ سوچ سکتا ہے کہ حکومت شاید ایک ہزار وائس چیئرمین کسی بھی اتھارٹی میں لے سکتی ہے یا نامزد کر سکتی ہے۔ جناب سپیکر! میرے بیٹھنے کے بعد میرے بھائی اپنے جواب میں عادتاً یہ ضرور فرمائیں گے کہ ہم تو عوامی نمائندگی دے رہے ہیں۔ جناب سپیکر! اگر کسی اتھارٹی میں وزیر اعلیٰ صاحب چیئرمین ہیں تو کیا وہ عوام کے نمائندے نہیں ہیں؟ میں تو سمجھتا ہوں کہ وہ پورے پنجاب کے وزیر اعلیٰ ہیں' ان کی طرف سے تو بہت بڑی نمائندگی ہو جاتی ہے۔ لہٰذا پھر کسی اور عوامی نمائندگی کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ جناب سپیکر! کچھ اتھارٹیز میں متعلقہ وزیر صاحب چیئرمین ہیں۔ وہ بھی عوامی نمائندے ہیں' وہ بھی منتخب آدمی ہیں اور اسی ہاؤس کے ممبر ہیں۔ ہماری نمائندگی تو ان کی وجہ سے اس اتھارٹی میں ہو جاتی ہے۔ اس بات کی قطعاً' کہیں بھی justification نہیں ہے کہ ہم عوامی نمائندگی کو بڑھا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی ایک دن عرض کیا تھا کہ کبھی کبھی جمہوری حکومت میں اپنی حکومت کو تقویت دینے کے لیے اس طرح کے عہدے create کیے جاتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت ایسے حالات بھی نہیں ہیں کہ ایسا کرنا اس حکومت کی کوئی مجبوری ہو۔ اس وقت قطعاً ایسی کوئی مجبوری نہیں۔ ان کے پاس اتنی بڑی اکثریت ہے کہ اس بات کا تو خدشہ ہی نہیں کہ گورنمنٹ کو اپنی حکومت چلانے میں کوئی دشواری ہے۔ اتنی بڑی اکثریت کے بعد بھی اگر اس طرح کے فیصلے کیے جائیں تو اس پر جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے۔ جناب والا! پہلے کبھی وائس چیئرمین کا عہدہ نہیں رہا۔ مجھے یاد ہے کہ 1988ء میں یہ ایک روایت چلی تھی۔ شاید اس وقت کی حکومت نے یہ ضروری سمجھا ہوگا' کیونکہ اس وقت حکومت بہت تھوڑی اکثریت سے بنی تھی جب کہ اپوزیشن بہت بڑی تھی۔ اس وقت کے حکمرانوں کو یہ خدشہ ہوگا کہ اگر ہم دوستوں کو accommodate نہیں کریں گے تو شاید ہماری حکومت نہ چل پائے۔ اس لیے 1988ء میں وائس چیئرمین کے عہدے چند اتھارٹیز میں قائم کیے گئے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اُس وقت شاید یہ ضروری بھی ہو اور جمہوری تقاضوں کے مطابق بھی ہو' کیونکہ جمہوریت میں اکثریت کے اوپر حکومت چلتی

ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آج قطعاً یہ غیر ضروری بات ہے۔ یہاں روزانہ یہ بات کہی جاتی ہے کہ ادارے تباہ ہو چکے ہیں' ان کی مالی حالت نہایت ہی کمزور ہو چکی ہے اور ہم ان کو سنبھالا دے رہے ہیں' ہم اپنے پیٹ کاٹ کر یہ تگ و دو کر رہے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کی یہ تمام تقریریں' تمام باتیں ان کی اپنی بات کی نفی کرتی ہیں۔ یہ خود فرماتے ہیں کہ ہم غیر ضروری اخراجات میں کٹوتی کر رہے ہیں۔ جناب والا! کیا یہ غیر ضروری اخراجات نہیں ہیں؟ اگر ایک آدمی کے لیے کوئی عہدہ create کیا جاتا ہے تو پھر اس کے لیے دفتر' سٹاف' گاڑی وغیرہ بھی لی جائے گی۔ تو کیا یہ سب کچھ اخراجات میں نہیں آتا؟ اگر آپ پانچ' دس یا ایک سو وائس چیئرمین بنائیں گے' لامحالہ ان پر اخراجات تو اٹھیں گے۔ ان کے ٹیلی فون کے بل' ان کی گاڑیوں کے اخراجات' پٹرول کے اخراجات وغیرہ کیا غیر ضروری نہیں ہوں گے؟ اور پھر دوسرا اس ترمیم کی وجہ سے زیادہ سے زیادہ وائس چیئرمین ہوں گے جس سے اس اتھارٹی کے معاملات' اختیارات disputed ہو جائیں گے۔ جہاں چار یا پانچ وائس چیئرمین ہوں گے تو اتھارٹی کی پوری ایڈمنسٹریشن divided ہوگی' اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اس سے کوئی بہتری متوقع نہیں' کیونکہ پہلے بھی یہاں وائس چیئرمین رہے۔ ان پر آج تک ہزاروں الزامات لگ رہے ہیں۔ جب پہلے بھی ان کی کارکردگی مشکوک ہے تو پھر کیا آپ یہ توقع نہیں کر سکتے کہ شاید ان کی کارکردگی بھی خراب ہو اور اس سے گورنمنٹ کی بدنامی ہو۔ ہم پہلے جو تجربہ کر چکے ہیں' اور پہلے جہاں ایک وائس چیئرمین لگایا ہے اس کے نتائج مثبت نہیں ہیں تو اب سینکڑوں لگانے سے اور زیادہ خرابی ہو گی۔

جناب سپیکر، سعید اکبر صاحب! wind up کریں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! اگر آپ حکم دیں تو میں ابھی wind up کر دیتا ہوں۔ میں کوئی غیر ضروری بات تو نہیں کر رہا۔

جناب سپیکر، بار بار وہی باتیں repeat ہو رہی ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! آپ کے حکم کے مطابق میں دو لفظ کہہ کر اپنی بات ختم کرتا ہوں۔ میری یہی submission ہے کہ اس ملک اور اس صوبے کے عوام نے بڑی توقعات رکھ کر اس حکومت کو اپنا مینڈیٹ دیا۔ مگر اتنے بڑے مینڈیٹ والی حکومت بھی اس طرح کی باتیں کرے تو عوام کیا سوچیں گے' اور یہ کیا توقع کریں گے کہ یہ ہمارے لیے کیا بہتری کر رہے ہیں؟ پورا ایک سال

گزرنے کے بعد پورے ملک اور صوبے کی عوام مایوس ہو چکے ہیں کہ ہماری بہتری کا کوئی راستہ نہیں۔ پھر اس طرح کے فیصلے عوام کو اور مایوس کریں گے' پریشان کریں گے کہ یہ صرف اپنی ذات اور اپنے خاندوں کے لیے سوچتے ہیں' عوام کے لیے کچھ نہیں سوچتے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، جی' پارلیمانی سیکرٹری صاحب۔

نوابزادہ منصور احمد خان، جناب والا! اس ترمیم کے حوالے سے میں بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی فرمائیے۔

نوابزادہ منصور احمد خان، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O شکریہ۔ جناب سپیکر! گورنر پنجاب سے پنچایت ایکٹ کا آرڈیننس دلوانے کے بعد رورل ایریاز میں سلیکشن کا معاملہ تو حکومت نے کر لیا' رورل ایریاز میں نمائندگی بذریعہ الیکشن صریحاً قانون کی خلاف ورزی ہے۔ 1973ء کا آئین یا لوکل کونسل کا آرڈیننس ہے ----

جناب سپیکر، نہیں۔ آج لوکل کونسل کا کوئی بل نہیں۔ اس پر کوئی بات نہیں ہو رہی۔

نوابزادہ منصور احمد خان، جناب والا! آپ تھوڑا سا صبر کریں میں اسی طرف آ رہا ہوں۔

جناب سپیکر، میں ذرا repeat کرتا ہوں کہ آج یہ معاملہ under consideration ہے،

Clause 2 of the Punjab Development of Cities (Amendment) Bill, 1997.

اس میں آپ نے جو ترمیم دی ہے ـــــ میرے خیال میں نوابزادہ صاحب کافی عرصے کے بعد اسمبلی میں آئے ہیں۔ اس بل کا تو پہلے سے ہی مسئلہ چل رہا تھا اس میں لوکل گورنمنٹ کا تو دور کا بھی کوئی واسطہ نظر نہیں آتا۔ آپ ترمیم کے حوالے سے بات کریں۔

نوابزادہ منصور احمد خان، میں اسی طرف آ رہا تھا۔ جناب والا! شاید آپ کو جلدی ہے۔ آج آپ نے یہ جھٹکا دینا ہے تو آپ کے پاس اکثریت ہے جھٹکا دے دیجیے گا۔ لیکن بات سننے کی حد تک تو کوئی ہرج نہیں۔ جناب والا! میں عرض کر رہا تھا کہ رورل ایریاز میں تو ویسے بھی سلیکشن پر بات آ گئی ہے۔ اب جو اربن ایریاز تھے اس پر جو یہ big cities development کا قانون lay down کیا ہے' اس حوالے سے بھی حکمران طبقہ یہاں بھی سلیکشن کی بات کرنا چاہتا ہے۔ جناب والا! میں یہ عرض کرتا چلوں کہ حکومت نے بڑی محنت ' بڑی دیانتداری ' بڑی ذہانت اور بڑی متانت کے ساتھ' کیونکہ جہاں

بھی حکومت کی کارکردگی کی بات آئے گی تو اس میں ہماری طرف سے بخل والی بات نہیں آئے گی۔ تو میں عرض کر رہا تھا کہ حکومت نے بڑی ذہانت، محنت اور محنت کے ساتھ بلدیاتی الیکشن کی حلقہ بندیوں میں ہیرا پھیری کی ہے تو یہ اسی کی continuity ہے اور بات کو آگے چلا رہے ہیں۔ ایک طرف تو خزانہ خالی ہونے کا رونا رویا جا رہا ہے پھر دوسری طرف ان ترقیاتی اداروں میں مالی بحران کا رونا رویا جا رہا ہے۔ بے روزگاری عام ہے، بلکہ جو روزگار پر لگے ہوئے تھے انھیں بھی زبردستی بے روزگار کر دیا گیا۔ اب اسمبلی سے مبہم قسم کے قانون پاس کرانے کا کیا مطلب ہے؟ حکمران طبقے کی طرف سے ایک بات سامنے آئی کہ ہم یہ اس لیے کر رہے ہیں کہ ہم چاہتے ہیں کہ gross root level تک اختیارات دیں اور انھیں نمائندگی دیں۔ اگر یہ gross root level پر نمائندگیاں دینا چاہتے ہیں اور انھیں حکومت کی کارکردگی میں شامل کرنا چاہتے ہیں تو کیا اوپر کے level پر بھی حکمران طبقے کا کچھ خیال ہے کہ اس قسم کا قانون لے آئیں کہ ایک سے زاید وزیر اعلیٰ ہوں گے تاکہ اس سے زیادہ بہتر اور زیادہ آسانی ہو کہ ایک لیڈر کی بات نہ ہو بلکہ اس میں کئی لیڈر آ جائیں اور وہ حکومتی کارکردگی کو زیادہ بہتر اور موثر بنائیں۔ اگر مبہم قسم کے قانون ہی آنے ہیں تو اس میں یہ بات بھی آ سکتی ہے کہ موجودہ وزیر اعلیٰ کو تاحیات وزیر اعلیٰ بنا دیا جائے، اس قسم کا قانون بھی آ جائے گا۔

وزیر لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ (رانا محمد اقبال خان)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، رانا اقبال صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

وزیر لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ، جناب سپیکر! ان کو ترمیم کے بارے میں relevant ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر، میں نے تو ان کو پہلے بھی کہا ہے لیکن ابھی تک ترمیم کے حوالے سے کوئی چیز سامنے نہیں آئی۔

نوابزادہ منصور احمد خان، جناب سپیکر! اس وقت میں ترمیم کے حوالے سے ہی بات کر رہا ہوں لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ جب آپ حکومتی بنچز پر بیٹھتے ہیں تو پھر آپ کو اس قسم کی باتیں سمجھ نہیں آتیں، کان بند ہو جاتے ہیں، ذہن کام نہیں کرتا۔ اس قسم کی باتیں ہو جاتی ہیں۔ جناب والا! آپ کو تو معلوم ہے کہ جب تک آپ اپوزیشن میں رہے، اس وقت آپ کی سوچ کیا تھی اور حکمران طبقے کی سوچ کیا تھی یا جب آپ حکومتی بنچز پر بیٹھے تو اس وقت آپ کا رویہ کیا تھا اور اپوزیشن کا رویہ کیا تھا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی فرمائیے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! میں اپنے بھائی کی خدمت میں مؤدبانہ گزارش کروں گا، اور آپ سے یہ رولنگ چاہوں گا کہ جب سپیکر کی طرف سے ایک ہدایت آ جائے کہ ایک رکن relevant نہیں ہے۔ تو کیا اس کے باوجود وہ اپنی تقریر جاری رکھ سکتا ہے؟

جناب سپیکر، میں نے کہا ہے کہ آپ relevant ہو جائیں۔ میں نے ان کو بولنے کی اجازت دی ہوئی ہے کیونکہ نوابزادہ صاحب بڑی مشکل سے چھ سات ماہ بعد تشریف لائے ہیں اور ان کی ترمیم آئی ہے۔ وہ ربط نہیں رہا جو ہونا چاہیے تھا۔ وہ ماشاء اللہ گاڑی کے پچھلے ڈبے کو انجن کے آگے لگا رہے ہیں۔ وہ اپنی کوشش کر لیں۔ پہلے لوکل گورنمنٹ پر آئے پھر اس طرف آئے پھر اور طرف گئے پھر واپس آئے۔ اللہ کرے کہ اب یہ ترمیم کی طرف ہی رہیں۔ تو میرا خیال ہے کہ اب ان کو بول لینے دیا جائے۔

وزیر جنگلات، فشریز، وائلڈ لائف و ٹورزم (ملک سلیم اقبال)، جناب والا! آپ نے ان کو irrelevant بولنے کی اجازت دی ہے؟

جناب سپیکر، میں نے ان کو relevant ہونے کو کہا ہے لیکن میں نے ان کو بولنے کی اجازت دی ہوئی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! اگر وہ اس طریقے سے warm up ہو سکتے ہیں تو پھر ٹھیک ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! سپیکر صاحب ہدایات پاس کرتے رہتے ہیں کہ relevant ہوں تو یہ آپ کا حق ہے۔ پھر اس کے بعد ممبر بھی کوشش کرتا ہے کہ وہ relevant رہے۔ کیونکہ وہ کچھ background بنا کر اصل بات کرنا چاہتا ہے۔ شاید میرے دوستوں کو وہ background irrelevant لگے۔ لیکن آخری نکتہ شاید relevant ہو۔

جناب سپیکر، background کی بھی کوئی ground تو ہونی چاہیے۔ اب آپ بھی بولے ہیں لیکن اس میں اس ترمیم کے حوالے سے کچھ ربط تھا۔ آپ ایک دو دفعہ ادھر ادھر گئے لیکن پھر واپس آ گئے۔

جناب والا! میری مبارک باد پر میرے بھائی راجہ اشفاق سرور نے احتجاج کیا۔

جناب سپیکر، میں نواب زادہ منصور صاحب سے گزارش کروں گا کہ آپ اپنی تقریر کو مختصر کرتے ہوئے wind up کی طرف آئیں اور صرف ترامیم کے متعلق جو گزارشات کرنی ہیں کریں۔بہت شکریہ۔

نواب زادہ منصور احمد خان: شکریہ جناب سپیکر۔ اصل میں جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اس قسم کے سیاہ قانون جب lay down ہوں گے اور جس قانون کا اپنا کوئی ربط نہیں ہوگا تو اس پر کی گئی ہر بات بے ربط لگے گی۔اسی طرح حکمران طبقے کو اور حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہوئے میرے دوستوں کو بھی میری بات بے ربط لگے گی۔آپ کو کہیں سے اس کا تسلسل نہیں ملے گا۔

جناب سپیکر! میں تو صرف یہی عرض کر رہا تھا کہ اس قسم کے قوانین بنانے سے آپ big cities کی ڈویلپمنٹ نہیں کرنا چاہ رہے' بلکہ کرپشن کو فروغ دے رہے ہیں۔ اس بل میں ایک سے زیادہ چیئرمین کی بات کرنا اور پھر اس کی تعداد بھی مقرر نہ ہونا بہت غلط بات ہے۔ اس میں ایک سے زاید تو دو بھی ہو سکتے ہیں' سو بھی ہو سکتے ہیں اور ہزار بھی ہو سکتے ہیں۔ شاید حکمران یوں بھی سوچ لیں کہ ان کی پارٹی کے جتنے ممبران ہیں ان ساروں کو ہی وائس چیئرمین بنا دیں۔ اس میں جو سب سے بڑا ابہام ہے وہ یہ ہے' جیسا کہ قائد حزب اختلاف نے فرمایا کہ اس میں بہت سے privileges ہیں' الاؤنسز ہیں' ٹیلی فون' دفتر اور سٹاف کی بھی سہولت ہے۔جناب والا! یہ معاملات ان ترقیاتی اداروں پر بوجھ ثابت ہوں گے۔ وہ ترقیاتی ادارے' جو پہلے ہی مالی بحران کا شکار ہیں ان کے لیے یہ بہت بڑا بوجھ ہوگا۔ہم نے اس سلسلے میں جو ترمیم پیش کی ہے اس میں یہی استدعا کی ہے کہ ایک تو انگریزی کی language درست کریں۔ دوسرا اس میں وائس چیئرمین کی تعداد مقرر کر دیں اور اس کا ایک criteria بنا دیں تو ہر بات جو اس وقت مبہم ہے' وہ صاف ہو جائے گی۔ جناب والا! میری آپ سے اتنی ہی استدعا ہے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا! اس ترمیم پر میرے فاضل دوستوں نے اظہار خیال کیا ہے۔ میں چونکہ اپنی مجبوری کی بناء پر ان سے مستفید نہیں ہو سکتا' اس لیے ہو سکتا ہے کہ جو بات میں کہوں انھوں نے بھی وہی کہی ہو۔

جناب سپیکر: آپ نے تو ان کی بات سنی نہیں ہو گی' اس لیے آپ نے تو وہی بات کہنی ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی : جناب والا! یہ ترمیم جس سے ملتان، فیصل آباد، گوجرانوالہ، راولپنڈی کی اتھارٹیز کے لیے ایک سے زاید وائس چیئرمین رکھے جائیں گے۔ یہ ترمیم جو گورنمنٹ کی طرف سے پیش کی گئی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ بلا جواز ہے اور یہ حکومت کے خزانے پر بلاجواز بوجھ ڈالنے والی بات ہے۔ یہ صرف اور صرف اپنے منظور نظر لوگوں کو نوازنے والی بات ہے۔ حکومت ایک طرف تو یہ واویلا کرتی ہے کہ حکومت کے خزانے خالی ہیں اور وہ حقیقت بھی ہے۔ اس وقت صوبے میں کوئی ترقیاتی کام نہیں ہو رہے اور بعض اہم منصوبے صرف اس لیے تعطل میں پڑے ہوئے ہیں کہ حکومت کے خزانے میں کوئی چیز نہیں۔ پھر صرف اپنے منظور نظر افراد کو نوازنے کے لیے اس قسم کی اسامیاں نکالی جا رہی ہیں جو ہماری سمجھ سے بھی بالاتر ہے۔ جناب والا! یہ حکومت کے دعووں میں بھی بالکل تضاد ہے۔ حکومت کہتی کچھ ہے اور عمل اس کے بالکل خلاف کرتی ہے۔ عمل یہ ہے کہ اس طرح کی ترمیمیں کر کے نئی اسامیاں پیدا کرتے جاؤ۔ اب آپ خود غور فرمائیں کہ ایک سے زاید وائس چیئرمین، جو سو بھی ہو سکتے ہیں، ایک ہزار بھی ہو سکتے ہیں، اس کی کوئی limit نہیں۔ جناب والا! اگر کوئی بہت ضروری بھی ہو تو ایک وائس چیئرمین مقرر کر لیا جائے۔ جب کہ اس سے پہلے بغیر وائس چیئرمین کے بھی کام چل رہا ہے تو آپ ابھی کام چلانے کے لیے سیٹ اپ کو اسی طرح رکھیں اور خزانے پر مزید بوجھ نہ ڈالیں۔ مہنگائی آسمان پر پہنچ چکی ہے، مہنگائی کے جن پر قابو نہیں پایا جا رہا اور غریب عوام پریشان ہیں۔ حکومت اس قسم کے ناجائز اخراجات بڑھا کر خزانے پر مزید بوجھ ڈال رہی ہے۔ اس لیے میں جناب کی وساطت سے یہ گزارش کروں گا کہ اس ترمیم کو ختم کیا جائے اور اگر مجبوراً یہ سمجھتے ہیں تو ایک وائس چیئرمین جہاں ضرورت ہو اس کا اضافہ کر لیں۔ ہمارے خیال سے تو اس کی بھی کوئی ضرورت نہیں۔ پہلے کام چل رہا ہے یا نہیں؟ اگر تو چل رہا ہے اس کو ایک سال اور چلائیں۔ اس کے بعد جب خزانہ بھر جائے تو پھر بے شک ایک کی بجائے دو تین رکھ لیں۔ ابھی آپ اس کو اسی طرح سے چلنے دیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر : شکریہ۔

نواب زادہ منصور احمد خان : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یہ قانون سازی کا کام ہو رہا ہے اور ہاؤس in order نہیں ہے۔

جناب سپیکر : in order ہے۔

نواب زادہ منصور احمد خان: جناب والا! میں کورم کی نشان دہی کر رہا ہوں۔ جناب والا! حکومت نے ہی یہ اجلاس بلایا ہے اور پھر اس میں قانون سازی جیسا اہم کام ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: نواب زادہ صاحب پہلے آپ یہ بات بتائیں کہ آپ نے کورم پوائنٹ آؤٹ کیا ہے؟

نواب زادہ منصور احمد خان: جی' میں نے کیا ہے۔

جناب سپیکر: اس کے بعد آپ بول نہیں سکتے۔ تشریف رکھیں۔ گنتی کی جائے---- گنتی کی گئی۔ ---- کورم نہیں ہے' پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں---- گھنٹیاں بجائی گئیں---- گنتی کی جائے---- گنتی کی گئی ---- کورم پورا ہے! جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون: جناب والا! میرے اپوزیشن کے بھائیوں نے بل میں ترمیم پیش کی ہے انھوں نے اس ترمیم میں کوئی اچھی رائے یا reason نہیں دی' ماسوا اس کے کہ انھوں نے یہ کہا کہ خزانے پر بوجھ ہوگا اور اخراجات بڑھیں گے۔ یہ re-employ ہوں گے' ان کو تنخواہیں دی جائیں گی۔ جناب والا! یہ ساری چیزیں تو presumption پر base کرتی ہیں' حالانکہ جو پہلے کے appointed ہیں ان کو اتھارٹیز میں نکال کر دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ ابھی تک جو وائس چیئرمین appointed ہیں ان میں سے کسی کو بھی تنخواہ نہیں دی جا رہی' کسی کے لیے کوئی perks نہیں۔ یہ غالباً انھوں نے یہ پہلو دیکھا ہی نہیں اور انھوں نے اپنی ترمیم کے حوالے سے یہ گفتگو کی ہے کہ اخراجات میں اضافہ ہوگا۔ جناب والا! بل کے ذریعے یہ suggest کیا گیا ہے کہ اتھارٹی میں ایک سے زیادہ وائس چیئرمین مقرر کیے جا سکیں گے۔ لیکن میرے فاضل دوستوں نے اپنی ترمیم میں یہ کہا ہے کہ صرف ایک چیئرمین ہونا چاہیے اور اس کی انھوں نے جو وجوہات دی ہیں وہ صرف یہ ہیں کہ اس سے اخراجات میں اضافہ ہوگا۔ حالانکہ ان کو یہ بھی مد نظر رکھنا چاہیے کہ Cities Development میں جیسے کہ آپ دیکھ رہے ہیں شہروں کی مشکلات میں کافی اضافہ ہو چکا ہے' آبادی میں کافی اضافہ ہو چکا ہے' شہروں میں اضافہ ہو چکا ہے۔ ان کے مسائل بڑھ چکے ہیں اس لیے بہتر governance اور performance کے لیے ایک سے زیادہ چیئرمینوں کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ جس وقت ضرورت پڑے گی حکومت ان کو appoint کرے گی۔ ان کی appointment بہتر functioning کے لیے کی جا رہی ہے۔ میرے دوستوں نے اس حکومت پر یہ بات کی ہے کہ جی' ہم اپنا پیٹ کاٹ کر اخراجات میں کمی کریں گے۔ میں یہاں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ تو حکومت کی پالیسی ہے اور حکومت پہلے ہی

ایسا کر رہی ہے حکومت نے واقعی اپنا پیٹ کاٹا ہے۔ ان ممبران نے اپنا پیٹ کاٹا ہے' پارلیمانی سیکرٹریوں کو' مجالس قائمہ کے چیئرمینوں کو رولز اور قانون کے مطابق نئی گاڑیاں authorised ہیں۔ لیکن حکومت نے ابھی تک کسی کو نئی گاڑی خرید کر نہیں دی۔ (نعرہ ہائے تحسین) موجودہ حکومت نے اپنا پیٹ کاٹا ہے۔ میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جب سابقہ ادوار میں اپوزیشن میں بیٹھنے والوں کی حکومت تھی کبھی انھوں نے اس پر بھی غور کیا کہ لمبی کیبنٹ' چالیس چالیس وزیر' چالیس ایڈوائزر' چالیس سپیشل اسسٹنٹ اور میرے دوست منیس صاحب بھی اس میں unelected Special Assistant تھے اور اس وقت کی حکومت نے بہت زیادہ اخراجات کیے۔ اس کے مقابلے میں موجودہ حکومت نے' ہم نے اپنا پیٹ کاٹا ہے اور انھوں نے (سابقہ حکومت نے) قوم کے پیٹ کاٹے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) ہماری حکومت نے نہ تو کسی کو ٹویوٹا لکسز دے کر دی ہے اور نہ ہی کسی نے مانگی ہے۔ یہ ٹویوٹا لکسز بھی مانگتے ہیں اور لیتے بھی ہیں۔ اس وقت ان کو خیال نہیں آیا کہ یہ حکومت کا پیسہ' عوام کا پیسہ ہے اس کو ہم یوں ضائع نہ کریں۔ جناب والا! ہم جو ترمیم کر رہے ہیں اس میں اخراجات involve ہی نہیں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ انھوں نے یہ ساری ایک گھنٹے کی بحث لاحاصل کی ہے اس کا کوئی مقصد نہیں تھا۔ لہٰذا ان کی اس ترمیم کو رد فرمایا جائے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is :-

> That in Clause 2 of the Bill for proposed sub-section (8) of Section 4 of the Principal Act, as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, the following shall be substituted:-
>
> > "(8). The Government may designate one member of the Authority as Vice Chairman "
>
> (The motion was lost)

MR SPEAKER: The next amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais.

Mr Sueed Akbar Khan, Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo, Mr Mansoor Ahmad Khan, Sahibzada Muhammad Usman Khan Abbasi, Sardar

Rafiq Haider Leghari, Maulana Manzoor Ahmad Chinioti, Mr Khalid Javed Waraich, Syed Masood Alam Shah, Mr Ikram Ullah Khan Niazi, Pir Shujaat Hasnain Qureshi.

Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move it.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: I move.-

That in clause 2 of the Bill, in the proposed sub-section (8) of section (4) of the Principal Act, as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, after the words "Vice Chairman", appearing at the end, the words "or, as the case may be, Vice Chairmen" be added

MR SPEAKER: The motion moved is -

That in clause 2 of the Bill, in the proposed sub-section (8) of section (4) of the Principal Act, as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, after the words "Vice Chairman", appearing at the end, the words "or, as the case may be, Vice Chairmen" be added.

CH SHAHID AKRAM BHINDER (Parliamentary Secretary): I oppose it.

جناب سپیکر، جی اپوز کرتے ہیں۔ تو اس ترمیم پر پہلے آپ بولیں گے؟

جناب سعید احمد خان منیس: جی۔ جناب والا! مجھے بڑا احساس ہو رہا ہے کہ میرے بھائی اور بزرگ کو جانے کی جلدی ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ مجھے اپنا فرض نبھانا ہے۔ اس ترمیم کے ذریعے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک بات سامنے آئی اور ہاؤس نے اسے by majority vote out کیا۔ earlier جو amendment تھی اس میں منطقی باتیں پیش کی گئیں، لیکن معزز پارلیمانی سیکرٹری غالباً بھاری مینڈیٹ کو اس بات سے منسوب کرنا چاہتے ہیں کہ ہر معاملے میں عددی اعتبار سے اضافہ ہونا چاہیے کہ ہاؤس میں بھی بڑی majority ہو، وائس چیئرمین بنانے میں بھی زیادہ majority ہو۔ جناب

والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم جو قانون سازی کرنے کے لیے یہاں بیٹھے ہیں۔ ہمیں اپنے ذہن کو اچھے طریقے سے استعمال کرتے ہوئے قانون سازی کرنی چاہیے۔ اس صوبے اور اس ملک کے کروڑوں عوام کی نظریں اس طرف لگی ہوئی ہیں۔ وہ یہ دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے منتخب نمائندگان پنجاب اسمبلی میں جا کر کیا قانون سازی کر رہے ہیں؟

(اس مرحلے پر چودھری محمد اعظم چیئرمین کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین! میری پیش کردہ موجودہ ترمیم میں یہ بات سامنے لائی گئی کہ وائس چیئرمین بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاؤس نے اس ترمیم کو منظور نہیں کیا۔ اس کے بعد ہم نے یہ تجویز دی کہ اگر آپ وائس چیئرمین بنانا ہی چاہتے ہیں تو ایک وائس چیئرمین بنا لیں۔ حکومت کا خیال ہے کہ شاید مالی بوجھ نہیں بڑھے گا' لیکن اس صوبے کے عوام اور اس ہاؤس میں موجود میڈیا کے لوگ جانتے ہیں کہ مالی بوجھ کتنا بڑھے گا۔ ہم نے کہا کہ اگر آپ نے وائس چیئرمین بنانا ہی ہے' تو ایک بنا لیں۔ ہماری اس تجویز کو بھی منظور نہیں کیا گیا۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ آپ جو قانون سازی کر رہے ہیں' کم از کم اس کی انگریزی تو درست بنا لیں۔ کیونکہ اس قانون کو صرف ہم نے ہی نہیں' بلکہ پورے صوبے اور پورے ملک نے پڑھنا ہے۔ باہر کے ممالک بھی شاید' اچھی قانون سازی سمجھ کر تو نہیں' ایک بری قانون سازی سمجھ کر اپنے علم میں اضافہ کرنا چاہتے ہوں۔ جناب سپیکر! جہاں یہ کہا گیا ہے،

> The Government may designate one or more members of the authority as Vice Chairman

جب Vice Chairman کا لفظ singular سے plural ہو جائے گا تو "man" کی جگہ "men" آنا چاہیے۔ میں بطور قائد حزب اختلاف یا میرے اپوزیشن کے معزز رفقائے کار صرف مخالفت برائے مخالفت کے لیے یہ ترامیم نہیں لا رہے۔ آپ کم از کم قانون سازی کسی definite انداز میں کیجیے۔ ہماری ترامیم کو یہ سمجھ کر نامنظور نہ کیجیے کہ یہ اپوزیشن کی جانب سے آئی ہیں' تو اگر صحیح بھی ہیں تو اس کو نہ تسلیم کیا جائے۔ جناب سپیکر! میں آپ سے اور آپ کی وساطت سے اپنے معزز اراکین اسمبلی سے یہ گزارش کروں گا کہ ہمیں ایک definite قانون سازی کرنی چاہیے۔ میں نے جس ترمیم کی تجویز دی ہے کہ "Vice Chairman" کی جگہ "Vice Chairmen" کر دیا جائے' اگر ہاؤس اسے اختیار کرتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ پارلیمانی تاریخ میں یہ معاملہ ایک سنگ میل کی حیثیت رکھے گا کہ

ہاؤس نے ایک صحیح ترمیم کو اختیار کر لیا ہے' چاہے وہ اپوزیشن کی طرف سے بھی تھی۔ شکریہ' جناب چیئرمین۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی، جناب چیئرمین! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، گنتی کی جائے---- گنتی کی گئی---- کورم پورا نہیں ہے۔ 5 منٹ تک کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں---- گھنٹیاں بجائی گئیں----پانچ منٹ ہو گئے ہیں' گنتی کی جائے---- گنتی کی گئی---- کورم پورا نہیں' لہٰذا ہاؤس 20 منٹ تک ملتوی ہوتا ہے۔

(جناب چیئرمین نے 12.50 پر 20 منٹ کے لیے اجلاس کی کارروائی ملتوی کر دی)

(ایک بج کر بیس منٹ پر اجلاس کی کارروائی زیر صدارت

مولوی محمد سلطان عالم انصاری ایم پی اے دوبارہ شروع ہوئی)

جناب چیئرمین، گنتی کی جائے ---- گنتی کی گئی---- ایوان میں کورم نہیں ہے لہٰذا کل صبح ساڑھے نو بجے تک کے لیے اجلاس ملتوی ہوتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا نواں اجلاس)

جمعرات 23- اپریل 1998ء

(پنج شنبہ 25- ذوالحج 1418ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح دس بج کر بیس منٹ پر زیر صدارت جناب چیئرمین (عثمان ابراہیم) منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ٥

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ تَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ٥ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ٥ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ اَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ٥

سورۃ البقرہ آیت نمبر 42 تا 44

اور حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ اور سچی بات کو جان بوجھ کر نہ چھپاؤ ٥ اور نماز پڑھا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور (اللہ کے آگے) جھکنے والوں کے ساتھ جھکا کرو٥ (یہ) کیا (عقل کی بات ہے کہ) تم لوگوں کو نیکی کرنے کو کہتے ہو اور اپنے تئیں فراموش کیے دیتے ہو حالانکہ تم کتاب (اللہ) بھی پڑھتے ہو کیا تم سمجھتے نہیں٥

وما علینا الا البلاغ ٥

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ)

جناب چیئرمین، وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے ۔ پہلا سوال نمبر 458 حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے ۔ جی بٹ صاحب۔(کاضل ممبر ایوان میں موجود نہ تھے) اگلا سوال نمبر 580 بھی حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے وہ ایوان میں موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال' جناب ارشد عمران سلہری۔

مالکانہ حقوق

*695۔جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) جولائی 1993ء سے جون 1997ء تک ایل ڈی اے نے ٹاؤن شپ اور گرین ٹاؤن سکیم کے کتنے الاٹیوں کو مالکانہ حقوق دیے ہیں۔ ان کے نام مع پلاٹ نمبر اور پتا جات وغیرہ کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سکیم کے الاٹیوں کو اقساط کی ادائیگی پر سود معاف کیا گیا تھا؟ جن کا سود معاف کیا گیا' ان الاٹیوں کے نام مع معاف کردہ سود کی رقم، علیحدہ علیحدہ بیان کی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(جناب آصف علی ملک) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

(الف) لاہور ترقیاتی ادارے کو ٹاؤن شپ سکیم کا چارج حکومت پنجاب نے 31 جولائی 1993ء کو منتقل کرنے کا نوٹیفکیشن جاری کیا لیکن ناگزیر حالات کی بناء پر عملی طور پر ایل ڈی اے نے 14 دسمبر 1996ء سے سکیم ہذا کا چارج سنبھالا۔ اس وقت سے یعنی جون 1997ء تک 44 الاٹیوں کو مالکانہ حقوق بصورت سیل ڈیڈ دیے جا چکے ہیں۔ جن کی تفصیل ضمیمہ(الف) پر ایوان کی*** میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(جناب چیئرمین! اس میں میں مزید اضافہ کروں گا کہ جواب لکھتے وقت الاٹی 44 تھے مگر اس دوران تین اور لوگوں کو بھی مالکانہ حقوق دے دیے گئے ہیں۔ اس طرح ان کی تعداد 47 ہو گئی ہے)

(ب) لاہور ترقیاتی ادارے کے نوٹیفکیشن نمبری DC9/LDA/295 مورخہ 10 اپریل 1995ء کے تحت

*** فہرست اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں

قاعداعظم ٹاؤن کے الاٹیوں کو اقساط کی تاخیری ادائیگی پر سود معاف کر دیا گیا ہے۔ لہٰذا اب کسی بھی الاٹی سے سود کی رقم وصول نہیں کی جا رہی۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ حکومت نے تسلیم کیا ہے کہ جب سے یہ ٹاؤن شپ سکیم بنی ہے اور اس کے بعد 1993ء میں جب interim government تھی اس کا نوٹیفکیشن ہوا اور ٹاؤن شپ سکیم کو محکمہ ہاؤسنگ سے نکال کر ایل۔ڈی۔اے کے حوالے کیا گیا۔ جناب چیئرمین! آپ اندازہ فرمائیں کہ اس پانچ سال کے عرصے میں صرف 47 الاٹیوں کو مالکانہ حقوق دیے گئے۔ تو کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ تقریباً 27 ہزار الاٹیوں میں سے پانچ سال کے عرصے میں صرف 44 یا 47 الاٹیوں کو مالکانہ حقوق دیے گئے ہیں' یہ اتنی ناقص کارکردگی کیوں ہے؟ یا اس کی background کیا ہے کہ 27 ہزار میں سے صرف 47 الاٹیوں کو مالکانہ حقوق ملے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب چیئرمین! معزز بھائی کی خدمت میں میری گزارش یہ ہے کہ مالکانہ حقوق دینے کی خاطر چند شرائط کا تکمیل ہونا نہایت ضروری ہے مثلاً درخواست گزار الاٹی باقاعدہ transferee ہو' پلاٹ یا کوارٹر کے تمام بقایا جات بمع سرچارج وغیرہ ادا شدہ ہوں' پلاٹ پر تعمیر نقشے کے مطابق کی گئی ہو' اور محکمے سے باقاعدہ completion certificate جاری ہو اور پلاٹ ہر قسم کے قانونی bar یا تنازع مقدمہ سے پاک ہو۔ جب یہ شرائط مکمل ہوں گی تو property rights ان کو منتقل ہو جائیں گے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب چیئرمین! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب کیا یہ بتا سکتے ہیں کہ اس پانچ سال کے عرصے میں کل کتنے الاٹیوں نے مالکانہ حقوق کے لیے محکمے کو درخواستیں دیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ کل درخواستیں کتنی ہیں تو درخواستیں لامحالہ زیادہ ہوں گی۔ اگر یہ بات ایک نئے سوال کے ذریعے آ جائے تو میں ان شاء اللہ ان کی یہ تسلی بھی کرا دوں گا لیکن میری گزارش یہ ہے کہ جب تک یہ مراحل پورے نہیں ہوں گے تب تک ان کو الاٹمنٹ کے حقوق نہیں ملیں گے۔ ویسے تو درخواستیں بہت ساری ہوں گی لیکن جب تک ان کی یہ شرائط مکمل نہیں ہوں گی' تب تک یہ کام پورا نہیں ہو سکے گا۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب چیئرمین! جیسا کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا ہے کہ مالکانہ

حقوق کے لیے ان کی چند شرائط ہیں کہ یہ یہ چیزیں مکمل ہونی چاہییں جس میں ٹرانسفر فیس ہے' اس کے بعد completion certificate ہے پھر extension in building period ہے۔ لیکن میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جب ایوب خان صاحب کے دور 1960ء میں یہ ٹاؤن شپ سکیم لاہور میں بے گھر خاندانوں کے لیے بنی تھی تو یہ سکیم no profit no loss basis پر بنی تھی۔ میں جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ان کے ساتھ ہاؤسنگ کا جو basic agreement ہوا تھا' اس کی یہ جو ٹرانسفر فیس ہے' بلڈنگ پریڈ ایکسٹینشن فیس ہے' commercialization fee ہے' ان کے ریٹس کیا ہیں؟ ایل ڈی اے کے ان کے بارے میں کیا ریٹس ہیں؟

(اس مرحلے پر جناب قائم مقام سپیکر (سردار حسن اختر موکل) کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب قائم مقام سپیکر: جی سلہری صاحب!

جناب ارشد عمران سلہری: جناب سپیکر! میں نے یہ سوال کیا ہے کہ محکمہ ہاؤسنگ کی مالکانہ حقوق کے لیے جو شرائط ہیں ' جن میں ٹرانسفر فیس ہے ' completion certificate ہے 'extention in building period ہے ' ان کے ریٹس کیا ہیں اور ایل ڈی اے کے ریٹس کیا ہیں؟ بنیادی وجوہات جن کی وجہ سے لوگوں کو مالکانہ حقوق نہیں مل رہے کہ ان کو آسان شرائط کے اوپر یہ کالونی بنا کر دی گئی تھی اور اس کو ایک کمرشل ادارے کے حوالے کر دیا گیا کہ جس کے ریٹس بہت زیادہ ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کے ریٹس کیا ہیں اور ایل ڈی اے کے کیا ریٹس ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب سپیکر! سوال یہ پوچھا گیا تھا کہ اب تک کل کتنے الاٹیوں کو مالکانہ حقوق دیے گئے ہیں۔ تو اس سلسلے میں میں نے گزارش یہ کی تھی کہ جن لوگوں نے ان شرائط کی تکمیل کی ہے ان کی تعداد سوال کا جواب پرنٹ ہوتے وقت 44 تھی اور اب وہ 47 ہو گئی ہے۔ جہاں تک ریٹس کی بات ہے تو یہ ایک تازہ سوال بنتا ہے۔ اگر یہ نئے سرے سے سوال دیں تو ان شاء اللہ ان کی تسلی کرا دی جائے گی۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب سپیکر! ابھی پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے تسلیم کیا ہے کہ completion certificate کے لیے یہ یہ شرائط ہیں۔ بہر حال ' اس وقت اگر ان کے نوٹس میں نہیں ہے تو میں آپ کی اجازت سے اپنے علاقے کی نمائندگی کرتے ہوئے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ محکمہ ہاؤسنگ

کی ٹرانسفر فیس 25 ہزار روپے فی کنال ہے جب کہ ایل ڈی اے کی 40 ہزار روپے فی کنال ہے۔ extention in building period کے لیے محکمہ ہاؤسنگ میں 3 فی صد ہے جو کہ دس سال کے بعد نو یا دس ہزار روپے بنے گا جب کہ ایل ڈی اے میں دس ہزار روپے سالانہ ہے۔ جو کہ ایک سال کے بعد ایک لاکھ روپیہ بن جائے گا۔ جناب سپیکر! اسی طرح سے ان کی دوسری چیزیں بھی ہیں کہ پانچ سال کے اندر 47 الاٹیوں کو مالکانہ حقوق دیے گئے ہیں۔ بنیادی وجہ یہ ہے کہ ان کے ساتھ یہ ایک ظلم اور زیادتی ہو رہی ہے۔

چودھری محمد صفدر شاکر، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں اپنے بھائی ارشد عمران سلہری صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ تھوڑی سی نرمی برتیں۔ میرے بھائی پارلیمانی سیکرٹری صاحب بہت مجبوری میں ہیں۔ وہ اسی لیے آپ کو کہہ رہے ہیں کہ یہ "تازہ سوال ہے"۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ وہ تھوڑی سی نرمی کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! میں اپنے بھائی کا ممنون ہوں کہ انھوں نے میرا خیال رکھا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ مجھے اپنے میرٹ پر پرکھا جائے اور جو سوال میرے بھائی نے کیا ہے اس نسبت میں صرف یہی گزارش ہے کہ ایل ڈی اے کے پاس یہ سکیم 1994ء میں آئی۔ 1994ء سے لے کر 1998ء تک صرف 47 الاٹیوں کو مالکانہ حقوق دیے گئے ہیں۔ اور جہاں تک یہ کہنا ہے کہ 60 سے لے کر اب تک اتنے کم لوگوں کو کیوں مالکانہ حقوق دیے گئے ہیں تو اس کے بارے میں یہ جواب ہے کہ جن لوگوں نے شرائط مکمل کیں ان کو مالکانہ حقوق دیے گئے۔

جناب قائم مقام سپیکر، ملک صاحب! آپ نے بجا فرمایا۔ اصل میں شاکر صاحب آپ کو نہیں بلکہ محکمے کو بچانا چاہتے ہیں۔ جی' سلہری صاحب! اس کے لیے نیا سوال کر دیں۔ ریشن کا تو پھر ہی چلے گا۔ جو کمیٹی بنائی گئی تھی کیا اس کی میٹنگز ہوئی ہیں؟

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! کمیٹی کی کوئی میٹنگ نہیں ہوئی۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اس کو سپیشل کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے کہ یہ بہت سے ایسے معاملات ہیں جن کو دیکھنا ہے۔۔۔۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، سلہری صاحب! آپ ذرا رکیں۔ ایک سوال جو پچھلے سیشن میں آیا تھا جس کو میں نے ایک کمیٹی کے سپرد کیا تھا اور اس کی رپورٹ میں نے 15 فروری 1998ء تک مانگی تھی۔ کیا اس کی کوئی میٹنگ ہی نہیں ہوئی یا آپ کسی میٹنگ میں شریک نہیں ہوئے؟

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! کوئی میٹنگ ہی نہیں ہوئی اور نہ ہی ہمیں بلایا گیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! آپ کی ہدایت کے مطابق سوال نمبر 163 پر اس سپیشل کمیٹی کی کم از کم چار میٹنگز ہوئی ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! جس سوال کے بارے میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتا رہے ہیں وہ جوہر ٹاؤن میں سوئی گیس کے مسئلے پر بنی تھی۔ ٹاؤن شپ کے بارے میں میرے سوال کے اوپر کوئی میٹنگ ہی نہیں ہوئی۔ حاجی مقصود بٹ کے سوال جو کہ جوہر ٹاؤن کے بارے میں تھا اس پر میٹنگز ہوئی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، مجھے یاد ہے کہ آپ کے سوال پر کمیٹی بنی تھی اور حاجی مقصود بٹ صاحب کو بھی اس کا ممبر بنایا گیا تھا۔ میں اس کمیٹی کی بات کر رہا ہوں۔ ویسے آج وزیر ہاؤسنگ پھر تشریف نہیں لا سکے۔ راجہ صاحب! میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ایل ڈی اے کے معاملات بہت گمبھیر ہیں۔ پچھلے اجلاس میں جو کمیٹی بنی تھی اس میں بھی سلہری صاحب ممبر تھے۔ اب یہ علم نہیں ہے کہ سلہری صاحب ان میٹنگز میں شامل نہیں ہوئے یا ان کو اطلاع نہیں دی گئی یا کیا بات ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ایسے ہی بات چلی تو پھر سپیشل کمیٹی بنانی پڑے گی۔ وہاں ایل ڈی اے میں جو بات چل رہی ہے اس کے معاملات ایسے ہیں کہ کسی کی بیگم صاحبہ بیمار ہوئیں' ان کو اس ہسپتال میں داخل کرایا گیا جو پول پہ نہیں تھا۔ اور سات لاکھ روپیہ ادا کیا گیا۔ اور پھر جب یہ بات آہستہ آہستہ چلی اور انھیں احساس ہوا کہ یہ بات اسمبلی میں آئے گی تو مجھے حال ہی میں پتا چلا ہے کہ ہسپتال کے ان بلوں کو ادویات میں تبدیل کر دیا گیا۔ لیکن سات لاکھ روپے کی مہینے یا دو مہینے کے لیے ہوں تو وہ رقم کہاں سے دی گئی؟ ایسے بے شمار معاملات ہیں اور میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ متعلقہ منسٹر صاحب سے بھی کہیے گا اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو کمیٹی بنی ہے اس کو وسعت دیجیے اور ان معاملات کا پتا کروائیے کہ یہ ایل ڈی اے جو ایک سفید ہاتھی کے طور پر بنا بیٹھا ہے۔ آپ کو یہ یاد ہو گا کہ اس ادارے کے فنڈز سے گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی بنیں۔ آج یہ اتنا بھوکا کیوں ہو گیا ہے اور اس میں اتنا خسارہ کیوں چل رہا ہے؟ اس پر تھوڑی سی توجہ دیجیے۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اس میں دلچسپی لے کے منسٹر متعلقہ سے بھی کہیں اور اس متعلقہ کمیٹی میں خود بھی ذاتی طور پر بیٹھ کر دیکھیں کہ کیا معاملات ہیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! آپ نے درست فرمایا اور جن امور کی نشان دہی کی ہے وہ متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے بھی نوٹ فرما لیے ہیں اور آپ کے حکم کے مطابق میں بھی متعلقہ وزیر صاحب سے اس بارے میں بات کروں گا۔ لیکن میں ایک گزارش ضرور کرنی چاہوں گا کہ مجھے اس حقیقت سے انکار نہیں کہ واقعتاً اس ادارے کی کارکردگی عوام کی توقعات پر پوری نہیں اتری، تاہم گزشتہ تقریباً ایک سال کے دوران اس ادارے میں بہتری کی صورت حال پیدا ہوئی ہے۔ ابھی میرے بھائی نے پیچھے سے آواز دی تھی کہ وائس چیئرمین مقرر کر دیے جائیں۔ جناب سپیکر! میں دعوے کی ساتھ on the floor of the House یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ ان اداروں میں، واسا میں، ایل ڈی اے میں یا دوسرے ہمارے ترقیاتی ادارے جو اتھارٹیز کے تحت چل رہے ہیں ان میں ہمارے منتخب نمائندے جن کو بطور وائس چیئرمین نامزد کیا گیا ہے ان کی induction کے بعد ان اداروں میں کرپشن جو کہ گزشتہ تین سالوں کے دوران ہوتی رہی ہے اس کے بہت سارے کیسز unearth ہوئے ہیں اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ وہ وقت دور نہیں کہ جب آپ کی observation کے مطابق ان اداروں میں یہ جو تھوڑا بہت گند رہ گیا ہے اس کو بھی صاف کیا جائے گا اور یہ ادارے جس مقصد کے تحت قائم کیے گئے تھے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ وہ اپنا مقصد پورا کریں گے۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی سلہری صاحب!

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! آپ نے درست فرمایا ہے کہ سابقہ سیشن میں یہ ایل ڈی اے کے ٹاؤن شپ کے ترقیاتی کاموں کے حوالے سے اور جوہر ٹاؤن کے حوالے سے سوالات تھے۔ آپ نے ان کو کمیٹی کے سپرد کرنے کا حکم دیا تھا۔ ان کے اوپر کوئی بھی میٹنگ نہیں ہوئی۔ میری اس وقت یہ گزارش ہے کہ ٹاؤن شپ انتہائی غریب لوگوں کی آبادی ہے، وہاں پہ low paid لوگ آباد ہیں۔ اور ان کے ساتھ جو محکمہ ہاؤسنگ نے معاہدہ کیا تھا اس کو ایک نوٹیفکیشن کے ذریعے معین قریشی صاحب کی عبوری حکومت کے دور میں ایل ڈی اے کے حوالے کر دیا گیا۔ ایل ڈی اے ایک ڈویلپمنٹ اتھارٹی ہے کہ جو سکیمیں تیار کرتا ہے اس کے بعد ان کو متعلقہ لوکل کونسلوں کے حوالے کر دیتا ہے۔ یہاں ان لوگوں کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ ایک developed سکیم کو اتھارٹی کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ بجائے اس کے کہ اس کو لوکل کونسل کے حوالے کیا جاتا۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ اس کے اوپر ایک سپیشل کمیٹی بنا دی جائے تاکہ ان تمام معاملات کی چھان بین ہو سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ جو کمیٹی پہلے سے بنی ہوئی ہے' اس کے آپ بھی ممبر ہیں۔ اسی کے ایجنڈے میں اس کو لے آئیں۔ اگر آپ ہاؤسنگ کمیٹی میں پہلے سے بطور ممبر نہ ہوں یا آپ کو معاملے کا علم نہ ہو پھر تو خصوصی کمیٹی بنائی جاتی۔ پہلی کمیٹی کام کر رہی ہے' بلکہ پرسوں میں نے اس کی فائل بھی منگوا کر دیکھی ہے۔ غالباً کل اس کی میعاد میں توسیع کی بات بھی ہوئی ہے۔ آپ مہربانی کیجیے' initiative لیجیے اور اسی میں یہ معاملہ شامل کروا لیں۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب سپیکر! پھر مہربانی کیجیے۔ اس سے اگلا سوال بھی ٹاؤن شپ کے حوالے سے ہے' لہٰذا ان دونوں سوالوں کو اس کمیٹی میں بھجوا دیں۔ میری دوسری گزارش یہ ہے کہ میرے فاضل ساتھی میاں فضل حق' ایم پی اے کو بھی اس کمیٹی میں شامل کر لیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگر میاں فضل حق صاحب اس میں دلچسپی رکھتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن یہ بھی آپ کی طرح نہ کریں' بعد میں کہیں کہ اس کمیٹی کی تو میٹنگ ہی کوئی نہیں ہوئی۔ آپ نے سوال دے دیا' کمیٹی کے ماشاء اللہ ممبر بھی بن گئے۔ میں نے پرسوں خصوصی طور پر فائل منگوا کر اس کی کارروائی دیکھی ہے۔ اس کمیٹی کی میٹنگز ہوئی ہیں اور اس کی میعاد میں توسیع کے لیے بھی غالباً کل بات کی گئی ہے۔ میں میاں فضل حق صاحب کو بھی اس میں ممبر نامزد کرتا ہوں۔ لیکن یہ معاملہ جلدی طے کر لیجیے' کیونکہ تاخیر سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ یہ نہیں ہونا چاہیے کہ کمیٹی تین تین مہینے تک اپنی رپورٹ ہی پیش نہ کر سکے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب سپیکر! آپ کا حکم مقدم ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ سوال نمبر 163 جو حاجی مقصود بٹ صاحب نے پچھلے اجلاس میں پیش کیا تھا' اس کی نسبت آپ نے ہدایت فرمائی تھی اور وہ خصوصی کمیٹی کو بھیجا گیا تھا جس میں ارشد عمران سلہری صاحب کو بھی ممبر بنایا گیا تھا۔ اس کمیٹی کی چار میٹنگز ہو چکی ہیں۔ کل اس کی میعاد میں توسیع کے لیے ہاؤس میں اجازت بھی طلب کی گئی ہے۔ جناب والا! ساتھ ہی ساتھ ایک اور گزارش یہ ہے کہ کچھ اور معاملات جو سلہری صاحب نے پچھلے اجلاس میں جناب کے گوش گزار کیے' ان سے متعلق آپ نے فرمایا تھا کہ اگر آپ چاہتے ہیں تو کسی قرار داد کی شکل میں آپ انھیں لے آئیں۔ شکریہ۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب سپیکر! میرے بھائی نے جس کمیٹی میٹنگز کا ذکر کیا ہے اس میں صرف جوہر ٹاؤن کے علاقے میں سوئی گیس کے معاملے پر بات ہوئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سلہری صاحب! اب اس بحث کو ختم کرتے ہیں۔ آپ کے دونوں سوالات 695 اور 696 اس کمیٹی کو بھجوا دیتے ہیں اور میں میاں فضل حق صاحب کو بھی اس کا ممبر نامزد کرتا ہوں۔

جناب ارشد عمران سلہری: شکریہ۔

ٹاؤن شپ سکیم

*696۔جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹاؤن شپ سکیم' کینیڈا کی مدد سے بےگھر خاندانوں کے لیے' بنائی گئی تھی اور اس کے قواعد و ضوابط کی منظوری قومی اقتصادی کونسل نے دی تھی اور اس کا ترقیاتی کام صوبائی حکومت کے سپرد کیا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ قواعد کے مطابق مالکانہ حقوق 20 سال کے اندر ملنے تھے' جو ابھی تک نہ ملے ہیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ یہ سکیم بلا نفع و نقصان کی بنیاد پر بنائی گئی تھی اور آیا اسے کمرشل ادارہ کے حوالے کرنا خلاف قانون نہ ہے۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ حصول اراضی قانون مجریہ 1894 کے تحت اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور 1973ء کے مطابق سکیم کے لیے حاصل کردہ زمین حکومت پنجاب کی ملکیت بن گئی تھی اور حقوق دینے کا حق صرف صوبائی حکومت کو ہی تھا۔

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کے آرٹیکل 138 کے تحت جب تک صوبائی اسمبلی قانون نہ بنائے صوبائی حکومت اپنے اختیارات کسی ماتحت ادارہ کو تفویض کرنے کی مجاز نہ ہے اور نگران حکومت کا نوٹیفکیشن نمبر 123/91 مورخہ 13 جولائی 1993ء آئین اور قانون کی خلاف ورزی ہے۔ اس سلسلہ میں حکومت کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)،

(الف) درست ہے۔

(ب) کسی بھی اسکیم کے مالکانہ حقوق اس کی حتمی قیمت متعین ہونے پر دیے جاتے ہیں اسکیم ہذا کی حتمی قیمت دوران کنٹرول محکمہ ہاؤسنگ فائنل نہ کی جا سکی کیونکہ سابقہ مالکان اراضی نے معاوضہ زمین بڑھانے کے لیے عدالت سے رجوع کیا ہوا تھا جس کا فیصلہ سپریم کورٹ نے مورخہ 23 جون 1993ء کیا۔ مورخہ 31 اگست 1993ء کو سکیم کا کنٹرول ایل ڈی اے کو سونپ دیا گیا ہے۔ جن اللاٹی حضرات نے مالکانہ حقوق کے لیے مقررہ شرائط پوری کردی ہیں انہیں مالکانہ حقوق دے دیے گئے ہیں۔

(ج) یہ درست ہے کہ اسکیم بالا نفع نقصان کی بناء پر بنائی گئی تھی البتہ پالیسی کے مطابق

محکمہ ہاوسنگ کی اسکیمیں تکمیل کے بعد متعلقہ لوکل باڈیز کو برائے دیکھ بھال سپرد کر دی جاتی ہیں۔

(د) جواب جز "ب" میں دے دیا گیا ہے۔

(ہ) درست نہ ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ سوال نمبر 695 میں انھوں نے جو پوچھا تھا اس کا مکمل جواب دے دیا گیا ہے۔ اب اس سوال کو خصوصی کمیٹی میں بھیجنے کی جو ان کی استدعا ہے اس میں ظاہری طور پر کوئی منطق نہیں۔لیکن اگر جناب والا کا حکم ہے تو ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اس سے کیوں ڈرتے ہیں؟ آپ کیوں خائف ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! میں نے ریکارڈ درست کرنے کی خاطر آپ سے گزارش کی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! آپ خائف نہ ہوں' ایل ڈی اے کے معاملات محکمے کو ذرا دیکھنے دیں' ہمیں بھی دیکھنے دیں کہ یہ کیا کرتے ہیں۔ ایل ڈی اے کو ہم نے خوا کیوں بنایا ہوا ہے' یہ عوام کے لیے خوا کیوں ہیں؟ ان کو علم ہونا چاہیے کہ ان کے اوپر ایک سپریم ادارہ بیٹھا ہے' جس نے عوام کو جا کر جواب دینا ہے' ان کی کارکردگی کے متعلق جاننا ہے۔ آپ کو غالباً تجربہ نہیں ہے' کسی دن آپ بغیر بتائے وہاں پر جائیے تو پھر آپ کو پتا چلے گا۔

حاجی ملک عمر فاروق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! گزارش یہ ہے کہ اگر جواب پڑھے ہوئے تصور کر لیے جائیں تو باقی دوستوں کو وقت مل جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بالکل ٹھیک ہے' آپ کی تجویز مناسب ہے۔

(چودھری محمد صفدر شاکر نے خواجہ محمد اسلام کے ایماء پر سوال نمبر 717 پیش کیا)

مالکانہ حقوق

*717۔ خواجہ محمد اسلام، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایف۔ڈی۔اے فیصل آباد نے غلہ منڈی کی جگہ' مکی مارکیٹ اور مدنی مارکیٹ تعمیر کر کے لوگوں کو دکانیں الاٹ کی تھیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کافی عرصہ گزرنے کے باوجود ابھی تک ان الاٹیوں کو مالکانہ حقوق نہیں ملے اگر ایسا ہے تو اس کی وجہ کیا ہے اور کب تک ان کو مالکانہ حقوق دیے جائیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! چونکہ سوال نمبر 717 محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ سے متعلقہ نہیں ہے۔ لیکن ریکارڈ کو درست کرنے کی خاطر میں گزارش کرتا ہوں کہ یہ سوال سب سے پہلے ایف ڈی اے کو بھیجا گیا' جہاں سے ان کا جواب یہ آیا کہ مارکیٹ تعمیر نہیں کی گئی۔ پھر یہ محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی کو بھیجا گیا' انھوں نے جواب دیا ہے کہ یہ ان سے بھی وابستہ نہیں ہے۔ آخر میں یہ سوال بورڈ آف ریونیو کو بھجوایا گیا لیکن وہاں سے بھی یہی جواب آیا کہ یہ سوال ان کے محکمے سے متعلق نہیں ہے۔ بہرصورت' ہم نے اب لوکل انتظامیہ کو یہ سوال بھجوایا ہے۔ لیکن میں یہ کہوں گا کہ اس سوال717 کا محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ سے کوئی تعلق نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے پاس جو جوابی کاپی ہے اس میں لکھا ہے کہ "جواب موصول نہیں ہوا"

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! جواب موصول نہیں ہوا' لیکن میں اس کی وضاحت کر رہا ہوں کہ یہ ہمارے محکمے سے متعلقہ نہیں ہے۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یہ سوال 10-6-97 کو آپ کے پاس آیا اور آپ نے اسے 21-6-97 کو حکومت پنجاب کو بھجوا دیا۔ لیکن آج تک یہ طے نہیں ہو سکا کہ یہ سوال کس محکمے سے متعلقہ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ سوال کو thrash out کرنے کے لیے بھی ایم پی ایز کی ایک کمیٹی بنا دیں تاکہ وہ تعین کر سکے کہ یہ کس محکمے کا سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے کہوں گا کہ یہ بات تو بڑی سیدھی سی ہے کہ وہ بتا دیں کہ آیا وہاں پر کمی مارکیٹ یا مدنی مارکیٹ بنائی گئی ہے یا نہیں۔ اگر بنائی ہے تو پھر ان سے متعلقہ ہے۔ اگر نہیں بنائی تو پھر کہہ دیں کہ ہم نے نہیں بنائی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! یہ سوال ایف ڈی اے کو بھیجا گیا اور انھوں نے کہا کہ یہ سوال ہم سے متعلقہ نہیں ہے اور نہ ہی ہم نے یہ مارکیٹ بنائی ہے۔ لیکن اس سوال کو جس طریقے سے محکمے کی طرف سے مختلف مراحل میں exhaust کیا گیا وہ میں نے آپ کے گوش گزار کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، چیئر اس بات سے متفق نہیں ہے۔ یہ جواب جو آپ کو موصول ہوا ہے یہ محکمے نے جان چھڑانے کے لیے دیا گیا ہے۔ آپ انھیں فوراً لکھیں اور جنھوں نے یہ جواب دیا ہے ان کے خلاف ایکشن لیں کہ اس نے ہاؤس کو یہ کیوں لکھا کہ یہ ہمارے محکمے سے متعلقہ نہیں ہے۔ متعلقہ کیسے نہیں ہے؟ اگر وہاں مارکیٹ بنی ہے تو انھوں نے بنائی ہوگی، اگر نہیں بنی تو وہ کہہ دیں کہ ہم نے مارکیٹ نہیں بنائی۔ یہ کیسے کہہ دیا کہ یہ سوال ہم سے متعلقہ ہی نہیں۔ آپ ان کو بلوائیں اور کہیں کہ اس کو کلیئر کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! تعمیل ہو گی۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! اگر حکومت سے یہ طے نہیں ہو رہا کہ یہ کون سے محکمے کا سوال ہے تو میں اس ہاؤس سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ غلہ منڈی کی تعمیر مارکیٹ کمیٹی کرتی ہے اور مارکیٹ کمیٹی محکمہ زراعت کے ماتحت ہے۔ میرا خیال ہے کہ ایف ڈی اے اس میں حق بجانب ہے، کیونکہ غلہ منڈی وغیرہ مارکیٹ کمیٹی کے تحت آتی ہیں۔ چونکہ یہاں زراعت کا کوئی وزیر نہیں، یہ محکمہ وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب جون کے بعد اس ہاؤس میں تشریف نہیں لائے، لہٰذا یہ اسی طرح ہی چلتا رہے گا اور معلوم نہیں ہو سکے گا کہ غلہ منڈی کی جگہ پر مکی مارکیٹ اور مدنی مارکیٹ کس نے تعمیر کی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہرحال، آپ محکمے سے پوچھیں۔ بعض اوقات غلطی سے بھی کسی کی جگہ پر تعمیرات ہو جاتی ہیں۔ اگلا سوال حاجی امداد حسین صاحب کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال بھی حاجی امداد حسین صاحب کا ہے۔ اگلا سوال شاہد محمود بٹ صاحب کا ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ: سوال نمبر 1065

جناب قائم مقام سپیکر، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے گا۔

پنجاب اربن ڈویلپمنٹ پراجیکٹ سکیم کی تکمیل

*1065۔ جناب شاہد محمود بٹ، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) پنجاب اربن ڈویلپمنٹ پراجیکٹ (PUDP) کب اور کتنی لاگت سے شروع کیا گیا۔ اس کے

تحت کون کون سے شہر میں کتنی سکیمیں تکمیل کی گئی ہیں۔ ہرسکیم کی مکمل تفصیل بتائی جائے۔

(ب) اس منصوبہ کے تحت کون کون سے افسران نے بیرون ملک تربیت حاصل کی ہر افسر کا نام، عہدہ اور ملازمت مدت تربیت ،معہ ملک اور خرچ کی تفصیل بتائی جائے۔

(ج) اس منصوبہ کے لیے بیرونی امداد قرض تھی یا گرانٹ، اگر قرض تھی تو اس پر شرح سود کیا تھی نیز اب تک کتنا قرض واپس کیا گیا ہے اور کتنا ابھی بقایا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(جناب آصف علی ملک)۔

(الف) (i) PUDP یکم جولائی 1987ء کو Counter Part Funding کی بنیاد پر عالمی بینک کے تعاون سے 3296.22 ملین روپے کی لاگت سے شروع ہوا جو بعد میں نظر ثانی کر کے 4452.353 ملین روپے ہو گیا۔

(ii) اس پراجیکٹ کے تحت مندرجہ ذیل شہروں میں مختلف سکیمیں مکمل کی گئیں،

لاہور، گوجرانوالہ، سیالکوٹ، ساہیوال، سرگودھا، شیخوپورہ، بہاولپور، ملتان، رحیم یار خان، بوریوالہ، وہاڑی اور میاں چنوں، *** تفصیل "الف" پر ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) *** اس کی تفصیل تتمہ "ب" پر ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) (I) اس منصوبے کے لیے یہ رقم پوری طرح قرض تھی۔

(II) اس پر شرح سود 11 فی صد سالانہ واجب الادا ہے۔

(III) اس قرض کی واپسی میں ابتدائی چار سے چھ سال کا دورانیہ واپسی سے مستثنیٰ ہے اور اس کے بعد ادائیگی اقساط کی صورت میں معاہدوں میں درج شرائط کے مطابق حکومت پنجاب اور حکومت پاکستان کریں گی۔ کیونکہ اس قرض کا سارا نظام Counter Part Funding پر مبنی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، کوئی ضمنی سوال ہے تو کریں۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! PUDP کا پراجیکٹ جولائی 1987ء میں 4452 ملین سے شروع کیا گیا۔ اب اگر اس کی تفصیل دیکھی جائے تو اس 4452 ملین میں صرف لاہور میں کارپوریشن، ٹیپا اور

*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں

ایل ڈی اے کے 4000 ملین کے پراجیکٹ شروع کیے گئے۔ اس میں سے سیالکوٹ' گوجرانوالہ اور ملتان کے لیے 172 ملین خرچ کیے گئے۔ بقایا کی feasibility بنانے پر 218 ملین خرچ کیا گیا۔ جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ پراجیکٹ ان 12 شہروں کے لیے بنایا گیا تھا جس کی تفصیل ساتھ ہے لیکن آپ اس میں صرف اور صرف لاہور کے لیے 4000 ملین خرچ کر دیتے ہیں۔ کیا ہمارے ساتھ یہ زیادتی نہیں کہ بقایا شہروں کے لیے لکھا ہوا ہے کہ ان کی سکیمیں مکمل ہو چکی ہیں یا ان پر کام شروع ہو رہا ہے۔ آج بھی یہی صورت حال ہے اور پہلے بھی یہی صورت حال تھی کہ سکیمیں پورے پراجیکٹ کے لیے شروع ہوتی ہیں لیکن ایک شہر کی سکیموں کو مکمل کرنے کے لیے باقی شہروں کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ تو میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس کی کیا وجہ ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، ملک صاحب! آپ بٹ صاحب کا سوال سمجھ گئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! جو آپ کی ہدایت ہو۔ جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ لاہور شہر تو پاکستان کا دل ہے اور صوبے کا دارالخلافہ ہے۔ لیکن اس کے علاوہ گوجرانوالہ ' سیالکوٹ' ساہیوال' سرگودھا' شیخوپورہ' بہاولپور' ملتان' رحیم یار خان' بورے والا' وہاڑی اور میاں چنوں کو بھی فنڈ دیے گئے ہیں اور وہاں پر بھی سکیمیں تکمیل پر ہیں۔

جناب شاہد محمود بٹ، پارلیمانی سیکرٹری صاحب مجھے یہ بتا دیں کہ سرگودھا' شیخوپورہ' بہاول پور یا دوسرے شہروں میں کون سے پراجیکٹس شروع کیے گئے ہیں اور کتنی رقم خرچ ہوئی ہے؟ میں نے آپ کو تفصیل بتائی ہے اور میرے پاس ریکارڈ ہے' آپ اس میں چیک کر لیں۔ اس میں نارتھ ایسٹ لاہور پر 221 ملین خرچ ہوتے ہیں' پرانے لاہور پر 285.600 ملین خرچ ہوتے ہیں' ٹیپا جو آج بھی سڑکوں کے لیے اربوں روپیہ لے رہی ہے' اس پر 988 ملین خرچ ہو رہے ہیں۔ لاہور میٹروپولیٹن کارپوریشن پر 118 ملین خرچ ہو رہے ہیں۔ لاہور کو پانی سپلائی کرنے کے لیے 2227.52 ملین خرچ ہو رہے ہیں' اسی طرح ایل ڈی اے لے رہا ہے۔ جناب والا! سارا خرچ تو اس میں ہو گیا' لیکن پارلیمانی سیکرٹری صاحب کہتے ہیں کہ دوسرے شہروں میں کام ہوا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ان کی تفصیل مجھے بتا دیں۔ ورلڈ بنک نے ہمیں جو قرضہ دیا تھا کیا یہ صرف لاہور کے لیے مختص تھا؟ اگر آپ نے دوسرے شہروں میں خرچ کیا ہے تو پھر اس کی ہاؤس میں تفصیل دیں۔ لاہور دارالخلافہ ہے تو اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ دوسرے علاقوں کے لوگ بھی پاکستان کی شہ رگ ہیں۔ آپ صرف لاہور کی ترقی

کر رہے ہیں پھر باقی لوگ تو ختم ہو گئے۔ رورل ایریا میں ایک بھی ڈویلپمنٹ سکیم نہیں نہ وہ پہلے چلی تھی نہ آج چلی ہے۔ یہ لاہور کو ڈویلپ کرتے ہیں' لاہور کا گورنر ہاؤس بیچ کر سڑکیں بنا لیں' لاہور کی پراپرٹی بیچ کر سڑکیں بنا لیں' ورلڈ بنک دے وہ بھی لاہور کی ڈویلپمنٹ کر دیں۔ کیا لاہور کے علاوہ دوسرے لوگوں کے لیے ورلڈ بنک نے کوئی فنڈ نہیں دیے؟ میں آپ سے پوچھوں گا کہ آپ مجھے اس کی تفصیل دیں کہ اس کی کیا وجہ ہے اور اس کا ذمہ دار کون ہے؟

خواجہ ریاض محمود، جناب والا! اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کا جواب دیتا ہوں۔ بار بار لاہور لاہور ہو رہا ہے تو میں لاہور کی سطح پر ان کو جواب دینا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، پارلیمانی سیکرٹری صاحب جواب دے لیں' بہتر ہے۔ لاہور تو سب کے لیے لاہور ہے۔ وہ بھی جانتے ہیں آپ بھی جانتے ہیں اور میں بھی جانتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! میں نے اپنے معزز بھائی کی خدمت میں بات کی ہے' یہ سکیمیں اور پراجیکٹ صرف لاہور کے لیے نہیں ہیں۔ یہاں پر صرف کام شروع ہے۔ پہلے مرحلے میں باقی شہروں کی feasibility study کا کام مکمل ہوا۔ لیکن چونکہ لاہور میں پراجیکٹس تیار تھے اس لیے ان پر عمل در آمد ہو گیا ہے۔ باقی تمام شہر جن کا میں نے ذکر کیا ہے وہاں پر بھی کام ہو رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، بٹ صاحب! آپ ویسے بھی سمجھ جائیں یہ کیپیٹل ہے' دارالحکومت ہے آبادی اور دوسرے لحاظ سے بھی اس کی اہمیت زیادہ ہے' اس لیے اس کو خوبصورت رکھیں گے تو بات بنے گی۔ ملک صاحب نے بتا دیا ہے۔ اب اس بات کو چھوڑیں اور آگے چلیں۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! یہ زیادتی ہے۔ میں لاہور کی اہمیت سے انکار نہیں کرتا لاہور میرا بھی ہے سب کا ہے' پنجاب کا دارالخلافہ ہے۔ لیکن یہ زیادتی ہے۔ میں اس سوال کو نہیں چھوڑوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ اس کو بہت زیادہ زیادتی تصور کرتے ہیں تو اس پر تحریک لائیے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! میں کس بات کی تحریک لاؤں؟

جناب قائم مقام سپیکر، یہی کہ لاہور کو سجانا بڑی زیادتی ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، نہیں۔ جناب والا! میرے کہنے کا مقصد یہ نہیں کہ لاہور کو ڈویلپ کیوں کیا۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ دوسرے شہر جو نظر انداز کیے گئے ان کے لیے بھی ورلڈ بنک نے پیسہ دیا ہے۔

دوسرے شہروں کے لیے بھی foreign project ہے۔ آپ نے ورلڈ بنک سے 11 فی صد سود پر قرضہ لے کر افسروں کی ٹریننگ پر خرچ کر دیا ہے' لاہور پر خرچ کر دیا ہے۔ لیکن قرضہ ہم دے رہے ہیں' ہم زرعی ٹیکس دے رہے ہیں اور لوگ تو ٹیکس دے دے کر پاگل ہو گئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں آپ نے کیا دیا ہے ' ورلڈ بنک نے ہمیں کیا دیا ہے؛ ہم قرضہ کیوں واپس دیں؛ جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ خرچ کوئی کرے اور پیسے واپس کوئی کرے تو یہ زیادتی ہے۔ میں اس سے مطمئن نہیں ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آئندہ ایسی زیادتی نہ ہو۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! شاید میرے بھائی اس وجہ سے غلط فہمی کا شکار ہیں کہ شاید لاہور کا کام دوسرے شہروں کے expenses پر ہو رہا ہے۔ یہ قطعاً غلط ہے۔ میری گزارش ہے کہ چونکہ لاہور میں پراجیکٹس تیار تھے اس لیے ان پر عمل در آمد شروع ہو گیا۔ لیکن جہاں تک باقی شہروں کی بات ہے میں نے تمام شہروں کا نام لیا ہے۔ ان کی feasibility study ہونے کے بعد یہ پراجیکٹس وہاں پر بھی شروع ہوں گے۔

مولوی محمد سلطان عالم انصاری، جناب والا! اس سوال کے جواب میں ضمنی سوال پیدا ہوتا ہے۔ اس میں ملتان کا نام لکھا گیا ہے کہ وہاں پر کوئی سکیم مکمل کی گئی ہے۔ جناب والا! میں پارلیمانی سیکرٹری سے عرض کروں گا کہ اس ورلڈ بنک کے قرضے یا جو PUDP بنائی گئی ہے اس سلسلے میں ملتان میں کوئی سکیم بھی مکمل نہیں کی گئی۔ ہم نے جتنی بھی سکیمیں بنا کر دی ہیں ان کو فائلوں کی نذر کر دیا گیا ہے' ان پر کوئی توجہ نہیں دی گئی۔اس ایوان میں بار بار آپ کی توجہ دلائی گئی۔ ہم لاہور کی مخالفت نہیں کرتے' لاہور پنجاب کا سب سے بڑا شہر ہے ' دارالخلافہ ہے ' ہم سب یہاں آ کر رہتے ہیں۔ یہاں پر بہترین شہری سہولیات ہونی چاہییں لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ چھوٹے شہر بھی ہیں جو پنجاب میں جگہ جگہ پھیلے ہوئے ہیں اور جنوبی پنجاب کا سب سے بڑا شہر ملتان ہے۔ میں آپ کو ملتان کی مثال دینا چاہتا ہوں کہ وہاں سیوریج کا نظام بالکل ختم ہو چکا ہے۔ وہاں کسی بھی جگہ پر روڈ نہیں ہے' وہاں پر کسی بھی محلے میں لائٹ نہیں ہے۔ شہری سہولیات کا بالکل فقدان ہے۔ بار بار یہاں ایوان میں بتایا گیا ہے کہ تین سال سے جنازے بھی کشتیوں کے ذریعے ٹرانسفر کیے جاتے ہیں۔ سیوریج کا پانی گلیوں میں دریاؤں اور نہروں کا منظر پیش کرتا ہے۔ میں حیران ہوں کہ یہ جواب کس طرح دے دیا گیا

ہے کہ ملتان میں بھی کوئی سکیم مکمل کی گئی ہے۔ اگر کوئی سکیم مکمل کی گئی تھی تو آج سے 15 سال پہلے جب وہاں سیوریج سسٹم ڈالا گیا تھا اس وقت ایک سکیم بنائی گئی تھی۔ اس کے بعد آج تک ملتان شہر کی ترقی کے لیے ایک بھی سکیم نہ بنائی گئی' نہ رکھی گئی اور نہ مکمل کی گئی۔ میں بہت مودبانہ طریقے سے عرض کروں گا کہ یہ جواب سراسر غلط ہے۔ کوئی سکیم بنائی گئی اور نہ ہی کوئی سکیم مکمل کی گئی۔ اس بات کی تصدیق کی جائے اور اس کا خصوصی نوٹس لیا جائے کہ اس قسم کے جوابات ایوان میں نہ دیے جائیں اور خاص طور پر جو documented ہیں' اظہر من الشمس ہیں' سب کو اس بات کا پتا ہے کہ نہ کوئی سکیم بنائی گئی اور نہ مکمل کی گئی۔ باقی جس طرح ملتان میں ہوا ہے مجھے یقین ہے کہ اسی طرح سے گوجرانوالہ ' سیالکوٹ' ساہیوال' سرگودھا' شیخوپورہ' رحیم یار خان' بورے والا' وہاڑی ' میاں چنوں اور سارے شہروں میں بھی ہوا ہوگا۔ وہاں پر کوئی پراجیکٹ بھی مکمل نہیں ہے۔ اس سوال کا غلط جواب دیا گیا ہے۔ اس کا نوٹس لیا جائے اور اسے کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ اس کی انکوائری کی جا سکے کہ اس پر کتنا کام ہوا ہے اور کتنا کام نہیں ہوا۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر، خواجہ ریاض محمود۔

خواجہ ریاض محمود، جناب والا! میرا خیال ہے کہ میرے چھوٹے بھائی شاہد محمود بٹ صاحب کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔ لاہور کی سڑکوں کی تعمیر اور سیوریج لائنوں کی درستگی' میٹروپولیٹن کارپوریشن کی پراپرٹی جو کئی سالوں سے قبضہ گروپوں کے پاس تھی' بڑی بڑی قیمتی زمینیں جو قبضہ گروپوں کے پاس تھیں ان کے لیے وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایک کمیٹی تشکیل دی۔ اس کمیٹی نے ان زمینوں کو ان سے واگزار کروا کر نیلام کیا۔ جناب سپیکر! یہ بات ریکارڈ پر موجود ہے کہ اس وقت تک پچاس کروڑ روپے سے زیادہ وہ زمینیں نیلامی میں فروخت کی گئی ہیں۔ وہی روپیہ ان سڑکوں پر سیوریج پر خرچ کیا جا رہا ہے۔ جہاں تک مجھے پتا ہے میں بھی اس کمیٹی کا رکن ہوں کوئی غیر ملکی رقم لاہور کو نہیں دی جا رہی۔ قبضہ گروپوں سے زمینیں لے کر ان کو بیچ کر لاہور کی تعمیر و ترقی کے لیے لاہور کی سڑکوں کی درستگی کے لیے سیوریج لائنوں کو درست کرنے کے لیے یہ پیسہ خرچ کیا جا رہا ہے۔ جناب والا! اندازہ ہے کہ ایک ارب روپے سے اوپر لاہور کی تمام سڑکوں پر خرچ ہوگا۔ یہ سڑکیں پراپرٹی بیچ کر ٹھیک کی جا رہی ہیں۔ جناب والا! ہم تو یہ بھی چاہتے ہیں کہ سیالکوٹ' گوجرانوالہ' ملتان اور دوسرے شہر بھی ہمارے شہر ہیں' ہمارے قائدوں کے شہر ہیں' خدا کے فضل وکرم سے مسلم لیگ کے شہر ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ

وہاں پر بھی اسی قسم کی تجاویز پر عمل کرتے ہوئے ترقیاتی کام پورے زور شور سے شروع کرنے چاہیں۔ شاہد محمود بٹ صاحب اور ہمارے دوست یہاں پر تنقید کر رہے ہیں۔ ان کو اپنی انتظامیہ سے رابطہ کرنا چاہیے۔ وزیر اعلیٰ سے رابطہ قائم کرکے اس قسم کے پروگرام وضع کر کے اپنے شہروں کو ترقی دیں۔

مولوی محمد سلطان عالم انصاری، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! آپ یہ ملاحظہ فرمائیں خواجہ صاحب فرما رہے ہیں کہ کارپوریشن کی پراپرٹی بیچ کر سڑکیں بنائی جا رہی ہیں۔ لیکن سوال کا جو جواب دیا گیا ہے اس میں یہ نہیں لکھا گیا۔ سوال کے جز (الف) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ PUDP یکم جولائی 1987ء کو counter part funding کی بنیاد پر عالمی بنک کے تعاون سے 3296.22 ملین روپے کی لاگت سے شروع ہوا جو بعد میں نظر ثانی کرکے 4452.353 ملین روپے کر دیا گیا۔ اس کے تحت جو سکیمیں بنائی گئی ہیں ان کا یہاں پر ذکر کیا گیا ہے۔ ان پراجیکٹ کا یہاں پر ذکر نہیں ہے جو کارپوریشن کی پراپرٹی بیچ کر لاہور کی ڈویلپمنٹ کی جا رہی ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ میرے بھائی نے جو کچھ ابھی فرمایا ہے کہ کارپوریشن کی پراپرٹی بیچ کر سڑکیں بنائی جا رہی ہیں' ایسا نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، سعید اکبر خان۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! کوئی ایسی بات جو اس ہاؤس کو مس گائیڈ کرے وہ کبھی اس ہاؤس میں نہیں کرنی چاہیے۔ بات ہو رہی ہے ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کے متعلق' اس کا تعلق ایل ڈی اے سے ہے۔ اس کا کارپوریشن کے ساتھ تعلق نہیں ہے۔ بات ہو رہی ہے سیوریج کی اور اس طرح کی سکیموں کی۔ یہ بات کر رہے قبضہ گروپوں کی۔ پچھلے پندرہ بیس سال سے جن کی اس صوبے میں حکومت تھی ان کے ہی قبضہ گروپ ہوں گے اور ان ہی سے انھوں نے یہ زمینیں واپس لی ہوں گی۔ یہ بھی خوشی کی بات ہے۔ یہ بات کارپوریشن کی ہے اور اب جو بات ہو رہی ہے وہ اور ہو رہی ہے۔ بات کو سمجھ کر اس کو دیکھ کر جواب کو پڑھ کر بات کرنی چاہیے۔ جواب میں انھوں نے خود لکھا ہے کہ ورلڈ بنک کی ایڈ سے یہ ساری سکیمیں شروع کی گئی ہیں جو اس وقت لاہور میں جاری ہیں۔ ایسی بات نہ کریں جس سے اپنی پوزیشن بھی خراب ہو اور ہاؤس کا وقت بھی ضائع ہو۔

جناب تاج محمد خان زادہ، جناب والا! بڑے بڑے شہروں میں آپ بڑی بڑی سڑکیں بنا رہے ہیں۔ بڑی خوشی سے آپ یہ بنائیں' لیکن آپ کے اس ملک میں ایسے غریب بھی ہیں جن کو دو وقت کھانا

بھی میسر نہیں ہوتا اور جن کو پینے کا پانی تک میسر نہیں ہے۔ میں کئی سالوں سے اس اسمبلی میں اٹک کی چار تحصیلوں کے متعلق بات کرتا آیا ہوں۔ پنڈی گھیب، فتح جنگ، اور بہت سی ایسی جگہیں ہیں جہاں پر ابھی بھی لوگ وہ پانی پیتے ہیں جہاں پر گدھے اور دوسرے جانور پانی پیتے ہیں۔ خدارا! آپ نوابوں والی بات مت کریں۔ ہمارے بھائیوں کو ادھر پانی نہیں ملتا اور آپ سڑکوں کی چوڑائی کو میلوں میں ماپتے ہیں۔ دوسری طرف آپ اسلام کا بھی دعویٰ کرتے ہیں۔ وہ بھی آپ کے بھائی ہیں۔ آپ اس علاقے کو دیکھیں آپ کو رونا آ جائے گا۔ وہاں پر سڑکیں نہیں ہیں، پانی نہیں ہے ہسپتال نہیں، سکول نہیں ہیں، فرنیچر نہیں ہیں، کچھ بھی نہیں ہے۔ لیکن پاکستان کے لیے اور اسلام کے لیے سب سے بڑی قربانی انھوں نے دی ہے۔ خلافت کی موومنٹ میں ہم جب یہاں سے ہجرت کر کے کابل میں گئے تو کابلیوں نے بھی ہمیں مسلمان کی حیثیت سے وہاں سے نکال دیا۔ لیکن یہ ایسے مسلمان ہیں کہ جن لوگوں نے ہمیں کابل سے نکالا ان کے بیس ہزار آدمیوں کو ہم آج کل کھانا بھی کھلا رہے ہیں اور ایک مسلمان کی حیثیت سے کھلا رہے ہیں۔ خدارا آپ کسی ایک آدمی کو وہاں ہمارے علاقے میں بھی بھیجیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ گلبرگ کی سڑکیں مزید کتنی چوڑی ہوں؟ وہاں پر تو اب بھی بیس بیس موٹریں ایک وقت میں چلتی ہیں۔ موٹر والو! وہ بھی ہمارے بھائی ہیں خدارا ان کی طرف بھی کوئی خیال کرو۔ خدا تعالیٰ آپ کو یہ طاقت دے کہ ان غریبوں کی بہتری کے لیے کوئی کام کرو۔ کم از کم ان کو پینے کے لیے پانی تو مہیا کرو۔ وہاں پر تو کربلا بنا ہوا ہے۔ آپ میں سے کتنے آدمی وہاں پر گئے ہیں جو کہ دیکھ کر آئے ہیں۔ جناب والا! سن سن کر دل دکھتا ہے، دماغ دکھتا ہے کہ ہم اتنے بے حس ہو گئے ہیں کہ اپنی قوم کو اپنے بھائیوں کو پینے کے لیے پانی بھی مہیا نہیں کر سکتے۔ میں اس اسمبلی سے آج یہ درخواست کرتا ہوں کہ یہ ایک قرار داد پاس کرے کہ جب تک غریب علاقوں میں پانی کی سپلائی نہیں ہو جاتی اس وقت تک کوئی اور ڈویلپمنٹ نہ ہو۔ سب سے پہلے آپ ان کو پانی دیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر، چودھری محمد اعظم چیمہ۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب والا! یہ معاملہ تو سوال کے جواب کا تھا، لیکن آگے لاہور اور دوسرے شہروں کا تقابل شروع ہو گیا۔ میں حیران ہوں کہ وزیر قانون بھی تشریف فرما ہیں اور باقی وزراء بھی موجود ہیں، خاصی دیر سے یہ بحث چل رہی ہے۔ جناب والا! میری یہ استدعا ہوگی کہ جو سوال پیش کیا

گیا تھا اس کا جواب دیانت داری اور ایمان داری سے نہیں دیا گیا۔ میں آپ کی توجہ مبذول کرواتا ہوں۔

(الف) پنجاب اربن ڈویلپمنٹ پراجیکٹ کب اور کتنی لاگت سے شروع کیا گیا۔ اس کے تحت کون کون سے شہر میں کتنی سکیمیں تکمیل کی گئی ہیں۔ ہر سکیم کی مکمل تفصیل بتائی جائے۔

جناب والا! اس کا جواب آپ ملاحظہ فرمائیں۔ شہروں کا نام درج کر دیا گیا۔ ہر شہر کے لیے جو رقم مختص کی گئی وہ بھی درج نہ کی گئی اور اس کی تفصیل بھی درج نہیں کی گئی۔ جناب والا! اسی طرح جز(ج) میں سود کی رقم کتنی تھی اس کی بھی تفصیل نہیں دی گئی۔ لاہور اور دوسرے شہروں کے متعلق میں جو اپنے دوستوں کا نقطہ نظر سمجھا ہوں وہ نہ تو تقابل تھا اور نہ ہی کسی کی تضحیک کرنا تھا۔ ان کا پوچھنے کا مقصد یہ تھا کہ کتنی کتنی رقم کس شہر کے لیے مختص کی گئی؟ اس رقم کے بدلے کتنا سود مختص کیا گیا۔ جناب والا میری یہ گزارش ہے کہ یہ سوال defer کیا جائے اور ان سے جواب لیا جائے اور محکمے کے خلاف یہ سوال استحقاق کمیٹی کے سپرد ہونا چاہیے۔ آئندہ کبھی کسی کو یہ جرأت نہ ہو کہ ایسی غلط فہمی پیدا کی جائے اور ممبران کا آپس میں جھگڑے کا احتمال پیدا ہو اور اخبارات کی زینت بنے۔ ایسے سوالات لازمی طور پر استحقاق کمیٹی کو بھیجے جائیں جن کے جواب غلط دیے جاتے ہیں اور آئندہ کے لیے گورنمنٹ کو محتاط کیا جائے۔ وہ اس لیے یہاں تشریف فرما ہیں اور انھوں نے اس لیے حلف اٹھایا ہے کہ وہ اس معاملے میں نگرانی کریں اور اس بات کا خلوص نیت سے جواب دیں۔ ممبران کئی باتیں کر رہے ہیں اور یہ معاملہ اخبارات کی زینت بنے گا اور اصولی طور پر غلط بات ہوگی۔ جناب والا! مجھے آپ سے یہ توقع ہے کہ میری گزارش کے مطابق فوری طور پر جناب والا! نوٹس لیا جائے۔ اس سوال کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور وہ کمیٹی جلد از جلد فیصلہ کرے۔ شکریہ۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ وفزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ سوال کے جواب کے سلسلے میں مختلف معزز ممبران نے پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے یقیناً اپنی بات کا اظہار کیا۔ میری مؤدبانہ گزارش یہ ہے کہ سوال کے جز (الف) میں جو کچھ پوچھا گیا تھا اس کا جواب حاضر خدمت ہے۔ سوال پوچھا گیا تھا کہ پنجاب اربن ڈویلپمنٹ پراجیکٹ یعنی PUDP کب اور کتنی لاگت سے شروع کیا گیا تھا؟ PUDP یکم جولائی 1987ء کا ورلڈ بینک فنڈنگ کی بنیاد پر عالمی بنک کے تعاون سے 3296.22 ملین روپے کی لاگت سے شروع ہوا جو بعد میں نظرثانی کرکے 4452.353 ملین روپے ہوگیا۔

آگے یہ پوچھا گیا تھا کہ کتنی سکیمیں تکمیل کی گئیں اور ہر سکیم کی تفصیل بیان کی جائے؟ جناب والا! تتمہ الف میں تمام سکیمیں جو مکمل ہوگئی ہیں' جن میں لاہور ' گوجرانوالہ' ملتان' تمام سکیموں کی تکمیل کے پیسوں کا اندراج موجود ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ میری گزارش یہ ہے کہ جو باقی شہروں کا اندراج ہے ان کے بارے میں پھر وہی گزارش کہ جناب والا! ان پراجیکٹس کی feasibility study مکمل ہونے کے بعد physical implementation ہو جائے گی۔ شکریہ جناب والا۔

جناب شاہد محمود بٹ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ میں اس سوال کو تھوڑا سا واضح کردوں۔ یہ مسئلہ قبضہ گروپ یا کسی اور کا نہیں وہ تو clear بھی ہوگیا۔ یہ جو PUDP ہے اس کو ورلڈ بنک نے پیسہ دیا تھا اور یہ پراجیکٹ 1987ء میں شروع ہوا تھا۔ ابھی ہم لاہور کی پراپرٹی بیچ رہے ہیں۔ اس کے ساتھ اس کا کوئی concern نہیں۔ یہ تھوڑی سی confusion آپ ذہن سے نکال دیں۔ دوسری بات جو انھوں نے کی کہ دوسرے شہروں میں سکیمیں مکمل کی گئیں۔ بارہ شہروں کی سکیمیں مکمل کی گئیں۔ یا تو یہ لکھتے کہ تین شہروں کی سکیمیں مکمل ہوئی ہیں' ایک کی ہوئی ہے اور بقایا کی ابھی جاری ہیں یا ان کا ابھی feasibility plan بنایا گیا ہے۔ میں نے ضمنی سوال یہ کیا تھا کہ ایک شہر کے اوپر آپ 4 سو ملین روپے خرچ کر دیتے ہیں 1987 تا 1998 تک۔ اب گیارہ سال میں آپ نے ایک سکیم مکمل کی۔ اب گیارہ شہروں کی سکیمیں مکمل کرتے ہوئے تو ہماری عمر گزر جائے گی تب تک next generation آ جائے گی پھر بھی یہ سکیمیں مکمل نہیں ہو سکیں گی۔ میرا یہ استحقاق ہے کہ میں پوچھوں قوم کا پیسہ جو قرض کی صورت میں ہمیں باہر سے ملا ہے غلط طریقے سے کیوں استعمال کرتے ہیں؟ اگر اتنا پیسہ 4 سو ملین روپیہ لاہور کے اوپر خرچ ہوگیا ہے تو پھر اربوں روپیہ لاہور پر خرچ ہو رہا ہے۔ اب ٹیپا یا این ایل سی جو سڑکیں بنا رہی ہے اس کا مطلب ہے کہ پہلے یہ بنی ہی نہیں تھیں۔ آپ نے 4 سو ملین روپے پہلے لاہور کی سڑکوں پر خرچ کر دیا ہے اب ہم پھر اسی کے اوپر خرچ کر رہے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ چیف منسٹر صاحب جو اب اتنا روپیہ خرچ کروا رہے ہیں اس میں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن جو پہلے پیسہ خرچ ہوا ہے یا تو وہ صرف کاغذی پیسہ ہے' یہ clear کرلیں۔ یہ پیسہ کاغذی نہیں اور واقعی یہ خرچ ہو چکا ہے تو پھر----

جناب قائم مقام سپیکر، مہربانی ڈاکٹر صاحب بیٹھیں۔ جی آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

جناب ندیم کامران ملک، جناب والا! میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ بات کچھ تھی لے کہیں اور گئے۔ یہ لاہور اور دوسرے شہروں کا مسئلہ نہیں ہے۔ مسئلہ صرف اتنا ہے کہ جواب غلط ہے' اس کو کسی کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ اس کی مکمل تحقیق کی جائے تاکہ آئندہ یہ جرات نہ ہو کہ غلط جواب پیش کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی ٹھیک ہے۔

خواجہ ریاض محمود، آپ کون سے بجٹ کی بات کرتے ہیں' آپ کون سے ورلڈ بنک کی بات کرتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر، خواجہ صاحب! آپ ڈائریکٹ بات نہ کریں' آپ چیئر کو مخاطب کریں۔

خواجہ ریاض محمود، میں نے چیئر کو پہلے سلام کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، سلام ادھر کیا تو بات بھی ادھر ہی دیکھتے ہوئے کریں۔ جی لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون، جناب والا! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح ابھی معزز پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا ہے کہ سوال کچھ ہے اور ہم اس کو ایک غلط بحث میں لے گئے ہیں۔ جب کہ بہت واضح طور پر یہ کہا گیا ہے کہ کتنی رقم خرچ ہوئی ہے اور کس خرچ شدہ رقم سے فلاں فلاں شہروں میں منصوبہ جات مکمل کیے گئے ہیں۔ اس میں میری استدعا یہ ہے کہ جو فہرست شہروں کی دی گئی ہے اس میں اگر معزز رکن یہ محسوس کرتے ہیں کہ کوئی ایسا شہر ہے جو غلط طور پر لکھ دیا گیا ہے اور منصوبہ مکمل نہیں ہوا تو اس کو خاص طور پر point out کریں' نیا سوال لے آئیں اس کا جواب دے دیا جائے گا۔ لیکن یہاں پر یہ تاثر پیدا کرنا کہ خدانخواستہ یہ ساری رقم ایک شہر پر خرچ کی گئی ہے باقی کسی شہر میں کچھ خرچ نہیں ہوا' خدانخواستہ یہ کہ پورے پنجاب کے ایک شہر میں ڈویلپمنٹ at the cost of باقی پنجاب کی جا رہی ہے' یہ تاثر بنیادی طور پر غلط ہے۔ جناب والا! ہر شہر کی اپنی ترجیحات ہیں' ہر شہر کی اپنی ADP ہے۔ میں انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں کہ ابھی یہاں پر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ سے متعلقہ سوال تھا' PUDP کی بات ہو رہی تھی لیکن میرے بزرگ جناب تاج محمد خانزادہ صاحب واٹر سپلائی سکیم کے حوالے سے بات کر گئے کہ پہلے پورے پنجاب میں پانی سپلائی کیا جائے۔ جناب والا! ہم ایوان کا وقت ضائع نہ کریں' میری آپ سے استدعا ہے کہ برائے مہربانی اس کو specific کیا جائے اور جو بھی

relevant question بنتا ہے کریں' اس کا جواب پارلیمانی سیکرٹری صاحب دینے کے لیے تیار ہیں۔ جناب والا! میں ایک استدعا یہ بھی کرنا چاہتا ہوں کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب ہمارے نئے رکن منتخب ہو کر آئے ہیں ہمیں ان کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے جس طرح وہ تیاری کرکے آئے ہیں۔ اگر ہم ان کے ہر سوال پر اپنے آپ کو مطمئن نہ سمجھیں اور کمیٹی کو refer کرنے کی استدعا کرنی شروع کردیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ان کی حوصلہ شکنی ہو گی۔ یہی میری استدعا تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر، صدیق سالار صاحب فرمائیں گے۔

چودھری محمد صدیق سالار، جناب والا! یہ بحث کر کے وقت کو' جو کہ بہت ہی قیمتی ہے' ضائع کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اگر ہم ان کی ایک بات میں الجھے رہے تو مزید سوالوں کا وقت نہیں آئے گا۔ ایک رسم یہاں پر یہ بھی چل نکلی ہے کہ ہم پوائنٹ آف آرڈر لیتے ہیں اور اس پر تقریر کرتے ہیں۔ پوائنٹ آف آرڈر کا مقصد تو یہی ہوتا ہے کہ کیا کوئی مقرر لائن سے نیچے تو نہیں آ گیا' اگر آ گیا ہے تو اسے پھر لائن پر لگا دیا جائے۔ میں ایمان داری سے کہتا ہوں کہ میں ایک پس ماندہ ضلع فیصل آباد کا رہنے والا ہوں مگر لاہور کی خوب صورتی بہت ضروری ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ یہاں پر غیر ملکی لوگ آتے ہیں۔ یہاں پر امریکہ' برطانیہ اور جتنے بھی جدید ملک ہیں وہاں سے لوگ یہاں پر تشریف لاتے ہیں اور یہاں کے عکس سے وہ اندازہ کرتے ہیں کہ یہ ایک خوب صورت ملک ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ سب واٹر سپلائی سکیمیں وغیرہ ہوتی رہیں گی' آپ مہربانی فرمائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میرا خیال ہے کہ اس بحث کو ختم کیجیے۔ میں اس میں یہ رولنگ دیتا ہوں' پارلیمانی سیکرٹری صاحب! میں آپ سے یہ کہوں گا کہ ہم اس سوال کو defer کر لیتے ہیں' آپ آئندہ اجلاس میں اس کا مزید specific جواب تیار کرکے لے آئیے گا۔ اور اب اس بحث کو یہیں پر ختم کر دیا جائے۔

وزیر قانون، آپ نے رولنگ فرمائی ہے کہ اس کو defer کر دیا جائے' درست ہے' آپ کی رولنگ سر آنکھوں پر۔ لیکن جناب والا! میں صرف اتنی استدعا کر دوں کہ اس کو specific کر دیا جائے کہ کس پوائنٹ پر مزید clarification چاہیے تاکہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب آئندہ اجلاس میں specific information لے کر آئیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میرا خیال ہے کہ یہی بات چل رہی تھی کہ دوسرے شہروں میں ابھی تک

سکیمیں کیوں شروع نہیں کی جاسکیں' یا ان پر پیسہ کم کیوں خرچ کیا جا رہا ہے؟ یہ ساری بحث اسی سوال سے چلی' چونکہ وہ مطمئن نہیں ہیں۔ آپ کوشش کیجئے کہ اس کو آئندہ اجلاس میں مزید comprehensive بنا کر لے آئیں اور اب آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! چونکہ اب آپ کی رولنگ آچکی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، پھر آپ تشریف رکھیں رولنگ کے بعد بولنا ٹھیک نہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! آپ کی اجازت سے کہ اس سوال میں جو آپ نے defer کرنے کا حکم دیا ہے اس میں specific کون سے شہروں کے بارے میں ambiguity ہے اس کے بارے میں ذرا معلوم ہو جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ سوال پڑھیں گے تو آپ کو سبھی کچھ پتا چل جائے گا۔ وہ تو سارے شہروں کے بارے میں بات کر رہے ہیں۔ آپ نے یہ نہیں دیکھا کہ معزز اراکین نے یہ بات کہاں تک پہنچائی کہ سوائے لاہور شہر کے کسی اور شہر کو دیکھا ہی نہیں جا رہا۔ آپ کی جو پالیسی ہے یا دیگر چیزیں ہیں' وہ ساری comprehensive بنا کر لے آئیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، ٹھیک ہے جناب والا۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔

جناب تاج محمد خانزادہ، جناب والا! میں ان کا مشکور ہوں کہ انھوں نے مجھے تنبیہہ کی ہے کہ ابھی پانی کی بات نہیں کرنی چاہیے تھی' کیوں کہ وہ ایجنڈے پر نہیں تھی۔ لیکن میں آپ کو ایک بات بتانا چاہتا ہوں کہ اس ہاؤس کا یہ فرض ہے' خواہ وہ ایجنڈے پر ہو یا نہ ہو' جہاں پر ملت اسلامیہ پانی سے پیاسی رہتی ہو وہاں اس کی مدد کی جائے۔ ہمیں یزید کا رول ادا نہیں کرنا چاہیے۔ اگر کربلا میں آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیاسی ہے تو یہ یزید کا رول ہے۔ اب اگر اس کے متعلق بات کی جاتی ہے تو آپ کہتے ہیں کہ ایسی بات مت کرو۔ میں کہتا ہوں کہ اس ہاؤس کا پہلا فرض یہ ہے کہ پنجاب میں کوئی جگہ' خواہ وہ راولپنڈی ہو' جہلم ہو یا ڈیرہ غازی خان ہو۔ جہاں پر انسانوں کو پینے کا پانی نہیں ملتا۔ سب باتیں چھوڑ دیں' وہاں پر ان کو پانی مہیا کریں اور اس ہاؤس کو رپورٹ کریں۔

چودھری محمد اقبال، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔۔ جناب سپیکر! آپ تو پرانے پارلیمنٹیرین ہیں اور آپ کو سپیکر شپ کا بھی بہت زیادہ تجربہ ہے۔ سوالات کے جوابات کی اس مجلس کو فائدہ مند

بنانے کے لیے اس بحث کو سوالات و جوابات تک محدود رہنا چاہیے۔ اس کو generalize کرنے سے سوالات رہ جاتے ہیں اور معزز اراکین اسمبلی کا وقت صحیح طور پر استعمال نہیں ہوتا۔ آپ سے میری استدعا ہے کہ اس وقت کو سوالات و جوابات تک محدود رکھا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر بہت جائز ہے۔ میں معزز اراکین سے بھی گزارش کروں گا کہ وہ اپنے سوالات اور جوابات پر محدود رہیں۔ آخری سوال رانا ثناء اللہ خان صاحب کا ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے، تو وقفۂ سوالات ختم ہوا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

درجہ چہارم کے ملازمین کو مستقل کرنا

*458۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ ایل ڈی اے نے پانچ پانچ سال سے عارضی طور پر تعینات درجہ چہارم کے کچے ملازمین چوکیداروں کو ملازمت سے فارغ کر دیا ہے۔ فارغ کردہ ملازمین کی فہرست نام ،عہدہ ولدیت و پتا جات ایوان میں پیش کی جائے۔

(ب) اگر جز "الف" کا جواب ہاں میں ہے تو مذکورہ بالا پانچ پانچ سالہ ڈیلی ویجز کی بنیاد پر تعینات ملازمین کو کس قانون کے تحت ملازمت سے فارغ کیا گیا ہے کیا حکومت انہیں مستقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)،

(الف) یہ درست نہ ہے۔ البتہ یومیہ اجرت پر رکھے گئے 495 افراد کو کام نہ ہونے کے باعث مزید مزدوری مہیا نہ کی گئی ہے۔ فہرست *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یومیہ اجرت پر رکھے گئے افراد ملازم نہ ہیں ان کا دورانیہ وقتی ضرورت پر منحصر ہے۔ چنانچہ ایسے افراد کو مستقل کرنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

*** فہرست اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں

گندے نالے پر سڑک کی تعمیر

*580۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فضل کالونی اور عمر کالونی لاہور کے درمیان سے جو گندا نالہ گزرتا ہے اس کی دونوں سائیڈوں پر مٹی ڈالی گئی ہے۔ اگر ایسا ہے تو یہ مٹی کب اور کس ٹھیکے دار نے کتنی مالیت کی ڈالی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مٹی ڈالنے کے بعد موقع پر کام بند کر دیا گیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت اس نالے کے دونوں طرف پختہ سڑک یا سولنگ لگانے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)۔

(الف) فضل کالونی اور عمر کالونی لاہور گلشن راوی سکیم کے بالمقابل بند روڈ کے پار دریائے راوی کی طرف واقع ہے۔ ان کے درمیان سے جو گندا نالہ گزرتا ہے اس کی دیواریں دونوں طرف سے خالی تھیں اور ان کو کوئی سپورٹ نہیں تھی۔ نالے والی جگہ نشیب میں واقع ہے اور یہ دریائی علاقہ ہے۔ دوران سیلاب ان دیواروں کے گرنے کا خطرہ رہتا تھا' اس لیے دونوں طرف مٹی ڈال دی گئی۔ یہ مٹی اکتوبر' نومبر 1995ء میں ڈالی گئی۔ یہ کام میسرز "ان لینڈ واٹر انجینئرنگ" سے مبلغ 4,67,000 روپے میں کروایا تھا۔

(ب) واسا' ایل ڈی اے کا کام صرف نالے کے دونوں طرف مٹی ڈلوانا ہی تھا جس کی وجہ جز (الف) میں بیان کر دی گئی ہے۔ نالہ کے دونوں طرف پختہ سڑک یا سولنگ لگانا ایل ڈی اے کے ذمے یا دائرہ اختیار میں نہ ہے۔

ٹریفک سگنل لگانا

*894۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شالامار چوک اور داروغہ والا چوک میں سگنل نہ ہونے کی وجہ سے اکثر ٹریفک جام رہتی ہے اور حادثات بھی ہوتے رہتے ہیں۔

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس جگہ پر سگنل لگانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)۔

(الف) یہ درست نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ چوک شالیمار اور داروغہ والا میں ٹانگے' ریڑھے' ریڑھیاں اور دوسری تجاوزات ہونے کی وجہ سے سڑک کی چوڑائی کم ہو جاتی ہے اور ٹریفک کو دشواری پیش آتی ہے۔

(د) جز(الف) کی روشنی میں مزید جواب در کار نہیں ہے۔

سٹریٹ لائٹ کا انتظام

*905۔ حاجی امداد حسین، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ داروغہ والا سے چوک سکھ نہر شالیمار چوک تک سٹریٹ لائٹ کے لیے پولز لگا دیے گئے ہیں۔ مگر ابھی تک لائٹ اور بلب روشن نہیں کیے گئے۔ جس سے عوام کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک یہ سہولت مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(جناب آصف علی ملک)۔

(الف) چوک داروغہ والہ سے چوک سکھ نہر شالیمار چوک تک سٹریٹ لائٹ کا کام دسمبر 1996ء کو مکمل ہوا لیکن واپڈا اتھارٹی کے کنکشن نہ دینے کی وجہ سے لائٹیں ابھی تک نہیں جل سکیں۔ محکمہ ٹیپا ایل۔ڈی۔اے نے ڈیمانڈ نوٹس کے مطابق تمام واجبات مبلغ -/3,09,084 روپے مورخہ 13-3-97 کو جمع کرا دیے ہوئے ہیں۔ لیکن ابھی تک واپڈا نے بجلی کا کنکشن فراہم نہیں کیا۔ جونہی واپڈا اتھارٹی کنکشن فراہم کرے گی۔ تمام سٹریٹ لائٹ چالو کر دی جائیں گی۔

(ب) جز(الف) کی روشنی میں جز(ب) کا جواب در کار ہے۔

برساتی نالے کی تعمیر

*1181۔ رانا ثناء اللہ خان، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ از صادق چوک' ٹاؤن شپ تا مسلم موڑ گرین ٹاؤن براستہ چوک مسجد سٹاپ۔ عمر چوک' عظمت چوک' اور باگڑیاں چوک ایک برساتی نالہ تعمیر ہونا تھا جو دونوں اطراف سے مین نالہ میں گرایا جانا مقصود تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ برساتی نالہ صادق چوک تا عظمت چوک بنایا گیا ہے اور عظمت چوک سے آگے چھوٹی سی کچی نالی بنا دی گئی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اصل منصوبے کے مطابق برساتی نالے کی تعمیر نہ ہونے کے باعث بارشوں کا پانی سڑک پر جمع ہو جاتا ہے جس سے علاقے کے مکینوں کو سخت پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متعلقہ ٹھیکے دار کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)،

(الف) یہ بات جزوی طور پر درست ہے کہ یہ نالہ صادق چوک سے عمر چوک تک مین نالہ میں گرا دیا گیا ہے۔ جب کہ اس کا کچھ حصہ عظمت چوک سے انڈسٹریل نالہ میں گرا دیا گیا ہے۔ جہاں تک عظمت چوک سے براستہ باگڑیاں چوک تا مین نالہ کی تعمیر کا تعلق ہے یہ ایل۔ڈی۔اے کی روڈ ڈریج کا حصہ تھا اور اس کے لیے فنڈز ایل۔ڈی۔اے نے فراہم نہیں کیے لہٰذا یہ مکمل نہیں کیا جا سکا۔

(ب) یہ درست ہے کہ مذکورہ برساتی نالہ صادق چوک تا عظمت چوک تک ہی بنایا گیا ہے جبکہ عظمت چوک سے آگے نالے کی تعمیر ٹھیکے میں شامل نہیں تھی۔ لہٰذا اس کے آگے کچی نالی بنا دی گئی۔

(ج) یہ درست نہیں ہے۔ البتہ عظمت چوک سے باگڑیاں چوک تا مین نالہ تک ایک برساتی نالے کی تعمیر کی بھی ضرورت ہے۔ جس کے لیے فنڈز کی دستیابی ضروری ہے۔

(د) جزہائے بالا کا جواب اثبات میں نہیں ہے۔

بصیر پور واٹر سپلائی سکیم کی تکمیل

*1359۔ جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بصیر پور ضلع اوکاڑہ میں واٹر سپلائی سکیم اور سیوریج سکیم ایک عرصے سے معرض التواء میں ہے۔

(ب) اگر جز(الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت بصیر پور میں واٹر سپلائی سکیم اور سیوریج سکیم کی تکمیل کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)،

(الف) جی ہاں۔ واٹر سپلائی سکیم بصیر پور جون 1996ء میں مکمل کی گئی تھی اور بجلی کا کنکشن ملنے پر دسمبر 1997ء سے چالو ہے۔ جبکہ سیوریج سکیم بصیر پور پر کام چل رہا ہے۔

(ب) سیوریج سکیم بصیر پور ضلع اوکاڑہ کا منصوبہ 57.34 لاکھ کا منظور ہوا تھا۔ اس سکیم پر اب تک 46.42 لاکھ روپے خرچ ہو چکے ہیں اور یہ سکیم اس سال مکمل ہو جائے گی۔

تعمیری مدت بڑھانے کے لیے اقدامات

*1399۔ میاں عبدالحمید، کیا وزیر ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شیر شاہ کالونی رائے ونڈ روڈ لاہور ہاؤسنگ سکیم میں بیواؤں، یتیموں وغیرہ کے پلاٹوں کی دفتری کارروائی مثلاً قبضہ، نقشہ وغیرہ ابھی تک نامکمل پڑی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سرکاری ملازمین کو قرعہ اندازی کے ذریعے الاٹ شدہ پلاٹوں کے بقایا جات ادا کرنے کی آخری تاریخ 31-12-97 ہے جبکہ ابھی تک بہت سے الاٹیوں نے بقایا جات جمع نہیں کروائے۔ کیا حکومت بقایا جات کی ادائیگی کی میعاد بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پلاٹوں کی بغیر جرمانے کے تعمیری مدت 31-12-97 ہے۔ کیا حکومت بغیر جرمانہ کے تعمیری مدت کو کم از کم پانچ سال تک بڑھانے کو تیار ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت مقررہ میعاد کو بڑھا کر غریب بیواؤں، یتیموں اور کم تنخواہ یافتہ سرکاری ملازمین کو سہولت مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)،

(الف) سکیم ہذا میں وزیر اعلیٰ کوٹہ کے تحت بیواؤں یتیموں وغیرہ کو 450 پلاٹ الاٹ کیے گئے الاٹیوں کی اکثریت نے قبضہ نقشہ وغیرہ کی کارروائی مکمل نہ کی ہے جن کے خلاف الاٹمنٹ کی

شرائط و قواعد کے مطابق ایلاٹمنٹ لیا جا رہا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ محکمے نے الاٹ شدہ پلاٹوں کے بقایا جات جمع کروانے کی آخری تاریخ 31-12-97 مقرر کی تھی جس کی تشہیر بذریعہ اخبارات کرتے ہوئے یہ واضح کیا گیا تھا کہ یہ توسیع حتمی ہو گی۔ فی الحال اس تاریخ میں عام توسیع کی کوئی تجویز زیر غور نہ ہے۔

(ج) سرکاری ملازمین و دیگر مستحقین کے لیے بغیر جرمانہ تعمیری مدت کی تاریخ 31 دسمبر 2000 تک بڑھائے جانے کی تجویز زیر غور ہے۔

(د) جواب جز (ب) اور (ج) میں دے دیا گیا ہے۔

پانی کی فراہمی

*1428۔ جناب خالد جاوید وڑائچ، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نیو مدینہ کالونی دوسرا پل کھاڑک لاہور کی گلی نمبر 4 میں پینے کے پانی کا مین پائپ موجود ہے۔ لیکن نیو مدینہ کالونی نمبر 1، 2 اور 3 میں سرکاری پانی کے پائپ نہیں ڈالے گئے۔

(ب) اگر ایسا ہے تو کیا حکومت گلی نمبر 1، 2 اور 3 میں بھی سرکاری پانی کے پائپ ڈالنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)۔

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) نیو مدینہ کالونی کی یہ گلیاں سبزہ زار اور یہاں سے گزرنے والی ایک ڈرین کے بیڈ سے بھی کافی نیچی ہیں اور یہاں نکاس آب کا کوئی انتظام نہیں اور جب تک یہاں پانی کے نکاس کا انتظام نہیں ہوتا ان گلیوں میں پانی کا پائپ نہیں ڈالا جا سکتا۔

سیوریج سکیم کا اجراء

*1429۔ جناب خالد جاوید وڑائچ، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نیو مدینہ کالونی دوسرا پل کھاڑک لاہور کی گلی نمبر 1، 2 اور 3 میں سیوریج سسٹم نہ ہونے کی وجہ سے گندا پانی جوہڑ کی شکل اختیار کر گیا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ واسا نے ان گلیوں میں سیوریج ڈالنے کے لیے سروے کے

بعد منظوری بھی دی تھی۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ گلیوں میں سیوریج ڈالنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)،

(الف) جی ہاں یہ درست ہے۔

(ب) جی ہاں یہ بھی درست ہے۔

(ج) مذکورہ گلیوں میں سیوریج اس لیے نہیں ڈالا جا سکتا کہ یہ نشیب میں واقع ہیں اور ان کا پانی ڈسپوزل پمپ کے بغیر گندے نالے میں نہیں ڈالا جا سکتا کیونکہ یہ نالے کے بیڈ سے کافی نیچی ہیں۔

ضلع بھکر میں واٹر سپلائی سکیمیں

*1431۔ جناب سعید اکبر خان، کیا وزیر ہاؤسنگ' اربن ڈویلپمنٹ و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

ضلع بھکر میں کل کتنی واٹر سپلائی سکیمیں ہیں۔ ان میں سے کتنی چالو حالت میں اور کتنی بند پڑی ہیں اور کتنی ابھی زیرتکمیل ہیں' ہر سکیم کے لیے اس سال کتنے فنڈز مختص کیے گئے۔ تفصیل حلقہ وائز بتائی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(جناب آصف علی ملک)

ضلع بھکر میں کل واٹر سپلائی سکیموں کی تعداد 20ہے۔

سکیموں کی حلقہ وارتفصیل حسب ذیل ہے۔

	حلقہ 40	حلقہ 41	حلقہ 42	کل تعداد	
1۔ کل سکیموں کی تعداد (حلقہ وار)		8	8	20	20
2۔ چالو حالت میں سکیموں کی تعداد		6	5	4	15

*** تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں

3۔بند سکیموں کی تعداد	-	2	-	2 فہرست لف ہے۔
4۔زیر تکمیل سکیموں کی تعداد	4	2	-	3 فہرست لف ہے۔

بند سکیمیں

I۔ دیہی واٹر سپلائی سکیم عباسیاں والا — ٹرانسفارمر ملنے کی وجہ سے بند پڑی ہے۔ جون 1997ء میں واپڈا کو ٹرانسفارمر کی رقم جمع کرا دی ہے۔ توقع ہے کہ واپڈا بہت جلد ٹرانسفارمر کی تنصیب کر دے گا۔

II۔ دیہی واٹر سپلائی سکیم انگرا۔ — ایضاً۔

زیر تکمیل سکیمیں۔

حلقہ	تعداد	منظور شدہ تخمینہ	خرچہ 6/97	مختص شدہ رقم
I۔	40	2 عدد I۔ دیہی واٹر سپلائی سکیم جنڈالہ	35 لاکھ روپے	16 لاکھ روپے 9.57 لاکھ روپے
		II۔ اربن توسیع سکیم واٹر سپلائی منگیرہ	34.96 لاکھ روپے	24.6 لاکھ روپے 47. لاکھ روپے
II۔	41	1 عدد I۔ دیہی واٹر سپلائی سکیم میل شریف	34.99 لاکھ روپے	22.36 لاکھ روپے 1.21 لاکھ روپے
III۔	42	کوئی نہیں۔		

گوجرانوالہ میں واسا کا قیام

*1435۔جناب ایس۔اے۔حمید، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) گوجرانوالہ میں واسا کب قائم کیا گیا اور اس کے انتظامی و مالی معاملات کے لیے کیا منصوبہ بندی کی گئی۔ آیا واسا کا منیجنگ ڈائرکٹر مقرر کر دیا گیا ہے۔

(ب) حکومت پنجاب نے واسا گوجرانوالہ کے لیے کوئی رقم مختص کی ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ واسا کے قیام کے بعد شہر میں سیوریج اور پانی کی صورت حال مزید خراب

ہوگئی ہے اور شہر میں جگہ جگہ گندہ پانی کھڑا ہے اور واسا کا عملہ ہفتوں تک شکایات بھی دور نہیں کرتا۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ واسا کو کارپوریشن کے دائرہ کار میں ہی ایک علیحدہ برانچ کے طور پر کام سپرد کیا جارہا ہے تاکہ دونوں کے درمیان ہم آہنگی ہو سکے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)۔

(الف) گوجرانوالہ میں سیوریج اور فراہمی آب کی ناگفتہ بہ حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے واسا' جی۔ڈی۔اے کا قیام یکم نومبر 1997ء کو کیا گیا اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ واسا جی۔ ڈی۔اے میں کوئی نیا عملہ بھرتی نہ کیا جائے گا بلکہ کارپوریشن اور جی۔ڈی۔اے کے موجودہ متعلقہ عملہ کی زیرنگرانی انتظام و انصرام کیا جائے اور گوجرانوالہ کی حالت زار کو بہتر کیا جائے۔ جہاں تک انتظامی معاملات کا تعلق ہے اس سلسلہ میں گوجرانوالہ کو چار زونوں میں تقسیم کیا گیا اور ہر زون کا انچارج ایک ڈپٹی ڈائرکٹر مقرر کیا گیا ہے جس کے تحت ایک اسسٹنٹ ڈائرکٹر اور دو' دو سب انجینئر ہیں جو کہ اپنے اپنے زون کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ کارپوریشن نے جو عملہ ٹرانسفر کیاہے وہ ان زونوں میں تقسیم کر دیا گیا نیز سیوریج اور فراہمی آب کی دیکھ بھال اور مرمت کا کام ڈائرکٹر جنرل جی۔ڈی۔اے کی زیرنگرانی سر انجام دیا جا رہا ہے جہاں تک مالی معاملات کا تعلق ہے اس سلسلے میں آمدن' متوقع آمدن' اضافی آمدن اور اخراجات کو مدنظر رکھتے ہوئے کارپوریشن واسا جی۔ڈی۔اے کو ایک سال تک مبلغ 23 لاکھ روپے ماہانہ دینے کا پابند ہوگا۔ یہ رقم بجلی کے بل' عملہ کی تنخواہ اور متفرق مرمت و دیکھ بھال کی مد میں خرچ کی جائے گی۔ آمدن کی مد میں جو رقم موصول ہو گی اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

تفصیل آمدن

1۔پانی کا بل	10.29 ملین روپے
پراپرٹی ٹیکس کا حصہ	11.25 ملین روپے
کل	21.54 ملین روپے

2۔ اخراجات کی مد میں جو خرچہ ہو گا اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے،

تفصیل خرچ

1۔ عملہ کی تنخواہ	15.66ملین روپے
2۔ بجلی کا بل	25.30 ملین روپے
3۔ متفرق خرچہ	0.55 ملین روپے
4۔ خرچہ دیکھ بھال مرمت	10.00 ملین روپے
کل خرچہ	51.51 ملین روپے
3۔ سالانہ کمی	3,49,36,000.00 روپے

مندرجہ بالا کمی کو پورا کرنے کے لیے گورنمنٹ کو سمری بھجوا دی گئی ہے۔ جس کے تحت پانی کے نرخ میں اضافہ اور سیوریج کے کنکشن کی فیس لاگو کرنے کی تجویز پیش کی گئی ہے۔ جس کے عائد ہونے پر پانی کی آمدن کی مد میں 4.60 کروڑ روپے اور پراپرٹی ٹیکس کی مد میں2.00 کروڑ روپے کی آمدن متوقع ہے۔

اس طرح کل 6.50 کروڑ روپے کی آمدن سے جو کمی اوپر بیان کی گئی ہے۔ پوری ہو جائے گی اور واسا جی۔ڈی۔اے اپنے اخراجات اٹھانے کے قابل ہو جائے گا۔

گورنمنٹ نے ابھی تک واسا جی۔ڈی۔اے کا مینجنگ ڈائرکٹر مقرر نہ کیا ہے اور یہ ذمہ داریاں ڈائرکٹر جنرل جی۔ڈی۔اے سر انجام دے رہے ہیں۔

(ب) حکومت پنجاب نے واسا جی۔ڈی۔اے کے لیے 98-1997ء میں کوئی رقم مختص نہ کی ہے۔

(ج) واسا کے قیام کے فوراً بعد شہریوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ کارپوریشن نے جو عملہ دیا وہ ناکافی اور کام کا عادی نہ تھا۔ اس کے علاوہ کارپوریشن نے نہ تو کوئی سیوریج اور واٹر سپلائی کی ترسیل کے نقشہ جات دیے اور نہ ہی کوئی ایس۔ڈی۔او اوورسیئر اور سینیٹری انسپکٹر واسا کے سپرد کیا جو کہ جی۔ڈی۔اے کے نئے محکمے کی راہنمائی کر سکتا۔ اب اللہ کے فضل و کرم سے واسا نے ورک چارج ملازمین بھرتی کر لیے ہیں اور مشکلات پر قابو پالیا ہے۔ جو بھی شکایت موصول ہوتی ہے فوری طور پر دور کر دی جاتی ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے کہ واسا کو کارپوریشن کے دائرہ کار میں ہی ایک علیحدہ برانچ کے طور پر کام سپرد کیا جا رہا ہے اور نہ ہی کوئی تجویز زیر غور ہے۔

جی ڈی اے میں زاید سٹاف

*1436۔جناب ایس۔اے۔حمید، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کن کن سکیموں پر کام کر رہی ہے اور کب تک یہ سکیمیں مکمل ہو جائیں گی۔ ہر سکیم کی رقم، میعاد تکمیل سکیم وائز بتائی جائے۔

(ب) حکومت نے گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو کن کن سکیموں کے بارے میں رقومات فراہم کیں اور کیا گوجرانوالہ کی تعمیر اور ترقی کے لیے کوئی مستقل بنیادوں پر منصوبہ بندی کی جا رہی ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے پاس کام کی نسبت سے زاید سٹاف ہے اگر جواب ہاں میں ہے تو حکومت سٹاف ضرورت کے مطابق رکھنے کے بارے میں کیا اقدامات کر رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)،

(الف) گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی جن سکیموں پر کام کر رہی ہے ان کی تفصیل تتمہ (الف) پر *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی 1989ء میں بنائی گئی اور اب تک حکومت پنجاب نے گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو جن سکیموں کے لیے رقومات فراہم کی ہیں ان کی تفصیل تتمہ (ب) پر *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جہاں تک گوجرانوالہ کا مستقل بنیادوں پر تعمیر و ترقی کا تعلق ہے اس سلسلے میں ہاؤسنگ سکیموں کی ماسٹر پلاننگ تیار کر لی گئی ہے۔ اس کے علاوہ پینے کے پانی اور سیوریج کی سکیمز ورلڈ بنک کے تعاون سے تیار کر لی گئی ہیں۔ ان سکیمز میں سے اگلے پانچ سال کے لیے ایک پیکج بنا لیا گیا ہے اور جونہی حکومت پنجاب نے رقومات فراہم کیں کام شروع کر دیا جائے گا۔

(ج) حکومت پنجاب فراہمی فنڈز ترقیاتی کاموں کی ضرورت سے کم مہیا کر رہی ہے، اس لیے سکیموں کی کمی کی نسبت عملہ زیادہ معلوم ہوتا ہے۔ جی۔ڈی۔اے عملہ کو کم کرنے کے سلسلہ میں ضروری قانونی کارروائی کر رہی ہے تاکہ عملہ ضرورت کے مطابق کیا جائے اس کے علاوہ

*** تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں

زاید سلاف کو واسا جی۔ڈی۔اے میں بھی استعمال کیا جا رہا ہے۔

سروسز ہسپتال کے نزدیک اوورہیڈ کی تعمیر

*1444۔نوابزادہ منصور احمد خان، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سروسز ہسپتال کی چار دیواری کے اندر صرف ایک میڈیکل سٹور ہے جو کہ مریضوں کی سہولیات کے لیے نہ ہونے کے برابر ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مریضوں کو دوائی خریدنے کے لیے ڈبل سڑک کراس کرنا پڑتی ہے جو کہ ضعیف العمر مردوں اور عورتوں کے لیے خاصا مشکل ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ جیل روڈ سڑک اشارہ جو مین گیٹ کے سامنے ہے ہمیشہ بند رہتا ہے اور دو رویہ ٹریفک مسلسل چلتی رہتی ہے جس کی وجہ سے کافی وقت ضائع ہوتا ہے اور مریضوں کی جان ضائع ہونے کا بھی اندیشہ ہوتا ہے۔

(د) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا موجودہ حکومت سڑک پر اوورہیڈ برج بنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(جناب آصف علی ملک)،

(الف) ایل۔ڈی۔اے سے متعلقہ نہ ہے۔

(ب) ایل۔ڈی۔اے سے متعلقہ نہ ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔ مین گیٹ کے سامنے جیل روڈ سڑک پر ٹریفک کا اشارہ نہیں بلکہ flasher لگا ہوا ہے۔

(د) ایل۔ڈی۔اے میں اس کے متعلق کوئی منصوبہ زیر غور نہیں ہے۔

نیو مدینہ کالونی میں سیوریج ڈالنا

*1471۔حاجی محمد اکرم (پی۔پی 231)، کیا وزیر ہاوسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

کیا یہ درست ہے کہ واسا نے نیو مدینہ کالونی کھاڈک لاہور کی جناح روڈ گلی نمبر 1 اور گلی نمبر 2 میں سیوریج ڈالنے کے لیے سروے کیا تھا اگر ایسا ہے تو کیا حکومت نیو مدینہ کالونی کھاڈک لاہور کی جناح روڈ گلی نمبر 1 اور گلی نمبر 2 میں سیوریج ڈالنے کو تیار ہے اگر

نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)

جی ہاں! اہل محلہ کے مطالبہ پر واسا نے نیو مدینہ کالونی کھاڑک کی گلی نمبر 1 اور گلی نمبر 2 کا سروے کیا تھا۔ اس کچی آبادی کے نشیب میں ہونے کے وجہ سے یہاں سیوریج اس وقت تک نہیں ڈالا جا سکتا جب تک یہاں ڈسپوزل پمپ نصب نہ ہو۔ کیونکہ آبادی گندے نالے کے بیڈ سے بھی نیچی ہے اور اس کا پانی براہ راست نالے میں نہیں ڈالا جا سکتا۔

پینے کے پانی کی سپلائی

*1472۔ حاجی محمد اکرم (پی۔ پی 231)، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

کیا یہ درست ہے کہ محکمہ واسا نے نیو مدینہ کالونی کھاڑک لاہور کی گلی نمبر 3 اور گلی نمبر 4 میں پینے کے پائپ تو ڈالے ہیں لیکن نیو مدینہ کالونی کی گلی نمبر 1 اور گلی نمبر 2 میں تاحال پینے کے پانی کے پائپ نہیں ڈالے۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت نیو مدینہ کالونی کھاڑک لاہور کی گلی نمبر 1 اور گلی نمبر 2 میں بھی پینے کے پانی کے پائپ ڈالنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)

نیو مدینہ کالونی نشیب میں واقع ہے اور اس کے قریب سے جو نالہ گزرتا ہے اس سے بھی اس کی سطح نیچے ہے بدیں وجہ پانی کی فراہمی کی صورت میں یہاں نشیبی جگہوں پر جوہڑ بن جائیں گے۔ اس لیے پہلے اس علاقہ کی منصوبہ بندی اور گلیوں کی صحیح خطوط پر تعمیر کی ضرورت ہے موجودہ حالت میں واٹر سپلائی کے پائپ بچھانا مناسب نہیں۔

ضلع بھکر میں سیوریج کے منصوبہ جات

*1481۔ جناب نعیم اللہ خان شاہانی، کیا وزیر ہاوسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

ضلع بھکر بشمول میونسپل کمیٹی بھکر میں محکمہ کی زیر نگرانی سیوریج کے کون کون سے منصوبہ جات زیر تکمیل ہیں۔ ان کی تفصیل مہیا کی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(جناب آصف علی ملک)

ضلع بھکر بشمول میونسپل کمیٹی بھکر میں محکمہ کے زیر نگرانی کوئی منصوبہ برائے سیوریج سکیم زیرتکمیل نہ ہے۔ لیکن دیہی منصوبہ جات ڈرینج نالی سولنگ کی چار عدد سکیمیں موجودہ مالی سال میں شامل ہیں جو کہ اسی مالی سال میں ہی مکمل ہو جائیں گی۔

نمبر شمار	نام سکیم	تخمینہ لاگت 1997-98ء	مہیاء کردہ فنڈ	سال تکمیل
1۔	دیہی منصوبہ نکاسی آب عمر والی	26.32 لاکھ	0.63 لاکھ	6/98
2۔	۔ایضاً۔ بھاون پور	36.40 ۔ایضاً۔	0.63 ۔ایضاً۔	مکمل ہو چکی ہے
3۔	۔ایضاً۔ بھکر نشیب	25.79 ۔ایضاً۔	0.13 ۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
4۔	۔ایضاً۔ روڈی حسن والا	40.20 ۔ایضاً۔	0.20 ۔ایضاً۔	۔ایضاً۔

تاہم محکمہ ہذا نے ضلع بھکر میں شہری / دیہی نکاسی آب کی جو سکیمیں مکمل کی ہیں۔ ان کی تفصیل *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

وسن پورہ سکیم نمبر 2 کے رہائشیوں کی بہتری کے لیے کیے گئے اقدامات

*1490۔جناب عبدالمنان شیخ، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا حلقہ پی۔پی 117 شمالی لاہور میں وسن پورہ سکیم نمبر 2 ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کی رہائشی سکیم ہے۔ گزشتہ پانچ سال میں محکمہ ہاؤسنگ کو اس سکیم سے فی مرلہ کے حساب سے کل کتنی رقم حاصل ہوئی نیز حاصل شدہ رقم کا کتنا حصہ سکیم پر خرچ کیا گیا۔

(ب) حکومت نے وسن پورہ سکیم نمبر 2 کے رہائشی شہریوں کی بہتری کے لیے کیا اقدامات کیے ہیں اگر نہیں کیے تو اس کی وجہ کیا ہے نیز آئندہ کیا پالیسی و اقدامات مرتب کیے گئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)،

(الف) وسن پورہ سکیم نمبر 2 محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ نے تکمیل کے بعد 1983ء میں گورنمنٹ کی مجوزہ پالیسی کے مطابق برائے دیکھ بھال (maintenance) لاہور میٹروپولٹن کارپوریشن کے حوالے کر دی۔ اس سکیم سے اب محکمہ ہاؤسنگ کا تعلق صرف پلاٹوں کی الاٹمنٹ اور واجبات جو

*** تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں

الاٹیوں اور ناجائز قابضین کے ذمے واجب الادا ہیں کی وصولی کی حد تک ہے۔ الاٹیوں سے 2289 روپے فی مرلہ جب کہ ناجائز قابضین سے 5000 روپے فی مرلہ قیمت وصول کی جاتی ہے۔ گزشتہ پانچ سالوں میں محکمہ کو سکیم ہذا سے 39 لاکھ روپے (انتالیس لاکھ روپے) کی رقم مہیا ہوئی ہے۔ جو خزانہ سرکار میں جمع کروائی جا چکی ہے۔ چونکہ سکیم مذکورہ 1983ء سے لاہور میٹروپولٹن کارپوریشن کے حوالے کی جا چکی ہے لہٰذا محکمہ حاصل شدہ رقم سے اس پر خرچ کرنے کا ذمہ دار نہ ہے۔

(ب) سکیم مذکورہ کی دیکھ بھال (maintenance) کا کام 1983ء سے لاہور میٹروپولٹن کارپوریشن کے حوالے کیا جا چکا ہے اور سکیم مذکورہ سے پراپرٹی ٹیکس اور دوسرے ٹیکسوں کی وصولی کی مد میں لاکھوں روپے لاہور میٹروپولٹن کارپوریشن کو جاتے ہیں لہٰذا سکیم مذکورہ کے رہائشیوں کی بہتری کے لیے آئندہ اقدامات کرنا اس کی ذمہ داری ہے۔

وسن پورہ سکیم نمبر 2 میں ڈرین کی تعمیر

*1491۔ جناب عبدالمنان شیخ، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وسن پورہ سکیم نمبر 2 میں ایک ڈرین کی تعمیر محکمہ واسا نے گزشتہ سال شروع کی۔ اس ڈرین کی تعمیر کب سے بند ہے۔ اس کی تعمیر پر کل لاگت کیا ہے اور یہ کب تک مکمل ہو جائے گی۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ کھدائی کے بعد ڈرین کو چھوڑ دیا گیا ہے اگر کوئی حادثہ ہو گیا تو ذمہ دار کون ہو گا جبکہ دونوں طرف سائڈیں کھلی پڑی ہیں۔

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو اس غفلت کے ذمہ دار افراد کے خلاف کیا اقدامات کیے گئے ہیں اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)۔

(الف) یہ درست ہے کہ وسن پورہ سکیم نمبر 2 میں ایک ڈرین کی تعمیر واسا نے گزشتہ سال شروع کی تھی۔ ڈرین کی تعمیر کنسلٹینٹ کی تعیناتی میں تاخیر کی وجہ سے بند ہوئی۔ تعمیر اب دوبارہ شروع ہے۔ اس ڈرین کی تعمیر پر تین کروڑ 60 لاکھ روپے لاگت آئے گی اور یہ ڈرین 29 اگست 1998ء تک مکمل ہو جائے گی۔

(ب) ڈرین کا کام مسلسل جاری ہے اور اس کے لیے حکومت [illegible]

(ج) جزو (ب) کا جواب اثبات میں نہیں ہے۔

وحدت کالونی ٹیکسلا کا کل رقبہ اور دیگر سہولیات

*1546۔حاجی ملک عمر فاروق، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) وحدت کالونی ٹیکسلا کل کتنے رقبہ پر محیط ہے اس میں سے الاٹ شدہ پلاٹوں کے رقبہ کی تعداد اور بقیہ رقبہ کی تعداد کیا ہے اس کالونی میں محکمہ کے کل ملازمین کی تعداد کیا ہے۔

(ب) اس سکیم میں سکولوں، کالجوں اور دیگر مفاد عامہ کے لیے کتنے پلاٹ مختص کیے گئے۔ ان کا رقبہ کتنا ہے۔

(ج) جز (ب) میں بیان کیے گئے رقبہ متعلقہ اداروں کو منتقل ہو چکا ہے یا نہیں۔

(د) اس سکیم میں کتنے ٹیوب ویل نصب ہیں کتنے بند ہیں اور کتنے کام کر رہے ہیں نیز سڑکوں اور سیوریج کی خراب حالت کو درست کرنے کے لیے کیا اقدامات کیے جا رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(جناب آصف علی ملک)

(الف) وحدت کالونی ٹیکسلا کا کل رقبہ 50 ایکڑ ہے اس میں مختلف سائیز کے الاٹ شدہ پلاٹوں کی تعداد 648 ہے بقیہ پلاٹوں کی تفصیل تتمہ "الف" لف ہے۔

اس کالونی میں محکمہ کے ورک چارج ملازمین کی تعداد 11 ہے۔

(ب) سکیم میں پرائمری سکولوں کے دو پلاٹ مہیا ہیں ایک پلاٹ محکمہ تعلیم کے حوالے کر دیا گیا ہے پولیس اسٹیشن کے لیے مختص پلاٹ پر پولیس سٹیشن قائم ہے مفادعامہ کے دیگر پلاٹ مثلاً ڈسپنسری، پوسٹ آفس وغیرہ بھی مہیا کیے گئے ہیں جو حکومت کی منظوری سے سکیم کے ساتھ کنٹونمنٹ بورڈ ٹیکسلا کے حوالہ کیے جا رہے ہیں مفاد عامہ کے پلاٹوں کا کل رقبہ 3 ایکڑ 4 کنال اور 11 مرلہ ہے۔

(ج) جواب جز (ب) میں دے دیا گیا ہے۔

(د) اس سکیم میں تین ٹیوب ویل نصب کیے گئے تھے جن میں سے ایک کام کر رہا ہے حکومتی پالیسی کے مطابق بعد از تکمیل سکیم کے انتظام و انصرام کا کام متعلقہ لوکل باڈی کو تفویض ہوتا ہے یہ سکیم چونکہ بلدیہ کی حدود سے باہر تھی لہٰذا اس کی ٹرانسفر کا معاملہ طے نہ ہو سکا

نتیجتاً فنڈز کی عدم فراہمی کی وجہ سے سروسز کی maintenance موثر طریق نہ ہو سکی۔ اب حکومت نے کنٹونمنٹ بورڈ ٹیکسلا کی مشاورت سے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس سکیم کو مکمل طور پر کنٹونمنٹ بورڈ کے حوالہ کر دیا جائے تاکہ ٹیوب ویل سڑکوں اور سیوریج کی فوری دیکھ بھال ہو سکے۔

تتمہ الف

بقیہ پلاٹوں کی تفصیل

سائز پلاٹ	تعداد
ایک کنال	6 عدد
10 مرلہ	2 عدد
5 مرلہ	9 عدد
3 مرلہ	20 عدد
1 مرلہ دکانیں (کمرشل)	69 عدد

حلقہ پی پی-5 میں واٹر سپلائی سکیموں کی تعداد

*1547۔ حاجی ملک عمر فاروق، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) حلقہ پی۔پی 5 راولپنڈی میں واٹر سپلائی سکیموں کی کل تعداد کیا ہے یہ کہاں کہاں پر واقع ہیں اور کتنی سکیمیں محکمہ کی نگرانی میں چل رہی ہیں کتنی یونین کونسلوں کی معرفت اور کتنی بند ہیں۔

(ب) ٹیکسلا ارین سکیم III جو جاری ہے اس پر کتنا کام مکمل ہو چکا ہے اور کب تک سکیم مکمل ہو جائے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (جناب آصف علی ملک)،

(الف) حلقہ پی۔پی 5 راولپنڈی میں واٹر سپلائی سکیموں کی کل تعداد 21 ہے جن میں سے 5 سکیمیں زیر تکمیل ہیں اور 16 سکیمیں تکمیل شدہ ہیں ان میں سے 11 سکیمیں محکمہ کی زیر نگرانی چل رہی ہیں اور 3 سکیمیں لوکل کمیٹیوں کی زیر نگرانی چل رہی ہیں جبکہ 2 سکیمیں بند ہیں ان کی

تفصیل***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اربن واٹر سپلائی سکیم فیز III پر کام جاری ہے اس کا کل تخمینہ لاگت 306.47 لاکھ روپے ہے اب تک 90.82 لاکھ روپے فنڈز دستیاب ہوئے ہیں اور مارچ 1998ء تک کل خرچ 46.96 لاکھ روپے ہے سکیم کی تکمیل کے لیے 215.65 لاکھ روپے مزید فنڈز درکار ہیں فنڈز کی دستیابی پر سکیم مکمل ہو جائے گی۔

غیر نشان زدہ سوال اور اس کے جوابات

کلور کوٹ میں پانی کی سپلائی

339۔جناب نجیب اللہ خان، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کلور کوٹ ضلع بھکر کا ایک اہم شہر اور ٹاؤن کمیٹی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس شہر کی آبادی میں اضافہ ہو چکا ہے اور کلور کوٹ کے پانچ اہم وارڈ پانی کی بنیادی سہولت سے محروم ہیں۔

(ج) حکومت کب تک اس محروم علاقے کو پانی سپلائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(جناب آصف علی ملک)

(الف) ہاں یہ درست ہے۔

(ب) ہاں یہ درست ہے۔

(ج) توسیع واٹر سپلائی سکیم کلور کوٹ ضلع بھکر سالانہ ترقیاتی پروگرام 98-1997ء میں شامل نہ ہے اور حکومت کی پالیسی کے مطابق ٹاؤن کمیٹی کلور کوٹ کو منصوبہ کے تخمینہ لاگت کا 10 (دس) فی صد حصہ پیشگی جمع کرانا ہوتا ہے۔ توسیع واٹر سپلائی سکیم کلور کوٹ کی تخمینہ لاگت 182.50 لاکھ روپے بنتی ہے۔ اگر سکیم ہذا کو سالانہ ترقیاتی پروگرام 99-1998ء میں شامل کرانا ہے تو ٹاؤن کمیٹی اپنے حصے کی رقم جمع کرائے تو منصوبہ کی شمولیت برائے سال 99-1998ء بجٹ پر غور ہو سکتا ہے۔

*** تفصیلات اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں

جناب اختر محمود ایڈووکیٹ، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ گزشتہ تقریباً سوا سال سے جب بھی اس ایوان میں مسائل کی نشان دہی کی گئی تو ایک hitch سامنے آیا' وہ ہے وسائل کی کمی۔ اور ہمیشہ یہاں جتنے بھی مسائل اٹھائے گئے' ان کے جواب میں حکومت کے وزراء صاحبان اور پارلیمانی سیکرٹری صاحبان نے ایک بات پورے شد و مد سے کہی کہ جب بھی وسائل مہیا ہوئے۔ جناب والا! کیا یہ مناسب وقت نہیں ہے کہ ہم ان وجوہات کا بھی تعین کریں کہ جس کی وجہ سے یہ وسائل آج ہمیں میسر نہیں ہیں۔ پورا پنجاب اور اس کے ساڑھے سات کروڑ عوام اپنے منتخب نمائندوں کی جانب دیکھتے ہیں۔ کہیں پانی کے لیے بلک رہے ہیں۔ کہیں سکول ہیں' ان کا اجراء ممکن نہیں' کہیں فرنیچر نہیں-----

جناب قائم مقام سپیکر، آپ یہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں؛ آپ کسی اور وقت اپنی تقریر فرما لیجیے گا۔ پہلے بھی بہت وقت ضائع ہوا ہے۔ اب ہم بہت اہم توجہ دلاؤ نوٹس لے رہے ہیں۔ آپ مہربانی فرمائیے' پھر کسی وقت تقریر کر لیجیے گا۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں یہاں ایک بہت جائز پوائنٹ آف آرڈر پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، وہ تو آپ فرمائیں تو دیکھیں گے۔ آپ خود ہی رولنگ مت دیں ناں!

جناب سعید اکبر خان، 21 اپریل کے اجلاس کے پرائیویٹ ممبر ڈے میں ایک قرارداد پیش کی گئی۔ میں اس دن اس ہاؤس میں موجود نہیں تھا۔ جناب سپیکر! وہ قرارداد غوری میزائل کے بارے میں پیش ہوئی۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ یہ قرارداد پیش ہوئی۔ لیکن میں نے جب اس قرارداد کو پڑھا تو میں نے اس میں سے دو' تین باتیں اخذ کی ہیں۔ حقیقت کی بات ہے کہ تمام ہاؤس کو انھیں محسوس کر کے ماننا چاہیے۔ اس کی ایک سطر بھی اس میں موجود نہیں ہے۔ جناب سپیکر! میاں نواز شریف کی قیادت کو یہاں خراج تحسین پیش کیا گیا' کر لیں۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ کسی دوسرے کی خوشامد کرنی ہے' کر لی جائے۔ لیکن اس قرارداد میں غوری میزائل کے بنانے والے عملے' انجینئرز' ٹیکنیکل سٹاف یا ڈاکٹر قدیر کا نام نہ لکھ کر بے انصافی ہوئی ہے۔ میں اس کو on the floor of the House point out کرنا چاہتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کی درستگی کر کے دوبارہ لایا جائے۔ کیونکہ ڈاکٹر قدیر اور ان کی راہنمائی اور سربراہی میں انجینئرز نے اتنا بڑا پراجیکٹ کامیابی کے ساتھ مکمل کیا۔ یہ پاکستان کے لیے

ایک بہت بڑی کامیابی ہے۔ اس قرارداد میں ان کا ذکر نہ کرنا بہت بڑی بے اصلی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ اس سے پورے صوبے کے عوام کو دکھ ہوا ہے۔ جن انجینئرز اور ٹیکنیکل سٹاف نے رات دن محنت کر کے اس کے بارے میں کوشش کی ہے' وہ جب یہ قرارداد پڑھیں گے تو وہ بھی یہ ضرور محسوس کریں گے۔

جناب اختر محمود ایڈووکیٹ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میرے محسن نے ابھی جو بات کی ہے' چونکہ میں نے یہ قرارداد پیش کی تھی' تو اگر انھوں نے یہ قرارداد پڑھی ہے تو وہ یہ نوٹ کریں گے کہ نہ صرف میاں نواز شریف' ان کی حکومت' بلکہ پوری قوم کو اس پر مبارک باد پیش کی گئی ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہ انجینئرز' ڈاکٹر صاحبان' سائنس دان' اس قوم کے علاوہ بھی اپنا کوئی وجود رکھتے ہیں۔ جب پوری قوم کے الفاظ استعمال کیے گئے تھے' تو اس میں میرے محترم بھائی سمیت پوری قوم آ جاتی ہے۔ میں نے اس میں یہ کہا تھا کہ ہم پنجاب کے ساڑھے سات کروڑ عوام پوری قوم کی خوشیوں میں برابر کے شریک ہیں اور اسے دفاع وطن کے لیے ایک سنگ میل سمجھتے ہیں۔ دفاع کو ناقابل تسخیر بنانے کی جانب یہ ایک اہم پیش رفت ہے۔ مجھے توقع ہے کہ یہ اور بہت سی کامیابیوں کا ایک پیش خیمہ ہو گا۔ میں نہیں سمجھتا کہ اگر وہ اس قرارداد کو صحیح طریقے سے پڑھتے' تو ایسی کوئی بات رہ جاتی۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، چیمہ صاحب! وزیر قانون صاحب کھڑے ہیں۔ آپ ذرا ان کو موقع دیں گے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں تو صرف اتنا عرض کرنا چاہتا تھا کہ ہمارے معزز رکن سعید اکبر صاحب بڑے پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ میں صرف ان کے پوائنٹ آف آرڈر کے حوالے سے بات کرنا چاہ رہا تھا۔ ایک واقعہ جو تین دن پہلے ہو چکا ہے اس پر پوائنٹ آف آرڈر اٹھا رہے ہیں۔ اور ایک قرارداد جو پاس ہو چکی ہے اس میں ترمیم کی بات کر رہے ہیں۔ میں آپ کی رولنگ چاہتا ہوں کہ اس وقت ایوان میں جو معاملہ زیر بحث نہیں ہے کیا اس تین دن پرانے واقعے پر پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا جا سکتا ہے؟ اور کیا تین دن پہلے یہاں سے متفقہ طور پر منظور ہو جانے والی قرارداد میں کوئی ترمیم کی جا سکتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، میں نے تو ان کے پوائنٹ آف آرڈر کو جائز قرار نہیں دیا۔ جو جائز ہوتا ہے' میں اس کو فوری طور پر تسلیم کرتا ہوں کہ یہ جائز ہے۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب قائم مقام سپیکر، اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔ توجہ دلاؤ نوٹس میں منظم جہانزیب احمد خان وٹو صاحب کا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! آج معزز ممبر تشریف نہیں لا سکے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس کو کل take up کیا جائے۔ اس میں سپیکر کی صوابدید ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے ہم اس کو پینڈ کر لیتے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، اس کو کل take up کر لیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ کل تو مشکل ہو جائے گا۔ یہ تو اگلے توجہ دلاؤ نوٹس کے دن پر جائے گا۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں اس لیے یہ عرض کر رہا تھا کہ اجلاس کل شاید prorogue ہو جائے۔ کل take up کرنے کے لیے رولز آپ کو اجازت دیتے ہیں۔

تحریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر، اب ہم تحریک التوائے کار لیتے ہیں۔ کیونکہ تحریک استحقاق کوئی نہیں ہے۔ لیکن اس سے پہلے میں ایک بات کی طرف معزز اراکین ہاؤس کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ ہم نے آج ایک لیکچر کا اہتمام کیا ہے جو انسداد منشیات کے موضوع پر ہے اور کونسل برائے انسداد منشیات کی طرف سے ہے۔ کافی دیر سے یہ بات چل رہی تھی اور ہم سمجھتے ہیں کہ ہم بھی اس میں رولز واضع کریں۔ تو اس اجلاس کے فوراً بعد کیفے ٹیریا میں ہم نے اس کا اہتمام کیا ہے۔ میں تمام معزز اراکین سے درخواست کروں گا کہ اجلاس کے فوراً بعد کیفے ٹیریا میں تشریف لے چلیں تاکہ ہم اس لیکچر سے استفادہ کر سکیں۔

تحریک التوائے کار نمبر 18 جناب سعید احمد خان منیس صاحب کی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ آپ 18 نمبر take up کریں۔ میری ایک تحریک التوائے کار نمبر 11 pending ہے۔ اگر اس کو پہلے لے لیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میرے پاس 11 نمبر سید اکبر خان کی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! 11 نمبر پچھلے اجلاس سے چلی آ رہی ہے اور pending ہے۔اس میں وزیر قانون صاحب نے فرمایا تھا کہ وزیر مال اس کا جواب دیں گے۔ لیکن قضائے الٰہی سے ان کے والد صاحب کی وفات کی وجہ سے وہ تشریف نہیں لا سکے۔ اس کا جواب وزیر قانون صاحب دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ واقعی یہاں ہے۔ وزیر قانون صاحب! آپ اس پر کچھ فرمائیں گے۔

وزیر قانون: جناب والا! 11 نمبر زرعی ٹیکس سے متعلقہ ہے اور اس میں وزیر مال صاحب نے فرمایا تھا کہ وہ خود جواب دیں گے۔ لیکن چونکہ ان کے ساتھ ایک حادثہ پیش آ گیا ہے۔ ان کے والد محترم انتقال فرما گئے ہیں۔ شاید وہ چند دنوں کے لیے نہیں آئیں گے۔ جناب سپیکر! اگر اس کو کل کے لیے رکھ لیں تو میں خود اس کا جواب دے دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس: کل definitely بتائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جب وہ فرما رہے ہیں تو وہ definitely ہو جائے گا۔

جی تحریک التوائے کار نمبر 18 آپ پڑھیں۔

زرعی ترقیاتی سپلائز کارپوریشن کے خاتمے سے کروڑوں روپوؤں کی کھاد خورد برد ہونے کا خدشہ

جناب سعید احمد خان منیس: میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت نے زرعی ترقیاتی سپلائز کارپوریشن کے خاتمے کے بعد کھاد کے 55 ڈپوؤں پر موجود تقریباً 77 کروڑ روپے کی کھاد کو عملاً لاوارث چھوڑ دیا گیا ہے حتیٰ کہ ان کی حفاظت کے لیے سرکاری طور پر کوئی چوکیدار تک بھی تعینات نہیں کیا گیا جس سے 55 گوداموں میں پڑی کروڑوں روپے کی کھاد وسیع پیمانے پر خورد برد ہونے کا خدشہ ہے۔ جس کی وجہ سے نہ صرف فصل خریف کے لیے کسانوں کو کھاد مہنگی ملے گی۔ بلکہ یہ ملاوٹ شدہ بھی ہوگی۔ جس سے صوبہ بھر کے

عوام اور بالخصوص کاشت کاروں میں شدید پریشانی اور اضطراب پایا جانے لگا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ متذکرہ مسئلے کو فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

وزیر زراعت، جناب سپیکر! حکومت پنجاب نے زرعی ترقیاتی سپلائز کارپوریشن پنجاب کو ختم کر دیا ہے۔ اس کے تمام بقایا جات اور انتظامی امور نمٹانے کے لیے ایڈمنسٹریٹر مقرر کیا ہے۔ جس کو کارپوریشن کے تمام امور نمٹانے کے لیے مالی اور انتظامی اختیارات حاصل ہیں۔ کارپوریشن کے ملازمین کو گولڈن ہینڈ شیک اور دیگر واجبات کی ادائیگی اور سٹاک کی دیکھ بھال اور فروخت کی معاونت کے لیے تقریباً تین سو تجربہ کار اور محنتی ملازمین کو کنٹریکٹ کی بنیاد پر مختصر عرصے کے لیے ملازم رکھا گیا ہے تاکہ ایک طرف تو سابقہ ملازمین کے واجبات کی بروقت ادائیگی ہو سکے اور دوسری طرف کالعدم کارپوریشن کے اثاثہ جات کی مناسب دیکھ بھال ہو سکے۔ کھاد کے تمام گودام سربمہر کر دیے گئے ہیں۔ ان کی حفاظت کے لیے ضروری عملہ تعینات کیا جا چکا ہے۔لہٰذا یہ قطعاً درست نہیں کہ کارپوریشن کے کھاد کے سٹاک اور دیگر اثاثہ جات لاوارث پڑے ہیں۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ تمام سٹاک اور اثاثہ جات کی حفاظت کا پورا بندوبست کیا جا چکا ہے اور جب تک سٹاک کی حتمی فروخت نہیں ہوتی' ان کی مکمل حفاظت کی جائے گی۔

جناب سپیکر! موجودہ تحریک التوائے کار روزنامہ "خبریں" مورخہ 20-4-98 میں شائع ہونے والی ایک خبر کی بنیاد پر کی گئی ہے جو کہ قطعاً بے بنیاد اور لاعلمی پر مبنی ہے۔ یہ معاملہ کسی طرح بھی بہت زیادہ اہمیت کا حامل نہیں ہے' اس لیے میری جناب قائد حزب اختلاف سے بڑی مؤدبانہ التماس ہے کہ اس کے اوپر زور نہ دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز وزیر سے یہ گزارش کروں گا کہ انھوں نے فرمایا ہے کہ یہ کھاد لاوارث نہیں پڑی اور انھوں نے وہاں عملہ متعین کر دیا ہے۔ اور اس کی دیکھ بھال بھی کی جا رہی ہے۔جناب سپیکر! معزز وزیر جو خود full time وزیر زراعت بھی رہ چکے ہیں۔ اب part time بطور وزیر زراعت کام کر رہے ہیں۔ ان کو یاد ہوگا کہ ستر کی دہائی میں جب pesticides محکمہ زراعت تقسیم کیا کرتا تھا اور اس کے بعد pesticides کی تقسیم کا کام محکمہ زراعت سے واپس لے لیا گیا تھا۔ اس وقت ناقص پالیسیوں کی وجہ سے اور ایسی ہی پالیسیوں کی

وجہ سے (جس طرح زرعی ترقیاتی سپلائز کارپوریشن میں لی جا رہی ہیں) اس وقت اربوں روپے کی pesticides اسی طریقے سے گوداموں میں رکھ دی گئی تھیں اور آج تک ان اربوں روپے کی pesticides پر فیصلہ نہیں ہو سکا۔ حتیٰ کہ ان کو تلف کرنے کے لیے کروڑوں روپے کی ضرورت ہے۔ وہ جو pesticides تھیں، وہ آج تک خراب ہو رہی ہیں۔ ان خراب pesticides کو فروخت کیا جا رہا ہے اور محکمہ زراعت اس کو فروخت کر رہا ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ کوئی ایسا طریقہ کار یا پالیسی بنائیں اور اس پر عمل درآمد کریں۔ ایسا نہ ہو کہ جو اربوں روپے کے pesticides ضائع ہو چکے ہیں اور ان کو صرف تلف کرنے کے لیے کروڑوں روپے درکار ہوں۔ کہیں اس کی repetition نہ ہو جائے۔

(اس مرحلہ پر چودھری محمد اعظم چیمہ کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

وزیر زراعت، جناب چیئرمین! اجازت ہے۔

جناب چیئرمین، جی، چودھری صاحب!

وزیر زراعت، جناب والا! جن خدشات کا اظہار قائد حزب اختلاف نے فرمایا ہے۔ ان میں کوئی حقیقت نہیں۔ وہ pesticides کی بات کر رہے تھے۔ وہ ناکارہ ہو چکی تھی۔ اس کا علیحدہ ایک ایشو ہے۔ اس تحریک التوائے کار سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ لیکن وہ قائد حزب اختلاف ہیں، اس لیے میں ان کی بات پر اعتراض نہیں کرنا چاہتا۔ اس مسئلے میں کوئی ایسی کیفیت نہیں۔ کھاد پڑی ہوئی ہے۔ وہاں کنٹریکٹ پر بندے رکھے ہیں جو حفاظت کر رہے ہیں۔ جونہی سیزن شروع ہوگا، اس کی disposal ہو جائے گی، تو سارا معاملہ ختم ہو جائے گا۔ ہم نے پورا محکمہ PADA ختم کر دیا ہے۔ کھاد کا معاملہ تو بڑا ہی معمولی ہے۔ اس میں تو ایسی کوئی بات نہیں کہ وہ پڑی سڑ گل جائے گی اور اس میں یہ خدشہ ہے کہ pesticides والی repetition نہ ہو۔ ایسی بات نہیں ہے۔ ان کے یہ خدشات حقیقت پر مبنی نہ ہیں۔ میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ ایسی صورت حال پیش نہیں آئے گی۔ اس لیے میری استدعا ہے کہ وہ اس پر زور نہ دیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! ٹھیک ہے۔ میں معزز وزیر کی یقین دہانی پر اسے پریس نہیں کرتا۔

جناب چیئرمین، کیا آپ کو اطمینان ہے؟

جناب سعید احمد خان منیس، انھوں نے یقین دہانی کرائی ہے۔ مجھے یقین تو کرنا ہی پڑے گا۔

جناب چیئرمین، پرانی دوستی کے حوالے سے وہ کچھ کہہ رہے ہیں۔ پھر آپ اسے پریس نہیں کرتے۔ یہ dispose of ہوتی ہے۔ آگے جناب سعید اکبر خان صاحب اور جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔ آپ پیش کریں گے؟

جناب سعید اکبر خان، جی' میں پیش کروں گا۔

جناب چیئرمین، فرمائیں۔

پنجاب زرعی ترقیاتی و سپلائی کارپوریشن میں اچھی شہرت نہ رکھنے والے سابق افسران کی بھرتی

جناب سعید اکبر خان، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب زرعی ترقیاتی و سپلائی کارپوریشن کو 11 اپریل 1998ء کو بند کر دیا گیا تھا اور اس کے تمام ملازمین کی ملازمت کو ختم کر دیا گیا۔ لیکن بند ہونے والی کارپوریشن کے ایڈمنسٹریٹر نے گزشتہ روز سابق ڈپٹی منیجنگ ڈائرکٹر اعظم چوہان کو اٹھارہ ہزار روپے ماہانہ تنخواہ' علاج معالجہ' رہائش وغیرہ کی سہولتوں کے ساتھ کنٹریکٹ بنیادوں پر غیر قانونی طور پر بھرتی کر لیا ہے جن کے خلاف کروڑوں روپے کی بدعنوانی کے کئی ریفرنس احتساب سیل میں زیر التواء ہیں' جن میں خالی بوریوں کی خرید کے ضمن میں ایک کروڑ روپے سے زائد کمشن لینے' ٹائیگر ڈی اے پی کی خریداری اور جپسم کی خریداری کے بعد ٹھیکے داروں کو ریٹ بڑھا کر لاکھوں روپے کی ادائیگی کرنا وغیرہ شامل ہیں۔ اسی طرح سابق ڈائرکٹر پروکیورمنٹ اینڈ پلاننگ کو تیرہ ہزار روپے ماہانہ تنخواہ' علاج معالجہ' رہائش وغیرہ کی سہولتوں کے ساتھ کنٹریکٹ پر ڈائرکٹر ایڈمنسٹریشن اینڈ ڈسپوزل مقرر کیا ہے جن کے خلاف 33 لاکھ روپے کے فراڈ اور دیگر بدعنوانیوں کے الزامات ہیں۔ مذکورہ افسران ان مبینہ حکام میں شامل ہیں جو کرپشن کے حوالے سے ادارے کی بدنامی کا باعث بنتے رہے ہیں اور جن کے مبینہ گھپلوں کے بعد وزیر اعلیٰ پنجاب کو زرعی ترقیاتی سپلائز کارپوریشن کو فوری طور پر بند کرنا پڑا۔ اب انہی افسران کو گوداموں میں موجود کروڑوں روپے کی کھاد کے علاوہ کارپوریشن کے ریکارڈ اور اثاثہ جات کا نگران مقرر کر دیا گیا ہے جس سے خدشہ

ہے کہ یہ افسران ماضی میں کی گئی اپنی مبینہ کرپشن کے ثبوت مٹا دیں گے جس سے صوبہ بھر کے عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جانے لگا ہے۔ لہٰذا متذکرہ مسئلہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب چیئرمین، جی' چودھری صاحب۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی(چودھری محمد اقبال)، جناب چیئرمین! حکومت پنجاب نے زرعی ترقیاتی و سپلائی کارپوریشن مورخہ 11-4-98 سے ختم کر دی ہے اور اس کے تمام مالی اور انتظامی امور نمٹانے کے لیے ایڈمنسٹریٹر مقرر کر دیا ہے' جس کو کارپوریشن کے تمام امور نمٹانے کے مالی اور انتظامی اختیارات دیے گئے ہیں۔ کارپوریشن کے ملازمین کو گولڈن ہینڈ شیک اور دیگر واجبات کی ادائیگی اور سٹاک کی فروخت کے لیے تقریباً 300 تجربہ کار اور محنتی ملازمین کو کنٹریکٹ بنیاد پر رکھ لیا گیا ہے تاکہ سابقہ ملازمین کے واجبات کی ادائیگی بروقت ہو سکے اور اس کے تمام سٹاک اور اثاثہ جات کی مناسب دیکھ بھال ہو سکے۔ جن دو افسران کا ذکر جناب خان صاحب نے فرمایا ہے وہ دونوں کالعدم کارپوریشن کے سینئر ترین افسران تھے اور ان کو پرانے تجربے اور ضرورت کے تحت مختصر عرصے کے لیے کنٹریکٹ بنیادوں پر رکھا گیا ہے۔ وہ کارپوریشن کے بقایا امور بطریق احسن انجام دے سکیں گے اور ان دونوں افسران کی کنٹریکٹ کے اُوپر ہی تنخواہیں دی جائیں گی۔

جناب چیئرمین! خان صاحب نے احتساب سیل کے بارے میں جو فرمایا ہے اس میں ریفرنس ضرور موصول ہوئے تھے' لیکن ان کا مناسب جواب کارپوریشن ہذا اور محکمہ زراعت حکومت پنجاب کی طرف سے تقریباً ایک سال قبل ارسال کر دیا گیا تھا۔ اس کے بعد اب تک اس سلسلے میں احتساب سیل کی طرف سے مزید کوئی کارروائی نہیں کی گئی اور نہ ہی کوئی مزید ریفرنس موصول ہوا ہے۔ لہٰذا یہ کہنا میرے خیال میں درست نہیں کہ ان افسران کے خلاف کئی ریفرنس زیر التواء ہیں۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ پنجاب نے تمام مالی اور انتظامی اختیارات صرف ایڈمنسٹریٹر کو دیے ہیں اور ان کو اختیار ہے کہ جن افراد اور دیگر عملے کو رکھا گیا ہے وہ صرف ایڈمنسٹریٹر کے روزمرہ کام کی مدد کے لیے رکھا گیا ہے تاکہ کالعدم کارپوریشن کے بقایا جات اور معاملات کم سے کم وقت میں خوش اسلوبی سے طے پا جائیں۔

جناب چیئرمین! موجودہ تحریک التوائے کار کو روزنامہ "پاکستان" کی خبر مورخہ 20 اپریل 1998ء پر بنیاد بنایا گیا ہے۔ اس میں زیادہ تر وجہ لاعلمی ہی ہو سکتی ہے' کیونکہ یہ معاملہ اتنی اہمیت کا حامل

نہیں جتنی خان صاحب بتا رہے ہیں۔ اس لیے میری خان صاحب سے بڑی مؤدبانہ التماس ہے کہ وہ اس کے اُوپر زور نہ دیں۔

جناب چیئرمین، جی' خان صاحب۔

جناب سعید اکبر خان، جناب چیئرمین! میں نے جو باتیں عرض کی ہیں میرے بھائی چودھری اقبال نے ساری تسلیم کر لی ہیں۔ میں نے جو خدشات ظاہر کیے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سب کچھ کر لیا ہے۔ پہلے کارپوریشن کو بند کیا گیا' کیوں؟ اس لیے کہ اس میں بہت کرپشن ہے۔ جہاں پہلے ہی حکومت اپنی ناکامیوں کو تسلیم کرتے ہوئے پرائمری سکول بھی فوجیوں سے چیک کروا رہی ہے' ان کی یہ ایڈمنسٹریشن ہے کہ یہ آرمی کے بغیر اپنے سکول ہی نہیں چلا سکتے تو وہاں کل کو شاید یہ آرمی کے بغیر حکومت ہی نہ چلا سکیں۔ یہ تمام خدشات step by step ہمارے سامنے آ رہے ہیں۔

خواجہ ریاض محمود، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی' پوائنٹ آف آرڈر۔

خواجہ ریاض محمود، جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ انھوں نے پچھلے چار سالوں میں اس سسٹم کو اتنا تباہ کیا ہے' افسروں کو اتنا کرپٹ کیا ہے کہ حکومت کو یہ بھاری گاڑی کھینچنے کے لیے پورا زور لگانا پڑ رہا ہے۔ وہ اپنے منہ میاں مٹھو آپ ہی بن رہے ہیں۔ حکومت چلانے کے لیے اب اگر ٹھری کے ریٹائرڈ افسروں کا سہارا لیا جا رہا ہے تو وہ ان کی وجہ سے ہے' کیونکہ انھوں نے افسروں کو کرپٹ کر دیا' محکموں کو تباہ کر دیا' پیسہ لوٹ کر لے گئے۔ ہم کیا کریں؟

جناب سعید اکبر خان: جناب چیئرمین! خواجہ صاحب میرے بڑے بھائی ہیں' بزرگ ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ اپنی سیٹ پر نہیں ہیں۔ کبھی وہ اُدھر سے بولتے ہیں اور کبھی اِدھر سے بولتے ہیں۔ آج تک جن کو اپنی سیٹ کا ہی پتا نہیں تو ان کو حکومت چلانے کا کیا پتا ہو گا۔

جناب چیئرمین! میری گزارش یہ ہے کہ انھوں نے تسلیم کیا کہ کارپوریشن میں کرپشن تھی' اسی لیے ہم نے اس کو بند کیا ہے۔ پھر جو آدمی کرپٹ تھے انھی کو کنٹریکٹ پر رکھ لیا۔ سیڈ کارپوریشن کو ختم کرنے کے بعد وہ جو افسر تھے' کیا ان کو خدمت کمیٹی کا ممبر بنا دیا گیا ہے اور ان سے حلف لے کر ان کو کنٹریکٹ پر رکھ لیا گیا کہ وہ حلف لینے کے بعد پاک ہو گئے ہیں؟

جناب چیئرمین! وہ تمام باتیں تسلیم کر رہے ہیں اور یہ بھی فرما رہے ہیں کہ احتساب سیل میں

بھی ان کے ریفرنس گئے ہیں اور ایک سال سے ان کا کوئی واپسی جواب نہیں آیا۔ وہ جواب میں نے نہیں دینا۔ مقصد یہ ہے کہ کسی کے اُوپر جب الزام لگتا ہے تو اُس میں کچھ نہ کچھ کوئی حقیقت ہوتی ہے تب ہی الزام لگتا ہے۔ تمام باتوں کو آپ مدِنظر رکھتے ہوئے' تمام باتوں کو آپ بغور دیکھتے ہوئے اور وزیر صاحب کو جو بیان لکھ کر دے دیا گیا ہے اور انھوں نے بڑی دیانت داری سے اُسے لفظ بلفظ پڑھ کر ہمیں سنا دیا ہے اور وہ تمام باتیں تسلیم کر لی ہیں جو میں نے کہی ہیں اور پھر اس کے بعد وہ کہتے ہیں کہ میں اپنی اس تحریک التوائے کار پر زور نہ دوں۔ میں اس پر زور اس لیے نہیں دوں گا کہ وہ میرے بڑے بھائی ہیں اور بڑے ہی اخلاص والے اور بڑے ہی پیار والے آدمی ہیں۔ اگر اس ناتے سے مجھے کہیں تو میں اس پر زور نہیں دیتا۔ اگر ریکارڈ کے مطابق کہیں تو پھر مجھے اس پر بڑا زور دینا پڑے گا' کیونکہ انھوں نے تمام باتیں خود تسلیم کی ہیں کہ ہم نے ان کو کنٹریکٹ پر بھی رکھا ہے۔ کیا ضرورت تھی کہ ان آدمیوں کو جن کی وجہ سے یہ کارپوریشن بند ہوئی ہے' جن کی بدعنوانیوں سے یہ کارپوریشن بند ہوئی ہے' پھر انھی کو کنٹریکٹ پر رکھ لیا جائے؟ کیا یہ ضروری نہیں تھا کہ اس کی حفاظت کے لیے اور اس کے سٹاف کی حفاظت کے لیے کوئی اور دیانت دار افسر رکھ لیا جاتا؟ پھر یہ جو میں نے خدشہ ظاہر کیا ہے' جو کرپشن ہوئی ہے' جو شاید گورنمنٹ اس کو probe کرنا چاہتی ہو' اگر اسی محکمے کے آدمی کو پھر اس کا انچارج لگا دیا جائے گا تو کیا یہ ممکن نہیں کہ جو اس کے خلاف خدشات اور کرپشن کے الزامات ہیں اس کو ان کے مٹانے کا کوئی موقع مل جائے گا؟

جناب چیئرمین، جی' چودھری صاحب۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی و زراعت، جناب والا! یہ بڑے تضاد کی بات ہے۔ میں کیا جواب پیش کروں کہ لیڈر آف دی اپوزیشن کچھ فرما رہے ہیں اور جناب خان صاحب' میرے چھوٹے بھائی محترم کچھ اور فرما رہے ہیں۔ انھوں نے فرمایا ہے کہ وہ کھاد ساری ضائع ہو جائے گی۔ اس کی کوئی دیکھ بھال نہیں کر رہا۔ اس کے اوپر کوئی آدمی لگائیں۔ جب ہم آدمی لگاتے ہیں تو خان صاحب کہتے ہیں کہ اپنے آدمی لگا دیے ہیں۔ یہ ایک بات ہے۔ دوسری بات جو خان صاحب نے فرمائی ہے کہ اگر کسی آدمی کے اُوپر کوئی الزام لگتا ہے تو اس میں کچھ نہ کچھ حقیقت ہوتی ہے۔ آج اگر میں خان صاحب کے خلاف احتساب سیل کو ایک ریفرنس بھیج دوں تو کیا وہ ثابت ہو گیا کہ یہ اس میں guilty ہیں۔ الزام تو کسی کے اُوپر بھی لگایا جا سکتا ہے۔ جب تک اس کی پوری تحقیقات نہ ہو' وہ پورا charge establish نہ ہو جائے تو اس

وقت تک کسی آدمی کو کس طرح guilty کہا جا سکتا ہے۔ پھر جو پی۔ اے۔ ڈی اینڈ ایس۔ سی ہے اس میں اگر کوئی انڈسٹری کا آدمی لگا دیا جائے' اس میں کوئی محکمہ نہر کا آدمی لگا دیا جائے تو وہ وہاں کیا کرے گا؟ اس آدمی کو کوئی تجربہ ہے جس نے وہ پی۔ اے۔ ڈی اینڈ ایس۔ سی چلائی ہے تو وہی اس کو چلا سکتا ہے اور پھر یہ بڑا عارضی کنٹریکٹ ہے۔ جب بھی ان کے خلاف کوئی charges establish ہوئے ان کو ہم باہر نکال کر پھینک دیں گے اور کنٹریکٹ کے اوپر کسی آدمی کی کیا حیثیت ہوتی ہے؟ یہ تو عارضی طور پر اس لیے ہم نے wind up کی ہے کہ وہ جو پرانے معاملات پچھلے دور میں چلتے رہے ہیں ان کو wind up کر دیا جائے اور کرپشن کا کوئی احتمال نہ ہو۔ اس لیے یہ سارا کچھ کیا ہے۔ اس کے بارے میں خان صاحب ناراض ہو رہے ہیں۔ لیڈر آف دی اپوزیشن کہتے ہیں کہ ان کے اوپر کوئی آدمی نہیں' آپ آدمی رکھیں ۔ وہ کہتے ہیں کہ آدمی ہونے نہیں چاہییں۔ یہ کتنا تضاد ہے؟ آپ نے دونوں تحاریک التوائے کار پڑھی ہیں' دیکھی ہیں' آپ نے ملاحظہ فرمائی ہیں۔

جناب والا! اس لیے میرا خیال ہے کہ جو میں نے گزارش کی ہے' خان صاحب اس کے اُوپر ٹھنڈے دل سے غور کریں اور اس کے اُوپر زور نہ دیں۔

جناب چیئرمین، خان صاحب تو پہلے ہی آپ کی حلیمی ، طبع اور آپ کی بلند اخلاقی سے متاثر ہیں۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی و زراعت ، جی' یہ ان کی مہربانی ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جی' میں بڑا متاثر ہوں اور میں اس کو تسلیم کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین، آپ اس پر زور نہیں دیتے؟

جناب سعید اکبر خان ، جناب والا! چودھری صاحب فرماتے ہیں کہ ہم نے ان ہی افسروں کی کارگزاریوں سے تنگ آ کر یہ کارپوریشن بند کی ہے۔ جناب' وہ یہی فرما رہے تھے کہ کارپوریشن بند کیوں ہوئی' اس لیے کہ ان لوگوں نے کرپشن کی اور ان ہی لوگوں نے یہ سارا گند کیا۔ تو جناب والا! کیا وجہ ہے کہ ان ہی میں سے لوگوں کو دوبارہ رکھا جائے۔ یہ کہتے ہیں کہ تجربہ نہیں ہے۔ اس کا جو ایم ڈی ہوتا ہے وہ سول سروس کا بندہ ہوتا ہے آیا وہ کوئی ٹیکنیکل بندہ ہوتا ہے؟ جو سیکرٹری ہوتا ہے وہ بھی ایم۔ڈی ہوتا ہے' وہ بھی سول سروس کا ڈی ایم جی گروپ کا بندہ ہوگا یا کوئی پی سی ایس افسر ہوگا؟ تو جناب سپیکر! میرا خدشہ یہ ہے کہ انھی لوگوں کی کرپشن کی وجہ سے یہ سارا گند پڑا۔ آپ پھر انھی افسروں کو اس کا انچارج لگا رہے ہیں' اس کا محافظ لگا رہے ہیں جن کی وجہ سے یہ سب کچھ خراب ہوا۔ میرا

خدشہ یہ ہے۔ آپ کسی دیانتدار افسر کو لگائیں جسے آپ سمجھتے ہیں کہ یہ دیانتداری سے ان کی نگرانی کر سکے گا۔ اس میں شاید اتنا علم نہیں ہے اس میں definitely کوئی ٹیکنیکل بات ہوگی کیونکہ ان کو dispose of کرنا بھی ٹیکنیکل ہے اور سو بوری کو ایک سو پچاس بنانا بھی ٹیکنیکل ہوگا۔ تو یہ تمام باتیں ٹیکنیکل ہیں لیکن میرا خدشہ یہ تھا کہ جس کارپوریشن کو آپ نے بند کیا اسی کے افسروں کو آپ نے دوبارہ لگایا ہے۔ اس کی کیا ضرورت تھی؟

جناب چیئرمین: خان صاحب! short سے long statement ہو گئی اور کافی کچھ ہو گیا۔ اب تو آپ بس کریں۔ اب اگلی تحریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! میں اسی کے بارے میں عرض کر رہا تھا۔ میں اپنا یہ خدشہ اس ایوان کے سامنے لانا چاہتا تھا۔ اگر گورنمنٹ اس کو نہیں سمجھتی تو میں اسے press نہیں کرتا۔

جناب چیئرمین: بہرحال' یہ dispose of ہوتی ہے۔ جناب ارشد عمران سلہری صاحب۔

گورنمنٹ کالج لاہور کی تقریب میں بھارتی مندوب کی نظریۂ پاکستان کے خلاف زبان درازی

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ "نوائے وقت" لاہور مورخہ 18 اپریل 1998ء کی اشاعت میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ سنٹر آف انڈین سٹڈیز بمبئی کے ڈائریکٹر اصغر علی اکبر نے پولیٹیکل سائنس سوسائٹی گورنمنٹ کالج لاہور کے ایک اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ پاکستان کا قیام ایک غلط نظریے پر وجود میں آیا اور مولانا حسین احمد مدنی کا یہ کہنا درست تھا کہ قومیں اوطان سے بنتی ہیں۔ بھارتی دانش ور کے ان خیالات پر طلبہ نے شدید احتجاج کیا اور انھیں اپنی تقریر ادھوری چھوڑنی پڑی۔

مذکورہ بالا واقعہ اور خاص کر اخبار میں خبر چھپنے سے صوبہ بھر کے عوام میں بے حد اضطراب اور بے چینی پائی جانی لگی ہے کہ آخر گورنمنٹ کالج لاہور کی انتظامیہ نے ایسے لوگوں کو مدعو کیوں کیا۔ لہذا اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ آج ابھی circulate ہوئی ہے۔ اس کا ابھی جواب موصول نہیں ہوا، اس لیے اس کو pend فرما لیا جائے۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے اسے کل تک کے لیے مؤخر کیا جاتا ہے۔ اس سے اگلی تحریک التوائے کار ملک غلام شبیر جوئیہ صاحب کی ہے۔ جی جوئیہ صاحب۔۔۔۔۔ چونکہ فاضل ممبر ایوان میں حاضر نہیں ہیں اس لیے اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار جناب سعید اکبر خان صاحب کی ہے۔ جی خان صاحب۔

ضلع بھکر تحصیل کلور کوٹ میں طوفانی بارشوں اور سخت ژالہ باری سے فصلوں کی تباہ حالی

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ضلع بھکر تحصیل کلور کوٹ تھانہ جنڈانوالہ میں گزشتہ دنوں ہونے والی طوفانی بارشوں اور سخت ژالہ باری سے تھانہ جنڈانوالہ کے کافی دیہات اور چکوک کی کھڑی فصلیں تباہ ہوگئیں اور وہاں فصلوں کا نام و نشان مٹ گیا جس سے غریب کاشتکاروں کی سال بھر کی کمائی اور امیدوں پر پانی پھر گیا اور اب ان کی حالت انتہائی ناگفتہ بہ ہے اور غریب کاشتکار شدید پریشانی کے عالم میں مبتلا ہیں اور نہایت کس مپرسی کے عالم میں، بے یارو مددگار اور ملتمس نگاہوں سے حکومت سے یہ توقعات وابستہ کیے بیٹھے ہیں کہ وہ کب ان کی مدد کو پہنچتی ہے۔ لیکن یہ امر انتہائی افسوسناک ہے کہ کھڑی فصلوں کو پہنچنے والے ناقابل تلافی نقصان کے ازالے کے لیے حکومتی سطح پر کوئی ٹھوس حکمت عملی اور امدادی انتظامات تاحال نہیں کیے گئے جس سے علاقے بھر کے عوام میں شدید پریشانی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہذا متذکرہ مسئلہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب چیئرمین، جی، وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون، جناب چیئرمین! یہ بھی ابھی circulate ہوئی ہے اور یہ 23 اپریل کی ہے لہذا اسے بھی کل تک کے لیے pend فرما دیا جائے۔

جناب چیئرمین، اسے کل تک کے لیے مؤخر کیا جاتا ہے ۔ اگلی تحریک التوائے کار جناب شاہد محمود بٹ صاحب کی ہے ۔ جی بٹ صاحب۔۔۔ فاضل ممبر ایوان میں نہیں ہیں لہذا یہ dispose of ہوتی ہے۔

مسودات قانون

مسودہ قانون (ترمیم) شہری ترقی پنجاب مصدرہ 1997ء

CLAUSE 2

MR CHAIRMAN: Now we take up the legislation. I request the Parliamentary Secretary for Law to make a speach on the consideration of Punjab Development of Cities Amendment Bill, 1997.

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، جناب سپیکر! سعید منیس صاحب نے اس پر اپنی امنڈمنٹ پیش کی تھی اور میں نے اس کا جواب دینا ہے۔

جناب سپیکر! میرے بھائی سعید منیس صاحب نے اپنی ترمیم کے ذریعے یہ تجویز کی ہے کہ بل میں درج الفاظ "Vice Chairman" کے بعد الفاظ "Vice Chairmen" کو شامل کیا جائے۔ اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ اس ترمیم کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں، کیونکہ میرا خیال ہے کہ میرے دوست نے صرف اس بات کو الجھانے کی کوشش کی ہے۔ یہ معاملہ صرف Singular and Plural کا ہے۔ وہ plural چاہتے ہیں، جب کہ وہاں پر singular ہے ۔ ویسے اس قانون میں جو لفظ "Vice Chairman" موجود ہے اس بارے میں عرض ہے کہ اگر علیحدہ علیحدہ وائس چیئرمین ہوں گے بھی، تو تب بھی وہ وائس چیئرمین ہی تصور ہوگا۔ جناب والا! میری گزارش ہے کہ اس ترمیم کی قطعاً ضرورت نہیں۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! اس وقت بڑی اہم قانون سازی ہو رہی ہے۔ لیکن میری گزارش ہے کہ ایوان میں کورم پورا نہیں ہے، لہذا پہلے کورم کو پورا کر لیا جائے؟

جناب چیئرمین، کیا آپ نے کورم کی نشان دہی کی ہے؟

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جی جناب۔

جناب چیئرمین، آپ سے ماشاء اللہ یہی توقع تھی۔ بہرحال، گنتی کی جائے ---- گنتی کی گئی۔

جناب چیئرمین، کورم پورا ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب بحث کا آغاز کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، جناب سپیکر! اس سے پہلے میں بات کر رہا تھا۔ میں اپنے دوستوں کو پوائنٹ آؤٹ کرنا چاہتا ہوں ان کے پاس قانون سازی میں امنڈمنٹ دینے کے لیے کوئی ٹھوس چیز نہیں ہے۔ اس لیے یہ بار بار کورم کے لیے پوائنٹ آؤٹ کرتے ہیں۔ حالانکہ کل بھی پوائنٹ آؤٹ کیا گیا تھا، کل بھی کورم پورا تھا۔ آج بھی پوائنٹ آؤٹ کیا گیا ہے آج بھی پورا ہے۔ میری ان سے گزارش یہ ہے کہ یہ قانون سازی میں اپنی امنڈمنٹس پہ اپنے آپ کو confine کریں۔ اگر ان کے پاس اس کے لیے کوئی reasoning ہے تو ان کو دینی چاہیے، otherwise یہ بوگس سی امنڈمنٹ دیتے ہیں پھر کورم پوائنٹ آؤٹ کرتے ہیں۔ اسمبلی میں ان کا کنڈکٹ بہتر ہونا چاہیے۔ اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ اس میں منیس صاحب نے یا میرے دوستوں نے ترامیم دی ہیں کہ "Vice Chairman" کی بجائے "Vice Chairmen" ہونا چاہیے۔ اس کی قطعاً ضرورت نہیں اور ان کی امنڈمنٹ کو مسترد فرمایا جائے۔

MR CHAIRMAN: The amendment moved and the question is:

> That in clause 2 of the Bill, in the proposed sub-section (8) of section 4 of the Principal Act, as recommended by Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, after the words "Vice Chairman", appearing at the end, the words "or, as the case may be, Vice Chairmen" be added.

(The motion was lost)

MR CHAIRMAN: The question is:

> That clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 3

MR CHAIRMAN: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Two amendments have been received in it. The first amendment is from.

1. Mr Saeed Ahmad Khan Manais,
2. Mr Saeed Akbar Khan,
3. Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo,
4. Mr Mansoor Ahmad Khan,
5. Sahibzada Muhammad Usman Khan Abbasi,
6. Sardar Rafiq Haider Leghari,
7. Maulana Manzoor Ahmad Chinioti,
8. Mr Khalid Javed Waraich,
9. Syed Masood Alam Shah,
10. Mr Ikram Ullah Khan Niazi,
11. Pir Shujaat Hasnain Qureshi

Mr Saeed Akbar Khan may move it.

MR SAEED AKBAR KAHN: Sir, I move:

> That in clause 3 of the Bill, for para (iii) of the proposed sub-section (2) of section 6 of the Principal Act, as recommended by Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, the following shall be substituted:
>
> "(iii) In case there are more than one Vice Chairmen, the Vice Chairman who is senior in age."

MR CHAIRMAN: The amendment moved is:

> That in clause 3 of the Bill, for para (iii) of the proposed

sub-section (2) of section 6 of the Principal Act, as recommended by Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, the following shall be substituted:

"(iii) In case there are more than one Vice Chairmen, the Vice Chairman who is senior in age."

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: Sir, I oppose it.

MR CHAIRMAN: Mr Saeed Akbar Khan may give the arguments in support of the amendment.

جناب سعید اکبر خان ، جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے کل گزارش کی تھی کہ جو کام بھی کوئی آدمی غلط کرے گا تو اس سے مسائل پیدا ہوں گے ۔ ان مسائل کو حل کرتے کرتے آدمی ویسے ہی پاگل سا ہو جاتا ہے ۔ ہم نے یہ گزارش کی تھی کہ ان اتھارٹیز میں وائس چیئرمین کی ضرورت نہیں ہے ۔ جو پہلے تجربہ ہوا ہے اس کے نتائج کچھ اچھے نہیں آئے اور عام آدمی نے اس کو اچھا محسوس نہیں کیا۔ اس پہ کرپشن کے الزام لگے ۔ ان کے اوپر بہت تنقید ہوئی جس کی وجہ سے ہم نے اس کو oppose کیا کہ آپ نے جو پریکٹس شروع کی تھی اس سے ان اتھارٹیز کو کچھ فائدہ ہونے کی بجائے نقصان ہوا۔ اس لیے یہ حکومت کے نمائندے خود فرماتے ہیں کہ یہ تمام اتھارٹیز مالی بحران کا شکار ہیں ۔ جب کوئی ادارہ مالی مشکلات میں مبتلا ہوتا ہے تو اس کی اصلاح کے لیے وہاں financial cut لگائے جاتے ہیں ' ان کے سٹاف میں کمی کی جاتی ہے' ان کے دوسرے غیر ضروری اخراجات کو کم کیا جاتا ہے۔ چہ جائیکہ ادھر سے روزانہ مالی مشکلات کا تذکرہ کریں اور ساتھ ہی چیئرمینوں کی فوج ظفر موج بھرتی کر لیں۔ کہ جہاں کہیں بھی ہم نے قانون سازی میں تھوڑی سی صوابدید رکھی تو اس کے نتائج خراب نکلے' اس میں گڑبڑ اور خرابی کا احتمال رہا۔ حکومت نے غلط قدم اٹھاتے ہوئے وائس چیئرمینوں کی فوج ظفر موج بھرتی کر لی ہے اور آگے بھی کریں گے۔ لیکن اب انھیں یہ خطرہ لاحق ہو گیا کہ اگر خدانخواستہ چیئرمین صاحب کسی دن وہاں نہ ہوں اور اجلاس بلا لیا جائے تو اس کی صدارت کون کرے گا؟ اگر چیئرمین موجود ہوں پھر تو کوئی مسئلہ نہیں رہتا۔ ہو سکتا ہے کہ کسی جگہ پر ایک دو یا دو سو وائس چیئرمین ہوں اور کوئی کسی کی صدارت تسلیم کرنے کے لیے تیار نہ ہو' کیونکہ ہم اختیارات میں کسی کو اپنے برابر نہیں سمجھتے۔ اس کے

علاوہ اس قانون سازی میں جو ایک صوابدید رکھ دی گئی ہے اس سے بڑی خرابیاں پیدا ہوں گی۔ یہ فرماتے ہیں کہ ہم عوامی نمائندگان کو بڑی اہمیت دیتے ہیں اور ان کی عزت ہمیں بڑی مقدم ہے، لیکن عمل اس کے برعکس ہے۔ کیونکہ انھوں نے اس چھوٹی سی بات کو بھی اتھارٹی پہ چھوڑ دیا ہے۔ جب اجلاس ہوگا، سارے وائس چیئرمین حاضر ہوں تو جس کو اتھارٹی نامزد کرے گی وہی اجلاس کی صدارت کرے گا۔ جناب چیئرمین! اتھارٹی کے جو بھی مجاز افسر ہوں گے اس کے لیے اتنے لوگوں میں سے کسی ایک آدمی کو صدارت کے لیے نامزد کرنا کتنا مشکل ہوگا۔ جس کا وہ نام لے گا اس کے علاوہ باقی سارے وائس چیئرمین اسے اپنا دشمن سمجھیں گے۔ اسی دن سے اس کے خلاف ہو جائیں گے کہ اس نے فلاں آدمی کو اہمیت دی اور ہمیں نظر انداز کیا۔ اس لیے ہماری طرف سے یہ تجویز کیا گیا ہے کہ ان میں سے عمر کے لحاظ سے جو بھی سینیئر ہو اسے صدارت کرنے کا حق حاصل ہو۔ مجھے خدشہ ہے کہ میری تقریر کے جواب میں میرے بھائی بھنڈر صاحب فرمائیں گے کہ وہاں عمر کا تعین کون کرے گا، پیدائش کا سرٹیفکیٹ کون دیکھے گا کہ کون بڑا ہے اور کون چھوٹا ہے۔

(اس مرحلے پر جناب قائم مقام سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب والا! جو آدمی عمر کے لحاظ سے سینیئر ہوتا ہے عموماً لوگ اسے ذہنی طور پر تسلیم کرتے ہیں کہ یہ ہم سب سے بڑا سینیئر ہے۔ موجودہ حکومت نے آج تک نہ تو کوئی مسئلہ حل کیا ہے اور نہ ہی آئندہ کریں گے۔ ہماری طرف سے تو یہی تجویز ہے کہ جو عمر میں سینیئر ہے اسے اجلاس کی صدارت کرنے کا حق حاصل ہونا چاہیے۔ لیکن اگر حکومت اپنی طرف سے یہ تجویز کرے کہ جو وزن میں سب سے کم ہو گا وہ صدارت کرے، جیسے میرے بھائی بھنڈر صاحب ہیں۔ یہ اپنے آپ کو بڑا فٹ رکھتے ہیں۔ روزانہ ڈاکٹر صاحبان بھی کہتے ہیں کہ وزن کم کرو، diet کنٹرول کرو۔ اس سے یہ ہوگا کہ جتنے بھی وائس چیئرمین بنیں گے ان کی صحت بھی ٹھیک ہو جائے گی۔ ویسے صحت تو ان کی اسی دن ٹھیک ہو جائے گی جب وہ وائس چیئرمین بن جائیں گے، کیونکہ وائس چیئرمین بننے پر انھیں مفت گاڑی مل جائے گی، دفتر مل جائے گا، ٹیلیفون مل جائیں گے اور یہی یہ چاہتے ہیں۔ جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ کوئی بھی ایسی قانون سازی جس میں آپ صوابدید چھوڑیں گے، چاہے وہ جتنی بھی کم ہو، معمولی ہو، چاہے فی الوقت آپ کے سامنے اس کی کوئی اہمیت نہ بھی ہو لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کے نتائج اچھے نہیں نکلیں گے، خرابیاں ہوں گی، شکایات آئیں گی اور کام صحیح سمت میں نہیں چل سکے گا۔ اسی لیے میری یہ گزارش ہے کہ جو بھی قانون سازی کی جائے، جو بھی کام کیا جائے سوچ سمجھ کر کیا جائے۔ جناب

سپیکر! آپ ترقی یافتہ ممالک کے آئین دیکھیں۔ انھوں نے اپنے الیکشن کے دن مقرر کیے ہوتے ہیں کہ جب متعین کردہ سال مکمل ہوں گے' اس کے بعد جو پہلا مہینہ آئے گا اس کے فلاں دن ہمارے صدر کے الیکشن ہوں گے۔ انھوں نے اس میں بھی صوابدید نہیں رکھی کہ مہینے میں کسی دن بھی یہ الیکشن ہو جائیں' بلکہ انھوں نے دن مقرر کر لیے ہیں تاکہ آنے والے وقت میں کوئی خرابی نہ کر سکے۔ جناب والا! اسی لیے ان قوموں نے ترقی کی ہے۔ انھوں نے افسروں کی صوابدید پر' ایک دوسرے کے اوپر کسی بات کو نہیں چھوڑا۔ انھوں نے ہر بات کا فیصلہ کیا ہوا ہے تاکہ کوئی بھی آدمی اس میں خرابی پیدا نہ کر سکے۔ لہٰذا میری یہ گزارش ہے کہ ہماری اس ترمیم کو منظور کیا جائے اور اس صوابدید کو ختم کر کے اس قانون سازی کو definite کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو صاحب!

جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو: جناب سپیکر! شکریہ' آپ نے مجھے موقع دیا کہ میں بھی اس ترمیم کے سلسلے میں کچھ عرض کر سکوں۔ جیسا کہ میرے بھائی سید اکبر خان صاحب نے کہا ہے کہ قانون سازی ایک نہایت اہم کام ہوتا ہے۔ اور قانون سازی کے سلسلے میں بے حد احتیاط کرنے کی ضرورت ہوتی ہے' بے حد احتیاط کے ساتھ قانون سازی ہونی چاہیے۔ جناب والا! یہ جو قانون سازی ہو رہی ہے اس نے پنجاب کے 7 کروڑ عوام پر اثر انداز ہونا ہے۔ کوشش یہ ہونی چاہیے کہ ایسی قانون سازی کی جائے جس سے ان کی زندگی میں بہتری آئے۔ جناب والا! دوسری بات جو سب سے اہم ہے وہ یہ ہے کہ ایسی قانون سازی کی جائے جس سے عوام کے مسائل کو حل کرنے میں مدد ملے اور ان کی زندگی میں کوئی بہتری کی توقع پیدا ہو۔ حکومت نے ایک سال ختم ہونے پر یہ دعویٰ کیا کہ اس سال ریکارڈ قانون سازی کی گئی ہے۔ لیکن میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ایسی قانون سازی نہیں کی گئی جس سے پنجاب کے عوام کو کوئی فائدہ ہوتا یا ان کی زندگی میں کوئی انقلابی تبدیلیاں واقع ہوتیں۔ زرعی انکم ٹیکس کا بل یہاں پر پاس کیا گیا۔ اس کے بعد اب یہ قانون سازی لائی گئی ہے کہ لاہور ایل ڈی اے میں ایک وائس چیئرمین کی بجائے دو وائس چیئرمین کر دیے جائیں یا جو بڑے شہروں کے ترقیاتی ادارے ہیں وہاں پر un-limited وائس چیئرمین کر دیے جائیں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب un-limited وائس چیئرمین ہو جائیں گے تو ان سے وہاں کے عوام کو کیا فائدہ ہوگا؟ میں نہیں سمجھتا کہ ان کی زندگی میں ایک دم کوئی ایسی تبدیلی آئے گی کہ ان کے سارے مسائل حل ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر! حکومت کو ایسی قانون سازی کرنی چاہیے جس سے عوام کی بہتری ہو۔ کیا باقی سارے مسائل حل ہوگئے ہیں؟ مسائل تو جوں کے توں موجود ہیں' مشکلات پہلے سے بھی بڑھ گئی ہیں' ان میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ عوام کے مسائل کو حل کرنے کی بجائے غیر ضروری باتوں میں وقت ضائع کیا جا رہا ہے' اس معزز ایوان کا وقت ضائع کیا جا رہا ہے۔ ہم نے یہ ترمیم پیش کی ہے کہ:

> if the Chairman of the Authority is not present, the Vice Chairman who is senior in age, should preside the meeting.

میں سمجھتا ہوں کہ اس بات میں وزن ہے اور اگر اس ترمیم کو تسلیم کر لیا جائے' قانون سازی کا حصہ بنا لیا جائے تو اس سے بعد میں پیدا ہونے والے بے شمار مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ جناب والا! جب اجلاس ہوگا تو وائس چیئرمینوں میں یہ dispute پیدا ہو سکتا ہے کہ اجلاس کی صدارت کون کرے گا۔ اگر ہماری ترمیم اس میں شامل کر لی جائے تو یہ واضح ہو جائے گا کہ،

> Chairman of the Authority, if he is not present, the Vice Chairman who is senior in age, should preside the meeting.

میں چاہتا ہوں کہ حکومت اس پر غور کرے اور اسے بل کا حصہ بنائے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر، اور کوئی محرک نہیں ہے۔ جی پارلیمانی سیکرٹری صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون (چودھری شاہد اکرم بھنڈر)، جناب سپیکر! بل کے ذریعے یہ تجویز کیا گیا تھا کہ اتھارٹی کی میٹنگز چیئرمین' ان کی غیر موجودگی میں وائس چیئرمین اور جہاں پر وائس چیئرمین کی تعداد زیادہ ہوگی' تو وہ وائس چیئرمین جسے اتھارٹی designate کرے گی وہ میٹنگ کی صدارت کریں گے۔ میرے اپوزیشن کے فاضل دوستوں نے یہ ترمیم پیش کی ہے کہ جو وائس چیئرمین senior in age ہوگا اس کو preside کرنا چاہیے۔ اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ اپوزیشن ممبران کا ہمیشہ سے یہ موقف رہا ہے کہ laws کو flexible ہونا چاہیے' ان کو rigid نہیں ہونا چاہیے۔ یہ اپنے ہی contention کی نفی کرتے ہیں۔ جناب والا! دوسری بات یہ ہے کہ میرے بھائی سید اکبر صاحب نے کہا ہے کہ کون سے وائس چیئرمین preside کریں گے اور کون سے نہیں کریں گے۔ پھر ان میں دشمنیاں پیدا ہوں گی۔ پھر یہ ہوگا' وہ ہوگا۔ ان باتوں کا تو اس ترمیم سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ تو ساری

بات presumption پر کرتے ہیں' حالانکہ قانون میں جو چیز آنی چاہیے وہ presumptions count نہیں کرتی۔ presumption تو ایک ایسی چیز ہے جس کی کوئی حیثیت' کوئی value نہیں۔ ویسے بھی حکومت کا ہمیشہ یہ موقف رہا ہے کہ ہم نے laws میں کبھی بھی rigidity پیدا نہیں کی' بلکہ اس میں ہمیشہ flexibility رہنی چاہیے۔ جناب والا! جیسے میرے دوست فرما رہے تھے کہ آپ اس چیپٹر کو ہمیشہ کے لیے بند کر دیں کہ جو senior in age ہوں گے وہی preside کریں گے۔ تو اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ اگر وہاں پر ایک سے زائد چیئرمین ہوں گے تو ظاہر ہے ان میں کوئی بہتر qualified ہوتا ہے' کسی کا conduct بہتر ہوتا ہے' کسی کا تجربہ زیادہ ہوتا ہے۔ اس طرح ہر وائس چیئرمین برابر کی سطح پر نہیں ہوتا۔ جس طرح میرے فاضل دوست اپوزیشن میں بیٹھے ہیں جن میں سعید اکبر صاحب اور وٹو صاحب میں خاصا فرق ہے ' ان کے تجربے میں ' ان کی تعلیم میں اور ان کے conduct میں خاصا فرق ہے۔ یہ دونوں ممبر ہیں لیکن قدرتی طور پر ان میں ایک نمایاں فرق ہے۔ اس سلسلے میں ہم نے بھی یہی کوشش کی ہے کہ اس flexibility کو adopt کیا جائے۔ اور اتھارٹی جس وائس چیئرمین کو designate کرے' ظاہر ہے اسی کو کرے گی جس کا تجربہ ' جس کی تعلیم بہتر ہوگی۔ اس لیے قانون میں rigidity پیدا نہ کریں flexible رہنے دیں' اس سے قانون میں بہتری آئے گی۔ ان کی ترمیم جو suggest کرتی ہے اس میں تو بالکل ایک rigidity ہے اس میں تو چاہے وہ وائس چیئرمین صاحب جس کا conduct اچھا نہ ہو وہ بھی preside کریں گے کیونکہ ان کے مطابق ان کو age کے لحاظ سے preside کرنا چاہیے۔ جناب والا! میری گزارش ہے کہ ان کی ترمیم قابل عمل نہیں اس لیے اسے مسترد فرمایا جائے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> That in Clause 3 of the Bill, for para (iii) of proposed sub-section (2) of section 6 of the Principal Act, as recommended by Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, the following shall be substituted:-
>
> "(iii) In case there are more than one Vice Chairman, the Vice Chairman who is senior in age."

(The motion was lost)

MR ACTING SPEAKER: Next amendment is from:-

1. Mr Saeed Ahmad Khan Manais,
2. Mr Saeed Akbar Khan,
3. Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo,
4. Mr Mansoor Ahmad Khan
5. Sahibzada Muhammad Usman Khan Abbasi,
6. Sardar Rafiq Haider Leghari,
7. Maulana Manzoor Ahmad Chinioti,
8. Mr Khalid Javed Waraich,
9. Syed Masood Alam Shah,
10. Mr Ikram Ullah Khan Niazi, and
11. Pir Shujaat Hasnain Qureshi.

Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move it.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Sir, I move ·

That in Clause 3 of the Bill, for para (iv) of proposed sub-section (2) of section 6 of the Principal Act, as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, for the words "Vice Chairman", appearing in line 1, the words "Vice Chairmen" be substituted.

MR ACTING SPEAEKR: The amendment moved is :

That in Clause 3 of the Bill, for para (iv) of proposed sub-section (2) of section 6 of the Principal Act, as recommended by the Standing Committee on Housing,

Physical and Environmental Planning, for the words "Vice Chairman", appearing in line 1, the words "Vice Chairmen" be substituted.

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: I oppose it.

MR ACTING SPEAKER: Mr Saeed Ahmad Khan Manais may give arguments in support of the amendment.

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس سے پہلے جو لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا ترمیمی بل تھا اس میں بھی میں نے اسی طرح کی گزارشات کی تھیں۔ مگر ایوان کی اکثریت نے اسے turn down کر دیا تھا۔ ابھی اس موجودہ بل میں بھی اسی قسم کی غلطی حکومت کی جانب سے دہرائی گئی۔ حکومت کی جانب سے پچھلے سیکشن میں بھی یہی غلطی کی ہوئی تھی اور میں نے پوائنٹ آؤٹ کیا تھا اور اپنی ترمیم بھی پیش کی لیکن اس کو اکثریت کے بل بوتے پر vote out کر دیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت ناقابل اصلاح بن چکی ہے۔ ایک چیز جو نظر آ رہی ہے وہ یہ کہ حکومت سے غلطی سرزد ہو گئی ہے اور اس کو ایک صحیح انداز میں پوائنٹ آؤٹ بھی کر دیا گیا ہے۔اس کو صرف ایک انا کا مسئلہ بنا لیا گیا ہے کہ یہ ترمیم چونکہ اپوزیشن کی جانب سے ہے'اس لیے اس کو adopt نہیں کرنا۔ جناب سپیکر! میرے بہت سے ایسے دوست موجود ہیں جو ہاؤس سے باہر تسلیم کرتے ہیں کہ یہ ترامیم بہت ہی اہم ہیں اور اگر اصلاح کر لی جائے تو یہ اچھی بات ہوگی۔ جناب سپیکر! آپ غور فرمائیں کہ یہ جو بل as recomended by the Committee ہے۔اس میں لکھا ہے کہ،

> In the absence of the Chairman as well as the Vice Chairman by a member of the Authority elected for the purpose by the members present from amongst themselves.

جناب سپیکر! اس بل کی جو بنیادی روح ہے وہ یہ ہے کہ 'one or more Vice Chairmen' جب ایک سے زیادہ اس کی تعداد ہوگی تو اس کو آپ plural sense میں لیں گے۔ جناب والا! اس میں جو اس کا singular sense ہے وہ ختم ہو جائے گا۔ آپ اس کو plural sense میں نہیں لے رہے۔ اس کو آپ کہہ رہے ہیں کہ، in the absence of the Chairman as well as the Vice Chairman اس کا مطلب پھر یہ ہوا کہ گورنمنٹ پھر یہ تسلیم کر رہی ہے کہ وہ one or more Vice

Chairmen نہیں بنا رہی۔ یہ contradictory ہو گیا ہے۔ پچھلے سیکشن میں جو ترامیم ہیں' یہ جو basic Bill ہے اس کی روح تو یہ بتا رہی ہے کہ آپ one or more Vice Chairmen بنانا چاہ رہے ہیں۔ لیکن اس میں آپ کہہ رہے ہیں کہ in the absence of the Chairman as well as the Vice Chairman اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ one or more کو adopt نہیں کرنا چاہتے۔ جناب سپیکر! آپ دیکھیں اس میں کتنی contradiction ہے اور اس میں کوئی sense ہی نہیں بن رہی۔ basic Bill سے آپ ایک یا ایک سے زاید وائس چیئرمین بنانا چاہتے ہیں۔ لیکن جب یہ بات آتی ہے کہ جب دونوں موجود نہیں ہوں گے تو اس وقت کون preside کرے گا؟ تو وہاں کہتے ہیں کہ in the absence of the Chairman as well as the Vice Chairman پھر تو ایک Vice-Chairman ہوا۔ جناب سپیکر! اس میں کوئی sense نہیں بنتی۔ جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کے باہر کے لوگ سن رہے ہیں یا دیکھ رہے ہیں یا پڑھ رہے ہیں وہ ہماری اس اسمبلی کو ایک اجتماع گاہ سے زیادہ اہمیت نہیں دے رہے۔ جناب والا! ہم لوگ تو یہاں منتخب ہو کر آتے ہیں' عوام کے منتخب نمائندے ہیں بلکہ لاکھوں افراد کے نمائندے ہیں اور ہم یہاں پر قانون سازی کر رہے ہیں اور قانون سازی کیا کر رہے ہیں؟ جو کچھ حکومت نے پڑھ دیا اس پر ہم نے ہاں کہہ دی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! جس موضوع پر میرے دوست بحث کر رہے ہیں میں اس سلسلے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس نکتہ پر پہلے ہی ہاؤس فیصلہ دے چکا ہے۔انھوں نے سیکشن دو میں جو ترمیم پیش کی تھی اس میں فیصلہ ہو چکا ہے اور رول 194 کے تحت جس کا فیصلہ ہو جائے وہ سوال ہاؤس میں دوبارہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔

جناب قائم مقام سپیکر، جناب سعید احمد خان منیس۔ آپ نے پارلیمانی سیکرٹری صاحب کا نقطہ نظر سن لیا ہے؟

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں نے ان کی بات سن لی ہے لیکن میرے خیال میں ان کو یہ پتا نہیں ہے کہ ترامیم مختلف سیکشنز میں ہیں۔ پہلے جو ترمیم پیش ہوئی تھی اس کی ہیئت ہی کچھ اور تھی اور جو موجودہ ہے اس کی صورت حال ہی کچھ اور ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی فرمائیے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں اس لیے عرض کر رہا تھا کہ باہر کے جو سننے یا دیکھنے

والے لوگ ہیں وہ لوگ ہمیں یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ لوگ منتخب ہونے کے بعد بھتہ جات وصول کرنے کے علاوہ کچھ نہیں کرتے۔ جناب سپیکر! حکومت کو یہی نہیں پتا کہ کس ترمیم پر بات ہو رہی ہے اور اس ترمیم کا پچھلی ترمیم کے ساتھ کوئی تعلق ہے یا نہیں۔ اب جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ basic Act میں تو یہ کہہ رہے ہیں کہ one or more Vice Chairmen اور اب یہاں کہہ رہے ہیں کہ in the absence of the Chairman and the Vice Chairman ۔ جناب سپیکر! آپ خود دیکھیں یہ کتنا contradictory ہے۔ اس لیے میں یہ کہتا ہوں کہ ہم یہاں جو بھی قانون سازی کریں وہ ایک definite قانون سازی ہونی چاہیے۔اس میں جو چھوٹی موٹی غلطیاں ہیں ان کی بھی ہمیں اصلاح کرنی چاہیے۔اس قانون کو بہتر بل یا بہتر ایکٹ کی صورت میں باہر جانا چاہیے۔ جناب والا! میں پھر وہی بات دوبارہ کروں گا کہ حکومت اسے انا کا مسئلہ بنا رہی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ معزز وزیر قانون یا پارلیمانی سیکرٹری کو اور بھی بہت سے ایسے کام ہوں جو اس سے زیادہ ضروری ہوں۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ پھر محکمہ قانون کیا کر رہا ہے؟ اتنی بڑی اسٹیبلشمنٹ ہے پڑھے لکھے لوگ موجود ہیں' جو قانون کو بھی سمجھتے ہیں اور قانون کو ہی deal کرتے آ رہے ہیں۔ چونکہ وہ دیکھتے ہیں کہ جب ہمارا ہاؤس قانون سازی میں دلچسپی ہی نہیں لیتا تو پھر وہ اپنی مرضی کے دو چار الفاظ لکھ کر یہاں آگے بھیج دیتے ہیں۔ چونکہ انھیں پتا ہے کہ یہاں کسی نے یہ الفاظ پڑھنے ہی نہیں۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز اراکین سے یہ درخواست کروں گا کہ اتنے بھاری اخراجات جو یہاں پر کیے جاتے ہیں' ہمیں آرڈیننس تقسیم کیے جاتے ہیں' بل کی کاپیاں تقسیم کی جاتی ہیں' ترامیم کی کاپیاں تقسیم کی جاتی ہیں۔ اگر ہم ایک دفعہ ان کو پڑھ لیں' میں یہ بھی نہیں کہتا کہ آپ اپنی پارٹی پالیسی کے خلاف کوئی بات کریں یا پارٹی پالیسی کے خلاف آپ ووٹ دیں۔ لیکن آپ کا یہ حق بنتا ہے کہ اگر ایک غلط قانون سازی کی جا رہی ہے یا اس کی روح کے خلاف کوئی بات ہو رہی ہے اور اس میں کوئی sense ہی نہیں بن رہی تو اس صورت میں آپ کی وساطت سے معزز اراکین اسمبلی کی خدمت میں استدعا کروں گا کہ ان کو لازمی طور پر contribute کرنا چاہیے ۔ جناب والا! It will be a very far reaching contribution. مختلف مکاتب فکر کے لوگ ان قوانین کو پڑھتے ہیں۔ ان میں ججز بھی ہیں وکلاء حضرات بھی ہیں اور بہت سے صائب الرائے لوگ ہیں۔ ان میں پروفیسر ہیں' ڈاکٹر ہیں۔ سب پڑھے لکھے لوگ اس کو پڑھتے ہیں۔ جناب سپیکر! آپ تو یہ بھی جانتے ہیں کہ آج کا جو میڈیا ہے' اخبارات کو ہی آپ لے لیں کہ جو بہت کم پڑھے لکھے لوگ ہیں وہ بھی آج اخبارات دیکھتے ہیں۔ جب کل وہ اخبارات میں دیکھیں گے کہ اپوزیشن

کی جانب سے ایک اچھی ترمیم آئی تھی' ایک ایسی چیز جو کہ ایکٹ کی روح کو صحیح کر رہی تھی۔ آپ اسے حکومت دوست ترمیم کہہ لیں۔ آپ جو چیز لانا چاہ رہے ہیں اکثریت کے بل بوتے پر آپ نے لے آنا ہے لیکن اس کی کوئی sense تو بنی چاہیے۔ کم از کم اس کی انگریزی صحیح ہو جس سے اس کا مطلب صحیح اخذ ہو سکے۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ میں نے پہلے بھی ترمیم پیش کی اور اکثریت کے بل بوتے پر vote out ہو گئی۔ اس پر بھی بہت باتیں کی جا رہی ہیں۔اس پر بھی بڑے کالم لکھے جائیں گے ایڈیٹوریل لکھے جائیں گے۔ آج جب معزز پارلیمنٹری سیکرٹری صاحب یہ فرما رہے ہیں کہ اس سے پہلے بھی اسی قسم کی ترمیم vote out ہو چکی ہے اس لیے اس کو لانا ہی نہیں چاہیے تھا۔ جناب والا! مجھے یہ بات بڑی عجیب سی لگ رہی ہے۔ میں بار بار اس کو stress اس لیے کر رہا ہوں کہ ہو سکتا ہے کہ حکومت کے ذہن میں' محکمہ قانون کے ذہن میں یا معزز اراکین کے ذہن میں یہ بات آ جائے کہ جو بات میں کر رہا ہوں وہ مخالفت برائے مخالفت کی بنیاد پر نہیں کر رہا۔ اس میں نہ حکومت کا نقصان ہے اور نہ ہی ممبران کا نقصان ہے۔ اس میں اگر بہتری ہے بھلائی ہے تو اس ہاؤس کی ہے چونکہ ہم نے یہاں قانون سازی کرنی ہے۔ جب بھی ہم کوئی نیا قانون بنائیں وہ اس قسم کا ہو کہ اس میں کوئی ambiguity نہ ہو' vague نہ ہو بلکہ ایک definite چیز ہو جو عام آدمی کو بھی سمجھ میں آ جائے۔ جناب سپیکر! میں اپنے محترم انکل کی بات کو مانتے ہوئے اسی پر ہی اکتفا کرتا ہوں اور آپ کی وساطت سے یہ استدعا کروں گا کہ اس ترمیم کو منظور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، پارلیمانی سیکرٹری صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، جناب والا! اس سے پہلے بھی میں اپنے دوست کو پوائنٹ آؤٹ کر چکا تھا کہ یہ بات پہلے ہی بل کی سیکشن دو میں میرے دوست لائے تھے بلکہ ایل ڈی اے کا جو بل تھا اس میں بھی یہ بات آئی تھی اور یہ نکتہ اس میں بھی settle ہو چکا تھا۔ اس لیے میرے بھائی کو اسے دوبارہ لانے کی ضرورت تو نہیں تھی لیکن جناب والا! وہ اس میں لاء ڈیپارٹمنٹ کی اور ہمارے دوستوں کی بات کرتے ہیں اور حکومت کے ناقابل اصلاح ہونے کی بات کرتے ہیں۔ میں اس سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو خود قابل اصلاح ہوں ہم ان کی بات کو کیا تسلیم کریں؟ وہ خود تو قانون کو سمجھتے نہیں۔ منیس صاحب اور اپوزیشن کے دوستوں سے ہماری بھی یہی گزارش ہے کہ قانون کو سمجھیں اور قانون کو سمجھ کر بات کریں۔ اگر ان کی بات درست ہوگی تو ہم اس کو ضرور تسلیم کریں گے۔ لیکن وہ

خود تو قانون کو سمجھتے نہیں، وہ اس کو acrobatism میں ڈال کے یہ چیزیں لے آتے ہیں، بات صرف اتنی سی ہے کہ انھوں نے اس میں singular and plural کا چکر ڈالا ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ یہ معاملہ پہلے settle ہو چکا ہے اب بھی ان کو اس میں مزید کچھ لانے کی ضرورت نہ تھی۔ بہرحال میرے دوست ضد کرتے ہیں اور انھوں نے اس پر بات کی ہے۔ میں بھی اس سلسلے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ان کی جو ترمیم ہے اور گورنمنٹ کا جو بل ہے اس میں وائس چیئرمین کا لفظ درست طور پر استعمال کیا گیا ہے اور ان الفاظ کا مطلب ہے کہ خواہ اتھارٹی کا ایک نیا چیئرمین ہو، وہ موجود نہ ہو، یا ایک سے زاید چیئرمین ہوں ان میں سے کوئی بھی سربراہی کر سکتا ہے۔ دونوں صورتوں میں موجود ممبران اپنا چیئرمین چن سکیں گے۔ اس لیے میری گزارش ہے کہ ان کی اس ترمیم کو رد فرمایا جائے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is.-

> That in Clause 3 of the Bill, for para (iv) of the proposed sub-section (2) of Section 6 of the Principle Act, as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, for the words "Vice Chairman", appearing in line 1, the words "Vice Chairmen" be substituted.

(The motion was lost.)

MR ACTING SPEAKER: The question is.-

That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is.-

That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is.-

That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. An amendment has been received in it from Law Minister. It may be moved.

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: Mr Speaker, I move.-

> That for Clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical & Environmental Planning, the following be substituted.-
>
> "6. Repeal.- The Punjab Development of Cities (Amendment) Ordinance 1998 (III of 1998) is hereby repealed.

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved is.-

> That for Clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical & Environmental Planning, the following be substituted.-
>
> "6. Repeal.- The Punjab Development of Cities (Amendment) Ordinance 1998 (III of 1998) is hereby repealed."

MR SAEED AHMAD KAHN MANAIS: I oppose it, Sir.

جناب قائم مقام سپیکر، جی فرمائیے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میرا یہ فرض ہے کہ جہاں گورنمنٹ کے lapses ہوں وہاں ان کو پوائنٹ آؤٹ کیا جائے۔ ایوان کے معزز ممبران میں ایسے تجربہ کار ممبران بھی ہیں جو متعدد بار اس ہاؤس کا حصہ بن چکے ہیں اور کامیابی سے ہم کنار ہو کے اس ہاؤس میں اپنی contribution کر چکے ہیں۔ اور ایسے دوست بھی آئے جو کہ پہلی مرتبہ منتخب ہوکر اس ہاؤس میں آئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ repeal کی کلاز ضروری کلاز ہے' اس کی substitution بھی ضروری ہے۔ لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آرڈیننس مخصوص حالات میں نافذ کیے جاتے ہیں۔ اور ایک آرڈیننس کو نافذ کرنے کے بعد پھر اس کو بار بار نافذ کرنا خلاف قانون ہے۔ اور اس پر ہمارے ملک کی اعلیٰ عدالتیں اور ہمارے ہمسایہ ملک ہندوستان کی اعلیٰ عدالتیں متعدد references اور decisions دے چکی ہیں۔ اب موجودہ بل ایک آرڈیننس کے ذریعے پہلی مرتبہ 2 ستمبر کو جاری ہوا' اس کے بعد دوسرا آرڈیننس 13 دسمبر کو جاری ہوا اور اس کے بعد تیسرا آرڈیننس 13 مارچ 1998ء کو جاری ہوا۔ آرڈیننس نمبر III of 1998 کے نمبر سے یہ جاری ہوا۔ جناب والا! successive promulgation of the same ordinance ' وہ in the eye of law غلط اور prohibited ہے۔ میں اس میں چند سپریم کورٹ کے references پیش کروں گا اور یہ ایک academic discussion ہے جس کو میں آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں اور آپ کی وساطت سے معزز اراکین اسمبلی کے ذہن میں بھی یہ لانا چاہتا ہوں کہ ہم بار بار کیوں غلط کام کر رہے ہیں؟ آرڈیننس ہمیشہ مخصوص حالات میں نافذ کیا جاتا ہے۔ اور یہ آرڈیننس حکومت کی ایڈوائس پر گورنر پنجاب جاری کرتے ہیں۔ اب میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں کہ ابھی پچھلے دنوں لوکل گورنمنٹ آرڈیننس جاری کیا گیا میں سمجھتا ہوں کہ جس کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں تھی۔ 2۔ فروری کو گورنر پنجاب اسمبلی کا اجلاس بلاتے ہیں کہ

"Assembly shall meet on the 6th of February"

اور 3 تاریخ کو اگلے ہی دن گورنر پنجاب آرڈیننس جاری کر دیتے ہیں جو کہ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس ہے۔ اب جناب والا! آپ دیکھیں گے کہ بیچ میں صرف دو دن کا وقفہ ہے جب کہ اسمبلی meet کر رہی ہے۔ کیا ایسی کوئی ایمرجنسی ہے؟ کیا ایسے extraordinary حالات پیدا ہو گئے ہیں کہ دو دن کا انتظار نہیں کیا جا رہا اور وہ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس جاری کر دیا گیا؟ اب اس میں آپ دیکھیں گے کہ کیا intentions of the Government صحیح ہیں یا mala fide ہیں؟ آپ ذرا غور سے دیکھیں گے تو پتا چلے گا کہ 2 تاریخ کو اسمبلی 6 تاریخ کے لیے بلا رہے ہیں اور پھر آپ 3 تاریخ کو آرڈیننس جاری کر رہے

ہیں۔ اگر بہت ضروری بات تھی تو پھر ان دو دنوں میں یا تو کوئی ایسا ایکٹ کرتے، عوام کو اور اس ہاؤس کو بھی satisfy کرتے کہ ان دو دنوں میں ہمیں کلاں ایمرجنسی تھی اس لیے ہم نے یہ جاری کیا۔ اگر نہیں تھی تو پھر 6 تاریخ کو آپ اسے بل کی صورت میں لے آتے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، جناب والا! میں یہ پوائنٹ آؤٹ کرنا چاہتا ہوں کہ میرے دوست اس وقت relevant نہیں ہیں۔ ان کو اس amendment سے متعلقہ گفتگو کرنی چاہیے۔ بات ہو رہی ہے City Development کی، وہ اس کو لے گئے ہیں لوکل گورنمنٹ آرڈیننس پر۔ تو اس کی relevance ہونی چاہیے اور وہ اس ترمیم کے حوالے سے اگر بولنا چاہیں تو بے شک بولیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ نے بجا فرمایا۔ جی منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ ان کے ذہنوں میں کیا بات بھری ہوئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ سمجھنے کی کوشش کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، یہ repeal کی جو کلاز ہے اسے آپ دیکھیں:

The Punjab Development of Cities (Amendment) Ordinance 1998(III of 1998) is hereby repealed.

یہ کس چیز کی بات ہو رہی ہے؟ یہ آرڈیننس کی بات ہو رہی ہے۔ میں کس چیز کی بات کر رہا ہوں؟ میں آرڈیننس کی بات کر رہا ہوں۔ اور میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ جو بار بار کے آرڈیننسز ہیں یہ in the eyes of Law prohibited ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میرے دوست نے کہا کہ آرڈیننس کی بات ہو رہی ہے۔ اس طرح تو cities کی بات بھی ہو رہی ہے پھر آپ کہیں گے کہ فیصل

آباد کی بات کروں گا اس کے ساتھ گوجرانوالہ کی بھی بات کروں گا' لاہور کی کروں گا اور ملتان کی بات بھی کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، اب آپ سمجھے۔ وہ آپ کو کتنے خوب صورت انداز میں سمجھا رہے ہیں اور آپ سمجھے ہی نہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں کوشش کروں گا کہ میری بات آپ کی اور آپ کی وساطت سے معزز ایوان کی سمجھ میں بھی آئے۔ حکومت نے 1997ء میں 36 آرڈیننس جاری کیے۔ اور چرچا یہ ہے کہ ریکارڈ قانون سازی کر لی گئی ہے۔ کیا ریکارڈ قانون سازی اسی کو کہتے ہیں؟ آپ جمہوری اقدار کے مطابق براہ راست بل لے کر آئیں۔ جناب سپیکر! کیا حکومت آپ کی وساطت سے مجھے یہ بتا سکتی ہے کہ اس 14 ماہ کے عرصے میں وہ اس ایوان میں کوئی ایک بل بھی براہ راست لے آئی ہے؟ آرڈیننسوں کا کیوں سہارا لیا جاتا ہے؟ کیا یہ ایوان موجود نہیں ہے؟ کیا آپ براہ راست کوئی بل اس ایوان میں نہیں لا سکتے؟ آپ ہمیشہ آرڈیننسوں کا سہارا لیتے ہیں۔ جناب سپیکر! میں اس میں آپ کے سامنے ان کی اور ان کے محکمے کی اطلاع کے لیے سپریم کورٹ کے چند ایک حوالے پیش کروں گا۔ خدارا! آپ جمہوری انداز میں چلیں۔ قانون نے جو چیز ممنوع کر دی ہے آپ بار بار اس کو نہ دہرائیں۔ اصلاح کی ہمیشہ گنجائش ہوتی ہے۔ آپ ایک چیز غلط کر رہے ہیں' اگر اس میں اصلاح کر لی جائے تو میرا خیال ہے اس میں کوئی عیب والی بات نہیں ہوتی۔ میں پاکستانی کوڈز کا حوالہ دینے سے پہلے انڈیا کے کوڈز کا حوالہ دوں گا۔ جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ معزز پارلیمانی سیکرٹری صاحب ذرا نوٹ کر لیں اور ان کتابوں کو گھر منگوا کر خود بھی اس پر غور کریں اور اپنے محکمے سے کہیں کہ وہ بھی اس پر غور کرے۔

> A.I.R. 1987- Supreme Court 579. In this report the Supreme Court held that:"The only question is whether the Governor has power to repromulgate the same Ordinance successively. That daily the Governor can not do. He can not assume legislative functions in excess of restrictly defined limits set out in the Constitution because otherwise he would be usurping a function which does not belong to him."

The Supreme Court of India further observed:

"There must not be Ordinance Raj in the country."

جناب سپیکر! صوبے میں آرڈیننس راج چل رہا ہے۔ ایک سال میں 36 آرڈیننس جاری کیے گئے اور یہاں کہا جاتا ہے کہ یہ ایک ریکارڈ قانون سازی کر رہے ہیں۔

Mr Speaker, besides it, PLD 1989, Supreme Court (Page 75)contains Ref. No. 1 of 1988, made by the President of Pakistan under Article 186 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

اس میں سپریم کورٹ کے بہت ہی سینئر ججز، جن میں جسٹس محمد علیم، جسٹس محمد افضل ظلہ، جسٹس نسیم حسن شاہ، جسٹس عبدالقادر شیخ، جسٹس شفیع الرحمٰن، جسٹس جاوید اقبال، جسٹس غلام مجدد، جسٹس سعد سعود جان، جسٹس عظمت علی شاہ، جسٹس علی حسین قزلباش اور جسٹس نعیم الدین شامل تھے، انھوں نے hold کیا۔

"It should be clear that by the very nature in the context of the present impasse, the power under Article 82 (2) and Article 128 is capable of being in vogue once, so as not to exceed in all the period of 4 months under Article 89 (2) (a) and 3 months under Article 128 (2) (a).

جناب سپیکر! میں آپ کو ایک اور حوالہ پڑھ کر سنانا چاہتا ہوں۔ یہ PLD 1994 (Page 387) پر ہے۔ یہ Collector of Customs Vs New Electronics کیس تھا۔ اس میں آنرایبل مسٹر جسٹس اجمل میاں، مسٹر جسٹس سجاد علی شاہ، مسٹر جسٹس سلیم اختر نے hold کیا۔

"It has been held that the President or the Governor can not re-enact an expired ordinance."

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں آپ کو شریعت کورٹ کا بھی ایک حوالہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میں یہ ساری باتیں اس لیے کر رہا ہوں تاکہ آپ کو اور آپ کی وساطت سے معزز ایوان کو بھی یہ علم ہو کہ ہم یہاں قانون سازی کے لیے آئے ہوئے ہیں۔ ہم یہاں صرف ترقیاتی کاموں اور گلیاں اور سڑکیں بنانے کے لیے نہیں آئے۔ ہمارا اہم کام قانون سازی ہے۔ کیا ہم قانون سازی اسی طریقے سے کریں گے کہ محکمے نے جو قانون بنا کر دے دیا، اس پر اپنا ذہن استعمال کیے بغیر، کوئی کتابیں پڑھے

بغیر کسی سے صلاح مشورہ لیے بغیر ہم غلط قانون بنانے جا رہے ہیں؟ میں یہ ساری چیزیں اس لیے عرض کر رہا ہوں کہ یہ ہمارے علم میں ہونا چاہیے۔ ہم اس میں پورا پورا حصہ لیں۔ ہمارے معزز وزیر قانون، باقی وزراء صاحبان اور پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون اور دیگر محکمہ جات کے پارلیمانی سیکرٹری صاحبان کو یہ چیزیں پڑھنی چاہییں، کیونکہ قانون سازی کرنا کوئی معمولی کام نہیں۔ آنے والی نسلوں نے اسے پڑھنا اور اس پر عمل کرنا ہوتا ہے۔ اگر ہم بنیادی طور پر ایک قانون ہی غلط بنائیں گے تو پھر اس قانون کی پابندی کیا ہو گی؟ جناب والا! وفاقی شرعی عدالت نے ایک فیصلہ دیا۔(NLR-1992/ SD-491)

یہ Shariat Enforcement Revised Ordinance 1988 میں ہوا ہے۔ اس میں جسٹس سعید الزمان صدیقی، جسٹس سلیم اختر اور جسٹس مامون قاضی تھے۔ جناب سپیکر! میں اس میں صرف متعلقہ بات آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں،

> President is not empowered to repromulgate Ordinance which stood repealed after expiry of 4 months as per Clause 2 of Article 89. Such repromulgation of Ordinance would be invalid.
>
> Mr Speaker, I stress that such repromulgated Ordinance would be invalid piece of legislation as it would tantamount to circumventing provision of Article 89, by indirectly extending validity of expired ordinances beyond 4 months. There are 4 months in National Assembly and 3 months in Provincial Assembly.

جناب سپیکر! میں یہ تمام چیزیں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ آرڈیننسوں کا بار بار جاری ہونا غلط عمل ہے۔ ہم قوانین کی پاس داری کی بات کرتے ہیں، ان کے اعلیٰ ہونے کی بات کرتے ہیں، لیکن ہم اس پر عمل نہیں کرتے۔ اگر عدلیہ نے بھی یہ فیصلے دیے ہوتے ہیں تو کیا محکمہ قانون میں عدلیہ سے تعلق رکھنے والے لوگ نہیں تشریف فرما؟ کیا وہاں ایسے لوگ نہیں بیٹھے جو خود فیصلے دیتے ہیں؟ جو ان تمام کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں اور پھر وہ اپنے مطالعہ کے نتیجے میں تجاویز دیتے اور اس ایوان کی مدد کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر وہ مناسب امداد اور تجاویز دے رہے ہوں تو وہ ممنوعہ باتوں کو سامنے نہیں لائیں گے۔ جناب سپیکر! میں اب انہی باتوں پر اکتفا کرتا ہوں اور میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان اور خاص طور پر پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو یہ گزارش کروں گا کہ یہ چیزیں نہ

دہرائی جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ conclude کریں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جب یہ بل سٹینڈنگ کمیٹی نے پاس کیا۔ اس وقت آرڈیننس نمبر 27 بابت سال 1997ء نافذ تھا۔ وہ آرڈیننس اپنی تین ماہ کی مدت پوری کرنے کے بعد ختم ہو گیا۔ اس وقت آرڈیننس نمبر 3 بابت سال 1998ء نافذ ہے۔ اس کو repeal کرنا مقصود ہے' اس لیے یہ ترمیم کی جا رہی ہے۔ تو جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ میرے دوست نے جو ساری گفتگو کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ ساری کی ساری غیر متعلقہ ہے' کیونکہ انھوں نے اس پر تو بات کی ہی نہیں۔ وہ تو آرڈیننس پر بات کرتے رہے ہیں اور عدالتوں کے فیصلوں کے حوالے دیتے رہے ہیں۔ جس میں All India Reports ہیں' سپریم کورٹ کی بھی ہیں اور عدلیہ کے بڑے فیصلوں کا ذکر بھی انھوں نے کیا ہے۔ تو میری یہ گزارش ان سے ہے کہ عدلیہ کے فیصلے جو ہیں وہ ہم نے تو تمام مانے ہیں۔ عدلیہ کا فیصلہ بطور سپیکر منیں صاحب نے ہی 1993ء میں خود نہیں مانا تھا۔ تو وہ عدلیہ کے ان فیصلوں کی کیا بات کرتے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ ترمیم منظور فرمائی جائے۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:-

> "That for Clause 6, of the Bill as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning the following shall be substituted:-
>
> "6. Repeal - The Punjab Development of Cities (Amendment) Ordinance 1998 (III of 1998) is hereby repealed."

(The motion was carried)

MR ACTING SPEAKER: Now, the question is:-

> "That Clause 6 of the Bill as amended do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

CLAUSE 1

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. An amendment has been received in it from Minister for Law. He may move the amendment.

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: Sir, I move:-

> "That in Clause 1 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, for the figures "1997", appearing in line 2, the figures "1998" be substituted."

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved is:-

> "That in Clause 1 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, for the figures "1997", appearing in line 2, the figures "1998" be substituted".

(The motion was not opposed)

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:-

> "That in Clause 1 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, for the figures "1997", appearing in line 2, the figures "1998" be substituted."

(The motion was carried)

MR ACTING SPEAKER: Now, the question is:-

> "That Clause 1 of the Bill as amended do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

PREAMBLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration, since there is no amendment in it, the question is:-

"The Preamble do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

LONG TITLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration,since there is no amendment received in it . The question is:-

"That Long Title of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

MR ACTING SPEAKER: Now, we take up the third reading of the Bill.

Minister for Law.

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: Sir, I move:-

"That the Punjab Development of Cities (Amendment) Bill 1998 be passed"

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:-

"That the Punjab Development of Cities (Amendment) Bill 1998 be passed"

(The motion was not opposed.)

MR ACTING SPEAKER: The question is:-

"That the Punjab Development of Cities (Amendment) Bill 1998 be passed"

(The motion was carried)

(The Bill was passed.)

جناب قائم مقام سپیکر، میں نے صبح لیکچر کے سلسلے میں عرض کی تھی۔ میں نے کیفے ٹیریا کا لفظ استعمال کیا تھا۔ وہ مرمت کی وجہ سے بند ہے۔ اس لیے ہم نے کانفرنس روم میں لیکچر کا اہتمام کیا ہے۔ میں تمام معزز دوستوں سے یہ گزارش کروں گا کہ وہاں تھوڑا سا وقت دیں۔

مسودہ قانون (ترمیم) زرعی انکم ٹیکس پنجاب، مصدرہ 1997ء

MR ACTING SPEAKER: Now, we take up the Punjab Agricultural Income Tax (Amendment) Bill 1997(Bill No 25 of 1997) Minister for Law.

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW: Sir, I move.-

> "That the Punjab Agricultural Income tax (Amendment) Bill, 1997 as recommended by the Standing Committee on Revenue, be taken into consideration at once."

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:-

> "That the Punjab Agricultural Income tax (Amendment) Bill, 1997 as recommended by the Standing Committee on Revenue, be taken into consideration at once."

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: I oppose it.

MR ACTING SPEAKER: There are two amendments In this motion. First amendment is from:-

1. Mr Saeed Ahmad Khan Manais,
2. Mr Mansoor Ahmad Khan,
3. Sahibzada Muhammad Usman Khan Abbasi,
4. Sardar Rafiq Haider Leghari,
5. Syed Masood Alam Shah and
6. Mr Ikram Ullah Khan Niazi.

Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move the amendment.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Sir, I move:-

> "That the Punjab Agricultural Income Tax (Amendment) Bill 1997, as recommended by the Standing Committee on Revenue, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th May, 1998."

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved is:-

> "That the Punjab Agricultural Income Tax (Amendment) Bill 1997, as recommended by the Standing Committee on Revenue, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th May, 1998."

MINISTER FOR LAW: I oppose it.

جناب قائم مقام سپیکر، جی، منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! یہ ایک بہت ہی مبہم ایکٹ ہے جو کہ پنجاب اسمبلی میں پاس کیا تھا اور اس کو پاس کرنے کے نتیجے میں agitation بھی ہوئے، کاشت کاروں اور زمین داروں نے react بھی کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ بہت ہی genuinely agitate کیا گیا اور react کیا گیا۔ ایک ایسی قانون سازی جو کہ اس ملک کے تقریباً 75 فی صد آبادی سے تعلق رکھنے والے لوگوں سے وابستہ تھی۔ اس کو بغیر سوچے سمجھے، without applying mind، بغیر کوئی ہوم ورک کیے غیر منصفانہ بنیاد پر، جس میں کوئی category نہیں بنائی گئی، نہ اس میں یہ کہا گیا کہ شہری علاقوں میں یا نہری علاقوں میں یا مستقل علاقوں میں اس کی کوئی تفریق ہوگی۔ نہ یہ کہا گیا کہ ٹیوب ویل سے آب پاش ہونے والے یا نہروں سے آب پاش ہونے والے علاقوں میں کوئی فرق ہوگا۔ نہ یہ کہا گیا کہ بنجر یا غیر آباد یا ریتلی یا شوریدہ زمینوں کی تشخیص کا کوئی فرق ہو گا۔ باغات کے سلسلے میں بہت ہی زیادہ agitation ہوئی اور جس کے نتیجے میں غالباً ویسے تو حکومت پر کوئی فرق نہ پڑا۔ حالانکہ اس صوبے کی ایک بہت بڑی آبادی نے اسے oppose کیا۔ لیکن چند ایک جگہ پر agitation زیادہ ہوئی اور اس کے نتیجے میں باغات

کے علاقوں پر حکومت شاید کچھ نرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ ایک امنڈمنٹ لا رہی ہے۔

جناب سپیکر! 97-1996ء میں بجٹ کی کتاب کے مطابق گورنمنٹ نے اپنے جو ہدف مقرر کیے اس سے زرعی انکم ٹیکس کی مد میں سوا ارب روپے کا تخمینہ لگایا اور 98-1997ء میں ڈیڑھ ارب روپے بجٹ کی کتاب کے مطابق estimate کیے۔ یہ ایک غیر منصفانہ قسم کا ٹیکس تھا جس پر جتنی بھی تنقید کی جائے، جتنی بھی بات کی جائے اور جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ حکومت اس ترمیم کے ذریعے باغوں کے مالکان کے لیے ساڑھے سات ایکڑ رقبے تک کے باغات پر چھوٹ دینا چاہتی ہے۔ پھر ساتھ ساتھ حکومت یہ بھی کہتی ہے کہ ساڑھے سات ایکڑ تک کے باغ پر چھوٹ ہوگی، بشرطیکہ ان کی کل ملکیت ساڑھے بارہ ایکڑ ہو۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ساڑھے بارہ ایکڑ سے جس کی زمین ایک مرلہ زاید ہوگی وہ اس لاء کی زد میں ہوگا اور اس کو وہ ٹیکس ادا کرنا پڑے گا۔ اگر اس کا باغ ساڑھے سات ایکڑ سے زاید ہوگا، چاہے وہ ساڑھے بارہ ایکڑ کی ملکیت رکھتا ہو، اگر ساڑھے سات ایکڑ سے ایک مرلہ بھی زاید ہوگا تو اس پر اس کو ٹیکس ادا کرنا پڑے گا۔

جناب سپیکر! بہت ہی چیخ و پکار ہوئی ہے۔ لوگوں نے شور مچایا ہے اور معزز ایوان یہ جانتا ہے کہ پچھلے سیزن میں موسمی حالات کتنے خراب تھے۔ میں جنوبی پنجاب کی بات کرتا ہوں کہ وہاں کپاس کی فصل مکمل طور پر تباہ ہوئی۔ ژالہ باری ہوئی، بارشیں آئیں، لوگ اسے دوبارہ کاشت نہ کر سکے۔ حکومت نے کہا کہ ہم مراعات دے رہے ہیں۔ حکومت نے کہا کہ ہم قرضے دے رہے ہیں اور وہ قرضے گندم کی فصل کے لیے دے رہے ہیں۔ جب ایک فصل ہوئی ہی نہیں تو آپ یہ قرضے اس بے چارے کاشت کار سے کس طریقے سے وصول کریں گے؟ اسی طریقے سے مرکزی پنجاب میں جہاں چاول کاشت ہوتا ہے وہاں بھی اسی طرح کی صورت حال رہی۔ وہ بھی اس قابل نہ ہوئے کہ ان کو ان کی کوئی out put مل سکے۔

جناب سپیکر! میں مزید آگے چلنے سے پہلے یہ عرض کروں گا کہ جو Principal Act ہے اس میں کہا گیا کہ جو first assessment year ہے وہ 97-1996ء مقرر کیا گیا۔ 16 جون 1997ء کو جب یہ ایکٹ پاس ہوا تو 16 جون سے لے کر 30 جون تک کا جو عرصہ تھا، جو 15 دن کا عرصہ تھا وہ حکومت نے کہا کہ یہ پورا tax year تصور ہوگا اور اس ایکٹ کے پاس ہونے کے بعد اس کی جو ریکوری تھی وہ شروع کر دی گئی اور subsequently بعد میں ایک آرڈیننس کے ذریعے حکومت نے اس میں ترمیم کی اور یہ جو assessment year والی ایک شق تھی وہ انھوں نے substitute کر دی اور وہ سیکشن

جس میں کہ کہا جاتا ہے کہ It will come into force at once اس کو بھی substitute کر دیا۔ اس میں یہ کہا گیا کہ It will come into force on the 1st of July,1997. یعنی انھوں نے اپنے ہی قانون کے ذریعے جو پچھلا سال تھا اس کی معافی دے دی۔ لیکن فیلڈ میں کیا کیا کہ اپنے ہی قانون کی خلاف ورزی کی' کہ جہاں انھوں نے 1996-97ء کی assessment کو ختم کر دیا وہاں فیلڈ میں ڈسٹرکٹ کلکٹرز' تحصیل کلکٹرز اور ریونیو آفیسرز کے ذریعے وہ ریکوری زور و شور سے جاری ہے۔ وہاں لوگوں کی پکڑ دھکڑ ہو رہی ہے۔ حالانکہ اپنے ہی قانون کے تحت وہ یہ ٹیکس وصول نہیں کر سکتے۔ گویا کہ جتنی بھی collection آج تک ہوئی ہے وہ غیر قانونی ہے۔ پہلے چاہیے تو یہ کہ آپ وہ جو پیسہ collect کر چکے ہیں اور جو زبردستی آپ collect کر چکے ہیں اس کو آپ واپس کریں اور جو مزید ریکوری کرنا چاہتے ہیں اس کو آپ بند کریں۔ پھر ستم ظریفی یہ ہے کہ صرف اِسی پر اکتفا نہیں کیا گیا اور جیسے میں نے عرض کیا کہ بارشوں اور ژالہ باری کی وجہ سے جب کوئی out put ہی نہیں' فصلیں نہیں ہوئیں تو یہ ٹیکسز وہ کہاں سے ادا کریں گے اور جب وہ بے چارے ٹیکس ادا نہیں کر پا رہے' ایک ایسا ٹیکس جس کے بارے میں خود گورنمنٹ کہتی ہے کہ ہم اس سال کا نہیں لیں گے' وہ وصول کیا جا رہا ہے۔ اب اضلاع میں ڈسٹرکٹ کلکٹر اس کو بطور arrears of land revenue وصول کر رہے ہیں اور پکڑ دھکڑ شروع ہو چکی ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ حکومت اس ہاؤس کے ذریعے لینڈ ریونیو خود abolish کر چکی ہے۔ جب ایک چیز "لینڈ ریونیو" کا وجود نہیں ہے۔ مجھے یاد ہے کہ اس وقت اس کا جو subject دیا گیا تھا وہ تھا، "abolition of land revenue" abolish مطلب ہے کہ to do away with ' ختم ہوگیا۔ تو جب لینڈ ریونیو ختم ہو گیا تو arrears of land revenue آپ کیسے لے سکتے ہیں؟ لینڈ ریونیو تو ہے ہی نہیں اور تب میں نے یہ شور مچایا تھا۔ میں نے اپنی امنڈمنٹس دی تھیں کہ آپ ایسا کام کیوں کر رہے ہیں جو غلط ہے؟ اگر آپ کوئی کام کرنا چاہتے ہیں تو اس میں' میں نے ایک امنڈمنٹ تجویز کی تھی کہ آپ ڈسٹرکٹ کلکٹرز کو یہ جو arrears of land revnue وصول کرنے والی powers ہیں ان میں آپ saving clause ڈال لیں۔ ورنہ یہ ایکٹ بننے کے بعد آپ arrears of land revenue وصول نہیں کر سکیں گے۔ وہ لینڈ ریونیو abolish ہونے کے بعد اب arrears of land revnue وصول کیا جا رہا ہے جو کہ مکمل طور پر غیر قانونی ہے اور totally in contravention of the law passed by the Provincial Assembly ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں قانون کی پاس داری والی کوئی بات ہی نہیں کہ ایک قانون ہم خود بنا رہے ہیں۔ اس میں پھر ہم خود ترمیم کر رہے ہیں'

ترامیم لا رہے ہیں لیکن ان پر عمل نہیں کر رہے۔ جناب سپیکر! آخر کاشت کار کا کیا قصور ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ زراعت اس ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ اس معیشت میں ان کی کتنی contribution ہے۔ جناب سپیکر! آپ ماشاء اللہ خود ایک کاشتکار ہیں اور آپ کاشتکاروں کے مسائل کو سمجھتے ہیں۔ اب زراعت ایک گھاٹے کا سودا بن گیا ہے اور گھاٹے کے سودوں پر پھر ٹیکس پر ٹیکس لگائے جا رہے ہیں۔ جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ یہ جو ابھی امنڈمنٹ بل لایا گیا ہے' اس کو reconsider کرنے کے لیے اس کو متداول کرنا چاہیے۔ اس پر آپ لوگوں کی آراء لیں آپ لوگوں سے پوچھیں کہ یہ کتنی controversial چیز ہے کیونکہ اس ملک کی 75 فی صد آبادی اس پیشے سے وابستہ ہے۔ آپ ان کی آراء کیوں نہیں لیتے؟ آپ ایک غلط قانون بنا لیتے ہیں اس کو آپ پھر صحیح کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کو صحیح کرنے میں مزید اس میں اور خرابیاں پیدا کر دیتے ہیں۔ پھر آپ مزید قانون بناتے ہیں کہ جی' ہم لینڈ ریونیو کو aboliosh کر رہے ہیں' ہم کاشتکار کو ایک ریلیف دے رہے ہیں۔ ریلیف دینے کا نتیجہ آپ دیکھ لیں کہ اب arrears of land revenue شروع ہے۔ آپ کتنے لوگوں کو پکڑیں گے' آپ کتنے لوگوں کو جیلوں میں بند کریں گے۔ پھر آپ ان لوگوں کو جیلوں میں بند کریں گے جو آپ کی معیشت میں حصہ دار ہیں' وہ اس میں حصہ ڈالتے ہیں' وہ اپنے خون اور پسینے کی کمائی کو اس ملک کی دولت میں add کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! ہندوستان میں کاشتکاروں کو subsidies دی جاتی ہیں۔ وہاں بجلی مفت دی جاتی ہے۔ وہاں نہری پانی مفت فراہم کیا جاتا ہے۔ وہاں ٹریکٹرز آدھی قیمت پر فراہم کیے جاتے ہیں۔ نصف قیمت پر کھادیں فراہم کی جاتی ہیں۔ اس لیے وہ ملک خوراک میں خودکفیل ہے۔ میں آپ کی اطلاع کے لیے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہندوستان کے وزیر خزانہ نے اپنی بجٹ تقریر میں اعلان کیا کہ زراعت ان کی معیشت کے لیے خون کا درجہ رکھتی ہے اور ملک کی سلامتی کے لیے زراعت سب سے اہم ہے۔ لیکن یہاں کاشت کار کئی قسم کے direct or indirect tax دینے کی وجہ سے already over-burdened ہے اس کے لیے سبسیڈیز ختم کی جا رہی ہیں۔ یہاں رعایتیں واپس لی جا رہی ہیں۔ پھر سب سے بڑا ظلم یہ کہ وہ طبقہ جو پہلے ہی اتنے زیادہ ٹیکسز ادا کر رہا ہے اس سے مزید یہ agricultural income tax وصول کیا جا رہا ہے اور یہ اس وقت وصول کیا جا رہا ہے جب کہ اس کو کوئی incentives نہیں دیے جا رہے۔ جناب والا! کاشتکار طبقہ بھی اس ملک کا حصہ ہے۔ بطور پاکستانی میں یہ نہیں کہتا کہ آپ ٹیکسز نہ لیں۔ آپ ٹیکسز ضرور لیں' لیکن ان contribute کرنے والوں کو پہلے

incenuves دیں۔ آپ ان کو لیا چیز دے رہے ہیں؟ آپ تو ہر چیز withdraw کر رہے ہیں۔ آپ سبسیڈیز withdraw کر رہے ہیں' آپ رعایتیں withdraw کر رہے ہیں اور پھر ٹیکسوں پر ٹیکس لگا رہے ہیں۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی logic نہیں ۔ امریکہ میں صرف تین فی صد لوگ کاشتکاری کرتے ہیں' لیکن امریکہ نہ صرف یہ کہ اپنے ملک کو فوڈ سپلائی کرتا ہے بلکہ وہ دنیا کے دوسرے ممالک کو بھی خوراک فراہم کرتا ہے۔ لیکن امریکہ کی حکومت اور وہاں کے عوام زراعت پیشہ کو معیشت کی ریڑھ کی ہڈی سمجھتے ہیں۔ زراعت پیشہ افراد کے لیے امریکی حکومت کی پوری پوری رہنمائی ہوتی ہے۔ وہاں پر ہر قسم کی امداد میسر ہوتی ہے۔ وہاں جدید ٹیکنالوجی' سیڈز اور جتنی بھی باقی allied چیزیں ہیں وہ میسر ہوتی ہیں۔ وہ ٹیکسوں پر چھوٹ دیتے ہیں۔ وہ چھوٹ اس لیے دیتے ہیں کہ کاشتکار باقی انڈسٹری کا خام مال پیدا کرتا ہے۔ جناب سپیکر! ہمارے ہاں الٹی گنگا بہ رہی ہے۔

جناب والا! پاکستان اور زراعت لازم و ملزوم ہیں۔ جب تک دونوں کا ذکر ایک ساتھ نہ کیا جائے' میں سمجھتا ہوں کہ بات نامکمل رہتی ہے۔ پچاس سال گزرنے کے باوجود آج بھی ہماری معیشت کا انحصار زراعت پر ہی ہے۔ مثلاً آپ زراعت کا محکمہ لے لیجیے۔ اس میں افسران کی ایک فوج ظفر موج ہے۔ جس سے نہ تو کوئی زراعت کا کوئی فائدہ ہو رہا ہے اور نہ ہی زرعی کسان کا کوئی فائدہ ہو رہا ہے۔ حکومت نے صرف زبانی جمع خرچ کے اعلانات کر دیے' دعوے کر دیے لیکن اس پر کسی قسم کا کوئی عمل نہیں ہوتا۔ میں حیران ہوں کہ یہاں ہمارے پنجاب سے کتنے گبھرو جوان بیٹھے ہیں اور ان کی اکثریت کاشتکار پیشے سے تعلق رکھتی ہے۔۔۔۔۔

جناب قائمقام سپیکر، گبھرو جوان سے آپ کی مراد ملک سلیم اقبال سے ہے؟

جناب سعید احمد خان منیس، جی ۔ بالکل۔ ان کو بھی کہا جا سکتا ہے' آپ کو بھی کہا جا سکتا ہے۔ لیکن آپ یہ دیکھیں کہ سب کے سب سر جھکا کر بیٹھے ہیں۔ یہ بات کرنا چاہتے ہیں لیکن کر نہیں سکتے۔ حالانکہ میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ سبھی کی خواہش ہے اور سبھی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ایگریکلچرل انکم ٹیکس ایک ظالمانہ ٹیکس ہے اور ان میں سے بہت سے ایسے بھائی ہیں جنھوں نے ابھی تک یہ ادا نہیں کیا اور انھی بھائیوں کے warrants issue ہو چکے ہیں' یہ کہ اس کو as arrears of land revenue وصول کیا جائے۔ اس کے برعکس آپ دیکھیں کہ جو لوگ صنعت سے وابستہ ہیں ان کو پہلے کروڑوں اور اربوں قرضہ دیا گیا۔ جب وہ قرضہ ان کو دے دیا گیا تو پھر انھوں نے running

finance کی صورت میں مزید کروڑوں روپے دے دیے۔ اس کے بعد جب مل چل پڑی تو انھوں نے کہ جی' اس میں تو گھاٹا ہو گیا لہٰذا حکومت کو اب ہماری مدد کرنی چاہیے۔ پھر حکومت نے کیا کیا؟ حکومت نے اسے sick industry declare کر دیا' اسے sick unit declare کر دیا۔ جو لوگ چودہ فی صد سے اٹھارہ فی صد پر قرضہ لینے والے لوگ ہیں ان کی پانچ سو یا سات سو روپے کی جو recoveries ہیں ان کے لیے ان کی پکڑ دھکڑ ہو رہی ہے اور انڈسٹریل طبقے کے لوگ جو تین فی صد سے چھ فی صد سود پر قرضہ لینے والے لوگ ہیں اور انھوں نے اربوں روپے دینے ہیں' ان کو پوچھنے والا کوئی نہیں۔ پھر کہتے یہ ہیں کہ جناب' زراعت ہمارے ملک کی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ تو جناب والا! ریڑھ کی ہڈی میں تو چھرے پر چھرا گھونپا جا رہا ہے۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ incentive دیے بغیر زرعی انکم ٹیکس پھانسی کا ایک پھندا ہے۔ کاشتکار کے گلے میں یہ رسی ڈال دی گئی ہے اور اب حکومت اس رسی کو تنگ کرنا شروع کر دے گی۔ ایک وقت آئے گا جب کاشتکار میں کوئی سکت ہی باقی نہیں رہے گی۔ آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جب گلے میں پڑی تنگ رسی مزید تنگ ہو جائے تو پھر موت واقع ہوتی ہے۔ تو پھر اس سے زراعت کی موت واقع ہو گی۔

جناب سپیکر! پنجاب اناج گھر کہلانے والا صوبہ تھا۔ آج بدقسمتی ہے کہ یہاں گندم کا بحران ہے' یہاں چینی کے بحران پیدا ہوتے ہیں۔ ہمیں اپنے کھانے کے لیے گندم باہر سے منگوانی پڑتی ہے اور اربوں روپے کی گندم باہر سے منگوانا پڑتی ہے۔ ہماری حکومت کو یہ سمجھ نہیں آتی کہ ہم ان کو اور incentives دیں تاکہ اناج گھر کہلوانے والے دوبارہ اناج گھر کہلائیں۔ اس پر اربوں روپے خرچ ہوتے ہیں اور پھر فیصلے چونکہ ایسے لوگ کر رہے ہیں جو ائر کنڈیشنڈ دفتروں میں بیٹھے ہوتے ہیں اور سوٹ اور ٹائی پہنے ہوتے ہیں اور وہی زراعت پیشہ لوگوں کا فیصلہ کرتے ہیں۔ پھر تو جناب سپیکر! ان کا یہی حشر ہونا ہے۔ پھر وہاں پر کمشن مافیا موجود ہے جو آپ کو صحیح فیصلے نہیں کرنے دیں گے' کیونکہ جو کاشتکاری سے تعلق رکھتے ہیں آپ ان سے مشورے کم لیں گے۔ اس طرح سے آپ غلطیاں کم کریں گے۔ اگر آپ ان لوگوں سے جو ٹیکنیکل لوگ نہیں ہیں اور سوٹ اور ٹائی پہن کر دفتروں میں بیٹھے ڈبل روٹی کھانے والے یہ فیصلے کریں گے تو پھر یہی ہوگا کہ وہ لوگ چاہیں گے کہ ہم گندم درآمد کریں۔ کیونکہ اس پہ کمشن بنتا ہے۔ اور پھر یہاں کہا جاتا ہے کہ ہم تو کرپشن کو ختم کر رہے ہیں ۔ جناب! آپ یہ زرعی انکم ٹیکس لگا کے یہ غلط فیصلہ کر کے کرپشن کو فروغ دے رہے ہیں۔ وہ لوگ جو یہ فیصلے کرتے ہیں اور کمشن لیتے ہیں کیا وہ یہ چاہیں گے کہ ہم خود کفیل ہوں ' وہ کبھی نہیں چاہیں گے۔ وہ

چاہیں گے کہ یہ درآمد ہو اور اس پر کمشن لیا جائے ۔ ان کے کاروبار بڑھیں۔ جناب سپیکر! آپ مجھے خود بتائیں کہ کیا آپ کے ذہن میں کسی ایسے کاشتکار کا نام آتا ہے جو کہ اپنی زمین کی کمائی میں سے خوش حال ہوا ہو؟

جناب قائم مقام سپیکر، سعید احمد منیس کا نام آتا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! اس میں کانفرنسوں اور سیمناروں سے ترقی نہیں ہو گی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ معزز ایوان کی وساطت سے ہمیں یہ چیز اوپر پہنچانی ہو گی کہ ہمیں کوئی عملی کام کر کے دکھانا ہو گا۔ اور عملی کام یہی ہو سکتا ہے کہ بیٹھ کے سوچیں کہ زراعت دن بدن نیچے کیوں جا رہی ہے ۔ اس میں غلط پالیسیاں ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے زراعت (مخدوم خسرو بختیار)، جناب اپوزیشن لیڈر نے زراعت پر بڑی مفصل اور تفصیلی بحث کی۔ اس میں کچھ حد تک حقائق درست ہیں ۔ مگر ابھی انھوں نے فرمایا کہ زراعت دن بدن نیچے جا رہی ہے ۔ حضور والا! اگر اعداد و شمار دیکھے جائیں تو پچھلے سال جب پی پی کی حکومت تھی تو آپ کے زرعی سیکٹر میں ایک فی صد growth تھی ۔ اب زرعی سیکٹر میں پانچ فی صد growth ہوئی ہے۔ ایک سال میں یہ ایک معالی growth ہے۔ یہ ایک واحد indicator ہے کہ ان کے سارے کے سارے بیان ' جو کہ انھوں نے فرمایا ہے کہ زراعت میں کچھ نہیں ہو رہا اس کو negate کر رہا ہے۔ اگر چاہیں تو میں ان کو یہ اعداد و شمار مہیا کر سکتا ہوں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! جب اپوزیشن لیڈر اپنی بات ختم کریں اور وہ ان کی بات سے اتفاق نہیں کرتے اور انھوں نے ہی جواب دینا ہے یا متعلقہ وزیر نے دینا ہے تو وہ ساری باتیں اپنی وضاحت میں فرمائیں گے کہ پہلے سے اتنی ترقی کر گئے ہیں اور ہم نے اتنا کمال کر دکھایا ہے ۔ ان کو ضرور موقع ملے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! جب تک ہم آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کے پابند رہیں گے میں بھی سمجھتا ہوں کہ وہاں بیٹھے دوست یہ محسوس کرتے ہیں کہ واقعی انکم ٹیکس کے نفاذ سے ہمارے کاشتکار میں مایوسی پھیلی ہے ' بد دلی پھیلی ہے ۔ جناب سپیکر! جب تک ہم dictate ہوتے رہیں گے ہم اپنی پالیسیوں کو ٹھیک نہیں کر سکتے ۔ ہمیں اپنے کاشتہ رقبے کو بڑھانے کی ضرورت ہے ۔ کتنی

بنجر اراضی پڑی ہے ؟ کیوں نہیں کالا باغ ڈیم بنایا جاتا ؟ کیوں اپنی سیاسی مصلحتوں سے نکل کر یہ فیصلہ نہیں کیا جاتا؟ آپ کالا باغ ڈیم بنائیے ۔ جہاں آپ کا بنجر رقبہ سیراب ہو گا وہاں energy crisis بھی ختم ہو گا۔ لیکن یہاں تو سیاسی مصلحتیں آڑے آ رہی ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ جب ہم مصلحتوں میں ہی پھنسے رہیں گے تو ہم ترقی نہیں کر سکیں گے۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے زراعت کو انڈسٹری ڈکلیئر کیا جائے۔ crop insurances دی جائیں۔ seed cultivation پہ کام کرنے کی ضرورت ہے' cotton cultivation پر rice cultivation پر sugar cane industry پہ۔ جناب سپیکر! کپاس کے کاشتکار کی پچھلی فصل جو کہ تھوڑی بہت ہوئی وہ بھی ان کے گھروں میں پڑی ہے۔ اس کا خریدار کوئی نہیں اور جو بک چکی ہے اس کا پیسہ دینے والا کوئی نہیں۔ اسی طرح کا sugar cane کا حال ہے کہ لمبی لمبی لائنیں ٹریکٹر ٹرالیوں اور ٹرکوں کی لگی ہوئی ہیں ۔لیکن شوگر ملز مالکان نے ان کو جان بوجھ کر وہاں کھڑا کیا ہوا ہے تاکہ اس کا جوس ختم ہو اور اس کا وزن کم ہو اور اس کے بعد اس کو تول کر اندر لے جائیں۔ یہ نہیں کہ ان کو فوراً پیسہ دے دیا جاتا ہے ۔ ان کو پیسہ بھی نہیں دیا جاتا۔ جناب والا! جہاں کاشتکار کو اپنی فصل کا پیسہ نہیں مل رہا وہ آپ کو ٹیکس کہاں سے ادا کریں گے؟

جناب سپیکر! seed production میں محنت کرنے کی ضرورت ہے' improvement of soil کی ضرورت ہے' availability of inputs کی ضرورت ہے ۔ oil seed crops پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ جب تک یہ سب نہیں ہوگا اس وقت تک کاشتکار انکم ٹیکس ادا کرنے کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اور یہ ایک اتنا اہم مسئلہ ہے کہ ایک ایکٹ آیا۔ اس کے بعد ایک امنڈمنٹ آ رہی ہے ۔ جیسے میں نے پہلے نشان دہی کی کہ اس میں کتنی غلطیاں ہیں۔ حکومت نے خود ایک آرڈیننس کے ذریعے ایک ترمیم کر دی ہے لیکن زبردستی ٹیکسز وصول کیے جا رہے ہیں۔ جناب سپیکر! ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ان 75 فیصد لوگوں سے جو اس پیشے سے تعلق رکھتے ہیں' آراء لیں۔ ان سے ہم پوچھیں کہ کیا تکالیف ہیں۔ حکومت ان کے لیے کیا بہتری لا سکتی ہے کہ جس میں حکومت کا بھی فائدہ ہو اور کاشتکار کا بھی ۔ جب تک ان کی آراء سامنے نہ آئیں میں سمجھتا ہوں اس بل کو فیک اپ نہیں کرنا چاہیے ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت معزز ایوان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ پہلے تو یہ نہایت ضروری ہے کہ اس زرعی انکم ٹیکس کو مکمل طور پر ختم کر دیا جائے۔ آپ پہلے incentives دیں۔ آپ اچھے اقدامات اٹھائیں۔ اس میں کاشتکار خوش حال ہوں ۔ اس کے بعد آپ ٹیکس وصول کریں۔ جہاں تک

اس بل کا تعلق ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ نہایت ہی اہمیت کا حامل مسئلہ ہے۔ اس میں بل کو متداول کرایا جائے، عوام سے آراء لی جائیں۔ اور ان آراء کے آنے کے بعد اس بل کو لیک اپ کیا جائے۔ مہربانی۔

جناب قائم مقام سپیکر، لاءمنسٹر صاحب!

وزیر قانون، شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ لیڈر آف اپوزیشن کے احترام میں، میں نے انھیں interrupt نہیں کیا۔ اور اس وقت میں صرف اتنی عرض کرنی چاہتا ہوں کہ جتنی تقریر قائد حزب اختلاف نے فرمائی ہے اس سے جناب نے کیا نتیجہ اخذ کیا ہے، اس وقت بات ہو رہی تھی زرعی انکم ٹیکس کی کہ جو چھوٹ ہم نے باغات کے سلسلے میں دی ہے۔ ہم نیا ٹیکس لگانے کی تو بات ہی نہیں کر رہے۔ وہ بار بار ستم ظریفی اور جبرو تشدد کی بات کر رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ زبردستی ٹیکس لیا جا رہا ہے۔ ہم تو ریلیف دے رہے ہیں۔ یہ امنڈمنٹ چھوٹ سے متعلق تھی نیا ٹیکس نافذ کرنے سے متعلق نہیں تھی۔ وہ فرما رہے تھے کہ اس کو انڈسٹری ڈیکلیئر کیا جائے۔ ضرور کیا جائے۔ ہمیں کب اعتراض ہے۔ انھوں نے کہا کہ قرضوں پر چھوٹ دی جائے۔ شوگر کین کی لمبی لمبی قطاریں لگی ہیں، اس کو خریدنے والا کوئی نہیں۔ جناب سپیکر! میں ان کی ساری باتوں سے اتفاق کرتا ہوں، لیکن اگر وہ کسی مناسب وقت پہ کریں۔ میں یہ الفاظ استعمال نہیں کرنا چاہتا کہ ان کی یہ irrelevant speech تھی۔ میں یہ انتہائی معذرت کے ساتھ یہ الفاظ استعمال کر رہا ہوں۔ اور میں نے ان کے احترام میں interrupt نہیں کیا۔ اس لیے میری گزارش یہ ہے کہ پنجاب زرعی انکم ٹیکس 1997ء کے مطابق باغات پر ٹیکس کی پہلے چھوٹ نہیں تھی۔ اور بلا استثناء چھوٹے بڑے کاشتکار کو یکساں نرخ پر ٹیکس ادا کرنا تھا۔ چھوٹے کاشتکاروں کی سہولت کو مدنظر رکھتے ہوئے اور معاشی ناہمواری کو دور کر کے باغات کی کاشت کو فروغ دینے اور دیہی معیشت کی بہتری کے لیے مذکورہ ایکٹ میں یہ ترمیم مقصود ہے کہ ایسے مالکان باغات جن کے پاس دوران سال رقبہ باغات پختہ ساڑھے سات ایکڑ آبپاش یا پندرہ ایکڑ غیر آبپاش سے زاید نہ ہو اور ان کا کل کاشتہ رقبہ دوران سال بشمول عام رقبہ ساڑھے بارہ ایکڑ آبپاش یا پچیس ایکڑ غیر آبپاش سے زاید نہ ہو کو زرعی ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔ اور یہ رعایت سال 97-1996ء کے لیے بھی دی جائے۔ مذکورہ ایکٹ کی دفعہ 1 اور دفعہ 3 میں ترمیم کا مقصد یہ ہے کہ جہاں تک سال 97-1996ء کے ٹیکس کی شرح کا تعلق ہے وہ پرانی شرح کے مطابق وصول کیا

جائے اور اس بارے میں کوئی ابہام باقی نہ رہے۔ جناب سپیکر! میں یہی بات دہرانا چاہتا ہوں کہ ہم نے چھوٹ دی ہے' ہم ریلیف دے رہے ہیں اور یہ نئے ٹیکس لگانے کی بات کر رہے ہیں جو کہ قطعی طور پر غلط بات ہے۔ جناب والا! میں اس حقیقت سے انکار نہیں کرتا کہ جب زرعی ٹیکس کا نفاذ ہوا تھا تو اس وقت ہمارے کاشت کاروں کا ایک ایسا طبقہ تھا جس نے اس ٹیکس پر اعتراض کیا تھا' احتجاج بھی کیا تھا اور اسی عوامی مطالبے کے پیشِ نظر عوام کو یہ ریلیف دیا جا رہا ہے۔ موجودہ حکومت کو اس بات کا اعزاز حاصل ہے کہ وہ کوئی قانون بناتی ہے' ایک ٹیکس نافذ کرتی ہے۔ اور اگر عوام اس کے خلاف احتجاج کرتے ہیں' ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ یہ ٹیکس یا قانون عوام کے مفاد کے خلاف ہے تو ہم اس میں ترمیم کر دیتے ہیں۔ ہم کوئی اتنے سخت لوگ نہیں ہیں' ہماری پالیسی لچک دار ہے۔ ہم عوام کے مفاد کی پالیسی کو اپنے عزت و وقار کا مسئلہ نہیں بناتے۔ ہم وہ فیصلے کرتے ہیں جو عوام کے مفاد میں ہوں۔ جناب سپیکر! یہ ٹیکس میں چھوٹ دینے کا ہم نے جو فیصلہ کیا ہے یہ پہلے سے نافذالعمل ہے۔ اور پھر چھوٹ دینے پر تو کسی کو اعتراض ہی نہیں' جبکہ میرے اپوزیشن والے بھائی کہہ رہے ہیں کہ چھوٹ دینے کے مسئلے پر بھی عوام سے رائے لی جائے کہ آیا یہ چھوٹ دی جائے یا نہ دی جائے۔ لہٰذا میری جناب سے استدعا ہے کہ اس ترمیم کو رد فرمایا جائے۔ شکریہ۔

ملک مظہر عباس ران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک مظہر عباس صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

ملک مظہر عباس ران: جناب سپیکر! باغات پر ٹیکس لگانے والا معاملہ جب اٹھایا جا رہا تھا' پارلیمانی پارٹی میں اس پر بات ہوئی تھی تو میں نے وہاں پر درخواست کی تھی کہ باغات کو یہ چھوٹ دی جائے' لیکن اس وقت میری اس بات کو درخورِاعتنا نہیں سمجھا گیا۔ اب انھوں نے عوامی دباؤ پر یہ سب کچھ کیا ہے۔ اگر اس وقت میری بات مان لی جاتی' rule out نہ کی جاتی تو شاید نوبت یہاں تک نہ پہنچتی۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is:-

> That the Punjab Agricultural Income Tax (Amendment) Bill 1997, as recommended by the Standing Committee on Revenue, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15 May 1998.

(The motion was lost)

MR ACTING SPEAKER: The next amendment is from:

1. Mr Saeed Akbar Khan,
2. Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo,
3. Maulana Manzoor Ahmad Chinioti,
5. Mr Khalid Javaid Waraich
6. Pir Shujaat Hasnain Qureshi.

Mr Saeed Akbar Khan may move the amendment.

MR SAEED AKBAR KHAN: Sir, I move:-

That the Punjab Agricultural Income Tax (Amendment) Bill 1997, as recommended by the Standing Committee on Revenue, be referred to the Select Committee consisting of the following members with instructions to report up to 15th May, 1998:-

1. Mr Usman Ibrahim, MPA
2. Mr Imtiaz Ahmad Ranjha, MPA
3. Malik Jala Din Dhakoo, MPA
4. Ch Sarfraz Khan Bhatti, MPA
5. Mr Muhammad Arif Chaudhri, MPA
6. Haji Shaukat Hayat Bosan, MPA
7. Ch Liaqat Ali Khan, MPA
8. Mr Khalid Javaid Waraich, MPA
9. Syed Masood Alam Shah, MPA.

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is:-

That the Punjab Agricultural Income Tax (Amendment) Bill 1997, as recommended by the Standing Committee on Revenue,

be referred to the Select Committee consisting of the following members with instructions to report up to 15th May, 1998:-

1. Mr Usman Ibrahim, MPA
2. Mr Imtiaz Ahmad Ranjha, MPA
3. Malik Jala Din Dhakoo, MPA
4. Ch Sarfraz Khan Bhatti, MPA
5. Mr Muhammad Arif Chaudhri, MPA
6. Haji Shaukat Hayat Bosan, MPA
7. Ch Liaqat Ali Khan, MPA
8. Mr Khalid Javaid Waraich, MPA
9. Syed Masood Alam Shah, MPA.

MINISTER FOR LAW: I oppose it.

MR ACTING SPEAKER: It is opposed. Mr Saeed Akbar Khan may speak in favour of the amendment.

جناب سعید اکبر خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں نے یہ تجویز کیا ہے کہ اس ترمیم کو پھر سلیکٹ کمیٹی کے پاس بھیجا جائے۔ اس کی ضرورت میں نے اس لیے محسوس کی کہ حکومت کے کالے قانون کو، جسے زرعی ٹیکس کے نام سے منسوب کیا گیا، اس ہاؤس سے حکومتی دباؤ پر زبردستی پاس کروایا گیا، کیونکہ یہ سارا ہاؤس جانتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہاں اکثریت زرعی پیشہ سے منسلک ممبران کی ہے۔ وہ یہ سمجھتے تھے کہ یہ قانون ٹھیک نہیں ہے، یہ زرعی پیشہ لوگوں پر بہت بڑا وزن ہے، وہ یہ ٹیکس دینے کے قابل نہیں ہیں۔ لیکن پارٹی کا فیصلہ تھا، اس لیے اس طریق کار کے ذریعے یہ قانون بنا دیا گیا۔ لیکن اس کے بعد پورے صوبے میں احتجاج ہوئے اور میرے محترم بھائی سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب سرگودھا تشریف لے گئے۔ عوامی ردعمل دیکھ کر انھوں نے وہاں اعلان کیا کہ ہم آپ کے باغات پر جو ٹیکس لگا ہے اس میں چھوٹ دیں گے۔ انھوں نے جس چھوٹ کا سرگودھا میں اعلان کیا تھا سلیکٹ کمیٹی نے کھوسہ صاحب کے انہی ہوبہو الفاظ پر مشتمل ترمیم کر کے واپس بھیج دیا۔ میں

سمجھتا ہوں کہ جب مجلس قائمہ کے پاس یہ ترمیم گئی تو اس instruction کے ساتھ گئی کہ آپ نے اس کو اسی طریقے سے واپس بھیجنا ہے۔ تو میں نے اسی لیے ضرورت محسوس کی کہ اس کو دوبارہ غور کے لیے مجلس قائمہ کے پاس بھیجا جائے۔ میرے بھائی راجہ بشارت صاحب فرما رہے تھے کہ ہم چھوٹ دے رہے ہیں' ہم زرعی پیشہ لوگوں پر کمال مہربانی فرما رہے ہیں۔ جناب والا! ہم نے اس وقت بھی کہا تھا کہ یہ قانون بنانے سے پہلے عوام کے لیے اسے مشتہر کر دیں تاکہ وہ اس پر اپنی رائے دے سکیں۔ اگر اس وقت یہ بات تسلیم کر لی جاتی اور یہ بل عوامی رائے کے لیے بھیج دیا جاتا تو پھر شاید کوئی رد عمل یا احتجاج نہ ہوتا۔ وزیر قانون صاحب ابھی فرما رہے تھے کہ ہم نے عوامی ردعمل' احتجاج کے بعد ہی یہ چھوٹ دی ہے اور سعید احمد خان منیس صاحب یہی کہہ رہے تھے کہ آپ جو چھوٹ آج دے رہے ہیں شاید عوام اس کو بھی تسلیم نہ کریں۔ لہٰذا انھی کے پاس دوبارہ بھیجیں' یہ ان کا نقطۂ نظر تھا۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس کو دوبارہ سلیکٹ کمیٹی کے پاس بھیجا جائے اور وہ free mind ہو کر اس پر غور کریں اور پھر اپنی سوچ کے مطابق رائے دیں۔ جناب سپیکر! مجھے آج اس بات کی خوشی ہے کہ اس حکومت کو پتا چل گیا ہے کہ ہم نے یہ ٹیکس لگا کر غلطی کی ہے۔ اس سے انھیں کچھ حاصل نہیں ہوگا' سوائے اس کے کہ 75/80 فی صد لوگوں میں ان کی جو ساکھ تھی وہ انھوں نے کھو دی ہے۔ اب اسی کو بحال کرنے کے لیے یہ تگ و دو کر رہے ہیں' ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں۔ جناب سپیکر! میں اس کے background میں نہیں جاتا اور نہ ہی ان حالات کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جن کی وجہ سے یہ ٹیکس نافذ ہوا یا اس میں چھوٹ دی گئی ہے۔ کیونکہ میرے خیال میں یہ سب کچھ کیا ہی غلط گیا ہے۔ جناب والا! اب یہ چھوٹ دے رہے ہیں کہ نہری زمین پر 500 روپے فی ایکڑ ہوگا اور بارانی زمین پر 250 روپے ہوگا۔ اسی طرح رقبے کی بھی چھوٹ ہے کہ ساڑھے سات ایکڑ سے' ساڑھے بارہ ایکڑ تک ٹیکس نہیں لگے گا اور اس سے جو زیادہ ہے اس پر ٹیکس لگے گا۔ نہری زمین اور بارانی زمین کا بھی بہت فرق ہے۔ جناب والا! ہمارے ہاں آب پاشی کی دو اقسام ہیں' ایک نہری نظام ہے اور دوسرا ٹیوب ویل کا۔ جناب والا! آپ بھی اسی پیشے سے منسلک ہیں اور آپ کو پتا ہے کہ ہم نہری پانی سے جو آب پاشی کرتے ہیں اس پر ہمارے کتنے اخراجات آتے ہیں اور جو اپنے وسائل سے آب پاشی کرتے ہیں اس پر کتنے اخراجات آتے ہیں۔ جناب والا! ایک آدمی زرعی بنک سے قرضہ لے کر ٹیوب ویل لگاتا ہے اور اس سے باغات اور دوسری فصلوں کے لیے اپنا رقبہ سیراب کرتا ہے وہ نہری نظام سے کہیں زیادہ مہنگا پڑتا ہے۔ جناب والا! پتا نہیں اس حکومت پر کیا دباؤ تھا' کون سی غیر ملک ایجنسی تھی جس نے ان پر اتنا دباؤ ڈالا کہ

آپ نے یہ ٹیکس بغیر سوچے سمجھے ' بغیر ہوم ورک کیے انہی دنوں میں لگانا ہے۔ جناب والا! کیا خوب صورت بات ہوتی کہ اس پر تفصیلی جائزہ لے کر' جو علاقہ یا جو رقبہ ٹیکس دینے کا جتنا اہل ہوتا اسی کے مطابق ٹیکس لگایا جاتا۔

جناب والا! اس ٹیکس پر میرا بنیادی اعتراض یہ تھا کہ ہمیشہ رزلٹس پر ٹیکس لگتا ہے۔ جو آدمی سارا سال محنت کر کے رزلٹ نکالتا ہے 'اسے جو آمدنی حاصل ہوتی ہے اس کا اندازہ لگا کر ٹیکس لگایا جاتا ہے۔ میں نے دنیا میں کہیں نہیں دیکھا کہ کسی کی کوشش پر ٹیکس لگایا جائے۔ زمیندار فصل اگانے کی کوشش کرتا ہے' اس کو پتا نہیں کہ اس فصل سے مجھے کتنا حاصل ہوگا۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہاں زمینوں کی production powers میں بہت فرق ہے' مثلاً فیصل آباد کی زمین میں production power بہت زیادہ ہے۔ اس کی فی ایکڑ پیداوار یہ اور خوشاب کی زمین سے بہت زیادہ ہے۔ ایکڑ تو برابر ہیں' فیصل آباد کی زمین کا ایکڑ بھی آٹھ کنال کا ہے اور یہ' خوشاب کی زمین کا ایکڑ بھی آٹھ کنال کا ہے۔ لیکن اس کی پیداوار میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ جناب والا! جو ٹیکس فیصل آباد کی زمین پر ہے وہی یہ کی زمین پر ہے' اس میں کوئی تفریق نہیں کہ اس کی فی ایکڑ پیداوار کتنی ہے اور وہاں کی پیداوار فی ایکڑ کتنی ہے؟ ان باتوں پر ہم پہلے دن سے احتجاج کرتے آ رہے ہیں اور ان کو سمجھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن کسی نے غور نہیں کیا اور ایک ہی فیصلہ کیا ہے کہ ہم نے کسی کی بات کو تسلیم نہیں کرنا' چاہے جتنی ہی صحیح ہو اور ٹیکس لگانا ہے۔ جناب والا! انھوں نے ٹیکس لگا کر اس کا مزہ بھی چکھ لیا ہے اور اس وقت اسی غلطی کا احساس کرتے ہوئے اب ترامیم کر رہے ہیں۔ یہ ادھر سے ٹیکس لگا رہے ہیں اور ادھر سے پہلے جو تھوڑی بہت مراعات تھیں وہ واپس لیتے جا رہے ہیں۔ اس سے پہلے کہ میں ان کی مراعات کی بات کروں میں یہ کہوں گا کہ زراعت پیشہ اور صنعت پیشہ وغیرہ میں ایک فرق ہے۔ ایک اندازے کے مطابق 75 فی صد آبادی زراعت سے منسلک ہے اور کچھ اس سے بھی زیادہ کہتے ہیں۔ اگر 75 فی صد ہی تسلیم کر لی جائے تو ان کے پاس زرعی قرضہ جات تقریباً 32 ارب روپے ہیں لیکن جو صنعت کے شعبے سے لوگ منسلک ہیں ان کے پاس تقریباً 105 یا 106 ارب روپے کے قرضہ جات ہیں۔ 75 فی صد آبادی والے لوگوں نے زرعی بنک سے یا دوسرے اداروں سے 32 ارب روپے کے قرضے لیے ہوئے ہیں لیکن بقایا 25 فی صد آبادی اگر ان میں صنعت سے منسلک لوگوں کی assessment کی جائے تو وہ پانچ سے دس فی صد کے درمیان بنے گی جن کے لیے 105 یا 106 ارب روپے کے قرضہ جات ہیں۔ اسی بنیادی بات میں یہ کتنا فرق ہے؟

جناب والا! کچھ عرصہ پہلے یہ محسوس کرتے ہوئے زراعت پیشہ لوگوں کو کچھ incentive دیا گیا تاکہ ان کی پیداواری سکت بڑھ سکے تو واپڈا والوں نے اور گورنمنٹ نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم ٹیوب ویل کے لیے فلیٹ ریٹ دیں گے۔ فلیٹ ریٹ پر یونٹ مقرر کر دیے جاتے ہیں کہ اگر کوئی ٹیوب ویل پر بجلی لگائے گا تو اس پر ریٹ مقرر ہے کہ یہ اتنی رقم ادا کرے گا چاہے وہ چوبیس گھنٹے چلائے یا پورا مہینہ نہ چلائے۔ تو کاشتکار جو مناسب سمجھتا ہے اسی کے حساب سے واپڈا والوں کے ساتھ معاہدہ کرتا ہے۔ اب یہ مہربانی فرما کر وہ فلیٹ ریٹ بھی ختم کر رہے ہیں۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ یہ فائدہ زراعت پیشہ کا نہیں ہے بلکہ اس سے جو بھی فائدہ ہوتا ہے اس سے پورے ملک کو اور پورے ملک کے عوام کو ہوتا ہے۔ اب حکومت دوبارہ یہ کوشش کر رہی ہے کہ زراعت پیشہ دوبارہ اپنے کنویں کھودیں اور اس سے 150/100 کنال سیراب ہو' وہی کریں اور اپنے کھانے کے لیے گندم اور سبزیاں پیدا کریں اور اپنے اوپر ہی انحصار کریں۔ مجھے یہ یقین ہے کہ اگر زمیندار کو فلیٹ ریٹ کی بجائے یونٹس پر ادائیگی کرنی پڑے تو وہ بالکل نہیں دے سکتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ باقی اخراجات چھوڑ کر یہی واپڈا کا ماہانہ بل بھی اپنی آمدنی سے پورا نہیں کر سکتا۔ جناب والا! اگر اب انھوں نے یہ بھی مہربانی فرما دی تو زرعی ٹیکس کے بعد اس حکومت کا یہ بہت بڑا احسان ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ زراعت پیشہ پر احسان نہیں ہوگا' بلکہ اس ملک پر احسان ہوگا۔ یہ پہلے جہاں 43 ارب روپے کی گندم درآمد کر رہے ہیں پھر ان شاء اللہ اس سے کئی گنا زیادہ ادائیگی کر کے باہر سے گندم منگوائیں گے۔ جناب والا! اس سال حکومت کا زرعی ٹیکس سے ایک ارب 52 کروڑ کا تخمینہ ہے۔ کبھی یہ اپنے گریبان میں جھانکیں تو کسی صوبے کے بجٹ کے لیے یہ اتنی بڑی رقم نہیں ہے۔ اگر اس کا وہ comparison کریں اور اس کالے قانون کو ختم کر کے زراعت پیشہ لوگوں کو اور زیادہ incentive دیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔ یہ جو 43 ارب روپے کی گندم امپورٹ کر رہے ہیں اور دوسری زرعی اجناس بھی امپورٹ کی جا رہی ہیں جن میں دالیں اور دوسری چیزیں شامل ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان پر جو زرمبادلہ خرچ ہو رہا ہے یہ تمام اخراجات تھوڑے سے incentive سے کم ہو سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر یہ 3 ارب روپے کا incentive دیں تو یہ زرمبادلہ 50 فی صد کم ہو سکتا ہے۔ لیکن ان کی سمجھ میں یہ بات نہ آئی ہے اور نہ آئے گی۔ جناب والا! ہمارا پڑوسی ملک انڈیا ہے۔ وہاں یہ پوزیشن ہے کہ کوئی کاشت کار زراعت کے سلسلے میں اگر کوئی درخواست دے کہ مجھے ٹیوب ویل لگانے کے لیے بجلی چاہیے تو ان کا محکمہ فری لائن وہاں تک پہنچائے گا جہاں اس نے ٹیوب ویل نصب کرنا ہوتا ہے۔ حکومت سمجھتی ہے کہ یہ ہم پر بوجھ ہے لیکن اس سے جو کچھ

ان کو حاصل ہوتا ہے وہ اس بوجھ سے کئی گنا زیادہ ہے۔ اتنا بڑا ملک ہے اور وہ یہ کوشش کر رہے ہیں کہ اپنی ضروریات ملک ہی سے پوری کی جائیں۔ جناب سپیکر! امریکہ میں جو مالک زمین اپنی زمین بنجر رکھتا ہے کاشت کاری نہیں کرتا تو گورنمنٹ اس پر ٹیکس لگاتی ہے اور اس کو وہ ٹیکس دینا پڑتا ہے۔ اگر اسی بنجر زمین کو مالک کاشت کاری میں لاتا ہے اس پر کوئی فصل اگاتا ہے تو اس کو ٹیکس معاف ہوتا ہے۔ جناب سپیکر! یہ اندازہ لگائیں حکومتوں کی سوچ کا؟ اسی لیے تو میں سمجھتا ہوں کہ ان لوگوں نے ترقی کی ہے کہ اگر زمین بنجر ہے تو اسے ٹیکس دینا پڑے گا اور اگر وہ اس زمین پر کاشت کرتا ہے تو ٹیکس نہیں دینا پڑتا۔ یہاں اس کے الٹ ہے کہ اگر کاشت کرو گے تو ٹیکس دو گے کاشت نہیں کرو گے تو ٹیکس نہیں دو گے۔ جناب والا! یہی فرق اس حکومت کی سوچ کا ہے۔

جناب سپیکر! اس وقت کاشت کار کی یہ حالت ہے کہ اگر وہ گنا کاشت کرتا ہے اور شوگر ملوں کو سپلائی کرتا ہے تو یا تو ملیں اس گنے کو لینے سے انکاری ہیں۔ اگر لیتے ہیں تو گورنمنٹ کا جو ریٹ ہے اس سے کہیں کم ریٹ پر لیتے ہیں۔ ان کے باہر نمائندے کھڑے ہوتے ہیں اس کے ذریعے وہ خریدتے ہیں کم ریٹ پر خریدتے ہیں اور پھر وہ اسی مل کو سپلائی کر دیتے ہیں۔ اگر سرکاری ریٹ 35 روپے ہے ادائیگی اس کو 22 روپے کے حساب سے ہو رہی ہے۔ باہر ان کے نمائندے کھڑے ہوتے ہیں کہ ہم آپ کا گنا اس ریٹ پر لینے کے لیے تیار ہیں۔ کاشت کار بے چارے مجبور ہوتے ہیں' اگر وہ گنا نہیں دیتے تو ان کا سارا گنا خراب ہوتا ہے اور اس کا وزن بھی خراب ہوتا ہے۔ جناب والا! وہ اپنے آئندہ اخراجات چلانے کے لیے مجبور ہے۔ اس میں اتنی سکت ہی نہیں کہ وہ اس کو روک سکے۔ جناب سپیکر! اگر اس وقت انھوں نے گنا سپلائی کر دیا ہے تو وہ payments کے لیے مارے مارے پھرتے ہیں اور ان کو کوئی پیسے دینے کے لیے تیار نہیں۔ اگر دیتے ہیں تو اس کی یہ حالت ہے کہ مل مالکان کہتے ہیں ہمارے پاس سو کلو کی بوری ہے یہ آپ اتنی قیمت پر خرید لیں۔ کیا ریٹ ہے؟ مارکیٹ میں اگر وہ بوری 1600 کی ملتی ہے تو آپ ہم 1750 روپے کی لیں۔ اس کو پرمٹ ملتا ہے 1750 روپے کا اور باہر ہی گیٹ پر اسی مل کا ایک ایجنٹ کھڑا ہے اور وہ ایجنٹ اس سے 1550 روپے کی وہ بوری خرید لیتا ہے۔ وہ چینی اس مل سے باہر بھی نہیں جاتی لیکن اس زمیندار کی مجبوری سے وہ فائدہ حاصل کرتے ہوئے اسی بوری میں دو اڑھائی سو روپے کما لیتا ہے۔ جناب سپیکر! جہاں پر کاشت کار کی یہ حالت ہو اور کاشت کار اتنا مجبور ہو تو اسے اس طرح کی مصیبتیں جھیلنی پڑتی ہیں۔ جناب سپیکر! یہ میں اس لیے بات کر رہا ہوں کہ اگر آپ اسے سلیکٹ کمیٹی میں بھیجیں تو یہ تمام باتیں ان لوگوں کے ذہن میں ہوں گی۔

instructed نہ ہوں کہ باہر پبلک میٹنگ میں ایک بات ہو کہ ہم یہ کریں گے اور پھر اسی کے مطابق یہ واپس بھی آ جائے۔ جناب سپیکر! ان تمام حالات کے پیش نظر، یہ تمام میرے بھائی یہاں پر تشریف فرما ہیں۔ اس اسمبلی کی بلڈنگ کے باہر جتنے میرے بھائی ہمارے ساتھ ملتے ہیں یا بات کرتے ہیں سب اس قانون کو condemn کرتے ہیں۔ جب اپنے حلقوں میں جاتے ہیں تو ہر آدمی یہ کہتا ہے کہ میں نے وہاں پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ میں اس کی مخالفت کی تھی۔ وہ اس لیے کہتے ہیں کہ انھیں پتا ہے کہ ہم ان لوگوں کو face نہیں کر سکتے۔ پھر وہ بے چارے انھیں اپنی justification پیش کرتے ہیں اور اپنا دامن اس کالے قانون سے چھڑاتے ہیں۔ لیکن جناب سپیکر! ان کا دامن نہ چھوٹے گا اور نہ ہی عوام ان کو معاف کریں گے۔ میری آپ سے یہی استدعا ہے کہ یہ ایک ایسا قانون ہے جس نے اس صوبے کی اکثریت کو متاثر کرنا ہے۔ اس لیے اس پر جتنا بھی غور وخوض کیا جائے وہ کم ہے۔ میری یہ تجویز ہے کہ اس ترمیم کو سلیکٹ کمیٹی کے سامنے رکھا جائے تاکہ وہ free mind ہو کر اپنا mind apply کرے، اس پر فیصلہ کرے اور consider کرے۔ اس پیشے سے منسلک کمیونٹی کے مسائل کو سامنے رکھتے ہوئے اس پر غور و خوض کر کے کسی نتیجے پر پہنچے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر، وزیر قانون صاحب! آپ اس پر کچھ فرمائیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا اور صرف اتنی گزارش کروں گا کہ اس بل پر سٹینڈنگ کمیٹی پہلے ہی غور کر چکی ہے۔ یہ بل ہاؤس میں پیش ہوا اس کے بعد سٹینڈنگ کمیٹی کو بھجوایا گیا۔ کمیٹی نے اس پر غور وخوض کے بعد اپنی سفارشات پیش کیں جو آج اس ایوان میں منظوری کے لیے پیش کی گئیں۔ جناب سپیکر! میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر پہلے public opinion کی بات کی گئی پھر سلیکٹ کمیٹی کی بھی بات کی گئی۔ جناب سپیکر! اگر آگے چل کر آپ دیکھیں تو اس پورے بل میں ایک ترمیم بھی معزز قائد حزب اختلاف یا کسی بھی اپوزیشن کے رکن کی طرف سے پیش نہیں کی گئی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ دل سے اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ جو کچھ کیا جا رہا ہے یہ اچھا کیا جا رہا ہے۔ اس بات کو تو وہ تسلیم کرتے ہیں ----

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! معزز وزیر قانون کو یہ پتا ہونا چاہیے کہ This is a money bill اور اس پر جو ترامیم ہم نے دی ہیں صرف یہی دی جا سکتی تھیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں یہی عرض کر رہا تھا کہ انھوں نے صرف اس کے پرنسپل پر جو بات کر

لی' اس کو دوسرے لفظوں میں بھی لیا جا سکتا ہے کہ ماسوائے دو تجاویز کے' کہ ایک اس کو public opinion کے لیے بھیجا جائے اور دوسرا سلیکٹ کمیٹی کے پاس بھیجا جائے' اس کے علاوہ یہ اس بات کو کلی طور پر دل سے تسلیم کرتے ہیں۔ اس لیے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے اپنی گفتگو کے دوران ایک مرحلے پر بھی یہ نہیں کہا کہ ہم یہ غلط اقدام کر رہے ہیں۔ اس بات کو بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ہم relief دے رہے ہیں لیکن وہ اپنا ایک فرض جو بطور ممبر اپوزیشن وہ ادا کرنا چاہتے تھے انھوں نے بہتر طور پر ادا کر دیا۔ جس طرح معزز قائد حزب اختلاف نے پوائنٹ آؤٹ کیا ہے کہ وزیر قانون کو اس بات کا علم ہونا چاہیے۔جناب سپیکر! میں نے پہلے اعتراض میں یہ بات لکھی ہوئی تھی کہ،

> Amendment not in order hit by Article 115 as it relates to money Bill .Cannot be allowed, Sir.

لیکن گزارش یہ ہے جناب والا! کہ میں نے اس کو پھر بھی پوائنٹ آؤٹ اس لیے نہیں کیا تھا کہ انھیں اپنے دل کی بھڑاس نکال لینی چاہیے۔ لیکن اس کے باوجود میں عرض کرتا ہوں کہ یہ عوامی مفاد کا بل ہے عوام کی خواہشات کے مطابق بل ہے' سٹینڈنگ کمیٹی بھی اس پر غور کر چکی ہے اس لیے ترمیم کو رد فرمایا جائے۔ شکریہ۔

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is.-

> That the Punjab Agricultural Income Tax (Amendment) Bill 1997 , as recommended by the Standing Committee on Revenue , be referred to the Select Committee , consisting of the following members with instructions to report upto 15th May 1998.
>
> 1. Mr Usman Ibrahim, MPA
> 2. Mr Imtiaz Ahmad Ranjha, MPA
> 3. Malik Jalal Din Dhakoo, MPA
> 4. Ch Sarfraz Khan Bhatti, MPA
> 5. Mr Muhammad Arif Chaudhry, MPA

6. Haji Shaukat Hayat Bosan, MPA
7. Ch Liaqat Ali Khan, MPA
8. Mr Khalid Javed Warraich, MPA
9. Syed Masood Alam Shah, MPA

(The motion was lost.)

جناب قائم مقام سپیکر، جناب لاءمنسٹر صاحب آپ اس کے پرنسپل پر کوئی بات کرنا چاہیں گے؟

وزیر قانون، نہیں۔

MR ACTING SPEAKER: The motion moved and the question is.-

That the Punjab Agricultural Income Tax (Amendment) Bill 1997, as recommended by the Standing Committee on Revenue, be taken into consideration at once.

(The motion was carried.)

MR ACTING SPEAKER: Now, we start the second reading and take up the Bill clause by clause.

CLAUSE 2

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is.-

That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration, Since there is no amendment in it, the question is-.

That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried

(Amendment) Ordinance 1998 (IV of 1998) is hereby repealed."

(The motion was carried.)

MR ACTING SPEAKER: Now the question is.-

That Clause 5 of the Bill, as amended, do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. An amendment has been received in it from the Law Minister. He may move it.

MINISTER FOR LAW: Sir, I move.-

That in Clause 1 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, for the figures "1997" appearing in line 2, the figures "1998" be substituted.

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved is.-

That in Clause 1 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, for the figures "1997" appearing in line 2, the figures "1998" be substituted.

(The motion was not opposed)

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved and the question is.-

That in Clause 1 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, for the figures "1997" appering in line 2, the figures "1998" be substituted.

(The motion was carried.)

MR ACTING SPEAKER: Now, the question is.-

That Clause 1 of the Bill, as amended, do stand part of the Bill.

CLAUSE 4

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration, Since there is no amendment in it, the question is-.

That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR ACTING SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. An amendment has been received in it from the Law Minister. He may move it.

MINISTER FOR LAW: I move.-

That for Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, the following be substituted:-

"5. Repeal. - The Punjab Agricultural Income Tax (Amendment) Ordinance 1998 (IV of 1998) is hereby repealed."

MR ACTING SPEAKER: The amendment moved is.-

That for Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, the following be substituted:-

"5. Repeal. - The Punjab Agricultural Income Tax (Amendment) Ordinance 1998 (IV of 1998) is hereby repealed."

MR ACTING SPEAKER: So, none of the honourble members oppose it. The amendment moved and the question is.-

That for Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, the following be substituted:-

"5. Repeal. - The Punjab Agricultural Income Tax

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is.-

That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR ACTING SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is.-

That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

MR ACTING SPEAKER: We start the third reading. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW: Sir, I move.-

That the Punjab Agriculture Income Tax (Amendment) Bill 1998 be passed.

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is.-

That the Punjab Agriculture Income Tax (Amendment) Bill 1998 be passed.

(The motion was not opposed)

MR ACTING SPEAKER: The motion moved and the question is.-

That the Punjab Agriculture Income Tax (Amendment) Bill 1998 be passed.

(The Bill was passed.)

مسودہ قانون (ترمیم) پبلک سروس کمشن مصدرہ 1997ء

MR ACTING SPEAKER: Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill 1997 (Bill No.26 of 1997)

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ وقت بہت تھوڑا ہے اس کو کل ٹیک اپ کر لیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔

وزیر قانون، جناب والا! میرا خیال ہے کہ میں introduce کر دیتا ہوں۔ اس کے جناب جو فیصلہ فرمائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میرا خیال ہے کہ introduce ہو جائے تو باقی کل لے لیں گے۔

MR ACTING SPEAKER: Now, we take up the Punjab Public Service Commission (Amendment) Bill 1997. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW: Sir, I move.-

> That the Public Service Commission (Amendment) Bill 1997, as recommended by the Special Committee, be taken into consideration at once.

MR ACTING SPEAKER: The motion moved is.-

> That the Public Service Commission (Amendment) Bill 1997, as recommended by the Special Committee, be taken into consideration at once.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: I oppose it, Sir.

MR ACTING SPEAKER: There are two amendments to this motion. The first amendment is from:

1. Mr Saeed Ahmad Khan Manais, MPA
2. Mr Mansoor Ahmad Khan, MPA

3. Sahibzada Muhammad Usman Khan Abbasi, MPA
4. Sardar Rafiq Haider Leghari, MPA
5. Syed Masood Alam Shah, MPA
6. Mr Ikram Ullah Khan Niazi, MPA

وزیر قانون، پھر جیسے آپ کہتے ہیں اس کو کل پر رکھ لیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، اجلاس کل صبح ساڑھے نو بجے تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی میں معزز اراکین سے درخواست کروں گا کہ وہ لیکچر attend کرتے جائیں۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا نواں اجلاس

جمعۃ المبارک' 24۔ اپریل 1998ء

(آدینہ' 26۔ ذوالحج 1418ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح 10 بجے زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر (سردار حسن اختر موکل) منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۝

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ اَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ۝ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى ؕ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ۟ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ۝

سورۃ آل عمران آیت نمبر 110 تا 111

(مومنو!) جتنی امتیں (یعنی قومیں) لوگوں میں پیدا ہوئیں تم ان سب سے بہتر ہو کہ نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور بُرے کاموں سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہل کتاب بھی ایمان لے آتے تو ان کے لیے بہت اچھا ہوتا۔ ان میں ایمان لانے والے بھی ہیں (لیکن تھوڑے) اور اکثر نافرمان ہیں۝ اور یہ تمھیں خفیف سی تکلیف کے سوا کچھ نقصان نہیں پہنچا سکیں گے اور اگر تم سے لڑیں گے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔ پھر ان کو مدد بھی (کہیں سے) نہیں ملے گی۝

وما علینا الا البلاغ۝

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ امور ملازمت و انتظامِ عمومی)

جناب قائم مقام سپیکر، وقفۂ سوالات شروع ہوتا ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر! اس سے قبل کہ وقفۂ سوالات شروع ہو۔ میری یہ گزارش ہے کہ دو سوالات 252 اور 254 کو پینڈ فرمایا جائے۔ ان کے جوابات انتہائی تفصیل سے چاہییں۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ اس وقت تک جو جوابات موصول ہوئے ہیں وہ تسلی بخش نہیں ہیں۔ اگر جناب والا! اس کو پینڈ فرمائیں اور اگلے اجلاس میں یا جناب والا! جو بھی تاریخ مقرر فرمائیں' اس پر ان کے تفصیلی جوابات دے دیے جائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ دونوں سوالات رانا ثناء اللہ خان صاحب کے ہیں۔ رانا صاحب! جیسے وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے کہ جوابات تفصیل سے موصول نہیں ہو سکے۔ تو پھر ان کو آئندہ کے لیے پینڈ کر لیں؟

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! مجھے اس بات پر کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن میں ایک بات آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں۔ میرے پاس یہ 22 اکتوبر 1997ء کی جوابی کاپی ہے۔ یہ دونوں سوال اس روز پیش ہوئے تھے۔ اس روز کے اجلاس کی کارروائی کی مصدقہ کاپی بھی میرے پاس ہے۔ اس دن ایوان کی آپ ہی صدارت فرما رہے تھے۔ اس دن کی کارروائی کے متعلقہ حصے میں آپ نے فرمایا تھا کہ "میرا خیال ہے کہ 3 نومبر تک آپ کو جواب مل جائے گا۔" تو اس سے پہلے محترم راجہ صاحب نے یہ کہا تھا۔ جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ جتنا زیادہ سے زیادہ وقت دے سکتے ہیں۔ وہ دے دیں۔ ہم معلومات فراہم کر دیں گے۔ یہ تقریباً 22۔اکتوبر کی بات ہے اور 3۔نومبر تک محکمے نے یہاں معزز ایوان میں جواب دینے کا وعدہ کیا تھا۔ اب تقریباً چھ مہینے کے بعد یہ دونوں سوال دوبارہ take up ہوئے ہیں۔ میں اپنے محترم بھائی راجہ بشارت صاحب سے یہی کہوں گا کہ ان سوالات سے ہم نے محکمہ جات کی کارکردگی کی نشان دہی کرنی ہوتی ہے۔ تو یہ نشان دہی میں ان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ باقی مجھے اس بات پر اعتراض نہیں ہے کہ وہ pending کروا کر اگلے اجلاس میں لے آئیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، نشان دہی ویسے ہی ہو چکی ہے۔ چلیں ان کو موقع دے دیتے ہیں۔

کارکردگی کی نشان دہی تو آپ کے سامنے آ گئی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، میرے پاس نومبر کے اجلاس کی کارروائی ہے۔ میں اس حوالے سے یہ بات ان کے علم میں لانا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں یہی عرض کر رہا ہوں۔ ان کو بھی پتہ چل گیا ہے۔ پھر ہم اس کو آئندہ اجلاس کے لیے pend کرتے ہیں۔ لیکن اب آپ بھی دیکھ لیجیے کہ ایک تاریخ pin point کی گئی تھی۔ یہ نہیں آسکے تو اب خصوصی طور پر جو متعلقہ لوگ ہیں۔ ان سے پوچھ گچھ کریں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں اس میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ جس طرح رانا صاحب نے فرمایا ہے۔ بالکل درست ہے کہ ان کے جوابات اب تک آ جانے چاہییں تھے۔ لیکن جناب سپیکر! میں صرف ایک سوال کی طرف توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ اس میں یہ ہے کہ اب تک کتنی انکوائریاں ہوئیں۔ ان انکوائریوں کی تاریخ' اور اس کے بعد اس کا نتیجہ کیا نکلا۔ اگر نتیجہ نکلا تو عدالت میں کیس گئے اور اس کا نتیجہ کیا نکلا۔ یہ بہت comprehensive ہے۔ ایک سوال کا جواب میرے خیال میں سینکڑوں صفحات پر مشتمل ہے۔ لیکن اس کے باوجود میں نے اپنے محترم بھائی رانا ثناء اللہ صاحب کی خدمت میں بھی یہ عرض کیا ہے کہ اس میں مزید کچھ وقت لگے گا۔ پورے پنجاب کی عدالتوں میں سے ریکارڈ کو اکٹھا کرنا ہے کہ اس وقت ان کے مقدمات کن کن عدالتوں میں زیر سماعت ہیں۔ اگر ان پر کوئی فیصلہ ہوا تو کیا ہوا۔ میں ان کی تسلی کے لیے ان شاء اللہ تعالیٰ جتنی جلد ممکن ہو سکا' ساری معلومات ان کی خدمت میں پیش کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' مہربانی۔ کیا رانا صاحب آپ کچھ اور کہنا چاہتے ہیں؟

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! اس میں ابہام ہو گیا ہے کہ جن جوابات کا حوالہ راجہ صاحب نے دیا ہے۔ وہ سارا موجود ہے۔ یہ سارے جوابات آ چکے ہیں۔ اب اس میں صرف جو بات رہتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ صرف محکمہ پولیس کے 1289 افسران کے خلاف مقدمات درج ہوئے ہیں اور 1059 کے خلاف محکمانہ طور پر انکوائریاں بھیجی گئی ہیں۔ میں نے صرف یہ پوچھا ہے اور اس سوال کے جواب کا صرف یہ حصہ ہی باقی رہتا ہے کہ جن افراد کے خلاف' جن افسران کے خلاف یہ انکوائریاں اور مقدمات درج ہوئے۔ ان کے خلاف ان کے متعلقہ محکمے یعنی محکمہ پولیس نے کیا کارروائی کی ہے؟ یعنی سوال کا صرف یہ حصہ جواب طلب ہے۔ باقی جو راجہ صاحب نے فرمایا ہے۔ وہ جواب آ چکا ہے۔ اس میں کوئی اتنی زیادہ تفصیل والی

بات نہیں ہے۔

وزیر قانون، جی، فراہم کر دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی، شکریہ، مہربانی۔

سردار امجد حمید خان دستی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی، سردار صاحب!

سردار امجد حمید خان دستی، * ********** ***

جناب قائم مقام سپیکر، سردار صاحب! میری بات سنیے۔ آپ نے جو بات پوائنٹ آف آرڈر پر کی ہے۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہی نہیں، یہ موضوع زیر بحث ہی نہیں ہے۔ نمبر 2 آپ کو غلطی لگی ہے۔ آپ نے اگر صحیح پڑھا ہوتا، اچھے اور صحیح نمبر کے چشمے سے پڑھا ہوتا تو آپ کو محسوس ہوتا کہ یہ حکم ہی سپریم کورٹ کی طرف سے ہے۔ اس لیے آپ تشریف رکھیں ۔ گورنمنٹ بڑی vigilant ہے۔ اگر اس نے کہیں جانا ہوگا تو ضرور جائے گی۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی مہربانی۔

سردار امجد حمید خان دستی، ********** * * * *

جناب قائم مقام سپیکر، کیا آپ اس کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ سپیکر کہہ رہا ہے کہ تشریف رکھیں، آپ بیٹھتے نہیں ہیں۔ تشریف رکھیں۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، جناب سپیکر! سردار صاحب ہمارے بزرگ ہیں، پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ ہم ادب کے اعتبار سے کچھ کہہ تو نہیں سکتے لیکن جو باتیں انھوں نے فرمائی ہیں۔ میری آپ سے استدعا ہے کہ اس کو کارروائی سے expunge کر دیں؟

جناب قائم مقام سپیکر، جب میں نے ان کا پوائنٹ آف آرڈر valid قرار ہی نہیں دیا تو وہ خود ہی expunge ہو جائے گا۔ جی، ایاز امیر صاحب!

جناب ایاز امیر، جناب والا! یہ متفقہ نہیں ہوگا لیکن یہ ریمارکس کارروائی سے کیوں expunge ہوں۔ جو ریمارکس سردار صاحب نے دیے ہیں۔ اس میں ایسی کون سی چیز ہے کہ اس کو کارروائی سے expunge کر دیے جائیں؟

*** بحکم جناب قائم مقام سپیکر حذف کر دیا گیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، بابا۔ جب وہ valid ہی نہیں ہے تو وہ خود بخود expunge ہو جائے گا۔ جب میں نے یہ رولنگ دے دی ہے کہ ان کا پوائنٹ آف آرڈر valid ہی نہیں ہے تو وہ خود بخود expunge ہو جائے گا۔ کیونکہ جو چیز valid قرار ہی نہیں دی گئی تو اس کو ریکارڈ پر کیسے رکھا جا سکتا ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی: ان کی بات آپ نے سن بھی لی اور مان بھی لی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کن کی؟

سردار امجد حمید خان دستی: یہ جو اٹھے تھے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے سن لی ہے لیکن مانی نہیں۔

سردار امجد حمید خان دستی: ان کے کانوں کو صحیح عقل کی بات ناگوار گزرتی ہے۔۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ایاز صاحب! آپ ایک بار پھر اٹھ کر ان کی سفارش کیجیے۔

سردار امجد حمید خان دستی: میں معذرت خواہ ہوں۔ میں نے الٹ سمجھا۔

جناب ایاز امیر: جناب والا! صرف ایک پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ اگر آپ اجازت دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

جناب ایاز امیر: جب یہاں صوبائی اسمبلی کے اجلاس کا اعلان ہوتا ہے اور ہم اپنے علاقوں سے یہاں لاہور کی طرف منہ کرتے ہیں۔ تو ایک ڈر جو دل میں ہوتا ہے It is about the dullness of the sessions. کہیں بھولے سے بحث دلچسپ ہو جاتی ہے۔ جیسے کل بھی ہوا تھا تو ministerial over sensitivity کا اتنا مظاہرہ ہوتا ہے کہ کوشش کی جاتی ہے کہ وہیں کا وہیں ایسا کر دیا جائے۔ آپ نے حکم صادر کر دیا ہے۔ اسے تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن جو بات سردار صاحب نے کی تھی، بڑی دلچسپ کی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں پھر آپ سے عرض کروں گا کہ ہم نے سنا۔ رولز کے تحت پوائنٹ آف آرڈر ویسے بھی نہیں بنتا تھا۔ کیا آپ توقع رکھتے ہیں کہ میں کوئی ایسی بات اس معزز ایوان میں admit کر لوں گا؟ رہی بات دلچسپی کی، جیسا کہ کل بھی آپ نے دیکھا کہ گو وہ باتیں اتنی زیادہ اس سے تعلق نہیں رکھتی تھیں۔ لیکن میں نے ان کو آخر تک سنا تاکہ پتا چلے کہ کیا ہو رہا ہے اور کیا نہیں۔ آپ

میرے پاس تشریف لائیں۔ میں آپ کو ایک بڑی دلچسپ چٹ بھی دکھاؤں گا۔میں نے صبح لاءمنسٹر صاحب سے بھی کہا تھا کہ جب کسی بحث کو روکتے ہیں تو پھر ایک گھٹن سی پیدا ہوتی ہے۔ جہاں قواعد و ضوابط تھوڑی سی بھی اجازت دیتے ہیں تو میرے خیال میں ہر معزز ممبر کو اس کے آخری الفاظ تک کہنے کی میری طرف سے اجازت ہوتی ہے اور میری کوشش یہ ہوتی ہے کہ چاہے ٹائم بڑھا دیں ہر دوست کو ضرور موقع ملے۔ چودھری زاہد محمود گورایہ صاحب! تشریف نہیں رکھتے ہیں۔

جناب تاج محمد خانزادہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔

MR TAJ MOHAMMAD KHANZADA: Sir, although I do not endorse the personal attack on the ability or educational qualification of the minister which was uncalled for ...

جناب قائم مقام سپیکر، خانزادہ صاحب! یہ بحث ختم ہو گئی ہے۔

MR TAJ MOHAMMAD KHANZADA:- Just a minute.....

جناب قائم مقام سپیکر، میں نے تو آگے سوال کا نام دے دیا ہے۔

جناب تاج محمد خانزادہ، آپ میری بات تو سنیں ناں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' میں آپ کی بات کیسے سن لوں؟ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہے ہیں اور پوائنٹ آف آرڈر کی بات ہی نہیں ہے۔

جناب تاج محمد خانزادہ، آپ کو بحیثیت سپیکر یہ چاہیے تھا کہ جب وہ باتیں کر رہے تھے تو اُسی وقت اُن کو کہتے کہ آپ مت بولیں' یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ جب آپ نے ان کو اجازت دی اور وہ غیر پارلیمانی نہیں تھے تو پھر آپ ان کے الفاظ کو حذف نہیں کر سکتے۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں' میں نے اس کو valid قرار ہی نہیں دیا۔ جس پوائنٹ آف آرڈر کو میں valid قرار نہیں دیتا تو وہ کیسے حذف نہیں ہوگا۔ آپ کیا بات کر رہے ہیں؟ میری رولنگ کا مطلب کیا ہے؟ سپیکر کی رولنگ کا مطلب کیا ہے؟ اس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ میں سنوں۔ اگر وہ valid ہو اور قواعد و ضوابط کے مطابق ہو تو اس کو کہوں کہ ٹھیک ہے اور اگر میں اس کو سمجھوں کہ قواعد و ضوابط کے خلاف ہے یا وہ بات یہاں پر نہیں ہوسکتی اور اس کو میں invalid قرار دیتا ہوں تو

وہ ریکارڈ پر نہیں رہ سکتی۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی مہربانی۔

جناب تاج محمد خانزادہ، پھر آپ کو چاہیے تھا کہ اُن کو بٹھا دیتے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ بیٹھیں، تشریف رکھیں۔ آپ مجھے نہ سکھائیں۔ آپ کی مہربانی۔ اگر اس کا آپ کے پاس کوئی قانون ہے تو پھر آپ اس پر بات کریں۔ (مداخلت) خانزادہ صاحب! آپ بزرگ ہیں میں آپ کا بہت احترام کرتا ہوں۔ اگر آپ کے پاس کوئی قانون ہے تو وہ quote کیجیے۔ اگر آپ قانون quote نہیں کر سکتے تو پھر تشریف رکھیے۔

جناب تاج محمد خانزادہ، جناب! میں کبھی کبھی بولتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی، آپ بولتے ہیں۔ اگر آپ relevant بولیں گے تو ہم آپ کو سر ماتھے پر بٹھائیں گے۔

MR TAJ MOHAMMAD KHANZADA: Don't act as a dictator.

جناب قائم مقام سپیکر، آپ آرام فرمائیے۔ آئندہ اگر آپ نے چیئر کے متعلق ایسے الفاظ کہے تو پھر یہ چیئر برداشت نہیں کرے گی۔ آپ عجیب آدمی ہیں۔ آپ کی بزرگی کو سامنے رکھتے ہوئے، آپ کی عمر کو سامنے رکھتے ہوئے، آپ کے مکمل احترام میں ہم بات کرتے ہیں۔ آپ کوئی قانون quote کریں، آپ کوئی رول quote کریں۔ آپ ہمیشہ چیئر کو یہ جتانے کی کوشش کرتے ہیں۔

جناب تاج محمد خانزادہ، میں 1962ء سے اس اسمبلی کا ممبر ہوں۔ میں چالیس سال تک اس اسمبلی کا ممبر رہا ہوں اور چالیس سال میں نے یہ سلوک نہیں دیکھا جو سلوک آج آپ دکھا رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، ماشاء اللہ، ماشاء اللہ۔ اگر 1962ء سے آج تک کوئی رولز سیکھے ہوتے تو ہمیں بھی آپ سکھاتے۔

جناب تاج محمد خانزادہ، میں نے بہت سپیکر دیکھے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ آپ اٹھتے ہیں اور بغیر رولز کے بولنا شروع کر دیتے ہیں۔ آپ بزرگ ہیں۔ ہم آپ کو کہہ بھی کچھ نہیں سکتے اور آپ چیئر پر تنقید کرتے ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ 1962ء سے میں آ رہا ہوں۔ آپ کو یہ پتا نہیں کہ چیئر کے اُوپر تنقید نہیں کی جا سکتی۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب، موجود نہیں ہیں۔ جناب سعید احمد خان منیس۔

جناب سعید احمد خان منیس، سوال نمبر 1136

معطل ملازمین کی تعداد

*1136۔جناب سعید احمد خان منیس، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

موجودہ حکومت کے قیام سے اکتوبر 1997ء تک محکمہ امور ملازمت و انتظام عمومی میں وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم کے حکم سے کتنے سرکاری ملازم معطل کیے گئے اور ان میں سے کتنے ملازم بحال ہو چکے ہیں۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

موجودہ حکومت کے قیام فروری 1997ء تک محکمہ ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی کے تحت وفاقی/ صوبائی سروسز کے 19۔ افسران مختلف الزامات اور بدعنوانیوں کی بناء پر قواعد کے مطابق مجاز اتھارٹی (وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم) کی منظوری سے معطل ہوئے۔

ان میں سے ایک نوکری سے برخاست اور سات بحال ہو چکے ہیں۔ جن کی تفصیل ضمیمہ"الف" پر درج ہے۔

البتہ ان 19 افسران میں وہ 8 افسران بھی شامل ہیں جنہیں وفاقی حکومت نے از خود مجاز اتھارٹی وزیر اعظم کی منظوری کے بعد معطل کیا تھا۔

وفاقی ملازمین(مجاز اتھارٹی وزیر اعظم)

نمبر شمار	نام افسران	تاریخ معطلی	تاریخ بحالی
1۔	جناب سجاد احمد (پی۔ایس۔پی/بی۔ایس19)	19 فروری 1997ء	تاحال معطل
2۔	ملک ممتاز احمد (ایم۔ای۔ایس/بی۔ایس18)	10 مارچ 1997ء	۔ایضاً۔
3۔	جناب محمد سعید ظفر (ڈی۔ایم۔جی) بی۔ایس18	4 اپریل 1997ء	۔ایضاً۔
4۔	مسز سروش سلطان (ڈی۔ایم۔جی/بی۔ایس20)	10 اپریل 1997ء	۔ایضاً۔
5۔	جناب قمر الدین خان (پی۔ایس۔پی/بی۔ایس20)	۔ایضاً۔	نوکری سے برخاست از مورخہ 13 نومبر 1997ء
6۔	میجر (ریٹائرڈ) مختار الملک (پی۔ایس۔پی/بی۔ایس20)	۔ایضاً۔	تاحال معطل
7۔	میجر (ریٹائرڈ) میر مظہر قیوم (پی۔ایس۔پی/بی۔ ایس 20)	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔

8۔	جناب عبدالقدیر بھٹی (پی۔ایس۔پی/بی۔ایس19)	۔ایضاً۔	بحال
9۔	میجر (ریٹائرڈ) امتیاز حسین (پی۔ایس۔پی/بی۔ایس19)	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
10۔	جناب خالد فاروق (پی۔ایس۔پی/بی۔ایس۔20)	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
11۔	جناب محمد ریاض چودھری (پی۔ایس۔اپی/بی۔ایس19)	۔ایضاً۔	۔ایضاً۔
12۔	ڈاکٹر ثاقب عزیز (ڈی۔ایم۔جی/بی۔ایس18)	29 مارچ 1997ء	تاحال معطل
13۔	ڈاکٹر ثاقب علیم (ڈی۔ایم۔جی/بی۔ایس18)	9 اپریل 1997ء	بحال 15 اگست 97ء
14۔	جناب محمد مسعود آفریدی (پی۔ایس۔پی/بی۔ایس19)	31 مئی 97ء	تاحال معطل
15۔	جناب سلیم واحدی (پی۔ایس۔پی/بی۔ایس20)	14 مئی 97ء	بحال 4 ستمبر 97ء
16۔	کیپٹن (ریٹائرڈ) سیف اللہ (پی۔ایس۔پی/بی۔ایس17)	14 مئی 97ء	بحال 19 ستمبر 97ء
17۔	جناب شاہد اقبال (پی۔ایس۔پی/بی۔ایس19)	14 مئی 97ء	تاحال معطل

صوبائی ملازمین (ملازمین اتھارٹی وزیر اعلیٰ)

18۔	جناب محمد منیر اکبر خان (پی۔ایس۔پی/بی۔ایس19)	14 اکتوبر 97ء	تاحال معطل
19۔	جناب اقبال احمد خان (صیلتھ سروس/بی۔ایس20)	11۔اکتوبر 97ء	تاحال معطل

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منیس صاحب! کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! میرے سوال کے جواب سے یہ عیاں ہے کہ بعض افسران ایک سال اور بعض افسران ایک سال سے بھی زائد عرصے سے معطل ہیں۔ میں معزز وزیر سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ رولز کے مطابق معطلی کا کتنا عرصہ ہوتا ہے؟

وزیر قانون: جناب سپیکر! جو بھی کارروائی کسی بھی متعلقہ افسر کے خلاف ہو رہی ہے وہ باقاعدہ قواعد و ضوابط کے مطابق ہو رہی ہے۔ جہاں تک عرصہ معطلی کا تعلق ہے تو ان میں سے جو لوگ بحال ہو چکے ہیں ان کو موقع پر بحال کر دیا گیا ہے۔ لیکن جو تاحال معطل ہیں ان کے خلاف انکوائریز پینڈنگ ہیں اور وہ انکوائریز چل رہی ہیں۔ یہ نہیں ہے کہ بغیر کسی انکوائری کے یا بغیر کسی کارروائی کے ان کو معطل کر دیا گیا ہے۔ قواعد و ضوابط کے مطابق کارروائی ہو رہی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! میں نے یہ عرض کیا تھا کہ قواعد کے مطابق معطلی کا کتنا عرصہ ہوتا ہے؟

وزیر قانون: تین ماہ۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! اگر معطلی کا تین ماہ کا عرصہ ہے تو کیا دوبارہ معطلی کے احکامات جاری کیے گئے؟ اور اگر جاری کیے گئے ہیں تو کن وجوہات کی بناء پر کیے گئے ہیں؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! معطلی کا عرصہ جس وقت مکمل ہو جاتا ہے تو پھر وہ ساتھ ساتھ بڑھا دیا جاتا ہے اور ان کیسوں میں بڑھایا جا رہا ہے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ کن وجوہات کی بناء پر دوبارہ معطلی کے احکامات جاری کیے گئے ہیں تو وہ تو میں نے پہلے ہی عرض کیا ہے کہ چونکہ انکوائریز پینڈنگ ہیں' انکوائریز چل رہی ہیں اور جیسے ہی انکوائریز ختم ہوں گی تو فیصلہ کر دیا جائے گا۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں معزز وزیر سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ان کا یہ جواب کہ " انکوائریز چل رہی ہیں اور جب انکوائریز ختم ہوں گی تو اس وقت ان کو بحال کیا جائے گا یا اس کا فیصلہ صادر فرمایا جائے گا"۔ اس میں' میں سمجھتا ہوں کہ معزز وزیر کو definite ہونا چاہیے اور وہ اس کا کوئی عرصہ ضرور متعین کریں کہ کتنے عرصے میں یہ انکوائریز مکمل ہوں گی۔ ورنہ یہ ایک سیاسی victimization کا تاثر پیدا کریں گی۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس میں سیاسی victimization کی کوئی بات نہیں۔ آپ اگر حکم دیں تو میں لسٹ پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔ 19 افسران میں سے کافی تعداد ان افسران کی ہے جو اس وقت تک بحال ہو چکے ہیں۔ اگر کوئی victimization کی بات ہوتی تو شاید انھیں بحال ہی نہ کیا جاتا۔ جو انکوائریز ہو رہی ہیں ہم ان کا وقت متعین نہیں کر سکتے۔ لیکن میں نے ابتداء میں بھی یہ گزارش کی تھی کہ جو بھی انکوائری ہو رہی ہے وہ قواعد و ضوابط کے مطابق ہو رہی ہے اور قواعد و ضوابط کے مطابق ہی فیصلہ کیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، میاں معظم جہاں زیب احمد خان وٹو صاحب۔

میاں معظم جہاں زیب احمد خان وٹو، سوال نمبر 1205

وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ میں سٹاف کی تعداد

*1205۔میاں معظم جہاں زیب احمد خان وٹو، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

موجودہ حکومت کے قیام سے اکتوبر 1997ء تک وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ سے سٹاف اور گاڑیوں کی تعداد میں کتنی کمی کی گئی' تفصیل بتائی جائے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)۔

موجودہ حکومت کے قیام سے لے کر اکتوبر 1997ء تک وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے سٹاف اور گاڑیوں میں کی گئی کمی کی تفصیل لف ہذا ہے۔ اس موقع پر یہ وضاحت کرنا ضروری ہے کہ سابقہ روایت کے برعکس جناب وزیر اعلیٰ پنجاب اپنی ذاتی گاڑی استعمال کرتے ہیں اور کوئی سرکاری گاڑی ان کے ذاتی یا اہل خانہ کے استعمال میں نہ ہے۔ وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ میں بقیہ گاڑیوں کی اکثریت کا تعلق پول سے ہے جو وی۔آئی۔پی ڈیوٹی یا سٹاف ممبران کے استعمال میں آتی ہیں۔ ان گاڑیوں میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ اسی طرح وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے عملہ میں بھی ضرورت کے مطابق کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔

DETAIL OF ABOLISHED POSTS W. E. F. 01-07-1997

Sr. No.		Designation	
	No. of Posts Abolished		
1.	Private Secretary	(BS-16)	1
2.	Head Cook	(BS-9)	1
3.	Bearer	(BS-5)	1
4.	Porch Orderly	(BS-4)	1
5.	Khalasi	(BS-1)	1
6.	Pressman	(BS-7)	1
7.	Driver	(BS-4)	1
8.	Security Guard	(BS-1)	1
9.	Horticulture Inspector	(BS-11)	1
10.	Junior Translator	(BS-11)	
11.	Assistant Security Officer	(BS-14)	1
12.	Bath Room Attendant	(BS-1	1
13.	Hair Cutter	(BS-10)	1
14.	Telephone Technician	(BS-10)	1
	Total		22

POST TRANSFERRED TO S & GAD.

15.	Driver	(BS-4)	1

LIST OF SURRENDERED VEHICLES

Sr. No.	VEHICLE NO	MAKE & MODEL		
1.	LOM 2213	Honda Concerto	1993	1600 cc
2.	LHR 4233	T. Corolla	1985	1300 cc
3.	LHM 9346	T. Corolla	1985	1300 cc
4.	LHY 8815	N. Sunny	1989	1000 cc
5.	LOB 2631	N. Patrol	1990	4500 cc
6.	LHZ 5125	Lancer	1989	1300 cc
7.	LOF 2157	Suzuki Alto	1991	800 cc

جناب قائم مقام سپیکر، جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں معظم جہاں زیب احمد خان وٹو، جناب سپیکر! یہ جو اسامیاں ختم کی گئی ہیں ان کی تعداد 22 ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ گورنمنٹ نے ان کے لیے کوئی متبادل انتظام کیا ہے؟ یہ جو ملازمت سے فارغ ہو گئے ہیں ان کو کس قاعدے کے تحت فارغ کیا گیا ہے، کیا ان کو گولڈن ہیک ہینڈ کے تحت فارغ کیا گیا ہے یا ان کے لیے کوئی متبادل انتظام کیا گیا ہے؟

وزیر قانون، جو پوسٹیں ٹرانسفر ہوئی ہیں ان کے against جو لوگ موجود تھے وہ ٹرانسفر کر دیے گئے ہیں۔ یہ جو پوسٹیں abolish ہوئی ہیں ان کے against کسی آدمی کو فارغ نہیں کیا گیا۔ یہ posts abolish کی گئیں کیونکہ یہ posts vacant پڑی ہوئی تھیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب اپنی ذاتی گاڑی استعمال کرتے ہیں وہ سرکاری گاڑی استعمال نہیں کرتے۔ تو میرا سوال یہ ہے کہ 1993-94 میں ٹویوٹا لینڈ کروزر اس وقت کے وزیر اعلیٰ کے استعمال کے لیے 29,80,000 روپے میں خریدی گئی تھی۔ اس کے بعد 1995-96ء میں ٹویوٹا کرونا اس وقت کے وزیر اعلیٰ کے استعمال کے لیے 24,65,000 روپے میں خریدی گئی تھی۔ اس کے بعد دو عدد مرسیڈیز بینز 1996-97ء میں خریدی گئیں۔ ان کی رقم کوئی 2,11,78,880 روپے بنتی ہے۔ تو کروڑوں روپوں کی یہ گاڑیاں اس وقت کے وزیر اعلیٰ نے خریدی تھیں وہ اس وقت کہاں ہیں اور کس کے استعمال میں ہیں؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ جو سوال پوچھا گیا تھا یہ محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی کے متعلق ہے۔ جن گاڑیوں کا ذکر میرے بھائی فرما رہے ہیں وہ سی ایم سیکرٹریٹ کے فنڈ سے خریدی گئی تھیں اور ان کا

ذکر آگے ایک سوال کے جواب میں آئے گا۔وہ گاڑیاں وہاں پر اب بھی موجود ہیں لیکن میں جن کا ذکر کر رہا تھا یہ ایس اینڈ جی اے ڈی سے متعلق ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس ملک کے غریب عوام کے کروڑوں روپے جو اس وقت شاہ خرچیاں کرتے ہوئے ضائع کیے گئے کہ ہر سال نئی گاڑی لینڈ کروزر، ٹویوٹا کرونا اور دو عدد مرسیڈیز بینز جو خریدی گئی ہیں ان کو فروخت کر کے یہ پیسہ حکومت زیادہ اہم مسائل کے لیے خرچ کرے تاکہ اس ملک میں پچھلے سالوں میں یہ جو شاہ خرچیاں کی جاتی رہی ہیں اس کی حوصلہ شکنی ہو اور لوگوں کو بھی پتا چلے کہ وہ اس ملک کے ساتھ کیا کرتے رہے ہیں؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ جو رانا صاحب نے فرمایا ہے یہ سابقہ دور کی بات ہے اور ہم اس سے اتفاق کرتے ہیں کہ یہ سابقہ دور میں ہوتا رہا ہے ۔ اس کا بہتر جواب تو میرے بھائی معظم وٹو صاحب دے سکتے ہیں جنہوں نے یہ سوال کیا ہوا ہے کہ ان کے اپنے ذاتی استعمال میں یہ کونسی گاڑی رہی ہے۔ جہاں تک موجودہ حکومت کا تعلق ہے میں نے واضح طور پر کہا ہے کہ وزیر اعلیٰ کوئی سرکاری گاڑی استعمال نہیں کرتے۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ان گاڑیوں کو فروخت کر کے یہ رقم قومی خزانے میں جمع کرائی جائے تو یہ عمل بھی جاری ہے۔ موجودہ حکومت کے برسراقتدار آنے کے بعد جس جس محکمے کے پاس فالتو گاڑیاں تھیں ان گاڑیوں کو فروخت کرنے کا سلسلہ جاری کیا ہوا ہے اور ہماری کابینہ کے اقبال خاکوانی صاحب اس کمیٹی کے سربراہ ہیں اور معزز ممبر کو بھی اس بات کا علم ہوگا کہ وہ نیلام عام کے ذریعے ان گاڑیوں کو نیلام کر رہے ہیں اور وہ سارا پیسہ قومی خزانہ میں واپس جمع ہو رہا ہے اور اس وقت تک تقریباً سات کروڑ روپیہ قومی خزانہ میں واپس آ چکا ہے ۔

جناب قائم مقام سپیکر، سوال نمبر 1214 - (فاضل ممبر ایوان میں موجود نہ تھے) سوال نمبر 1232

(سوال نمبر 1232جناب خالد جاوید وڑائچ کے ایما پر جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو نے پیش کیا)۔

پارلیمانی سیکرٹریوں کے لیے گاڑیوں کی فراہمی

*1232۔جناب خالد جاوید وڑائچ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

پنجاب کے پارلیمانی سیکرٹریوں کو حال ہی میں حکومت کی طرف سے مہیا کی گئی گاڑیوں کی تعداد، ان کا ماڈل اور کتنے سی۔سی کی ہیں اور یہ بھی بتایا جائے کہ پارلیمانی

سیکرٹری کتنے سی۔سی کی گاڑی رکھنے کے مجاز ہیں؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)۔

پنجاب کے 14 پارلیمانی سیکرٹریوں کو محکمہ ہذا کی طرف سے گاڑیاں دی گئی ہیں۔ ان کی تفصیل ضمیمہ "الف" پر ملاحظہ ہو۔ دیگر پارلیمانی سیکرٹریوں کو ان کے متعلقہ محکموں کی طرف سے گاڑیاں مہیا کی گئی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹریوں کی Terms & Conditions کے مطابق ایک پارلیمانی سیکرٹری کو 1300 CC XE ٹائپ کی ایک گاڑی رکھنے کی اجازت ہے۔ متعلقہ نوٹیفکیشن کی کاپی ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضمیمہ "الف"

پارلیمانی سیکرٹریوں کے ساتھ لگائی گئی گاڑیوں کی تفصیل

نمبر شمار	نام پارلیمانی سیکرٹری	گاڑی مع ماڈل
1۔	سید شمس حیدر بخاری (محکمہ صحت)	ٹیوٹا کرولا 95 ماڈل 1300 CC
2۔	جناب محمد مظفر علی خان (محکمہ جنگلات)	ایضاً۔
3۔	میاں ثاقب خورشید (محکمہ ایکسائز)	ایضاً۔
4۔	چودھری سمیع اللہ (محکمہ خوراک)	ایضاً۔
5۔	خواجہ ریاض محمود (محکمہ داخلہ)	ٹیوٹا کرولا 96 ماڈل 1300CC
6۔	سردار فرحت عزیز مزاری (SGA&ID)	ٹیوٹا کرولا 95 ماڈل 1300 CC
7۔	میاں امتیاز احمد (C&W)	ایضاً۔
8۔	میاں احمد شیر رانجھا (B.O.R)	ایضاً۔
9۔	پیر سید عارف حسین بخاری (Edu)	ایضاً۔
10۔	چودھری شاہد اکرم بھنڈر (Law)	ایضاً۔
11۔	جناب احمد خان بلوچ (صنعت)	ایضاً۔
12۔	ملک رشید احمد (سوشل ویلفیئر)	ایضاً۔

*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں

13- رانا زاہد حسین خان (ٹرانسپورٹ) -ایضاً-

14- میاں فضل حق (خزانہ) -ایضاً-

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو تفصیل دی گئی ہے یہ incomplete ہے اور میرے ذاتی علم میں ہے کہ میرے ایک دوست مخدوم خسرو جو پارلیمانی سیکرٹری ہیں ان کا نام اس میں نہیں ہے اور یہ نہیں بتایا گیا کہ ان کے استعمال میں کونسی گاڑی ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ چودہ تاریخ کو گاڑیاں ایس اینڈ جی اے ڈی نے دی ہیں باقی حضرات کو ان کے محکمہ جات نے گاڑیاں دی ہوں گی۔ انھوں نے ایس اینڈ جی اے ڈی سے متعلق پوچھا تھا ہم نے ان سے متعلقہ چودہ گاڑیوں کی تفصیل دی ہے اور اگر ان کو یہ اچھا نہیں لگتا کہ ان کا کوئی دوست گاڑی چلا رہا ہے تو میرا خیال ہے کہ وہ ان سے متعلقہ محکمہ کی ہوگی اور وہ ایس اینڈ جی اے ڈی کی گاڑی نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، سوال نمبر 1254 - (فاضل ممبر ایوان میں موجود نہ تھے)

سوال نمبر 1283- (فاضل ممبر ایوان میں موجود نہ تھے)

سوال نمبر 1284 - (فاضل ممبر ایوان میں موجود نہ تھے)

(سوال نمبر 1303 -پیر شجاعت حسنین قریشی کے ایما پر میاں طارق محمود صاحب نے پیش کیا)

کوارٹر کی الاٹمنٹ

*1303-پیر شجاعت حسنین قریشی، کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) مورخہ 20 مئی 1975ء کو لاہور میں کتنے ملازمین نے سرکاری رہائش گاہوں کی الاٹمنٹ کے لیے درخواستیں جمع کروائی تھیں ان میں سے کتنے افراد کو سرکاری رہائش گاہیں الاٹ ہوئیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ماہ مئی 1975ء میں جتنے ملازمین نے سرکاری کوارٹر کی الاٹمنٹ کے لیے درخواستیں جمع کروائی تھیں ان تمام ملازمین کو کوارٹر الاٹ ہو چکے ہیں ماسوائے ڈائری نمبر 1002 مورخہ 20-05-1975 کے تحت جس ملازم نے درخواست دی تھی اس کو ابھی تک کوارٹر الاٹ نہیں ہوا۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ملازم کو کوارٹر الاٹ کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) مورخہ 20 مئی 1975ء کو صرف دو ملازمین نے الاٹمنٹ کے لیے درخواستیں جمع کرائیں ان دونوں کو گھر الاٹ ہونے کے متعلق معلومات ریکارڈ پر نہ ہیں۔

(ب) یہ درست نہیں، مورخہ 20 مئی 1975ء کو اس نمبر کے تحت کوئی سرکاری ملازم رجسٹرڈ نہیں ہے۔

(ج) اگر مذکورہ ملازم محکمہ سے رابطہ کرے تو پالیسی کے مطابق اس پر غور کیا جائے گا۔

میاں طارق محمود، جناب سپیکر! جواب کے جز (ج) میں کہا گیا ہے کہ اگر مذکورہ ملازم محکمہ سے رابطہ کرے تو پالیسی کے مطابق اس پر غور کیا جائے گا۔ اگر وہ دونوں ملازم اس وقت کی اپنی اپنی رسیدیں پیش کر دیں تو کیا ان کو مکان الاٹ کر دیے جائیں گے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس specific سوال کے حوالے سے عرض کرنا چاہوں گا کہ اس کے جز (الف) میں پوچھا گیا ہے کہ مورخہ 20 مئی 1975ء کو لاہور میں کتنے ملازمین نے سرکاری رہائش گاہوں کی الاٹمنٹ کے لیے درخواست جمع کروائیں۔ تو جناب، یہ صرف ایک تاریخ کے متعلق تھا۔ تو اس میں، میں نے گزارش کی تھی کہ ان دو رسیدوں پر ڈائری نمبر موجود ہے۔ لیکن محکمے کے ریکارڈ سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ وہ ڈائری نمبر الاٹمنٹ کی درخواست کا ہے۔ یہ کسی اور درخواست کا بھی ڈائری نمبر ہو سکتا ہے لیکن جس طرح معزز رکن نے فرمایا ہے وہ رابطہ کریں اور اگر یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ انھوں نے اس تاریخ کو درخواست دی تھی تو قانون کے مطابق اس درخواست کو نمٹایا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی ٹھیک ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میں فاضل وزیر سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس گورنمنٹ ملازم نے 1975ء میں مکان کی الاٹمنٹ کے لیے درخواست دی تھی تو کونسی ایسی وجوہات تھیں جن کی وجہ سے آج تک اس کو رہائشی کوارٹر الاٹ نہیں ہو سکا؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! فاضل رکن کس ملازم کی بات کر رہے ہیں؟ انھوں نے کہا ہے کہ "اس ملازم نے"۔ میں نے دو درخواستوں کا ذکر ہے اور میں نے کہا ہے کہ ریکارڈ پر بات موجود نہیں ہے۔ لیکن جس طرح معزز رکن نے کہا ہے کہ اگر وہ رسیدیں فراہم کریں تو ہم ان کو الاٹ کرنے کو تیار ہیں۔

میاں طارق محمود، جناب سپیکر! جب رسیدیں موجود ہیں اور وہ 1975ء کی رسیدیں ہیں تو پھر تو ان کے نام الاٹمنٹ ہونی چاہیے۔ یہ تو clear cut بات ہونی چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر، منسٹر صاحب نے تو فرمایا ہے کہ اگر کسی کے پاس ایسی رسیدیں ہیں تو وہ پیش کرے۔ قانون کے مطابق ان کو الاٹمنٹ ہو جائے گی۔

میاں طارق محمود، ٹھیک ہے جی۔

ایم۔ایس الائیڈ ہسپتال کے خلاف کارروائی

*1305۔راجہ محمد جاوید اخلاص، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈائرکٹر انٹی کرپشن نے اگست 1997ء میں ڈاکٹر محمد صدیق ایم۔ایس الائیڈ ہسپتال فیصل آباد کے خلاف نوے لاکھ روپے غردبرد کرنے کے سلسلہ میں انکوائری کا حکم دیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ انکوائری اسسٹنٹ ڈائرکٹر انٹی کرپشن فیصل آباد کے سپرد کی گئی تھی۔

(ج) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ افسر کے خلاف یہ انکوائری اب کس مرحلہ میں ہے اور کیا انکوائری کے دوران مذکورہ ایم۔ایس کو فیصل آباد سے تبدیل کیا گیا تھا نیز یہ انکوائری کب تک مکمل ہو گی؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) یہ درست ہے کہ سابقہ قائم مقام ایڈیشنل ڈائرکٹر انٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ فیصل آباد ظفر اقبال نے ایک اخباری تراشہ پر ڈاکٹر محمد صدیق' ایم۔ایس الائیڈ ہسپتال فیصل آباد کے خلاف انکوائری کا حکم دیا تھا۔ جس میں نوے(90) لاکھ کی غُوردبُرد کا الزام تھا۔

(ب) یہ درست ہے کہ یہ انکوائری مہر سلطان احمد اسسٹنٹ ڈائرکٹر اینٹی کرپشن فیصل آباد کے سپرد کی گئی تھی۔

(ج) انکوائری آفیسر مہر سلطان احمد اسسٹنٹ ڈائرکٹر نے انکوائری مکمل کرنے کے بعد رپورٹ مرتب کی کہ الزامات ثابت نہ ہوئے ہیں اور انکوائری داخل دفتر کرنے کی سفارش کی۔ جس پر مجاز اتھارٹی نے محمد اسلم خان نیازی اسسٹنٹ ڈائرکٹر انٹی کرپشن کو ازسرنو انکوائری کرنے

کا حکم دیا۔ جس پر نظرثانی کرنے کے بعد انکوائری افسر نے انکوائری مکمل کرنے کے بعد رپورٹ دی کہ الزامات ثابت نہ ہوئے ہیں۔ لہٰذا انکوائری داخل دفتر فرمائی جائے۔ انکوائری رپورٹ لیگل سیل کے پاس زیر پڑتال ہے۔ جس کو جلد ہی ڈائرکٹر صاحب انٹی کرپشن پنجاب لاہور کے پاس بھیج دیا جائے گا۔ جو اس انکوائری کے فیصلہ کرنے کی مجاز اتھارٹی ہیں۔ مذکورہ افسر کو تبدیل کرنے یا نہ کرنے کا اختیار اس کے محکمہ کے پاس ہے جو کہ محکمہ اینٹی کرپشن کے متعلقہ نہ ہے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ خبر تقریباً تمام قومی اخبارات میں چھپی تھی تو محکمہ ہیلتھ نے ان الزامات کی تصدیق کی ہے یا نہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر، راجہ صاحب! یہ تو محکمہ ہیلتھ سے متعلق بات کی جا سکتی ہے ۔ ایس اینڈ جی اے ڈی کا اس سے تعلق نہیں ہے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، جس بندے پہ کرپشن کا الزام تھا ۔ انٹی کرپشن کے ساتھ ساتھ محکمہ کا بھی فرض بنتا تھا۔کیا وزیر موصوف اس بات کی یقین دہانی کروا دیں گے کہ اس ہسپتال کا سپیشل آڈٹ کروا دیا جائے تاکہ اگر یہ بات درست ثابت ہو تو جو بھی ملزمان ہوں ان کو سزا مل سکے؟

جناب قائم مقام سپیکر، اگر وزیرصحت صاحب تشریف رکھتے تو ان سے کہا جا سکتا تھا یا آپ براہ راست محکمہ سے پوچھ سکتے ہیں کہ آپ نے اس پر کوئی کارروائی کی ہے یا نہیں ۔ اگر نہیں کی تو کیوں؟

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب سپیکر! محکمہ صحت کو ہدایات جاری کر دیں کہ وہ اپنے طور پر بھی ان الزامات کی تصدیق کرے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ اس سلسلہ میں محکمہ صحت کو ہدایات جاری کر دیں کہ اگر انھوں نے اس سلسلہ میں کوئی انکوائری کی ہے تو ہمیں مطلع کریں اور کرنے کا ارادہ ہے تو بتائیں۔

وزیر قانون، بہتر جناب والا۔

جناب قائم مقام سپیکر، ڈاکٹر سید غاور علی شاہ صاحب!

(جناب ارشد عمران سلہری نے ڈاکٹر سید غاور علی شاہ کے ایما پر سوال نمبر 1348 پیش کیا)

کوارٹروں کی الاٹمنٹ

*1348۔ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) 1995ء سے آج تک لاہور میں کتنے رہائشی مکانات تعمیر ہوئے اور یہ کس کس کیٹیگری کے لیے تعمیر کیے گئے ہیں۔

(ب) 1995ء سے آج تک وحدت کالونی اور چوبرجی گارڈن اسٹیٹ و گورنمنٹ کی دیگر رہائشی کالونیوں میں کتنے افراد کو کوارٹر الاٹ ہوئے ان کے نام، عہدہ جات، گریڈ اور محکمہ جات کی تفصیل کیا ہے۔ کیا ان کو ٹرن پر کوارٹر الاٹ ہوئے ہیں۔ اگر بغیر ٹرن کے کوارٹر الاٹ ہوئے ہیں تو سفارش کنندہ کا نام عہدہ کیا ہے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ)،

(الف) سال1995ء سے آج تک لاہور میں کل 36 فلیٹس تعمیر کیے گئے جو کہ سکیل نمبر 18 میں کام کرنے والے سرکاری ملازمین کے لیے ہیں۔ متعلقہ فلیٹس "سی" کیٹیگری کے ہیں۔

(ب) سال1995ء سے آج تک گورنمنٹ کی تمام رہائشی کالونیوں میں کل 187 افراد کو کوارٹر الاٹ ہوئے جس کی تفصیل *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ 1995ء سے آج تک لاہور میں جتنی گورنمنٹ کی رہائشی کالونیاں ہیں ان میں 36 فلیٹس تعمیر کیے گئے اور وہ بھی صرف گریڈ 18 کے افسران کے لیے ۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ گریڈ 1 سے گریڈ 15 تک کے غریب ملازمین کے لیے فلیٹس کیوں تعمیر نہیں کیے گئے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اگر معزز رکن سوال کا تازہ نوٹس دیں تو اس پہ ہم اپنی مالی حالت یا جو ہمیں مالی وسائل دستیاب تھے ان کے حوالے سے بات کر سکتے ہیں ۔ اس وقت بات صرف ایک specific year کی ہو رہی تھی کہ ہم نے کتنا کام کیا ہے ۔ جو کیا ہے اس کا تو ہم نے بتا دیا ہے اور جو نہیں کر سکے اگر ان کے متعلق یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ ہم نے وہ کام کیوں نہیں کیا تو اس کے لیے اگر یہ تازہ نوٹس دیں تو جواب دیا جا سکتا ہے ۔

*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(ب) میں جواب دیا گیا ہے کہ سال 1995ء سے آج تک گورنمنٹ کی تمام رہائشی کالونیوں میں کل 187 افراد کو کوارٹر الاٹ ہوئے۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ 187 میں سے قبضہ کتنے افراد کو ملا؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! ایک علیحدہ سوال آ رہا ہے جس میں اس کی تفصیل موجود ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! جو میرا اگلا سوال نمبر 1530 آ رہا ہے وہ صرف وحدت کالونی سے متعلق ہے۔ جیسے آگے راجہ صاحب کہتے ہیں وہ ٹھیک ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس وقت میں نے گزارش کی ہے کہ 1995ء سے آج تک تمام سرکاری رہائشی کالونیوں میں کل 187 افراد کو کوارٹر الاٹ ہوئے جس کی تفصیل لف ہے۔ اگر آپ حکم دیں تو میں پڑھ دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، انھوں نے کہہ دیا ہے کہ جو راجہ صاحب فرماتے ہیں وہ ٹھیک ہے۔

وزیر قانون، جناب والا! اس میں ایک ایک کی تفصیل دی گئی ہے۔ محمد اشفاق اسمبلی کا ملازم ہے۔ آفیشل رپورٹر ہے۔ کوارٹر کا قبضہ ہوا یا نہیں۔ اس کی تمام تفصیل دی ہوئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگلا سوال جناب ارشد عمران سلہری صاحب کا ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، سوال نمبر 1530

وحدت کالونی میں کوارٹروں کی الاٹمنٹ کی تفصیل

*1530۔ جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر اعلیٰ پنجاب ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) 1-1-97 سے 28-2-98 تک وحدت کالونی میں کتنے سرکاری ملازمین کو کوارٹر الاٹ کیے گئے ان میں سے کتنے ملازمین کو الاٹ شدہ کوارٹروں کا عملی طور پر قبضہ دیا گیا۔

(ب) جز(الف) میں بیان کیے گئے الاٹ شدہ کوارٹروں جن کا عملی طور پر قبضہ دیا گیا ان میں سے کتنے کوارٹر "والدین سکیم" کے تحت اور کتنے کوارٹر آوٹ آف ٹرن بنیاد پر الاٹ ہوئے اور اس وقت کوارٹروں کی الاٹمنٹ کے حصول کے لیے کتنی درخواستیں موجود ہیں۔ تفصیل مہیا کی جائے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)۔

(الف) یکم جنوری 1997ء سے 28 فروری 1998ء تک وحدت کالونی میں 26 سرکاری ملازمین کو کوارٹر الاٹ کیے گئے ان میں سے سترہ ملازمین کو الاٹ شدہ کوارٹروں کا عملی طور پر قبضہ دیا گیا۔

(ب) جز "الف" میں بیان کیے گئے الاٹ شدہ کوارٹروں جن کا عملی طور پر قبضہ دیا گیا ان میں سے چھ کوارٹر "والدین سکیم" کے تحت 2 میرٹ پر اور 9 آوٹ آف ٹرن الاٹ کیے گئے تھے اور اس وقت کوارٹروں کی الاٹمنٹ کے حصول کے لیے 1724 درخواستیں موجود ہیں ۔ تفصیل *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جیسے کہ یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ وحدت کالونی میں 1997ء سے 1998ء تک 26 سرکاری ملازمین کو کوارٹر الاٹ کیے گئے اور صرف 17 کو موقع پر قبضہ مل سکا۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ باقی 9 کوارٹر جن کو الاٹ ہوئے تھے اور ان کو قبضہ نہیں مل سکا اس کی کیا وجوہات ہیں اور یہ کوارٹر کن کے قبضہ میں ہیں؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! جن افراد کو قبضہ نہیں مل سکا اس کی وجہ litigation ہے ۔ جو previous occupants ہیں انھوں نے عدالت مجاز سے سے stay orders جاری کروائے ہوئے ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! جز(ب) میں یہ جواب دیا گیا ہے کہ 1724 درخواستیں ان کے پاس موجود ہیں ۔ جن میں سے 6 کو کوارٹر parent scheme کے تحت الاٹ ہوئے، 2 کو میرٹ پر ہوئے اور 9 آؤٹ آف ٹرن الاٹ ہوئے۔ جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ میرٹ بھی سمجھ آتا ہے 'parent scheme' بھی سمجھ آتی ہے۔ لیکن جو out of turn دیے جاتے ہیں۔ یہ کیسی پالیسی ہے اور کن ملازمین کے لیے ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! بعض اوقات ہوتا یہ ہے کہ اگر کسی آدمی کا اچانک استحقاق پیدا ہو جائے۔اس کے کسی عزیز و اقارب میں سے کسی کی وفات ہو جائے یا کسی اور خاص وجہ کی بنا پر ہو ۔ اس وقت ہم نے جو پاؤسنگ پالیسی بنائی ہے اس میں باقاعدہ اس بات کا تعین کیا گیا ہے اور out of turn کی باقاعدہ classification کی گئی ہے۔ میں معزز رکن کی خدمت میں یہ عرض کرنا

*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں

چاہوں گا کہ یہ ہرگز نہیں ہے کہ کوئی بعد میں آئے اور اسے پہلے دے دیا جائے۔ اس آؤٹ آف ٹرن سے مراد وہ آؤٹ آف ٹرن نہیں ہے بلکہ پالیسی کے مطابق out of turn وہ لوگ ہیں جن کا کوئی سپیشل استحقاق پیدا ہوتا ہے کہ اس کے کسی عزیز کی وفات ہو جائے تو کوارٹر اس کے نام الاٹ کر دیا جاتا ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جیسے کہ 1724 درخواستیں اس وقت ان کے پاس الاٹمنٹ کے لیے موجود ہیں تو سال میں تقریباً چھ کوارٹروں کا قبضہ ملتا ہے۔ اس طرح 1724 کو سرکاری رہائش گاہیں ملنے پر کتنے سال لگیں گے؟ میں آپ کی اجازت سے اس کی تھوڑی سی وضاحت چاہوں گا۔ اسی طرح کے دو سوالات وحدت کالونی کے مالکانہ حقوق کے بارے میں کمیٹی کے سپرد ہیں۔ ہمارے سینیئر منسٹر سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب نے اس پر کمیٹی بھی بنائی ہوئی ہے۔ میری یہ گزارش ہوگی کہ یہ سوال بھی ان سے متعلقہ ہے۔ لہٰذا اسے بھی اس کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔ اس میں پی ڈبلیو ڈی شامل ہے لیکن ایس اینڈ جی اے ڈی شامل نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، کمیٹی کو refer کرنے کی بجائے ان سے جواب طلب کر لیتے ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! اس میں کچھ ایسی باتیں ہیں کہ وحدت کالونی پنجاب کے سرکاری ملازمین کی سب سے بڑی کالونی ہے۔ اور یہاں اس وقت آپ جا کر دیکھ سکتے ہیں کہ صفائی کا انتظام تک نہیں ہے۔ وہاں پہ پارکوں کی جو حالت ہے کروڑوں روپیہ maintenance کے اوپر خرچ ہو رہا ہے۔ ہم نے اس کمیٹی کے اندر یہ تجاویز رکھی ہیں کیونکہ حکومت اپنا کروڑوں اور اربوں روپیہ جو کہ صرف maintenance پر خرچ کرتی ہے۔ یہ کوارٹرز اپنی میعاد پوری کر چکے ہیں۔ یہ پیسہ ضائع کرنے کے مترادف ہے۔ اس معاملے کو بیٹھ کر دیکھ لیا جائے کہ یہ کوارٹرز ان ملازمین کو جنہیں آپ سال میں صرف چھ کوارٹر دیتے ہیں یا صرف چھ ملازمین قبضہ لیتے ہیں کیوں نہ مالکانہ حقوق پر دے دیے جائیں۔ اس طرح حکومت اپنے کروڑوں' اربوں روپے بچا کر نئی ہاؤسنگ کالونی تعمیر کر سکے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: سلہری صاحب! ایسا کرتے ہیں کہ اس سے متعلقہ جو محکمہ ہے اس کے سربراہ کو وزیر قانون صاحب بلوا لیتے ہیں اور پھر آپ کے ساتھ بیٹھ کر یہ بات کر لیں گے۔ بجائے اس کے کہ کوئی خصوصی کمیٹی بنائی جائے اور اس میں یہ بات چلے' بہتر ہوگا کہ آپ متعلقہ محکمے کے ساتھ بیٹھ کر بات کر لیں اور جو تجاویز آپ دیں گے اگر ان پر عمل نہ ہوا تو پھر دیکھ لیں گے۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر قانون صاحب! آپ متعلقہ محکمے کے سربراہ کو بلوا کر سلہری صاحب کے ساتھ میٹنگ کر لیں۔ اگلا سوال جناب ایم افضل خان صاحب کا ہے۔

جناب ایم افضل خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 1543

اسسٹنٹ پروفیسر ریڈیالوجی کے لیے انٹرویو کا ملتوی ہونا

*1543۔جناب ایم افضل خان، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کے اشتہار نمبر 06/1997 کے سیریل نمبر 101 (کیس نمبر 29-C/97) کے ذریعہ محکمہ صحت میں 3 اسسٹنٹ پروفیسر ریڈیالوجی کی اسامیاں مشتہر ہوئی تھیں جن کے لیے امیدواروں کو انٹرویو کے لیے 10، 11 اکتوبر 1997ء کو بلایا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ اسامیوں کے لیے انٹرویو کے لیے مقرر تاریخ ملتوی کر دی گئی تھی۔ اس کی وجہ کیا تھی۔

(ج) نیز حکومت کب تک ان مشتہر شدہ اسامیوں کے لیے امیدواروں کو انٹرویو کے لیے طلب کر رہی ہے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) جی ہاں درست ہے۔

(ب) جی ہاں درست ہے کیونکہ لاہور ہائی کورٹ نے ان اسامیوں کی علاقائی بنیادوں پر بھرتی کے خلاف حکم امتناعی جاری کرتے ہوئے عمل درآمد روک دیا تھا۔ اسی لیے انٹرویو کی مقررہ تاریخ ملتوی کرنا پڑی۔

(ج) لاہور ہائی کورٹ نے مورخہ 10-4-98 کو حکم جاری کیا ہے کہ اسسٹنٹ پروفیسر ریڈیالوجی کی اسامیاں علاقائی بنیادوں کی بجائے اوپن میرٹ (All Punjab) کی بنیاد پر مشتہر کی جائیں۔ لہٰذا کمیشن ہائی کورٹ کے مذکورہ بالا فیصلہ کی مصدقہ کاپی حاصل کرنے کے فوراً بعد یہ اسامیاں قومی اخبارات میں مشتہر کر دے گا۔

جناب ایم افضل خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(ج) میں 10-4-98 کی تاریخ کا ذکر

کیا گیا ہے' کیا یہ تاریخ درست ہے؟ میرے خیال میں فروری یا مارچ میں ہائی کورٹ نے فیصلہ کر دیا تھا۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! یہ ان کا خیال اپنی جگہ پر درست ہوگا لیکن عدالت کا فیصلہ ہے اور یقینی طور پر محکمے نے غلط تاریخ نہیں دی ہو گی۔

جناب ایم افضل خان: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس وقت اسسٹنٹ پروفیسر ریڈیالوجی کی کل کتنی اسامیاں خالی ہیں اور یہ کتنے عرصے سے خالی ہیں؟

وزیر قانون: جناب سپیکر! یہ نیا سوال بنتا ہے۔ انھوں نے انٹرویو کے بارے میں بات کی تھی۔ میں نے ہائی کورٹ کے فیصلے' انٹرویو کی تاریخ اور التوا کے بارے میں عرض کر دیا ہے۔ اب اگر وہ پورے پنجاب میں خالی اسامیوں کی تعداد پوچھنا چاہتے ہیں تو اس کے لیے وہ نیا سوال دے دیں۔

جناب ایم افضل خان: جناب سپیکر! میرا اگلا سوال یہ ہے کہ اگر کسی شعبے میں خاص طور پر میڈیکل کے شعبے میں کوئی اسامی خالی ہو جاتی ہے تو اس کو کتنے عرصے کے بعد مشتہر کر دیا جاتا ہے؟ اس بارے میں کوئی طریق کار موجود ہے؟

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں پبلک سروس کمیشن کے ایما پر بتا رہا تھا۔ اب میرے بھائی پوچھ رہے ہیں کہ اگر کسی ہسپتال میں اسامی خالی ہوتی ہے تو اسے کتنے عرصے کے بعد مشتہر کیا جاتا ہے۔ جناب والا! پبلک سروس کمیشن کو محکمے ریکوزیشن کرتے ہیں کہ ہمیں اتنی اسامیوں کے لیے امیدوار چاہییں تو وہ اس کے لیے اشتہار دیتے ہیں۔

جناب ایم افضل خان: جناب سپیکر! میں یہاں عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ محکموں اور پبلک سروس کمیشن کے درمیان رابطے کا فقدان ہے۔ جب تک ایک محکمے کی دوسرے محکمے کے ساتھ آپس میں co-ordination صحیح نہ ہو تو پھر اسی قسم کے حالات سامنے آتے ہیں۔ ایک محکمہ جس کا یہ کام ہے کہ وہ خالی اسامیوں کو مشتہر کرے' امتحانات لے اور امیدواروں کا انتخاب کرے۔ جب اسے بتایا جائے گا تو وہ اسامیوں کو مشتہر کر کے بھرتی کرے گا۔ لیکن میں حکومت کی over-all co-ordination کی بات کرنا چاہتا ہوں' اس بارے میں جو طریق کار یا پالیسی ہے وہ غور طلب ہے۔ میڈیکل کے شعبے میں' خصوصاً ریڈیالوجی کے شعبے میں اسامیاں خالی پڑی ہیں۔ حالانکہ ہسپتالوں میں اس شعبے میں کروڑوں روپے کے ریڈیالوجی کے آلات لگے ہوئے ہوتے ہیں لیکن اسامیاں خالی پڑی ہیں۔ مختلف وجوہات کے تحت یہ اسامیاں کئی کئی سال مشتہر نہیں ہوتیں۔ مزید برآں اس بارے میں لوگوں کو شکوک و شبہات

بھی ہیں کہ کچھ لوگوں کا انتظار کیا جاتا ہے کہ پہلے وہ امتحان پاس کر لیں پھر یہ اسامیاں مشتہر ہوں۔ یہ پروفیسرز کے بیٹے ہوتے ہیں۔ جناب والا! میں اس بارے میں Inter Departmental Co-ordination کی طرف وزیر صاحب کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ وہ اس پر کچھ کہیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! معزز رکن کی observations اپنی جگہ پر درست ہوں گی لیکن محکمہ پنجاب پبلک سروس کمیشن میں کسی قسم کی کوئی تاخیر نہیں کی جاتی۔ جب بھی کسی متعلقہ محکمے کی طرف سے ریکوزیشن آتی ہے تو فوری طور پر اس کو مشتہر کر کے درخواستیں طلب کی جاتی ہیں، تحریری امتحان لیا جاتا ہے اور انٹرویو کرنے کے بعد متعلقہ محکمے کو سفارشات بھیج دی جاتی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: سوالات ختم ہوئے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے)

محکمہ امور ملازمت و انتظام عمومی

وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کی تعمیر / مرمت

*733۔ چودھری زاہد محمود گورایہ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 1993ء سے رواں مالی سال تک وزیر اعلیٰ ہاؤس / وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ پر مرمت و توسیع وغیرہ پر کتنی رقم خرچ کی گئی۔ ہر مالی سال کے حساب سے تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں۔

(ب) متذکرہ عرصے کے دوران وزیر اعلیٰ کے استعمال کے لیے جہاز / کار / ہیلی کاپٹر و دیگر کون سا سامان، مشینری کتنی مالیت میں خریدی گئی؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا):

(الف) سال 94-1993ء سے رواں مالی سال تک وزیر اعلیٰ ہاؤس / وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ پر مرمت و توسیع وغیرہ پر خرچ کی جانے والی رقم کی سالانہ تفصیل درج ذیل ہے۔

ا۔ وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ پنجاب سول سیکرٹریٹ

سال	خرچ
94-1993ء	4964312

1994-95ء	14280793
1995-96ء	5305895
1996-97ء	کوئی رقم خرچ نہیں کی گئی
کل خرچ	24551000

وزیر اعلیٰ، سیکرٹریٹ، 5 کلب روڈ جی۔او۔آر 1

1993-94ء	16454
1994-95ء	2202494
1995-96ء	کوئی رقم خرچ نہیں کی گئی۔
1996-97ء	370000
کل خرچ	2588948

وزیر اعلیٰ ہاؤس 7 کلب روڈ جی۔او۔آر 1

1993-94ء	72,22,437
1994-95ء	13509381
1995-96ء	1593730
1996-97ء	کوئی رقم خرچ نہیں کی گئی۔
کل خرچ	22325548

(ب) متذکرہ عرصے کے دوران وزیر اعلیٰ کے استعمال کے لئے نہ ہی کوئی جہاز خرید کیا گیا اور نہ ہی ہیلی کاپٹر، البتہ مبلغ -/27410924 روپے کی مالیت کا مختلف سامان اور مشینری وغیرہ خریدی گئی۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

ٹویوٹا لینڈ کروزر	1993-94ء	-/2980000	برائے استعمال وزیر اعلیٰ پنجاب
ٹویوٹا کرولا	1995-96ء	-/2465000	ایضاً۔
2 عدد مرسڈیز بینز	1996-97ء	-/21178880	ایضاً۔
ٹیلی فون ایکسچینج	1994-95ء	-/89457	برائے وزیر اعلیٰ ہاؤس وساوے والا (اوکاڑہ)
ایضاً۔	1993-94ء	-/148587	برائے وزیر اعلیٰ ہاؤس، ڈی۔63 ماڈل

			ٹاؤن لاہور
-ایضاً-	1995-96ء	500000/-	برائے وزیر اعلیٰ ہاؤس داں رادھا رام پتو کی
سپیس ماسٹر ٹیلی فون	1994-95ء	27000/-	برائے وزیر اعلیٰ ہاؤس وساوے والا
ٹیلی فون	1995-96ء	22000/-	برائے وزیر اعلیٰ ہاؤس
	کل خرچ	27410924/-	

اے۔پی۔یو۔جی گروپ کے افسران کی تعیناتی

*744۔چودھری زاہد محمود گورایہ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) صوبے بھر میں اس وقت A. P. U. S. G کے پولیس گروپ اور دیگر گروپ کے کل کتنے افسران اور کتنے عرصے سے تعینات ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کی وضع کردہ پالیسی کے مطابق وفاقی سروسز کے ملازمین غیر معینہ مدت تک کسی ایک صوبے میں تعینات نہیں رہ سکتے۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو متذکرہ پالیسی کے برعکس جو افسران صوبہ پنجاب میں تعینات ہیں ان کے نام و عہدہ جات کیا ہیں اور پنجاب حکومت ان کو کب تک وفاق میں واپس بھیج دے گی؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) صوبہ پنجاب میں اس وقت موجود اے۔پی۔یو۔جی پولیس گروپ اور دیگر گروپ کے افسران کی کل تعداد 448 ہے۔ جن کی فہرستیں تتمہ جات "الف" "ب" اور "ج" کے تحت *** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) وفاقی حکومت نے 10 جنوری 1998ء کو باہمی صوبائی تبادلہ کی پالیسی جاری کی ہے جس کی نقل*** ایوان کی میز پر رکھ دی ہے۔ جس کے مطابق ڈی۔ایم۔جی اور پولیس سروس کے افسران سے ٹریننگ کے دوران صوبہ جات بشمول سکونتی صوبہ میں تعیناتی کے لیے ترجیحات پوچھی جائیں گی۔ جن کی بنیاد پر اسامیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ان افسران کو صوبوں میں تعینات کیا جائے گا۔ جہاں وہ گریڈ 18 میں ترقی تک تعینات رہیں گے۔ بعد ازاں افسران کو

*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں

اپنے سکونتی صوبہ یا ابتدائی تعیناتی کے صوبے کے علاوہ تین سال تک تعینات کیا جائے گا۔ جس کے بعد وہ اپنے سکونتی صوبہ یا ابتدائی صوبہ میں آ سکیں گے۔ بشرطیکہ گریڈ 17 کا افسر جسے اپنے سکونتی صوبہ کے علاوہ دوسرے صوبہ میں مفاد عامہ کے تحت تعینات کیا جائے گا۔ اس کو اپنے سکونتی صوبہ میں دوبارہ بھیج دیا جائے گا۔ گریڈ 20 میں ترقی پر افسران کو یا تو وفاقی حکومت اور یا سکونتی صوبہ یا ابتدائی تعیناتی کے صوبہ کے علاوہ گریڈ 21 میں ترقی سے پہلے 3 سال تک خدمات سرانجام دینا پڑیں گی۔ یہ شرائط غیر شادی شدہ لیڈی آفیسرز پر لاگو نہیں ہوں گی۔ اگر خاوند اور بیوی دونوں گورنمنٹ سروس میں ہوں تو انہیں ایک ہی جگہ/صوبہ میں تعینات کیا جائے گا۔ بشرطیکہ ان کی سروس کی ضروریات مختلف نہ ہوں۔ وہ افسران جنہوں نے اپنے سکونتی صوبہ کے علاوہ دوسرے صوبہ میں یا وفاقی حکومت میں گریڈ 17-18 اور 19-20 میں مقررہ مدت تک خدمات سرانجام دی ہوں ان کے بارے میں سمجھا جائے گا کہ انہوں نے شرائط مذکورہ پوری کر دی ہیں۔

(ج) متذکرہ پالیسی کے برعکس جو افسران دوسرے صوبہ میں یا وفاقی حکومت میں کبھی تعینات نہیں رہے، وفاقی حکومت ان کا جائزہ لے رہی ہے۔ تاہم اس پالیسی کے مطابق وفاقی حکومت نے ڈی۔ایم۔جی کے گریڈ 18 کے 24 افسران کی خدمات صوبہ پنجاب سے دوسرے صوبوں میں ٹرانسفر کی ہیں جب کہ ڈی۔ایم۔جی گریڈ 18 کے 22 افسران کی خدمات وفاقی حکومت سے یا دوسرے صوبوں سے پنجاب حکومت کے سپرد کی ہیں جن کی فہرستیں تتمہ جات "ر" اور "س" کے تحت ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

ہیلی کاپٹر پر خرچ کی تفصیل

*965۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) 13-4-97 کو گورنر پنجاب کے ہمراہ ہیلی کاپٹر میں جھنگ و شاہ جیونہ جانے والے افراد کے نام اور عہدے کیا ہیں۔

(ب) ان افسران نے کس قدر ٹی۔اے اور ڈی۔اے حاصل کیا۔

(ج) ہیلی کاپٹر پر کس قدر ایندھن کا خرچ ہوا اور اس کی مالیت کیا ہے؟

*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں

وزیر قانون(جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) مورخہ 13-4-97 کو گورنر پنجاب کے دورہ جھنگ و شاہ جیونہ میں ان کے ہمراہ ملٹری سیکرٹری لیفٹیننٹ کرنل منیر احمد اور اے۔ڈی۔سی کیپٹن شہریار علی خان نے سرکاری فرائض انجام دیے۔

(ب) ٹی۔اے قوانین کے مطابق دونوں افسران کو آدھے دن کا ٹی۔اے دیا گیا۔ ملٹری سیکرٹری کو 175 روپے اور اے۔ڈی۔سی کو 75 روپے دیے گئے۔

(ج) حبیب کاپٹر پر کل 20398 روپے کا ایندھن خرچ ہوا۔

ملازمین/ گاڑیوں کی تعداد

*1214۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) محکمہ امور ملازمت و انتظام عمومی میں اس وقت کتنے ملازم ہیں۔ کتنی گاڑیاں ہیں۔ ان گاڑیوں کے نمبر، ماڈل اور کس کس آفیسر کے پاس کون کون سی گاڑی ہے، نیز ان پر ماہانہ کتنے اخراجات آتے ہیں۔

(ب) مذکورہ محکمہ میں گریڈ ایک تا پانچ، گریڈ 5 تا 11 اور گریڈ 12 تا 22 تک کتنے ملازم ہیں اور سالانہ کل کتنی تنخواہ وصول کرتے ہیں؟

وزیر قانون(جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی میں ملازمین کی کل تعداد 1668 ہے۔ گاڑیوں کی تعداد 268 ہے۔ جن کی تفصیلات ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔ رواں مالی سال 98-1997ء کے پہلے نو ماہ میں ان گاڑیوں پر پٹرول اور مرمت وغیرہ پر کل خرچہ 1,26,64,312 روپے ہے۔ ماہانہ اخراجات (اوسطاً) فی گاڑی 5250 روپے ہے۔

(ب) مذکورہ محکمہ میں ملازمین کی تفصیل (بلحاظ گریڈ) حسب ذیل ہے،

1۔ گریڈ 1 تا 4	865
2۔ گریڈ 5 تا 11	404
3۔ گریڈ 12 تا 22	399

*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں

یہ ملازمین کل -/69876790 روپے سالانہ بطور تنخواہ وصول کرتے ہیں۔

صوابدیدی فنڈز کی تقسیم

*1254۔سردار سعید انور، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

سال96-1993ء میں سابق وزیر تعلیم ریاض فتیانہ نے وزارت کے دوران کتنا صوابدیدی فنڈ حاصل کیا اور کس کس کو کتنا کتنا دیا۔ تفصیل مہیا کی جائے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

سابق وزیر تعلیم پنجاب ریاض فتیانہ کے لیے مالی سال 94-1993ء تا 97-1996ء کے دوران مجموعی طور پر مبلغ نو لاکھ پچپن ہزار روپے بطور صوابدیدی فنڈز مختص کیے گئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے،

سال	رقم
94-1993ء	ایک لاکھ
95-1994ء	تین لاکھ
96-1995ء	دو لاکھ پچاسی ہزار
97-1996ء	دو لاکھ ستر ہزار

ان رقوم کی تقسیم کی تفاصیل ضمیمہ جات الف (94-1993)' ب (95-1994)' ج (96-1995ء) د (97-1996) میں درج ہیں۔ جو کہ ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

سیشن جج/سول جج صاحبان کی تعداد

*1283۔میاں عبدالستار (PP-234)، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) پنجاب میں کل کتنے سیشن جج اور سول جج ہیں وہ کس کس ڈویژن کے رہائشی (ڈومیسائل) ہیں۔

(ب) لاہور ہائی کورٹ کے جج صاحبان کی تعداد کتنی ہے اور کس کس ڈویژن کے رہائشی' (ڈومی سائل) ہیں۔ تفصیل علیحدہ علیحدہ بتائی جائے؟

*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)۔

(الف) پنجاب میں سیشن جج اور سول ججوں کی تعداد مندرجہ ذیل ہے۔

i) سیشن جج	74
ii) ایڈیشنل سیشن جج	155
iii) سینئر / سول جج	372

رہائشی ڈویژن کے لحاظ سے ان کی تفصیل ذیل میں درج ہے۔

ڈویژن	سیشن جج	ایڈیشنل سیشن جج	سینئر/سول جج
لاہور	19	36	116
گوجرانوالہ	10	30	52
راولپنڈی	8	16	24
فیصل آباد	8	22	52
ملتان	16	22	48
بہاول پور	7	9	22
ڈی۔جی۔خان	3	4	16
سرگودھا	3	16	42
ٹوٹل۔	74	155	372

(ب) لاہور ہائی کورٹ کے جج صاحبان کی تعداد 38 ہے۔ رہائشی ڈویژن کے لحاظ سے اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

ڈویژن	تعداد
لاہور	15
گوجرانوالہ	3
سرگودھا	4
فیصل آباد	3
راولپنڈی	6

ملتان	4
ڈی۔جی۔خان	1
بہاول پور	2
ٹوٹل	38

اشتہارات کی فراہمی

*1284۔میاں عبدالستار(PP-234)۔ کیا وزیر اطلاعات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

سال97-1996ء میں ملتان اور خان پور سے شائع ہونے والے سرائیکی زبان کے قومی اخبار روزنامہ "جھوک" کوحکومت کی طرف سے کتنی مالیت کے اشتہارات فراہم کیے گئے۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر اطلاعات (جناب محمد بشارت راجا)۔

روزنامہ "جھوک" ملتان اور خان پور کو سال97-1996ء میں حکومت کی جانب سے مبلغ196073.80 روپے مالیت کے اشتہارات جاری ہوئے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

روزنامہ جھوک خان پور	115813.80 روپے
روزنامہ جھوک ملتان	80260.00 روپے
کل مالیت	196073.80 روپے

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ امور ملازمت و انتظام عمومی)

بھرتیوں کی تفصیل

240۔میاں عبدالستار، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال1985ء سے مارچ1997ء تک محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی میں کتنی بھرتیاں قواعد و ضوابط کو نظر انداز کر کے کی گئیں۔

(ب) ایسی بھرتیوں کی تفصیل بتائی جائے جن میں تعلیمی معیار کو نظر انداز کیا گیا۔

(ج) ایسی تمام بھرتیاں کس اتھارٹی کے احکامات پر کی گئی۔ بھرتی شدہ اہلکار کا نام و عہدہ اور

بھرتی کرنے والے افسر کا نام اور عہدہ کی تفصیل کیا ہے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)۔

(الف) محکمہ ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی میں 1985ء سے مارچ 1997ء تک ایسی کوئی بھرتی نہیں کی گئی جس میں قواعد و ضوابط کو نظر انداز کیا گیا ہو۔ البتہ قواعد و ضوابط میں مناسب رعایت کر کے مجاز اتھارٹیوں کے حکم سے کی گئی بھرتیوں کی تعداد 573 ہے جن کی تفصیل بر پرچم "الف" "ب" اور "ج" پر ***ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ایسی کوئی بھرتی نہیں کی گئی جس میں تعلیمی معیار نظر انداز کیا گیا ہو۔

(ج) تفصیلات ملاحظہ ہوں بر ضمیمہ (الف) (ب) اور (ج) جو کہ*** ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

وزیر اعلیٰ اور کابینہ کے ممبران کے دوروں کی تفصیل

323۔ **جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو**، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) یکم ستمبر 1997ء سے 8 دسمبر 1997ء تک وزیر اعلیٰ اور ان کی کابینہ کے ممبران نے صوبہ اور ملک کے دیگر کس کس مقام کا دورہ کیا اور ان کے دوروں کا مقصد کیا تھا۔

(ب) وزیر اعلیٰ اور ان کی کابینہ کے ممبران نے ہر دورہ کے لیے کتنا TA/DA وصول کیا۔ تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)۔

(الف) وزیر اعلیٰ پنجاب اور ان کی کابینہ کے ممبران نے یکم ستمبر 1997ء تا 8 دسمبر 1997ء اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل تفصیل کے مطابق صوبہ اور ملک کے دیگر مقامات کے دورے کیے۔ ان دوروں اور وصول شدہ ٹی۔اے/ڈی۔اے کی تفاصیل ترتیب ہذا کے مطابق ضمیمہ جات الف تا ف میں درج ہیں۔

(ب)

نمبر شمار	عہدہ	دوروں کی تعداد	وصول شدہ رقم	ضمیمہ
1۔	وزیر اعلیٰ پنجاب	21 (مقامات)	_	الف
2۔	وزیر صنعت و معدنی ترقی	19	13050/- روپے	ب
3۔	وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی	11	4950/- روپے	ج
4	وزیر مواصلات و تعمیرات	6	26290/- روپے	د

*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں

5۔	وزیر لائیو سٹاک و جنگلات	35	-	ص
6۔	وزیر اوقاف، زکواۃ و عشر	22	32090/- روپے	ض
7۔	وزیر قانون و پارلیمانی امور	43	25240/- روپے	س
8۔	وزیر مال و امداد باہمی	29	47970/- روپے	ش
9۔	وزیر تعلیم و آبپاشی	28	11475/- روپے	ع
10۔	وزیر ایکسائز و ٹیکسیشن	5	-	غ
11۔	وزیر صحت و خوراک	18	19075/- روپے	ف

نوٹ۔ ضمیمہ جات "الف"، "ب" ***ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

اسمبلی بلڈنگ کے مین گیٹ پر کلمہ طیبہ نقش کرنا

چودھری محمد صفدر شاکر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں ایک اہم مسئلے کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ جناب والا! یہ ایک بڑا تاریخی کام ہوگا اور میری خواہش ہے کہ یہ کام آپ کے ہاتھوں سے ہو۔ پنجاب اسمبلی کی یہ وسیع و عریض عمارت جو کہ ہر لحاظ سے مکمل ہے لیکن میں اس میں ایک چیز کی کمی محسوس کر رہا ہوں۔ جب ہم اسمبلی میں داخل ہوتے ہیں تو mainentrance پر دروازے کے اُوپر کلمہ طیبہ لکھنا ضروری ہے تاکہ جو شخص اس عمارت میں داخل ہو وہ اللہ کا ذکر کرتے ہوئے داخل ہو۔ یہ ہر لحاظ سے اہم ہے، میری درخواست بھی ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ یہ کام آپ کے ہاتھوں سے ہوگا۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: صفدر شاکر صاحب! آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں بنتا۔ آپ نے ایک تجویز پیش کی ہے۔ اس پر سارا ہاؤس غور کرے گا۔ یہ اچھی چیز ہے، اس پر ہم بعد میں فیصلہ کر لیتے ہیں۔ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب بیٹھے ہیں، وزیر قانون صاحب بیٹھے ہیں وہ بھی اس بات پر غور کر لیتے ہیں۔ کھوسہ صاحب! آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب والا! میں عرض کرنا چاہوں گا کہ میں فاضل رکن کی اس تجویز کی پوری تائید کرتا ہوں۔ لیکن ایک چیز ضرور عرض کروں گا کہ جس طرح اس عمارت کا نقشہ، وقار اور

*** تفصیل اسمبلی لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں

رعب ہے۔ اسی طرح یہاں لین وغیرہ پر لکھا ہوا کلمہ طیبہ نہیں ہونا چاہیے۔ میں چاہتا ہوں کہ کسی طرح سنگ میں کلمہ طیبہ تراشا جائے تو بہتر ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ بہت اچھی بات ہے لیکن اس کے لیے پھر آپ کو ایسے تجربہ کار لوگ تلاش کرنا پڑیں گے۔

وزیر خزانہ: جناب والا! ملک میں ایسے سنگ تراش موجود ہیں' پنجاب میں بہت اچھے سنگ تراش موجود ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیا ہاؤس بھی اس بات سے متفق ہے؟

(ہاؤس نے متفقہ طور پر اس تجویز پر اتفاق کیا)

ہاؤس متفقہ طور پر اس کی منظوری دیتا ہے۔ اب اس سلسلے میں ہم اِن شاء اللہ تعالیٰ آج ہی اجلاس کے بعد آپ کے ساتھ بیٹھ کر بات کر لیتے ہیں۔ بلکہ اگر کوئی صاحب کسی ایسے کاریگر کو جانتے ہوں تو وہ اس سے بات کر لیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب والا! اگر آپ کی ہدایت ہو تو میں یہ اپنے ذمے لے لیتا ہوں۔ میں اِن شاء اللہ ایسا کاری گر تلاش کر کے آپ کی خدمت میں پیش کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں آپ کو appreciate کرتا ہوں۔ یہ بات کھوسہ صاحب نے اپنے ذمے لے لی ہے۔ تو کھوسہ صاحب! آپ بسم اللہ کیجیے' اِن شاء اللہ ہم ضرور لکھوائیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (سید محمد عارف حسین بخاری)، جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے عرض کرتا ہوں کہ آپ نے ایک نہایت مستحسن فیصلہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی جزائے خیر عطا فرمائے۔ جناب والا! اس کے ساتھ ساتھ براہ کرم ہاؤس کے اندر بھی آیات کریمہ' اسمائے حسنہ لکھے جائیں۔ جس طرح قومی اسمبلی اور سینٹ میں آیات کریمہ لکھی گئی ہیں۔ یعنی ہاؤس کے اندر بھی کچھ تزئین و آرائش ہونی چاہیے۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب قائم مقام سپیکر: اِن شاء اللہ تعالیٰ ہم کوشش کرتے ہیں۔

کل میں نے میاں منظم جہاں زیب احمد خان وٹو صاحب کا Call Attention Notice

موخر کیا تھا۔ اس کے لیے مقرر شدہ دن تو جمعرات ہے لیکن اگر وزیر قانون صاحب مناسب سمجھیں تو ہم آج اس کو take up کر کے dispose of کر دیں؟

وزیر قانون: جناب والا جیسے آپ کا حکم ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں معظم جہاں زیب احمد خان وٹو صاحب۔

باغبانپورہ پولیس سٹیشن کی حوالات میں بند دو بھائیوں کا قتل

جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے اتنے اہم توجہ دلاؤ نوٹس پر موقع دیا۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 17 اپریل 1998ء کو باغبانپورہ پولیس سٹیشن کی حوالات میں بند دو بھائیوں پر اندھا دھند فائرنگ کر کے قتل کر دیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ملزمان کی فائرنگ کے دوران مذکورہ تھانہ کے اہلکاران خاموش تماشائی بنے رہے۔

(ج) حوالات میں بند مقتولین مذکور کس مقدمے میں ملوث تھے۔ ایف آئی آر نمبر نیز تفصیل مقدمہ بتائی جائے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ پولیس نے حوالات میں بند مقتولین کے قاتلوں کو ابھی تک گرفتار نہیں کیا اور نہ ہی ان کے خلاف قتل کا مقدمہ درج کیا گیا۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی لا منسٹر صاحب۔

وزیر قانون: شکریہ۔ جناب سپیکر!

(الف) یہ درست ہے کہ مورخہ 17 اپریل 1998ء کو باغبانپورہ پولیس سٹیشن کی حوالات میں بند دو بھائیوں پر اندھا دھند فائرنگ کر کے قتل کر دیا گیا۔

(ب) بوقت وقوعہ ملزمان نے حوالات کی نگرانی پر مامور کانسٹیبل محمد اشرف نمبر 4658 سی' کو قابو کر لیا اور ہمراہی ملزمان نے حوالات میں بند ہارون اشرف اور ہمایوں اشرف گرفتار شدہ ملزمان پر فائرنگ کر کے قتل کیا اور فرار ہو گئے۔ اس وقت تھانہ میں موجود درج ذیل پولیس ملازمان کو

نا اہلی اور بزدلی کا مظاہرہ کرنے پر فوری طور پر معطل کر دیا گیا ہے اور ان کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے۔

عبدالمجید سب انسپکٹر ایس ایچ او' محمد عاشق ہیڈ کانسٹیبل' محمد افضل ہیڈ کانسٹیبل' ذکاء اللہ کانسٹیبل' اکبر کانسٹیبل' محمد اشرف کانسٹیبل' محمد عارف کانسٹیبل' صابرحسین کانسٹیبل اور لیاقت علی کانسٹیبل۔

(ج) حوالات میں بند مقتولین ہارون اشرف اور ہمایوں اشرف مقدمہ نمبر 205/98 مورخہ 13-4-98 بجرم 302/34 ت پ تھانہ باغبانپورہ میں ملوث تھے۔ مختصر حالات مقدمہ اس طرح ہیں کہ مدعی مقدمہ شفیق احمد ولد نور احمد قوم کشمیری مکان نمبر 4 گلی نمبر 10 محلہ شاہ محمود بوٹی باغبانپورہ نے بیان تحریری کروایا کہ میرا بھتیجا محسن علی میری بھانجی اور بھتیجی کو پبلک سکول سراج پورہ سے باسواری موٹر سائیکل لینے گیا۔ جب یہ بچوں کو لے کر واپس آ رہا تھا تو ہمایوں اشرف عرف پنوں جن کا گھر محلہ شہاب پورہ میں ہے' اور قبل ازیں ہمارا ہمایوں کے والد اشرف سے جھگڑا ہوا تھا جس کے بعد قرآن پاک پر صلح ہو گئی تھی مگر پنوں وغیرہ کے دل میں رنجش موجود رہی جنھوں نے آج محسن علی کو سکول سے بچے لاتے ہوئے موقع پا کر اپنے گھر کے قریب روک لیا اور کہنے لگے کہ اب بلاؤ کس کو بلانا ہے۔ اس بات پر ہمایوں عرف پنوں اور اس کے بھائی ہارون اشرف سے محسن علی کی تکرار ہو گئی اور جھگڑ پڑے۔ وقوعہ کے قریب ہی میری نانی کا گھر ہے جس میں ' میرا بھائی عاصم بٹ اور عبدالحمید بیٹھے ہوئے تھے جو شور سن کر موقع پر پہنچے تو ہمایوں کی والدہ مسمات یاسمین بھی وہاں پر موجود تھی۔ اس نے للکارا کہ آج ان میں سے بچ کر کوئی نہ جائے جس پر پنوں مسلح موزر' ہارون اشرف مسلح رائفل 222 نے ہمیں جان سے مار دینے کی نیت سے ہم پر فائرنگ شروع کر دی۔ پنوں کی ایک گولی میرے بھتیجے محسن علی کو چھاتی پر دائیں طرف کندھے کے قریب لگی جس سے وہ مضروب ہو کر گر پڑا۔ ہارون اشرف نے بھی اپنی دستی رائفل سے ہم پر فائرنگ کی مگر ہم خوش قسمتی سے بچ گئے۔ محسن علی کو ہسپتال لے جا رہے تھے کہ وہ راستے ہی میں دم توڑ گیا۔ اس کے بعد ہمارے آدمیوں نے بھی فائرنگ کی۔ ملزمان نے اپنی والدہ کے اکسانے اور سابقہ رنجش کی بنا پر میرے بھتیجے کو قتل کیا۔ مقدمہ درج رجسٹر ہو کر

دوران تفتیش ملزم ہارون اشرف اور ہمایوں عرف پنوں کو مقدمہ ہذا میں 16-4-98 کو گرفتار کیا گیا جو بر ریمانڈ واپس بند حوالات تھے۔

(د) حوالات میں فائرنگ کر کے بند ملزمان ہارون اشرف اور ہمایوں اشرف کو قتل کرنے کے سلسلے میں مسمی محمد اشرف بھٹی ولد علی محمد قوم راجپوت سکنہ شہاب پورہ گلی نمبر 18 مکان نمبر 2 محمود بوٹی باغبانپورہ کی تحریری درخواست پر ملزمان حبیب احمد، حاجی بٹ، معظم بٹ، شفیق بٹ، اعظم بٹ، مولا بٹ، گونگا نوکر، نورا کشمیری، زہیب عرف بھٹو بٹ، امتیاز عرف پپی، اللہ دتہ، جمیل جوالا، بلو قصائی، رانا عدنان، کاکا کنڈا اور عبدالحمید سب انسپکٹر کے خلاف مقدمہ نمبر 210/98 مورخہ 17-4-98 بجرم 148,149,146,302,353 ت پ تھانہ باغبانپورہ درج رجسٹر کیا گیا۔ ملزمان کی گرفتاری کے لیے زیر نگرانی عاطف حیات انسپکٹر ایس ایچ او باغبانپورہ، راشد حمید ایس ایچ او شالیمار، محمد اشتیاق ایس ایچ او تھانہ گوجر پورہ پر مشتمل خصوصی ٹیمیں تشکیل دی گئی ہیں۔ مقدمہ ہذا میں عبدالحمید سب انسپکٹر ایس ایچ او، محمد عاشق ہیڈ کانسٹیبل، ذکاء اللہ کانسٹیبل، اکبر علی کانسٹیبل اور محمد اشرف کانسٹیبل کو ایما کے شبہ میں گرفتار کر کے جسمانی ریمانڈ حاصل کیا گیا ہے اور نامزد ملزم عبدالحمید عرف بڑ قصائی ولد محمد ابراہیم کو گرفتار کر کے ریمانڈ واپسی جسم حاصل کیا گیا ہے۔ ملزمان کی گرفتاری کے سلسلے میں جملہ وسائل کو بروئے کار لایا جا رہا ہے اور اس وقت تک راولپنڈی، گجرات، شیخوپورہ، قصور، کوٹ رادھا کشن اور گرد و نواح میں ملزمان کے ٹھکانوں پر ریڈ کیے جا رہے ہیں۔ ان شاء اللہ جلد ملزمان کو گرفتار کر لیا جائے گا۔

جناب والا! اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ اس وقوعہ کے بعد فوری طور پر صوبائی حکومت کی طرف سے اسے ڈی سی جی لاہور کو جوڈیشل انکوائری کے لیے کہا گیا تھا لیکن بعد ازاں لاہور ہائی کورٹ نے ایڈیشنل سیشن جج لاہور سیف الرحمٰن صاحب کو جوڈیشل انکوائری پر مامور کیا ہے۔ اور اس وقت جوڈیشل انکوائری ہو رہی ہے، اس لیے میری استدعا ہے کہ چونکہ میں نے تفصیل کے ساتھ جواب دے دیا ہے اور معاملہ subjudice ہے، انکوائری کی جو بھی findings آئیں گی ان شاء اللہ قانون کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔ شکریہ۔

جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو، جناب سپیکر! میں معزز وزیر کے جواب سے مطمئن ہوں

لیکن میں صرف اتنا عرض کرنا چاہوں گا کہ صاف ظاہر ہے کہ اس طرح کے واقعے میں پولیس والے ملوث ہوتے ہیں اور ان کی ملی بھگت سے اس طرح کا واقعہ ہوتا ہے۔ جب دو افراد کو پولیس سٹیشن کے اندر قتل کیا گیا ہے تو وہاں پر جو پولیس اہلکار موجود تھے وہ نہتے تو نہیں تھے ان کے پاس اسلحہ موجود تھا وہ اس واقعے کو روک سکتے تھے۔ جناب والا! کرپشن اور پولیس کا ظلم و تشدد تو ہر دور میں رہا ہے' لیکن اب اس طرح کے واقعات میں بے پناہ اضافہ ہو گیا ہے۔ میں صرف یہ کہنا چاہوں گا کہ لاء اینڈ آرڈر پر پورا ایک دن رکھا جائے تاکہ اس پر تفصیل سے بحث ہو سکے۔ میرے علم کے مطابق آج کا دن رکھا گیا ہے لیکن چونکہ آج قانون سازی بھی ہے اس لیے میں نہیں سمجھتا کہ لاء اینڈ آرڈر کو مناسب وقت مل سکے گا۔ اس لیے میری گزارش ہے کہ پورا ایک دن لاء اینڈ آرڈر کے لیے رکھا جائے۔

جناب اختر محمود ایڈووکیٹ، جناب سپیکر! میں ایک تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997ء کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 32,12 اور 115 کو معطل کیا جائے تاکہ قوم کی لوٹی ہوئی دولت قومی خزانے میں واپس لانے کے بارے میں قرارداد پیش کی جا سکے۔۔۔۔

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر، میرے خیال میں تحاریک التوائے کار کے بعد رکھ لیتے ہیں۔ دو تحاریک التوائے کار ہیں ذرا ان پر بات کر لیں۔ اس کے بعد آپ فرمائیے گا پھر دیکھیں گے کہ کیا سلسلہ ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 24 ملک محمد حیات اترا صاحب کی طرف سے ہے۔ یہ محکمہ مال کے سلسلے میں ہے۔۔۔۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میری پچھلے اجلاس کی تحریک التوائے کار نمبر 11 کو آپ نے آج تک کے لیے pend فرمایا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی ہاں' یہ آج کے لیے pending کی گئی تھی۔ لا منسٹر صاحب! منیس صاحب کی یہ تحریک التوائے کار کل' آج کے لیے pending کی گئی تھی۔

وزیر قانون، جناب والا نے کل' آج کے لیے حکم دیا تھا۔ تو میں جواب دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، میرے خیال میں انھوں نے پڑھی ہوئی ہے کیونکہ یہ پچھلے اجلاس سے آ

رہی ہے۔ تو آپ جواب دیں۔

زرعی انکم ٹیکس کی غیر قانونی وصولی

(۔۔۔۔۔بحث جاری)

وزیر قانون، شکریہ۔ جناب سپیکر! پہلی مرتبہ زرعی انکم ٹیکس پنجاب آرڈیننس نمبر 15 ,1996 مورخہ 06-12-96 کے ذریعے لاگو کیا گیا۔ اس آرڈیننس کی دفعہ (2)3 میں بیان کیا گیا کہ اس آرڈیننس کے تحت ٹیکس وصولی کے لیے آرڈیننس کے شروع ہونے سے لے کر 30 جون 1997ء تک کی مدت tax year یعنی کہ ٹیکس کا پورا سال تصور کی جائے گی۔ 6-12-96 جس تاریخ سے یہ قانون نافذ ہوا اس سے لے کر 30 جون تک کے چھ مہینے کے پیریڈ کو پورا ایک سال ٹیکس کا سال تصور کیا جائے گا۔ یہ آرڈیننس اپنی تین ماہ کی مدت مکمل کرنے پر مورخہ 5-3-97 کو آئین کی شق 128 کے تحت repeal ہو گیا۔ آئین کی شق 264 کے مطابق اس آرڈیننس کے تحت جو بھی اقدامات کیے گئے اس کے repeal ہونے پر بحال رہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ سال جون1996ء تا جون 1997ء کے ٹیکس کی وصولی کے لیے جو کارروائی اس آرڈیننس کے ذریعے حکومت نے شروع کی تھی اس کو جاری رکھنے کا اختیار حکومت کے پاس بحال رہا۔ اس کے بعد قانون جاری رکھنے کے لیے آرڈیننس نمبر 13 مورخہ 16-4-97 جاری کیا گیا۔ قانون کو مزید جاری رکھنے کے لیے آرڈیننس نمبر 22 مورخہ 31-5-97 کو جاری کیا گیا۔ ان تمام قوانین کے ذریعے ٹیکس کا سال 6-12-96 سے 30-6-97 تک پورا ٹیکس کا سال یعنی tax year کے لحاظ سے برقرار رکھا گیا۔ اس طرح حکومت کو جون 1996ء سے جون1997ء تک آمدنی پر زرعی ٹیکس لگانے کا اختیار لگاتار بحال رہا۔ جناب سپیکر! مورخہ 16 جون 1997ء کو زرعی ٹیکس ایکٹ نافذالعمل ہو گیا۔ مورخہ 9 دسمبر 1997ء کو آرڈیننس نمبر 32 آف1997ء کے ذریعے زرعی انکم ٹیکس ایکٹ 1997ء میں یہ ترمیم کر دی گئی کہ مذکورہ ایکٹ یکم جولائی 1997ء سے نافذالعمل ہوگا۔ ترمیم سے قبل یہ ایکٹ 16 جون 1997ء سے نافذالعمل تھا۔ ترمیم کے ذریعے ایکٹ کو یکم جولائی 1997ء سے نافذالعمل کرنے کے نتیجے میں حکومت کا سال 97-1996ء جو کہ 30 جون 1997ء کو ختم ہونا تھا۔ ٹیکس وصول کرنے کا اختیار بالکل محاثر نہیں ہوتا' چونکہ وہ اختیار حکومت کو آرڈیننس نمبر 22 آف 1997ء مورخہ 31 مئی 1997ء کے تحت حاصل رہا۔ لہٰذا جون 1996ء جون1997 تک tax year میں جو ٹیکس وصول کیا گیا وہ قانون کے

عین مطابق تھا۔ جناب سپیکر! محترم قائد حزب اختلاف نے اپنی تحریک میں دو باتوں کو بنیاد بنایا ہے اور وہ یہ کہ 1996ء سے لے کر 1997ء تک آرڈیننسوں کے ذریعے جو ٹیکس وصول کیا گیا ہے، 1997-98ء کا ایکٹ آنے کے بعد وہ illegal ہو جاتا ہے۔ جناب سپیکر! میری اس سلسلے میں ایک مختصر گزارش ہے کہ یہ پیریڈ قانون سازی کے ذریعے covered رہا ہے۔ اس تمام عرصہ کے دوران ایک دن بھی ایسا نہیں گزرا کہ جس میں آرڈیننس موجود نہیں تھا۔ یہ totally covered period رہا ہے۔ جہاں کوئی آرڈیننس اپنی مدت پوری کر جاتا تھا وہاں پر اس کو repeal کر دیا گیا ہے۔ اس لیے جناب والا! میری استدعا یہ ہے کہ یہ تحریک التوائے کار بنتی نہیں ہے۔ اس لیے میری یہ گزارش ہو گی کہ اس تحریک التوائے کار کو مسترد فرمایا جائے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر، منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! معزز وزیر قانون نے اس کو کافی confusing بنا دیا ہے۔ جناب والا! پرنسپل ایکٹ میں جو شق دی گئی ہے اور subsequently جو آرڈیننس جاری کیا گیا، جو کل سے ایکٹ کی شکل اختیار کر گیا ہے، میں تھوڑا سا اس کا حوالہ بھی دوں گا۔ اس کے علاوہ جو minutes ہیں میں ان کا حوالہ بھی دینا چاہوں گا۔ جناب سپیکر! میں نے اس میں یہ عرض کیا ہے کہ 16 جون 1997ء کو دی پنجاب ایگریکلچرل انکم ٹیکس ایکٹ 1997ء صوبائی اسمبلی نے پاس کیا۔ جناب والا! اس کی کلاز 3 کی سب کلاز 2 میں درج ہے کہ،

> The first assessment of tax shall be for the period commencing from the commencement of this Act and ending on 30th June, 1997 and the said period shall be deemed to be tax year for the said assessment.

جناب سپیکر! یہ ایکٹ میں دیا گیا ہے اور پھر کلاز نمبر 1 میں کہا گیا ہے کہ،

> It shall come into force at once.

جب ایکٹ لاگو ہو گیا تو ایگریکلچر انکم ٹیکس کی collection شروع کر دی گئی۔ اس کے بعد subsequently آرڈیننس کے ذریعے حکومت نے ترمیم کر دی جو کہ اب ایکٹ کا حصہ بن چکی ہے۔ جناب سپیکر! اس میں substitution کر دی گئی اور جہاں "It shall come into force at once"

تھا وہاں کہا گیا کہ It shall come into force on the 1st of July, 1997. گویا اس کی substitution ہو گئی۔ جو at once تھا وہ ختم ہو گیا اور وہ بن گیا "It shall come into force on the 1st of july, 1997." اور اس کے ساتھ ہی substitution کلاز نمبر 3 سب کلاز 2 میں بھی کر دی گئی۔یہ delete کر دی گئی۔ یعنی اب اس ایکٹ کا جو اثر ہے جو 16 جون کو پاس ہوا تھا اس میں substitution ہو گئی ہے۔ اس میں first assessment year کو delete کرکے اور اس کو پھر آرڈیننس کے ذریعے جو کہ اب ایکٹ بن چکا ہے اس میں کہہ دیا گیا ہے کہ،

"It shall come into force on the 1st of July, 1997"

اب پرنسپل ایکٹ میں tax year کی definition دی گئی ہے۔ انھوں نے کہا ہے،

Tax year means Agricultural year as defined in the Punjab Land Revenue Act, 1967.

اور لینڈ ریونیو ایکٹ 1967ء کہتا ہے کہ،

Agricultural year means the year commencing on the 1st day of July.

جناب والا! یکم جولائی 1997ء سے انھوں نے ٹیکس وصول کرنا ہے تو اس میں 97-1996ء والا سال نہیں آتا۔ اس میں 98-1997ء والا سال آتا ہے۔ اس لیے میں یہ بات کرتا ہوں کہ یہ illegal وصولی ہے۔

جناب والا! 97-1996ء میں ہم نے اپنے قانون کے ذریعے ہی substitution کر دی ہے۔ ہم نے کہا ہے کہ یکم جولائی 1997ء سے ہم اسے وصول کریں گے۔ جناب والا وہ پھر 97-1996ء کی وصولی بنتی نہیں ہے۔ مزید میں اس کو support دینے کے لیے minutes کا حوالہ بھی دوں گا جو کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے مال کی جب میٹنگ ہوئی۔ اس میں بھی سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو نے جو کچھ کہا وہ بھی میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ جناب والا! یہ minutes کی کاپی ہے جو صوبائی اسمبلی سیکرٹریٹ سے مجھے موصول ہوئی۔ اس میں کہا گیا کہ،

The senior member Board of Revenue explained that through the proposed amendments in Section (1) and

Section(3) of the Principal Act.

جن کا میں نے آپ کو حوالہ دیا ہے،

The said Act has been made effective from 1st of July, 1997 instead of 16th June, 1997 and thus the first assessment of tax shall be made for the year, 1997-98 instead of the year 1996-97.

جناب والا! سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو خود explain کر رہے ہیں اور گورنمنٹ بھی یہ تسلیم کر رہی ہے کہ proposed amendment کے ذریعے وہ 1996-97ء کا ٹیکس وصول نہیں کر سکتے۔ instead وہ 1997-98ء کا انھوں نے first assesment year declare کیا ہے۔ جناب' جب یہ پوزیشن ہو تو پھر کس طرح سے حکومت 1996-97ء کا ٹیکس وصول کر سکتی ہے' اپنے ہی قانون کے ذریعے انھوں نے پرنسپل ایکٹ میں substitution کر دی ہے۔ انھوں نے first assessment year 1996-97 سے ختم کر کے 1997-98ء کر دیا ہے۔ جناب والا! جو بھی collection 1996-97 میں کی گئی ہے وہ غیر قانونی ہے ۔ حکومت کو اسے collect کرنے کا کوئی اختیار نہیں تھا۔ حکومت جو collect کر چکی ہے وہ ان کو واپس کر دینی چاہیے۔

جناب سپیکر! کاشت کاروں کے ساتھ تو پہلے ہی زیادتی ہو رہی ہے کہ ایک تو اُن سے وہ وصول نہیں کر سکتے تھے اور وہ وصولی بھی جاری ہے ۔ انھوں نے وہ وصولی بند نہیں کی۔ اس کے علاوہ مزید ظلم یہ ہے کہ وہ کاشت کار بیچارے جو یہ ٹیکس ادا نہیں کر سکے calamity areas declare ہوئے ہیں وہاں پر ژالہ باری ہوئی ہے' وہاں فصلیں خراب ہوئی ہیں وہ اس پوزیشن میں بھی نہیں ہیں کہ وہ یہ ٹیکس ادا کریں۔ وہ ٹیکس جو گورنمنٹ لے بھی نہیں سکتی۔ اب اس کو as arrears of land revenue وصول کیا جا رہا ہے جو وہ وصول کر ہی نہیں سکتے۔ جناب والا! لینڈ ریونیو تو ویسے ہی ختم ہو چکا ہے۔ جناب والا! حکومت یہ ظلم در ظلم کر رہی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ استدعا کروں گا کہ یہاں گورنمنٹ اس کو clear کرے اور یہ واضح ہدایات جاری کرے کہ 1996-97ء کا ٹیکس جو انھوں نے غلط طور پر وصول کیا ہے وہ اس کو فوری طور پر واپس دیں گے اور اس پر مزید وصولیاں بند کی جائیں گی اور ڈسٹرکٹ کلیکٹر کو یہ احکامات جاری کیے

جائیں کہ وہ وصولیاں بند کریں اور arrears of land revenue کے جن کے خلاف یہ کیسز بنا رہے ہیں ان کو بھی واپس لیں اور بند کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر، لاءمنسٹر صاحب! میرے خیال میں آپ اس کو مزید دیکھ لیں۔

وزیر قانون، میں جناب کا صرف ایک منٹ لوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔

وزیر قانون، میں جناب کی توجہ مبذول کراؤں گا کہ 16 جون 1997ء کو' جو پنجاب ایگریکلچرل ٹیکس 1997ء کا ایکٹ ہے' اس کی کلاز 3 ہے، Charge of Agriculture Income Tax اس کی ذیلی شق نمبر 2 ہے اس میں،

> The first assessment of tax shall be for the period commencing from the commencement of this Act and ending on 30th June, 1997 and the said period shall be deemed to be the tax year to the said assessment.

اس کے تحت جناب' 30 جون کی بات کی گئی۔ اب میرے بھائی جس کی بات کر رہے ہیں وہ ہے،

> Punjab Agriculture Income Tax (Amendment) Ordinance,1998.

جو 13 مارچ 1998ء کا ہے۔ جناب سپیکر! اگر آپ اس کی کلاز 2 جو ہے،

> Amendment of Section 1, 1997

اس کی ذیلی شق ہے کہ،

> It shall come into force at once on the 1st day of July, 1997

30 جون وہاں تک cover ہوگیا ہوا ہے اور یکم جولائی سے دوسرے کے تحت cover ہو جاتا ہے۔ جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس corresponding period میں کون سا ایسا gap رہا ہے؟ جب کہ 30 جون تک ایک رہا ہے اور یکم جولائی سے دوسرا آگیا ہے تو ہم نے کون سا illegal tax collect کیا ہے؟ لیکن اس کے باوجود جناب والا! جیسے آپ نے حکم فرمایا کہ اگر کہیں کوئی ابہام موجود ہے تو میں معزز قائد حزب اختلاف کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ وہ جب بھی حکم دیں

گے، ہم متعلقہ محکمہ جات کے افسران کو بلا کر اس ابہام کو یقینی طور پر دور کرنے کی کوشش کریں گے اگر ان کی سوچ کے مطابق اس میں کوئی ابہام ہوا تو۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی بالکل ٹھیک ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں اس کو clarify کرنا چاہتا ہوں یہ بہت ہی اہمیت کا حامل ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میرا خیال ہے کہ اب آپ بھی آگے چلیں۔ انھوں نے فرما دیا ہے کہ اگر آپ کسی جگہ پر محسوس کرتے ہیں کہ ابہام ہے آپ ان کو مل لیں، بتا دیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! پہلے تو میں یہ عرض کرتا ہوں کہ آپ کے یہ جو minutes ہیں جس میں سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو نے admit کیا ہے، میری عرض ہے کہ آپ اس کو ذرا پڑھ لیں۔ اور میں نے کلاز 3 کی سب کلاز 2 کا جو ذکر کیا ہے وہ آپ اس نئے ایکٹ میں دیکھیں گے جو کہ amended Act ہے، وہ substitute ہو چکا ہے، وہ delete ہو چکا ہے۔ جناب والا! آپ معزز وزیر قانون کو یہ فرمائیں کہ وہ اس کو ذرا اچھے طریقے سے پڑھ لیں کہ اب جو ایکٹ بن چکا ہے اس میں جو سب کلاز 2 ہے اس کی deletion ہو چکی ہے۔ جب وہ delete ہی ہوگیا ہے تو آپ پھر کس طرح سے ٹیکس وصول کر سکتے ہیں؟ یکم جولائی 1997ء کا مطلب کہ جو 1997-98 کا سال ہے اس پر آپ 1996-97 کی وصولی نہیں کر سکتے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کے پاس پیمنٹس ہیں؟ یہ آپ دیکھ لیں اور ممبر بورڈ آف ریونیو کو بلا کر اس کو کہیں۔

وزیر قانون، میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ اگر کوئی ابہام ان کے ذہن میں ہے تو میں اس کو دور کرنے کی پوری کوشش کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی ٹھیک ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! ابہام والی بات نہیں یہ تو بڑا واضح ہے۔

وزیر قانون، جب میں نے دونوں پڑھ کے سنائے ہیں تو پھر اس کے بعد کون سی گنجائش رہ جاتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ کاپی میں نے وزیر صاحب کو دے دی ہے۔ بورڈ آف ریونیو کے ممبر کو جس نے یہ لکھا ہے بلا کر کہتے ہیں کہ جو بات صحیح ہے اس پر عمل کرو۔ اگر یہ ختم ہو چکا ہے یعنی delete ہو چکا ہے تو پھر اس کو واپس کرو۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میرے خیال میں مناسب ہوتا اگر آپ رولنگ فرماتے۔ ویسے اس میں ابہام والی بات کوئی نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں عرض کر رہا ہوں کہ وہ جو منٹس سامنے آئے' میں نے اسی کی روشنی میں لاءمنسٹر صاحب سے کہا ہے کہ جس ممبر بورڈ آف ریونیو نے ان منٹس کو sign کیا ہے اس کو بلا کر اس سے کہیں کہ اگر تم نے یہ کہا ہے اور اس کے مطابق وہ ٹیکس نہیں بنتا تو پھر وہ زمین داروں کو واپس کرو۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! آپ محسوس کرتے ہیں کہ میری بات درست ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کی بات ریکارڈ کے مطابق اگر صحیح ہے تو میں آپ کو support کرتا ہوں۔ وہ ٹیکس زمین داروں کو واپس ملنا چاہیے۔

جناب سعید احمد خان منیس، پھر اس تحریک التوائے کار کی fate کیا ہو گی؟

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں اس تحریک التوائے کار کی fate کی جو آپ نے بات کی' میں نے تو اس کے مطابق کہہ دیا ہے کہ اس پر مزید یہ ممبر بورڈ آف ریونیو کو بلا کر کہہ دیتے ہیں اس کو جا دیتے ہیں اگر یہ غلط ہے تو واپس ہو جائے گا۔

جناب سعید احمد خان منیس، تو آپ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ واقعی غلط ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میرے سمجھنے کی بات نہیں۔ آپ نے ایک بات کہی اور وہ بھی ایک بات کر رہے ہیں۔ دونوں کا ریکارڈ ہے۔

وزیر قانون، جناب والا! میں تو ریکارڈ کے حوالے سے بات کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، ممبر بورڈ آف ریونیو کو بلائیں' آپ بھی بیٹھ جائیں اور لاءمنسٹر صاحب بھی بیٹھ جاتے ہیں۔ میں آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ اگر کہیں بھی کوئی ایسی بات نہیں اور جو آپ فرما رہے ہیں یہ ریکارڈ درست ہے تو آپ کی اس تحریک التوائے کار کے مطابق بالکل عمل ہو گا کیوں کہ یہ

سارے صوبے کے زمین داروں کا مسئلہ ہے کسی ایک کا نہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں پھر آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ حکومت کو کم از کم یہ ڈائریکٹ کریں کہ جو ڈسٹرکٹ کلیکٹرز ہیں یہ ان کو منع کردیں کہ وہ مزید وصولیاں نہ کریں جب تک یہ فیصلہ نہیں ہوجاتا۔ جو arrears of land revenue declare کر رہے ہیں ان کو وہ بند کریں۔

وزیر قانون ، جناب والا! میں نے گزارش کی ہے کہ میں نے دونوں ایکٹ خود پڑھ کر سنائے ہیں۔ ان میں 30 جون تک ایک کی بات ہے اور یکم جولائی سے دوسرے کی بات ہے ابہام رہتا کہاں ہے؟ لیکن اگر قائد حزب اختلاف اپنی بات کو اس طرح منوانا چاہتے ہیں کہ انھیں ڈائریکٹ کر دیں تو میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں' وہ ہمارے محترم اور قابل احترام قائد حزب اختلاف ہیں کہ محض تحریک التوائے کار کی بنا پر صوبے کی حکومت کو ڈائریکشن جاری کر دی جائے کہ ٹیکس کلیکٹر کو روک دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں میں اس سے اتفاق نہیں کرتا۔ میں پھر بار بار کہہ رہا ہوں کہ آپ ممبر بورڈ آف ریونیو کو بلالیں اور محترم قائد حزب اختلاف کو بھی بلالیں۔

وزیر قانون، ہم ان کی تسلی کروائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ صوبے کے تمام کاشت کاروں کا مسئلہ ہے اس کو ویسے بھی ہم نہیں چھوڑ سکتے۔ آپ ان کو بلالیں اور بتادیں۔ یہ بھی یہاں اسمبلی میں ہوں گے تاکہ یہ بات طے ہو جائے۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میرا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے کہ اگر کسی چیز میں کوئی ابہام ہو اور اس میں آپ یہ محسوس کریں کہ یہ ابہام ہے' چاہے وہ پوائنٹ آؤٹ ہو' تحریک التوائے کار کی شکل میں یا کسی اور پوائنٹ آف آرڈر پر نشان دہی ہوئی ہو تو جناب والا اس پر ڈائریکشن دے سکتے ہیں کہ اگر اس میں کوئی ابہام ہے اور یہ ثابت ہوتا ہے تو اس کے بعد جو بھی further کارروائی ہے وہ روک دی جائے۔ میرے محترم بھائی راجہ صاحب نے کہا کہ تحریک التوائے کار پر کیسے ڈائریکشن ہوسکتی ہے۔ ایک بات تو یہ ہے۔ دوسری بات ڈائریکشن نہ دینے کی۔ جناب والا! آپ اس ہاؤس کے custodian ہیں اور آپ جو کچھ محسوس کریں کہ اس چیز میں ابہام ہے یا اس میں کوئی خرابی ہے تو اس کے متعلق

آپ ڈائریکشن بھی کر سکتے ہیں، ایکشن بھی کر سکتے ہیں اور آپ یہ بھی فرما سکتے ہیں کہ اس کی تمام تفصیل جیسے کہ آپ نے فرمایا کہ بورڈ آف ریونیو کے ممبر سے یا جو کمیٹی آپ نے فرمائی یعنی جو concerned لوگ ہیں وہ جو بھی discuss کریں، اس کا جو بھی رزلٹ ہو وہ بھی آپ اس ہاؤس میں کہہ سکتے ہیں کہ concerned Minister کل یا اگلے اجلاس میں پوری تفصیل کے ساتھ آئے اور اس ہاؤس کو مطمئن کرے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بتایا کہ میری کیا پاورز ہیں۔ میں نے عرض کیا تھا کہ میں ڈائریکٹ کر سکتا ہوں لیکن اس کو ڈائریکٹ کرنے کی ضرورت اس لیے محسوس نہیں کر رہا کہ یہ کوئی لمبی چوڑی بات نہیں جو مہینوں میں طے ہو اور ہم یہ ڈائریکٹ کر دیں۔ میں نے لاءمنسٹر صاحب سے عرض کیا ہے کہ یہ سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو لاہور میں بیٹھے ہوئے ہیں ان کو کل ہی بلا لیں، لاءمنسٹر صاحب بھی بیٹھے ہوں گے۔ جب یہ بات طے ہو ہی جائے گی تو پھر اس کو ڈائریکٹ کرنے کی کیا ضرورت ہے کہ یہ collect کریں یا نہ کریں۔ آپ نے یہ جو فرمایا بجا فرمایا کہ وہ اگلے اجلاس میں لاءمنسٹر صاحب بتا دیں گے یا اگر ہمارے محترم قائد حزب اختلاف اس پر مطمئن نہ ہوں تو وہ مجھے پرسوں کے بعد یا پرسوں ہی بتا دیں کہ میں مطمئن نہیں ہوں تاکہ اس کے متعلق کوئی نیا لائحہ عمل اختیار کر لیا جائے۔

جناب سعید احمد خان منیس، بات یہ ہے کہ جب ڈسٹرکٹ کلیکٹرز arrears of land revenue declare کر رہے ہیں تو انھوں نے پکڑ دھکڑ شروع کر دی ہوئی ہے۔ اب ایک غریب کسان جس نے پانچ سو یا ہزار روپیہ دینا ہے اس کو بھی گرفتار کیا جا رہا ہے۔ ایمرجنسی تو یہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، اب رات رات میں تو کوئی ایمرجنسی نہیں ہوتی۔ آپ تھوڑی سی مہربانی کریں۔ کل آپ بیٹھ جائیں، اتنا اہم مسئلہ ہے۔ آپ جو کاشت کاروں کی اتنی نمائندگی کر رہے ہیں آپ کل کہیں اور جانے کی بجائے ادھر بیٹھ جائیں تاکہ مسئلہ کل ہی ختم ہو جائے۔ یہاں کاشت کاروں کی بات ہوئی۔ تو میں اس وقت چاہتا ہوں کہ وزیر خوراک صاحب سے بھی بات کروں کہ انھوں نے ملوں کی طرف سے کاشت کاروں کو ادائیگی کے سلسلے میں کیا انتظامات کیے؛ لیکن میں ساتھ ہی تھوڑی سی اجازت چاہوں گا کہ یہ دو تین تحاریک التوائے کار ہیں۔ ان کو dispose of کر لیں۔ اس کے بعد وہ تیار رہیں۔ ہم نے ان سے پوچھنا ہے۔

تحریک التوائے کار نمبر 4 ملک محمد حیات اترا صاحب کی ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 20 بھی پینڈنگ ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! ابھی تحاریک شروع کرنے سے پہلے پینڈنگ تحاریک کو discuss کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، ملک صاحب! آپ دو منٹ تشریف رکھیں۔ تحاریک التوائے کار نمبر 20 اور 22 پینڈنگ ہیں۔ پہلے ان کو discuss کر لیں۔ تحریک نمبر 20 جناب ارشد عمران سلہری صاحب کی ہے۔ یہ انھوں نے پیش کر دی تھی، تو اس پر جواب آنا ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں نے صبح متعلقہ محکمے سے پوچھا تھا۔ انھوں نے یہ بتایا تھا کہ وزیر تعلیم خود جواب دینا چاہ رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، وزیر تعلیم مجھے آج نظر تو آئے ہیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! وزیر تعلیم ابھی باہر گئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، کسی طریقے سے ان کو بلوا لیجیے۔ ان کے آنے تک جناب سعید اکبر خان صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 22 لیتے ہیں۔ یہ بھی پیش ہو چکی ہے۔

ضلع بھکر، تحصیل کلور کوٹ میں طوفانی بارشوں اور سخت ژالہ باری سے فصلوں کی تباہ حالی

(——جاری)

وزیر قانون، جناب سپیکر! ڈپٹی کمشنر بھکر سے حاصل کی گئی رپورٹ کے مطابق 2 اپریل 1998ء کو تحصیل کلور کوٹ اور دریا خان ضلع بھکر کے 24 چکوک بشمول جنڈانوالہ بارش اور ژالہ باری سے متاثر ہوئے۔ ان میں سے 10 مواضعات میں کھڑی فصلوں کو 50 تا 100 فی صد تک نقصان پہنچا ہے۔ ان مواضعات کو آفت زدہ علاقہ قرار دیا جا رہا ہے۔ بقیہ 14 مواضعات، جہاں فصلات کو کم نقصان پہنچا ہے، کے متعلق ڈپٹی کمشنر بھکر کو ہدایت جاری کی جا رہی ہے کہ متاثرہ کاشت کاروں کو فوری طور پر قانون اور ضابطے کے مطابق ریلیف مہیا کیا جائے۔ جو مواضعات آفت زدہ قرار دیے جائیں گے وہاں پر متاثرین کو زرعی انکم ٹیکس، آبیانہ، لوکل ریٹ وغیرہ کی معافی دی جائے گی۔ اس کے علاوہ زرعی قرضہ جات کی وصولی کو ایک سال کے لیے مؤخر کرنے کے لیے زرعی بنک و محکمہ امداد باہمی کو فوری امداد

کے لیے کہا جائے گا۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میرے بھائی راجہ صاحب نے فرمایا کہ اس کو آفت زدہ قرار دیا جائے گا۔ آفت زدہ کے مطابق جو بھی کارروائی ہوتی ہے وہ آپ کو اور مجھے معلوم ہے۔ جناب سپیکر! اس میں میری ایک گزارش ہے کہ بہت سے چھوٹے کاشت کاروں کے ذمے اتنے قرضہ جات نہیں ہوتے۔ اور آپ جانتے ہیں کہ جب کسی کسان کی سال بھر کی فصل تباہ ہو جائے' اس کو اس سے آمدنی حاصل نہ ہو اور خرچ کیا ہوا بھی واپس نہ ہو' تو آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آئندہ اس کی حالت کیا ہو گی اور وہ کس طرح survive کرے گا؟ اور پھر وہ آئندہ فصل کے لیے کس طریقے سے تیاری کرے گا؟ اس میں میری submission یہ ہے کہ حکومت اس طرح کے علاقوں کے لیے کسی خاص رعایت کے تحت قرضہ جات کی سہولت دے تاکہ وہ آئندہ اپنی فصل کاشت کرنے کے قابل ہو جائیں۔ وہ اب اس حالت میں ہیں کہ وہ اپنا پیٹ نہیں پال سکتے' تو وہ آئندہ فصلات کی بوائی کیسے کر سکیں گے؟ حکومت سے میری یہی گزارش ہے کہ ان لوگوں کو بڑی رحمانہ نظر سے دیکھے اور ان کے لیے کوئی سپیشل پیکج اناؤنس کرے' تاکہ بہت بڑی مصیبت میں مبتلا لوگوں کی امداد ہو جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، وزیر قانون صاحب! میرے خیال میں بڑا خوب صورت پوائنٹ ہے۔ آفت زدہ علاقوں کے کاشت کاروں کو آسان طریقوں سے قرضہ جات دیے جائیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ بڑی معقول تجویز ہے' اس پر غور کیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، وزیر تعلیم صاحب تشریف لے آئے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 20 جناب ارشد عمران سلہری صاحب کی ہے۔ یہ پیش ہو چکی ہے۔

گورنمنٹ کالج لاہور کی تقریب میں بھارتی مندوب کی نظریۂ پاکستان کے خلاف ہرزہ سرائی

(-----جاری)

وزیر تعلیم (بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد خان ڈھلوں)، جناب سپیکر! میں اس تحریک کو ابھی دیکھ رہا ہوں۔ یہ پہلے ہمیں موصول نہیں ہوئی۔ اس میں چونکہ کچھ حوالہ جات دیے گئے ہیں' جن کو چیک کرنا نہایت ضروری ہے۔ پولیٹیکل سائنس سوسائٹی گورنمنٹ کالج لاہور میں کسی بھارتی سپیکر نے کچھ بات

کہی ہے جس کے متعلق یہ تحریک التوائے کار پیش کی گئی ہے۔ میں جب تک اس کے بارے میں ان سے comments نہ لے لوں' میں اس تحریک کا جواب دینے کی پوزیشن میں نہیں ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، وزیر قانون صاحب! آپ تو فرما رہے تھے کہ وزیر تعلیم صاحب خود اس تحریک کا جواب دینا چاہ رہے ہیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں ہر روز صبح 8:30 بجے یہاں آ کر تمام محکمہ جات سے briefing لیتا ہوں تاکہ تحاریک التوائے کار اور تحاریک استحقاقات کے جوابات دیے جا سکیں۔ محکمہ تعلیم کے متعلقہ حضرات صبح میرے پاس آئے۔ میں نے انھیں کہا کہ آپ اس تحریک کا جواب مجھے دیں۔ انھوں نے کہا کہ ہم اپنے وزیر صاحب کو brief کریں گے۔ وہ خود اس تحریک کا جواب دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ کس نے کہا تھا؟

وزیر قانون، جو صاحب محکمہ تعلیم کے اسمبلی بزنس کو coordinate کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، کمال کی بات ہے! اگر اس تحریک التوائے کار کی روشنی میں دیکھا جائے تو اس سے زیادہ سنجیدہ کیا بات ہو سکتی ہے۔ گورنمنٹ کالج جیسا ادارہ جو ایشیا میں نمبر ایک ہے' بلکہ اس کے علاوہ کہیں بھی اس سر زمین پاکستان کے اوپر کسی ایسے شخص کو دعوت دی جائے۔ یہ الگ بات ہے کہ اس کے خیالات کا تو پتا اس وقت چلتا ہے جب وہ بولتا ہے۔ لیکن جب ایک چیز چل رہی تھی اور کوئی شخص اس پاک سر زمین پر آ کر اس نظریہ کے خلاف بات کرے جس کے تحت یہ پاکستان بنا اور جو ہمیں سب سے زیادہ عزیز ہے۔ اتنے سنجیدہ مسئلے پر بھی کسی نے کہا کہ ہم آپ کو نہیں' اپنے وزیر کو brief کریں گے۔ مجھے تو بتائیں وہ شخص کون ہے؟ جو اس تحریک التوائے کار پر بھی delay کر رہا ہے۔ وہ کون ہے؟ کیا ہم اس کی حب الوطنی پر اعتماد کر سکتے ہیں؟ کیا وہ اس قابل ہے اور نوکری تو دور کی بات ہے' کیا اس کو اس پاک سر زمین پر رہنے کا بھی حق حاصل ہے اور آج اگر اس کا جواب نہیں آئے گا تو کب آئے گا؟ میں وزیر تعلیم صاحب کو خصوصی طور پر direct کرتا ہوں کہ جس شخص نے یہ بات کی اور پھر آپ کو بریف نہیں کیا' اس کے خلاف سخت سے سخت کارروائی کی جائے۔

وزیر تعلیم، جناب والا! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ایسا ہی ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، اس کو ہم آئندہ اجلاس کے لیے pending کرتے ہیں تاکہ یہ بات ہاؤس کے سامنے ضرور آئے کہ کس نے کیا کہا تھا اور اس کے خلاف کیا ایکشن لیا گیا ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ لیکن میں صرف یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ آپ کا یہ فیصلہ بالکل درست ہے کہ اگلے اجلاس تک اس کو pending کیا جائے۔ بلکہ یہ ہونا نہیں چاہیے تھا۔ جتنا کہ یہ حساس معاملہ ہے اس کے اوپر آج ہی بات ہونی چاہیے تھی۔ وزراء صاحبان کو تحریک التوائے کار ایک دن پہلے مل جاتی ہے۔ مجھے محکمہ تعلیم کے اوپر افسوس ہے کہ گورنمنٹ کالج کے اندر سیکولر ازم پھیلائی جا رہی ہے۔ اخبارات میں آیا ہے۔ اس سے پہلے میرے فاضل دوست قائد حزب اختلاف بھی اس کے اوپر ایک تحریک التوائے کار لا چکے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود پنجاب کے محکمہ تعلیم نے اس بات کا کوئی نوٹس نہیں لیا۔ جناب سپیکر! ایک ہندو' ہندوستان سے اٹھ کر پاکستان کے صوبہ پنجاب کے دارالخلافے کے ایک تعلیمی ادارے کے اندر آ کر پاکستان کے نظریے کی نفی کرتا ہے۔ جناب سپیکر! ہمیں شرم سے ڈوب جانا چاہیے کہ وہ لوگ جو پہلے ہی پاکستان کے مخالف تھے۔ آج پاکستان کے نظریے کے خلاف پاکستان کی دھرتی پر آ کر بات کرتے ہیں اور محکمہ تعلیم سویا ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، سلہری صاحب' شکریہ۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، اس پر میں نے رولنگ دے دی ہے۔ اب اس پر آپ مزید کیا بات کریں گے؟

جناب سعید اکبر خان، یہ نہایت ہی اہم معاملہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کی بڑی مہربانی۔ رولنگ آ گئی ہے اور میں نے اس کو pending کیا ہے۔ اس کا جواب ہاؤس کے سامنے آئے گا۔

جناب سعید اکبر خان، جب متعلقہ وزیر تیار نہیں ہو گا تو آپ کو pending کرنی پڑے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں نے وزیر کی تیاری پر بات نہیں کی۔ میں نے یہ بات کی ہے کہ جس نے یہ بات وزیر قانون سے کہی کہ ہم اپنے وزیر کو بچائیں گے اور پھر وزیر کو بریف نہیں کیا۔ میں اس شخصیت کے خلاف کارروائی کی ہدایت کر چکا ہوں۔ آپ سب دوست تشریف رکھیں۔ کیونکہ اب دیکھیں کہ معزز وزیر صاحب ان کے خلاف کیا کارروائی کرتے ہیں۔ اگر وہ کارروائی نہ کر سکے تو پھر ہم دیکھیں گے کہ اس کے خلاف کیا ایکشن لیا جا سکتا ہے۔ اب اس بات پر بحث کی ضرورت اس لیے نہیں رہی کہ ہم نے بغیر سنے ہی یہ بات تو کہہ دی کہ اس پر تو کارروائی ہو۔ اب وہ اس پر کیا کہتے ہیں؟ کہ یہ

بات ہوئی، نہیں ہوئی یا کیسے ہوئی۔ میں نے اس لیے آئندہ اجلاس تک pending کی ہے۔ میں اگر یہ کہوں کہ رپورٹ آ جائے تو وہ میرے پاس آ جائے گی۔ اس طرح تو وہ ہاؤس کے سامنے نہیں آ سکے گی۔ آئندہ اجلاس میں معزز وزیر صاحب ہاؤس میں ہی بتائیں گے کہ انھوں نے کیا کیا؟ اور یہ جو ایکشن لیں گے، وہ تو اجلاس سے پہلے پتا چل جائے گا۔

جناب سعید اکبر خان: آپ نے بالکل صحیح فرمایا اور صحیح direction دی۔ یہ راجہ صاحب کی مہربانی ہے کہ جو بھی وزراء کی کارروائی ہوتی ہے۔ وہ جواب دیتے ہیں۔ ویسے یہ ہونا چاہیے کہ جو بھی متعلقہ وزیر کے متعلق کارروائی ہو، وہ خود جواب دیں۔ کیونکہ وہ وزیر ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ اکثر وزیر کہتے ہیں۔ بعض وزراء پارلیمانی سیکرٹریوں کو direct کر کے غائب ہو جاتے ہیں اور جس دن سوالات کا جواب دے دیا جاتا ہے تو اگلے دن یہ آ جاتے ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری جواب تو دیتے ہیں۔

خواجہ ریاض محمود: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، خواجہ صاحب!

خواجہ ریاض محمود: جناب سپیکر! ہمارے وزیر تعلیم جو ماشاء اللہ فوج میں بریگیڈیئر بھی رہے ہیں۔ جب انھوں نے حلف لیا تو میں نے ان کو پہلے مبارک باد دی تھی۔ اور آج اس ہاؤس میں بھی اپنے ساتھیوں کے تعاون اور تائید سے ان کو بھرپور خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور ان کو مبارک باد دیتا ہوں۔ خدا کے فضل و کرم سے یہ ایک منجھے ہوئے سیاستدان ہیں۔ حالات پر گہری نگاہ ہے اور ابھی چند دن ہی ہوئے ہیں کہ انھوں نے وزارت کا قلم دان سنبھالا ہے۔ خدا کے فضل و کرم سے یہ محکموں کو ٹھیک کرنے کے لیے ان شاء اللہ تعالیٰ کوشش کریں گے۔ میں آپ کی وساطت سے بریگیڈیئر صاحب کو لاہور کالج کی پرنسپل، کوئین میری کالج کی پرنسپل، گورنمنٹ کالج کا پرنسپل جہاں پر یہ افسوس ناک واقعہ ہوا اور اس کے علاوہ ایف۔سی کالج کے پرنسپل کے بارے میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ لوگ کئی کئی سالوں سے وہاں پر براجمان ہیں۔ کسی عوامی نمائندے کی بات سننا ان کی توہین ہے۔ ٹیلی فون پر بھی بات نہیں سنتے۔ ان کو وہاں پر پرنسپل شپ ادا کرتے ہوئے پندرہ پندرہ، بیس بیس سال ہو گئے ہیں۔ انھوں نے کالجوں کو اپنی ریاستیں بنایا ہوا ہے۔ وہاں تعلیم کے قواعد و ضوابط نہیں چلتے بلکہ ان کا اپنا حکم چلتا ہے۔ ان برائیوں کو ختم کرنے کے لیے میں بریگیڈیئر صاحب سے درخواست کروں گا کہ

وہ اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ایسے لوگ جو عوامی نمائندوں کی بات سننے کے لیے تیار نہیں ہیں، حق ناحق کا فیصلہ تو میرٹ پر ہوتا ہے، لیکن جو بات سننے کے لیے تیار نہیں ہے۔ کوئین میری کالج کی پرنسپل کا تبادلہ ہوا۔ خدا جانے وہ کس طرح پھر لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے آ گئی۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔ یہ منسٹر صاحب کریں گے۔ لیکن اس کے ساتھ آپ کے تعاون کی ضرورت ہوگی۔ کیونکہ ان شخصیات کو جب بھی کسی نے وہاں سے ہلایا ہے تو کوئی آپ جیسی شخصیات ان کے ساتھ آ گئیں اور پھر وہ وہاں پر رہ گئیں۔ یہاں وزیر تعلیم صاحب بھی کوشش کریں گے۔ آپ کا تعاون ضروری ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں آپ کی اطلاع کے لیے ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جب خواجہ صاحب تقریر فرما رہے تھے تو پارلیمانی سیکرٹری تعلیم ان کی بھرپور تائید کر رہے تھے اور ڈیسک بجا رہے تھے کہ یہ بالکل سچ فرما رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، وہ بالکل سچ فرما رہے ہیں۔ لیکن میں پھر عرض کروں گا کہ ایسی باتیں کرنے کا کیا فائدہ جن کو آپ سب جانتے ہیں؟ آپ وقت بچائیں۔ جی اترا صاحب۔

تحصیل نور پور ضلع خوشاب میں شدید طوفان و ژالہ باری سے تباہی و بربادی

ملک محمد حیات اترا، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے حلقہ پی پی۔ 34 کی تحصیل نور پور ضلع خوشاب میں ایک عشرہ قبل شدید ژالہ باری اور سخت طوفان کی وجہ سے ہزاروں ایکڑ کی فصلیں تباہ و برباد ہوگئیں اور کافی جانور بھی شدید ژالہ باری کی وجہ سے جان بحق ہو گئے، مکانات تباہ ہوئے، مساجد کے میناروں کو نقصان پہنچا اور ایک خاتون بھی جان سے ہاتھ دھو بیٹھی۔ لوگ پہلے سے زرعی قرضوں کے بوجھ تلے دبے ہوئے تھے اور اب وہ دو وقت کی روٹی سے محروم ہو گئے اور انہیں دیگر بے شمار پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ جس وجہ سے میرے حلقہ کے لوگوں میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔

لہٰذا متذکرہ مسئلہ اس بات کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' آپ جواب دیں گے۔

وزیر قانون، جی۔ جناب سپیکر! ڈپٹی کمشنر خوشاب سے ٹیلی فون پر حاصل کی گئی معلومات کے مطابق حالیہ ژالہ باری اور سخت طوفان بادوباراں کی وجہ سے نورپور تحصیل کے 26 دیہات متاثر ہوئے ہیں۔ جن میں سے 15 دیہات میں فصلات کو 50 فی صد یا اس سے زیادہ نقصان پہنچا ہے۔ ان دیہات کو آفت زدہ قرار دیا جا رہا ہے۔ جس سے زرعی قرضہ جات کی وصولی کو مؤخر کرنے کے لیے زرعی بنک اور محکمہ امداد باہمی کو تحریر کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ زرعی انکم ٹیکس' آبیانہ لوکل ریٹ وغیرہ کی معافی کے لیے بھی ضروری اقدامات کیے جائیں گے۔ جن دیہات میں 50 فی صد سے کم نقصان ہوا ہے۔ ان کے متعلق ڈپٹی کمشنر خوشاب کو ہدایت جاری کی جا رہی ہے کہ متاثرہ کاشت کاروں کو فوری طور پر قانون اور ضابطہ کے مطابق ریلیف مہیا کیا جائے۔ جو جانی نقصان ہوا ہے۔ ایک پرانے مکان کی چھت گرنے سے ایک لڑکی جان بحق ہوئی ہے۔ متوفیہ کے وارثان کو مالی معاوضہ جلد ادا کر دیا جائے گا۔ اسی طرح ہلاک شدہ مویشیوں کے مالکان کو بھی معاوضہ دیا جائے گا۔ متوفیہ کے لیے 50 ہزار اور فی مویشی 4 ہزار روپے معاوضہ دیا جائے گا۔ جناب سپیکر! میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ متعلقہ ضلعے کی انتظامیہ کو یہ ہدایت جاری کر دیں گے کہ نقصان کا جو جائزہ لیا جا رہا ہے یا اندازہ لگایا جا رہا ہے۔ اس سلسلے میں بھی متعلقہ ایم۔پی۔اے صاحب کو اعتماد میں لیا جائے اور جو معاوضہ دیا جائے گا۔ اس میں بھی انھیں اعتماد میں لے کر اور ان کو بتا کر کہ کون کون لوگ متاثر ہوئے ہیں۔ وہ معاوضہ ان کی نگرانی میں ادا کیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' شکریہ۔

ملک محمد حیات اترا، جناب سپیکر! یہ ذرا فوری طور پر ہو جائے۔ اس میں زیادہ دیر مناسب نہ ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' انشاء اللہ' یہ جلدی کر دیں گے۔ اب تحریک التوائے کار نمبر 25 جناب شاہد محمود بٹ صاحب کی ہے۔

ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولرز کی جگہ مجسٹریٹوں کی تعیناتی

جناب شاہد محمود بٹ، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ

ہے کہ حکومت نے حال ہی میں ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولرز (DFCs) کی جگہ مجسٹریٹ تعینات کر دیے ہیں۔ اس سے ایک طرف محکمہ خوراک کے ماتحت عملہ میں بے چینی پائی جاتی ہے جو DFC کے عہدہ پر ترقی پانے کے اہل ہیں اور دوسری طرف مجسٹریٹوں کو محکمہ خوراک کے فرائض سپرد کرنے سے باقی مجسٹریٹوں کی تعداد جو امن عامہ کی برقراری کے لیے دستیاب ہوں گے بہت کم ہو جائے گی اور مختصر سی ٹریننگ کے بعد جن مجسٹریٹوں کو بطور DFC تعینات کیا جا رہا ہے پورے طریقہ کار کا علم نہ ہونے کی وجہ سے ان کے لیے بھی مشکلات ہوں گی۔ ان حالات کی وجہ سے عوام میں بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہٰذا ایوان کی کارروائی روک کر بحث کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! متعلقہ منسٹر صاحب فرماتے ہیں کہ انھیں اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب قائم مقام سپیکر، کیا آپ اس کا جواب دینا پسند فرمائیں گے یا اس کو پینڈنگ کر لیں؟

وزیر خوراک (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)، بسم اللہ جی۔ میں جواب دینے کے لیے تیار ہوں۔ میں تو پورے محکمے کا حافظ ہوں' انشاء اللہ تعالیٰ۔ (قہقہے)

جناب قائم مقام سپیکر، مجسٹریٹ بھی آپ کے محکمے میں آتے ہیں؟

وزیر خوراک، نہیں جناب۔ وہ محکمہ پنڈی والوں کو دے دیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، اچھا جی۔

وزیر خوراک، جناب سپیکر! محکمہ خوراک میں ڈی۔ ایف۔ سی کا عہدہ ایک کلیدی اسامی ہے۔ پچھلے کئی سالوں کی جب ہم نے انکوائری کی تو معلوم ہوا کہ ایک ڈی۔ ایف۔ سی ہی ہے کہ جس کی وجہ سے گندم کی خورد برد کے سکینڈل ہوئے۔ چیف منسٹر پنجاب نے خصوصی طور پر کئی میٹنگیں کیں کہ محکمہ خوراک کی تطہیر کی جائے۔ چنانچہ ہم نے اس اسامی کو upgrade کیا۔ یہ پہلے 16 سکیل کی تھی۔ اب ہم نے اس کو 17 سکیل کا کیا ہے اور پھر اس پر اچھی شہرت والے ایس اینڈ جی۔ اے ڈی سے مجسٹریٹ مانگے' ای۔ اے۔ سی مانگے۔ وہ سارے لے کر پھر ہم نے ان کو ٹرین کیا اور ٹریننگ کے بعد ہمارے جو 29 فوڈ ڈسٹرکٹ ہیں' ان 29 فوڈ ڈسٹرکٹ میں نئے ڈی۔ ایف۔ سی جو کہ مجسٹریٹ ہیں ان کو تعینات کیا۔ اب ابھی اگلے سال کی procurement ہونی ہے۔ یہ کس طرح انھوں نے اندازہ لگا لیا کہ وہ نالائق ہوں گے اور وہ محکمے کو نقصان پہنچائیں گے اور اس طرح محکمے کا جو کام ہے وہ suffer ہوگا؟

دراصل اس کے پیچھے وہ جو پرانے ڈی۔ ایف۔ سی ہیں اور ان کے نیچے اے۔ ایف۔ سی' انسپکٹر اور سپروائزر کی شکل میں جو ایک chain بنی ہوئی ہے وہ تمام چونکہ اس کرپشن میں ملوث تھے' اب ان کو یہ کرپشن ختم ہوتی ہوئی اور اپنے گرد گھیرا تنگ ہوتا ہوا نظر آ رہا ہے' لہذا انھوں نے ایک بے بنیاد شک کا اظہار کر دیا کہ شاید یہ ڈی۔ ایف۔ سی ناکام ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر! آپ کو یاد ہوگا کہ آپ کی سربراہی میں پچھلے سال اِنہی دنوں میں جب اجلاس ہو رہا تھا تو پچھلے سال اپریل میں خاص طور پر ان دنوں میں ہمارے پاس ایک ایک دن کا سٹاک بھی نہیں تھا۔ ہم دانے دانے کو ترس رہے تھے اور ہمارے محترم ترین عوام لائنوں میں لگ کر آٹا حاصل کر رہے تھے اور آپ کو یہ بھی یاد ہو گا کہ میں نے اسی فلور پر کھڑے ہو کر کہا تھا کہ یہ caretakers کی یا پچھلی حکومت کی نالائقی ہے۔ اس بحث میں گئے بغیر جس طرح بھی ہو سکا ہم انشاء اللہ یکم مئی تک اس بحران پر قابو پا لیں گے۔ نئی فصل آ جائے گی۔ لیکن اگر اگلے سال کسی بھی قسم کا بحران آیا' میں اپنے آپ کو جواب دہی کے لیے آپ کے سامنے پیش کروں گا اور میں ذمہ دار ہوں گا۔ آج الحمد للہ' آپ نے یہ موقع دے دیا اور میں اپنے شاہد محمود بٹ صاحب کا بھی ممنون ہوں کہ انھوں نے مجھے یہ موقع فراہم کیا۔ میں اپنے ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ آج میرے پاس ساڑھے چار لاکھ ٹن فالتو گندم موجود ہے۔ یہ ہے good governance ۔ اسی لیے میں آپ کے توسط سے شاہد محمود بٹ صاحب کو اور پورے ہاؤس کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہم نے اچھی شہرت والے ڈی۔ ایف۔ سی لگائے ہیں۔ میں ذاتی طور پر اور خود چیف منسٹر صاحب ذاتی طور پر جس طرح مانیٹر کر رہے ہیں اور جس طرح ہم نے کچھ سسٹم میں تبدیلی کی ہے' اگر کہیں بھی کوئی خورد برد یا کوئی بھی نالائقی کا پہلو سامنے آیا تو میں ذمہ دار ہوں گا۔ لیکن ان پروفیشنل قسم کے اے۔ ایف۔ سی' انسپکٹر اور سپروائزر کی وجہ سے پچھلے تیس سالوں سے اس محکمے کو کرپشن کا نام دے دیا گیا۔ اس محکمہ خوراک کا دوسرا نام کرپشن تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر، wind up کر لیں۔ ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

وزیر خوراک، جناب سپیکر! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم نے جو یہ ایکسرسائز کی ہے' یہ محکمے کی بہتری کے لیے کی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم آپ کو ناامید نہیں کریں گے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔ تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوا۔ اب آپ ساتھ ہی یہ بتا دیجیے کہ گنے کے کاشت کاروں کی رقم کی ادائیگی کے سلسلے میں آپ نے کیا اقدامات کیے ہیں؟

وزیر خوراک، شکریہ جناب سپیکر۔ گنے کے کاشت کاروں کو ملوں کی طرف سے رقوم کی ادائیگی نہ ہونے کا جو مسئلہ تھا وہ دن بدن اتنا سنجیدہ ہوتا گیا کہ وزیر اعلیٰ نے خصوصی دِل چسپی لے کر ایک سپیشل کمیٹی بنائی جس میں چار معزز وزراء، سیکرٹری فوڈ، سیکرٹری فنانس، سیکرٹری زراعت، یہ سب اس میں شامل تھے۔ انھوں نے حکم یہ دیا، یعنی اس مسئلے میں ان کی دِل چسپی کا ذرا اندازہ لگائیں کہ انھوں نے حکم دیا کہ تین دن کے اندر یہ تمام معاملہ حل کر کے مجھے رپورٹ دیں۔ میں نے کاشت کاروں کو اور ان کے نمائندگان کو تکلیف دی۔ میں نے شوگر ملز کے مالکان کو جو کہ ظاہر ہے کہ بہت بڑے آدمی ہوتے ہیں لیکن ان کو بھی میں نے بلایا اور پچھلے کئی دنوں سے میں نے ان سے جو مذاکرات کیے۔ اب آپ نے مجھے یہ موقع فراہم کیا ہے تو میں اس کی روشنی میں پورے ہاؤس کو ذرا بتانا چاہتا ہوں اور میں پورے ہاؤس کی توجہ بھی چاہتا ہوں۔ پورے پاکستان کی تقریباً ساڑھے تیرہ یا چودہ کروڑ جو بھی آبادی ہے اس کی سالانہ جو ضرورت ہے وہ 27 لاکھ ٹن چینی ہے۔ پچھلے سال ہماری ملکی پیداوار 24 لاکھ ٹن ہوئی۔ 3 لاکھ ٹن کی کمی تھی اور آپ کو یاد ہو گا کہ بے نظیر صاحبہ نے بھی ایک بیان دیا تھا کہ گندم کا بحران تو شاید حل ہو جائے۔ اس کے بعد چینی کا بحران بھی آنے والا ہے۔ یہ انھی اعداد و شمار کی بنیاد پر انھوں نے بیان دیا تھا۔ حکومت نے اس میں ایک safe side کے طور پر یہ کیا کہ 8 لاکھ ٹن چینی درآمد کر لی۔ اب 3 لاکھ ٹن یا 4 لاکھ ٹن کی تو ضرورت تھی۔ 4 لاکھ ٹن فاضل ہو گئی کہ چلو اگلے سال بھی کام آئے گی۔ میاں نواز شریف نے زمینداروں کو جو incentive دیا۔ گنے کی قیمت بڑھائی۔ اللہ تعالیٰ نے موسم بھی سازگار رکھا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس سال کل تک 35 لاکھ ٹن چینی تیار ہو چکی ہے۔ الحمدللہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! 8 لاکھ ٹن چینی اس سال فاضل ہو گئی۔ 4 لاکھ ٹن چینی پچھلے سال کی درآمد شدہ فاضل ہے۔ اب 12 لاکھ ٹن چینی فالتو پڑی ہے۔ پھر اس سال جو گنا پیدا ہوا ہے اس کی قیمت تقریباً 40 ارب روپے ہے۔ اب اس وقت کاشت کاروں کا کوئی اڑھائی، پونے تین ارب روپیہ ملوں کے نام نکلتا ہے۔ ساڑھے 37 ارب روپیہ وہ ادا کر چکے ہیں۔ اب چینی فاضل ہے۔ باہر پوری بین الاقوامی منڈیوں میں قیمت کم ہے وہ اگر ایکسپورٹ کرتے ہیں تو نقصان ہوتا ہے۔ اگر ایکسپورٹ نہیں کرتے رقم نہیں آتی اور کاشتکاروں کی رقم نہیں ملتی۔ اس سارے معاملے میں status quo تھا۔ لیکن وزیر اعلیٰ کی خصوصی دلچسپی چار وزراء، سیکرٹری صاحبان کے روزانہ مذاکرات کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہم نے کہا کہ نہیں،

کاشتکاروں کا مفاد ہمیں سب سے عزیز ہے۔ آپ برداشت کر سکتے ہیں، لیکن کاشتکار برداشت نہیں کر سکتا، اس لیے کہ جس نے اسے ڈی پی یا کسی اور بنک سے چالیس، پچاس ہزار روپے قرضہ لیا ہے اس کے پیچھے تو تحصیلدار recovery کے لیے بھاگتا ہے، وہ تو ان کو پکڑ کر اندر دے رہے ہیں اور آپ نے ان کی رقم دینی ہے اور آپ کا جواب چاہے genuine ہے کہ آپ کی چینی پڑی ہے اور یہ بک نہیں رہی آپ کے پاس پیسے نہیں۔ نہیں، یہ بات نہیں ہے ۔ جناب سپیکر! مختصراً اس کا حل یہ نکالا کہ سٹیٹ بنک کو حکومت نے اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے خصوصی طور پر یہ آرڈر دیا کہ کم از کم چار ارب روپے کی شوگر ملوں کو آپ limit دیں ۔ یہ میٹنگ ہونی ہے، اس کی 28 تاریخ مقرر ہو چکی ہے۔ کل کی میٹنگ میں انھوں نے مجھے بتایا کہ ہمیں 99.9 فیصد یقین ہے کہ وہ چار ارب روپیہ مل جائے گا اور جونہی یہ روپیہ ملے گا کاشتکاروں کو یہ رقم جو تین یا پونے تین ارب روپے کے قریب بنتی ہے یہ ساری کی ساری ادا ہو جائے گی۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی گزارش کرتا چلوں اور یہ خوش آئند بات ہے لیکن جہاں یہ ملکی سطح پر خوش آئند ہے وہاں کاشتکاروں کے لیے لمحۂ فکریہ بھی ہے کہ پاکستان کی ضروریات 28 لاکھ ٹن ہے اور پیداوار 35 لاکھ ٹن ہو گئی ہے اور شوگر ملوں کی نگرز کے مطابق اگلے سال یہ پیداوار ان شاء اللہ تعالیٰ چالیس لاکھ ٹن ہو گی۔ اس کے لیے ابھی سے ہمیں پالیسی بنانی پڑے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ وہ بھی ہم نے recommend کر کے بھیج دیا ہے کہ یہ جو فالتو چینی ہے اس کی ایکسپورٹ کا بندوبست کیا جائے تاکہ بروقت رقم آئے اور ہمارے کاشتکاروں کو یہ رقم ملے۔

جناب سپیکر! آپ جو بھی ہدایت فرمائیں گے وہ ان شاء اللہ تعالیٰ تعمیل حکم ہو گی۔ شکریہ جناب!

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرے بھائی عاکوانی صاحب نے بڑے عمدہ الفاظ میں یہ سارا کچھ بتایا مگر انھوں نے یہ نہیں بتایا کہ یہ crisis کیسے شروع ہوا۔ جناب والا! یہ crisis اس لیے شروع ہوا کہ گزشتہ سال جب ہماری ملکی پیداوار بھی surplus تھی، چینی کی ہماری جو پیداوار تھی وہ ہماری ضرورت سے کچھ زیادہ تھی۔۔۔۔۔۔

وزیر خوراک، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سعید اکبر خان، میں خود پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔ جب میرا پوائنٹ آف آرڈر dispose

of ہو گا اس کے بعد آپ بولیں گے۔

جناب سپیکر! اس گورنمنٹ کی غلط پالیسی کی وجہ سے یہ بحران پیدا ہوا۔ جب ہمارے پاس already sugar surplus تھی -------

جناب قائم مقام سپیکر، خان صاحب! آپ ماشاء اللہ بڑے منجھے ہوئے پارلیمنٹیرین ہیں' آپ پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر کر رہے ہیں۔ آگے زیادہ اہم چیزیں ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، نہیں جناب والا! میں اس ایوان کو بتا رہا ہوں کہ یہ crisis کیوں پیدا ہوا۔ جب ہمارے پاس پہلے ہی پیداوار پوری تھی اس گورنمنٹ کی غلط پالیسی کی وجہ سے یہ بحران پیدا ہوا۔ انھوں نے باہر سے چینی امپورٹ کر لی جس کی وجہ سے آج تک ہمارا کاشتکار اور ہمارا ملک suffer کر رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کی مہربانی۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب اختر محمود ایڈووکیٹ، جناب سپیکر! میں ایک تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، پڑھیے ذرا۔ دیکھیں کیا ہے۔

قرارداد

قوم کی لوٹی ہوئی دولت کی قومی خزانے میں واپسی

جناب اختر محمود ایڈووکیٹ، جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں،

> کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997ء کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 32 اور قاعدہ 115 کو معطل کیا جائے تاکہ قوم کی لوٹی ہوئی دولت قومی خزانے میں واپس لانے کے بارے میں قرارداد پیش کی جا سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے۔

> کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997ء کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 32 اور قاعدہ 115 کو معطل کیا جائے تاکہ قوم کی لوٹی ہوئی دولت قومی خزانے میں واپس لانے کے بارے میں قرارداد پیش کی جا سکے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی فرمائیے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! مجھے اس پر قطعاً اعتراض نہیں ہے کہ ملک کی لوٹی ہوئی رقم کو واپس لانا چاہیے۔ لیکن اس کی اس وقت کیا ایمرجنسی ہے کہ اسی وقت ملک کی لوٹی ہوئی رقم واپس لانی چاہیے۔ اس میں میری یہ گزارش ہے کہ آپ اسے منظور فرمالیں اور اس پر اس ایوان میں بحث کروالیں تاکہ جس آدمی کے دل میں کوئی بھی بات ہے اس کا وہ اظہار کرے۔ 1980ء سے لے کر آج تک وہ تمام لوٹی ہوئی رقم چاہے وہ میرے پاس ہے' چاہے میرے کسی اور دوست کے پاس ہے وہ بحث میں آجائے اور سب کا تمام نقطۂ نظر سامنے آجائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔ آپ تشریف رکھیں۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے،

کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997ء کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 32 اور قاعدہ 115 کو معطل کیا جائے تاکہ قوم کی لوٹی ہوئی دولت قومی خزانے میں واپس لانے کے بارے میں قرارداد پیش کی جاسکے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب اختر محمود ایڈووکیٹ، شکریہ جناب سپیکر۔

جناب والا! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں،

کہ یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ قوم کی لوٹی ہوئی دولت قومی خزانے میں واپس لانے اور اس لوٹ کھسوٹ میں ملوث افراد کو قوم کے سامنے بے نقاب کرنے کے لیے حکومت اقدامات کرے اور اس کو اولین ترجیح قرار دیا جائے۔ قومی دولت لوٹنے والے سیاسی منصب کا غلط استعمال کرتے ہوئے قومی خزانے کو عیش و عشرت اور الّوں تلّوں پر ضائع کر کے قومی خزانے کو نقصان پہنچانے والوں کے خلاف موثر اقدامات کیے جائیں۔ ان کے سیاسی مرتبے کا لحاظ کیے بغیر ان کو بے نقاب کرتے ہوئے کیفر کردار تک پہنچایا جائے اور اسے اولین قومی ترجیح قرار دیا جائے تاکہ آئندہ کسی کو بھی

قومی خزانہ لوٹنے کی جرأت نہ ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے،

کہ یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ قوم کی لوٹی ہوئی دولت قومی خزانے میں واپس لانے اور اس لوٹ کھسوٹ میں ملوث افراد کو قوم کے سامنے بے نقاب کرنے کے لیے حکومت اقدامات کرے اور اس کو اولین ترجیح قرار دیا جائے۔ قومی دولت لوٹنے والے سیاسی منصب کا غلط استعمال کرتے ہوئے قومی خزانے کو عیش و عشرت اور الٹوں تلٹوں پر ضائع کر کے قومی خزانے کو نقصان پہنچانے والوں کے خلاف موثر اقدامات کیے جائیں۔ ان کے سیاسی مرتبے کا لحاظ کیے بغیر ان کو بے نقاب کرتے ہوئے کیفر کردار تک پہنچایا جائے اور اسے اولین قومی ترجیح قرار دیا جائے تاکہ آئندہ کسی کو بھی قومی خزانہ لوٹنے کی جرأت نہ ہو۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔ میں اس کی مخالفت اس لیے کرتا ہوں کہ اس کو ڈسکس کیا جائے اور تمام آدمیوں کا یہاں ذکر آئے اور جو بھی ہیں ان کو بے نقاب کیا جائے اور ان کے نام آنے چاہییں جن سے ہم نے یہ رقم واپس لینی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، چونکہ اس کی مخالفت کی گئی اب محرک اپنی اس تحریک کے حق میں اگر کوئی تقریر کرنا چاہیں یا کوئی بات کرنا چاہیں تو فرمائیں۔

جناب اختر محمود ایڈووکیٹ، جناب والا! پچھلے تقریباً سوا سال سے یہ قوم اضطراب اور بے چینی کا شکار ہے اس لیے کہ جب ہم اپنے اپنے علاقوں کے معاملات اور مسائل کو یہاں لے کر آتے ہیں تو ہمیں ایک جواب ملتا ہے اور وہ جواب یہ ہے کہ اس وقت قومی خزانہ خالی ہے' وسائل دستیاب نہیں لہٰذا پینے کا صاف پانی میسر نہیں آ سکتا' لہٰذا سکولوں میں سٹاف پورا نہیں کیا جا سکتا' لہٰذا سکولوں کی چار دیواریاں مکمل نہیں کی جا سکتیں' لہٰذا سڑکیں جو ادھوری پڑی ہیں اور جہاں بننی چاہییں وہ نہیں بن سکتیں۔

ان تمام مسائل اور معاملات کو جب قومی سطح پر زیر بحث لایا جاتا ہے تو پوری دنیا یہ بات جانتی ہے کہ ہمارے ان حکمرانوں نے جو ساڑھے تین سال کے عرصے میں ماضی قریب میں یہاں

برسر اقتدار رہے' انھوں نے کس کس انداز سے اپنی عیش و عشرت کے لیے ' اپنی انا کی تسکین کے لیے اپنے تلوں میں یہ قومی دولت ضائع کی۔ جناب والا! دور کی بات نہیں ۔ آج جو سوالات اس اسمبلی میں پیش ہوئے اور جن کے جوابات آئے اگر آپ صرف انھیں ہی ملاحظہ فرمالیں تو آپ دیکھیں گے کہ 7 کلب روڈ جو وزیر اعلیٰ کا سیکرٹریٹ یا رہائش گاہ ہے ' پہلے سے مزین تھا اور اس میں ضرورت کی تمام تر چیزیں موجود تھیں مگر اس کے باوجود 94-1993ء میں وہاں پر 75 لاکھ روپیہ خرچ کیا گیا۔ اور اس کے اگلے سال میں اتفاق سے اس معزز ایوان کے رکن کی شادی ہوئی اور ان کے والد محترم جو اس وقت وزیراعلیٰ تھے انھوں نے مزید ایک کروڑ اور 35 لاکھ روپیہ اس 7 کلب روڈ پر خرچ کرنا ضروری سمجھا۔ اس کی تفصیلات آج کے اس ریکارڈ میں ایوان میں موجود ہیں ۔ یہ محض نمونہ مشتے از خروارے ہیں ۔ وگرنہ کون نہیں جانتا کہ صوبے میں کیا ہوتا رہا ' مرکز میں کیا ہوتا رہا اور جو ten percent تھے وہ کس طرح cent percent بن گئے۔ جناب والا! یہاں پر کہا گیا کہ اس پر تفصیلی بحث کی جائے۔ آج شاید میرے دوست ان یورپین اخباروں کا مطالعہ نہیں کر رہے جو واضح طور پر نہ صرف یہ کہ الزامات لگا رہے ہیں' بلکہ ان کے ثبوت مہیا کر رہے ہیں کہ کس طرح بیرون ملک ان عشرت کدوں کو تعمیر کیا گیا۔ انھیں خریدا گیا اور ان پر جو قومی دولت' جو لوٹ کھسوٹ کے ذریعے' جو رشوت کے ذریعے اور جو بددیانتی کے ذریعے حاصل کی گئی اسے کس انداز سے استعمال کیا گیا۔ میرے فاضل دوستوں کو اس بات کا بخوبی احساس ہونا چاہیے کہ جناب وفاقی سیکرٹری جو کہ ان کے منظور نظر تھے ' کس طرح ان کے لاکروں سے کروڑوں روپے برآمد ہوئے اور کس کس انداز سے قوم کو لوٹا گیا۔ قوم جس طرح 1997ء میں یک زبان ہو کر ان کے خلاف مکمل احتساب کا مطالبہ کر رہی تھی اور ہماری خدا سے اور خدا کے بندوں سے یہ commitment تھی کہ ہم ان شاء اللہ اس احتساب کے ذریعے ان کے پیٹ چاک کر کے ان سے لوٹی ہوئی قومی دولت نکالیں گے اور قوم کے قدموں پر نچھاور کر دیں گے۔ مجھے نہیں پتا کہ وہ کونسی مصلحتیں ہیں کہ جن کے تحت ابھی تک وہ چہرے بے نقاب نہیں ہوئے' ابھی تک وہ لوگ کیفر کردار تک نہیں پہنچے۔ جناب والا! کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ ان کے سیاسی مناصب کا غلط استعمال آج پورے پاکستان کے چودہ کروڑ عوام خیبر سے لے کر کراچی تک ہر شخص پر ہے' ان کی بددیانتیوں کے قصوں سے قومی اخبارات بھرے پڑے ہیں۔ کیا اس کے باوجود کسی نوع کی مزید بحث کی گنجائش باقی ہے؟ میں نے ایک بات کی ہے جو اصول کی بات ہے ۔ میرے ضمیر کا تقاضا ہے

کہ میں اس مقدس ایوان کا رکن ہوتے ہوئے آپ کی وساطت سے اس ایوان کی طرف سے وفاقی حکومت سے یہ سفارش کروں کہ جناب' یہ آپ کی اولین ترجیح ہونی چاہیے ۔ مجھے پتا ہے کہ وفاقی حکومت کے خلاف کس کس انداز کی سازشوں کے ڈول ڈالے گئے ۔ کس کس انداز سے منفی طریق سیاست کے ذریعے ہماری حکومت کے خلاف سازشیں کی گئیں۔ میاں نواز شریف اب کسی فرد کا نام نہیں رہا۔ اب وہ نام ہے ایک منزل مراد کا ۔ ایک جدو جہد کا' ایک کوشش کا' ایک عمل کا اور وہ مظہر ہے پورے چودہ کروڑ عوام کی امنگوں کا۔

جناب والا! مجھے آپ کی وساطت سے یہ بھی کہنا ہے،

زندگی ان کی بھی گزر جاتی ہے جو جاہ و جلال کے لیے جیتے ہیں
مر وہ بھی جاتے ہیں جو مال و منال کے لیے جیتے ہیں
زندگی بسر وہ بھی کر جاتے ہیں جو خدو خال کے لیے جیتے ہیں
مرنا ان کا بھی نصیبا ہے جو کسب کمال کے لیے جیتے ہیں
مگر،
جینا صرف ان کا جینا ہے جو خدمت بنی نوع بشر کے لیے جیتے ہیں
جو حیات و کائنات کی زلفیں سنوارنے کے لیے جیتے ہیں

جناب والا! ہماری اس قوم سے firm commitment ہے کہ ہم قائد اعظم اور اقبال کے اور کروڑوں مسلمانوں ' لاکھوں شہیدوں کے خوابوں کی سرزمین کو ان ظالموں ' لٹیروں اور غاصبوں کے ہاتھوں برباد نہیں ہونے دیں گے،

سوال کرتے ہیں لمحے جواب ہیں ہم لوگ
نئی سحر کے نئے آفتاب ہیں ہم لوگ
یہ فیصلہ ہے وطن کو سجا کے دم لیں گے
جو چل پڑے ہیں تو منزل پہ جا کے دم لیں گے

جناب والا! جہاں تک ان کی اس بات کا تعلق ہے میں ان کی خدمت میں آپ کی وساطت سے یہ شعر پیش کرنا چاہتا ہوں کہ،

غریب شہر ہوں اور اس چمن کو
خود اپنے ہی لہو سے سینچتا ہوں
وہ تیری صف میں ہو یا میری صف میں
میں ہر اس ظالم پہ لعنت بھیجتا ہوں

جناب قائم مقام سپیکر، جناب ارشد عمران سلہری صاحب!

جناب ارشد عمران سلہری، شکریہ' جناب سپیکر۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! محرک کے بعد جس نے اس کی مخالفت کی ہو اس کو بات کرنے کا موقع دیا جاتا ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ فاضل دوست کو قرارداد کی کاپی دے دی جائے۔

جناب قائم قائم سپیکر، اس قرارداد کے دو محرک ہیں۔ سلہری صاحب بھی اس کے محرک ہیں۔ ان کے بعد آپ کو موقع دیا جائے گا۔ہم روایت نہیں توڑتے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! یہ ایک بہت اہم مسئلہ ہے ۔ جس کو پنجاب کے اس سب سے بڑے فورم پر اختر محمود صاحب اور میں قرارداد کی شکل میں لے کر آئے ہیں۔ جناب سپیکر! پاکستان کو معرض وجود میں آئے پچاس سال ہو چکے ہیں ۔ ان پچاس سالوں کے اندر پاکستان کے قومی خزانے کو جس طرح سے لوٹا گیا اور اس کے بعد پچاس سال کے اندر جو چیز یہاں پہ پختہ ہوئی کہ تحریک پاکستان کے اندر ہرمسلمان کی ایک سوچ تھی کہ پاکستان کو حاصل کرنے کے لیے جس چیز کی قربانی دے سکتے ہیں ہم دینے کے لیے تیار ہیں اور قربانیاں دیں۔ لیکن جب پاکستان بن گیا۔پاکستان بننے کے بعد ہماری ترجیحات تبدیل ہوگئیں کہ پاکستان سے راتوں رات جو کچھ ہمیں حاصل ہو سکتا ہے وہ ہمیں کر لینا چاہیے ۔ جناب سپیکر! پچاس سال کے عرصے میں ہم نے معاشرے کو کیا کچھ دیا' رشوت اور کرپشن۔ پاکستان پوری دنیا میں رشوت اور کرپشن میں دوسرے نمبر پر ہے۔

جناب سپیکر! میں عرض کر رہا ہوں کہ سابقہ ادوار میں جو کچھ اس ملک کے اندر ہوتا رہا ہے اور جو حکمران اپنے عہدوں کے ذریعے اس ملک کے ساتھ کرتے رہے ہیں۔ جناب سپیکر! میرے بھائی نے بالکل درست کہا کہ وزیر اعلیٰ صاحب سے اور وزیر اعظم صاحب سے یہ بات کرتے ہیں کہ ہمارے علاقوں

کی تعمیر و ترقی ہونی چاہیے۔ جواب یہ ملتا ہے کہ خزانے خالی ہیں۔ جناب سپیکر! یہ خزانے کیوں خالی ہوئے؟ میں بتاتا ہوں کہ یہ مرحوم ذوالفقار علی بھٹو کے دور کی بات ہے کہ جب شمالی علاقہ جات میں ایک بہت بڑا زلزلہ آیا تھا۔ اور بشام میں بہت زیادہ نقصان ہوا تھا۔ بھٹو صاحب ذاتی طور پر وہاں تشریف لے گئے اور وہاں انھوں نے کہا کہ ہمیں اتنی امداد ملی ہے کہ ہم اس علاقے کو سوئٹزرلینڈ کی طرح بنا دیں گے۔ جناب سپیکر! آج بھی جا کر دیکھ سکتے ہیں کہ وہ اربوں روپیہ جو امداد کے لیے ملا تھا وہ کہاں خرچ ہوا۔ میرے بھائی بالکل درست کہہ رہے ہیں کہ وہ سوئٹزرلینڈ کے بنکوں میں چلا گیا۔ اس وقت کے اخبارات یہ گواہی دیں گے کہ بھٹو صاحب نے فرمایا اور یہ شہ سرخیوں میں اس وقت شائع ہوا اور آج بھی پیپلز پارٹی بھٹو کی اسی سنت کے اوپر عمل کر رہی ہے۔ کہ قومی خزانہ خواہ وہ تعمیر و ترقی کے لیے ہو، خواہ وہ غریبوں کے لیے ہو، خواہ وہ بیت المال کی رقم ہو اسے کس طریقے سے لوٹا جائے۔ جناب سپیکر! سابقہ دور میں پاکستان کے عوام کے پیسے کو شیرِ مادر سمجھ کر خرچ کیا گیا، اس سے جیبیں بھری گئیں۔ جناب سپیکر! ابھی کل یہاں پر میرے ایک دوست نے سوال کیا تھا کہ سابقہ حکومت کے دور میں PUDP کے تحت 4 ارب روپے لاہور کی ترقی کے لیے ملے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ سابقہ دور میں حکومت نے دو مرتبہ لاہور کی تعمیر و ترقی کے پیکج کا اعلان کیا۔ ایک مرتبہ 4 ارب روپے کا اور دوسری مرتبہ اسی فورم پر افضل سندھو صاحب نے 70 کروڑ روپے کا پیکج دیا۔ جناب سپیکر! ہم یہاں کے رہائشی ہیں، ہمیں بتایا جائے کہ وہ پیسے کہاں پہ خرچ ہوئے؟ یہ اربوں روپے جو کہ ہم نے 11 فی صد کے حساب سے قرض میں لیے، قوم آج بھی اس کا سود ادا کر رہی ہے یہ سب کے سب انھوں نے اپنی جیبوں میں بھرے۔ جناب والا! اسی طرح کمیونٹی سنٹرز کا مسئلہ ہے کہ ان وڈیروں نے، سابقہ حکمرانوں نے کروڑوں روپے کمیونٹی سنٹرز کے نام پر خرچ کیے۔ لیکن اصل میں انھوں نے اس رقم سے اپنی جاگیروں کے اندر محلات تعمیر کیے۔ میں اپنے اقلیتی بھائیوں کو، مسیحی دوستوں کو داد دیتا ہوں کہ انھوں نے جو کمیونٹی سنٹرز بنائے وہ واقعی بنائے گئے۔ آپ آج بھی جا کر دیکھ سکتے ہیں کہ ایک ایک پیسہ ان کمیونٹی سنٹرز پر ہی خرچ ہوا ہے۔ یہاں ابھی بات ہوئی تھی کہ گندم کا بحران کیوں آیا؟ جناب والا! سابقہ دور میں گندم کے بحران اس لیے آئے کہ کاغذات میں تو گندم موجود تھی لیکن سٹاک کے اندر موقع پر اس وقت گندم موجود نہیں تھی۔ اس وقت اربوں روپے گندم درآمد کرنے کی مد میں کھائے گئے۔ پیپلز پارٹی اور سابقہ حکومت کے ایک جرم کی سب سے بڑی مثال مہران بنک سکینڈل

ہے۔ آپ اس کی چھان بین کرلیں۔ انھوں نے اس کے ثبوت مٹانے کے لیے مہران بینک کو نیشنل بینک میں ضم کر دیا تاکہ وہ کھاتے بند ہو جائیں۔ جناب سپیکر! یہ افسوس کی بات ہے کہ اتنے بڑے بڑے یہاں پر سکینڈل ہوئے جبکہ میرے دوست کہتے ہیں کہ اس موضوع پر بات نہیں ہونی چاہیے۔

جناب والا! پاکستان میں درآمدی تیل کے جہاز ابھی پہنچے نہیں تھے' راستے میں تھے لیکن ان کو معاوضہ پہ بیچ کر وہ رقم اپنی جیبوں کے اندر ڈال لی۔ اس کے بعد تھرمل بجلی کے معاہدوں سے آج قوم کا بچہ بچہ واقف ہے کہ صرف رشوت اور کرپشن کے لیے یہ معاہدے کیے گئے۔ اور پوری قوم کو ان کمپنیوں کے آگے گروی رکھ دیا گیا۔ جناب والا! یہی معاہدے بنگلہ دیش' ملائشیا' مصر و دیگر ممالک کے ساتھ نصف نرخوں پر ہوئے ہیں۔ بنگلہ دیش تو کل معاہدہ کر رہا ہے جبکہ پاکستان نے آج سے تین سال پہلے یہ معاہدے کیے تھے۔ کیا وجہ ہے' یہ کم ریٹ پر کیوں ہیں؟ جناب سپیکر! اصل وجہ کمیشن تھی۔ اس میں انھوں نے اربوں روپے کمیشن کی صورت میں کھایا۔ یہاں آپ کی اجازت سے میں ایک اخبار کی تحریر پڑھنا چاہتا ہوں۔ "لشکر" کے اندر یہ لکھا گیا کہ:

> "پاکستان میں بجلی کی کمپنیاں کھولنے والے مغربی سرمایہ دار نو سربازوں کا ٹولہ ہے۔ جنھوں نے مقامی جرائم پیشہ لوگوں سے ملی بھگت کی جو کہ اتفاق سے اس وقت ملک کے حکمران بھی تھے اور وہ دُگنے نرخوں پر بجلی فروخت کر رہے ہیں۔ان کی اپنی سرمایہ کاری بہت کم ہے۔ باقی رقم قرض سے حاصل کی گئی اور وہ ڈالروں میں رقم وصول کر رہے ہیں۔"

جناب سپیکر! گویا پاکستان اپنے ہی ملک میں بجلی پیدا کر کے بیرون ملک سے درآمد کر رہا ہے۔ یہ ایک بہت بڑا المیہ ہے' بہت بڑا سانحہ ہے کہ باپ نے صرف کرسی کی خاطر آدھا پاکستان کھو دیا اور اس کی بیٹی نے رشوت کی خاطر پورے پاکستان کے عوام کو گروی رکھ دیا۔ جناب والا! ابھی ڈیڑھ سال کی بات ہے۔ گزشتہ دور میں سابق وزیراعلیٰ پنجاب نے قومی خزانے کو شاہ خرچیوں پر لٹایا۔ میرے بھائی بات کر رہے تھے کہ انھوں نے اڑھائی کروڑ روپے 7 کلب کی تزئین و آرائش پر خرچ کر دیے۔ آج غریب آدمی کو پینے کا پانی میسر نہیں ہوتا' اپنی نوجوان نسل کو سکولوں میں داخل کرواتے ہیں تو ان کے لیے وہاں پر ٹاٹ موجود نہیں ہیں لیکن سابقہ شہنشاہ منظور احمد وٹو صاحب اس رہائش گاہ کی تزئین و آرائش پر جو کہ پہلے ہی بہت اعلیٰ تھی ایک کروڑ روپے خرچ کرتے ہیں۔ اس کے بعد ان کے

بیٹے کی، جو اتفاق سے اس ایوان کے ممبر بھی ہیں، شادی آئی ہے تو ڈیڑھ کروڑ روپے اس پر خرچ کر دیے جاتے ہیں۔ جناب والا! وہاں پر لسبیلہ کا سب سے قیمتی پتھر لگوایا جاتا ہے۔ پھر وہ بھی پسند نہیں آتا تو اس کے اوپر wall to wall کارپٹ لگانے کے لیے کروڑوں روپے خرچ کیے جاتے ہیں۔

چودھری محمد صفدر شاکر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی فرمائیے!

چودھری محمد صفدر شاکر: جناب سپیکر! میں اپنے بھائی ارشد عمران سلہری صاحب کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ پوری قوم جانتی ہے کہ کن لوگوں نے لوٹا ہے، کتنی بے دردی سے لوٹا ہے اور لوٹ کا مال کہاں رکھا ہے۔ میں ان کو یہ یقین دہانی کراتا ہوں کہ ان شاء اللہ، اللہ کے فضل سے وہ وقت آنے والا ہے کہ جن لوگوں نے اس ملک کی دولت لوٹی ہے وہ واپس لی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: صفدر شاکر صاحب! آپ بیٹھیں، کارروائی آگے چلنے دیں۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ آپ مداخلت نہ کریں تاکہ ہم یہ بات وقت پر ختم کر سکیں۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ پھر اس 7 کلب روڈ پر اس شہنشاہ کے بیٹے کی ایک رات کی سہاگ رات کے لیے کمرہ عروسی پر لاکھوں روپے خرچ کیے گئے۔ یہ سب کچھ قومی خزانے سے خرچ ہوا۔ اس کے بعد وزیراعلیٰ کے priority programme کے فنڈز میں سے کروڑوں روپے کا فرنیچر خریدا گیا۔ اور ہوا یہ کہ اگر اس فرنیچر کی قیمت 30 ہزار ہے تو کاغذات میں 60 ہزار لکھی گئی۔ جناب والا! انتہائی افسوس کی بات ہے کہ اس کی خریداری کے لیے پورے صوبے کے اندر کوئی ایسا آدمی یا خاتون ان کو نہیں ملی کہ وہ یہ فرنیچر خریدتی۔ بیرون ملک سے امریکی شہریت رکھنے والی ایک خاتون کو اس کام کے لیے مقرر کیا گیا۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں ہاؤس کا قائم آدھے گھنٹے کے لیے بڑھاتا ہوں۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! اپنے ذاتی استعمال کے لیے ہیئر ڈرائر، جوگرز اور gold plated cutlery خریدی گئی اور آج کوئی بھی معزز ممبر جا کر سابق وزیر اعلیٰ پنجاب کا ماڈل ٹاؤن میں گھر دیکھ سکتا ہے کہ وہاں تو دو دو سال سے سفیدی تک نہیں ہوئی۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ جب قومی خزانہ ان کی صوابدید پر ہوتا ہے تو وہ اپنے بیٹے کی شادی پر قومی خزانے سے کروڑوں روپے خرچ کرتا ہے۔ کروڑوں روپے کے long range telephone خرید کیے گئے، 7 کلب کے لیے 17

کے قریب موبائل فون خریدے گئے۔ ریکارڈ ہمیں نہیں بتاتا کہ وہ کن کے پاس ہیں؟ جناب والا! ان میں سے کئی ایسی چیزیں ہیں جو ہمارے فاضل سابق وزیر اعلیٰ پنجاب ساتھ لے گئے ۔ وہ قومی ملکیت تھیں لیکن ابھی تک ان کو واپس نہیں کیا گیا۔ جناب والا! جیسا کہ میں نے کہا کہ یہ رقم وزیر اعلیٰ کے ترجیحی پروگراموں کے لیے تھی کہ اگر وزیر اعلیٰ کسی علاقے میں جاتا ہے اور وہاں دیکھتا ہے کہ یہاں پینے کے لیے پانی نہیں ہے تو اس کے لیے یہ رقم تھی جو کہ الٹوں تللوں پر خرچ کی گئی۔ مجھے تو یہ بھی شک ہے کہ وساوے والا میں ان کے بیٹے کا جو دس ہزار افراد کا ولیمہ ہوا وہ رقم بھی یقیناً قومی خزانے سے دی گئی ہوگی۔ جناب والا! پچھلے تین سالوں میں جب ہم اپوزیشن میں تھے تو بہت سے معاملات کو ایوان میں پیش کرتے رہے' ہیلی کاپٹر کا مسئلہ بھی ہے۔ جب میں پہلی دفعہ ممبر بن کر آیا تو میری پہلی تقریر بیت المال پر تھی کہ سابقہ وزیر اعلیٰ نے بیت المال کا کروڑوں روپیہ اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کے اندر بانٹا اور میں نے اس وقت ایوان کے اندر پوری لسٹ دی تھی۔ جناب والا! اس وقت یہ باتیں ہمارے لیے لمحہ فکریہ ہیں ۔ اس لیے ہماری قرارداد کو منظور کرتے ہوئے اس پر موثر قانون سازی ہونی چاہیے۔ جب پاکستان مسلم لیگ ' اور میرا قائد الیکشن کے لیے عوام کے سامنے گیا تھا تو پوری قوم کے ساتھ ایک وعدہ تھا کہ ہم ان لٹیروں سے' ان چوروں سے قوم کی لوٹی ہوئی دولت کو واپس لے کر آئیں گے۔ اس لیے میری گزارش ہے کہ اس قرارداد کو منظور کیا جائے اور اس پر موثر قانون سازی کی جائے۔ شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر، سردار سعید اکبر خان صاحب۔

جناب سعید اکبر خان، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O جناب سپیکر! میں آپ کا تہ دل سے مشکور ہوں۔۔۔۔

خواجہ ریاض محمود، جناب والا! ان کے بعد مجھے بھی ٹائم دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی بسم اللہ' آپ سارا ہاؤس بولنا چاہیے تو بھی مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ آپ کے پاس آدھہ گھنٹہ ہے۔ اس سے پہلے میرے پاس اعظم چیمہ صاحب کا نام آیا ہے' خواجہ صاحب بھی بسم اللہ کریں۔

جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو، جناب والا! میں بھی اس پر بات کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی معظم جہاں زیب وٹو صاحب۔ چار مقرر ہو گئے۔

وزیر قانون، جناب والا! سعید اکبر صاحب اور معظم وٹو صاحب کے بعد خواجہ صاحب کو اور اعظم چیمہ

صاحب کو ٹائم دے کر ختم کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ چار مقرر ہو گئے۔

وزیر قانون، ان چار کے علاوہ کوئی نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی یہ چار مقرر دس دس منٹ بولیں گے اور ان کے چالیس منٹ ہو جائیں گے، لیکن آدھ گھنٹہ بتایا ہے ۔ اگر پھر ضرورت ہوئی تو دس منٹ بڑھا لیں گے۔ لیکن آپ یہ دیکھ لیں کہ جمعہ بھی ہے۔ آپ دوستوں سے مشورہ کر لیں۔ میرے پاس چار نام ہو گئے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم(پیر سید محمد عارف حسین بخاری)، دو منٹ مجھے بھی دیے جائیں۔

جناب قام مقام سپیکر، مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن ٹائم دیکھ لیں ' جمعہ نہیں چھوڑا جا سکتا۔ اس ٹائم کے اندر اگر سارا ہاؤس بولنا چاہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں' اور آپ پر کوئی پابندی نہیں ۔لاءمنسٹر صاحب ! آپ اپنے دوستوں سے مشورہ کر کے مجھے بتا دیجیے' کیونکہ یہاں تو ہر دوست کہہ رہا ہے کہ مجھے دو منٹ ضرور دیں۔ تو میرے خیال میں یہ بات نہیں چلے گی۔اس وقت میرے پاس بھی چار نام تھے اور آپ نے بھی کہا تھا کہ چار نام ہیں ۔ اب مزید دوست کہہ رہے ہیں۔ میرے خیال میں یہ ممکن نہیں ہو گا۔

مولوی محمد سلطان عالم انصاری، جناب والا! یہ بہت اہم نوعیت کا مسئلہ ہے---

حاجی عمر فاروق ملک، پوائنٹ آف آرڈر۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! میری ایک درخواست ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، سردار صاحب! ملک صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں۔

حاجی عمر فاروق ملک، جناب والا! جمعہ کا خصوصی خیال رکھا جائے ورنہ ان کے کرتوت تو ایسے ہیں کہ ہم بولتے رہیں 'لیکن نماز کا خیال رکھا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں نے پہلے ہی کہہ دیا ہے۔ میری گزارش ہے کہ جو بات میں نے کہہ دی اگر آپ اسے دہرائیں گے تو وقت ضائع ہو گا۔ جی سردار صاحب ! آپ فرمائیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! جیسے لاءمنسٹر صاحب نے آپ کی خدمت میں تجویز پیش کی ہے کہ دو سپیکر اپوزیشن سے لے لیں اور دو حکومتی بنچز سے لے لیں تاکہ نماز کے وقت سے پہلے

ہی فارغ ہو جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' ہاؤس اس سے اتفاق کرتا ہے؟

آوازیں، اتفاق ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، تو پھر ٹھیک ہے ' اعظم چیمہ صاحب اور خواجہ ریاض محمود صاحب حکومتی بنچز سے اور اپوزیشن کی طرف سے سردار سعید اکبر خان اور محترم جہاں زیب احمد خان وٹو صاحب۔ جی سردار صاحب بسم اللہ کیجیے۔ ٹائم کا خیال رکھیے دس دس منٹ ہر مقرر کے لیے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میں نے oppose کیا ہے ' اس لیے میرے لیے کچھ وقت زیادہ ہونا چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر، سردار صاحب! آپ فرمائیں' میں رولز کے حساب سے چل رہا ہوں۔

جناب سعید اکبر خان، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O جناب سپیکر! مجھے اس بات کا افسوس ہے' اگر مجھے آج علم ہوتا کہ یہ قرارداد آنی ہے تو میں کافی ایسے اعداد و شمار اکٹھے کر کے اس ہاؤس میں پیش کرتا تاکہ میرے دوست اس سے مطمئن ہوتے۔ جناب سپیکر! مجھے اس پر قطعاً اعتراض نہیں کہ جو آدمی کرپشن کرے اسے کوئی سزا ہو۔ محاسبہ ہونا چاہیے۔ محاسبے کے علاوہ اب پوری قوم اس بات پر مصر ہے اور 1980ء کے بعد 1998ء تک اہل دین کے چراغ سے جن لوگوں میں راتوں رات تبدیلیاں آئی ہیں قوم ان کی وجوہات جاننا چاہتی ہے۔ جہاں سربراہ مملکت کی یا گورنمنٹ کے نمائندوں کی شاہ خرچیوں کی بات ہوتی ہے وہاں میں یہ بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں ایک ایک دن میں 66 اور 70 مرسڈیز لائی گئیں۔ وہ بھی اسی ایوان یا اس سے بالا ایوان کے کسی حکمران نے ایک ہی قلم سے 70 مرسڈیز منگوا لیں اور یہ نہ دیکھا کہ اس پر ملک کا کتنا سرمایہ خرچ ہوگا۔ جناب والا! 90 شاہراہ محل کی صورت میں کس نے آرائش کی اور وہ کس کی invention ہے؟ یہاں یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ اس وقت چار چار مرسڈیزیں اور ایک بلٹ پروف BMW جس کی اس وقت مالیت ڈیڑھ کروڑ تھی وہ بھی اسی صوبے کے کسی حکمران نے منگوائی تھی۔ جناب والا! جب وزیر اعظم صاحب نے تقریر فرمائی تھی کہ میں آج کے بعد اپنے اثاثوں میں کوئی اضافہ نہیں کروں گا تو فروری کے بعد چھ مہینوں میں دو شوگر ملیں تیار ہوئیں اور اسی سیزن میں انھوں نے crushing کی' یہ بات بھی ریکارڈ میں ہونی چاہیے۔ جناب سپیکر! 1993ء میں جب ایک غیر جانبدار وزیر اعظم آیا جس کا نام معین قریشی تھا۔ جب اس نے چارج سنبھالا تو اپنی

کیبنٹ میٹنگ اور تمام اداروں کو consult کرنے کے بعد ان کا پہلا بیان تھا کہ میاں نواز شریف نے اس ملک کی معیشت کو تباہ کر دیا ہے۔ جناب سپیکر! میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ اگر محترمہ بے نظیر وزیر اعظم نواز شریف پر کوئی الزام لگائے تو اس میں کوئی سیاست ملوث ہو گی۔ اگر محترم نواز شریف محترمہ بے نظیر پر کوئی الزام لگائے تو اس میں ان کی سیاست موجود ہو گی لیکن اگر کوئی غیر جانبدار وزیر اعظم یہ کہے ' جس کا کسی سیاسی پارٹی سے تعلق نہیں تھا جس کے کوئی سیاسی مقاصد نہیں تھے جو اس وقت کے دونوں لیڈروں کی consent سے وزیر اعظم بنا' اس نے پہلا بیان دیا کہ اس ملک کی معیشت کو سابقہ حکومت نے تباہ و برباد کر دیا ہے اور اس ملک کا خزانہ خالی ہے۔ میں اس کی بات مانوں' میں وزیر اعظم نواز شریف کی بات مانوں' میں محترمہ بے نظیر کی بات مانوں؟ میں سمجھتا ہوں کہ جو انصاف کرنے والے لوگ ہیں جو صاحب نظر لوگ ہیں وہ ضرور اس آدمی کی بات کو وزن دیں گے' اس آدمی کی بات کو preference دیں گے جو غیر جانبدار ہوگا۔ میں سیاسی آدمی ہوں اگر میں کوئی الزام لگاؤں گا تو اس کے پیچھے کوئی background ہو گی اس کے پیچھے ضرور میرے اپنے مقاصد ہوں گے لیکن جو آدمی سیاست میں نہیں ہے جو کسی سیاسی جماعت کا رکن نہیں' جو imported آدمی ہے ' جو ان تمام معاملات کو جانتا ہے ' اگر وہ کوئی بات بتاتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ضرور کوئی حقیقت ہو گی۔

جناب سپیکر! میں یہاں یہ defend کرنے کے لیے نہیں کھڑا ہوا کہ کون غلط ہے کون صحیح ہے؟ لیکن میں یہ کہنے کے لیے کھڑا ہوا ہوں کہ احتساب 1990ء سے کیوں شروع کرتے ہو؟ جناب سپیکر! ہم جتنے ممبران یہاں ہاؤس میں موجود ہیں اس میں سے اکثریت ایسے ممبران کی ہے جو 1985ء سے منتخب ہوئے ہیں۔ اگر آپ 1947ء سے احتساب شروع نہیں کر سکتے تو 1985ء سے ہی شروع کر دیں۔ کیا حکمت ہے کہ 1990ء سے آپ احتساب شروع کر رہے ہیں؟ جناب والا! اس میں کیا خرابی ہے اس میں کس کا نام آتا ہے اور کون اس میں مجرم بنتے ہیں؟ آپ کیوں احتساب کو پبلک میں مشکوک بنا رہے ہیں۔ جب آپ احتساب کرتے ہیں تو اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ ایک نیوٹرل باڈی بنائی جائے جو کسی کے بھی ماتحت نہ ہو۔ جب انڈیا کی انویسٹی گیشن ایجنسی CBI وہاں کے وزیر اعلیٰ کے خلاف بھی انویسٹی گیشن کرتی ہے تو وزیر اعلیٰ کو مستعفی ہونا پڑتا ہے۔ اسی پارٹی کا وزیر اعظم ہوتا ہے لیکن وہ بھی اس معاملے میں بے بس ہوتا ہے۔ جناب سپیکر! احتساب اس کا نام نہیں ہے کہ ایک

آدمی وزیراعظم سیکرٹریٹ میں بیٹھ کر احتساب کرے۔ احتساب اس کا نام ہے کہ جس آدمی کو آپ احتساب کمشنر بنائیں احتساب کا انچارج بنائیں تو اس کی ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے جج کی طرح شرائط ملازمت بنائیں۔ وہ کسی کے ماتحت نہ ہو' وہ کسی کو جواب دہ نہ ہو اور اس کا tenure مقرر ہو۔ اگر اس نے پانچ سال کے لیے رہنا ہے تو وہ پانچ سال تک رہے۔ یہ نہیں کہ احتساب اپنے پروردوں سے کرواؤ۔ پھر عوام کو بے وقوف بناؤ کہ ہم احتساب کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی شکریہ۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں نے کافی باتیں کرنی ہیں -----

جناب قائم مقام سپیکر، سعید اکبر خان صاحب' بہت مہربانی۔ دس منٹ کا وقت مقرر ہے۔ ویسے میں آپ کی توجہ اس طرف دلاؤں گا کہ غالباً آپ نے قرار داد غور سے سنی ہی نہیں۔ آپ اس بات پر بڑا زور دے رہے ہیں کہ احتساب 1990ء سے شروع کیا جائے۔ یہاں تو یہ mention نہیں کیا گیا کہ 1990ء سے شروع کیا جائے۔ انھوں نے تو اپنی قرار داد میں کہا ہے کہ جو قومی لوٹی ہوئی رقوم ہیں وہ قومی خزانے میں واپس لائی جائیں۔ آپ کو اس بات سے کیوں خدشہ ہے؟ یہاں تو یہ mention ہی نہیں ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! احتساب کی جو باڈی ہے اس نے یہ رقوم واپس لائی ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ وہ غیر جانب دار ہو اور اس کو زیادہ بااختیار بنایا جائے۔ اس کو اس پوزیشن میں لاؤ کہ کم از کم وہ 1985ء سے احتساب کر سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔ چودھری محمد اعظم چیمہ۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب والا! آج ایک قرار داد پیش ہوئی۔ اس ہاؤس کو آئینی طور پر یہ حق حاصل ہے کہ مرکزی حکومت سے استدعا کرے کہ فلاں فلاں کام ملکی مفاد کے لیے ضروری ہیں۔ اس لحاظ سے آج یہ قرار داد پیش ہوئی ہے اور میرے فاضل دوست تحریک کی مخالفت کرتے وقت اس کا متن اچھے طریقے سے نہیں پڑھ سکے۔ جناب والا! اس میں ایک لائن ہے کہ "لوٹ کھسوٹ میں ملوث افراد کو قوم کے سامنے بے نقاب کرنے کے لیے حکومت اقدامات کرے"۔ جہاں تک یہ بات ہے کہ کس نے لوٹا ہے اور کس طرح لوٹا گیا ہے اسی لیے تو قرارداد پیش کی گئی ہے اور قوم ان ناموں کو بے نقاب کرنے کا مطالبہ کر رہی ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ وہ لوگ بے نقاب ہوں گے۔ میں آپ سے اجازت

مانگ کر یہ جسارت کرتا ہوں کہ اس تحریک میں یہ ایزاد کر دیا جائے کہ" ان ناموں کا فی الفور اعلان کیا جائے" اور اس کے بعد ہاؤس سے اجازت طلب کی جائے۔ باقی قرار داد کے بارے میں میری معروضات یہ ہیں کہ آج اسمبلی میں ایک سوال پیش ہوا۔ میرے فاضل دوست کو اس طرف بیٹھتے ہوئے اس پر غور کرنا چاہیے تھا کہ کتنی کاریں خریدی گئیں' وساوے والا میں کیا کیا بنا اور پتوکی میں کیا بنا؟ اس پر غور کرنے کے بعد نام برائے نام لینا سیاست کو بھکانا' یہ بھی اصول کے منافی ہے۔ جناب والا! قرض لینا بھی کوئی جرم نہیں' اس ملک میں کارخانے بنانا کوئی جرم نہیں البتہ دولت کو لوٹ کر بیرون ملک لے جانا اور بیرون ملک میں اکاؤنٹ کھلوانا' بیرون ملک جا کر لاکرز کھلوانا جرم ہے۔ وہ لوگ جو ملک میں قرضہ لے کر کارخانے بناتے ہیں اس ملک کے مفاد میں ہیں۔ اب بھی وہ کارخانے موجود ہیں۔ اگر اس میں کچھ ادائیگی کی کمی ہے اگر سود کی ادائیگی کی کمی ہے تو ان لوگوں کا احاطہ کیا جا سکتا ہے۔ میں مرکز کی بات نہیں کرتا' پنجاب کی بات کرتا ہوں۔ جناب والا! ہم نے یہاں پر ایسے وزیر اعلیٰ دیکھے ہیں جنھوں نے حج بھی یہاں سے کیا اور وہاں سے اتنا مال لائے اور اپنی بیویوں کے لیے وہاں سے تحفے لا کر دیے ۔جناب والا! یہاں پر وزیراعلیٰ ایسے بھی رہے جنھوں نے اولادوں کی شادیاں بھی یہاں سے کیں اور وہ شادیاں کرتے وقت 7۔ کپ روڈ کو اس طرح سے بھکایا جس کی دنیا میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ اس کے علاوہ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جنھوں نے اس ملک کو اتنی بے دردی سے لوٹا ہے۔ جناب والا! بجائے اس کے کہ اس قرار داد پر لمبی بحث کی جائے اور شاید ان کی دل آزاری بھی ہو حالانکہ میں حقیقت بیان کر رہا ہوں۔ صرف مرکزی حکومت سے یہ استدعا کی جا رہی ہے کہ ان سے دولت واپس لی جائے ان کو بے نقاب کیا جائے۔ ان کے نام بتائے جائیں اس پر آپ نے ووٹنگ طلب کرنی ہے۔جب ریزولیوشن مرکزی حکومت کے پاس جائے گا تو وہ اس پر عمل درآمد کرے گی۔اگر کسی کو احتساب والوں سے کوئی گلہ ہے اور کسی کے پاس کوئی ثبوت ہے تو خواہ میاں نواز شریف کے خلاف ہی کیوں نہ ہو' یا میاں شہباز شریف کے خلاف کوئی ثبوت ہے تو آپ احتساب والوں کو درخواست دیں ان کو ثبوت دیں وہ ان کے خلاف کارروائی کریں گے۔ لاکرز آپ کے ٹوٹ رہے ہیں' پیسے آپ سے نکل رہے ہیں' سوئس اکاؤنٹس آپ کے بند ہو رہے ہیں۔ آج کے وقفۂ سوالات میں جواب دیکھ لیں کہ کتنی کاریں خریدی گئیں' کتنے مکان خریدے گئے؟ نام تو پہلے ہی ظاہر ہو رہے ہیں۔ اگر دوبارہ نام پڑھنے ہیں وہ تو پھر repetition ہو گی۔میری صرف آپ سے یہ درخواست ہے کہ

اس ریزولیوشن پر ووٹنگ کروائی جائے اور ریزولیوشن مرکزی حکومت کو بھجوایا جائے۔ آج شاید اجلاس بھی ختم ہونے والا ہے جمعہ مبارک کا وقت ہونے والا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ یہ ریزولیوشن ان کے پاس بھیجا جائے اور یہ معاملہ طے کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ چیمہ صاحب۔ معظم جہاں زیب احمد خان وٹو صاحب۔

جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو، شکریہ جناب سپیکر! جناب والا آج یہ ریزولیوشن جناب اختر محمود ایڈووکیٹ اور جناب ارشد عمران سلہری صاحب نے پیش کیا ہے کہ ملکی خزانے سے لوٹی ہوئی دولت واپس خزانے میں جمع کروائی جائے اور جن لوگوں نے قومی خزانے کو لوٹا ہے ان سے حساب لیا جائے۔

جناب والا! اس ایوان کا اس بات پر اتفاق ہے' مجھے بھی اتفاق ہے اور ہر محب وطن شہری' وہ شہری جو اس ملک سے محبت کرتا ہے اور اس ملک کا درد اپنے دل میں رکھتا ہے وہ اس بات سے اتفاق کرے گا کہ قومی دولت جس شخص نے بھی لوٹی ہے اس سے حساب لیا جائے اور لوٹی ہوئی دولت واپس خزانے میں جمع کروائی جائے۔ میرے محترم دوستوں نے 7۔ کلب روڈ کا ذکر کیا کہ وہاں پر توسیع ہوئی۔ یہ کیوں بھول گئے کہ 90 ۔ شاہراہ قائد اعظم میں مغلیہ شہزادوں کی زندگی کس نے گزاری۔ وہاں پر مغلیہ شہزادوں کے پورٹریٹ کس نے لگوائے اور پنجاب ہاؤس اسلام آباد میں کروڑوں روپے کس نے خرچ کیا؟ جناب والا! جب 7 کلب کی extension کا ذکر آیا تو ان جگہوں کا ذکر کیوں نہ آیا؟ مری میں گورنمنٹ ہاؤس پر کروڑوں روپے کس نے خرچ کیے؟ صوبے میں پولیٹیکل کرپشن کا آغاز کس نے کیا؟ جناب والا! میں صرف ایک fact بتانا چاہوں گا۔ چیف منسٹر کی جو discretionary powers ہوتی ہیں وہ پہلے 20 لاکھ تھی اس کو 20 لاکھ روپے سے بڑھا کر 4 کروڑ روپے کس نے کیا؟ صرف اس بات کو determine کر لیا جائے تو اندازہ ہو جائے گا کہ اس ملک میں کرپشن کی سیاست کا آغاز کس بندے نے کیا۔ اس چیز کو شروع کرنے والا کون ہے؟ اس کے بعد بات آگے سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ جناب والا! صرف ایک fact جو میں نے عرض کیا ہے اس کو determine کیا جائے تو ساری صورت حال سامنے آ جائے گی۔ دو فیکٹریوں سے چالیس فیکٹریاں کس شخص نے بنائیں؟ یہ ایک fact ہمارے سامنے موجود ہے۔ راتوں رات دو تین سالوں میں چار فیکٹریوں سے چالیس فیکٹریاں کس طرح بن جاتی ہیں؟ اس چیز کو دیکھا جائے۔ کیا یہ ممکن ہے؟ باقی businessman بھی اس ملک میں

business کرتے ہیں وہ اتنی ترقی کیوں نہیں کرتے؟ وہ راتوں رات تین چار سالوں میں چالیس پچاس فیکٹریوں کے مالک کیوں نہیں بن جاتے؟ اس میں سرکاری وسائل کو استعمال کیا گیا ہے' ملکی خزانے کو لوٹا گیا ہے۔ اور ایک ہی رات میں چھ سو پلاٹ کس نے الاٹ کیے؟ جناب والا! اس چیز کا ذکر بھی تو آئے۔ جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے میں نہ تو پچھلے دور حکومت میں اس اسمبلی کا ممبر تھا اور نہ ہی کوئی سرکاری آفس میرے پاس تھا۔ اب میں اس اسمبلی کا ممبر ہوں' میں جواب دہ ہوں پنجاب کے عوام کو اور اس ایوان کے سامنے بھی جواب دہ ہوں۔ میرا conduct اگر ایسا ہے تو بات کریں میں اس کا جواب دہ ہوں۔ لیکن سابق چیف منسٹر جو اس وقت پنجاب اسمبلی کے ممبر بھی نہیں ہیں اگر ان کی موجودگی میں کوئی الزام لگایا جاتا تو بہتر تھا تاکہ وہ اس کا جواب دے سکتے۔ چھ چھ سو پلاٹ ایک ہی رات میں دیے جاتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر، آرڈر پلیز۔

جناب منظم جہانزیب احمد خان وٹو، مرسڈیز import کی جاتی ہیں۔ جناب والا! میری گزارش کا مقصد یہی ہے کہ جس شخص نے بھی کرپشن کی ہے' اس ملک کے خزانے کو لوٹا ہے اس سے حساب لیا جائے۔ پچھلے تین سال نکال کر صوبہ پنجاب میں آپ دیکھیں کہ 1985ء سے مارشل لاء lift ہوا اور democracy اس ملک میں بحال ہوئی۔ 1985ء تا 1998ء تک تو صوبے میں ایک ہی پارٹی کی حکومت رہی ہے' صرف ان تین سالوں کو نکال دیا جائے' 1993/1994/1995 ان تین سالوں کو نکال دیا جائے تو باقی حکومت کس کی رہی ہے؟ آپ حساب کس سے مانگتے ہیں؟ اپنے آپ سے حساب مانگیں۔ حکومت تو صرف ایک پارٹی کی رہی ہے اگر ان تین سالوں کو نکال دیا جائے تو۔ جناب والا! accountability تب ہوگی جب accountability کرنے والے لوگوں کے ایمان تازہ ہوں گے' وہ نیک نیت لوگ ہوں گے۔ جن لوگوں کے دامن خود داغ دار ہیں وہ accountability کیا کریں گے؟ آج اس ملک کا بچہ بچہ کہتا ہے کہ احتساب 1985ء سے شروع کیوں نہیں کرتے جب سے democracy بحال ہوئی؟ کیوں احتساب 1990ء سے شروع کرتے ہیں؟ (مداخلت)

جناب قائم مقام سپیکر، میری صرف یہ گزارش ہے کہ آپ ٹائم دیکھ لیں اگر آپ نماز نہیں پڑھنا چاہتے تو مداخلت کیجیے میں وقت بڑھاتا جاؤں گا۔ ہم نے وہ فرض بھی ادا کرنا ہے اس کارروائی کو چلنے دیں صرف ایک سپیکر بتایا ہے' پھر یہ question put ہونا ہے۔ میری گزارش ہے کہ آپ مہربانی

کریں اور ان کو مخل نہ کریں۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب والا! میں اپنی بات ختم کر رہا ہوں۔

میاں عبدالستار، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، میاں صاحب! اگر آپ چاہتے ہیں تو بسم اللہ۔ میں تو وقت پر کسی کو بٹھا کے چلا جاؤں گا۔ آپ کیجیے جو کرنا ہے۔

میاں عبدالستار، جناب ایک بات کرنی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں جی آپ بیس باتیں کیجیے۔ اگر آپ کا پوائنٹ آف آرڈر valid ہے تو ضرور کہیں۔

میاں عبدالستار، معظم وٹو صاحب نے جو اظہار خیال کیا ہے اس کے جواب میں صرف ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔ پنجابی میں کہتے ہیں "چور یا پھر چور ہی چور۔"

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تو کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ چلیں جی میرے خیال میں آپ وائنڈ اپ کرلیں۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب والا! میں صرف ایک بات کرکے ختم کروں گا۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ وقت واقعی کم ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ تو کبھی مسجد نہیں گئے' آپ کو کیا؟

چودھری محمد اعظم چیمہ، نہیں وہ تو میرے دوست کہہ رہے ہیں کہ گھر والے کی ساری عمر اور چور کا صرف آدھ گھنٹہ کافی ہوتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی میاں صاحب' فرمائیے۔

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، جناب والا! یہ ایسے ہی کئی غیر ضروری باتیں بیچ میں آ گئیں۔ میرا کہنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ اس پراسس کو شفاف بنانے کے لیے جس طرح ہمارے ہمسایہ ملک ہندوستان میں ایک ادارہ بنایا گیا ہے ویسا ایک independent ادارہ بنایا جائے۔ جو بھی شخص کرپشن میں ملوث ہے خواہ وہ چیف منسٹر ہے خواہ وہ پرائم منسٹر ہے خواہ وہ کتنا ہی طاقت ور ہے وہ ادارہ اس کا احتساب کر سکے ' اس ادارے میں غیر جانب دار لوگ آئیں۔ اس میں سیف الرحمان جیسے

controversial لوگ نہ ہوں، اس میں نیک نیت ، غیر جانب دار اور غیر سیاسی لوگ ہوں۔ ہماری جوڈیشری میں اس کے لیے بڑے ہی ایمان دار لوگ مل جائیں گے۔ کیا ہمیں کوئی اور شخص نہیں ملا تھا سوائے سیف الرحمان کے کہ اس کو اس Accountability Cell کا چیئرمین بنایا گیا ہے اور وہ آج اس ملک کی accountability کر رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ، مہربانی۔ جناب خواجہ ریاض محمود صاحب۔

مولوی محمد سلطان عالم انصاری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی فرمائیے۔

مولوی محمد سلطان عالم انصاری، جناب والا! اس وقت دونوں اطراف سے اس قرار داد پر کافی کچھ کہا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جناب وٹو صاحب اور دوسری طرف سے بھی جو باتیں کہی گئی ہیں اس میں انھوں نے اس قرار داد کی مخالفت میں کچھ نہیں کہا۔ بلکہ انھوں نے کہا ہے کہ اس قرار داد کو refer کرنے اور اس ملک کی لوٹی ہوئی دولت کو وصول کرنے کے لیے جو بھی کارروائی کی جائے اس پر انھیں کوئی اعتراض نہیں۔ اس کے بعد میں سمجھتا ہوں اس پر مزید بحث کی گنجائش نہیں اور قرار داد پر ووٹنگ کی ضرورت بھی نہیں۔ اس کو متفقہ طور پر منظور کرتے ہوئے مرکز کو بھیجا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی مہربانی شکریہ آپ تشریف رکھیے۔ جی خواجہ صاحب۔ وقت دس منٹ مزید بڑھایا جاتا ہے۔

خواجہ ریاض محمود، میں انشاء اللہ تعالیٰ دس منٹ سے پہلے ہی اپنی بات کو ختم کرلوں گا۔ میں اپنے محترم بھائی اختر محمود ایڈووکیٹ صاحب کو جو زیر بحث تحریک کے محرک ہیں اور حال ہی میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرکے تشریف لائے ہیں۔ اور انھوں نے جس دکھ بھرے انداز میں اس ملک میں لوٹ مار کا ذکر کیا، سیاست دانوں کی لوٹ مار کا ذکر کیا، اور جس طرح انھوں نے اس لوٹ مار کا ذکر کرتے ہوئے میرے دل کو چیرا، جناب والا! میرے جگر کے ایک گوشے سے خون بہہ رہا ہے کہ قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاکستان کو ساڑھے تین سال کے عرصے میں پیپلز پارٹی کے لٹیرے ڈاکوؤں نے جس طرح لوٹا اس کو دیکھ کر ڈاکو بھی شرما جائے۔ انھوں نے اس طرح دو دو ہاتھوں سے لوٹا۔ اور اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ بنچ چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں۔ یہاں پر اب اپوزیشن کے بنچ پر کوئی بھی رکن موجود نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

[illegible] میں مروں گا۔ خود ان کے ووٹوں سے بنے ہوئے صدر فاروق لغاری نے آخری statement میں یہ کہا کہ میرے کئی مرتبہ روکنے کے باوجود بے نظیر حکومت کرپشن سے باز نہیں آ رہی۔ زرداری بڑے بڑے کمیشن کے سودے کرنے سے باز نہیں آ رہا۔ اور اب میرے پاس اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے کہ مجھے انھوں نے بنایا اور میں ان کو dismiss کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین) اس سے بڑا ان کی کرپشن کا اور کوئی ثبوت نہیں ہے کہ جو شخص بھٹو کے پاؤں میں بیٹھتا تھا جس کا نام فاروق لغاری تھا' ان کا جیالا تھا وہ بھی ان کی کرپشن دیکھ کر تھرتھرا اٹھا اور اس نے ان کی حکومت کو dismiss کر دیا۔ اب وہی چور لٹیرے چھپے ہوئے ہیں۔ علاقوں میں اب ان کی یہ پوزیشن ہے کہ کوئی ان کو اب دو آنے کا تیل بھی ادھار نہیں دیتا۔ انھوں نے جو تباہی کی ہے۔ کرپشن جس بری طرح کی ہے اسی بری طرح قوم نے ان کو الیکشنوں میں مسترد کیا ہے کہ پاکستان کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ لوگ اندھے نہیں ہیں' وہ ہمیں بھی چودہ ماہ سے دیکھ رہے ہیں ان کو بھی انھوں نے دیکھا ہے۔ میرے قابل احترام سپیکر صاحب! میں یہ بات کروں گا کہ ہمیں جذبات میں نہیں آنا چاہیے۔ یہ ایک موثر قسم کی قرار داد ہے' میں یہ سمجھتا ہوں کہ نہ صرف یہ ہاؤس بلکہ پورے پاکستان کے عوام اس وقت اس قرار داد کی حمایت کر رہے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ قائداعظم کے پاکستان کو جن لوگوں نے لوٹا' ان کو کٹہروں میں کھڑا کر کے سر عام سخت ترین سزائیں دی جائیں۔ جناب سپیکر! اس لیے میں آپ سے درخواست کروں گا کہ خان صاحب نے بار بار 1985ء،1984ء،1983ء اور 1987ء کی بات کی۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ جو بھی تاریخ کہتے ہیں' اسی تاریخ سے احتساب شروع کیا جائے۔ ہر اس شخص کا احتساب کیا جائے جس نے اس ملک کو لوٹا ہے۔ اس میں رو رعایت والی کوئی بات نہیں۔ میں یہ بات دعوے سے کہتا ہوں کہ ہماری مسلم لیگ کی موجودہ حکومت نے خدا کے فضل و کرم سے 14 ماہ کے اندر اس کرپشن کے بہتے ہوئے دریا کو روکا ہے۔ پچھلے 14 ماہ کے دوران مسلم لیگی کارکنوں' عہدے داروں' ایم پی ایز' ایم این ایز اور سینیٹرز نے خدا کے فضل و کرم سے اس ملک کی تعمیر و ترقی کے لیے انتہائی ایمان داری کے ساتھ کردار ادا کیا ہے۔ ان پر کوئی داغ نہیں لگ سکتا۔

جناب سپیکر! میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ معظم وٹو صاحب نے بات کی کہ 2 سے 40 ملیں کیسے لگ گئیں۔ آپ کے پچھلے ساڑھے تین سالہ دور حکومت میں' جب الف سے ی تک اختیار

واقتدار آپ کے پاس تھا، تمہارے والد گرامی یا تمہارے والد گرامی کی لیڈر بے نظیر جو بد دیانی سے 10 روپے بھی نواز شریف کے خلاف ثابت نہیں کر سکی۔ اب تم کیا بات کرتے ہو؟ اگر انھوں نے اس ملک کے بنکوں سے قواعد و ضوابط کے تحت قرضے لے کر ملیں لگائی ہیں اور لاکھوں انسان کو وہاں روزگار دیا ہے، تو کوئی جرم نہیں کیا؟ اگر انھوں نے کوئی غیر قانونی بات کی تھی تم ان کو پکڑتے۔ اگر تم نے نہیں پکڑا، تو تم جھوٹ بول رہے ہو۔ تمہارے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اللہ کے فضل و کرم سے جھوٹ، جھوٹ اور سچ، سچ ہوتا ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ سے یہ بات کروں گا کہ موجودہ حکومت نے احتساب کے نام پر لوگوں سے ووٹ لیے۔ اس ملک سے سیاسی کرپشن ختم کرنے کے لیے نعرہ دیا، لیکن 14 ماہ میں کوئی موثر احتساب سامنے نہیں آیا۔ میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ اس تحریک کی روشنی میں حکومت سے یہ پوچھا جائے کہ ساڑھے تین سال میں پچھلی حکومت نے جس طرح اس ملک کو لوٹا۔ موجودہ حکومت اس لوٹ مار کے احتساب کے سلسلے میں کیا کر رہی ہے؟ حکومت لوٹنے والوں کے خلاف کیا کارروائی کر رہی ہے اور کیا مقدمات بنا رہی ہے؟ اس کا ریکارڈ عوام کے نمائندوں کے سامنے اسمبلی میں پیش کیا جائے۔ اس کے بعد یہ فیصلہ ہوگا کہ کس نے ملک کو لوٹا۔ میں آخر میں عرض کروں گا،

جہاں فقیروں کو گھیر لیتی ہے ناگہاں گردش زمانہ
وہاں سے رستہ ضرور جاتا ہے کوئی سوئے شراب خانہ
یہ شام کے سائے ڈس نہ جائیں، عدم کہیں سے شراب لاؤ
کچھ ایسا محسوس ہو رہا ہے، جیسے بجھا ہوا ہے چراغ خانہ

جناب قائم مقام سپیکر، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے،

"کہ یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ قوم کی لوٹی ہوئی دولت قومی خزانے میں واپس لانے اور اس لوٹ کھسوٹ میں ملوث افراد کو قوم کے سامنے بے نقاب کرنے کے لیے حکومت اقدامات کرے اور اس کو اولین ترجیح قرار دیا جائے۔ قومی دولت لوٹنے والے سیاسی منصب کا غلط استعمال کرتے ہوئے، قومی خزانے کو عیش و عشرت اور الوں تلوں پر ضائع کر کے قومی خزانے کو نقصان پہنچانے والوں کے خلاف مؤثر اقدامات کیے جائیں۔ ان کے سیاسی مرتبہ کا لحاظ کیے

بغیر ان کو بے نقاب کرتے ہوئے کیفر کردار تک پہنچایا جائے اور اسے اولین قومی ترجیح قرار دیا جائے، تاکہ آئندہ کسی کو قومی خزانہ لوٹنے کی جرأت نہ ہو۔"

(قرارداد منظور ہوئی) (نعرہ ہائے تحسین)

مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم، میں تحریک پیش کرتا ہوں،

کہ سوال نمبر 344 پیش کردہ میاں عبدالستار ایم پی اے، پی پی 234 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 4 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31-05-1998 تک توسیع کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، قرار داد پیش کی گئی اور سوال یہ ہے،

کہ سوال نمبر 344 پیش کردہ میاں عبدالستار ایم پی اے، پی پی 234 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 4 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31-05-1998 تک توسیع کی جائے۔

(قرارداد منظور ہوئی)

وزیر قانون، میں ہاؤس کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ Assurance Committee کے ارکان کی فہرست ایوان میں پیش کر دی گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر،

"In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, **SHAHID HAMID**, Governor of the Punjab, hereby prorogue the Assembly with effect from April 24, 1998 on the termination of the sitting on that day."